طاغوت من طواغیت ابلیس و اماقولک انی امالی علیک مصر د خلیلاوٌ رجالا فو اللہ ان لم اشغلک بنفسک حتی تکون اھم الیک لذوجد و السلام۔

''یعنی مجھے تعجب ہے کہ تو مجھے فریب دینا چاہتا ہے اور تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تیرے دام وتزویر میں آ جاؤں گا اور تو مجھے اپنی کوششوں سے شکست دے دے گا۔ کیا تو مجھ سے امید رکھتا ہے کہ میں اس شخص کی اطاعت سے نکل جاؤں گا جو امارت کے لئے بہترین آدمیوں میں سے ہے اور زیادہ سچ کہنے والا ہے اور راہ حق کا بہت بڑا ہادی ہے اور از روئے تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور مجھ کو اپنی اطاعت میں داخل ہونے کا حکم دیتا ہے کس کی اطاعت؟ جو اس امر میں لوگوں سے بعید تر ہے اور بہت بڑا مکار اور بہت بڑا گمراہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از روئے قرابت وتعلق کے بہت بعید ہے گمراہ اور گمراہ کرنے والے کا ایک لڑکا ایک طاغوت طواغیت ابلیس سے ہے اور تیرا یہ کہنا کہ میں تیری امداد پر مصر کو پیادوں اور سواروں سے بھرنے والا ہوں پس واللہ اگر میں نے تجھے ایسا مصروف نہ کر دیا کہ تجھے جان کے لالے نہ پڑ جائیں تو یہ سمجھنا کہ تو بڑا خوش نصیب ہے والسلام''۔

امیر معاویہ کی حکمت عملی: معاویہ کو اس خط سے ناامیدی ہوگئی اور انہوں نے قیس کو امیر المؤمنین علیؓ کا ہمدرد و مطیع سمجھ لیا مگر اس موقع پر اس امر کا اظہار نامناسب خیال کر کے یہ کہنا شروع کیا کہ قیس ہمارے ساتھی ہیں۔ ان کے خطوط اور قاصد ہمارے پاس آتے ہیں وقتاً فوقتاً اہم امور میں اپنی رائے لکھ بھیجتے ہیں تم لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم تمہارے ان بھائیوں کے ساتھ جو خون عثمانؓ کے طالب ہیں کیا برتاؤ کرتے ہیں۔ ان کو وظائف اور ان کی تنخواہیں برابر دیئے جاتے ہیں اور عزت سے رکھتے ہیں۔

قیس بن سعد کی معزولی: محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر اور ان لوگوں نے جو مخبری کی غرض سے شام میں تھے واپس ہو کر امیر المؤمنین علی کو مطلع کیا آپ نے اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر کو ان حالات سے مطلع کیا۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا اے امیر المؤمنین جو امر آپ کو پریشانی میں ڈالتا ہو اس کو چھوڑ دیجئے اور جس میں آپ کو اطمینان ہو اس پر عمل کیجئے۔ مصلحت یہ ہے کہ قیس بن سعد کو حکومتِ مصر سے معزول کر دیجئے''۔ امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا مجھ کو قیس کی صداقت پر شبہ ہے عبداللہ بن جعفر بولے آپ اس کو معزول کر دیجئے اگر یہ واقعہ صحیح ہوگا تو وہ آپ ہی پشیمان ہوگا۔ یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ قیس کی عرضداشت آ پہنچی جس میں غیر جانبدار اور آزاد رہنے والوں کے حالات لکھے تھے اور ان سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ ابن جعفر نے کہا ''آپ اس کو ان سے لڑنے کا حکم دیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ لوگ خطرناک ہو جائیں''۔ چنانچہ امیر المؤمنین علیؓ نے قیس کو غیر جانبدار اور آزاد رہنے والوں سے جنگ کرنے کو لکھ بھیجا۔ قیس بن سعد نے اس کی مخالفت کی جواب میں لکھا کہ فی الحال وہ لوگ غیر جانبدار ہیں لیکن اگر وہ ہم سے اعلانِ جنگ کر دیں گے تو وہ آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر مقابلہ کریں گے مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے حال پر چھوڑ دیئے جائیں ابن جعفر نے خط پڑھ کر کہا آپ قیس کو معزول کرنے میں تاخیر نہ کیجئے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے خود فرمایئے۔ (محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن جعفر کے اخیافی بھائی تھے) چنانچہ امیر المؤمنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو والی مصر مقرر کر کے روانہ کیا بعض کہتے ہیں کہ ان کی روانگی کے پیشتر اشتر

نخعی کو امیر مصر مقرر کر کے بھیجا تھا۔ جب اثناء راہ اشتر نخعی مرگیا تو محمد بن ابی بکر کو روانہ کیا۔

قیس بن سعد کی کوفہ کو روانگی: محمد نے مصر میں پہنچ کر امیر المؤمنین علی کا فرمان قیس بن سعد کو دکھلایا قیس بن سعد ملول خاطر ہو کر مصر سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ مدینہ میں مروان بن الحکم تھا اس نے قیس کو دھمکایا اور سہیل بن حنیف مدینہ سے امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں کوفہ چلے آئے مروان بن الحکم کو معاویہ نے عتاب آموز خط لکھا جس کا ایک فقرہ یہ تھا: لو امددت علیا بمائة الف مقاتل کان ایسر علی من قیس بن سعد ''یعنی اگر تو علی کی مدد ایک لاکھ جنگ آوروں سے کرتا تو مجھے گوارہ تھا اس سے کہ قیس بن سعد علی کے پاس چلے گئے''۔ الغرض قیس نے امیر المؤمنین علی کے پاس پہنچ کر کل واقعات بیان کیے امیر المؤمنین نے ان کے عذرات اور دلائل غور سے سنے اور آئندہ ہر کام میں ان سے مشورہ لینے لگے۔

محمد بن ابی بکر کا مصر کی امارت پر تقرر: محمد بن ابی بکر نے امیر المؤمنین علیؓ کا خط مصریوں کو پڑھ کر سنایا۔ رؤسا شہر کو جمع کر کے خطبہ دیا بعد ازاں اس گروہ سے کہلا بھیجا (جو بیعت کی بابت سکوت اختیار کیے ہوئے تھے اور جن کو قیس نے مہلت دے رکھی تھی) کہ تم لوگ ہماری اطاعت قبول کر لو اور امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت میں داخل ہو یا ہمارا ملک چھوڑ دو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ''ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں عجلت نہ کرو بالفعل ہم کو چند دنوں کی مہلت دو ہم انجام کار پر غور کر لیں تو تمہاری اطاعت قبول کریں''۔ محمد بن بکر نے ان کو مہلت نہ دی ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا انتظام معقول کر لیا۔ پس جب واقعہ صفین ختم ہو گیا اور فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے گئے تو ان لوگوں نے علم بغاوت بلند کیا اور محمد بن ابی بکر کی طرف بڑھے۔ محمد بن ابی بکر نے ایک لشکر بسرداری حرث بن جمہان ان کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یزید بن حرث کنانی نے (فریق ثانی کا سردار تھا) حرث کو شکست دی اثنائے دار و گیر میں حرث مارا گیا محمد بن ابی بکر نے دوسرا لشکر بسر کردگی ابن مضاہم کلبی روانہ کیا ان لوگوں نے ابن مضاہم کو بھی قتل کر ڈالا اور لشکر مصر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ: چونکہ عمرو بن العاص کو بلوائیان مصر کی کامیابی اور امیر المؤمنین عثمانؓ کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اس وجہ سے مع اپنے دونوں لڑکوں عبداللہ اور محمد کے مدینہ سے فلسطین چلے گئے پس جب امیر المؤمنین عثمان شہید ہو گئے۔ بے حال و پریشان روتے عورتوں کی طرح بین کرتے دمشق پہنچے۔ امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کا حال سنا اور زیادہ رنجیدہ ہوئے تھوڑے دنوں تک اس انتظار میں رہے کہ عوام الناس کیا کرتے ہیں پھر ام المؤمنین عائشہؓ اور طلحہ و زبیر (رضی اللہ عنہم) کی روانگی سے مطلع ہوئے اس سے ایک گونہ طبیعت کو شگفتگی پیدا ہوئی اس کے بعد ہی واقعہ جمل کی خبر سنائی دی اس سے ان کے حالات میں تذبذب پیدا ہوا۔ اتنے میں یہ سنا گیا کہ معاویہ گورنر شام امیر المؤمنین علیؓ کی بیعت کے مخالف ہیں اور ان کو امیر المؤمنین عثمانؓ کا شہید ہونا شاق گزرا ہے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر اچھل پڑے۔ لڑکوں سے معاویہ کے پاس جانے کا مشورہ کیا عبداللہ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ان کے بعد شیخین نے دنیا سے کوچ کیا اور یہ سب تم سے راضی و خوش گئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنا دامن بچائے ہوئے گھر میں بیٹھے رہو۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کا کسی ایک شخص پر اتفاق و اجماع ہو۔ محمد بولا ''تم عرب کے ممتاز اور عمائدین سے ہو یہ امیر کیسے متفق علیہ ہو سکتا ہے جب تک تم اس

میں دخل نہ دو گے''۔ عمرو بن العاص نے اپنے دونوں لڑکوں کی تقریریں سن کر کہا اے عبداللہ تم نے مجھے ایسے امر کی ہدایت کی ہے جس سے میرے دین کی بھلائی ہے اور اے محمد تم نے وہ رائے دی ہے جس سے دنیا کی بہتری اور آخرت کی برائی ہے یہ کہہ کر مع اپنے دونوں لڑکوں کے معاویہ کے پاس چلے گئے اہل شام اور معاویہ خون کا بدلہ لینے پر تلے ہوئے تھے۔ عمرو بن العاص دل ہی دل میں خوش ہوئے اور معاویہ کو مخاطب کر کے بولے تم لوگ حق پر ہو خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے۔ معاویہ نے مصلحتاً چند دنوں تک عمرو بن العاص سے ربط ضبط نہ بڑھایا پھر غور وفکر کر کے مل جل گئے اور اپنی حکومت کا ایک رکن بنالیا۔

جریر کی سفارت: امیر المؤمنین حضرت علیؓ جنگ جمل سے فارغ ہو کر بقصد شام کوفہ واپس آئے۔ جریر بن عبداللہ البجلی گورنر ہمدان اور اشعث بن قیس گورنر آذربائیجان کو (یہ دونوں امیر المؤمنین عثمانؓ کے مقرر کئے ہوئے تھے) لکھا تم مسلمانوں سے ہماری امارت کی بیعت لے کر ہمارے پاس چلے آؤ۔ پس جریر اور اشعث حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے جریر کو ایک خط دے کر معاویہ کے پاس بھیجا جس میں اپنی خلافت اور طلحہ وزبیر کی عہد شکنی کا حال لکھا تھا اور معاویہ کو بیعت خلافت کرنے کا حکم دیا تھا۔ جریر یہ خط لے کر معاویہ کے پاس پہنچے معاویہ نے جواب دینے میں تاخیر کی ایک مدت تک کچھ جواب نہ دیا مقصود یہ تھا کہ جریر اپنی آنکھوں سے اہل شام کی مستعدی' خون عثمان کے معاوضہ لینے کا جوش دیکھیں اور اپنے کانوں سے خون عثمان کا اتہام علی پر اہل شام کی زبان سے سنیں۔

حضرت علیؓ کے خلاف پروپیگنڈہ: اہل شام کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت نعمان بن بشیر' امیر المؤمنین عثمان کا خون آلودہ قمیص اور ان کی بیوی نائلہ کی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچے اور معاویہ نے لوگوں کو ابھارنے کی غرض سے قمیص کو منبر پر رکھا اور اس کے اوپر انگلیاں رکھیں۔ مسلمانان شام یہ دیکھ کر رو پڑے اور انہوں نے متفق ہو کر قسمیں کھائیں کہ جب تک خون عثمان کا معاوضہ نہ لیں گے اس وقت ٹھنڈا پانی نہ پئیں گے سوائے غسل جنابت کے پانی کو ہاتھ نہ لگائیں گے' نرم بچھونے پر نہ سوئیں گے اور جو شخص اس معاوضہ لینے میں سد راہ ہوگا اس کو قتل کریں گے۔

جریر کی واپسی: جریر یہ ماجرا دیکھ کر واپس ہوئے امیر المؤمنین علیؓ سے کل حالات بیان کئے اشتر[1] نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کو جریر کے بھیجنے پر نصیحت کی اور یہ کہا کہ جریر نے زیادہ دنوں تک شام میں اس غرض سے قیام کیا کہ اہل شام اپنا انتظام کر لیں جریر اس تقریر سے کشیدہ خاطر ہو کر قرقیسا اور معاویہ کی طلبی پر شام کو چلے گئے بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ شرجیل بن السمط الکندی کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو طلب کیا تھا عہد خلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ان دونوں میں اتحاد کے مراسم تھے۔

---

1 اشتر نے جریر کی روانگی کے وقت کہا تھا ''مجھے بھیجئے'' جریر آپ کا ہوا خواہ نہیں ہے لیکن امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے کچھ خیال نہ کیا پس جب جریر شام سے واپس آیا تو اشتر نے کہا اگر آپ مجھے بھیجتے تو میں معاویہ کو راضی کر کے بیعت لے لیتا۔ میں نے پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو نہ بھیجئے یہ مل جائے گا۔ اس کے جانے سے ایسا دروازہ کھل گیا جس کے کھلنے کی امید نہ تھی جریر نے جواب دیا اگر تم جاتے تو تم کو معاویہ قتل کر ڈالتے کیونکہ تم کو وہ قاتلین عثمانؓ میں شمار کرتا ہے۔ اشتر بولا اگر مجھے امیر المؤمنین اجازت دیتے تو میں تم جیسے آدمیوں کو قید کر دیتا۔ یہاں تک کہ یہ معاملہ طے ہو جاتا جریر اس تقریر سے رنجیدہ ہو کر قرقیسا چلے گئے اور معاویہ کو کل حالات لکھ بھیجے معاویہ نے ان کو اپنے پاس بلالیا۔

امیر معاویہ کا قصاصِ عثمان پر اصرار: عہد خلافت فاروقی میں شرجیل عراق میں سعد کے پاس بھیجے گئے سعد نے ان کی خاطر و مدارت کی اور اپنا ہم نشین و مقرب بنالیا۔ اشعث بن قیس کو شرجیل کا رسوخ ناگوار گزرا کشیدگی پیدا ہوئی جب جریر عراق سے مدینہ آنے لگے تو اشعث نے جریر سے شرجیل کی شکایت کرنے کی ہدایت کی لیکن انہوں نے بوجہ مراسم اتحاد شرجیل کی شکایت نہ کی پس جب جریر امیر المؤمنین علیؓ کا خط لے کر معاویہ کے پاس گئے تو شرجیل کی رائے سے معاویہ نے جواب تحریر کرنے میں تاخیر کی اور خون عثمانؓ کے معاوضہ لینے کا انتظام کرنے لگے۔ بعد چندے جب پھر مدینہ سے جریر کے قریقیسا آنے کی خبر معلوم ہوئی تو شرجیل کی تحریک سے معاویہ نے جریر کو اپنے پاس بلایا۔

جنگِ صفین کی تیاریاں: امیر المؤمنین علیؓ کوفہ میں ابومسعود انصاری کو بجائے اپنے مقرر کر کے نخیلہ تشریف لے گئے اور ترتیب لشکر میں مصروف ہوئے عبداللہ بن عباس اہل بصرہ کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ معاویہ کو اس کی خبر لگی وہ بھی آراستگی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ عمرو بن العاص نے معاویہ کو خط لکھا کہ اہل عراق میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے ان کی اجتماعی صورت باقی نہیں ہے چونکہ واقعہ جمل میں اہل بصرہ کے نامی گرامی سردار مارے گئے ہیں اس وجہ سے حضرت علیؓ کی مخالفت پر تل گئے ہیں علیؓ ایک قلیل گروہ لے کر نکلے ہیں''۔ معاویہ نے ایک علم عمرو بن العاص کے لئے اور ایک ایک ان کے لڑکوں عبداللہ اور محمد اور ان کے غلام وردان کے لئے روانہ کیا اور سامانِ جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف ہوئے۔

حضرت علیؓ کی بغرض جنگ روانگی: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے زیاد بن نضر حارثی کو بطور مقدمۃ الجیش معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس کے بعد چار ہزار کی جمعیت سے شریح بن ہانی کو بھیجا اور خود نخیلہ سے کوچ کر کے مدائن آئے یہاں سعد بن مسعود ثقفی (عم مختار) کو اپنا نائب مقرر کیا اور معقل بن قیس کو بسر کردگی تین ہزار لشکر آگے بڑھنے کا حکم دے کر یہ ہدایت کی کہ موصل ہوتے ہوئے رقہ میں مجھ سے مل جانا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد امیر المؤمنین علیؓ مدائن سے روانہ ہو کر رقہ پہنچے اہل رقہ نے پل بنا دیا آپ مع لشکر عبور فرما گئے فرات پر پہنچے تو زیاد اور شریح سے ملے ان کے پیچھے رہ جانے کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے معاویہ کی خبر سن کر اس خیال سے کہ معاویہ سے ایسی حالت میں مقابلہ نہ ہو جائے کہ معاویہ اور علیؓ میں دریا حائل ہو ہیت کی طرف لوٹ گئے اور وہاں سے دریائے فرات عبور کر کے امیر المؤمنین علی سے آ کر ملے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان کو پھر آگے بڑھنے کا حکم دیا جب یہ لوگ حدود روم میں پہنچے ابوالاعور السلمی امیر لشکر ملا اور شریح نے امیر المؤمنین علیؓ کو مطلع کیا۔ آپ نے اشتر کو روانگی کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ جس وقت تم زیاد اور شریح کے پاس پہنچ جاؤ تو زیاد و شریح کو میمنہ و میسرہ پر مامور کرنا اور تم خود پورے لشکر کی افسری کرنا لیکن خبردار جنگ کرنے میں تم پہل پیش دستی نہ کرنا جب تک فریق مقابل حملہ نہ کرے ہرگز نہ لڑنا''۔ اشتر کے پہنچنے پر زیاد و شریح اشتر کے حکم سے میمنہ و میسرہ کے سردار ہوئے۔

واقعات جنگ: دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل پڑے رہے دن بھر کسی نے چھیڑ چھاڑ نہ کی شام کے وقت ابوالاعور نے حملہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی لڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی اشتر کی جانب سے ہاشم بن عتبہ المرقال اور لشکر شام سے ابوالاعور میدان میں آئے تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام کے قریب فریقین واپس ہو رہے تھے کہ اشتر نے پھر حملہ کیا

ابوالاعور نے بھی مراجعت کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ اشتر نے سنان بن مالک نخعی کو ابوالاعور کے پاس بھیجا اگر تم کو دعوائے مردانگی ہو تو قلب لشکر سے نکل کر میدان میں ہمارے مقابلے پر آؤ۔ ابوالاعور نے جواب نہ دیا لڑائی جس صورت سے جاری ہوئی تھی اسی کیفیت سے جاری رہی رات ہو گئی دونوں حریف کشت و خون سے رک گئے۔ اگلے دن امیر المؤمنین حضرت علیؓ بھی آ گئے اور اشتر کو معاویہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے دریائے فرات پر معاویہ پہنچ گئے اور قبضہ کر لیا تھا۔

امیر المؤمنین علیؓ کے لشکریوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے صعصعہ بن صوحان کی معرفت معاویہ سے کہلا بھیجا کہ ''ہم تم سے اس وقت تک نہ لڑتے جب تک تمہارے عذرات نہ سن لیتے مگر تمہارے لشکریوں نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی پھر بھی ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تم کو راہ حق کی دعوت دیں۔ جب تک قطع حجت نہ کر لیں ہرگز لڑائی شروع نہ کریں تم نے فرات پر قبضہ کر کے پانی روک دیا ہے۔ لوگوں کا پیاس سے برا حال ہو رہا ہے۔ تم اپنے ہمراہیوں کو حکم دے دو کہ جب تک امور متنازعہ کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک پانی لینے سے ہم کو نہ روکیں اور اگر تمہارا یہ مطلب ہو کہ جس غرض سے ہم آئے ہیں اس کو چھوڑ کر پانی ہی پر لڑیں اور جو شخص غالب ہو وہ پانی اپنے صرف میں لائے تو ہم اس پر بھی تیار ہیں''۔ معاویہ نے اپنے رفیقوں سے رائے طلب کی۔ عمرو بن العاص نے پانی سے قبضہ اٹھا لینے کی رائے دی' ابن ابی سرح اور ولید بن عقبہ بولے پانی سے قبضہ نہ اٹھایا جائے اور ان کو پانی نہ دیا جائے جس طرح ان لوگوں نے امیر المؤمنین عثمانؓ کو پانی نہیں دیا اور حالت تشنگی میں شہید کیا ہے ویسا ہی ان لوگوں کو بھی پیاسا مارنا چاہیے صعصعہ اور ولید و ابن ابی سرح میں سختی کے ساتھ گفتگو ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ سب و شتم کی نوبت آ گئی بالآخر صعصعہ نے واپس ہو کر اشتر سے کل ماجرا بیان کیا اور امیر المؤمنین علیؓ کو اس سے مطلع کیا۔ ادھر معاویہ نے ابوالاعور السلمی کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین علیؓ کی فوج پانی نہ لینے پائے۔

<u>حضرت علیؓ کا فرات پر قبضہ</u>: اشعث بن قیس چند سواروں کو لے کر پانی لینے گئے لڑائی ہونے لگی معاویہ نے ابوالاعور کی مدد پر یزید بن اسد قسری (جد خالد بن عبداللہ) کو اور ان کے بعد عمرو بن العاص کو روانہ کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے اشعث کی کمک پر شیث بن ربعی کو بعدہ اشتر کو بھیجا فریقین میں جنگ ہونے لگی تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ جب ترکش تیر سے خالی ہو گئے تو جنگ آوروں نے ایک جھپٹ جھپٹ کر نیزے کے وار شروع کر دیئے جب نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو فریقین ایک دوسرے سے گتھ گئے تلواریں چلنے لگیں ہمراہیان امیر المؤمنین نے اس تیزی سے حملے شروع کیے کہ لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے دریائے فرات سے ان کا قبضہ اٹھ گیا اشتر اور ان کے ہمراہی پانی پر قابض ہو گئے ان لوگوں کا بھی قصد ہوا کہ ہمراہیان معاویہ کو پانی نہ لینے دیں لیکن امیر المؤمنین علیؓ نے اس فعل سے باز رکھا۔

<u>امیر معاویہ کو بیعت کی دعوت</u>: دو دن تک بلا جدال و قتال فریقین ایک دوسرے کے مقابلے پر پڑے رہے تیسرے روز (یکم ذی الحجہ ۳۶ھ) کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ابوعمر' بشیر بن عمرو بن محصن انصاری' سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی تمیمی کو معاویہ کے پاس بیعت و اطاعت کا پیام دے کر بھیجا۔ بشیر بن عمرو نے بعد حمد و ثناء کے نصیحتیں کیں اور خدا کی قسم دلا کر کہا کہ تفریق جماعت نہ کرو خون ریزی سے باز آؤ' معاویہ نے قطع کلام کر کے کہا کیا تم نے اپنے دوست (امیر المؤمنین

علیؓ) کو بھی اس کی ہدایت کی ہے؟

بشیر: وہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ وہ بوجہ سابق الاسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کے امارت کا حق دار ہے۔

معاویہ: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

بشیر: جس راہ حق کی طرف تم کو وہ بلاتے ہیں اس کو قبول کرو۔

معاویہ: اور کیا ہم خونِ عثمان کا مطالبہ نہ کریں؟ واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

شبث: اے معاویہ! تم خونِ عثمانؓ کو چند کمینوں' اوباش طبیعتوں کے ذریعہ سے طلب کرتے ہو ہم تمہارے مطلب کو خوب سمجھتے ہیں ہم کو معلوم ہے تم نے عثمانؓ کی امداد میں اسی امر کے حاصل کرنے کے خیال سے تاخیر کی تھی۔ اللہ کا خوف کرو' جس خیال سے تمہارا دل پابند ہے اس کو چھوڑ دو اور اس شخص سے جو امارت کا مستحق ہے جھگڑا نہ کرو۔

معاویہ: ہم کو تیری شرافت کا حال معلوم ہے اے عرب کے کمینے' ہمارے پاس سے ابھی چلا جا ہمارے اور تیرے درمیان تلوار ہے۔

شبث: کیا تو ہم کو تلوار سے ڈراتا ہے' اللہ کی قسم ہم بہت جلد تمہارے بدبخت سروں پر چمکتی ہوئی تلواریں برسا دیں گے۔

<u>دوبارہ آغازِ جنگ</u>: معاویہ اس کا کچھ جواب نہ دینے پائے تھے کہ شبث مع اپنے ہمراہیوں کے اٹھ کر چلے آئے اور امیر المومنین علیؓ کو کل حالات سے آگاہ کیا فریقین میں پھر لڑائی چھڑ گئی' ذی الحجہ کا پورا مہینہ لڑائیوں میں صرف ہو گیا ایک ایک دستہ فوج دونوں لشکروں سے نکل کر لڑتا تھا جنگ مغلوبہ کسی طرف سے شروع نہیں ہوئی خیال یہ تھا کہ اگر کل اہلِ عراق' اہل شام کے پورے لشکر سے لڑیں گے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں فوجوں کا تقریباً کل حصہ تلف ہو جائے گا۔ ماہ محرم ۳۷ھ کے آ جانے سے بہ امید صلح لڑائی بند ہو گئی مگر یہ زمانہ بھی منقضی ہو گیا اور صلح نہ ہوئی۔

<u>مصالحت کی کوشش</u>: امیر المومنین علیؓ نے دوبارہ عدی بن حاتمؓ' زید بن قیس الارحبی' شبث بن ربعی' زیاد ابن حفصہ کو معاویہ کے پاس بھیجا' عدی نے بعد حمد و ثناء کے کہا ''اے معاویہ امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری بیعت سے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کر دے اور واقعی تمہارے سوا کسی شخص نے بیعت سے انکار نہیں کیا۔ اے معاویہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سامنے وہی واقعہ پیش آئے جو اصحابِ جمل کے آگے آیا تھا''۔ معاویہ نے قطع کلام کر کے غصے کے لہجے میں کہا اے عدی تو ایسی باتیں کرتا ہے کہ گویا تو لڑنے کو آیا ہے نہ کہ صلح کو۔ اے عدی تو نہیں جانتا میں حرب کا بیٹا اور صخر کا پوتا ہوں واللہ مجھے لڑائی سے مطلق ہراس نہیں ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو عثمانؓ کے قاتلوں میں سے ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی قتل کرائے گا''۔

یزید بن قیس: ہم لوگ سفیر ہو کر آئے ہیں سوائے اس کے ہم کو اور کچھ حق حاصل نہیں ہے کہ جو پیام ہم لے کر آئے ہیں تم سے کہہ دیں اور جو تم جواب دو اس کو امیر المومنین علیؓ تک پہنچا دیں ہم تم سے بحث و مباحثہ کرنے نہیں آئے لیکن اس امر کی

ضرور کوشش کریں گے کہ تفریق جماعت نہ ہونے پائے' آپس میں ربط واتحاد بڑھے (اس قدر کہہ کر) امیر المؤمنین علیؓ کی فضیلت' تقویٰ اور زہد کی وجہ سے خلافت کا مستحق ہونا بیان کیا۔

معاویہ: (حمد وثناء کے بعد) جماعت کی بابت تم کیا کہتے ہو اور تم ہم کو اس کی طرف کیوں بلاتے ہو۔ جماعت ہمارے ساتھ بھی ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ہم تمہارے دوست کی اطاعت قبول کرلیں اس کا جواب یہ ہے کہ ہم ان کو اس کا مستحق نہیں سمجھتے کیونکہ انہوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا اور اس کے قاتلوں کو پناہ دی باوجود اس کے تم ہم کو ان کی اطاعت اور جماعت کی طرف بلاتے ہو' صلح اس وقت ہو سکتی ہے جبکہ وہ عثمانؓ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردیں''۔

شبث بن ربعی: معاویہ! اللہ تجھے ہدایت دے کیا تو عمار کو قتل کرے گا۔

معاویہ: مجھ کو کون چیز اس کے قتل سے منع کرے گی۔ واللہ اگر مجھے موقع ملا تو میں عثمانؓ کے غلاموں کے بدلے اس کو مار ڈالوں گا۔

شبث: قسم ہے اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو اس امر پر اس وقت تک قادر نہیں ہوگا جب تک زمین تجھ پر تنگ نہ ہوگی۔

معاویہ: اگر ایسا موقع آیا تو اللہ تعالیٰ اس میں ضرور مبتلا کرے گا۔ شبث اور اس کے ہمراہی اس خشونت آمیز تقریر سے برانگیختہ ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔

<u>امیر معاویہ کی زیاد بن حفصہ کو پیش کش</u>: اس کے بعد معاویہ نے زیاد بن حفصہ کو تنہائی میں لے جا کر امیر المؤمنین علیؓ کی شکایت کی اور ان کے قبیلے سے مدد طلب کی اور یہ کہا کہ کوفہ اور بصرہ دونوں شہروں میں جس کو پسند کرو گے اس کا تم کو والی مقرر کردوں گا۔ زیاد نے کہا ''میں موید من اللہ ہوں' میں گنہگاروں کا معین نہیں ہو سکتا اور نہ مجھے حکومت کی پرواہ ہے'' اور اٹھ کر چلے آئے معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا ''میں حضرت علیؓ کے ہمراہیوں میں جس سے کچھ بات کہتا ہوں وہ ایک ہی جواب دیتا ہے گویا ان سب کا دل ایک ہی ہے۔

<u>امیر معاویہ کی سفارت</u>: پھر معاویہ نے حبیب بن مسلمہ' شرجیل بن السمط' معن بن یزید بن الاخنس کو امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔ حبیب نے حمد وثناء کے بعد بیان کیا کہ عثمانؓ خلیفہ برحق تھے کتاب اللہ پر عمل کرتے تھے اور اس کے موافق حکم دیتے تھے ان کی زندگی تم کو ناگوار گزری اور اس کی موت کو تم نے جلد بلا لیا پس تم نے اس کو قتل کر ڈالا اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے تو اس کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو اور مسلمانوں کی امارت چھوڑ دو وہ جس کو چاہیں گے متفق ہو کر امیر بنالیں گے''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے برہم ہو کر جواب دیا تو کون ہے؟ اور تجھ کو امارت کی بابت ایسے کلام کرنے کا کیا حق ہے؟ خاموش ہو جا تو ایسی تقریر کرنے کا مستحق نہیں ہے'' جواب دیا ''واللہ تم مجھے عنقریب ایسی حالت میں دیکھو گے جو تم کو ناگوار گزرے گا''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا اللہ اللہ تیرا یہ دماغ اللہ تجھے اس دن کے لئے زندہ نہ رکھے جا! جو تیرے امکان میں ہو کر گزر''۔

حضرت علی کا خطبہ: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے منبر پر چڑھ کر حمد وثناء کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے اور خلافت شیخین اور ان کے خصائل پسندیدہ کو بیان کر کے فرمایا چونکہ ہم نے ان دونوں (یعنی ابوبکر وعمر) کو خلافت کے فرائض منصبی عمدگی سے ادا کرتے ہوئے دیکھا اگرچہ ہم ان کی بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر تھے لیکن ہم نے ان کی امارت میں کچھ دست اندازی نہیں کی۔ پھر لوگوں نے ان دونوں کے بعد عثمانؓ کو خلیفہ کیا عوام الناس کو ان سے کشیدگی پیدا ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے بلوہ کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں نے بہ خیال تفرقہ میرے ہاتھ پر بیعت کی درخواست کی میں نے قبول کر لیا۔ بیعت کے بعد دو شخصوں (زبیر، طلحہ) نے عہد شکنی کی اور تمہارے رفیق (معاویہؓ) نے میری مخالفت کی حالانکہ اس کو میری طرح اسلام کی سبقت نصیب نہیں ہوئی مجھے تعجب ہے کہ تم لوگ مجھے چھوڑ کر اس کے کیسے مطیع ہو گئے تم کو یہ سزاوار نہ تھا میں تم کو کتاب وسنت اور ارکان دین اور باطل کو دبانے اور حق کو زندہ کرنے کی طرف بلاتا ہوں''۔ معاویہؓ کے سفیروں نے کہا ''کیا تم اس کی شہادت دیتے ہو کہ عثمانؓ مظلوم نہیں مارے گئے؟ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے جواب دیا ''میں نہ ان کو مظلوم کہتا ہوں اور نہ ظالم''۔ اس پر وہ لوگ یہ کہہ کر کہ جو شخص عثمانؓ کو مظلوم نہیں کہتا ہم اس سے بیزار ہیں'' اٹھے اور اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ان کے واپس ہونے پر یہ آیہ کریمہ: ﴿ انک لا تسمع الموتی فھم مسلمون﴾ تک پڑھ کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا یہ لوگ گمراہی میں اسی قدر زبرابر کوشش کرتے رہیں گے۔ جس قدر تم لوگ طلب حق اور اطاعت رب میں سعی کرو گے۔

عدی بن حاتم کی طے اور بنو حرمز کی سرداری: عدی بن حاتم قبیلہ طے کے ساتھ اور عامر بن قیس حرمزی بنو حرمز کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے ہمراہ صفین میں تھے عدی اور عامر میں سرداری کی بابت جھگڑا ہو گیا۔ بنو حرمز نسبتاً قبیلہ طے سے زیادہ تھے عبداللہ بن خلیفہ نے کہا ''حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص نہ عدی سے افضل ہے اور نہ اس کے باپ حاتم سے عدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد کے ساتھ گیا تھا۔ نخیلہ قادسیہ، مدائن، جلولا، نہاوند اور تستر میں اہل طے کا سردار تھا''۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے یہ سن کر دریافت کیا۔ لوگوں نے عدی کے قول کی تصدیق کی پس جناب موصوف نے طے اور حرمز کی سرداری عدی بن حاتم کو مرحمت فرمائی۔

حضرت علیؓ کی ہدایات: ماہ محرم ۳۷ھ کے ختم ہونے پر امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے اعلان جنگ کیا رسالوں کو تیاری کا حکم دیا' عام طور سے ہدایت کی کہ جب تک حریف تم سے نہ لڑے تم لوگ ہرگز حملہ نہ کرنا اور جب ان کو شکست ہو تو بھاگنے والوں کا تعاقب اور قتل نہ کرنا۔ زخمیوں کا اسباب نہ چھیننا کسی کا ستر نہ کھولنا اور نہ مثلہ کرنا اور نہ کسی کے مال واسباب کو لوٹنا اور نہ کسی عورت پر دست درازی کرنا اگرچہ وہ تم کو گالیاں دیں کیونکہ وہ ضعیف النفس اور القوی ہیں اس کے بعد لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دی ان کے حق میں فتحیابی کی دعا کی' اشتر کو سواران کوفہ پر' سہیل بن حنیف کو سواران بصرہ پر' قیس بن سعد کو پیادہ فوج بصرہ پر' عمار بن یاسر کو فوج کوفہ پر متعین فرمایا ہاشم بن عتبہ کو پورے لشکر کا علم دیا اور مسعر بن فدکی کو قاریوں پر مامور کیا۔ معاویہ نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا میمنہ پر ذوالکلاع حمیری کو' میسرہ پر حبیب بن مسلمہ کو' مقدمہ پر ابوالاعور کو' سواران دمشق پر

عمرو بن العاص کو پیدل فوج پر مسلم بن عقبہ المری کو مامور کیا اور پورے لشکر کی افسری ضحاک بن قیس کو دی۔ لشکر شام کے سپاہیوں نے مرجانے اور نہ بھاگنے پر بیعت کی اور اپنے کو عماموں سے باندھ کر جنگ کرنے کو نکلے ان کی پانچ صفیں تھیں۔

واقعات جنگ: یکم صفر ۳۷ھ سے لڑائی شروع ہوئی اس لڑائی میں لشکر کوفہ کی سرداری کا علم اشتر کے ہاتھ میں تھا اور اہل شام حبیب بن مسلمہ کے علم کے نیچے تھا تمام دن لڑائی ہوتی رہی کوئی نتیجہ خیز فیصلہ نہ ہوا دوسرے دن ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیادوں کو لے کر نکلا۔ اہل شام کی طرف سے ابوالاعور السلمی نے صف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا تمام دن کشت وخون کا بازار گرم رہا۔ عصر کے قریب دونوں فریق میدان سے واپس ہوئے۔ تیسرے روز عمار بن یاسر کا عمرو بن العاص سے مقابلہ ہوا یہ لڑائی بہ نسبت جنگ ہائے سابقہ نہایت سخت وخون ریز تھی آخر میں عمار نے ایسا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ چوتھی لڑائی میں محمد بن الحنفیہ اور عبیداللہ بن فاروق اعظم کا سامنا ہوا دونوں حریف کے جنگ آور جی توڑ کر لڑ رہے تھے شام ہوتے ہوتے عبیداللہ بن عمر نے صف لشکر سے نکل کر محمد بن الحنفیہ کو للکارا "مردانگی کا دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آؤ"۔ محمد بن الحنفیہ جوش میں آ کر نکلے لیکن امیر المومنین حضرت علیؓ نے گھوڑا دوڑا کر واپس بلا لیا ان کے واپس ہوتے ہی عبیداللہ بن عمر بھی لشکر شام لے کر لوٹ گئے۔

علوی لشکر کی شب بیداری: پانچویں روز عبداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ سے لڑائی ٹھنی تمام دن سختی سے لڑائی جاری رہی آفتاب غروب ہونے کے قریب فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ کو واپس ہوئے۔ چھٹے روز اشتر اور حبیب اپنے اپنے رکاب کی فوج لے کر میدان جنگ میں آئے شام تک لڑتے رہے آخر کار رات نے دونوں فریقوں کو جنگ سے روک کر ہر ایک کو ان کے لشکر گاہ کی طرف واپس کر دیا۔ اسی شب امیر المومنین حضرت علیؓ نے تمام لشکر کو جمع کر کے خطبہ دیا' صبح ہوتے ہی مجموعی قوت سے حملہ کرنے اور تمام رات اللہ جل شانہ کی عبادت اور دعا کرنے اور قرآن شریف پڑھنے کی ہدایت کی تمام رات لشکر میں تلاوت وعبادت ہوتی رہی فجر کی نماز پڑھ کر لشکریوں نے آلات حرب سنبھالے۔ زرہ' خود جس کے پاس جو سامان تھا زیب تن کیا امیر المومنین حضرت علیؓ نے بعد ترتیب لشکر ہر قبیلہ کو حکم دیا کہ وہ اہل شام کے لشکر کے اسی دستہ فوج پر حملہ کرے جو اس کے قبیلے والے ہوں اور اگر اتفاق سے اس قبیلے والے لشکر شام میں نہ ہوں تو وہ عراقیوں پر (جو اس کے مقابل ہوں) حملہ آور ہوں مثلاً نخیلہ کو لخم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔

امیر معاویہ کا حملہ: چہار شنبہ کو صبح ہوتے ہی معاویہؓ نے لشکر شام لے کر حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی شام ہونے کے بعد فریقین اپنے اپنے کیمپ میں واپس آئے۔ پنج شنبہ کو اول وقت نماز فجر پڑھ کر امیر المومنین علیؓ نے لشکر مرتب کر کے لشکر شام پر حملہ کیا۔ میمنہ پر عبداللہ بن بدیل ابن ورقاء خزاعی' میسرہ پر عبداللہ بن عباس مامور تھے' قاریوں کا گروہ عمار' قیس بن سعد اور عبداللہ بن یزید کے ہمراہ تھا۔ ہر قبیلہ کا لشکر اپنے اپنے پرچموں اور مورچوں پر مستعدی کے ساتھ موجود تھا۔ امیر المومنین حضرت علیؓ قلب لشکر میں مع سرداران کوفہ وبصرہ اور مدینہ رونق افروز تھے۔ مدنی فوج میں اکثر انصار اور کچھ لوگ خزاعہ و کنانہ کے بھی تھے۔

معاویہؓ نے ایک پر تکلف خیمہ استادہ کرایا تھا اور اس میں بیٹھ کر لوگوں سے مر جانے کی بیعت لے رہے تھے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی طرف سے عبداللہ بن بدیل نے اپنے رکاب کی فوج کو بڑھا کر حبیب بن مسلمہ پر جو لشکر شام کے میسرہ کے افسر تھے حملہ کیا دوپہر تک نہایت سرگرمی سے لڑتے رہے بعد ظہر عبداللہ بن بدیل نے اپنے ہمراہیوں کو جنگ پر ابھار کر مجموعی قوت سے حملہ کیا حبیب بن مسلمہ کے قدم اکھڑ گئے مجبور ہو کر معاویہ کے خیمہ کی طرف پسپا ہو کر لوٹے۔ معاویہ نے ان لوگوں کو حبیب بن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ پس اس گروہ نے حبیب کے ساتھ ہو کر اس شدت کا حملہ کیا کہ میمنہ اہل وعراق وہمراہیان عبداللہ بن بدیل کی ترتیب جاتی رہی۔ عبداللہ بن بدیل کے رکاب میں صرف دوسو یا تین سو سپاہی باقی رہ گئے۔ باقی شکست کھا کر امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس جا پہنچے آپ نے سہیل بن حنیف کو اہل مدینہ کا سرگروہ مقرر فرما کر عبداللہ بن بدیل کی مدد کو بھیجا۔ اہل شام کے لشکر سے ایک جم غفیر نے صف لشکر سے نکل کر سہیل بن حنیف کا راستہ روکا اور ان کو عبداللہ تک نہ پہنچنے دیا لڑائی کا عنوان فریقین کے لئے خطرناک نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر کے بعد مضر کو جو امیر المؤمنین کے لشکر کے میسرہ میں تھے شکست ہوئی۔

احمر و کیسان کا مقابلہ: ربیعہ کمال استقلال سے لڑتے رہے حسنؓ حسین اور محمد پسر امیر المؤمنین حضرت علیؓ اپنے بزرگ باپ کے ہمراہ تھے آپ نے میسرہ کی کمک کے خیال سے قدم بڑھایا احمر (خادم ابوسفیان) آپ کو تنہا بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیزی سے جھپٹا۔ لیکن کیسان نے (امیر المؤمنین حضرت علیؓ کا خادم) بڑھ کر اس پر وار کیا دونوں میں تلواریں چلنے لگیں احمر نے کیسان کا کام تمام کر دیا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے لپک کر احمر کی زرہ پکڑ لی اور سر سے بلند کر کے زمین پر اس زور سے پٹکا کہ ہاتھ اور بازو بیکار ہو گئے لشکر شام نے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کو مصروف جنگ دیکھ کر تیزی سے حرکت کی لیکن قبیلہ ربیعہ نے بڑھ کر روک لیا اس دارو گیر میں میدانِ جنگ سے اس قدر غبار اٹھا کہ کسی کا علم پہچانا نہیں جاتا تھا امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا کہ کون قبیلہ لڑ رہا ہے اور کس کا علم ہے؟ کسی نے جواب دیا ربیعہ کا علم ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا علم ہے جن کا آج اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے'' پھر آپ نے لشکریوں کو مخاطب کر کے استقلال و جوانمردی سے لڑنے کی ہدایت کی سردار قبیلہ ربیعہ نے للکار کر کہا'' دیکھنا دشمنوں کا زور زیادہ ہے اگر امیر المؤمنین علیؓ کو کوئی صدمہ پہنچ گیا اور تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا تو تم سے زیادہ عرب میں کوئی بے عزت نہ ہوگا۔ لڑو لڑو! آگے بڑھو قدم پیچھے نہ پڑیں''۔ اتنے میں اشترؔ اہل میمنہ کی شکست سے برداشتہ خاطر ہو کر آہستہ آہستہ دکھائی دیا۔

اشتر کا حملہ: امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے بلا کر کہا'' جاؤ منہزم گروہ سے میرا یہ پیام کہو کہ تم لوگ اس صورت سے کہاں بھاگے جاتے ہو جس کو تم حیات کے ذریعہ سے مجبور ہو کر عاجز نہ کر سکو گے اور یہ حیات تمہاری ہمیشہ باقی نہ رہے گی'' اشتر نے یہ پیام بآواز بلند ادا کیا اور جوش میں آ کر چلا اٹھا: انا الا شتر انا الا شتر فاقبلوا الی ''میں اشتر ہوں میں اشتر ہوں میرے پاس آ جاؤ'' چنانچہ بعض سپاہی اشتر کے پاس لوٹ آئے پھر اشتر نے مذحج کو جنگ کے لئے پکارا مذحج نے بڑھ کر لشکر شام کے سب سے بڑے گروہ پر حملہ کیا' ہمدان کے نوسو جوان جو میمنہ میں تھے اور جس کے ایک سو آٹھ آدمی اور گیارہ نامی

گرامی سردار معرکہ میں کام آ گئے تھے میمنہ کی شکست سے برداشتہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے یہ کہتے ہوئے واپس جا رہے تھے ''کاش عرب میں ہمارا کوئی ایسا ساتھی ہوتا جو موت پر بیعت کرتا اور مر کر یا فتحیاب ہو کر میدان جنگ سے واپس ہونے کا حلف لیتا' اشتر نے جواب دیا تم لوگ برداشتہ خاطر نہ ہو ہم حلف اٹھاتے ہیں کہ جب تک فتح نہ حاصل کر لیں گے میدان جنگ سے نہ لوٹیں گے''۔ اہل ہمدان اشتر کے ہمراہ ہو لئے اشتر نے میمنہ اہل شام پر حملہ کیا اشتر کے حملہ کرتے ہی اور لوگوں نے بھی حملے شروع کر دیئے لڑائی کا زور جو چند لمحے کے لئے سرد ہو گیا تھا ازسرنو پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا مابین عصر و مغرب لشکر شام غیر مرتب ہو کر میدان سے بھاگ نکلا اشتر کے شکست یافتوں کو مار دھاڑ کرتے معاویہ تک پہنچا دیا اور ابن بدیل کے پاس لڑتے بھڑتے جا پہنچے جو مع دو سو سپاہیوں کے اہل شام کے محاصرے میں تھے۔

شامیوں کی پسپائی: جس وقت لشکر شام سامنے سے ہٹ گیا اور ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو دیکھا تو فرط مسرت سے تکبیر کہہ اٹھے امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے دریافت کیا۔ جواب دیا گیا کہ اس وقت میسرہ میں ہیں اور جنگ کر رہے ہیں ابن بدیل نے آگے بڑھنے کا قصد کیا اشتر نے مخالفت کی لیکن ابن بدیل اشتر کی مخالفت کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے ہمراہیوں کو لئے لڑتے بھڑتے معاویہ کی طرف بڑھے لشکر شام راستہ روکنے کو بڑھا۔ ابن بدیل ان کی صفوں کو پھاڑتے معاویہ کے قریب پہنچ گئے شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر ابن بدیل اور ان کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی زخمی ہو کر لوٹے اہل شام نے تعاقب کیا اشتر نے ان کو بچانے اور بحفاظت امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے لشکر میں لانے کی غرض سے حرث بن جمہان جعفی کو بھیجا۔ چنانچہ بقیۃ السیف' بحفاظت حضرت علیؓ کے لشکر میں آ گئے اس کے بعد اشتر نے قبیلہ ہمدان اور دوسرے قبائل سے منتخب سپاہیوں کو لے کر اہل شام پر اس شدت کا حملہ کیا کہ اہل شام مجبور ہو کر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ ان کی اس جماعت سے مل گئے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی اور عماموں سے معاویہ کے اردگرد اپنے کو باندھ رکھا تھا اشتر نے دوبارہ حملہ کر کے ان کی چار صفیں کاٹ ڈالیں۔

معاویہ نے گھبرا کر اپنا گھوڑا منگوایا اور سوار ہوئے عبداللہ بن ابی الحصین ازدی (جو عمار بن یاسر کے ہمراہیوں میں سے تھے) صف لشکر سے نکل کر رجز پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں آئے عقبہ بن حدید نمیری نے مع اپنے بھائیوں کے آگے بڑھ کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی جب یہ سارے مارے گئے تو شمر بن ذی الجوشن شیر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان جنگ میں آیا۔ ادوم بن محرز باہلی نے تلوار چلائی شمر بن ذی الجوشن نے وار خالی دے کر ادوم پر ایسا ہاتھ مارا کہ وہ اس سے جانبر نہ ہوا۔ قیس بن مکشوح کے ہاتھ میں بجیلہ کا علم تھا جب لڑتے لڑتے یہ بھی کام آ گئے تو عبداللہ بن قلع احمسی نے علم سنبھالا اور لڑتے لڑتے یہ بھی مارے گئے۔ تب عفیف بن ایاس نے علم اپنے ہاتھ میں لیا اور اختتام جنگ تک علم انہیں کے ہاتھ میں رہا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے یہ دیکھ کر کہ اہل میمنہ لڑتے بھڑتے پھر اپنے مورچہ پر آ گئے اور اپنے مقابلے سے دشمنوں کو پسپا کر دیا ان کی طرف تشریف لائے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے پہلے بھاگنے پر ملامت و نصیحت کی اور پھر لوٹ کر کمال مردانگی سے مقابلہ کرنے پر تعریف و توصیف فرمائی اور دوبارہ کمر ہمت باندھ کر جنگ کرنے کی ترغیب دی۔ لڑائی کا زور تھوڑی دیر کے لئے سرد

ہو گیا تھا اور میدان کارزار میں چاروں طرف خموشی کا عالم چھایا ہوا تھا۔ پھر گرم ہو گیا تلواروں اور نیزوں کی آوازوں اور بار بار تکبیر کی دل ہلا دینے والی صداؤں سے میدانِ جنگ گونجنے لگا۔ فریقین سے دلاوران نبرد آزما شوق جنگ میں بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے۔

حضرت عبیداللہ بن عمر کی شہادت: قبیلے طے اور نخع امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے لشکر سے نکل کے شامیوں کی طرف بڑھا' اہل شام کے میمنہ سے حمیر نے جن کا سردار ذوالکلاع تھا اور جس میں عبیداللہ بن عمر بن خطاب بھی تھے۔ ربیعہ پر جو میسرہ اہل عراق میں بسر گروہی ابن عباس تھے حملہ کیا ربیعہ نے ایسی مردانگی سے مقابلہ کیا کہ لشکر شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ عبیداللہ بن عمر نے للکارا'' اے اہل شام انہیں لوگوں نے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے ذرا اللہ کا خیال کرو اس مردانگی پر امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کا بدلہ لینے آئے ہیں'' لشکرِ شام کا دل ان پر جوش فقروں سے بھر آیا اور انہوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ خالد بن معمر مع چند لوگوں کے بھاگ نکلا لیکن ربیعہ کا علم بردار اور حفاظ نہایت استقلال سے لڑتے رہے پھر منہزموں کو ربیعہ کے کسی شخص نے للکارا اور جنگ کی ترغیب دے کر میدان کی طرف واپس کیا اس عرصہ میں قبیلہ عبدالقیس نے پہنچ کر قبیلہ ربیعہ کی گئی ہوئی قوت کو سنبھال دیا' عنوان جنگ جو اس سے پیشتر ان کے حق میں نقصان رساں محسوس ہو رہا تھا موافق ہو گیا قبیلہ حمیر کو جان کے لالے پڑ گئے ذوالکلاع اور عبیداللہ بن عمر عین معرکہ میں محرز بن الصحیح کے ہاتھوں مارے گئے محرز م نے ذوالکلاع کی تلوار ذوالوشاح لے لی تھی جو فاروق اعظمؓ کی دی ہوئی تھی پھر جب معاویہ کو عراق کی حکومت بھی مسلم ہو گئی تو اس تلوار کو محرز سے لے لیا۔

حضرت عمار بن یاسر کی جانثاری: اس جنگ کے بعد عمارؓ بن یاسر صف لشکر سے یہ کہتے ہوئے نکلے'' اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ تیری مرضی اسی میں ہے کہ میں اپنے کو دریا میں پھینک دوں میں تو بے شک ایسا ہی کرتا اے اللہ! تجھے یہ معلوم ہے کہ اگر میں جانتا کہ تیری خوشنودی اس میں ہے کہ تلوار کی دھار اپنے پیٹ پر رکھ لوں اور اس کو اس زور سے دباؤں کہ پشت سے نکل آئے تو میں بلا شبہ ایسا ہی کرتا اے اللہ! آج میں ایسا کام کرنا چاہتا ہوں کہ تو ان فاسقوں کی جنگ سے زیادہ اس سے راضی ہوگا'' پھر لوگوں سے مخاطب کو کر آواز بلند کر کے کہا'' کوئی شخص ایسا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو اور جو شخص اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرے اس کو چاہئے کہ وہ مال و اولاد کی طرف واپس جانے کی امید نہ رکھے'' عمار کی زبان سے یہ فقرے تمام ہونے کو ہی تھے کہ ایک گروہ نے سینہ سپر ہو کر کہا: اقصد و بنا ھولاء الذین یطلبون بدم عثمان یخدعون بذلک عمانی نفوسھم من الباطل ''ہمارے ساتھ ہو کر ان لوگوں پر حملہ کرو جو خون عثمان کے طالب ہیں اور اس ذریعہ سے اپنے دلی خواہشات باطلہ کے مکر کو پھیلاتے ہیں''۔ چنانچہ عمار اس گروہ کو لے کر لشکر شام کی طرف چلے صفین کی وادیوں میں سے جس وادی پر گزرتے جاتے تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہوتے جاتے تھے رفتہ رفتہ ہاشم بن عتبہ تک پہنچے (جن کے ہاتھ میں امیر المؤمنین علیؓ کے لشکر کا علم تھا) ان کو بھی ترغیب جنگ دی وہ مستعد ہو گئے اور عمار کے ہمراہ ہو کر حملہ کرتے ہوئے عمرو بن العاص تک پہنچ گئے۔

حضرت عمارؓ کی شہادت: عمار نے پکار کر کہا "اے عمرو! تف ہو تجھ پر تو نے اپنے دین کو مصر کے عوض فروخت کر ڈالا" عمرو بن العاص نے جواب دیا "نہیں! بلکہ میں خونِ عثمان کا معاوضہ طلب کرتا ہوں"۔ عمار بولے "میں علم و یقین سے شہادت دیتا ہوں کہ تو اپنے ان فعلوں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں چاہتا ہے' مرنے کے بعد تجھ کو اس کا حال ظاہر ہوگا تو نے آج ہی اس لشکر کے علم بردار سے نبرد آزمائی نہیں کی تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس علم بردار سے لڑ چکا ہے اور آج یہ چوتھا واقعہ ہے کیا تجھے یہ یاد نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "عمار کو باغی گروہ مارے گا" عمرو بن العاص نے کچھ جواب نہ دیا۔ عمار لڑتے لڑتے شہید ہو گئے امیر المؤمنین علیؓ اور ان کے ساتھ قبائل ربیعہ' مضر اور ہمدان نے متفق ہو کر حملہ کیا۔ جس سے لشکر شام کی صف الٹ گئی کشتوں کے پشتے لگ گئے امیر المؤمنین حضرت علیؓ لشکر شام کو قتل کرتے اور ان کی جماعت کو منتشر کرتے' معاویہ کے قریب پہنچ گئے اور جوش میں آ کر للکارا تھے اے معاویہ! ناحق لوگوں کی خوں ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آؤ ہم تم نپٹ ہی لیں جو اپنے مقابل کو مار لے وہی صاحب الامر (یعنی امیر) ہو"۔ عمرو بن العاص نے معاویہ سے خطاب کر کے کہا یہ فیصلہ تو اچھا ہے' معاویہؓ نے جواب دیا "تم کیوں اس فیصلہ کو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو' کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ علیؓ کے مقابلہ پر جو جاتا ہے وہ جانبر نہیں ہوتا"۔ دورانِ جنگ میں امیر المؤمنین علیؓ کے لشکر کا ایک گروہ گرفتار ہو گیا معاویہ نے ان کو رہا کر دیا۔ ایسا ہی امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے معاویہ کے قیدیوں کے ساتھ سلوک کیا۔

حضرت عبداللہ بن کعب کی شہادت: امیر المؤمنین علیؓ لڑتے لڑتے اہل شام کے ایک رسالے کی طرف گزرے دیکھا کہ وہ نہایت مردانگی اور ثابت قدمی سے لڑ رہا ہے آپ نے بلند آواز سے ارشاد کیا "کہاں ہیں مردانِ خدا جو آخرت کی خواہش میں اپنی جانوں کا خیال نہیں کرتے"۔ مسلمانوں کا ایک گروہ لبیک کہہ کر حاضر ہو گیا۔ آپ نے اپنے لڑکے محمد بن الحنفیہ کو ان پر افسر مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن الحنفیہ نے لڑ کر رسالہ کو پیچھے ہٹا دیا اور مورچے پر قابض ہو گئے۔ اس واقعہ میں بہت سے آدمی فریقین کے کام آ گئے از انجملہ عبداللہ بن کعبؓ مرادی تھے۔ اتفاق سے اسود بن قیس ان کی طرف ہو کر گزرا دیکھا کہ عبداللہ بن کعبؓ خاک و خون پر لوٹ رہے ہیں گھوڑے سے اتر کر پاس آیا۔ عبداللہ نے آنکھیں کھولیں' صاحب سلامت ہوئی دریافت کیا "امیر المؤمنین علیؓ کہاں ہیں؟" اسود نے جواب دیا لڑ رہے ہیں! عبداللہ نے کہا "میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور امیر المؤمنین علیؓ کے ہمراہ ہو کر لڑنے کی وصیت کرتا ہوں" یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو بولے "امیر المؤمنین علیؓ کو میرا سلام پہنچانا اور میری طرف سے کہہ دینا: قاتل علی المعركة حتى تجعلها خلف ظهرك فانه من اصبح غدا والمعركة خلف ظهره فانه العالي یعنی "میدان جنگ میں اس قدر لڑو کہ میدانِ جنگ پس پشت ہو جائے۔ پس بے شک جس شخص کی صبح اس حال سے ہوئی کہ میدانِ جنگ اس کے پس پشت پر رہا تو وہی فتح مند ہو گا" عبداللہ یہ کہہ کر انتقال کر گئے۔

لیلۃ الہریر کا معرکہ: اسود نے یہ پیام امیر المؤمنین علیؓ تک پہنچایا۔ آپ نے سن کر ارشاد کیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے زندگی میں ہمارے مخالفین سے لڑتا رہا اور مرنے کے بعد وصیت کر گیا۔ غرض تمام رات لڑائی ہوتی رہی۔ یہ رات جمعہ کی تھی

اس کو لیلۃ الہریر کہتے ہیں۔ تمام شب امیر المومنین علیؓ صفوف لشکر میں چکر لگاتے اور سواروں پیادوں کو آگے بڑھنے کی ترغیب دیتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور لڑائی جس عنوان سے جاری ہوئی تھی اسی طرح جاری رہی۔ اشتر بدستور میمنہ میں اور ابن عباس میسرہ میں تھے اور پورا لشکر چاروں طرف سے سمٹ کر مجموعی قوت سے جنگ کر رہا تھا اور یہ دن جمعہ کا تھا۔ دوپہر دن ڈھلے اشتر نے علم حیان بن ہوذہ نخعی کو سپرد کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر سواروں کی طرف گیا۔ اہل شام پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ ایک گروہ کثیر جان دینے اور لینے پر مستعد ہو گیا۔ چنانچہ اشتر ان کو لئے ہوئے اپنے مورچے پر آیا اور نعرہ تکبیر مار کر ایک قوی حملہ کیا جس سے لشکر شام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اشتر مع اپنی رکاب کی فوج کے لڑتا ہوا شامیوں کی لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ ان کے علم بردار کو مار ڈالا۔ امیر المومنین علیؓ نے اشتر کو فتح یاب ہوتے ہوئے دیکھ کر پیہم مدد بھیجنا شروع کیا۔

عمرو بن العاصؓ کی حکمت عملی: عمرو بن العاصؓ کو اشتر کے حملے سے اضطراب پیدا ہوا اور اپنے ہمراہیوں کے کشت و خون سے ڈر کر معاویہ سے کہا ”کیا دیکھتے ہوئے تمہارے ہاتھ میدان نہ آئے گا لوگوں کو حکم دو کہ قرآن شریف کو نیزوں پر اٹھائیں اور بلند آواز سے کہیں: ھذا کتاب اللہ بیننا و بینکم ”ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہ قرآن شریف ہے“۔ اگر اس کو وہ لوگ منظور کر لیں گے تو سردست لڑائی بند ہو جائے گی۔ کشت و خون سے نجات مل جائے گی اور اگر اس سے اختلاف کیا تو ان کے اختلاف سے بھی ہم کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ مصاحف نیزوں پر اٹھائے گئے امیر المومنین کے ہمراہی بولے ہم کتاب اللہ کے فیصلہ کو منظور کرتے ہیں۔

حضرت علیؓ کا جنگ جاری رکھنے پر اصرار: امیر المومنین علیؓ نے للکارا اے اللہ کے بندو! اپنے حق کو حاصل کرنے کو بڑھو اور دشمنوں سے جنگ کرنے میں تامل نہ کرو کیونکہ معاویہ ابن ابی معیط حبیب ابن ابی سرح اور ضحاک نہ دین دار ہیں اور نہ عامل بالقرآن اور نہ صاحب ایمان ہم ان کی حالت سے بخوبی واقف ہیں ہم اور یہ لڑکپن سے بڑے ہونے کے بعد تک ایک ہی صحبت میں رہے ہیں۔ لڑکپن میں یہ لوگ نہایت شریر لڑکوں سے تھے اور سن شعور پر پہنچ کر بھی بے حد شریر آدمیوں سے ہوئے افسوس ہے لوگ اس کو کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ قرآن شریف کو براہ مکر و فریب درمیان میں لاتے ہیں۔ لوگوں نے کہا ”یہ ناممکن ہے کہ ہم کتاب اللہ کی طرف بلائے جائیں اور اس کو منظور نہ کریں“۔ امیر المومنین علیؓ نے ارشاد کیا ”ہم ان لوگوں سے اسی لئے لڑتے ہیں کہ کتاب اللہ پر عمل کریں کیونکہ انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا ہے“۔

علوی فوج میں اختلاف: مسعر بن فدک تمیمی اور زید بن حصین الطائی مع ان لوگوں کے جو بعد کو فرقہ خارجی میں داخل ہو گیا تھا بولا ”اے علیؓ! کتاب اللہ کو قبول و منظور کرو ورنہ ہم تم کو چھوڑ دیں گے اور تمہارے ساتھ وہی برتاؤ کریں گے جو ابن عفانؓ کے ساتھ ہم نے کیا تھا“۔ امیر المومنین علیؓ نے فرمایا ”اگر تم میرے مطیع ہو تو برابر لڑتے رہو اور اگر باغی ہوا چاہتے ہو تو جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو“۔ مسعر وغیرہ نے جواب دیا ”آپ اشتر کو بلوایئے اور اس کو لڑائی سے روک دیجئے“۔ امیر المومنین علیؓ نے یزید بن ہانی کو اشتر کے بلانے کو بھیجا اشتر نے کہلا بھیجا ”یہ وقت میری طلبی کا نہیں ہے اور نہ یہ مناسب ہے کہ میں موقع جنگ سے ہٹایا جاؤں مجھے قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے فتح و نصرت عنایت فرمائے گا“۔ یزید نے یوں ہی یہ پیام

پہنچایا مسعر کے ہمراہیوں نے شور و غل مچانا شروع کیا اور کہنے لگے کہ بے شک تم ہی نے اشتر کو جنگ کا حکم دیا ہے بہتر ہے کہ اس کو جلدی بلاؤ ورنہ ہم تم کو معزول کر دیں گے''۔

اشتر کی میدانِ جنگ سے واپسی: امیر المومنین حضرت علیؓ نے یزید کو جھڑک دیا'' جا اشتر سے کہہ دے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو میرے پاس آ جائے کیونکہ فساد کا دروازہ کھلا چاہتا ہے''۔ اشتر نے دریافت کیا' کیا قرآن شریف کے اٹھانے سے؟ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر بولا مجھے اس کا خیال پہلے ہی ہوا تھا کہ لوگوں میں اختلاف پڑ جائے گا اور اتفاق و اتحاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ میں کس طرح جنگ چھوڑ کر واپس چلوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے فتح حاصل ہوا چاہتی ہے''۔ یزید نے کہا کیا تم یہ دوست رکھتے ہو کہ فتح یاب ہو اور امیر المؤمنین دشمنوں کے حوالے ہو جائیں یا شہید کر ڈالے جائیں۔ اشتر یہ سنتے ہی مسعر وغیرہ کی پاس چلے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر کہا'' اے اہل عراق! بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے تم کو ان لوگوں پر غالب کر دیا اس وقت تم لوگ اہل شام کے فریب میں آ گئے تم لوگ مجھے دو چار گھنٹوں کی مہلت دو مجھے اپنی کامیابی کا یقین کامل ہے۔ ان لوگوں نے مہلت نہ دی' اشتر نے دوبارہ مہلت طلب کی اس پر ان لوگوں نے جھلا کر کہا'' اے اشتر کیا تو اپنے ساتھ ہم کو جنگ کرنے کو بلاتا ہے؟'' اشتر نے جواب دیا'' افسوس تم کو ان لوگوں نے فریب دیا ہے اور تم ان کے دام مکر میں آ گئے۔ اس فقرے سے لوگوں میں ایک شورش پیدا ہو گئی ایک دوسرے کو سخت و سست کلمات کہنے لگے۔ رفتہ رفتہ سب و شتم کی نوبت آ گئی عجب نہ تھا کہ باہم جنگ چھڑ جاتی لیکن امیر المؤمنین کے ڈانٹنے سے شور و غل فرو ہو گیا۔

تحکیم کی تجویز: اب اس وقت لڑائی بند ہو گئی تھی چاروں طرف سکوت کا عالم چھایا ہوا تھا سوائے آہ و زاری کے نہ تو ہتھیاروں کے چلنے کی آواز آتی تھی اور نہ للکارنے اور رجز کی صدا کانوں تک پہنچتی تھی۔ اتنے میں اشعث بن قیس نے بڑھ کر عرض کی'' امیر المؤمنین! لوگ اس امر پر راضی ہو گئے جس کی طرف بلائے گئے (یعنی قرآن کو انہوں نے حکم مان لیا) اگر آپ اجازت دیجئے تو میں معاویہ کے پاس جاؤں اور ان سے ان کے منشاء دلی کو دریافت کروں''۔ آپ نے اجازت دی اشعث معاویہ کے پاس پہنچے۔ دریافت کیا تم نے کس غرض سے قرآن شریف کو اٹھایا؟ معاویہؓ نے جواب دیا تا کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کریں تم اپنی طرف سے ایک شخص کو منتخب کر دو اور ہم اپنی طرف سے اور ان دونوں آدمیوں سے حلف لیا جائے کہ کتاب اللہ کے موافق وہ فیصلہ کریں گے بعد ازاں جو وہ فیصلہ کریں گے اس پر ہم اور تم راضی ہو جائیں اشعث معاویہ کے پاس سے اٹھے۔

حکم کے انتخاب میں خارجیوں کا انتخاب: امیر المؤمنین علیؓ کی خدمت میں آئے اور معاویہ کا پیام پہنچایا۔ حاضرین نے کہا ہم بھی اس امر پر راضی ہیں اور اس فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔ اہل شام نے اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو منتخب کیا۔ اشعث اور ان لوگوں نے جو بعد کو خارجی ہو گئے تھے۔ ابو موسیٰ اشعری کا انتخاب کیا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے ارشاد کیا '' میں اس انتخاب سے راضی نہیں ہوں۔ اشعث' یزید بن الحصین' مسعر بن فدک متفق الکلمہ ہو کر بولے'' ہم تو انہیں کو انتخاب کرتے ہیں۔ دوسرے کو اپنی طرف سے ہم حکم نہ بنائیں گے امیر المؤمنین علیؓ نے جواب دیا میں اس کو ثقہ نہیں سمجھتا اس نے

میری رفاقت ترک کر دی لوگوں کو میرے ساتھ واقعہ جمل میں جانے سے روکا مجھ سے متنفر ہوگا۔ پھر بھی میں نے ایک ماہ کے بعد اسے امن دی میں اس کو ہرگز حکم نہ بناؤں گا البتہ ابن عباس کو میں اپنی طرف سے منتخب کر سکتا ہوں۔ اشعث اور اس کے ہمراہی کہنے لگے ابن عباس تمہارے عزیز ہیں ہم ان کو حکم نہ بنائیں گے ہم ایسے شخص کو حکم مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کا تعلق تمہارے اور معاویہ کے ساتھ یکساں ہو۔ امیر المؤمنین بولے اچھا تو اشتر میرا عزیز نہیں ہے اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا روئے زمین پر اور کوئی شخص نہیں ملتا۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا پھر کیا سوائے ابوموسیٰ کے اور کسی کو حکم نہ بناؤ گے۔ اشعث اور اس کے ہمراہی کہنے لگے نہیں! اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور اشتر اس سے محروم ہے۔

حکم کا انتخاب: امیر المؤمنین علیؓ ان مباحث سے تنگ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ارشاد فرمایا اچھا جو چاہو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے کرو الغرض حاضرین نے ابوموسیٰ کو بلوایا ابوموسیٰ نے اس وقت لڑائی موقوف کر دی تھی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ فریقین میں مصالحت ہوگئی۔ ابوموسیٰ بولے الحمد للہ پھر کہا گیا کہ تم حکم مقرر کئے گئے۔ اس پر ابوموسیٰ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور لشکر کی طرف آئے۔ احنف بن قیس نے امیر المؤمنین سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھ کو بھی ابوموسیٰ کے ساتھ حکم بنائیے۔ لیکن لوگوں نے اس کی مخالفت کی۔

تحکیم کا عہد نامہ: امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے لشکر میں یہ قصہ پیش تھا کہ عمرو بن العاص امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے پاس اقرار نامہ لکھنے کو حاضر ہوئے۔ کاتب نے بسم اللہ کے بعد لکھا: هذا ما تقضیٰ علیه امیر المؤمنین عمرو بن العاص نے جھٹ قلم پکڑ لیا۔ کہنے لگے یہ ہمارے امیر نہیں ہیں تمہارے امیر ہوں تو ہوں۔

احنف: اس لفظ کو محو نہ کرو مجھے اس کے محو کرنے سے بد فالی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

اشعث: امیر المؤمنین کا لفظ ضرور محو کرو۔

امیر المؤمنین: اللہ اکبر صلح حدیبیہ کے وقت بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ رسول اللہ نہیں لکھنے دیا تھا۔ کیوں عمرو بن العاص اس واقعہ میں تم بھی ایسا چاہتے ہو۔

عمرو بن العاص: سبحان اللہ آپ کفار سے ہماری تشبیہ کیوں دیتے ہیں حالانکہ ہم لوگ مومن ہیں۔

امیر المؤمنین: اے ابن النابغہ تو کب فاسقین کا ولی اور مومنین کا دشمن نہ تھا۔

عمرو بن العاص: خدا کرے آج کے بعد پھر تمہاری صورت دیکھنے کی نوبت نہ آئے۔

امیر المؤمنین: میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مجلس تجھ سے اور تجھ ایسے لوگوں سے ہمیشہ پاک رکھے۔ عمرو بن العاص یہ سن کر خاموش ہو گئے اور کاتب نے لکھنا شروع کیا:

> هذا ما تقاضی علی ابن ابی طالب و معاویة بن ابی سفیان قاضی علی علی اهل الکوفة و من معهم و معاویه علی شام و من معهم انا تنزل عند حکم الله و کتابه و ان لا یجمع بیننا غیره و ان کتاب الله بیننا من فاتحة الی خاتمة نحی ما احیاء و نمیت ما امات فما وجد الحکمان فی

کتاب اللّٰہ و ھما ابو موسی عبداللّٰہ قیس و عمرو بن العاص عملا بہ و ما لم یجداہ فی کتاب اللّٰہ فالسنۃ العادلۃ الجامعۃ غیر المعرفۃ.

''یہ وہ تحریر ہے جس کو علی ابن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان نے باہم بطور اقرار نامہ کے لکھا ہے۔ علی نے اہل کوفہ اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ تھے حکم مقرر کیا ہے اور معاویہ نے اہل شام اور ان لوگوں کی جانب سے جو ان کے ہمراہ ہیں حکم مقرر کیا بے شک ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کو منحصر علیہ قرار دیتے ہیں اور اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ سوائے اس کے دوسرے کو کوئی دخل نہ ہوگا اور قرآن مجید شروع سے اخیر تک ہمارے درمیان میں ہے ہم زندہ کریں گے۔ اس کو جس کو اس نے زندہ کیا ہے اور ماریں گے۔ اس کو جس کو اس نے مارا ہے پس جو کچھ حکمین کتاب اللہ میں پائیں اس پر عمل کریں اور وہ حکم ابو موسیٰ' عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص ہیں اور جو کتاب اللہ میں نہ پائیں تو سنت عادلہ جامعہ غیر مختلف فیہا پر عمل کریں''۔

معاہدہ پر دستخط: حکمین نے بعد تحریر اقرار نامہ امیر المؤمنین علیؓ امیر معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے لشکریوں سے اس امر کا عہد و پیمان لیا کہ حکمین کو ان کی جانوں اور اہل و عیال کو امن دیا جائے اور امت مرحومہ پر یہ فرض ہے کہ جو فیصلہ کریں اس کے نفاذ پر اعانت و مدد کرے اور حکمین پر یہ واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر صحیح صحیح کتاب اللہ کے موجب فیصلہ کریں اور امتِ مرحومہ کو لڑائی و فساد اور تفرقہ میں نہ ڈالیں اگر چہ میعاد فیصلہ کی رمضان تک ہے لیکن حکمین کو اختیار ہے کہ اس کے بعد جب چاہیں فیصلہ کریں اور مقام فیصلہ ایسا ہو جو کہ مابین اہل کوفہ و اہل شام کے نصف پر واقع ہو۔

ان شرائط کے طے ہو جانے پر اہل عراق اور اہل شام کے سر برآوردہ لوگوں نے دستخط[1] کیے۔ لیکن اشتر نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اشعث مصر ہوئے اشتر نے سختی سے جواب دینا شروع کیا دونوں آدمیوں میں سخت وست گفتگو ہونے لگی۔ یہ وثیقہ تیرہ صفر ۳۷ھ کو لکھا گیا اور یہ رائے قرار پائی کہ امیر المؤمنین علیؓ مقام دومۃ الجندل یا اذرح میں حکمین کے پاس وقت فیصلہ ماہ رمضان میں موجود رہیں۔

حضرت علیؓ کی مراجعت: اس وثیقہ کی تحریر کے بعد چند لوگ امیر المؤمنین علیؓ کے پاس آئے اور ان کو جنگ کرنے کی رائے دی۔ آپ نے فرمایا صلح کے بعد جنگ کرنا اور اقرار کرنے کے بعد پھر جانا مناسب نہیں ہے۔ لوگ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے فریقین صفین سے واپسی کی تیاریاں کرنے لگے۔ امیر المؤمنین علی صفین سے مع اپنے لشکر کے کوفہ کو روانہ ہوئے۔ حروریہ نے واپسی سے اختلاف کیا۔ تقرر حکمین سے بیزاری ظاہر کی اور امیر المؤمنین علیؓ سے علیحدہ ہو کر دوسری راہ کو اختیار کیا۔ اثناء راہ میں امیر المؤمنین علیؓ کی خباب بن الارت کی قبر پر نظر پڑی آپ نے دریافت فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ کسی نے جواب دیا خباب بن الارت کی قبر ہے جن کا آپ کی روانگی کے بعد انتقال ہوا۔ امیر المؤمنین یہ سن کر ٹھہر گئے اور ان کے

---

1. امیر المؤمنین علیؓ کی طرف سے اشعث بن قیس' سعد بن قیس ہمدانی' ورقاء بن سمی البجلی' عبداللہ بن فحل العجلی' حجر بن عدی کندی' عبداللہ بن الطفیل عامری' عقبہ بن زیاد حضرمی' یزید بن حجیہ تمیمی' مالک بن کعب ہمدانی اور معاویہ کی طرف سے ابوالاعور' حبیب بن سلمہ' زمل بن عمرو عذری' حمزہ بن مالک ہمدانی' عبدالرحمٰن بن خالد مخزومی' سبیع بن یزید انصاری' عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن الحر عبسی نے اقرار نامہ پر دستخط کیے تھے۔

حق میں دعا کی۔ بعد ازاں روانہ ہو کر کوفہ میں داخل ہوئے۔ ایک مکان سے رونے کی آواز سنائی دی۔ استفسار سے معلوم ہوا کہ مقتولین کے ورثاء رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم کرے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ جو لوگ میرے ساتھ گئے صفین میں کام آئے شہید ہوئے۔ غرض لوگوں کو تسلی و تشفی دیتے ہوئے قصر خلافت میں داخل ہوئے۔

خوارج کی علیحدگی: خوارج آپ سے علیحدہ ہو کر حروراء کی طرف آئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور وہیں بارہ ہزار کی جمعیت سے قیام کیا۔ امیر جنگ شبث بن عمر التیمی اور عبداللہ بن الکوا یشکری کو امام نماز مقرر کیا گیا۔ پھر منادی نے ندا کی کہ بیعت اللہ عزوجل کی ہے نیک کاموں کا حکم کرنا برے کاموں سے بچانا ہمارا فرض ہے۔ فتح کے بعد شوریٰ سے کل کام انجام دیا جائے گا۔ شیعان امیر المؤمنین علیؓ نے کہا کہ ہماری گردنوں پر امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی بیعت ہے جس کے وہ دوست ہوں گے ہم بھی اس کے دوست ہیں جس کے وہ مخالف ہوں گے ہم بھی اس کی مخالفت کریں گے۔ خوارج بولے" کیا خوب! تم لوگوں نے علیؓ کی بیعت کی جس سے تم پر فرض یہ ہو گیا کہ جس کے وہ دوست ہوں تم بھی اس کے دوست ہو اور جس کے وہ دشمن ہوں تم بھی اس کی دشمنی کرو؟ اور اہل شام نے جس کو دوست رکھا اس کی بیعت کی اور علیؓ کی بیعت کو مکروہ جانا۔ پس ہمارے نزدیک تم دونوں حق سے منزلوں دور ہو۔ زیاد بن النصر نے جواب دیا واللہ ہم نے علیؓ کی بیعت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کی ہے۔ لیکن جب تم لوگوں نے ان کی مخالفت کی تو شیعیان امیر المؤمنین علیؓ نے کہنا شروع کیا۔ جس کے وہ دوست ہیں ہم بھی اس کے دوست ہیں اور جس کے وہ مخالف ہیں ہم بھی اس کے مخالف ہیں اور درحقیقت ہمارا اعتقاد یہی ہے اور یہ حق و راست ہے اور جو اس کا مخالف ہے وہ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

خوارج کو اتحاد کی دعوت: اس کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو خوارج کے پاس بھیجا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک میں نہ آؤں اس وقت تک اعتراضات کے جوابات دینے میں عجلت نہ کرنا۔ لیکن عبداللہ بن عباس جس وقت خوارج کے پاس پہنچے اور خوارج نے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کیے۔ عبداللہ بن عباس سے صبر نہ ہو سکا بول پڑے تم لوگ تقرر حکم پر کیوں حرف گیری کرتے ہو اللہ جل شانہ نے جب کہ تقرر حکم کا زوجین (میاں اور بیوی) میں بحالت منازعت حکم دیا ہے تو امت مرحومہ کے نزاعات میں حکم مقرر کرنا بہت زیادہ مناسب ہے۔ خوارج نے جواب دیا جس چیز میں اللہ جل شانہ نے اپنے بندوں کو چون و چرا کرنے کا مطلق اختیار نہیں ہے اور نہ اس میں قیاس و رائے کو کچھ دخل ہے۔ مسئلہ مجوث عنہ میں رائے و قیاس کو کچھ دخل نہیں ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے حکم دیا ہے جیسا کہ زانی اور چور کی سزائیں مقرر کر دی ہیں اس میں کمی کو کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے۔ ابن عباس بولے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یحکم به ذوا العدل منکم﴾ تم میں سے جو صاحب عدل ہوں وہ حکم بنائے جائیں خوارج نے جواباً کہا کیا خوب! یہ حکم تو صید و زوجین کا ہے مسلمانوں کا خون اس میں داخل نہیں ہے ابھی کل کا ذکر ہے کہ عمرو بن العاص سے ہم لوگ ڈر رہے تھے۔ پس اگر وہ عادل ہے تو اس سے لڑائی کیوں کی گئی اور اگر عادل نہیں ہے تو اس کا حکم بنانا کیا معنی اور اس کا فیصلہ کیسے حق پر مبنی ہو سکتا ہے تم نے معاویہ اور ان کے ہمراہیوں کی بابت آدمیوں کو حکم مقرر کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت حکم صادر فرمایا ہے کہ اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اپنی رائے سے رجوع

کرے تم نے اس سے عہد و پیاں کر لیا اور لطف یہ ہے کہ اسُ لکھا پڑھی بھی ہوگئی اور اللہ جل شانہ نے مسلمانوں اور اہل حرب سے بعد نزول سورۂ برات اس سلسلے میں منقطع کر دیا ہے۔ یہ باتیں ہنوز تمام نہ ہوئی تھیں کہ امیر المومنین علیؓ نے یہ معلوم کر کے کہ خوارج پر یزید بن قیس کا زیادہ اثر ہے اس کے خیمے میں آئے دو رکعت نماز پڑھی۔ بعد ازاں یزید بن قیس کو اصفہان درے کی حکومت سپرد کر کے اس جلسہ کی طرف تشریف لائے جہاں پر خوارج اور ابن عباس سے بحث و مناظرہ ہو رہا تھا۔

خوارج کی اطاعت: آپ نے خوارج سے خطاب کر کے ارشاد کیا: تمہارا مشیر اور سردار کون ہے؟ خوارج نے جواب دیا ابن الکواء۔ آپ نے فرمایا بیعت کر کے پھر اس سے خروج کرنے کا کیا سبب ہے۔ خوارج نے کہا جنگ میں تمہارے بے جا تحکم کی وجہ سے۔ آپ نے کہا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ وہ میری رائے نہ تھی بلکہ تمہاری رائے تھی۔ بایں ہمہ میں نے حکمین سے یہ عہد کر لیا ہے کہ قرآن شریف کے مطابق فیصلہ کریں گے پس اگر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا تو کوئی نقصان نہیں ہے اور اگر مخالفت کی تو ہم اس کے پابند نہ ہوں گے اور ہم ان کے فیصلے سے بری اور بیزار ہیں خوارج بولے کیوں صاحب مسلمانوں کی خونریزی میں حکم مقرر کرنے کے کیا معنی اور اس میں حکم مقرر کرنا عدل ہے۔ امیر المؤمنین نے جواب دیا ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن شریف کو حکم بنایا ہے مگر یہ کہ وہ بولتا نہیں ہے بولنے والے آدمی ہی ہیں اس پر خوارج نے مدت مقرر کرنے کا اعتراض پیش کیا۔ امیر المؤمنین نے ارشاد کیا اس وجہ سے کہ شاید اللہ تعالیٰ زمانہ صلح میں امت مرحومہ کا اختلاف باہمی دفع کر دے۔ خوارج کے دل کو اس تقریر سے ایک گونہ تسکین ہو گئی اور انہوں نے امیر المؤمنین علی کی رائے سر دست پسند کر لی۔ آپ نے پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا چلو شہر میں قیام کرو۔ چھ مہینے تک ٹھہرے رہنا جب مال و اسباب جمع ہو جائے گا تو پھر اپنے دشمنوں کی طرف خروج کریں گے۔ چنانچہ سب کے سب امیر المؤمنین علیؓ کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے۔

حضرت علی کا حضرت عمرو بن العاص کو پیغام: جس وقت میعاد مقررہ کا وقت قریب اختتام کو پہنچی اور حکمین کے جمع ہونے کا وقت آیا۔ تو امیر المؤمنین علیؓ نے ابوموسیٰ اشعری کو چار سو آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ شریح بن ہانی الحارثیؒ کو ان کی سرداری پر اور عبداللہ بن عباس کو امامت پر مامور فرمایا۔ روانگی کے وقت شریح بن ہانی سے ارشاد کیا کہ عمرو بن العاص سے میری طرف سے کہہ دینا کہ راستی اختیار کرو ایک دن تم کو مرنا ہے اور احکم الحاکمین کے روبرو جانا ہے۔ پس جب شریح نے عمرو بن العاص کو امیر المؤمنین کا پیام پہنچایا تو عمرو بن العاص غصہ سے سرخ ہو کر بولے تم کو مجھے مشورہ دینے کا کیا حق ہے۔ شریح نے جواب دیا تجھ کو کون امر سید المرسلین امیر المؤمنین کی نصیحت قبول کرنے سے روک رہا ہے۔ عمرو بن العاص نے اس کا جواب درشتی سے دیا اور ان کی نصیحتوں پر مطلق توجہ نہ کی اور اپنی رائے پر عمل کیا۔ معاویہ نے چار سو شامیوں کی جمعیت سے عمرو بن العاص کو روانہ کیا تھا۔

حکمین کا اجتماع: حکمین نے مع اپنے ہمراہیوں کے مقام اذرح (مضافات دومۃ الجندل) میں قیام اختیار کیا۔ عمرو بن العاص کے ہمراہی ہمراہیان ابن عباس سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار تھے۔ جب کبھی معاویہ کا کوئی خط آتا تھا تو عمرو بن العاص سے اس کے مضامین کو دریافت نہ کرتے تھے۔ لیکن اہل عراق ابن عباس سے امیر المؤمنین علیؓ کے خطوط کے مضامین کو

پوچھتے اور بایں ہمہ ان کو اخفائے مضامین کے ساتھ متہم بھی کرتے تھے۔ حکمین کے ساتھ مجلس میں عبداللہ بن عمرؓ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ عبداللہ بن زبیرؓ عبدالرحمٰن بن الحرث ہشام بن عبدالرحمٰن عبدیغوث زہری' ابوجہم بن حذیفہ عدوی' مغیرہ بن شعبہ' سعد بن ابی وقاص[1] موجود تھے۔

حکمین کی گفتگو: عمرو بن العاص نے کہا'' اے ابوموسیٰ تم جانتے ہو کہ عثمان ظلماً شہید کیے گئے ہیں اور معاویہ ان کے ایک جدی ولی اور وارث ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا ہاں پھر عمرو بن العاص بولے'' پس کون سا امر تم کو ان کی خلافت سے روکتا ہے حالانکہ وہ قبیلہ قریش سے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہو اگرچہ سابق الاسلام نہیں ہیں۔ لیکن ان میں سیاست اور ملک داری کا مادہ بہت زیادہ ہے اور وہ ام المومنین ام حبیبہؓ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اس سے زیادہ قریب قرابت اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور مدتوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب رہے ہیں اور شرف صحبت سے بھی ممتاز ہوئے ہیں۔ سلسلہ گفتگو میں کہا اگر تم میری رائے سے موافقت کرو گے اور معاویہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کرو گے تو جس شہر کی حکومت تم پسند کرو گے فوراً دی جائے گی۔

ابوموسیٰ اے عمرو! اللہ سے ڈرو اور یہ جان رکھو کہ امارت اور خلافت' سیاست وملک داری کی وجہ سے نہیں دی جاتی۔ اگر ایسا ہوتا تو آل ابراہہ بن الصباح زیادہ اس کے مستحق تھے' بلکہ دین داری' تقویٰ ایمانداری کے لحاظ سے امیر وخلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اور اگر شرافت قریش کا پاس کیا جائے تو بھی علی ابن ابی طالبؓ اس کے زیادہ مستحق ہیں باقی رہا تمہارا یہ کہنا کہ چونکہ معاویہؓ خون عثمانؓ کے طالب ہیں اس وجہ سے ان کو امارت دی جائے تو میں اس کو بھی ناپسند کرتا کہ مہاجرین سابقین اسلام کو چھوڑ کر امارت معاویہ کو دی جائے اور تمہارا یہ کہنا کہ اگر معاویہؓ کو امیر بناؤ گے تو تم کو حکومت دی جائے گی تو اس کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ واللہ اگر معاویہ مجھ کو اپنی کل حکومت وسلطنت دینے کو بھی کہیں تو میں ہرگز اس کو امیر خلیفہ نہ بناؤں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں رشوت نہیں لیتا' بہتر ہوگا کہ عبداللہ بن عمر کو حاکم بناؤ۔

عمرو بن العاص: تم کو میرے لڑکے کے والی مقرر کرنے میں کیا عذر ہے؟ تم اس کی حالت وصلاحیت وفضیلت سے بخوبی واقف ہو۔

ابوموسیٰ: تمہارا لڑکا نیک اور سچا تھا۔ لیکن تم نے اس کو بھی تو اس فتنہ میں مبتلا کر رکھا ہے۔

عمرو بن العاص: یہ کام ایسے شخص کو سپرد کرنا چاہئے کہ جس کے دانت نہ ہوں جس سے وہ کھاتا پیتا ہو''۔

ابوموسیٰ اور عمرو بن العاص میں اسی قسم کی گفتگو ہو رہی تھی' عبداللہ بن عمر خاموش' سکوت کے عالم میں آنکھیں بند کیے بیٹھے تھے عبداللہ بن زبیر ان کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابن الزبیر منشاء گفتگو سمجھ گئے۔ عبداللہ بن عمرو کو ذرا چونکا دیا' ابن عمر چلا اٹھے واللہ میں اس معاملے میں رشوت ہرگز نہ لوں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا'' اے ابن العاص عرب نے بعد جدال وقتال اپنی قسمت کا فیصلہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کو پھر فتنے میں نہ ڈالو۔ عمرو بن العاص: ''تم پہلے اپنی رائے ظاہر کرو تمہارا کیا مقصد ہے؟''۔

فیصلہ کا اعلان: ابوموسیٰ:۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ان دونوں شخصوں کو ہم لوگ معزول کر دیں اور اس کام کو عام

---

[1] مؤرخین نے سعد بن ابی وقاص کی حاضری میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص مجلس حکم میں آئے تھے اور یہیں سے احرام باندھ کر چلے گئے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ علیہ۔

مسلمانوں کے سپرد کردیں جس کو وہ چاہیں مشورہ کر کے امیر مقرر کریں۔

حضرت عمرو بن العاص: عمرو بن العاص یہ سن کر اچھل پڑے بہت خوشی سے اس رائے کو پسند کیا۔ دونوں آدمی ایک ساتھ باہر آئے ایک جم غفیر فیصلہ سننے کو موجود تھا۔ عمرو بن العاص نے ابوموسیٰ سے کہا چونکہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور مجھ سے آپ سن رسیدہ ہیں مناسب ہوگا کہ آپ پہلے کھڑے ہو کر اس امر کو بیان فرمادیجئے جس پر ہم نے اور آپ نے اتفاق کیا ہے''۔ ابوموسیٰ بیچارے دنیا کے داؤ پیچ سے واقف نہ تھے۔ سادگی کے ساتھ اٹھے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا'' ہم لوگ ایسے امر پر متفق ہوئے ہیں عجب نہیں کہ اللہ جل شانہ اس کے ذریعہ سے امت مرحومہ میں صلح کرا دے۔ ابوموسیٰ اس قدر کہنے پائے تھے کہ ابن عباس نے قطع کلام کر کے کہا'' واللہ مجھے شبہ ہوتا ہے کہ تمہیں دھوکا دیا جائے گا اگر فی الواقع تم لوگوں نے کسی امر پر اتفاق کرلیا ہے تو اسی کو (یعنی عمرو بن العاص کو) پہلے تقریر کرنے دو''۔ ابوموسیٰ نے کچھ توجہ نہ کی' ابن عباس خاموش ہو گئے۔ پھر ابوموسیٰ بولے اے لوگو! ہم لوگوں نے بہت کچھ غور و خوض کیا لیکن سوائے اس کے جس پر ہم نے اتفاق کیا ہے اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ ہم اور عمرو بن العاص دونوں علیؓ اور معاویہ کو معزول کردیں اور مسلمانوں کو اختیار دیں کہ جس کو وہ چاہیں متفق ہو کر خلیفہ بنائیں۔ چنانچہ میں نے علیؓ اور معاویہ کو معزول کر دیا پس تم جس کو لائق سمجھو اس کو خلیفہ بناؤ''۔ اس تقریر کے ختم ہوتے ہی عمرو بن العاص نے کھڑے ہو کر کہا'' حاضرین جلسہ تم لوگ گواہ رہنا (ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کر کے) کہ اس شخص نے اپنے رفیق (علیؓ) کو معزول کر دیا ہے اور بے شک میں بھی اس کو معزول کرتا ہوں جیسا کہ اس نے معزول کیا ہے اور معاویہ کو معزول نہیں کرتا اور اسی کو امیر المسلمین تسلیم کرتا ہوں کیونکہ وہ عثمان ابن عفان مظلوم کا ولی ہے اور وہ اس کا قائم مقام ہونے کا مستحق ہے۔

حکمین میں تلخ کلامی: ابن عباس اور سعد' ابوموسیٰ کو ملامت کرنے لگے۔ ابوموسیٰ نے معذرت پیش کی میں کیا کروں مجھے عمرو بن العاص نے دھوکا دیا۔ اقرار کر کے مکر گیا''۔ پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا'' اللہ تجھے ہدایت دے تو نے مجھ سے اقرار کر کے بدعہدی کی۔ تیری مثال بعینہ اس کتے کی ہے جو ایک بار کسی چیز کو پکڑ لیتا ہے پھر دوبارہ اس کو چھوڑ دیتا ہے''۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا'' تو مثل گدھے کے ہے جو بار برداری کرتا ہے''۔ شریح بن ہانی نے عمرو بن العاص پر تلوار چلائی عمرو بن العاص نے جواب ترکی بہ ترکی دیا لوگ درمیان میں پڑ گئے قصہ طول نہ کھینچنے پایا رفع دفع ہو گیا۔

سب وشتم کا آغاز: ابوموسیٰ مجلس حکم سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عمرو بن العاص مع اہل شام شام کی طرف واپس ہوئے اور معاویہ سے کل ماجرا بیان کیا۔ امیر المومنین نماز میں قنوت پڑھنے اور بددعا[1] کرنے لگے: اللّٰھم العن معاویة و عمروا و حبیبا و عبدالرحمن بن مخلد و الضحاک قیس و الولید و ابا الاعور. معاویہ کو جب اس کی خبر لگی تو وہ بھی حضرت علیؓ و ابن عباس وحسن وحسین اور اشتر پر لعن کرنے لگے۔

---

[1] ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کی تردید کی ہے اور صاف صاف لکھا ہے۔ ان ھذا لم یصح اور علامہ نصر نے لکھا ہے کہ اگر یہ دعا ایک حد تک صحیح مان بھی لی جائے تو غالباً بغیر لعن کی تھی۔ حقیقت میں یہ امر خلاف شان ہے جناب امیر علیہ السلام معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی طرح سے بیٹھے ہوئے حریف کو کوسا کریں۔ کہیں ارفع ہے۔ میرے خیال میں جہاں تک مجھے تفحص سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ نہ تو امیر المومنین علیؓ نے معاویہؓ پر لعن کیا اور نہ معاویہ نے جناب موصوف پر' یہ لوگوں کا حاشیہ ہے۔ واللہ اعلم

باب : ۲۲

خوارج اور جنگِ نہروان

خوارج کا گستاخانہ رویہ: امیر المومنین علیؓ جس وقت ابو موسیٰ کو حکم بنا کر روانہ کرنے لگے زرعہ ابن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر سعدی خوارج کی طرف سے آپ کی خدمت میں آئے اور کہا "اے علیؓ! تم اپنے گناہ سے توبہ کرو اور اپنے قول و اقرار سے جو تم نے معاویہؓ کے ساتھ کیا ہے پھر جاؤ اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں کی طرف لڑنے کو چلو جب تک ہماری جان باقی ہے ہم ان سے جنگ کریں گے۔

امیر المومنین: میرا یہی قصد تھا لیکن تم نے اس کی مخالفت کی اور اب تو ہم اقرار نامہ لکھ چکے ہیں اس کے خلاف نہیں کر سکتے۔

حرقوص: یہی تو گناہ جس کی بابت ہم توبہ کرنے کو کہتے ہیں۔

امیر المؤمنین: یہ گناہ نہیں ہے۔ یہ رائے لغزش ہے۔

زرعہ: اے علیؓ اگر تم آدمیوں کے حکم کو نہ چھوڑو گے اور توبہ نہ کرو گے تو ہم تم سے محض اللہ کی مرضی حاصل کرنے کو لڑیں گے۔

امیر المؤمنین: تف ہے تجھ پر۔ کیا تو نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے کہ مجھ پر تو جس قدر چاہے گا دباؤ ڈالے گا۔ جا میں اپنے قول سے نہیں پھر سکتا اگرچہ ایسا ہی ہو" اور زرعہ اٹھے اور: لاحکما لا اللہ لا حکم الا اللہ. چلاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر چلے آئے۔

اس واقعہ کے بعد ایک روز امیر المومنین علیؓ! مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ خوارج نے مسجد کے ایک گوشہ سے چلا کر کہا: لا حکم الا اللّٰہ. آپ نے فرمایا اللہ اکبر کلمہ حق سے اظہار باطل کا کرتے ہیں پھر دوبارہ خطبہ دینے لگے تو خوارج نے پھر ایسا ہی کہا۔ آپ نے فرمایا یہ تیسرا موقع ہے تم ہمارے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے ہو نہ ہم تم کو مساجد میں آنے سے روکتے ہیں کہ وہاں آکر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرو اور نہ ہم نے تم کو مال غنیمت سے روکا جب تک ہمارے ساتھ تھے برابر دیتے رہے اور نہ اب تم سے اس وقت تک ہم لڑیں گے جب تک تم ہم سے مخالفت نہ کرو گے اور نہ تمہارا معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھیں گے کہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

خوارج کی سرکشی: امیر المومنین علیؓ یہ کہہ کر قصر امارت میں چلے آئے اور خوارج مسجد سے نکل کر عبداللہ وہب راسبی کے

خیمہ میں گئے اس نے ان کو سمجھایا بجھایا اور بعض پہاڑیوں کی طرف نکل جانے کی رائے دی اس سبب سے کہ امیر المومنین علیؓ ان شہروں کے حاکم تھے۔ حرقوص بن زہیر نے اس سے اتفاق کیا۔ حمزہ بن سنان اسدی نے کہا۔ تمہاری جو رائے ہے وہ نہایت موزوں ہے لیکن یہ ضروری امر ہے کہ تم اپنا امیر بنالو اور اس کے ہاتھ میں علم دو۔ خوارج نے زید بن حصن الطائی کو پھر حرقوص زہیر اور شریح بن اوفی عبسی کو یکے بعد دیگرے امارت کے لئے نامزد کیا۔ لیکن ان لوگوں نے انکار کیا تب عبداللہ بن وہب سے کہا گیا اس نے قبول کر لیا۔ چنانچہ ۱۰ شوال ۳۸ھ کو خوارج نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بعد ازاں شریح کے پاس مشورے کی غرض سے جمع ہوئے۔ عبداللہ بن وہب نے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ ایسے شہر چلو جہاں پر ہم اللہ کے حکم کو جاری کر سکیں کیونکہ ہم لوگ اہل حق ہیں۔ شریح بولا مدائن چلو ہم اس پر بآسانی قبضہ کر لیں گے اور وہاں کے رہنے والوں کو دم بھر میں نکال دیں گے اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط و کتابت کر کے بلالیں گے جو بصرے میں ہیں۔ زید بن حصن نے رائے دی کہ اگر تم لوگ جمع ہو کر نکلو گے تو تعجب نہیں ہے کہ تمہارا تعاقب کیا جائے مناسب ہے کہ متفرق طور پر نکلو اور مدائن نہ جاؤ بلکہ نہروان کے پل کی جانب چلو اور وہاں سے اپنے بھائیوں کو خط کے ذریعے سے بلالو۔ عبداللہ بن وہب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی پر عمل درآمد ہوا۔

<u>خوارج کی روانگی</u>: اس کارروائی کے بعد خوارج نے روانگی کا عزم کیا شب جمعہ اور جمعہ کو پورے دن عبادت میں مصروف رہے۔ شنبہ کے روز ایک ایک' دو دو' پانچ پانچ' دس دس' بیس بیس روانہ ہوئے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ طرفہ بن عدی بن حاتمؓ بھی روانہ ہوا۔ اس کا بیچارہ بڈھا باپ عدی بن حاتم مدائن تک پیچھا کرتا گیا۔ لیکن واپس نہ لا سکا واپسی کے وقت عبداللہ بن وہب مقام ساباط میں بیس سواروں کی جمعیت سے ملا اور عدی غریب کے قتل کا قصد کیا۔ قبیلہ طے کے بعض آدمیوں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس فعل سے باز رکھا۔

<u>کرخ کی لڑائی</u>: خوارج کی روانگی کے بعد امیر المومنین علیؓ نے سعد بن مسعود گورنر مدائن کو ان کی روک تھام کو لکھا چنانچہ سعد بن مسعود نے اپنے برادرزادہ کو اپنا نائب مقرر کر کے پانچ سو سواروں سے خوارج کا راستہ روکا۔ خوارج نے اس راستہ کو چھوڑ کر بغداد کا رخ کیا۔ سعد بن مسعود یہ سن کر ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے شام کے وقت مقام کرخ میں خوارج کو پکڑ لیا' اتنے میں عبداللہ بن وہب بیس سواروں کی جمعیت سے پہنچ گیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ سعد بن مسعود کے ہمراہیوں نے کہا جب تک امیر المومنین علیؓ کا کوئی حکم جنگ کی بابت نہ آئے جنگ نہ کرنا۔ سعد نے اس پر توجہ نہ کی برابر لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی فریقین نے مجبور ہو کر لڑائی بند کر دی۔ عبداللہ بن وہب دریائے دجلہ عبور کر کے اپنے رفیقوں سے جا ملا اور ان کے ہمراہ نہروان کی طرف روانہ ہوا۔

<u>خوارج کا بصرہ سے خروج</u>: خوارج بصرہ نے پانچ سو کی جمعیت سے بسر گروہی مشعر بن فدکی تمیمی بصرہ سے خروج کیا۔ ابن عباس کے حکم سے ابوالاسود الدولی نے تعاقب کیا۔ دجلہ کے پل پر مقابلہ ہوا عصر کے بعد سے عشاء کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی جب رات کی تاریکی نے حملہ آوروں کی نظر سے ایک دوسرے کو چھپا دیا تو لڑائی خود بخود بند ہو گئی اور مشعر بن فدکی

مع اپنے ہمراہیوں کے دجلہ عبور کر کے نہروان میں عبداللہ بن وہب سے جاملا۔

حضرت علی کا شام پر فوج کشی کا فیصلہ: امیر المومنین حضرت علیؓ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے لشکریوں سے خوارج کی جنگ پر دوبارہ بیعت لی۔ پھر حکمین کے فیصلے کا خیال آ گیا جو شاق اور ناگوار گزر رہا تھا۔ آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں بعد حمد و درود اور نصائح و پند کے بیان فرمایا "اے لوگو! آگاہ ہو کہ حکمین نے قرآن کے حکم کو چھوڑ کر اپنی خواہش کی اتباع کی اور دونوں نے فیصلہ کرنے میں اختلاف کیا اور دونوں راہ راست سے علیحدہ رہے۔ پس اس حکم و فیصلے سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صلحاء امت بری ہیں لہٰذا تم لوگ شام پر حملہ کرنے کی تیاری کرو"۔

خوارج کو دعوتِ اتحاد: خطبہ دینے کے بعد خوارج کے پاس نہروان میں ایک فرمان بھیجا جس میں اس خطبہ کا مضمون تھا اور ان کو اہل شام پر حملہ کرنے کو ابھارا تھا اور صاف الفاظ میں یہ لکھ دیا تھا: نحن علی الامر الاول الذی کنا علیہ. "ہم اسی پہلی رائے پر ہیں جس پر اس سے پیشتر تھے" یعنی اہل شام سے جنگ کریں گے خوارج نے جواب لکھا تم نے بوقت تقرریر حکمین اللہ تعالیٰ کا پاس نہ کیا اور اب اپنے نفس کی اتباع سے لڑنے کو کہتے ہیں۔ پس اگر تم اپنے کافر ہونے کا اقرار کرو اور توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تم سے لڑنے کو تیار ہیں۔

شام پر حملہ کی تیاری: امیر المومنین علیؓ کو اس خط کے پڑھنے سے ناامیدی ہوگئی لیکن ان کو زیادہ خطرناک تصور نہ کر کے شام پر حملہ کرنے کا قصد کیا' لوگوں کو برابر جنگ کی ترغیب دیتے رہے' ابن عباس کو لشکر گاہ بجیلہ سے فوج مرتب و مہیا کرنے کو لکھا۔ انہوں نے ایک ہزار پانچ سو جنگ آور بسر گروہی احنف بن قیس جمع و مرتب کیا پھر دوبارہ ابن عباس نے لوگوں کو جمع کر امیر المومنین علیؓ کا فرمان پڑھا اور یہ بیان کیا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم لوگ ساٹھ ہزار ہو جس میں سے صرف ایک ہزار پانچ سو آدمیوں نے جنگ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ اس قلیل تعداد کو میں کیا بھیجوں"۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی ایک ہزار چھ سو آدمیوں نے سینہ سپر ہو کر کہا ہم جنگ پر جانے کو تیار ہیں۔ پس ابن عباس نے ان کو حارثہ بن قدامہ سعدی کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ احنف و حارثہ تین ہزار ایک سو کی جمعیت سے امیر المومنین علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین علیؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں اہل بصرہ کی امداد کا حال بیان کیا بعد ازاں نہایت نرم الفاظ میں پند و نصیحت کر کے ارشاد کیا "تم لوگ میرے معاون و مددگار رہو مناسب ہے کہ ہر سردار اپنے گروہ اور قبیلہ کی ایک فہرست تیار کر کے پیش کرے کہ ان میں کس قدر جنگ آور ہیں"۔ سعد بن قیس ہمدانی' معقل بن قیس' عدی بن حاتم' زیاد بن حفصہ' حجر بن عدی اور بڑے بڑے سرداروں' رئیسوں نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل کی اور کسی متنفس کو جو قابل جنگ تھا باقی نہ چھوڑا' فہرست تیار ہونے پر معلوم ہوا کہ چالیس ہزار نبرد آزما تجربہ کار' سترہ ہزار نو عمر' آٹھ ہزار غلام میدان جنگ میں جا سکتے ہیں۔ علاوہ ان کے تین ہزار ایک سو سپاہی بصرے کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن خبابؓ کی شہادت: اس کے بعد امیر المومنین علیؓ نے یہ خبر پا کر کہ لوگ جنگ خوارج کو مقدم سمجھتے ہیں ارشاد کیا "اہل شام پر فوج کشی زیادہ ضروری ہے کیونکہ انہوں نے تم سے مقابلہ کیا برابر لڑتے رہے اور ان کا مقصود یہ ہے

کہ وہ بزور و جبر بادشاہ بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں''۔ لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور متفق ہو کر بولے ہم آپ کے ہمراہ ہیں جہاں اور جس طرف مناسب سمجھئے رخ کیجئے۔ ہنوز امیر المومنین علیؓ اہل شام کی طرف روانہ نہ ہوئے تھے کہ یہ خبر پہنچی کہ خوارج بصرہ اور عبداللہ بن خباب صحابی سے نہروان کے قریب اتفاقاً ملاقات ہو گئی۔ صاحب سلامت کے بعد جب خوارج کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ عبداللہ بن خباب ہیں تو انہوں نے ابوبکر و عمر کی نسبت سوال کیا'' کیسے تھے؟'' عبداللہ بن خباب نے کہا وہ دونوں بہت اچھے تھے پھر اول اور آخر زمانہ خلافت عثمان بن عفان کی بابت دریافت کیا۔ جواب دیا از اول تا آخر حق جو حق پسند تھے۔ علیؓ کی بابت حکم مقرر کرنے کے قبل اور بعد دریافت کیا جواب دیا وہ تم لوگوں سے زیادہ اللہ کے حکم کو سمجھنے اور جاننے والے اور دین حق پر چلنے والے ہیں' خوارج چلا کر بولے'' تم شخصیت کی پرستش کرتے ہو اور ان کے کارناموں کی وجہ سے ان کو اچھا کہتے ہو''۔ یہ کہہ کر ان کو ذبح کر ڈالا۔ ان کی بیوی اور تین عورتوں کا جو قبیلہ طے کی تھیں پیٹ پھاڑ ڈالا۔ امیر المومنین علیؓ کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ آپ نے اسی وقت بغرض تحقیق حال حرث بن مرۃ العبدی کو روانہ کیا خوارج نے ان کو بھی مار ڈالا۔ تب لشکریوں نے متفق ہو کر گزارش کی' ہم کیسے ان خوارج کو چھوڑ کر اہل شام کی طرف بڑھیں اور ان کے مکر و فریب سے اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال سے کیسے بے خوف و بے فکر ہو جائیں ان کی لڑائی ہم اہل شام کی لڑائی پر مقدم کرنا چاہتے ہیں''۔ اشعث بن قیس نے اس قول کی تائید کی۔

<u>خوارج سے اتمام حجت</u>: پس امیر المومنین حضرت علیؓ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور جنگ شام ملتوی کر کے خوارج کی طرف بڑھے۔ خوارج کے لشکر کے قریب پہنچ کر کہلا بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم قصاص لے کر اور تم کو چھوڑ کر اہل مغرب (شام) پر حملہ آور ہوں گے اور تم سے اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک ہم شام کی جنگ سے واپس نہ آئیں گے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس اثناء میں تم کو راہ راست کی ہدایت کر دے''۔ خوارج نے جواب دیا'' ہم سب نے مل کر ان کو مارا ہے اور ہم سب تمہارے خون اور ان کے خون کو مباح سمجھتے ہیں''۔ اس کے بعد قیس بن سعد بن عبادۃ اور ابوایوب انصاری نے یکے بعد دیگرے ان لوگوں کو وعظ و پند کیا۔ پھر خود امیر المومنین علیؓ نے خشونت آمیز الفاظ میں ان لوگوں کو سمجھایا ان کی رائے کی غلطی ظاہر کی اور حکمین کی نسبت فرمایا کہ چونکہ انہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حکم دیا ہے اس وجہ سے ہم نے ان کے فیصلے کو منظور نہیں کیا اور ہم اپنے اسی خیال پر ہیں جو اس سے پیشتر تھا علاوہ بریں حکم کے مقرر کرنے پر تو تم ہی لوگوں نے زیادہ زور دیا تھا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم لوگ ہمارے ساتھ چلو اور دشمنوں سے لڑو''۔ خوارج نے کہا بے شک ہم لوگوں نے حکم کے مقرر کرنے میں غلطی کی اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کیا۔ کافر ہوئے لیکن توبہ کر کے پھر مسلمان ہو گئے۔ پس اگر تم بھی توبہ کرو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور اگر اس سے انکار کرو گے تو ہم تمہاری مخالفت کریں گے۔ امیر المومنین حضرت علیؓ نے ارشاد کیا میں کیسے اپنے کو کافر کہوں حالانکہ میں مومن ہوں' ہجرت کی خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ خوارج نے جب اس کا کچھ جواب نہ دیا تو امیر المومنین حضرت علیؓ واپس آئے۔

<u>جنگ نہروان</u>: بعض کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین علیؓ نے خوارج کو خشونت آمیز لہجے میں سمجھایا ان کو ان غریبوں کے قتل

کرنے پر ملامت کی تو خوارج نے چلا کر اپنی جماعت سے کہا اس سے (علی) سے باتیں نہ کرو اللہ سے ملنے کو دوڑو (یعنی جنگ کرو) امیر المومنین علیؓ یہ سن کر واپس آئے۔ پھر خوارج نے پل عبور کرنے کا قصد کیا امیر المومنین حضرت علیؓ آ پہنچے میمنہ پر حجر بن عدیؓ میسرہ پر شبث بن ربعیؓ سواروں پر معقل بن قیس پیادوں پر ابوایوب اور اہل مدینہ پر ابوقتادہ تھے۔ جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی، قیس بن سعد بن عبادۃ بھی اسی جماعت میں تھے خوارج کے لشکر پر اس تفصیل سے سردار تھے۔ میمنہ پر زید بن حصین الطائی، میسرہ پر شریح بن اوفی العبسی، سواروں پر حمزہ بن سنان اسدی، پیادوں پر ہرقوص بن زہیر۔ امیر المومنین علیؓ نے امان کا علم ! ابوایوب کو مرحمت فرمایا۔ ابوایوب نے آپ کے ارشاد کے مطابق پکار کر کہا جو شخص بلا جنگ کیئے آئے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص معترض نہ ہوگا اس کو بھی امان دی جائے گی اور جو شخص کوفہ یا مدائن کی طرف لوٹ جائے گا وہ بھی مامون ہوگا۔ فروۃ بن نوفل اشجعی یہ سنتے ہی پانچ سو سواروں کو لے کر خوارج سے علیحدہ ہو گیا۔ دسکرہ میں جا کر قیام پذیر ہوا اور کچھ لوگ کوفہ چلے گئے اور کچھ لوگ امیر المومنین علیؓ کے لشکر میں آ گئے ان سب کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی ان لوگوں کے علیحدہ ہونے سے خواج کے گروہ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے۔

<u>خوارج کی شکست</u>: امیر المومنین علیؓ نے ان پر حملہ کیا ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ میمنہ اور میسرہ کی ترتیب جاتی رہی پریشان ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ تیر اندازوں نے تیر بازی شروع کر دی۔ سواروں نے دونوں بازوؤں میمنہ و میسرہ سے گھیر کر بھاگنے نہ دیا۔ پیادوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ایک ساعت میں سب کو ڈھیر کر دیا اس طرح پر کہ گویا ان سے کہہ دیا کہ تم لوگ مر جاؤ اور وہ لوگ مر گئے۔ عبداللہ بن وہب، زید بن حصن، حرقوص بن زہیر، عبداللہ بن شجرہ، شریح بن اوفی نامی گرامی سردار مارے گئے، مال و اسباب سامان جنگ اور مویشیاں لوٹ لئے گئے اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ البتہ خوارج کے غلاموں اور عورتوں کو واپس کر دیا۔ عدی بن حاتم نے اپنے لڑکے طرفہ اور چند آدمیوں کو دفن کرنے کا قصد کیا۔ امیر المومنین علیؓ نے منع فرمایا اور کامیابی کے بعد اس مقام سے کوچ کر گئے۔ آپؓ کے ہمراہیوں میں سے صرف سات آدمی کام آئے۔

<u>حضرت علیؓ کی کوفہ کو مراجعت</u>: جنگ نہروان سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین علیؓ نے جنگ شام کی تیاری شروع کی اشعث بن قیس نے حاضر ہو کر گزارش کی "فوج تھک جانے اور زخموں کی وجہ سے کوفہ واپس چلنے کی درخواست کرتی ہے تا کہ تھوڑے دنوں آرام کر کے کمال مردانگی و مستعدی سے دشمنوں پر حملہ کریں اور شاید اس اثناء میں ہماری تعداد بھی بڑھ جائے۔ امیر المومنین علیؓ نے یہ درخواست منظور نہ کی لیکن شام کی طرف بھی نہ روانہ ہوئے بلکہ کوفہ کی طرف مراجعت کی مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کیا اور حکم صادر فرمایا کہ کوئی شخص اپنے مکان پر نہ جائے جب تک دشمنوں کی طرف خروج کر کے فتح یاب نہ ہو جائے اس حکم کی تعمیل پورے طور سے نہ کی گئی۔ بہتیرے لشکر گاہ چھوڑ کر اپنے مکان پر چلے گئے۔ امیر المومنین علیؓ ان لوگوں کے پاس کوفہ آئے دوبارہ لڑائی کی ترغیب دی۔ معدودے چند آدمیوں نے مستعدی ظاہر کی پھر چند روز ٹھہر کر ان کے سرداروں اور رئیسوں کو طلب کر کے ان کی رائے دریافت کی اور تاخیر کرنے کی وجہ استفسار کی۔ ان لوگوں میں سے نہایت کم

آدمیوں نے شام پر فوج کشی پر آمادگی ظاہر کی۔ امیر المومنین علیؓ کا چہرہ اس سے سرخ ہو گیا۔ ملول خاطر اٹھے خطبہ دیا پر زور تقریر کی۔ ان کے فرائض سے ان کو مطلع کیا۔ نصیحت وفصیحت بہت کچھ کی لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ بت کی طرح خاموش بیٹھے رہے۔

مصر پر عمرو بن العاص کا قبضہ اشتر کی وفات: اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ اطراف مصر میں ہوا خواہان امیر المومنین عثمانؓ بن عفان معاویہ بن خدیج سکونی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ محمد بن ابی بکر گورنر مصر نے فسطاط سے ایک لشکر بسر کردگی ابن مضاہم مجمع منتشر کرنے کو روانہ کیا۔ معاویہ بن خدیج نے شکست دی اور اس کے سردار ابن مضاہم کو مار ڈالا۔ اس چھیڑ چھاڑ سے مصر میں شورش پیدا ہو گئی۔ لوگ چاروں طرف سے محمد بن ابی بکر پر ٹوٹ پڑے امیر المومنین علیؓ کو یہ خبر معلوم ہوئی آپ نے صفین کے واقعہ کے بعد اشتر کو لکھ بھیجا تھا کہ جزیرہ میں کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر فوراً چلے جاؤ۔ تمہارے سوا کوئی شخص مصر کی اصلاح کی قابلیت نہیں رکھتا۔ معاویہ کو اس خبر سے مصر کے قبضے کی ناامیدی ہو گئی کیونکہ اشتر کی چالوں سے معاویہ کو واقفیت تھی۔ اتفاق پیش آیا کہ اشتر کوچ اور قیام کرتا' جونہی قلزم کے افسر مال کے پاس پہنچا اشتر کا انتقال ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ معاویہ کی سازش سے حاکم خراج قلزم نے اشتر کو زہر دیا تھا۔ طمع یہ دلائی گئی تھی کہ خراج معاف کر دیا جائے گا لیکن یہ دراز قیاس اور خلاف واقعہ روایت ہے۔

محمد بن بکر کا اظہار اطاعت: محمد بن ابی بکر کو بھی اشتر کا حاکم مصر ہو کر آنا شاق گزرا تھا اور اس وجہ سے ذرا کشیدہ ہو گئے تھے جب اشتر کے انتقال کی خبر امیر المومنین علیؓ کو پہنچی تو آپ نے اناللہ پڑھ کر اس کے حق میں دعائے مغفرت کی اور محمد بن ابی بکر کو معذرت کا خط لکھا کہ میں نے اشتر کو حاکم مصر اس وجہ سے نہیں مقرر کیا تھا کہ تمہاری طرف سے مجھے کچھ بدظنی تھی بلکہ اس کی سیاست دانی اور کارآزمودہ ہونے کی وجہ سے میں نے مصر کی گورنری دی تھی لیکن اتفاق سے اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔ ہم اس سے بے حد خوش تھے اللہ تعالیٰ بھی اس سے راضی ہو اور اس کو ثواب دو چند عطا کرے تم کو لازم ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلہ پر صبر وتحمل سے کام لو اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت ونصیحت نیک سے بلاؤ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور اس سے مدد کے خواہاں رہو۔ وہ تمہارے اہم امور میں مددگار اور جس کا ہم نے تم کو والی بنایا ہے اس کا معین ہوگا۔ محمد بن ابی بکر نے جواب لکھا کہ میں آپ کے حکم کا مطیع اور آپ کی رائے کا پابند ہوں اور جو شخص آپ کا مخالف ہوگا اس سے جنگ کرنے کو تیار ہوں۔

مصر فتح کرنے کا منصوبہ: قصہ مختصر جب حکمین نے فیصلہ کر دیا اہل عراق امیر المومنین حضرت علیؓ کے مخالف ہو گئے اور اہل شام نے خلافت معاویہ کی بیعت کر لی تو معاویہ نے مصر کو اس کی زرخیزی اور سرسبزی کی وجہ سے اپنے ممالک محروسہ میں داخل کرنے کا قصد کیا۔ مشورہ کی غرض سے ابوالاعور السلمی' حبیب بن سلمہ' بشر ابن ضحاک بن قیس' عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید اور شرجیل بن السمط کو بلایا عمرو بن العاص نے کہا کہ کسی کارآزمودہ شخص کو مصر پر فوج کشی کا حکم دے دو۔ معاویہ بولے" مناسب یہ ہے کہ فوج کشی سے پہلے ہم خواہان عثمان بن عفان سے خط وکتابت کر کے اپنا ہم آہنگ بنائیں اور دشمنوں سے صلح

کا نامہ و پیام کریں لڑائی سے ڈرائیں۔ بعدازاں میدان کارزار میں برسر جنگ آئیں''۔ پھر عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا ''اے ابن العاص! تمہاری عجلت میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے بہتر ہوگا کہ تم مصر کا رخ کرو''۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا ''تمہارے نزدیک جو مناسب ہو کرو لیکن میرا خیال ہے کہ مصر پر بغیر جنگ قبضہ حاصل نہ ہوگا۔

عمرو بن العاصؓ کی روانگی: جلسہ برخاست ہونے کے بعد معاویہ نے معاویہ بن خدیج اور مسلمہ بن مخلد کو خط لکھا امیر المومنین علیؓ کی مخالفت کرنے پر شکر گزاری ظاہر کی۔ ان کو امیر المومنین کی مخالفت پر ابھارا اور امیر المومنین عثمانؓ بن عفان کے معاوضہ خون طلب کرنے پر قائم رہنے کی تاکید کی' معاویہ اور مسلمہ خط پا کر بہت خوش ہوئے معاویہ سے مدد طلب کی۔ معاویہ نے اپنے ارباب شوریٰ کو جمع کیا۔ لوگوں نے عمرو بن العاص کی طرف اشارہ کیا چنانچہ معاویہ نے عمرو بن العاصؓ کو چھ ہزار کی جمعیت سے مصر روانہ کیا اور روانگی کے وقت ترک عجلت اور آسانی اختیار کرنے کی ہدایت کی۔

جنگ کا آغاز: عمرو بن العاص لشکر شام لئے ہوئے مصر کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں مقیم ہوئے۔ ہوا خواہان عثمانؓ آ کر جمع ہو گئے۔ عمرو بن العاص نے اپنا خط معاویہ کے ساتھ محمد بن ابی بکر کے پاس بھیجا اپنے آنے اور سخت جنگ کی دھمکی دی۔ محمد بن ابی بکر نے ایک عرض داشت کے ساتھ ان دونوں خطوں کو دربار خلافت میں بھیج دیا۔ امیر المومنین علیؓ نے لشکر و امداد بھیجنے کا وعدہ کیا اور نہایت استقلال وصبر سے لڑائی شروع کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر نے میدان لیا۔ دو ہزار کی جمعیت کنانہ بن بشر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ معاویہ بن خدیج نے عمرو بن خدیج کو بسرافسری سواران شام کنانہ کے روک تھام کو بھیجا۔

کنانہ اور محمد بن ابی بکر کا انجام: سواران شام نے کنانہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا جنگ شروع ہو گئی۔ کنانہ گھبرا کر پیادہ پا ہو کر لڑنے لگا اور لڑتے لڑتے کام آ گیا یہ خبر محمد بن ابی بکر تک پہنچی ان کے ہمراہی لشکر شام کے خوف سے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر میدان جنگ سے بھاگ کر ایک ویران کھنڈر میں جا چھپے۔ ابن خدیج نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر فسطاط لائے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اپنے بھائی کی سفارش کی لیکن عمرو بن العاص نے سماعت نہ کی۔ محمد بن ابی بکر نے پانی مانگا۔ ابن خدیج نے اس بدلے میں کہ امیر المومنین عثمانؓ کو محمد اور ان کے ہمراہیوں نے پانی نہیں دیا تھا ان کو بھی پانی نہ دیا اور ایک مردار گدھے کی کھال میں بھر کر جلا دیا۔ بعض کا بیان ہے کہ جس وقت محمد بن ابی بکر کو شکست ہوئی اور جبلہ بن مسروق کے مکان میں جا چھپے۔ معاویہ بن خدیج نے مع اپنے ہمراہیوں کے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ محمد بن ابی بکر جوش مردانگی میں مکان سے نکل کر میدان میں آئے اور لڑ کر راہ آخرت اختیار کی۔

مالک بن کعب کی شام کو روانگی اور واپسی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ امیر المومنین علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنگ کرنے کو لکھا تھا اور امداد بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ جناب موصوف نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ لوگوں کو اہل شام کی جنگ پر ابھارا اور یہ ارشاد کیا کہ ہم کل صبح جرعہ کی طرف روانہ ہوں گے تم لوگ بھی وہیں آ جانا۔ چنانچہ آپ کوفہ سے صبح کو جرعہ روانہ ہوئے دوپہر کے وقت پہنچے قیام کیا۔ شام تک انتظار کرتے رہے مگر ایک شخص بھی نہ آیا۔ بعد غروب آفتاب واپس آئے۔

شرفاء کو جمع کر کے نصیحت و فصیحت کی۔ معاویہ کی لڑائی پر دوبارہ ابھارا۔ مالک بن کعب الارجبی نے دو ہزار آدمیوں کو تیار کر کے کہا "ہم آپ کے دشمنوں سے لڑنے کو تیار ہیں" امیر المومنین علی نے فرمایا اچھا جاؤ۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ تم محمد بن ابی بکر کی مدد پر پہنچ سکو گے۔ مالک بن کعب نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ حجاج بن عرفہ انصاری سے ملاقات ہوگئی (یہ مصر سے آ رہے تھے) انہوں نے محمد کے مارے جانے کا واقعہ بتلایا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن ابن شبت فزاری جناب امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے جو شام کی مخبری کی خدمت پر مامور تھے انہوں نے محمد کے قتل اور عمرو بن العاص کے مصر پر قبضہ کرنے کے مفصل واقعات بتلائے۔ امیر المومنین علیؓ کو سخت صدمہ ہوا اور آپ نے اسی وقت مالک بن کعب کو مع لشکر جو مصر کو جا رہا تھا واپس بلا لیا۔ بعد ازاں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا مصر کی سرگزشت بیان کی اور ان کو سستی و غفلت پر ملامت کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ یہ تمہاری غفلت و کاہلی کا نتیجہ تھا کہ مصر ہاتھ سے جاتا رہا (یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے)۔

<u>ابن حضرمی کی بصرہ میں آمد</u>: فتح مصر کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ازدکی تالیف قلوب کرنا۔ ربیعہ سے علیحدہ رہنا اس وجہ سے کہ وہ علی ابن ابی طالبؓ کے طرف دار و ہوا خواہ ہیں اہل بصرہ بوجہ واقعہ جمل امیر المومنین علیؓ سے کشیدہ خاطر تھے اور وہ بھی معاویہ کی طرح عثمان بن عفانؓ کے خون کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ ابن حضرمی معاویہ سے رخصت ہو کر بصرہ پہنچے بنی تمیم میں فروکش ہوئے ان دنوں ابن عباس بصرہ کی گورنری پر تھے۔ لیکن زیاد کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے امیر المومنین علیؓ کے پاس چلے گئے تھے ابن حضرمی کے آنے کی خبر سن کر کل ہوا خواہان عثمان بن عفان آ کر جمع ہو گئے۔ ابن حضرمی نے بعد حمد و نعت کے لوگوں کو خون عثمان کا معاوضہ طلب کرنے پر ابھارنے لگے۔ ضحاک بن قیس ہلالی نے قطع کلام کر کے کہا "اللہ تجھ سے سمجھے! تو یہ کیا کہہ رہا ہے کیا تو ہم کو اتفاق کے بعد تفریق جماعت اور موت کی طرف بلاتا ہے تاکہ معاویہ امیر ہو"۔ عبداللہ بن حازم اسلمی نے ترش رو ہو کر ضحاک سے کہا چپ ہو جا! تو اس کے کہنے کے لائق نہیں ہے۔ پھر ابن الحضرمی سے مخاطب ہو کر کہا "ہم تمہارے معین و مددگار ہیں تمہارا قول قابل قبول و عمل ہے تم بے خوف و خطر معاویہ کا خط پڑھو"۔ اس پر ابن الحضرمی نے معاویہ کا خط نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ جس میں عثمان بن عفان کے فضائل اور ان کے انتظامات کی خوبیاں لکھی تھیں اور اہل بصرہ کو خون عثمان کے معاوضہ طلب کرنے پر ابھارا تھا اور ان کو وظائف بڑھانے کی لالچ دی تھی"۔ ابن الحضرمی جب خط پڑھ چکے تو احنف بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں"۔ عمرو بن مرحوم چلا اٹھے "اے لوگو! جماعت سے علیحدہ نہ ہو امیر المومنین علیؓ کی بیعت نہ توڑو۔ عباس بن حجر بولے میں ابن الحضرمی کا معین و مددگار رہوں۔ مثنی بن مخرمہ نے ابن الحضرمی کو مخاطب کر کے کہا تم ابن حجر کی پشت پناہی پر نازاں نہ ہو بہتر ہے جہاں سے آئے ہو واپس جاؤ" ابن الحضرمی نے صبرہ بن ازدی سے خطاب کر کے کہا "کیا تم میری مدد نہ کرو گے جواب دیا اگر تم میرے یہاں نزدیک آ جاؤ گے تو میں ضرور مدد کروں گا۔

<u>ابن حضرمی کا انجام</u>: زیاد نے (جو ابن عباس کی نیابت میں امیر بصرہ تھا) یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر فتنہ ہونے سے ڈرایا حصین بن المنذر، مالک بن مسمع اور سرداران بکر بن وائل کو بلا کر ابن الحضرمی کے آنے اور جلسہ عام کرنے کا ماجرا بیان کیا اور

ابن الحضرمی کو تا صدور حکم امیر المومنین اس فعل سے باز رکھنے کو کہا۔ حصین نے اس امر کو منظور کر لیا لیکن مالک بن مسمع نے حیلہ و حوالہ سے ٹالنا چاہا اس وجہ سے کہ اس کا میلان طبع بنی امیہ کی طرف تھا۔ زیاد نے گھبرا کر صبرہ بن شیمان کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو اور بیت المال کو اپنے امان میں لے لو۔ صبرہ نے کہا ''بہتر! بشرطیکہ تم اس کو میرے گھر اٹھا لاؤ'' زیاد نے بیت المال اور منبر صبرہ کے گھر لے جا کر رکھا اور اسی کی قوم کی مسجد میں جمعہ پڑھنے لگے اور تالیف قلوب کر کے انہیں لوگوں سے ایک لشکر مرتب کر لیا اور اس کی اطلاع امیر المومنین علیؓ کو بھیج دی۔ آپ نے اعین بن صبیعہ کو یہ ہدایت کر کے روانہ کیا کہ جس طرح ممکن ہو تمیم اور ابن الحضرمی میں نفاق ڈال دو اور جو شخص اس کی مخالفت کرے اس سے بے تامل لڑو غرض اعین بن صبیعہ نے بصرہ پہنچ کر تمیم کو ابن الحضرمی سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی ابن الحضرمی کے ہمراہی مخالف ہو گئے ایک دن یا دو دن لڑائی ہوتی رہی ابن الحضرمی کو شکست ہوئی بعض لوگوں نے مکروفریب سے بلا کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الحضرمی کو خوارج نے قتل کیا تھا۔

زیاد کا فارس کی امامت پر تقرر: جس وقت ابن الحضرمی بصرہ میں مارے گئے اور امیر المومنین کی بابت لوگوں میں اختلاف بدستور قائم رہا تو اہل عجم نے (۳۹ھ) میں اپنے گورنر سہیل بن حنیف کو نکال دیا۔ امیر المومنین علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا جاریہ بن قدامہ نے گزارش کی۔ زیاد کو فارس کا عامل بنا کر بھیجئے''۔ آپ نے اس سے اتفاق کر کے ابن عباس کو حکم دیا کہ بسر کردگی ایک لشکر عظیم زیاد کو فارس کی طرف روانہ کرو۔ چنانچہ زیاد ایک لشکر جرار لے کر فارس کی طرف بڑھا۔ ایرانیوں میں سے بعض نے مقابلہ کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ گئے جو باقی رہے انہوں نے اطاعت قبول کر لی بعد ازاں زیاد نے کرمان کا قصد کیا اور اس کو بھی بزور تیغ مطیع کیا اور ایرانیوں کے جوش کو جو دودھ کے ابال کی طرح اٹھا تھا اپنی آبدار تیغ سے بجھا کر اصطخر میں آ کر قلعہ موسومہ زیاد میں قیام پذیر ہوا۔

حضرت علیؓ سے حضرت ابن عباس کی علیحدگی: ۴۰ھ میں عبداللہ بن عباسؓ امیر المومنین علیؓ سے ناراض ہو گئے۔ علیحدہ ہو کر مکہ چلے گئے یہ ناگوار واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ایک روز عبداللہ بن عباس ابوالاسود کی طرف سے ہو کر گزرے اور کسی امر پر ناراض ہو کر جھڑک دیا۔ ابوالاسود نے امیر المومنین علیؓ کو شکایت لکھی کہ عبداللہ بن عباسؓ نے جو مال ان کے قبضہ میں تھا بلا اطلاع و اجازت دربار خلافت صرف کر ڈالا ہے۔ امیر المومنین علیؓ نے ابوالاسود کو شکریہ کا خط لکھا اور ابن عباس کو لکھا ''مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ تم نے بیت المال کا روپیہ خرچ کر ڈالا ہے میں نے شکایت کنندہ کا نام بخوف فتنہ ابھی ظاہر نہیں کیا تم یہ دیکھو کہ یہ واقعہ کہاں تک صحیح ہے''۔ ابن عباس نے جواب لکھا کہ ''جو خبر آپ کو پہنچی ہے وہ محض غلط اور بے بنیاد ہے میں نے جس مال کو صرف کیا ہے اس کا میں مالک و محافظ ہوں''۔ امیر المومنین علیؓ نے دوبارہ لکھا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم نے کیا پایا اور کیسے پایا اور کہاں سے پایا اور کہاں رکھا ہے''۔ ابن عباس نے جواب بھیجا ''میں آپ کے مطلب کو سمجھ گیا میں ایسی گورنری نہیں کرنا چاہتا جس کو آپ مناسب سمجھئے بھیج دیجئے اور یہ مال جو میں نے صرف کیا ہے وہ میرا ہے اور مجھے اس کے خرچ کرنے کا حق حاصل ہے''۔ ابن عباس یہ جواب لکھ کر مع مال و اسباب مکہ روانہ ہو گئے اہل بصرہ نے مال چھیننے کی غرض سے تعاقب کیا' قیس نے للکار کر کہا ''ابن عباس تک کوئی نہ پہنچ سکے گا جب تک ہم میں ایک آنکھ بھی دیکھنے والی باقی رہے گی' صبرہ

بن شیمان نے اپنی قوم سے کہا کہ قیس ہمارے بھائی ہی اوران کا پاس ولحاظ مال کے لینے سے بہتر ہے۔ آؤ ہم لوگ بصرہ لوٹ چلیں' صبرہ و شیمان کے واپس ہوتے ہی بکر اور عبدالقیس بھی واپس ہوئے بنو تمیم کے چند لوگوں نے تعرض کیا دو دو چار چار ہاتھ چلے۔ لیکن احنف نے درمیان میں پڑ کر لڑائی بند کرا دی اوران کو ہمراہ بصرہ واپس لایا۔

حضرت علیؓ کی شہادت سن۴۰ھ میں ۱۷ یا ۱۱ رمضان المبارک یا ربیع الثانی میں امیر المومنین علیؓ شہید کر دیئے گئے۔ روایت اول بہ نسبت پچھلی روایتوں کے صحیح ہے امیر المومنین حضرت علیؓ کے شہید کئے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف خوارج عبداللہ بن ملجم مرادی' برک بن عبداللہ تمیمی (اس کو حجاج بھی کہتے تھے) اور عمرو بن اکر تمیمی سعدی حجاز میں ایک مقام پر اکٹھا ہو کر عظماء اور امراء اسلام کے معایب بیان کرنے لگے' نہروان کے مقتولوں پر افسوس ظاہر کیا۔ بہت دیر تک خاموش اور مغموم بیٹھے رہے پھران میں سے ایک نے مہر سکوت توڑ کر کہا'' کاش ہم لوگ اپنی جانوں پر کھیل کا آئمۃ الضلال (سرداران گمراہی) کو مار ڈالتے تو بہت اچھا ہوتا۔ مسلمان ان کے ظلم کے ہاتھوں سے نجات پا جاتے'' ابن ملجم (یہ مصر کا رہنے والا تھا) بولا'' میں علیؓ کے لئے کافی ہوں'' برک نے کہا'' میں معاویہ کا کام تمام کروں گا'' عمرو بن بکر تمیمی نے عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا اس کے بعد سب نے یہ عہد و پیمان کیا کہ جب تک ہر شخص آئمۃ الضلال کو نہ مار لے واپس نہ آئے یا وہیں مر جائے اور یہ کام ۱۷ تاریخ رمضان المبارک کو نماز فجر کے وقت انجام دیا جائے۔

ابن ملجم اور شبیب بن شجرہ: چنانچہ اس اقرار و عہد کے مطابق ابن ملجم کوفہ آیا اپنے دوستوں سے ملا۔ لیکن اپنے راز کو کسی پر ظاہر نہ کیا پھر شبیب بن شجرہ اشجعی کے پاس گیا اپنے قصد سے واقف کیا۔ اعانت کی درخواست کی۔ شبیب نے کہا'' تیری ماں مر جائے! تو کیسے ان کو شہید کرنے پر قادر ہوگا''۔ ابن ملجم نے جواب دیا نماز فجر کے قبل میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت وہ (امیر المومنین علیؓ) مسجد میں آئیں گے میں فوراً حملہ کر دوں گا پس اگر میں نے ان کو مار ڈالا اور بچ کر نکل گیا تو فبہا ورنہ شہادت نصیب ہوگی۔ لوگ ان کے ظلم سے نجات پا جائیں گے شبیب نے کہا تف ہو تجھ پر تو ایسے شخص کو مارنے آیا ہے جو سابق الاسلام اور سب لوگوں سے افضل ہے ابن ملجم نے جواب دیا کیا خوب! انہوں نے جنگ نہروان میں نیک بندوں کو قتل نہیں کیا؟ شبیب نے کہا'' ہاں'' پھر ابن ملجم نے کہا ہم اس کو انہیں مقتولوں کے عوض قتل کیا چاہتے ہیں۔ شبیب ان فقروں میں آ گیا اور اس کا ہم آہنگ بن گیا۔

اس واقعہ کے بعد ابن ملجم کی نظر ایک حسین عورت پر پڑی۔ جو قبیلہ تیم رباب کی تھی جس کے باپ بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے۔ ابن ملجم اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ نکاح کا پیام دیا عورت نے اس شرط سے منظور کیا کہ ایک غلام اور ایک لونڈی مہر میں دو اور امیر المومنین علیؓ کو شہید کر ڈالو' ابن ملجم نے کہا'' علیؓ کا قتل کرنا تو کچھ مشکل نہیں ہے میں اسی غرض سے آیا ہوں البتہ پہلی دو شرطوں میں مجھے کلام ہے اور وہ شاید مجھ سے ادا نہ ہو سکیں۔ عورت نے کہا بہتر! تم اسی شرط کو پورا کرو اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو کافی ہے اور میں تمہارے ساتھ ایسے شخص کو مقرر کرتی ہوں جو تمہاری مدد کرے گا یہ کہہ کر اس نے اپنے قبیلہ سے ایک شخص وردان نامی کو ابن ملجم کے ہمراہ متعین کیا جب وہ شب آئی جس میں ابن ملجم نے اپنے

ہمراہیوں سے امیر المومنین علیؓ کے شہید کرنے کا اقرار کیا تھا اور یہ رات جمعے کی تھی تو ابن ملجم مع شبیب اور دردان مسجد میں آیا۔ دروازے کے قریب چھپ کر بیٹھا جس طرف سے امیر المومنین علیؓ مسجد میں آتے تھے۔

حضرت علیؓ پر حملہ: تھوڑی دیر کے بعد امیر المومنین علیؓ تشریف لائے' بلند آواز سے فرمایا: ایھا الناس الصلوۃ الصلوۃ. شبیب نے لپک کر تلوار چلائی آپ آگے بڑھ گئے تھے دروازے پر پڑی۔ ابن ملجم نے بڑھ کر پیشانی پر تلوار کا وار کیا اور چلا کر کہا: الحکم للہ لا لک یا علی و لا صحابک. دردان بھاگ کر اپنے مکان میں آیا اور اپنے بعض احباب سے اس واقعہ کو بیان کیا انہوں نے اس کو مار ڈالا۔ شبیب اسی تاریکی میں بھاگا ہوا چلا جاتا تھا لوگوں نے دوڑ' پکڑو چلانا شروع کیا ایک حضری شخص نے پہنچ کر شبیب کی تلوار چھین لی اور اس کو گرفتار کر لیا۔ پھر لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر اس خوف سے کہ مجھ ہی کو قاتل نہ سمجھ لیں چھوڑ دیا۔ شبیب موقع پا کر بھاگ گیا اور لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا۔

حضرت علیؓ کی وصیت: امیر المومنین علیؓ نے زخمی ہونے کے بعد جعدہ بن ہبیرہ (اپنی ہمشیرہ امہانی کے لڑکے) کو نماز پڑھانے پر مامور کیا جعدہ نے نماز پڑھائی۔ آپؓ کو گھر اٹھا کر لائے اب اس وقت آفتاب نکل آیا تھا ابن ملجم مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد کیا ''اے اللہ کے دشمن! تجھ کو کس چیز نے میرے قتل پر آمادہ کیا؟'' ابن ملجم نے عرض کی میں نے اس تلوار کو چالیس روز تک تیز کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اس سے وہ شخص مارا جائے جو شرِ خلق ہے۔ آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تو بھی اسی سے مارا جائے گا۔ پھر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اس کو مار ڈالنا جیسا کہ اس نے مجھے مارا ہے اور اگر میں بچ گیا تو میں جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اے بنی عبدالمطلب! مسلمانوں کی خونریزی کی ترغیب لوگوں کو نہ دینا اور یہ حیلہ نہ اٹھانا کہ امیر المومنین مارے گئے ہیں بلکہ سوائے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا' اے حسنؓ اگر میں اس زخم سے مر جاؤں تو تم بھی اسی کی تلوار سے ایسا ہی ایک ہی وار مارنا' مثلہ ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: ایاکم و المثلۃ. ام کلثوم بنت امیر المومنین حضرت علیؓ نے ابن ملجم سے خطاب کر کے کہا ''اے عدو اللہ! میرے باپ کو تو نے شہید کیا ہے ان کا کوئی نقصان نہیں ہے اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں رسوا کرے گا۔ ابن ملجم نے جواب دیا'' پھر کیوں روتی ہو واللہ میں نے یہ تلوار ایک ہزار میں خریدی تھی اور چالیس روز تک برابر سان رکھتا رہا ہوں اگر اہل شہر پر یہ وار پڑ جاتا تو ان میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔

حضرت امام حسنؓ کی خلافت کا مسئلہ: اس عرصہ میں جندب بن عبداللہ آ گئے اور انہوں نے امیر المومنین علیؓ سے دریافت کیا ''اگر آپ ہم سے جدا ہو جائیں تو کیا ہم حسنؓ کی بیعت کریں گے؟ ارشاد کیا نہ میں یہ حکم دیتا ہوں اور نہ اس کو منع کرتا ہوں تم خود سمجھ دار ہو پھر حسنؓ و حسینؓ کو طلب کر کے فرمایا'' میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم لوگ دنیا میں مبتلا نہ ہونا' گو وہ تم کو مبتلا کرنا چاہے اور دنیا کی کسی چیز کے حاصل نہ ہونے پر افسوس نہ کرنا' ہمیشہ حق کہنا' یتیم پر رحم کرنا بیکسوں کی مدد کرنا' ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے معین و مددگار' کتاب اللہ پر عمل کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہ ڈرنا''۔ پھر محمد بن الحنفیہ سے مخاطب ہوئے ''میں تم کو بھی انہیں باتوں کی وصیت کرتا ہوں

اوران دونوں بھائیوں کی تعظیم کرنے کی ہدایت کرتا ہوں ان کا حق تم پر زیادہ ہے کوئی امر ان کے خلاف مرضی نہ کرنا'' اس کے بعد حسنؓ وحسینؓ کو ابن الحنیفہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی پھر حسنؓ کو تھوڑی دیر سمجھاتے رہے۔ جب وقت وفات قریب آیا تو ایک عام وصیت تحریر کی اور پھر سوائے لا الہ الا اللہ کے دوسرا کلمہ زبان سے نہ نکلا یہاں تک کہ انتقال فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون.

ابن ملجم کا قتل: امیر المومنین حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ابن ملجم حسنؓ ابن علی کے روبرو پیش کیا گیا' عرض کی آپ کا کوئی حرج ہے اگر مجھے تھوڑے دنوں تک زندہ رکھیں؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ معاویہؓ اور علیؓ کو مار ڈالوں گا چنانچہ علیؓ کا میں نے کام تمام کر دیا۔ اب معاویہ باقی رہ گیا ہے' تم مجھے اتنی مہلت دو کہ میں اپنا وعدہ پورا کرلوں پس اگر میں نے اس کو مار ڈالا اور زندہ بچ گیا تو میں اللہ تعالیٰ کو شاہد کر کے کہتا ہوں کہ تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ حسن نے کہا نہیں واللہ تو اب دوزخ کی سیر کرے گا یہ کہہ کر آپ نے اس کو آگے بڑھایا اور ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔

امیر معاویہؓ پر حملہ: ابن ملجم کا دوسرا ساتھی برک بن عبداللہ تھا جو معاویہؓ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر شام گیا تھا۔ اس نے اسی شب کو فجر کے وقت معاویہ پر حملہ کیا۔ لیکن اتفاق سے زخم کاری نہ پڑا۔ زیریں جسم پر معمولی سا زخم آیا پلٹ کر برک کو گرفتار کر لیا۔ برک نے خوفزدہ ہو کر کہا میں تم کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں اگر تم اس کے عوض مجھ کو کچھ فائدہ پہنچاؤ (مطلب یہ تھا کہ رہا کر دو) اور وہ یہ ہے کہ آج ہی شب کو میرے ایک بھائی نے علیؓ کو مار ڈالا' معاویہؓ نے متعجب ہو کر کہا شاید وہ اس امر پر قادر نہ ہوگا۔ برک نے جواب دیا یہ غیر ممکن ہے' علیؓ کے ساتھ کوئی محافظ نہیں رہتا۔

برک بن عبداللہ کا انجام: اس سلسلہ کلام کے تمام ہوتے ہی معاویہ کے حکم سے برک قتل کر دیا گیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ معاویہ نے برک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے تھے اور یہ زیاد کے زمانے تک زندہ رہا تھا اور زیاد نے اس کو بصرے میں قتل کیا ہے غرض معالجے کے لئے طبیب حاضر ہوا۔ اس نے زخم کی صورت دیکھ کر کہا ''اس کا علاج دو ہی صورت سے ہو سکتا ہے یا تو داغ دیا جائے یا دوا پینا اختیار کیجئے۔ مگر آئندہ اس سے سلسلہ توالد و تناسل منقطع ہو جائے گا''۔ معاویہ نے کہا ''میری آنکھیں یزید اور عبداللہ کو دیکھ کر ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ لیکن آگ کا داغ برداشت نہ ہوگا تم مجھے دوا دو۔ اس واقعہ کے بعد معاویہ نے دربان رکھے' باڈی گارڈ مقرر کیا' پولیس کا پہرہ نماز کی حالت میں رہنے لگا۔ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک سانی شخص نے کسی وجہ سے مروان بن الحکم کو نیزہ مارا تھا۔ اس وجہ سے سب سے پہلے مروان نے ۴۴ھ میں دربان اور باڈی گارڈ مقرر کیا تھا۔

عمرو بن بکر کا قتل: تیسرا رفیق ابن ملجم کا عمرو بن بکر تھا اسی شب میں یہ بھی عمرو بن العاص کے قتل کرنے کو چھپ کر بیٹھا' اتفاق یہ کہ اس رات کو علالت کی وجہ سے عمرو بن العاص نماز پڑھنے مسجد میں نہ آئے اپنے ایک فوجی افسر خارجہ بن ابی حبیبہ بن لوی کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ عمرو بن بکر نے اس غریب پر عمرو بن العاص کے شبہ میں تلوار چلائی اور ایک ہی وار میں کام تمام کر دیا۔ لوگ اس کو عمرو بن العاص کے پاس گرفتار کر کے لائے دریافت کیا کون مارا گیا؟ لوگوں نے کہا ''خارجہ!''

اس پر عمرو بن بکر چونک کر بولا ''افسوس میں نے تمہارے شبہ میں اس کو مارا'' عمرو بن العاص نے کہا ''تو نے عمرو کے مارنے کا قصد کیا اور اللہ تعالیٰ نے خارجہ کے قتل کا کہہ کر اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

عمال: امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے وقت آپ کے عمال اس تفصیل سے تھے بصرے میں عبداللہ بن عباس (ان کی علیحدگی کے بعد دوسرے کی تقرری کی نوبت نہیں آئی تھی) اور یان کے عہدہ قضاء پر ابوالاسد الدولی' فارس میں زیاد بن سمیہ' یمن بن عبیداللہ بن عباس (جب تک بصرین ارطا کا واقعہ پیش نہیں آیا) طائف میں قثم بن عباسؓ' مدینہ میں ابوایوب انصاری یا سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم۔

تذکرہ حضرت علیؓ: حلیہ ونسب' گندمی رنگ' چھوٹا قد' آنکھیں بڑی' ہنس مکھ' خوبصورت تھے' سینہ پر بکثرت بال' گھنی ڈاڑھی' بازو اور پنڈلیاں پر گوشت' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی مرتضیٰ نسبتاً نہایت تھے اور ان سے زیادہ خلفاء راشدین میں سے کوئی قریب نہیں تھا دوسری ہی پشت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں۔ یہ بیٹے ہیں ابو طالب کے جن کا نام عبدمناف تھا اور عبدمناف' عبدالمطلب بن ہاشم کے بیٹے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا تھے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰ باپ کی جانب سے ہاشمی تھے ویسے ہی ماں کی طرف سے بھی ان کا نام فاطمہ تھا۔ یہ بیٹی تھیں اسد بن ہاشم کی۔ یہ پہلے خلیفہ ہیں جن کے ماں اور باپ دونوں ہاشمی تھے۔ آپ سباق الاسلام سے ہیں' جیسا بوڑھوں میں سب سے پہلے ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے' عورتوں میں ام المومنین خدیجہؓ ویسا ہی تو عمروں میں آپ' شب ہجرت میں آپ ہی خواب گاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے تھے' مشرکین مکہ کو سورہ برأت کے سنانے پر آپ ہی مامور ہوئے تھے' زیور علم سے آراستہ تھے اور لباس تقویٰ سے پیراستہ' سخاوت وشجاعت کا مادہ گھٹی میں پڑا ہوا تھا' اگر اندرونی تحصات نہ پیش آجاتے تو آپ ایک عالم کو علی منہاج النبوت[1] چلاتے۔

عہد خلافت: مورخوں کا بیان ہے کہ امیر المومنین علیؓ کا زمانہ خلافت تین مہینے کم پانچ برس رہا اور یہ کل زمانہ خانہ جنگیوں اور اندرونی نزاعات اور فسادات کے رفع دفع کرنے میں صرف ہو گیا۔ ترسٹھ برس کی عمر پائی بعض کا قول ہے کہ آپ نے انسٹھ مراحل عمر کے طے فرمائے' کوئی کہتا ہے کہ اٹھاون برس کی عمر میں آپؓ شہید کیے گئے۔ علاوہ اس کے لوگوں نے مختلف روایتیں کی ہیں' لیکن روایت اول صحیح ہے۔ شہید ہونے کے بعد حسنؓ حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) نے نہلایا۔ تین کپڑوں میں کفنایا اور آپ کے خلف اکبر امام حسنؓ نے نماز پڑھائی۔ مسجد کے قریب دفن کیے گئے اور بعض کا بیان ہے کہ قصر میں مدفون کیے گئے۔

ازواج واولاد: سب سے پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا وہ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں ان کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں' دو لڑکے حسنؓ وحسینؓ اور دو لڑکیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم' فاطمہ زہرہؓ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا جس سے چار لڑکے' عباس' جعفر' عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے جو معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمہ تھیں دو لڑکے عبیداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے پیدا

[1] از تاریخ کامل ابن اثیر ص ۲۰۱' جلد سوم مطبوعہ مصر۔

ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شربت شہادت نوش کیا' چوتھی شادی آپ نے اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے کی جس سے محمد ن الاصغر اور یحییٰ وجود میں آئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض نے کہا کہ انہیں کے بطن سے آپ کے لڑکے عون بھی پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔ پانچواں عقد امامہ بنت ابی العاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس سے کیا۔ ان کی ماں زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں ان سے محمد ن الاوسط پیدا ہوئے اور محمد ن الاکبر علی جن کو ابن الحسنیفہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر یہ قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے حضرت علیؓ کے فرزند عمر اور دختر رقیہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے جس سے ام الحسنؓ' رملۃ الکبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئی۔ نواں عقد آپ کا مخبۃ بنت امراء القیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے بطن سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ علاوہ ان لڑکیوں کے اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا۔ غرض آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن نسلی سلسلہ میں صرف حسنؓ' حسینؓ محمد بن الحنیفہ' عباس بن کلابیہ اور عمرو بن التغلبیہ سے چلا۔ باقی کے اعقاب باقی نہ رہے یعنی ان سے سلسلہ نسل نہیں چلا۔

خلافت حسن ابن علی (رضی اللہ عنہما)

امام حسنؓ کی بیعت: امیر المومنین علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے ہوا خواہوں نے بالاتفاق حضرت حسنؓ ابن علی کے ہاتھ پر بیعت[1] کی' سب سے پہلے قیس ابن سعد نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا کر کہا: ابسط یدک علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و قتال للمحدین. حسنؓ بن علی نے جواب دیا: علی کتاب اللہ و سنۃ رسولہ و یاتیان علی کل شرط. اس کے بعد اور لوگ بیعت کرنے لگے آپ فرماتے جاتے تھے تم لوگ میرے کہنے کو سنتے رہنا اور میری اطاعت کرنا' جس سے میں صلح کروں اس سے تم بھی صلح کرو اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے لڑنا' ان فقروں سے لوگوں کو شبہ پیدا ہو گیا سرگوشیاں کرنے اور کہنے لگے یہ تمہارا امیر نہیں ہے اور نہ یہ جنگ کا قصد رکھتا ہے۔

امیر المومنین علیؓ کی شہادت کا حال امیر معاویہؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنی خلافت کی بیعت اہل شام سے لی اور اسی روز امیر المومنین کا خطاب اختیار کیا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ معاویہؓ نے بعد فیصلہ حکمین اپنی خلافت کی بیعت لی تھی شہادت کے چالیسویں روز اشعث بن قیس کندی بھی جو امیر المومنین علی کے رفیق تھے انتقال کر گئے اور ان کے بعد ہمراہیان معاویہؓ سے شرجیل بن السمط الکندی نے بھی وفات پائی۔

عراقی فوج کی غداری: شہادت سے چند روز پیشتر امیر المومنین علیؓ نے بقصد شام ایک لشکر مسلمانوں کا مرتب کیا تھا اور چالیس ہزار آدمیوں سے جنگ و موت کی بیعت لی تھی۔ لیکن اتفاق وقت سے لشکر کشی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شہید ہو گئے پس جب لوگوں نے حسنؓ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کی تو امیر معاویہ اہل شام کو لے کر کوفہ کی طرف بڑھے[2]۔ امام حسن بھی بقصد

---

[1] امام حسن مسند خلافت پر ۴۰ھ میں متمکن ہوئے از ابن اثیر

[2] یہ واقعہ ۴۱ھ کا ہے ابن اثیر

جلوگری کوفے سے نکلے ان کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار کی جمعیت سے قیس بن سعد اور بقول بعض مورخین عبداللہ بن عباس تھے اور ساقہ پر قیس مدائن پہنچے اور قیام کرنے کے ساتھ ہی مشہور ہو گیا کہ قیس بن سعد مارے گئے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکر میں ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ایک دوسرے سے الجھ گیا لوگ امام حسن کے خیمے کی طرف جھپٹے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اندر گھسے تو اس بساط (بچھونا) اور چادر کو بھی چھین لیا جس پر آپ بیٹھے اور جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ بعض نے ناعاقبت اندیشی سے آپ کی ران میں نیزہ بھی مارا۔ ربیعہ اور ہمدان آپ کی حمایت پر اٹھے اوباشوں کا مجمع منتشر ہو گیا آپ کو تخت پر اٹھا کر مدائن لائے قصر ابیض میں قیام کیا۔

خلافت سے دستبرداری: شوروغل فروع ہونے کے بعد امام حسنؓ نے لوگوں کی خودرائی اور نفاق کی وجہ سے امیر معاویہ کو لکھ بھیجا کہ میں خلافت وحکومت سے دست کش ہونا چاہتا ہوں بشرطیکہ مجھ کو جو کچھ کوفے کے بیت المال میں ہے دے دو (اس وقت بیت المال میں پانچ لاکھ دینار موجود تھے) اور دارالجبرد (مضافات فارس) کا خراج مجھے دیا جائے اور میرے پدر بزرگ کو میرے سامنے سخت و ناملائم کلمات سے یاد نہ کیا جائے' خط روانہ کرنے کے بعد اپنے بھائی حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر سے اس کا تذکرہ کیا ان لوگوں نے سمجھایا بجھایا لیکن حسنؓ اپنی رائے پر قائم رہے۔ اس خط کے پہنچنے سے چند دن پیشتر معاویہؓ ایک سادہ کاغذ پر دستخط و مہر کر کے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن سمرہ کی معرفت امام حسن کی خدمت میں بھیج چکے تھے اور علیحدہ یہ تحریر کیا تھا کہ آپ کو جو شرط منظور ہو اس سادہ کاغذ پر لکھ دیجئے ہم اس کو منظور کر لیں گے۔ امام حسنؓ نے اس سادہ کاغذ پر جس کے نیچے امیر معاویہ کے دستخط اور مہر تھی پہلی شرطوں سے دو چند شرائط لکھے۔ پس جب امام حسنؓ بعد تفویض امارت ان پچھلی شرائط کے ایفاء کے خواستگار ہوئے تو امیر معاویہ نے پہلے خط کی شرائط پر عمل کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جو تم طلب کرتے تھے۔

امیر معاویہؓ کی بیعتِ خلافت: بعد تفویض امارت' اہل بصرہ نے خراج دارالجبرد امام حسنؓ کو دینے سے انکار کر دیا اور یہ عذر پیش کیا کہ وہ تو ہمارا مال غنیمت ہے ہم اس کو نہیں دے سکتے۔ آپ نے اہل عراق کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ بعد حمد وثنا کے بیان فرمایا:[1] **یا اهل العراق سخی انفسی عنکم ثلاث قتل ابی و طعنی و انتهاب بیتی.** پھر فرمایا:[2] **الا وقد اصبحتم بین قیتلین قتیل بصفین تبکون له و قتیل بالنهروان تطلبون بثاره و اما الباقی فخاذل و اما الباکی فثائر و ان معاویة و عانا الی امر لیس فیه عزو لا نصفة فان اردتم الموت رددناه علیه و حاکمناه الی الله انطبا عالسیوف و ان اردتم الحیوة قبلنا و اخذنا لکم الرضٰی.** لوگوں نے ہر طرف سے چلا کر کہا کہ صلح قائم رکھئے امام حسنؓ نے اپنی خلافت کے چھے

---

۱ اہل عراق میں نے تین بار تم سے درگذر کیا۔ تم نے میرے باپ کو مارا مجھے نیزہ میرا گھر لوٹا۔

۲ آگاہ رہو کہ تم نے دو مقتولوں کے درمیان صبح کی ایک مقتول صفین کے جس کے لئے تم رو رہے ہو اور ایک مقتول نہروان کے جس کا معاوضہ طلب کر رہے ہو اور باقی جو ہیں وہ خاذل ہے اور رونے والے بدلہ لینے والے ہیں اور معاویہ نے ایک امر پیش کیا ہے جس میں نہ تو عزت ہے اور نہ انصاف پس اگر تم اپنی موت پر راضی ہو تو ہم اس امر کو قبول نہ کریں اور ان سے اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر تلواروں سے فیصلہ کریں اور اگر زندگی کو دوست رکھتے ہو تو ہم اس کو قبول کر لیں اور تمہاری خوشنودی حاصل کریں۔

مہینے امیر معاویہؓ کی بیعت کی اس کے بعد امیر معاویہ کوفہ آئے اور لوگ بھی شریک بیعت ہوئے امام حسن نے قیس بن سعد کو (جو مقدمۃ الجیش کے افسر تھے) امیر معاویہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان کی بیعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ قیس نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا اور بہ طلب مشورہ ان کو مخاطب کر کے کہا ''ہم لوگوں کا بغیر امام کے لڑنا مناسب ہے یا کہ امام گمراہ کی اطاعت کرنا''۔ جواب ملا ''امام گمراہ کی اطاعت'' قیس بن سعد یہ سن کر واپس آئے اور بیعت کے بعد عمرو بن العاص کے کہنے سے امام معاویہ نے امام حسنؓ کو خطبہ دینے کے لئے کھڑا کیا تاکہ لوگوں پر وہی اپنی معذوری ظاہر کریں۔

امام حسنؓ کا خطبہ: امام حسنؓ نے کھڑے ہو کر حمد و ثناء و درود کے بعد کہا: ایھا الناس ان اللّٰہ ھل کم باولنا و حقن دماء کم باخرنا و ان لھذا الامر مدۃ و الدنیا دول واللّٰہ عزوجل یتھول لنبیہ و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین۔
جب اس فقرے پر پہنچے تو امیر معاویہ نے آپ کو بٹھالیا کیونکہ انہوں نے ان کے خلاف اظہار خیال فرمایا تھا۔

امام حسنؓ کی مدینہ کو روانگی: اس واقعہ کے بعد امام حسنؓ مع اپنے اہل بیت اور جملہ متعلقین کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ اہل کوفہ تھوڑی دیر تک روتے ہوئے پہنچانے آئے۔ جناب موصوف تاحیات مدینہ ہی میں مقیم رہے حتی کہ ۴۹ھ میں اور بروایت ابوالفرج اصفہانی ۵۱ھ میں انتقال فرما گئے اور جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے بہ سازش امیر معاویہ زہر دے دیا تھا۔ یہ شیعوں کی روایت ہے جس کی کوئی اصلیت کہیں سے نہیں پائی جاتی۔ امیر معاویہ ان افتراؤں سے بالکل بری ہیں۔

قیس بن سعد کی مشروط بیعت: قیس بن سعد چند دنوں تک امیر معاویہ کی بیعت سے رکے رہے اور عبیداللہ بن عباس بھی اس رائے سے متفق تھے۔ لیکن جب امیر معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو بسر کردگی لشکر جرار عبیداللہ بن عباس کی طرف روانہ کیا تو عبیداللہ بن عباس نے خط و کتابت کر کے امان حاصل کر لی۔ شب کے وقت تن تنہا اپنے لشکر سے نکل کر عبداللہ بن عامر کے خیمے میں آئے اور ان کے ہمراہ امیر معاویہ کے پاس چلے گئے۔ عبداللہ بن عباسؓ کی روانگی کے بعد قیس بن سعد امیر لشکر ہوئے۔ قیس بن سعد نے کل لشکر کو جمع کر کے کہا کہ جب تک امیر معاویہ امیر المومنین علیؓ کے گروہ کو ان کے جان و مال کا امن نہ دیں اور جنگ ہائے گزشتہ میں جو کچھ ان سے سرزد ہوا ہے اس سے درگزر نہ کریں اس وقت تک تم لوگ میرے ساتھ ہو کر معاویہ کے مقابلہ میں صف آراء ہونا۔ لشکریوں نے بسر و چشم اس شرط کو قبول کیا اور جنگ معاویہ پر بشرط مذکور بیعت کی۔
رفتہ رفتہ امیر معاویہ تک یہ خبر پہنچی عمرو بن العاص نے جنگ کرنے کی رائے دی امیر معاویہ نے کہا اس میں بہتری نہیں ہے جنگ کرنے میں انہیں لوگوں کے برابر اہل شام بھی کام آئیں گے پھر ایک قاصد کو بلا کر سادہ کاغذ پر مہر و دستخط کر کے قیس بن سعد کے پاس بھیجا کہ جو شرط تم کو منظور ہو لکھ دو۔ قیس نے اپنے اور اپنے کل ہمراہیوں کے لئے امان طلب کی۔ مال وغیرہ کچھ نہیں مانگا۔ امیر معاویہ نے ان کو امان دی چنانچہ قیس نے مع اپنے کل ہمراہیوں کے بیعت کر لی۔

سنہ عام الجماعت: اس کے بعد سعد بن ابی وقاص آئے اور انہوں نے بھی بیعت کی۔ غرض اس صورت سے امیر معاویہ کی حکومت کامل و مستقل ہو گئی اور کافہ مسلمین نے ان کی خلافت پر بیعت کی یہ واقعہ نصف ۴۱ھ کا ہے۔ اس وجہ سے یہ سنہ عام

الجماعت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد خوارج نے چاروں طرف سے خروج کیا امیر معاویہ نے ان سے صف آرائی کی۔ زیروزبر کیا جس کو ہم آئندہ ان کے حالات کے سلسلہ میں بیان کریں گے۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتاب میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ہر گروہ اور خاندان کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھیں گے۔

خلافت اسلامیہ کے عہد میں جو کچھ فتوحات اور لڑائیاں ہوئی تھیں اور پھر اتفاق و اجتماع ہوا تھا اس کا یہ آخری کلام ہے میں نے جو کلی و جزئی حالات لکھے ہیں وہ اکثر تاریخ کبیر تالیف محمد بن جریر طبری کا خلاصہ ہے کیونکہ فن تاریخ میں جس قدر کتابیں میں نے دیکھی ہیں ان سے اسی کو قابل کو اعتماد پایا ہے اور کبار و اخبارات عدول و صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کے مطاعن سے اس کو دور دیکھتا ہوں۔ اکثر مورخوں کے کلام میں ایسے واقعات دیکھے جاتے ہیں جس سے [illegible] ہستیوں اور ان بزرگوں کی حق میں شبہ و بدظنی پیدا ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ اس قابل نہیں ہیں کہ کتابوں میں ان کی روایات نقل کی جاتیں۔ میں نے جزئی حالات کو طبری کے علاوہ اور لوگوں کی کتابوں سے بھی حتی الامکان صحیح کر کے اخذ کیا ہے اور جب میں نے کسی کا قول نقل کیا ہے تو اس کو اس کے قائل کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

امیر معاویہ کی خلافت: مناسب تو یہ تھا کہ امیر معاویہؓ کے حالات بھی خلفاء سابقین کے حالات کے ساتھ ہی بیان کر دیئے جاتے کیونکہ فضیلت عدالت اور صحبت میں یہ ان کے تابع تھے اور حدیث الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ کی طرف توجہ کرنا چاہئے کیونکہ اس کی صحت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی اور حق یہ ہے کہ معاویہ کا شمار خلفاء میں ہے اور مورخوں نے اپنے تالیفات میں دو وجہ سے علیحدہ کر کے لکھا ہے۔ اول یہ کہ خلافت زمانہ معاویہ میں بوجہ غلبہ اور عصبیت قائم ہوئی تھی جو اتفاق سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئی تھی اور اس کے پیشتر انتخاب و اجتماع سے خلافت قائم کی جاتی تھی پس مورخوں نے دونوں حالتوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کیا۔

معاویہ پہلے خلیفہ ہیں جو بزور غلبہ اور عصبیت مسند خلافت پر متمکن ہوئے جن کو ہوا پرست ملوک سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے تشبیہ دیتے ہیں حاشا للہ معاویہ اپنے بعد کے خلفاء سے تشبیہ نہیں دیئے جا سکتے۔ یہ خلفائے راشدین سے ہیں اور ان کو خلفاء مروانیہ سے تشبیہ دینا جو ان کے بعد ہوئے اور ان سے مرتبہ اور دین میں کم ہیں نہایت غلطی ہے اور ایسا ہی خلفاء بنی عباس جو ان کے بعد ہوئے ہیں ان سے تشبیہ دینا غیر مناسب ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بادشاہت رتبہ خلافت سے کم ہے پس کیسے خلیفہ بادشاہ ہو سکتا ہے سمجھ رکھو کہ جو بادشاہت مخالف بلکہ منافی خلافت کی ہے وہ جبروتیت ہے جو کسرویہ سے تعبیر کی جاتی ہے جس سے عمر فاروقؓ نے معاویہؓ کا ظاہری حال دیکھ کر نفرت ظاہر کی تھی باقی رہی وہ بادشاہت جو غلبہ عصبیت اور شوکت سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ خلافت اور نبوت کے منافی نہیں ہے سلیمان اور داؤد علیہما السلام دونوں نبی بھی تھے اور بادشاہ بھی تھے اور نہایت درجہ دنیا کے کاموں میں چست اور اطاعت الٰہی کے پابند تھے معاویہؓ نے طمع دنیا و دولت کی وجہ سے حکومت کی خواہش نہیں کی بلکہ ان کو اس امر پر ایک فطری اور طبعی خیال نے ابھارا تھا۔ جبکہ مسلمانوں نے کل سلطنتوں پر طمع حاصل کر لی تھی اور یہ ان کے خلیفہ تھے پس انہوں نے ان کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ بادشاہ اپنی قوم کو طبعاً بوجہ عصبیت

اپنی جانب مائل کر لیتا ہے اور ایسا ہی حال ان خلفاء دین کا ہے جو ان کے بعد ہوئے ہیں کہ جس وقت استقلال حکومت اور نفاذ احکام کی ضرورت داعی ہوئی اس وقت انہوں نے گروہ بندی کے لحاظ سے بزور جبر حکومت قائم کر لی اور قاعدہ کلیہ خلیفہ اور بادشاہ جبروتیہ کے شناخت کا یہ ہے کہ ان کے افعال کو صحیح طور سے دیکھو واہیات خرافات کے پیچھے نہ پڑو۔ پس جن کے افعال مطابق کتاب وسنت کے ہوں تو وہ خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور جن کے افعال اس مقیاس سے خارج ہوں وہ ملوک دنیا ہیں اور خلیفہ ان کو مجازاً کہا جائے گا۔

دوسرا سبب معاویہؓ کے خلفاء بنی امیہ کے ساتھ ذکر کرنے اور خلفاء اربعہ سے علیحدہ کرنے کا یہ ہے کہ خلفاء بنی امیہ ایک ہی نسب اور ایک ہی خاندان کے تھے ان میں سے معاویہؓ عظیم الشان تھے پس یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ ذکر کئے گئے اور خلفاء سابقین مختلف خاندانوں کے تھے ان کو ایک ساتھ بیان کیا' عثمان بن عفان باوجود یکہ اموی تھے ان کے ساتھ اس وجہ سے ملحق کر دیئے گئے کہ فضیلت دین میں ان سے قریب تھے۔

والله يحشرنا في زمرتهم و يرحمنا باقتدائهم.

وذکرھم بایام اللہ ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور

تاریخ ابن خلدون

حصہ دوم

خلافت معاویہؓ وآلِ مروان

۴۱ھ میں حضرت حسنؓ کی صلح اور حضرت معاویہؓ کی خلافت عامہ سے لے کر ۱۳۲ھ تک کے مکمل حالات
اسلامی تاریخ کے سب سے درخشاں دور حکمرانی وکشور کا پورا نقشہ

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ (۷۳۲-۸۰۸)

ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی ● ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی ایم اے

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التاریعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت وطباعت دائمی
تصحیح و ترتیب و تبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری
مالک نفیس اکیڈمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ــــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ــــــــ نفیس اکیڈمی اُردو بازار کراچی
طبع: ــــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

تاریخ ابنِ خلدون (جلد دوم)

خلافتِ معاویہ

از : چوہدری محمد اقبال سلیم گاہندری

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج ہم آپ کی خدمت میں علامہ ابن خلدون کی مشہور و معروف تاریخ کتاب العبر کے اس حصہ کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو مسلمانوں کی تاریخ کا سب سے بہترین دور کہا جاتا ہے۔

ہز ہائی نس سر آغا خاں سوم نے جو اپنی دانشمندی اور وسعت مطالعہ کے لئے اتنے ہی مشہور تھے جتنا کہ قومی خدمات اور رفاہی امور کے لئے' ایک بار اپنی تحریر میں انہوں نے کہا تھا اور بالکل سچ کہا تھا کہ مسلمانوں کا سب سے زیادہ درخشاں دور بنوامیہ کی حکومت کا دور ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا دو سالہ دور داخلی فتنوں کے دبانے اور وحدتِ اسلامی کو پارہ پارہ ہونے سے بچانے میں صرف ہوا۔ حیرت کی بات ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اتنی تھوڑی سی مدت میں پورے عرب میں ایک ساتھ اٹھنے والے فتنوں کو دبا دینے میں کیسے کامیابی حاصل کی' اسے نبیؐ کا معجزہ کہئے یا حضرت صدیقؓ اکبر کی بے مثال کرامت کہ صرف دو سال میں صدیق اکبرؓ نے تمام داخلی فتنوں پر قابو پالیا اور مسلمان فوجیں دنیا کی بڑی حکومتوں روم اور فارس کی سرحدوں پر پہنچ گئیں۔ خدا جانے کیا جادو بھر دیا تھا نبوت کی نظر نے اور کیسا مطمئن اور حساس قلب صدیق اکبر کو دیا تھا کہ صرف دو اڑھائی سال میں یہ سب ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ پھر حضرت عثمانؓ ذی النورین کا زمانہ اسلامی تاریخ میں فاتحانہ یلغار' وسعت اور پھیلاؤ کا زمانہ ہے' نئے تمدن کے پیدا ہونے کا وقت اب آنے والا تھا' حضرت علیؓ کا چار سالہ دورِ خلافت محض دورِ فتن ہے' کام کیا ہوتا۔ خود حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس چار سال میں ایک بار بھی اتنی فرصت اور ماموریت نہ مل سکی کہ حج کے موقع پر مکہ میں پہنچ کر اہل ایمان کی قیادت کرتے۔

اس کے بعد حضرت معاویہؓ کا دور آتا ہے۔ صحابہ میں سے یہ آخری شخص ہیں جن کے ہاتھوں میں اقتدار رہا ان کے بعد پھر کوئی صحابی حکمران نہیں ہوئے۔

یہ حصہ تاریخ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت عامہ (۴۱ھ) سے شروع ہو کر ابوالعباس سفاح کے ہاتھ پر بیعت (۱۳۲ھ) کے حالات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس فرق کو دیکھ کر عبرت ہوتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر جب بیعت عامہ ہوئی تھی تو مسلمانوں کی پنج سالہ خانہ جنگی اس سے ختم ہوئی تھی اور خوشی منائی گئی تھی کہ اب دنیا کا ہر مسلمان ایک خدا' ایک رسول' ایک قرآن' ایک کعبہ اور ایک خلیفہ سے وابستہ ہے۔ مگر ۱۳۲ھ میں جب ابوالعباس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو انتشار در انتشار پھیلتا رہا اور ایک دن کے لئے بھی پھر سارا عالم اسلامی ایک جھنڈے کے نیچے مجتمع نہ ہو سکا۔

حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تھی تو سوڈان سے مکران تک سب جگہ لوگ خوش ہوئے تھے کہ اب امن ہی امن رہے گا' نہ قتل نہ لوٹ' نہ بدنظمی' نہ ظلم' نہ تعدی اور جب ابوالعباس پہلے عباسی خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی تو خود اس نے اتنی خون ریزی کی کہ اس کا لقب ہی ''السفاح'' (بڑا ہی خون ریز) ہو گیا۔

تاریخ ابن خلدون کی دوسری جلد جو آپ کے سامنے پیش ہے اس کو ابتداء سے انتہاء تک پڑھئے' یہ ۹۱ سال کی تاریخ اہم ترین اور بے مثال سنہرے دور کی تاریخ ہے۔

نفیس اکیڈمی نے جیسا کہ آپ نے حصہ اول پر میرے نوٹ میں پڑھ لیا ہے۔ یہ عزم کیا ہے کہ تاریخ ابن خلدون کو مکمل سات حصوں میں اردو میں شائع کر دیا جائے۔ یہ میرا دوسرا حصہ پیش خدمت ہے' پہلا حصہ شائع ہو چکا ہے اور باقی زیر طباعت ہے۔

دعا ہے کہ اللہ اسے مفید بنائے اور ہمیں نیک توفیق عطا کرے۔ **و علیہ التکلان**

الحمد للہ تاریخ ابن خلدون عربی سے اردو زبان میں مکمل سولہ جلدوں میں شائع ہو گئی ہے (ادارہ)

پیش لفظ

از

علامہ سید عبدالقدوس ہاشمی

حامداً للّٰہ سبحانہٗ و تعالٰی مصلّیًا علٰی انبیائہ الکرام

یہ کتاب جو ''خلافت معاویہ وآل مروان'' کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون الحضرمی المغربی المتولد ۷۳۲ھ والمتوفی ۸۰۸ھ کی عظیم الشان تاریخ ''کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرہم من ملوک التتر'' کے اس حصہ کا اردو ترجمہ ہے جس میں ۴۱ھ میں سے ۱۳۲ھ تک کے حالات حوادث وقایع اوران کے اسباب ونتائج پر بحث کی گئی ہے۔

تاریخ اسلام کا یہ حصہ خاص طور پر بہت ہی اہم حصہ ہے اس حصے کو تاریخ اسلام پر قلم فرسائی فرمانے والوں نے عہد بنی امیہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ یہ تعبیر ایک خاص قسم کے ذہن کی یادگار ہے۔ ورنہ ابتداً یہ تقسیم یوں تھی۔

۱۱ھ وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۵ھ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ خلافت راشدہ۔

آخر ۳۵ھ سے ۴۱ھ تک خلافت طالبین (حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کی خلافت)

۴۱ھ سے ۶۴ھ تک خلافت سفیانین (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید بن معاویہؒ کی خلافت)

۶۴ھ سے ۱۳۲ھ تک خلافت مروانین (مروان اول سے مروان ثانی تک)

۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک خلافت عباسیہ بغداد

۶۵۸ھ سے ۹۲۳ھ خلافت عباسیہ مصر

۹۲۳ھ سے ۱۳۴۲ھ تک خلافت عثمانیہ

لیکن بعض لوگوں نے خلافت طالبین کو خلافت راشدہ میں ضم کر کے سفیانین اور خلافت مروانین کو ملا کر اس کا نام خلافت بنی امیہ رکھ دیا۔ حالانکہ مورث اعلیٰ امیہ بن عبدشمس کی طرف نسبت دے کر اس کا نام بنی امیہ رکھا جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی تو اسی امیہ کے پوتے تھے ان کو کیوں خارج کر دیا جائے؟ اور اگر جد اعلیٰ کی طرف نسبت ہی ضروری شمار کی جائے تو ۱۱ھ سے ۹۲۳ھ تک سب کو خلافت آل غالب کا نام کیوں نہ دے دیا جائے۔

بہرحال بات چل پڑنے کی ہے جب ایک بات کسی وجہ سے چل پڑتی ہے تو اس کے خلاف ہر بات اجنبی اور ناشناسا معلوم ہوتی ہے چاہے وہ کتنی ہی سچی اور ثابت شدہ ہو۔ دنیا کا یہی چلن ہے۔

جب ایک حکومت ختم ہوتی ہے تو دوسری قائم ہوتی ہے تو عام طور پر یہی ہوتا ہے کہ ''اترا شحنہ مردوک نام'' مٹنے والی حکومت اور اس کے ارکان میں چن چن کر کیڑے نکالے جاتے ہیں اور آنے والی حکومت اپنی سربلندی کی بنیادیں مٹنے والی حکومت کے عیوب و قبائح پر قائم کرتی ہے۔ اپنے زمانے میں بھی آپ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں اور تاریخ کے اوراق میں بھی' برصغیر پاک و ہند پر مسلمانوں نے چھ سو سال سے بھی زیادہ حکومت کی' ان میں اچھے برے سب ہی دور آئے' اس کے بعد یہاں انگریزوں کی حکومت قائم ہوگئی۔ اب اس کے بعد جو تاریخیں لکھی اور لکھوائی گئیں تو ایسی کہ انہیں دیکھ کر یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ کسی طرح کوئی خوبی مسلمان بادشاہوں میں تھی ہی نہیں۔ بس نرے عیب ہی عیب کے یہ پتلے تھے۔ اس طرح کی تاریخیں لکھنے والے ڈفالی ہر حکومت کو ہر زمانے میں مل ہی جاتے ہیں جو مٹنے والی حکومتوں میں طرح طرح کے عیب بتاتے ہیں اور جدید قائم شدہ حکومتوں میں خوبیاں ہی خوبیاں دکھاتے ہیں۔

تاریخ اسلام کی متداول کتابیں عہد بنی عباس میں لکھی گئی ہیں' عباسیوں نے اپنی خلافت کی مسند آلِ مروان کی لاشوں پر بچھائی تھی' اب کامیابی کے بعد جو تاریخی کتابیں دورِ عباسی میں لکھی گئیں وہ تقریباً اسی انداز میں لکھی گئیں جیسی کہ عبدالقادر خان کی وقائع عبدالقادر خانی ہے۔ مشہور کتاب فتوح البلدان مصنفہ علامہ بلاذری کو دیکھئے جہاں ذکر حکومت عباسیہ کا آتا ہے یہ اسے دولتِ مبارکہ کہتا ہے لیکن اس سے پہلے والوں کے لئے ایک کلمۂ خیر بھی نہیں لکھتا ان کے عیوب ضرور گنوا دیتا ہے۔

یہ ہے سبب جس کی وجہ سے ۴۱ھ سے ۱۳۲ھ تک ۹۱ سال کا زمانہ پوری طرح اجاگر ہو کر اپنے صحیح خدوخال کے ساتھ سامنے نہیں آتا۔ ورنہ بطور واقعہ و حقیقت یہ زمانہ ہماری تاریخ کا اہم ترین اور نہایت ہی درخشاں دور ہے' یہ زمانہ کشورکشائی اور تمدن آفرینی کے اعتبار سے بہترین زمانہ ہے۔ خصوصاً ۴۱ھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر خلیفہ ولید بن عبدالملک کی ۹۶ھ میں وفات تک اس وقت سرحد فرانس سے لے کر سندھ' ملتان اور بلوچستان کی آخری حد تک اور وچی سنکیانگ سے آرمینیہ تک اور وہاں سے زمبیا (افریقہ) تک سارے ممالک ایک مرکز حکومت کے ماتحت خوش حالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ انصاف' مراعات' سادگی' ترویج علم و فن ہر اعتبار سے یہ زمانہ نہ صرف تاریخ اسلامی کا درخشاں ترین زمانہ ہے بلکہ دنیا کی جس قدر تاریخ آج تک معلوم ہوئی ہے اس میں کوئی مثال اس وسعتِ حکمرانی اور اس بیدار مغزی و سادگی کی نہیں ملتی' دنیا میں کسی ایک مرکزی حکومت کے تحت اتنا بڑا علاقہ کبھی نہیں آیا۔ آج اس علاقے میں ۳۰ سے زیادہ آزاد و خودمختار ممالک واقع ہیں۔

اسی زمانے میں طبیہ کالج قائم ہوئے' دنیا میں پہلی بار اقامتی ہسپتال بنے' کیمیاوی تجربات کے لئے تجربہ خانے بنے' پارچہ بافی اور کاغذ سازی کے کارخانے قائم ہوئے' ڈاکخانوں کا نظام وجود میں آیا' زرعی ترقی کے لئے نہریں کھودی

گئیں' دوسری زبانوں سے عربی میں کتابوں کے ترجمے شائع ہوئے' بحری دستہ فوج قائم ہوا۔ فتوحات کے اعتبار سے دیکھئے تو اندلس فتح ہوا' سندھ اور اسپین فتح ہوئے۔ کاشغر' ختن اور وادی اوی غز تک سارے علاقے فتح ہو گئے اور بقول مرحوم اقبال ؂

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

اتنی بڑی حکومت کا فرمانروائے اعظم اس شان سے دمشق میں زندگی بسر کرتا ہے کہ پانچوں وقت مسجد میں آ کر نمازیں پڑھاتا ہے۔ مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر لوگوں سے باتیں کرتا ہے۔ روزانہ سڑک پر پیدل چلتا پھرتا نظر آتا ہے۔ بلکہ ہر وقت ہر خاص و عام سے ملنے کو آمادہ رہتا ہے۔ سب کے دکھ درد کی فکر کرتا ہے۔ عدالتی حکام کا اپنے آپ کو اسی طرح پابند سمجھتا ہے جیسا کہ ایک معمولی دہقان۔ نہ شاہانہ تزک و احتشام' نہ سجدۂ تعظیمی اور جلوہ گاہ سے فرشی سلام نہ الہام و وحی کا دعویٰ کرتا ہے اور نہ امامت و پیشوائی کا روپ بھرتا ہے۔ ایک خادم انسانیت ہے کہ امیر المومنین ہے اور ایک بہادر مجاہد ہے کہ دنیا کو اپنی سرپرستی میں لے کر امن' عدل و مساوات کی نعمتیں بخشتا ہے۔

کتاب کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب حضرت السبط رضی اللہ عنہ کی دانشمندی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وسعت صدر نے امت مسلمہ کو پانچ سال کی خانہ جنگی اور تفرقہ کے بعد پھر سے مجتمع کر دیا۔ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ پر حضرت حسنؓ نے بیعت کر لی اور حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن سے جو کچھ طلب کیا سب کچھ انہیں دے دیا۔ سارے مسلمان ایک خلیفہ اور ایک مرکز کے تحت پھر مجتمع ہو گئے' اسی لئے اس سال کو عام طور پر عام الجماعۃ (یعنی جماعت و اتفاق باہمی کا سال) کہتے ہیں مسلمانوں میں عام طور پر اس کی بڑی خوشی منائی گئی۔ ان منافقوں اور تفرقہ پردازوں کی امیدوں پر اوس پڑ گئی جو چاہتے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نام کا خلیفہ بنا کر اقتدار و دولت اپنے ہاتھوں میں رکھیں اور اس طرح مسلمانوں میں اتحاد کبھی نہ پیدا ہونے دیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا' بڑا کارنامہ انجام دیا لیکن حق یہ ہے کہ مصر سے بھی بڑا کارنامہ ان بزرگ نے میدان صفین میں قرآن مجید نیزے پر اٹھا کر اور جنگ بند کر کے انجام دیا۔ یہ ان کا اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ جس کی افادیت کا پورا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ جزاہ اللہ عنہ و عن سائر المسلمین

ذرا سوچئے ۳۶ھ میں مسلمانوں کی آبادی ہی کیا تھی' ان کے بہترین سپاہی اور اعلیٰ ترین نوجوان دس ہزار جنگ جمل میں مر چکے تھے اور نوے ہزار صفین کے میدان میں کھیت رہے اور ابھی گھمسان کی جنگ جاری تھی۔ ادھر اسلامی سرحدوں پر رومی فوجیں مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے تیار کھڑی تھیں اور صفین کے چند ہی مہینوں کے اندر انہوں نے مصر کی طرف پیش قدمی بھی شروع کر دی تھی' اب اگر خدانخواستہ حضرت عمرو بن العاص کی مخلصانہ کوششیں بار آور نہ ہوتیں اور جنگ جاری رہتی تو چند گھنٹوں کے بعد مسلمانوں میں اتنی قوت باقی رہ جاتی کہ رومیوں کی انتقامی کارروائی کو روکتے' حضرت

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید نیزے پر بلند کرتے ہوئے جو آواز دی تھی وہ یہی تو تھی

ہم ایک دوسرے کو کاٹ کر ختم کیے دیتے ہیں تو بتاؤ سرحدوں کی حفاظت کون کرے گا اور مدینے کی گلیاں رومیوں کے گھوڑوں سے روندنہ دی جائیں گی۔

صفین میں فتح کس کی ہوتی اور کون شکست کھا جاتا اس کی ذرہ برابر اہمیت نہیں ہے' امت کے لئے شامیوں کی فتح میں بھی تباہی تھی اور عراقیوں کی فتح میں بھی بربادی ہی مقدر تھی۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں میں باقاعدہ میدان داری نہیں ہوئی۔ ۴۰ھ کے رمضان میں خارجیوں نے حضرت علیؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ تینوں کو قتل کر دینے کا لائحہ عمل بنا کر ایک ہی تاریخ میں صبح کی نماز کے وقت تینوں پر قاتلانہ حملے کر دیئے۔ عمرو بن العاصؓ بیمار تھے ان کے دھوکے میں ایک دوسرے شخص شہید ہو گئے۔ معاویہؓ ایسے زخمی ہوئے کہ بے ہوش ہو گئے کئی ماہ تک علاج معالجہ کے بعد چونکہ حیات باقی تھی تندرست ہو گئے۔ حضرت علیؓ ایسے زخمی ہوئے کہ تین دن کے بعد ہی ان زخموں سے مرتبۂ شہادت پر فائز ہو گئے۔

فتنہ پروروں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ بنا کر پھر ایک صفین بپا کرنے کی سوچی اور فوجیں روانہ ہو گئیں۔ مگر حضرت حسنؓ کو اپنے ساتھیوں پر اعتماد نہ تھا اور حق یہ ہے کہ یہ لوگ اعتماد کے قابل ہی نہ تھے۔ جلد ہی حضرت حسنؓ پر ان کی سازش اور ان کے اصلی مقاصد کھل گئے اور آپ نے حضرت معاویہؓ کو صلح کے لئے خط لکھ دیا' حضرت معاویہؓ پہلے ایک خط میں صلح کی دعوت دے چکے تھے' صلح ہو گئی اور حضرت معاویہؓ باتفاق آراء خلیفہ ہو گئے۔ اتفاق واتحاد پیدا کرنے کے لئے اس وقت حضرت معاویہؓ کا عمل یقیناً قابل ستائش ہے مگر حضرت حسنؓ کا کارنامہ لائق صد آفرین ہے۔ اگر وہ ذرا سی خود پسندی اور جاہ پرستی کو راہ دیتے تو مسلمان آپس ہی میں لڑتے لڑتے کٹ پٹ کر ختم ہو جاتے' انہوں نے بہت ہی صحیح بات سوچی کہ خلیفہ ہاشمی ہو یا اموی' عربی ہو یا عجمی' گورا ہو یا کالا۔ اس کو کوئی اہمیت حاصل نہیں' اصل مقصود امن کا قیام اور دعوت نبوی کو عام کرنا ہے۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں ہے کہ سربراہ حکومت کسی خاص قبیلے کا خاص خاندان کا ہو' ایسی بات تو ایک کمینہ ہی کہہ سکتا ہے۔ اسلام ساری دنیا کے لئے آیا ہے۔ ساری دنیا کا مذہب ہے تو اس میں خلافت کا عہدہ کسی ایک گھرانے یا ایک ملک کے ساتھ کیسے مخصوص ہو سکتا ہے؟

۴۱ھ میں زمامِ خلافت اپنے ہاتھوں میں لینے کے بعد سے رجب ۶۰ھ تک حضرت معاویہؓ حکمران رہے۔ انہوں نے کس شان کی حکمرانی کی یہ کتاب میں دیکھیے۔ حضرت معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتہائی معتمد علیہ سیکرٹری اور وحی الٰہی کے کاتبوں میں سے تھے' یہ حضرت ام المومنین بی بی حبیبہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ یہ میدانِ جنگ میں بہترین فوجی' میدانِ سیاست میں شہسوار' دانش و تدبیر' انتظام حکومت میں بے مثال منتظم اور سب سے بڑھ کر وہ ایک بہترین مسلمان ہیں۔ وہ آخری صحابی حکمران' وہ ضرب المثل حلیم شخص تھے۔ ان کا دماغ تمدن ساز' ان کا ذہن جدت آفرین اور ان کا دل خشیتِ الٰہی سے بھرا ہوا ایک مسلمان کا دردمند دل تھا وہ خدمت سے کبھی نہیں تھکتے تھے۔ وہ مصائب سے کبھی نہیں گھبراتے تھے۔ انہوں نے اپنی زبان سے زندگی بھر میں کسی کو کبھی برا نہیں کہا ان کی قوتِ برداشت آج تک عربی زبان میں احلم من معاویۃ کی

مثل سے ظاہر ہے۔

وہ اس وقت حکمران ہوئے جب دور کشور کشائی دوسرے مرحلے میں داخل ہو رہا تھا۔ اسلامی تمدن حضرت معاویہؓ کے اعمال و افکار کے مجموعہ کا نام ہے ان کے کارناموں اور اولیات پر بڑی بڑی ضخیم کتابیں مابعد آنے والے مورخوں نے لکھی ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ لکھی جائیں گی۔

یہ ہیں چند سطور جو صرف اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ آپ علامہ ابن خلدون کی تاریخ کا جو حصہ مطالعہ کریں گے' اس عہد کی بعض خصوصیات کا مطالعہ سے پہلے ہی ذہن نشین ہو جائیں تو اچھا ہے۔

والسلام!

عبدالقدوس ہاشمی

فہرست

﴿حصہ دوم﴾

عنوان	صفحہ
باب : ۱	
امیر معاویہ بن ابی سفیان ۴۱ھ تا ۶۱ھ	۴۷۳
بنو امیہ	
بنو امیہ اور بنو ہاشم	
خلافتِ راشدہ اور بنو امیہ	۴۷۴
امام حسنؓ کی دست برداری	۴۷۵
امیر معاویہ اور عدی بن حاتم	
حالتِ نزع کی تکلیف	
عمال کی تقرری	۴۷۶
زیاد بن ابی سفیان	
ابن عامر	۴۷۷
مروان بن الحکم کی بحالی	
زیاد کی اطاعت	۴۷۸
کابل کی فتح	۴۷۹
قیقان پر فوج کشی	
ابن حازم	
ابن عامر کی معزولی	
زیاد کا نسب	۴۸۰
حضرت علیؓ اور زیاد	۴۸۱
امیر معاویہ اور زیاد میں مصالحت	۴۸۲
ابن عامر اور زیاد	
امارت بصرہ پر زیاد کا تقرر	

عنوان	صفحہ
زیاد کا نظم ونسق	۴۸۳
نافع کی معزولی	
بیرونی مہمات	
قسطنطنیہ پر فوج کشی	۴۸۴
امارت کوفہ پر زیاد کا تقرر	
قیروان کی تعمیر	۴۸۵
حجر بن عدی	
حجر بن عدی اور زیاد	۴۸۶
ابن عدی کی گرفتاری	۴۸۷
عدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی	
حجر بن عدی کا مقدمہ	۴۸۸
شریح بن ہانی کی گواہی	
حجر بن عدی کا قتل	۴۸۹
عبدالرحمٰن بن حسان کا انجام	۴۹۰
مالک بن ہبیرہ سکونی	
حضرت عائشہؓ کی سفارش	۴۹۱
ربیع بن حارثی	
زیاد کی وفات	۴۹۲
عبیداللہ بن زیاد کی گورنری	۴۹۳
ترکوں سے معرکہ آرائی	
عبیداللہ بن عمر غیلان کی معزولی	
یزید کی ولی عہدی	۴۹۴
زیاد کی حکمتِ عملی	

عنوان	صفحہ
عبداللہ بن عمر کا انکار	۴۹۵
اہل مدینہ کا ردعمل	
وفود کی طلبی	۴۹۶
احنف بن قیس کا مشورہ	
امیر معاویہؓ کی مدینہ میں آمد	۴۹۷
امیر معاویہؓ کی مکہ کو روانگی	
ابن زبیرؓ کی شرائط	
اہل مکہ ومدینہ کی بیعت	۴۹۸
سعید بن العاص کی معزولی	
ابن ام الحکم کی تقرری ومعزولی	۴۹۹
عبدالرحمٰن بن زیاد کی گورنری	
عبیداللہ بن زیاد کی معزولی وبحالی	۵۰۰
بیرونی مہمات	
امیر معاویہؓ کی وصیت	۵۰۱
امیر معاویہؓ کا انتقال	
دیوان خاتم	۵۰۲
امیر معاویہؓ کا نسب، کیفیت ازدواج اور اولاد	۵۰۳
اسمائے متوفین اعلام اسلام	۵۰۴
باب : ۲	۵۰۸
یزید اول بن معاویہ ۶۰ھ تا ۶۴ھ	
بیعت خلافت	
امام حسینؓ اور ابن زبیرؓ کی طلبی	
ابن زبیرؓ کا فرار	۵۰۹
امام حسینؓ کی مکہ کو روانگی	
عبداللہ بن عمر	۵۱۰
ولید بن عتبہ کی معزولی	
مکہ معظمہ پر فوج کشی	

عنوان	صفحہ
عمر بن زبیر کا انجام	۵۱۱
امام حسینؓ کی مکہ میں آمد	
اہل کوفہ کی امام حسینؓ کو دعوت	۵۱۲
گورنر کوفہ کے خلاف شکایت	۵۱۳
سرجون کا مشورہ	
ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی	۵۱۴
ابن زیاد کا خطبہ	
مسلم بن عقیل کو ہانی کی امان	
ابن زیاد کا مخبر غلام	۵۱۵
ابن زیاد کے قتل کا مشورہ	
افشائے راز	۵۱۶
ہانی بن عروہ کی گرفتاری	۵۱۷
قصر امارت کا محاصرہ	
ابن زیاد کی حکمت عملی	
اہل کوفہ کی بدعہدی	
مسلم بن عقیل کی گرفتاری	۵۱۸
مسلم بن عقیل کی وصیت	۵۱۹
مسلم بن عقیل اور ابن زیاد	۵۲۰
مسلم بن عقیل کی شہادت	
حضرت امام حسینؓ کو ابن عباسؓ کا مشورہ	۵۲۱
عبداللہ بن زبیرؓ	
عبداللہ بن عمر کی نصیحت	
حضرت امام حسینؓ کا عزم صمیم	
حضرت امام حسینؓ کا آغاز سفر	۵۲۲
فرزدق شاعر	
عبداللہ بن جعفر کا خط	
قیس بن مسہر کی شہادت	
عبداللہ بن مطیع اور زہیر بن القین	۵۲۳

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
شہادتِ مسلم کی اطلاع		ابن حوزہ کا انجام	
عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر	۵۲۴	ابن حضیر کی شہادت	
حضرت امام حسینؓ کے بعض ہمراہیوں کی علیحدگی		عروہ بن قرظہ کی شہادت	۵۳۷
واقعاتِ کربلا		شامی لشکر کی پست ہمتی	
حر بن یزید تمیمی کی آمد		مسلم بن عوسجہ کی شہادت	۵۳۸
حضرت امام حسینؓ اور حر بن یزید		حسینی لشکر پر تیروں کی بارش	
حضرت امام حسینؓ کا خطبہ	۵۲۵	حسینی خیموں پر ناکام حملہ	
نافع بن بلال کی آمد	۵۲۶	حبیب بن مطہر کی شہادت	۵۳۹
طراح بن عدی کا مشورہ	۵۲۷	حر بن یزید کی شہادت	
کرب وبلا کی زمین		نافع بن بلال کی شہادت	
عمر بن سعد کی کربلا میں آمد	۵۲۸	پسران عروہ وغفاری کی شہادت	۵۴۰
ابن زیاد کا پانی بند کرنے کا حکم		سیف و مالک کی شہادت، حنظلہ بن اسد کی شہادت	
امام حسینؓ کی مصالحت کی شرائط		عابس وشوذب کی شہادت	
شمر بن ذی الجوشن کا اختلاف		اعوان وانصار کی شہادت	۵۴۱
ابن زیاد کا تہدید آمیز خط	۵۲۹	علی اکبر کی شہادت	
ابن زیاد کی امان قبول کرنے سے انکار		عون وعبدالرحمٰن اور جعفر کی شہادت	۵۴۲
ایک رات کی مہلت		قاسم بن الحسن کی شہادت	
حضرت امام حسینؓ کا ہمراہیوں سے خطاب	۵۳۰	عبداللہ بن حسین کی شہادت	
ہمراہیوں کی ثابت قدمی		ابوبکر بن حسین کی شہادت	
حضرت زینب کو دلاسہ	۵۳۱	حضرت امام حسینؓ پر یلغار	۵۴۳
حسینی لشکر کی ترتیب		امام حسینؓ کا انتباہ	
تاریخی خطبہ	۵۳۲	شہادتِ حسینؓ	
کوفیوں سے اتمام حجت	۵۳۳	شہدائے کربلا کی تجہیز وتکفین	۵۴۴
زہیر اور شمر میں تلخ کلامی		حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک	
حر بن یزید کی علیحدگی	۵۳۴	اسیران کربلا	۵۴۵
حر کا شامی لشکر سے خطاب	۵۳۵	حضرت زین العابدینؒ	
آغاز جنگ		عبداللہ بن عفیف کا قتل	
ام وہب کا جذبۂ جاں نثاری	۵۳۶	اسیرانِ کربلا کی شام کو روانگی	۵۴۶

عنوان	صفحہ
زحر بن قیس	۵۴۶
اہل بیت اور یزید	
اہل بیت کی مدینہ کو روانگی	۵۴۷
شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی	
واقعہ حرہ	
عبداللہ بن حنظلہ	۵۴۸
بنوامیہ کا مدینہ سے اخراج	
مدینے کی ناکہ بندی	۵۴۹
لڑائی کا آغاز	
اہل مدینہ کی پسپائی	
مدینہ میں قتل عام	۵۵۰
حضرت زین العابدین اور مسلم بن عقبہ	
مکہ کا محاصرہ	
یزید کا انتقال	۵۵۱
عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر	
حصین بن نمیر کی مدینہ کو روانگی	۵۵۲
بنوامیہ اور شامی لشکر کی روانگی	
معاویہ ثانی بن یزید	

باب : ۳

عبداللہ بن زبیرؓ ۶۴ھ تا ۷۳ھ

عنوان	صفحہ
عبدالملک بن مروان	۵۵۳
بیعت خلافت	
اردن کے حالات	
رؤساء دمشق میں اختلاف	۵۵۴
مروان کی بیعت	
معرکہ مرج راہط	
ضحاک کا خاتمہ	۵۵۵
مروان کا شام و مصر پر قبضہ	
اہل خراسان کی بیعت	
عبداللہ ابن حازم	۵۵۶
مختار بن ابوعبید	
مختار اور اہل کوفہ	۵۵۷
سلیمان بن صرد خزاعی	۵۵۸
سلیمان بن صرد کا خروج	
معرکہ عین الوردہ	۵۵۹
لڑائی کا آغاز	
سلیمان بن صرد کا انجام	
رفاعہ بن شداد کی پسپائی	۵۶۰
عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی	
عبدالملک بن مروان	
بیعت عبدالملک	
خوارج کی بغاوت	
مہلب بن ابی صفرہ	۵۶۱
مہلب و خوارج کی جنگ	
خوارج کی پسپائی	۵۶۲
نجدہ بن عامر	
نجدہ کا خاتمہ	۵۶۳
تعمیر کعبہ	
مختار کی رہائی	
ابراہیم بن اشتر اور مختار	۵۶۴
مختار کا خروج	
کوفہ پر مختار کا قبضہ	۵۶۵
مختار کا عبداللہ بن مطیع سے حسن سلوک	۵۶۶
قاضی کوفہ شریح کی معزولی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
مختار اور ابن زیاد		خالد بن عبید اللہ کا اخراج	۵۷۹
شبث بن ربعی اور مختار	۵۶۷	عمر بن عبید اللہ کی معزولی	
اہل یمن کی پسپائی		مصعب بن زبیر کے غلط اقدام	
قاتلین حسینؓ کا انجام	۵۶۸	عتاب بن ورقہ کی بد عہدی	۵۸۰
عمر بن سعد کا قتل		ابن اشتر کا خاتمہ	
حکیم بن طفیل طائی کا حکم		عیسیٰ بن مصعب کا قتل	
مختار اور عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن زبیر و مختار	۵۶۹	مصعب بن زبیر کا خاتمہ	۵۸۱
مختار کی عبد اللہ بن زبیر سے امداد طلبی	۵۷۰	عبد الملک کی کوفہ کو روانگی	
شرحبیل کا خاتمہ		عبد اللہ بن زبیر کا خطبہ	۵۸۲
ابن زبیر اور محمد بن حنفیہ		خالد بن اسید بحیثیت گورنر کوفہ	
محمد بن حنفیہ کی رہائی	۵۷۱	زفر بن حرث	
عبد الملک اور محمد بن حنفیہ		عبد الملک اور زفر میں مصالحت	۵۸۳
ابراہیم بن اشتر	۵۷۲	عبد اللہ بن حازم کا قتل	۵۸۴
ابن زیاد کا انجام		سلیمان بن خالد کا قتل	
ابن اشتر کی کامیابیاں	۵۷۳	ابو بکر بن قیس کا خاتمہ	۵۸۵
مصعب بن زبیر		امارت مدینہ پر طلحہ بن عبد اللہ کا تقرر	
مصعب و مختار کی جنگ		حجاج بن یوسف ثقفی	
مصعب کی کوفہ کو روانگی	۵۷۴	خانہ کعبہ پر سنگ باری	۵۸۶
مختار کا خاتمہ		مکہ معظمہ کا محاصرہ	
مصعب کا کوفہ پر قبضہ	۵۷۵	عبد اللہ بن زبیرؓ اور حضرت اسماءؓ	۵۸۷
ابن اشتر کی اطاعت		آخری معرکہ	۵۸۸
حمزہ کی معزولی	۵۷۶	عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت	
مہلب کی معزولی		عبد اللہ بن زبیرؓ کی تجہیز و تکفین	۵۸۹
عمر بن سعید بن مخالفت		حجاج کا اہل مدینہ پر ظلم و ستم	
عمر بن سعید کا قتل	۵۷۷		
قصر خلافت کا محاصرہ		باب : ع	
یحییٰ بن سعید کی گرفتاری	۵۷۸	عبد الملک بن مروان ۷۳ھ تا ۸۶ھ	۵۹۰
عبد الملک کی عراق کو روانگی		خانہ کعبہ کی تعمیر	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جنگ ازارقہ اور مہلب		رتبیل کی سرکشی	
امیہ بن عبداللہ بحیثیت گورنر خراسان	۵۹۱	عبدالرحمٰن بن محمد اشعث	۶۰۱
بکیر بن وشاح		حجاج اور ابن اشعث میں کشیدگی	
رتبیل پر فوج کشی	۵۹۲	ابن اشعث کی سرداری کی بیعت	۶۰۲
امارت عراق پر حجاج کا تقرر		ابن اشعث کی رتبیل سے مصالحت	
عمیر بن ضابی کا قتل		حجاج کی پسپائی	
حکم بن ایوب بحیثیت امیر بصرہ	۵۹۳	ابن اشعث کی بصرہ میں آمد	۶۰۳
جہاد سے تخلف کی سزا		جنگ زاویہ	
سندھ پر قبضہ		ابن اشعث کا کوفہ پر قبضہ	
بشر بن مروان کا قتل		عبدالملک کی مصالحانہ پیشکش	
عطیات میں کمی کا اعلان	۵۹۴	جنگ جماجم	۶۰۴
عبداللہ بن جارود کی مخالفت		جبلہ بن زحر کا قتل	
حجاج کے خلاف بغاوت		ابن اشعث کی پسپائی	
زیاد بن عمرو کا مشورہ		حجاج کا اہل کوفہ پر جبر وتشدد	۶۰۵
ابن جارود کے ہمراہیوں کی بدعہدی	۵۹۵	ابن اشعث کی شکست اور فرار	
ابن جارود کا خاتمہ		ابن اشعث کی اسیری اور رہائی	۶۰۶
عبداللہ بن انس بن مالک		ابن اشعث کی روانگی ہرات	
بغاوت زنج	۵۹۶	ابن اشعث اور یزید بن مہلب	۶۰۷
جنگ خوارج		حجاج کے مخالفین کا قتل	
عبدالرحمٰن بن مخنف کا قتل		یزید بن مسلم کی جان بخشی	
شبیب کا قتل	۵۹۷	عمر بن ابی الصلت کا قتل	۶۰۸
اسلامی سکے		علقمہ کی ابن اشعث سے علیحدگی	۶۰۹
امیہ اور بکیر بن وشاح	۵۹۸	ابن اشعث کا قتل	
امیہ اور ابن وشاح میں مصالحت		اہل کش کی اطاعت وسرکشی	
بکیر بن وشاح کا قتل	۵۹۹	حریث بن قطنہ	۶۱۰
بحیر بن زیاد کا قتل		حریث بن قطنہ کا فرار	
امارت خراسان وسجستان پر حجاج کا تقرر	۶۰۰	مہلب کی وفات	
اہل کش کی اطاعت		حجاج اور یحییٰ بن یعمر	۶۱۱

عنوان	صفحہ
شہر واسط	
یزید بن مہلب کی معزولی	٦١٢
مفضل کی تقرری و معزولی	
موسیٰ بن عبداللہ بن حازم	٦١٣
موسیٰ کا قلعہ ترمذ پر قبضہ	
امیہ اور موسیٰ بن عبداللہ خزاعی کا قتل	٦١٤
ثابت بن قطنہ کا فرار	٦١٦
ثابت بن قطنہ کا قتل	
موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ	
موسیٰ بن عبداللہ کا قتل	
ولید کی ولی عہدی	٦١٧
عبدالعزیز بن مروان کی ولی عہد کی بیعت	
عبدالملک کی وفات	٦١٨
عبدالملک کی وصیت	٦١٩
باب: ۵	
ولید بن عبدالملک ۸۶ھ تا ۹۶ھ	٦٢٠
بیعت خلافت	
قتیبہ بن مسلم کی فتوحات	٦٢١
عبداللہ بن مسلم اور برمکی خاتون	
والی باذغیس کی اطاعت	٦٢٢
بیکن دار کا تاراج	
ترکوں کی پسپائی	
تعمیر مسجد نبوی	
فتح سندھ	٦٢٣
دیبل کی فتح	٦٢٤
راجہ داہر کا خاتمہ	
ملتان پر قبضہ	٦٢٥
بخارا پر فوج کشی	

عنوان	صفحہ
خاقان کی پسپائی	
نیزک کی اطاعت و سرکشی	٢٦٦
فتح طالقان	
نیزک کا قتل	
والی جورجان کی اطاعت	٦٢٧
شومان کا محاصرہ	
فتح شومان	
خوارزم شاہ	٦٢٨
قتیبہ اور خوارزم شاہ کی مصالحت	
خام جرد کا قتل	
صغد پر فوج کشی	٦٢٩
سمرقند کا محاصرہ	
قلعہ پر قبضہ	
مسجد کی تعمیر	
اہل خوارزم کی سرکشی	
شاش کی فتح	٦٣٠
یزید بن مہلب	
بنو مہلب کا فرار	
بنو مہلب کی شام کو روانگی	
بنو مہلب اور سلیمان بن عبدالملک	٦٣١
بنو مہلب کو امان	
عمر بن عبدالعزیز کی معزولی	
سعید بن جبیر کی گرفتاری	٦٣٢
سعید بن جبیر کی شہادت	
حجاج کی وفات	٦٣٣
محمد بن قاسم کی معزولی	
محمد بن قاسم کی اسیری	
جنید بن عبدالرحمٰن	٦٣٤

عنوان	صفحہ
کیرج اور کباش پر فوج کشی	
جنید کی وفات	
المنصورہ کی تعمیر	
فتح کاشغر	٦٣٥
قتیبہ اور شاہ چین	
شاہ چین سے مصالحت	٦٣٦
ولید بن عبدالملک کی وفات	
باب : ٦	
سلیمان بن عبدالملک ٩٦ھ تا ٩٩ھ	٦٣٨
بیعت خلافت	
قتیبہ کی مخالفت	
قتیبہ اور حیان نبطی	٦٣٩
قتیبہ کے خلاف سازش	
قتیبہ کا قتل	٦٤٠
یزید بن مہلب کا امارت عراق پر تقرر	
یزید بن مہلب بحیثیت گورنر خراسان	٦٤١
بیرونی مہمات	
قیساریہ کی فتح	
رومیوں کو شکست	٦٤٢
ملطیہ پر فوج کشی	
ارمینیہ کی بغاوت	
مسلمہ اور عباس کی فتوحات	
عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات	
اہل ہرقلہ کی بغاوت	٦٤٣
قلعہ مرات پر قبضہ	
قسطنطنیہ کا محاصرہ	
مسلمہ کے خلاف سازش	

عنوان	صفحہ
صقالیہ پر قبضہ	٦٤٤
ملطیہ کا تاراج	
قہستان کی فتح	
جرجان کی فتح	٦٤٥
طبرستان کی مہم	
مرزبان کی بغاوت	
حیان نبطی کی حکمت عملی	٦٤٦
صول ترک کی جرجان پر قبضہ	
بحیرہ پر یزید کا قبضہ	
اہل جرجان کی سرکوبی	
سلیمان بن عبدالملک کی وفات	٦٤٧
باب : ٧	٦٤٨
عمر بن عبدالعزیز ٩٩ھ تا ١٠١ھ	
سلیمان کا عہد نامہ	
بیعت خلافت	٦٤٩
عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت	
عمر بن عبدالعزیز کا کردار	
یزید بن مہلب کی گرفتاری	
یزید بن مہلب سے جواب طلبی	٦٥٠
مخلد بن یزید کی سفارش	
جراح بن عبداللہ کی معزولی	
عبدالرحمٰن بن نعیم بحیثیت گورنر خراسان	٦٥١
عمر بن عبدالعزیز کی وفات	
باب : ٨	٦٥٣
یزید بن عبدالملک ١٠١ھ تا ١٠٥ھ	
نظم ونسق کی تبدیلی	

عنوان	صفحہ
یزید بن مہلب اور یزید بن عبدالملک	
یزید بن مہلب کا فرار	۶۵۴
یزید بن مہلب کی بصرہ میں آمد	
بنو مہلب کو امان نامہ	
عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری	
شامی لشکر کی کوفہ کو روانگی	۶۵۵
یزید بن مہلب کی ناکامی	
عبدالملک بن مہلب کی پسپائی	
حسن بصری کی مخالفت	۶۵۶
یزید بن مہلب کا قتل	
مفضل بن مہلب کی واپسی	۶۵۷
اسیرانِ جنگ کا انجام	
بنو مہلب کی روانگی قندابیل	
معرکہ قندابیل	۶۵۸
بنو مہلب کا انجام	
امارت عراق وخراسان پر مسلمہ کا تقرر	
سعید بن عبدالعزیز	
ہشام اور ولید کی ولی عہدی	۶۵۹
ترکوں کی شورش	
سیتب بن بشر کی روانگی	
عبدالملک بن وثار	۶۶۰
ترکوں کی پسپائی	
جنگ صغد	
حیان نبطی کی معزولی	۶۶۱
مسلمہ کی معزولی	
عمر بن ہبیرہ	
سعید خزینہ کی معزولی	۶۶۲
اہل صغد پر فوج کشی	

عنوان	صفحہ
اہل صغد کا انجام	۶۶۳
اہل کش سے مصالحت	
معرکہ مرج حجارہ	۶۶۴
جراح بحیثیت گورنر آرمینیہ و جزیرہ	
بلنجر کی فتح	
عبدالرحمن بن ضحاک کی معزولی	۶۶۵
امارت حجاز پر عبدالواحد کا تقرر	
ابن ضحاک کا انجام	۶۶۶
سعید حریشی کی معزولی	
مسلم بن سعید کی تقرری	
یزید بن عبدالملک کی وفات	
باب ۹:	۶۶۷
ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ	
تخت نشینی	
مسلم و افشین کی جنگ	
بختری بن درہم	
مسلم کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی	۶۶۸
ترکوں کو شکست	
امارت خراسان پر اسدق	
قسری کا تقرر	
غور پر فوج کشی	
	۶۶۹
اسد بن عبداللہ کی معزولی	
امارت خراسان پر اشرس کا تقرر	
اہل سمرقند کا قبول اسلام	
نو مسلموں سے جزیہ کی وصولی	۶۷۰
صغد و بخارا کی بغاوت	
بخارا کا محاصرہ	
ترکوں سے مصالحت	۶۷۱

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
جنید بحیثیت گورنر خراسان	۶۷۲	مقاتل بن حیان	
جنید کی روانگی		ختل پر فوج کشی	۶۸۴
خاقان کی پسپائی		خالد کی معزولی	
مسلم بن عبدالرحمٰن کی معزولی		خالد کی گرفتاری	
معرکہ مرج اردبیل	۶۷۳	یوسف کی تقرری	
محاصرہ خلاط		نصر بن سیار بحیثیت گورنر خراسان	۶۸۶
مسلمان قیدیوں کی رہائی		نصر کی فتوحات	
نہر بیقان کا محاصرہ	۶۷۴	زید بن علی کا ظہور	۶۸۷
جنید کی طخارستان کو روانگی	۶۷۵	زید بن علی اور عبداللہ بن حسن	
سمرقند پر حملہ		ہشام اور زید بن علی	۶۸۸
سورہ بن ابجر کی طلبی		زید بن علی کا کوفہ میں قیام	
خاقان کا حملہ	۶۷۶	زید بن علی کا کوفہ سے اخراج	۶۸۹
جنید کی سمرقند کو روانگی		زید بن علی کی واپسی	
معرکہ کرمینیہ		اہل کوفہ کی بدعہدی	
جنید کی معزولی	۶۷۷	زید بن علی کا خروج	
مروان بن محمد بحیثیت گورنر آرمینیہ وآذربائیجان		زید بن علی کی شہادت	۶۹۰
مروان بن محمد کی فتوحات	۶۷۸	دعوت خلافت عباسیہ	۶۹۱
حرث کا خروج		ابوہاشم عبداللہ بن محمد	
اسد کی تقرری	۶۷۹	محمد بن علی	۶۹۲
حرث بن شریح		بکیر بن ہامان	
جریر بن میمون کا انجام	۶۸۰	ابومحمد زیاد کا قتل	
اسد بن عبداللہ اور ابن سائجی		عمار بن زید خداش	۶۹۳
خاقان کا تعاقب	۶۸۱	سلیمان بن کثیر	
خاقان کی پسپائی		ابراہیم بن محمد بن علی	
حرث اور خاقان کا اتحاد	۶۸۲	ابراہیم بن عثمان	
خاقان کی شکست		ابراہیم امام اور ابومسلم	۶۹۴
عثمان بن عبداللہ کا حملہ		ابومسلم کے متعلق مختلف آراء	
خاقان کا خاتمہ	۶۸۳	ہشام بن عبدالملک کی وفات	۶۹۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب : ۱۰	۶۹۷	اہل یمامہ کی بغاوت	۷۰۸
ولید بن یزید ــھ تا ــھ		معرکۂ فلج	
ہشام اور ولید بن یزید		جدیع بن علی کرمانی	
بیعت خلافت		جدیع کرمانی کی گرفتاری	۷۰۹
نصر بن سیار	۶۹۸	کرمانی اور نصر	
یحیٰ بن زید		کرمانی کی جلاوطنی	
یحیٰ بن زید کی شہادت		حرث بن شریح	
خالد بن عبداللہ	۶۹۹	مروان بن محمد کی مخالفت	۷۱۰
خالد کے خلاف سازش		مروان کی اطاعت	
خالد بن عبداللہ کا قتل	۷۰۰	وفات یزید و خلافت ابراہیم	۷۱۱
ولید کا کردار		مروان کی دمشق پر فوج کشی	
ولید کے خلاف الزامات	۷۰۱	دمشق پر قبضہ	
قضاعہ کی بغاوت	۷۰۲	باب : ۱۲	۷۱۳
یزید بن ولید		مروان کی بیعت خلافت	
ابوالعاج کی گرفتاری		اہل حمص کی سرکشی	
ولید کی روانگی	۷۰۳	اہل غوطہ کی سرکوبی	۷۱۴
عباس بن ولید کی گرفتاری		ثابت بن نعیم کا خاتمہ	
ولید بن یزید کا قتل		تدمر پر مروان کا قبضہ	
باب : ۱۱	۷۰۵	سلیمان بن ہشام اور مروان کی جنگ	
یزید بن ولید		محاصرہ حمص	
یزید کا خطبہ		ضحاک اور ابن ہبیرہ کی جنگ	۷۱۵
ولی عہدی کی بیعت		عبداللہ بن معاویہ	
بغاوت حمص		امارت کوفہ پر عبداللہ بن معاویہ کا قبضہ	
مروان بن عبداللہ کا قتل	۷۰۶	عبداللہ بن معاویہ کی پسپائی	۷۱۶
اہل حمص کی اطاعت		نصر بن سیار و حرث بن شریح	
اہل فلسطین اور اردن کی شورش		نصر و حرث میں اختلاف	۷۱۷
منصور بن جمہور کی معزولی	۷۰۷	حرث کی پسپائی	
			۷۱۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
نصر اور کرمانی کی لڑائی	۷۱۸	عباسی نقیبوں کے نام	
کرمانی کا مرو پر قبضہ		نصر بن سیار کا فرار	۷۲۹
حرث کا خاتمہ		شیبان خارجی کا خاتمہ	
خراسان میں دعوتِ عباسیہ		ابومسلم کی فتوحات	۷۳۰
ابومسلم کی مرو کو روانگی	۷۱۹	معرکہ نہر سرجنان	
الظل والسحاب		پسرانِ کرمانی کا انجام	
ابومسلم کا نصر کے نام خط	۷۲۰	قحطبہ کی فتوحات	۷۳۱
دولت عباسیہ اور امیہ کے مابین پہلی جنگ	۷۲۱	نیشاپور کی فتح	
حازم بن خزیمہ کا خروج		جرجان پر قبضہ	
ابومسلم خراسانی اور ابراہیم امام		اہل جرجان کی سرکوبی	
ابومسلم کی خراسان کو روانگی		نصر بن سیار کی وفات	
سالم بن احور کی مرو پر فوج کشی	۷۲۲	رے پر قبضہ	
ابومسلم کی حکمت عملی	۷۲۳	اصبہید کی اطاعت	۷۳۲
نصر و کرمانی کی لڑائی		نہاوند کا محاصرہ	
نصر بن سیار کا مروان کے نام خط		اصفہان کی فتح	
ابراہیم بن محمد کی گرفتاری	۷۲۴	فتح نہاوند	۷۳۳
خلافت عباسیہ کی علانیہ دعوت' ابومسلم کا ہرات پر قبضہ	۷۲۵	حلوان پر قبضہ	
نصر اور شیبان خارجی میں مصالحت		شہرزور کی فتح	
ابومسلم کی پیش قدمی		قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی	۷۳۴
ابومسلم اور ابن کرمانی		قحطبہ کا خاتمہ	۷۳۵
ابومسلم کے خلاف قبائل و یمن کا اتحاد	۷۲۶	اہل کوفہ کا خروج	
عبداللہ بن معاویہ کی بیعت		حسن بن قحطبہ کی روانگی	
عبداللہ بن معاویہ اور محارب بن موسیٰ		مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی لڑائی	۷۳۶
محارب کا قتل	۷۲۷	سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصرہ	
عبداللہ بن معاویہ کی شکست			
عبداللہ بن معاویہ کا قتل		**باب : ۱۳**	۷۳۷
علی بن کرمانی کی عہد شکنی	۷۲۸	دولت عباسیہ کا آغاز	
ابومسلم کا مرو پر قبضہ		ابوالعباس کی کوفہ کو روانگی	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ابوالعباس اور ابوحمید		عقبہ بن نافع	
ابوسلمہ اور ابوالعباس	۷۳۸	مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلم	
ابوالعباس کا خطبہ		ابن عامر اور حرث بن عبداللہ	
بیعت خلافت ابوالعباس	۷۴۱	عمرو بن العاص اور زیاد	۷۵۱
امدادی افواج کی روانگی		معاویہ بن خدیج اور ابوالمہاجر	
ابراہیم امام کی اسیری		خلیفہ بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس	
ابراہیم امام کا انتقال		ولید بن عتبہ اور عبداللہ بن عمر	
مروان کی زاب کو روانگی	۷۴۲	سعید بن عثمان اور ابن ام حکم	۷۵۲
مخارق و ولید کی لڑائی		نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زیاد	
معرکہ زاب		عہد یزید	
مروان کی پسپائی	۷۴۳	ولید بن عقبہ اور سالم بن زیاد	
مروان کا فرار		زہیر بن قیس	
اہل حمص کی عہد شکنی		عہد عبداللہ بن زبیر و مروان	
فتح دمشق	۷۴۴	عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا	
عبداللہ بن علی کی فلسطین کو روانگی		عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک	
مروان کا قتل		مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ ابن حازم	
آل مروان کا انجام	۷۴۵	مصعب بن زبیر	
سلیمان بن ہشام کا قتل		عہد عبدالملک و ابن زبیر	۷۵۳
بنوامیہ کا قتل عام	۷۴۶	جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ	
ال عباس کی سفاکی		بکیر بن وشاح تمیمی	
بنوامیہ کی لاشوں کا حشر	۷۴۷	طارق بن عمر	
اموی بیرونی مہمات		محمد و بشر پسران مروان	
باب : ۱۴		حجاج بن یوسف	
	۷۵۰	عبداللہ بن امیہ	۷۵۴
بنوامیہ کے عمال		مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابن صفرہ	
عہد امیر معاویہ		ابن اشعث	
مغیرہ بن شعبہ		ہشام بن اسمٰعیل مخزومی	
عبداللہ بن عامر			

عنوان	صفحہ
عہد ولید بن عبدالملک	
عمر بن عبدالعزیز	
خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم	
مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر	۷۵۵
خالد بن عبداللہ	
ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید	
یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ	
عبدالرحمٰن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ	
مسلم بن عبدالملک	
عبدالرحمٰن بن ضحاک اور عبدالواحد ابن عبداللہ	۷۵۶
جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید	
عہد ہشام	
خالد بن عبداللہ قسری	
حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام	
یوسف بن عمر اور راشد بن عبداللہ	
عبیدہ بن عبدالرحمٰن	۷۵۷
خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمٰن	
مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک	
عاصم بن عبداللہ	
خالد بن عبداللہ قسری	
محمد بن ہشام اور نصر بن سیار	۷۵۸
عبدالملک بن قطن	
ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی	
عہد ولید بن یزید	
منصور ابن جمہور اور عبداللہ بن عمر	
عبدالعزیز بن عمرو اور نصر بن سعید حریشی	
یوسف بن عبدالرحمٰن قسری اور عبدالواحد	
ابومسلم خراسانی	۷۵۹

عنوان	صفحہ
باب : ۱۵	۷۶۰
خوارج	
خوارج اور حضرت علیؓ	
عبدالرحمٰن بن ملجم	
فروہ بن نوفل اشجعی	
عبداللہ بن ابوالحریشی	
ابن نوفل اشجعی کا قتل	۷۶۱
شبیب بن الجبر کا خاتمہ	
معن بن عبداللہ محاربی کا انجام	
ابومریم مولی اور ابولیلیٰ کا قتل	
سہم بن غالب جہنی کا قتل	۷۶۲
حطیم کا خاتمہ	
مستورد بن عقلہ تیمی	
جنگ مذار	
معرکہ جرجان	۷۶۳
مستورد اور معقل کا خاتمہ	
ابن خراش عجلی کا خروج	
حبان بن ضبیان اور معاذ طائی	۷۶۴
خوارج اور ابن زیاد	
جریر بن تمیم کا قتل	
مرواس بن تمیم کا خاتمہ	
عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ ابن ادیہ	۷۶۵
خوارج اور عبداللہ بن زبیر	
خوارج کی ابن زبیر سے علیحدگی	
خوارج کے گروہ	
ازارقہ	
نجدیہ	
اباضیہ	

عنوان	صفحہ
صفریہ	
نافع بن ارزق	
عبیداللہ و عبیداللہ پسران ماحور	۷۶۶
خوارج کا بصرے پر حملہ	
مہلب اور خوارج کی جنگ	
خوارج کی پسپائی	
نجدہ بن عامر	۷۶۷
نجدہ کی غارت گری	
عطیہ بن اسود حنفی	۷۶۸
عطیہ بن اسود حنفی کا قتل	
نجدہ اور ابوفدیک	
نجدہ اور ابن عباس	۷۶۹
نجدہ اور عطیہ میں اختلاف	
عبدالملک اور نجدہ	
نجدہ کا قتل	
عمر بن عبیداللہ اور خوارج کی جنگ	۷۷۰
خوارج کی پسپائی	
خوارج کا ظلم و ستم	
خوارج کا تعاقب	
زبیر امیر خوارج کا قتل	
خوارج اور مہلب کی جنگ	۷۷۱
عبیداللہ بن حر	
عبیداللہ بن حر اور ابن زیاد	
عبیداللہ بن حر کا خروج	۷۷۲
عبیداللہ بن حر کی اسیری اور رہائی	
مصعب اور ابن حر	
عبداللہ بن حر اور عبدالملک	۷۷۳
عبیداللہ بن حر کا خاتمہ	

عنوان	صفحہ
خوارج اور عبدالملک' مہلب اور خوارج کی جنگ	
ابوفدیک کا خروج	۷۷۴
لشکر کوفہ کی واپسی	
حجاج بن یوسف کا خطبہ	۷۷۵
عمر بن ضابی کا قتل	
عبدالرحمٰن بن مخنف کا خاتمہ	
صالح بن مسرح تمیمی کا خروج	
صالح بن مسرح کا قتل	۷۷۶
شبیب کا فرار	۷۷۷
شبیب اور سلامہ بن سنان	
سفیان بن ابی العالیہ اور شبیب کی جنگ	
سورہ بن الحر کی پسپائی	۷۷۸
جزل اور شبیب کی لڑائی	
سعید بن مجالد کا خاتمہ	
شبیب کا تعاقب	۷۷۹
شبیب کی کوفہ کو روانگی	
نضر بن قعقاع کا قتل	۷۸۰
ذخر بن قیس اور شبیب کی جنگ	
شبیب کے لشکر کا کوفہ پر حملہ	۷۸۱
زیاد بن عتکی کا فرار	
بشر بن غالب کا خاتمہ	
زاہدہ بن قدامہ کا قتل	۷۸۲
محمد بن موسیٰ کا خاتمہ	
عبدالرحمٰن بن اشعث اور شبیب	۷۸۳
ابن اشعث کی معزولی	
عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ	
حجاج اور زہرہ بن حویہ	۷۸۴
شامی فوج کی کمک	

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
عتاب بن ورقا کی طلبی	۷۸۵	بہلول بن بشر کا خروج	۷۹۷
شبیب اور مطرف		بہلول کا خاتمہ	
شبیب اور عتاب کی جنگ		بختری کا خروج	
عتاب بن ورقا کا خاتمہ		وزیر سختیانی کا خروج	
زہرہ بن حویہ کا قتل	۷۸۶	صحاری بن شبیب کا خروج	۷۹۸
حجاج کا کوفیوں کو خطبہ		ضحاک بن قیس	
ابوالورد کا قتل		ضحاک بن قیس کا خروج	
شامی لشکر اور خوارج کی جنگ		عبداللہ بن عمر اور ضحاک	۷۹۹
شبیب کی پسپائی وفرار	۷۸۷	ضحاک کا موصل پر قبضہ	
شبیب کی کرمان کو روانگی	۷۸۸	ضحاک بن قیس کا قتل	
حجاج کو قتیبہ کا مشورہ		خیبری کا قتل	
خوارج میں اختلاف	۷۸۹	شیبان حروری	۸۰۰
شبیب کا خاتمہ		خوارج کی شکست	
مطرف بن مغیرہ اور شبیب		عبداللہ بن عمر کی گرفتاری	
عدی بن زیاد کی امداد طلبی	۷۹۰	جون بن کلاب کی گرفتاری	
مطرف بن مغیرہ کا قتل		جون بن کلاب کا قتل	
مہلب کا فارس پر قبضہ	۷۹۱	شیبان کی شکست وفرار	۸۰۱
مہلب کی خوارج سے جنگ		شیبان کا خاتمہ	
خوارج میں اختلاف	۷۹۲	سلیمان بن ہشام کا انجام	
خوارج کی پسپائی		مروان کی حران کو روانگی	۸۰۲
عبد ربہ الکبیر کا قتل		ابوحمزہ خارجی	
مہلب کی طلبی و توقیر		ربیعہ بن ابی عبدالرحمن اور ابوحمزہ میں مصالحت	
قطری کا قتل	۷۹۳	عبدالواحد کی عہد شکنی	۸۰۳
خوارج کا محاصرہ		مدینہ میں قتل عام	
شوذب کا خروج		ابوحمزہ کا قتل	
عمر بن عبدالعزیز اور خوارج	۷۹۴	طالب الحق کا قتل	
محمد بن جریر کی پسپائی	۷۹۶	ابن عطیہ کا قتل	
بہلول بن بشر بن شیبان		بلید بن جزملہ خارجی کا خروج	۸۰۴

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ملید بن جزملہ کا خاتمہ	۸۰۴	حمزہ بن مالک کا خروج	
خان بن مجالد کا خروج		لیثین خارجی کا خروج	۸۰۶
المنصور اور اہل موصل	۸۰۵	ولید بن ظریف کا خروج	
یوسف بن ابراہیم کا خروج		ولید بن ظریف کا قتل	

باب : ۱

امیر معاویہؓ بن ابی سفیان

۴۱ھ تا ۶۰ھ

بنو امیہ: قبیلہ قریش میں بنی عبد مناف کا ایک ایسا گروہ تھا جس کا کثرت نفوس اور شرافت میں قریش کا کوئی خاندان مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ عبد مناف کے دو بڑے نامور خاندان بنو امیہ اور بنو ہاشم تھے جن کا نسبی سلسلہ عبد مناف تک پہنچتا تھا اور اسی کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ قبیلہ قریش امیہ اور ہاشم کی امارت و سیاست کو تسلیم کرتا تھا۔ مگر امیہ بہ نسبت بنو ہاشم کے بلحاظ کثرت نفوس زیادہ تھے اور عزت کثرت ہی سے ہوتی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے: انما العزة الکاثر چنانچہ بنو امیہ کو قبل از اسلام ایک مشہور اعزاز حاصل تھا جو حرب امیہ تک پہنچا اور یہ ان کا حرب[1] الفجار میں سردار تھا۔

بنو امیہ اور بنو ہاشم: مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ ایک روز قریش گتھ گئے اور حرب' کعبہ پر تکیہ لگائے بیٹھا تھا' چند نو عمر لڑکے چلاتے ہوئے آئے: یا عم ادرک قومک یا عم ادرک قومک[2] حرب یہ سن کر اٹھا اور اپنے دامن سمیٹتا ہوا چلا جب ان لوگوں کے پاس پہنچا تو ایک اونچے مقام پر کھڑے ہو کر رومال کے اشارہ سے بلایا' فریقین اس کے پاس آئے' اس سے پہلے گھمسان کی لڑائی ہو چکی تھی وہ لڑائی سے رک گئے۔ پھر جب اسلام کا زمانہ آیا اور دفعۃً بوجہ نبوت و وحی' نزول ملائکہ و صدور خوارق عادات لوگوں کا کایا پلٹ ہوا کیا مسلمان اور کیا کافر سب نے نفسیت اور بے جا ضد کا خیال بھلا دیا مسلمانوں نے تو اس وجہ سے کہ اسلام نے امور جاہلیت سے ان کو روک دیا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:[3] ((ان اللہ اذھب عنکم عیبة الجاھلیة و فخرھا لنا لا و انتم بنو ادم و ادم من تراب)) باقی رہے مشرکین ان کو اس امر عظیم نے نفسانیت اور بے جا حمیت قومی سے غافل کر دیا اور ایک زمانہ تک وہ اس کو بھولے رہے اور اسی وجہ سے جبکہ بنو امیہ اور بنو ہاشم میں اسلام کے سبب

---

۱ حرب الفجار عرب کی ایک مشہور لڑائی ہے جو بازار عکاظ میں ہوئی تھی۔ اس میں انہوں نے بہت سے ممنوع امور کو جائز کر لیا تھا۔

۲ اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے' اے چچا اپنی قوم کی خبر لیجئے

۳ بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے جاہلیت کا افتخار آبائی اور اس کا فخر دور کر دیا ہے کیونکہ ہم اور تم آدم کے لڑکے ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔

سے نفاق پیدا ہوا (اور یہ نفاق بنو ہاشم کے متعدد قبائل میں پھیل جانے کی وجہ سے پیدا ہوا) تو کوئی فتنہ نہیں برپا ہوا کیونکہ اسلام نے عصبیت اور خودداری کو بالکل بھلا دیا تھا۔ یہاں تک کہ ہجرت ہوئی' جہاد شروع ہوا اور ان لوگوں نے سوائے فطری جوش و حمیت کے کہ جو کبھی انسان سے جدا نہیں ہو سکتا اور کچھ باقی نہ رہا اور یہ ایک جبلی امر ہے جو ہر انسان میں اپنے بھائی کی عزت اور اپنے ہمسایہ کے قتل کے ناروا اور اس پر ظلم ہونے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کو کوئی چیز کسی طرح سے دور نہیں کر سکتی اور یہ جذبہ خطرناک نہیں بلکہ یہی مطلوب ہے' جہاد میں اس سے نفع پہنچتا ہے اور دین کی طرف بلانے میں معین ہے' کیا آپ نے صفوان بن امیہ کا قول نہیں پڑھا؟ جب کہ جنگ حنین میں ابتداً مسلمانوں کو شکست ہوئی تھی (صفوان اس وقت تک مشرک تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام لانے کی مہلت دی تھی' اس کے بھائی نے اس سے کہا تھا: **الا بطل السحر الیوم**[1] اس نے جواب دیا: **اسکت فض اللّٰہ فاک لان یربنی رجل من قریش احب الی عن ان یربنی رجل من ھوازن**[2]۔

ابوسفیان: بنی عبد مناف کا شرف و اعزاز ہمیشہ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم میں محدود رہا لیکن ابوطالب کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہجرت کر آئے اور ایسا ہی حضرت حمزہؓ بعد ازاں حضرت عباس اور اکثر بنو عبد المطلب اور تقریباً کل بنو ہاشم مکہ چھوڑ کر مدینہ میں آ گئے۔ اس وقت تنہا بنی امیہ مکہ میں ریاست و اعزاز کی کرسی پر متمکن ہو گئے۔ مشائخین قریش نے بنو امیہ کو بدر میں اعزاز و افتخار کا تمغہ دیا' اس واقعہ میں عتبہ' ربیعہ' ولید' عقبہ بن ابی معیط وغیرہ سرداران بنی عبد شمس کے مارے جانے سے ابوسفیان کو بنی امیہ کی سرداری مستقلاً مل گئی اور قریش میں ان کو سربرآوردہ ہونے کا اعزاز حاصل ہو گیا' چنانچہ جنگ احد میں بنو امیہ ہی قریش کے سردار تھے اور نیز غزوۂ احزاب اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں بھی یہی سپہ سالار رہے' زمانہ فتح مکہ میں ابوسفیان کے اسلام لانے کے بعد عباسؓ بن عبد المطلب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (جیسا کہ مشہور ہے ابوسفیان اور حضرت عباسؓ میں دوستی تھی[3]) **یا رسول اللّٰہ ان ابا سفیان رجل یحب الفخر فاجعل له ذکراً**۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:[4] **((من دخل دار ابی سفیان فھو امن))** پھر فتح کے بعد آپ نے قریش سے فرمایا تم لوگ آزاد ہو جاؤ مسلمان ہو جاؤ۔

خلافت راشدہ اور بنو امیہ: اس کے بعد دور خلافت اول میں رؤسا قریش نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے اس امر کی شکایت کی کہ مہاجرین اولین کے برابر وہ نہیں سمجھے جاتے اور حضرت عمر بن خطابؓ کے ذریعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رؤسا قریش کو شریک شوریٰ نہ کرنے کی بھی شکایت ہے تو حضرت ابوبکرؓ صدیق نے عذر خواہی کر کے کہا اپنے بھائیوں کی طرح جہاد کرو' اسلام کو مخالفین کی ایذا رسانی سے مستغنی بناؤ۔ مرتدین عرب کی سرکوبی کرو جس سے اسلام اور مسلمانوں کی قوت میں

---

[1] آہا آج سحر باطل ہو گیا' مسلمانوں کی شکست سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا ہے۔
[2] چپ رہ تیرے منہ میں خاک یہ محبوب ہے کہ کوئی قریشی شخص میرا سردار ہو اس سے کہ ہوازن کا کوئی شخص میرا مربی ہو۔
[3] اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوسفیان ایسا شخص ہے جو فخر کو عزیز رکھتا ہے پس آپ اس کے لئے کوئی امتیاز مقرر فرمائیے۔
[4] جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے گا اس کو امن ہے۔

اضافہ ہو۔ مرتدین و کفار عرب کا استیصال کرو تا کہ تمہاری بھی ویسی ہی عزت کی جائے' چنانچہ آپ نے جنگ مرتدین پر ان کا لشکر مرتب کر کے روانہ کیا۔ پھر حضرت عمرؓ فاروق کا زمانہ آیا تو انہوں نے روم کی جنگ پر روانہ کیا۔ قریش کو شام پر فوج کشی کی ترغیب دی اور یزید بن ابی سفیان کو مامور فرمایا اور حضرت عثمانؓ بن عفان نے بعد حضرت فاروق کے ان کو بحال رکھا اس وجہ سے بنو امیہ کی ریاست و سرداری قریش پر زمانہ اسلام میں اس رعایت سے مل گئی جو فتح مکہ سے کچھ دنوں پہلے ان کو حاصل تھی۔ جس کا رنگ زمانہ نے نہ بدلا تھا' جس کے عہد کو لوگوں نے اس وقت نہ بھلایا تھا جس وقت بنو ہاشم امر نبوت میں مصروف تھے اور دنیا کو چھوڑ کر بعوض اس کے شرف قبولیت الٰہی حاصل کر رہے تھے۔ اس زمانہ میں لوگ برابر بنو امیہ کی سرداری کے معترف رہے مثلاً حنظلہ بن زیاد کاتب نے محمد بن ابی بکر سے یہ کہا تھا کہ اگر یہ کام (خلافت و امارت) اس شور و غل سے انجام کو پہنچ گیا تو تم پر بنو عبد مناف غالب آ جائیں گے۔

امام حسنؓ کی دست برداری: حضرت عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے بعد جب لوگوں نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی امارت کی مخالفت کی تو لشکر کا زیادہ حصہ بوجہ فضیلت صحبت و سابق الاسلام ہونے کے ان ہی کے ساتھ رہا مگر اکثر یہ لوگ قبائل ربیعہ و یمن وغیرہ کے تھے اور امیر معاویہؓ کا لشکر جو درحقیقت شام کا لشکر تھا۔ اس میں قریش و مضر بھرے ہوئے تھے۔ جو زمانہ فتح سے حدود شام میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پس ان کا قومی جوش اور حمیت و شوکت بڑھی ہوئی تھی۔ پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے ہوا خواہوں میں سے ایک گروہ علیحدہ ہو گیا جو خوارج کے نام سے موسوم ہوا اور آپ کو انہوں نے مصروف جنگ کر لیا۔ اس اثناء میں امیر معاویہ نے اکثر شہروں کو دبا لیا اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ امام حسنؓ بن علیؓ تخت خلافت پر بیٹھتے ہی خلافت سے دستبردار ہو گئے اور تمام مسلمانوں نے ۴۱ھ کے نصف میں امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کی' یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگ شان نبوت اور خوارق عادات کو بھلا کر قومی حمیت اور غلبہ پر آ رہے تھے اور غلبہ کل عرب اور مضر پر بنو امیہ کو حاصل تھا اور ان میں سب سے زیادہ عظیم الشان امیر معاویہؓ تھے۔ نہ انہوں نے خود خلافت کو تقسیم کیا اور نہ کوئی غیر شخص ان کا سہیم ہوا۔ جس سے ان کے قدم میدان حکومت میں جم گئے ان کی شان بڑھ گئی ان کی ریاست سرزمین مصر و شام میں مستحکم ہو گئی۔ بیس برس تک حکمرانی کی اور اس دریا دلی سے لوگوں کو اپنے انعامات سے مستفید کیا کہ اس زمانہ میں کوئی شخص ان کی قوم کا ان سے زیادہ فیاض نہ تھا۔ رؤسا عرب اور سرداران مضر کے ساتھ کریمانہ برتاؤ رکھتے تھے۔ ان کی سخت و نا ملائم باتوں کو برداشت کرتے' ان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے' ان کے تحمل و بردباری کی کوئی حد نہ تھی۔ یہی سبب تھا کہ ان کی حکومت و ریاست کو کسی قسم کی لغزش نہ ہوئی بلکہ بتدریج استقلال ہوتا گیا۔

امیر معاویہ اور عدی بن حاتم: مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عدی بن حاتم' امیر معاویہؓ کی صحبت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر معاویہؓ نے از راہ مذاق امیر المومنین حضرت علیؓ کی مصاحبت پر طنز کیا' عدی نے ترش رو ہو کر کہا ''واللہ! وہ قلوب جس سے ہم نے تم سے عداوت کی تھی' ہمارے سینوں میں ہیں اور بے شک وہ تلواریں جن سے ہم تم سے لڑے تھے ہمارے قبضہ میں ہیں اگر تم ایک بالشت بھی بدعہدی سے ہماری طرف بڑھو گے تو ہم برائی سے تمہاری طرف پانچ ہاتھ بڑھیں

گے اور بلاشبہ موت کا خوف اور حالت نزع کی تکلیف ہمارے لئے آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم حضرت علیؓ ابن ابی طالب کے حق میں کوئی کلمہ نالائم سنیں۔ اے معاویہؓ! تلور کی بو سے تلوار اٹھائی جاتی ہے''۔ امیر معاویہؓ نے یہ سن کر حاضرین سے خطاب کر کے کہا یہ باتیں نہایت صحیح ہیں' ان کو لکھ لو۔ پھر عدی کی طرف متوجہ ہوئے اور نہایت نرمی و ملاطفت سے گفتگو کرتے رہے اس کے علاوہ امیر معاویہؓ کے حلم و تواضع کی بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔

<u>عمال کی تقرری</u>: جس وقت عوام الناس میں امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلیفہ مان لئے گئے تو انہوں نے مختلف شہروں کی طرف عمال روانہ کئے' کوفہ کی گورنری مغیرہ بن شعبہ کو دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً کوفہ کی گورنری پر عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا تھا۔ مغیرہ یہ سن کر حاضر خدمت ہوئے' سمجھایا کہ مصر میں عمرو بن العاص ہے اور کوفہ میں ان کا لڑکا مقرر کیا گیا ہے۔ گویا آپ شیر کے دو دانتوں کے درمیان میں ہیں۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ کو معزول کر کے ان کی بجائے مغیرہ کو مامور کیا اس کی خبر عمرو بن العاص کو پہنچی تو انہوں نے امیر معاویہؓ سے عرض کی' تم نے ایسے شخص کو کوفہ کا حاکم بنایا ہے جو مال کو ہڑپ کر جائے گا اور تم اس سے کچھ وصول نہ کر سکو گے۔ مناسب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تم اس کے ساتھ مامور کرو' جس سے یہ خائف رہے' چنانچہ امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو نماز پڑھانے پر متعین کیا اور صیغہ مال کسی اور کے سپرد فرمایا اور قضا پر شریح مامور ہوئے۔ اسی زمانہ میں کثیر بن شہاب کو رے کی حکومت دی۔ بعد اس کے زیاد نے اس کو بحال رکھا اور دیلم پر فوج کشی کی اور اسی ۴۱ھ میں تمام الجماعت میں بصرہ پر بشر ابن ارطاۃ کو متعین کیا اور اس سے پیشتر زمانہ مصالحت امام حسنؓ و امیر معاویہؓ میں حمران بن ابان نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ بشر بن ارطاۃ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا' اثناء خطبہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی شان میں کلمات نالائم کہہ کر حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا ''میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم لوگ جو کچھ جانتے ہو بتلاؤ! اگر سچا ہوں تو میری تصدیق کرو' ورنہ تکذیب''۔ ابوبکرہ نے اٹھ کر کہا ''اللہ شاہد ہے کہ ہم تجھ کو سوائے جھوٹے ہونے کے اور کچھ نہیں جانتے''۔ بشر بن ارطاۃ نے طیش میں آ کر ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے اٹھ کر ابوبکرہ کا گلا دبایا' ابولولوۃ الضبی یہ ماجرا دیکھ کر درمیان میں جا پڑا اور بعد خرابی بسیار ابوبکرہ کو پنجۂ اجل سے چھڑایا۔

<u>زیاد بن ابی سفیان</u>: فارس پر (جو کہ مضافات و متعلقات بصرہ سے تھا) زیاد ابن پدر معاویہ (یعنی ابوسفیان) کو جو زمانہ خلافت حضرت امیر المومنین علیؓ سے مامور تھا' امیر معاویہؓ نے لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا مال ہو بھیج دو''۔ زیاد نے جواب لکھا ''میرے پاس اب کچھ باقی نہیں ہے' کسی قدر میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کیا ہے اور کچھ حصہ اس کا آئندہ ضرورتوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے اور جو کچھ اس سے زیادہ تھا اس کو میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا تھا''۔ اس پر امیر معاویہؓ نے زیاد کو حساب کتاب دیکھنے کی غرض سے طلب کیا مگر زیاد نے حاضری سے انکار کیا بشر بن ارطاۃ کو یہ خبر لگی انہوں نے اس کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ از ان جملہ عبدالرحمٰن' عبداللہ' عباد اللہ بڑے بڑے تھے اور یہ دھمکی دی کہ اگر تم امیر المومنین معاویہؓ کے پاس فوراً آ کر حاضر نہ ہوئے تو ہم تمہارے لڑکوں کو مار ڈالیں گے''۔ زیاد نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا تو بشر بن ارطاۃ اس کے لڑکوں کے قتل پر تل گئے۔ ابوبکرہ نے کہا (یہ زیاد کے مادری بھائی تھے) تو نے ان کو بغیر کسی جرم

کے گرفتار کر لیا ہے' حالانکہ امام حسنؓ ابن علیؓ نے امیر معاویہؓ سے مع ہمراہیان حضرت علیؓ کے جس حیثیت سے صلح کر لی ہے' تجھ کو انہیں نہ ان کے باپ کو گرفتار کرنے کا کوئی حق حاصل ہے''۔ بشر نے جواب دیا اچھا میں امیر معاویہؓ کے خط آنے تک کی مہلت دیتا ہوں' ابوبکرہ یہ سنتے ہی سوار ہو کر امیر معاویہؓ کے پاس گئے (یہ ان دنوں کوفہ میں تھے) کہا کہ ''لوگوں نے تمہارے ہاتھ پر لڑکوں کے قتل کرنے کی بیعت نہیں کی؟'' امیر معاویہؓ بولے ''معاملہ کیا ہے؟'' عرض کیا ''بشر زیاد کی اولاد کو بلاجرم قتل کیا چاہتا ہے''۔

امیر معاویہؓ نے اسی وقت ایک فرمان اولاد زیاد کے رہا کر دینے کا لکھ کر ابوبکرہ کو دیا۔ جس کو یہ اس وقت لے کر بشر کے پاس پہنچے جب کہ میعاد مقررہ ختم ہونے کو صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گیا تھا اور لوگ ابوبکرہ کے آنے اور اولاد زیاد اپنے قتل کی منتظر تھی' ابوبکرہ نے پہنچ کر فرمان دکھایا بشر بن ارطاۃ نے ان کو آزاد کر دیا۔

<u>ابن عامر</u>: کچھ عرصے بعد امیر معاویہؓ نے بشر بن ارطاۃ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے عتبہ بن ابی سفیان کو مامور کرنے کا قصد کیا۔ ابن عامر نے درخواست پیش کر دی کہ ''مجھے بصرہ کی حکومت مرحمت فرمایئے وہاں پر میرا بہت سا مال ہے اور صدہا امانتیں ہیں' اگر مجھے آپ وہاں نہ مامور فرمائیں گے تو وہ سب تلف ہو جائے گا''۔ امیر معاویہؓ نے درخواست منظور کر لی ساتھ ہی اس کے خراسان و بجستان کی بھی امارت بصرہ کے ساتھ ملحق کر کے ۴۱ھ میں ابن عامر کو بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ ابن عامر نے اپنی طرف سے قیس بن الہیثم السلمی کو خراسان کا والی بنایا۔ انہیں دنوں اہل بلخ[1] بادغیس' ہرات اور بوشنج نے عہد شکنی کی۔ قیس نے فوج کشی کی بلخ کا محاصرہ کیا' اہل بلخ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی۔ اطاعت قبول کرنے پر مصالحت ہو گئی۔ بعض کا بیان ہے کہ ربیع بن زیاد نے ۵۱ھ میں ان لوگوں سے مصالحت کی تھی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ الغرض قیس اہل بلخ سے مصالحت کر کے ابن عامر کے پاس چلے آئے۔ ابن عامر نے قیس کے کوڑے لگوائے' قید کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن حازم کو والی مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اہل ہرات' بادغیس اور بوشنج نے لڑائی سے تنگ ہو کر صلح کی درخواست کی' امان طلب کی۔ عبداللہ بن حازم نے فوراً منظور کر لی اور مصالحت کے بعد بہت سا مال و اسباب اونٹوں پر لدوا کر ابن عامر کے پاس بھیج دیا۔

<u>مروان بن الحکم کی بحالی</u>: اس کے بعد ۴۲ھ میں امیر معاویہؓ نے مدینہ کا مروان بن الحکم کو' مکہ کا خالد بن العاص بن ہشام کو والی مقرر کیا۔ مروان نے عہد قضا عبداللہ بن الحرث بن نوفل کے سپرد کیا۔ پھر (ماہ ربیع الاول) ۴۹ھ میں اپنی حکومت کے آٹھویں برس مروان گورنری مدینہ سے معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے (ربیع الثانی ۴۹ھ میں) سعید بن العاص مامور کیے گئے۔ انہوں نے اپنے عہد ولایت میں بجائے عبداللہ بن الحرث کے (ابوسلمہ)[2] ابن عبدالرحمٰن کو مدینہ منورہ کا قاضی

---

[1] بلخ وغیرہ عہد خلافت حضرت عثمانؓ میں فتح ہوا ہے۔ پھر خلافت اسلامیہ میں ردوبدل واقع ہوئے' اہل بلخ نے موقع پا کر بغاوت کی جس کے فرو کرنے کو قیس متعین کیے گئے۔ چنانچہ سر کرنے کے بعد اس مرتبہ پارسیوں کا آتش کدہ نو بہار عطاء بن صائب کے ہاتھوں مسمار کر دیا گیا جس کا بلحاظ شہرت و عظمت دنیا کے آتش کدوں میں چوتھا نمبر تھا (تاریخ مسعودی حالات بیوت النیران و کامل ابن اثیر ذکر ولایت قیس بن الہیثم)

[2] اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ چھوٹی ہوئی تھی لیکن چونکہ کامل ابن اثیر میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا ہوا تھا اس وجہ سے ہم نے بھی مابین خطوط ہلالی ابوسلمہ لکھ دیا۔ کامل ابن اثیر ذکر عزل مروان و ولایت سعید

مقرر کیا' پھر ۵۴ھ میں سعید گورنری مدینہ سے معزول کئے گئے اور مروان کو مدینہ کی گورنری پر بحال کیا گیا۔

زیاد کی اطاعت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ زیاد شہادت کے بعد امیر المومنین حضرت علیؓ کے فارس میں اقامت پذیر ہوا تھا اور امیر معاویہؓ کی طلبی پر نہیں آیا تھا۔ اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ کے پاس کچھ مال امانتاً رکھا تھا اور عبدالرحمٰن ابوبکرہ نے اس کو بصرہ کے قریب لاکر رکھا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر امیر معاویہؓ کو پہنچی' امیر کوفہ مغیرہ بن شعبہ کو لکھ بھیجا کہ اس کے مال پر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن طلب کئے گئے' مغیرہ نے عبدالرحمٰن سے کہا اگر چہ تمہارے باپ نے میرے ساتھ برائی کی تھی لیکن تمہارے چچا نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے' جاؤ میں تم سے کچھ معترض نہیں ہوتا۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو لوٹا دیا اور امیر معاویہؓ کے پاس ایک خط معذرت کا لکھ بھیجا۔ اس کے بعد خود حاضر ہو کر سمجھانے اور معذرت کرنے لگے' امیر معاویہ نے کہا ''جب سے فارس میں زیاد نے قیام کیا ہے اور میری طلبی پر نہیں آیا ہے اس وقت سے شب کو جب یہ خیال آتا ہے تو مجھے نیند نہیں آتی'' مغیرہ نے عرض کی زیاد کی حقیقت کیا ہے؟ امیر معاویہؓ بولے ''یہ نہ کہو وہ عرب کا ایک بڑا شخص ہے اس کے پاس فارس کا مال ہے۔ حیلہ سازی اور چالبازی میں اس کو بہت بڑا ملکہ حاصل ہے' ایسا نہ ہو کہ اہل بیت میں سے کسی کی وہ بیعت کر لے اور لڑائی پھر از سر نو چھڑ جائے'' مغیرہ نے زیاد کے حاضر کرنے کی اجازت چاہی' امیر معاویہؓ نے بخوشی اس کو قبول کر لیا۔ مغیرہ نے زیاد کے پاس پہنچ کر قیام کیا اور یہ بیان کیا کہ ''امیر معاویہؓ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ تو تم کو معلوم ہی ہے کہ امام حسنؓ بن علیؓ نے ان کی بیعت کر لی ہے حالانکہ یہی ایک شخص ایسے تھے کہ جو امیر معاویہؓ کی مخالفت کر سکتے تھے۔ پس میرے نزدیک تم اپنی فکر کر لو' اس سے پیشتر کہ امیر معاویہؓ کو تمہاری پروا باقی نہ رہے''۔ زیاد بولا ''تم مجھے کچھ رائے دو کیونکہ المستشار موتمن ایک مشہور قول ہے''۔ مغیرہ نے جواب دیا ''میرے نزدیک تم امیر معاویہؓ کے پاس چلے جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ تم اپنے کو ان کی ذات سے وابستہ کر کے واپس آ جاؤ''۔ زیاد نے اس کو قبول کر لیا' مغیرہ لوٹ کر امیر معاویہؓ کے پاس آئے اور کل حالات سے آگاہ کیا۔

امیر معاویہؓ نے امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ زیاد فارس سے امیر معاویہؓ کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ منجاب بن راشد الضبی' حارثہ بن بدر الغدانی بھی تھے' اثناء راہ میں عبداللہ بن حازم مع ایک گروہ کے ملے۔ جس کو ابن عامر نے زیاد کی گرفتاری پر مامور کیا تھا لیکن امیر معاویہؓ کا امان نامہ دیکھ کر خاموش ہو رہے۔ غرض زیاد امیر معاویہؓ کی خدمت میں باریاب ہوا۔ فارس کے مال کی بابت دریافت کیا' جواب دیا کہ اس قدر خرچ ہوا اور اس قدر امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیجا گیا۔ باقی اس قدر رہا' وہ بیت المال میں مسلمانوں کی آئندہ ضرورت کے لئے رکھا ہوا ہے۔ امیر معاویہؓ نے زیاد کے قول کو تسلیم کر کے موجودہ مال پر قبضہ کر لیا' بعض کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے زیاد کا بیان سن کر کہا تھا کہ ''اندیشہ ہے کہ تو مجھے فریب دیتا ہے لہٰذا تو مجھ سے صلح کر لے''۔ چنانچہ زیاد نے ایک لاکھ درہم پر مصالحت کر لی تھی اور اجازت حاصل کر کے کوفہ میں آ ٹھہرا' مغیرہ بن شعبہ زیاد کی کمال عزت واحترام کرتا تھا' پھر امیر معاویہؓ نے (بہ نظر دور اندیشی) مغیرہ کو لکھ بھیجا کہ زیاد' حجر بن عدی' سلیمان بن صرد' سیف بن ربعی' ابن الکوا اور ابن الحمق کو بالالتزام نماز جماعت میں شریک[1] کیا کرو۔ پس یہ لوگ

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو شریک جماعت کرنے کو اس وجہ سے لکھا تھا کہ یہ لوگ شیعان امیر المومنین حضرت علیؓ سے تھے ذکر قدوم زیاد علیؓ و معاویہؓ۔

مغیرہ کے ساتھ نماز جماعت میں شریک ہونے لگے۔

کابل کی فتح: ابن عامر نے ۴۳ھ میں اپنی طرف سے عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان کا والی مقرر کر روانہ کیا اور پولیس کی افسری عباد بن الحصین کو دی اور عمر بن عبیداللہ بن معمر جیسے اشراف کو ان کے ہمراہ کر دیا اس اطراف میں چونکہ بغاوت پھوٹ نکلی تھی عبدالرحمٰن و عباد فتح کرتے ہوئے داخل ہوئے اکثر شہروں کو فتح کر لیا رفتہ رفتہ کابل تک پہنچے مہینوں محاصرہ کئے رہے منجنیقیں نصب کیں سنگباری کرتے رہے۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں شہر پناہ کی فصیل کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ مشرکین اس کو بنا نہ سکے تمام رات عباد بن الحصین مع اپنی رکاب کی فوج کے پہرہ دیتے رہے۔ صبح ہوتے مشرکین نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے شہر پر بزور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ بعدازاں نسف کی طرف بڑھے اور اس پر بھی لڑ کر قبضہ کرتے ہوئے خشک پر جا پہنچے۔ اہل خشک نے مصالحت کر لی پھر مسلمانوں نے رخج پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا لڑائی ہوئی بالآخر اس کو بھی فتح کر لیا۔ اس سے فارغ ہو کر زابلستان کا رخ کیا (جس کو غزنی کہتے ہیں) چنانچہ اس کو اور اس کے مضافات کو بھی فتح کر کے کابل کی طرف لوٹے۔ کابل میں اس وقت بغاوت ہو چکی تھی۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے ان کی پر جوش بغاوت کو فرو کر کے دوبارہ فتح کیا۔

قیقان پر فوج کشی: ہند کی سرحد پر ابن عامر نے عبدالرحمٰن بن سوار عبدی کو مامور کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خود امیر معاویہؓ نے ان کو متعین فرمایا تھا۔ بہر کیف انہوں نے قیعان (قیقان) پر فوج کشی کی بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا اور خود ہی وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قیقانی گھوڑے نذر میں پیش کئے پھر رخصت ہو کر قیقان کی طرف گئے۔ اہل قیقان نے ترکوں سے مدد حاصل کر کے اپنی قوت سنبھال لی تھی۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ آخر الامر اسی لڑائی میں مارے گئے۔ یہ نہایت کریم اور بے حد سخی تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے زیادہ کوئی شخص اپنے لشکر میں آگ[1] نہ روشن کرتا تھا۔ ایک روز شب کے وقت آگ روشن دیکھ کر استفسار کیا' بتلایا گیا کہ ایک عورت کے لئے خبیص[2] بنایا جاتا ہے یہ سنتے ہی عبداللہ بن سوار نے حکم دے دیا کہ تین روز تک پورے لشکر کو خبیص پکا کر کھلایا جائے۔

ابن حازم: (اسی ۴۳ھ میں) ابن عامر نے قیس بن الہیثم کو اپنے فرائض منصبی سے غفلت اور سالانہ خراج کی عدم ادائیگی کے الزام پر گورنری خراسان سے معزول کر کے عبداللہ بن حاتم کو مامور کیا۔ لیکن یہ قیس سے ڈر کر واپس آ گئے۔ ابن عامر کو سرحد چھوڑ کر چلے آنے سے سخت برافروختگی ہوئی۔ اسی وقت ایک شخص کو قبیلہ لشکر سے اور بعض کہتے ہیں اسلم بن زرعہ کلابی کو متعین کیا (انتہی) بعد اس کے عبداللہ بن حازم کو گورنری دی اور بعض کا یہ بیان ہے کہ ابن حازم نے ابن عامر سے کہا تھا کہ قیس ایک کمزور طبیعت کا آدمی ہے۔ مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں خراسان میں بغاوت نہ ہو جائے اور قیس پسپا ہو کر نہ بھاگ آئے۔ مناسب یہ ہے کہ وہاں کی گورنری مجھے عنایت کیجئے۔ اگر وہ کسی وقت دشمنوں کی مقاومت و مقابلہ سے عاجز و

---

[1] عرب کا دستور تھا کہ جن میں فیاضی اور سخاوت ہوتی تھی وہ بغرض اظہار اپنے دروازہ پر آگ روشن کرتے تھے۔

[2] خبیص ایک قسم کا حلوہ ہوتا ہے۔

مجبور ہوگا تو میں اس کا قائم مقام ہو جاؤں گا۔ ابن عامر نے سندِ حکومت لکھ دی چنانچہ ابن حازم خراسان پہنچے اتفاق سے چند لوگ طخارستان کے جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ قیس نے ابن حازم سے مشورہ طلب کیا' ابن حازم نے رائے دی کہ آپ لڑائی کو اس وقت تک ٹالتے رہیے کہ لشکر مرتب و مجتمع ہو جائے اور ادھر ادھر سے جا کر مسلمانوں کو یکجا کیجئے۔ قیس یہ سن کر نکلے' تھوڑے ہی فاصلے پر گئے ہوں گے کہ ابن حازم نے ابن عامر کا فرمان نکال کر لشکریوں کو دکھلا کے افسر بن بیٹھے اور دشمنوں کے مقابلے پر صف آرائی کی اور ان کو مار کر بھگا دیا' اس کی خبر خراسان کے اور شہروں میں پہنچی۔ قیس کے ہمراہی بہت برہم ہوئے' ابن حازم پر فریب کا الزام لگایا۔ امیر معاویہؓ سے اس کی شکایت کی' امیر معاویہؓ نے بلا بھیجا۔ ابن حازم حاضر ہوئے اور معذرت کی' امیر معاویہؓ نے اس کو قبول کیا اور یہ کہا کہ کل لوگوں کے روبرو اس معذرت کو پیش کرنا۔ چنانچہ ابن حازم نے ایسا ہی کیا۔

۴۳ھ میں عمرو بن العاص کا مصر میں انتقال ہو گیا بجائے ان کے امیر معاویہؓ نے ان کے لڑکے عبداللہ بن عمرو بن العاص کو مامور کیا۔

<u>ابن عامر کی معزولی</u>: ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے ابن عامر کو معزول کر دیا چونکہ ان میں حلم کا مادہ زیادہ تھا۔ طبیعت نرم تھی۔ اس وجہ سے بصرے میں فتنہ وفساد شروع ہو گیا تھا۔ زیاد نے رائے دی کہ ''نیام سے تلوار کھینچ لو'' ابن عامر نے کہا ''میں اپنے نفس کو خراب کر کے لوگوں کی اصلاح نہ کروں گا''۔ یہ کہہ کر چند لوگوں کو بصرے سے بطور وفد کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اتفاق سے انہیں کے ساتھ کوفہ کا وفد بھی حاضر ہو گیا۔ جن میں ابن الکواء (یعنی عبداللہ بن ابی اوفی یشکری) بھی تھا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے عراق اور علی الخصوص بصرے کا حال دریافت کیا۔ ابن الکواء نے کہا ''امیر المؤمنین! اہل بصرہ کو ان کے کمینوں نے کھا لیا اور ان کو دبانے سے ان کا گورنر مجبور ہے' اس میں یہ قوت ہی نہیں کہ ان کی اصلاح کر سکے''۔ امیر معاویہؓ بولے ''تعجب ہے کہ تم یہ باتیں اہل بصرہ کے روبرو کہہ رہے ہو' ابن الکواء نے عرض کیا'' بے شک میرا یہ بیان نہایت صحیح و درست ہے''۔ جب اہل بصرہ کا وفد بصرے میں لوٹ کر آیا انہوں نے یہ واقعہ ابن عامر سے بیان کیا۔ ابن عامر نے برافروختہ ہو کر ابن الکواء کے مخالفین میں سے عبداللہ بن ابی یشکری یا طفیل بن عوف کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ یہ خبر ابن الکواء تک پہنچی تو اس نے ازراہ تمسخر کہا'' واللہ! یہ عداوت اچھی ہے کہ میری مخالفت کی وجہ سے ہمیشہ وہ یشکری ہی کو والی بنایا کرے''۔

اس واقعہ کے بعد معاویہ نے ابن عامر کو بلا بھیجا حاضر ہوئے' ایک مدت تک قیام پذیر رہے۔ رخصتی کے وقت امیر معاویہؓ نے کہا ''میں تم سے تین چیزیں مانگتا ہوں تم یہ کہہ دو کہ میں نے وہ تم کو دے دیں''۔ ابن عامر بولے ''اچھا میں نے دے دیں''۔ امیر معاویہؓ نے کہا (۱) تم گورنری سے دست کش ہو جاؤ شرط یہ کہ ناراض نہ ہو (۲) تم اپنا مال جو عرفہ میں ہے اور اپنا مکان جو مکہ میں ہے مجھے ہبہ کر دو (۳) رشتہ داری اور محبت ترک نہ کرنا''۔ ابن عامر نے کہا'' یہ سب میں نے منظور کر لیا' لیکن اے امیر المؤمنین! آپ بھی تین چیزیں جو میں آپ سے طلب کروں مرحمت فرمایئے''۔ امیر معاویہؓ نے کہا

''میں بخوشی اس کو منظور کرتا ہوں''۔ ابن عامر نے عرض کیا'' (۱) یہ کہ میرا مال جو آپ نے ضبط کر لیا ہے اس کو واپس کیجئے (۲) یہ کہ میرے کسی عامل سے کچھ حساب و کتاب نہ لیجئے اور نہ میری برائی کی جستجو کیجئے (۳) یہ کہ آپ اپنی لڑکی ہند سے میرا نکاح کر دیجئے''۔ امیر معاویہؓ نے کہا ''میں نے یہ سب منظور کر لیا'' اور بعض کا یہ بیان ہے کہ امیر معاویہؓ نے ابن عامر سے کہا تھا کہ ان امور میں سے جو چاہو اختیار کر لو ایک یہ کہ تم اپنے مفوضہ ملک پر جاؤ اور میں تم سے اس کا حساب و کتاب لوں۔ دوسرے یہ کہ تم اپنے عہدے سے دست کشی کر لو اور میں اس جگہ کا کوئی اور انتظام کر دوں۔ ابن عامر نے پچھلی بات اختیار کی۔ پس امیر معاویہؓ نے بجائے ان کے حرث بن عبداللہ ازدی کو بصرے کا والی مقرر کیا۔

زیاد کا نسب: سمیہ[1] مادر زیاد حرث بن کندہ طبیب کی لونڈی تھی جس زمانہ میں سمیہ حرث کے پاس تھی انہیں دنوں اس کے بطن سے ابوبکرہ پیدا ہوئے تھے۔ اس کے بعد حرث نے سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام سے کر دیا جس کے گھر میں زیاد پیدا ہوا۔ ابوسفیان زمانہ جاہلیت میں طائف گئے ہوئے تھے۔ واپسی کے وقت کسی طرح حسب رسم جاہلیت سمیہ کے ساتھ ہمبستر ہوئے۔ حمل رہ گیا اور اس سے یہ زیاد وجود میں آیا۔ اس وجہ سے یہ نسباً ابوسفیان کی طرف منسوب کیا گیا۔ چنانچہ ابوسفیان نے ایک موقع پر چھپے الفاظ میں اس کا اقرار کیا تھا۔ جب زیاد جوان ہوا اور اس سے ہونہار ہونے کے آثار نمایاں ہوئے تو ابوموسیٰ اشعری نے اپنے زمانہ حکومت میں بصرے میں اس کو میر منشی کا عہدہ دیا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ نے بھی ایک خدمت سپرد کی۔ جس کو زیاد نے نہایت کفایت شعاری اور امانت و دیانت سے انجام دیا اور حاضر ہو کر نہایت فصاحت و بلاغت سے جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا اس کو بیان کیا' عمرو بن العاصؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ زیاد کی برجستہ گوئی دیکھ کر بولے'' واللہ! اس لڑکے کا باپ اگر قریشی ہوتا تو تمام عرب کو ایک لکڑی سے ہانکتا'' ابوسفیان بولے (اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب قریب بیٹھے ہوئے تھے) '' واللہ! میں اس کے باپ کو جانتا ہوں''۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب نے کہا'' چپ رہو اگر حضرت عمر بن الخطاب سن لیں گے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا۔

حضرت علیؓ اور زیاد: جب حضرت علیؓ بن ابی طالب کا زمانہ خلافت آیا تو آپ نے اسے فارس کی حکومت سپرد کی۔ زیاد نے نہایت مستعدی سے انتظام کیا' امیر معاویہؓ نے تہدید کا خط لکھا اور اس کو ابوسفیان کا لڑکا ہونے سے انکار کیا۔ زیاد نے خط

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سمیہ مادر زیاد دہقان زندورد کسکر کی لونڈی تھی۔ ایک مرتبہ دہقان علیل ہوا۔ علاج کے لئے حرث بن کندہ ثقفی طبیب عرب بلایا گیا۔ اچھے ہونے کے بعد دہقان نے حرث بن کندہ کی خدمت میں بطور نذر سمیہ کو پیش کیا۔ پس اس سے ابوبکرہ پیدا ہوا بعد ازاں حرث نے رنگ دیکھ کر اس کی ابنیت سے انکار کر دیا کیونکہ لوگوں نے اس سے کہا تھا کہ تیری لونڈی آوارہ ہو گئی ہے' بہرکیف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ جو شخص چلا آئے گا وہ آزاد ہے اور اس کا آقا اللہ تعالیٰ اور رسول ہے تو ابوبکرہ طائف سے نکل کر حاضر خدمت ہوئے' اسلام لائے حرث نے یہ دیکھ کر نافع سے کہا' تو تو میرا لڑکا ہے ابوبکرہ کی طرح نہ کرنا پس اس وجہ سے نافع حرث کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے۔ حرث بن کندہ طبیب نے ولادت نافع سمیہ کا عقد اپنے ایک غلام رومی عبید نامی سے کر دیا اتفاق سے ابوسفیان اسی زمانہ میں طائف گئے تھے' یہ زمانہ ان کی جاہلیت کا تھا واپسی کے وقت ایک خمار کے پاس گئے جس نام ابومریم السلولی تھا اور اس سے کہا کہ مجھے ایک عورت کی خواہش ہے۔ اس نے دریافت کیا' کیا سمیہ کو تو پسند کر سکتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا اسی کو لاؤ گو اس کی ڈھلی ہوئی چھاتیاں اور نکلا ہوا پیٹ ہے۔ ابومریم نے لا کر پیش کیا ابوسفیان ہم بستر ہوئے نطفہ ٹھہر گیا بعد انقضاء مدت حمل لہ ؁ میں زیاد عبید کے گھر پیدا ہوا (ابن اثیر ذکر استلحاق معاویہ زیاد و عقید الفرید اخبار زیاد)

پڑھ کر لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس میں امیر معاویہؓ کی دھمکی سے تعجب ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ معاویہؓ مجھے ڈرانا چاہتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع مہاجرین وانصار کے ہیں' امیر المومنین حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو جب اس سے آگاہی ہوئی تو لکھ بھیجا میں نے تم کو والی مقرر کیا ہے اور میرے نزدیک تم اس کے سزاوار ہو اور ابوسفیان میں خباثت نفس اور ایک جہالت تھی جس کی میراث تم کو نہ ملنا چاہئے اور نہ تمہارا نسب اس سے ملحق ہونا مناسب ہے اور معاویہؓ انسان کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے آتا ہے۔ پس اس سے احتراز کرو پھر احتراز کرو۔ والسلام

امیر معاویہؓ اور زیاد میں مصالحت: امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب کے شہید ہونے کے بعد زیاد نے امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی۔ مصقلہ ابن ہبیرہ شیبانی نے امیر معاویہؓ سے سفارش کی کہ زیاد کو نسباً ابوسفیان کی طرف منسوب کر لو۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے تالیف قلوب کے خیال سے زیاد کو ابوسفیان کا بیٹا لکھنے لگے اور اس امر کے ثبوت کی غرض سے جو لوگ ابوسفیان وسمیہ کے تعلقات اور زیاد کی پیدائش سے واقف تھے' بلائے گئے اور ان سے شہادت لی گئی لیکن شیعان علی ابن ابی طالبؓ اس نسب سے انکار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کے ایک بھائی ابوبکرہ بھی منکر تھے۔ اس کے بعد زیاد نے کسی وقت ام المومنین حضرت عائشہؓ کو ایک خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا ''من زیاد بن ابی سفیان'' مقصود اس تحریر سے یہ تھا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی ابوسفیان کا لڑکا کہیں تا کہ ثبوت نسب میں کافی شہادت حاصل ہو جائے۔ مگر ام المومنین نے جواب میں یہ عنوان اختیار کیا ''من عائشہ ام المومنین الی ابنہا زیاد''۔

ابن عامر اور زیاد: عبداللہ بن عامر اور زیاد میں کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہوگئی۔ ایک روز عبداللہ بن عامر نے اپنے کسی مصاحب سے کہا کہ عبدالقیس بن سمیہ کون ہے جو میرے درپے ہے اور میرے عمال سے معترض ہوتا ہے' میں نے اس کی کوشش کی ہے کہ قریش اس بات کا اقرار کر لیں کہ ابوسفیان نے سمیہ کو دیکھا ہی نہیں۔ لوگوں نے اس کی خبر زیاد تک پہنچا دی اور زیاد نے امیر معاویہؓ تک۔ امیر معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بلا بھیجا۔ یزید اپنے ہمراہ لئے ہوئے آیا۔ امیر معاویہؓ ان کو دیکھ کر دربار سے اٹھے مکان میں گئے' بہت دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اثنائے کلام میں کہا کہ میں زیاد سے بوجہ کمزوری نہیں ملتا اور نہ اس کی عزت میں اپنی ذلت سے کرتا ہوں' اصل یہ ہے کہ میں نے جو حق اللہ سمجھا اس کو میں نے پورا کر دیا۔ ابن عامر یہ سن کر باہر آئے زیاد کو راضی کیا۔ اسی وجہ سے امیر معاویہؓ بھی راضی ہو گئے۔

امارت بصرہ پر زیاد کا تقرر: زیاد نے صلح کے بعد معاویہؓ اور استلحاق نسب' کوفہ میں قیام کیا تھا اور اس کی گورنری کا متمنی تھا۔ لیکن مغیرہ کو یہ شاق گزر رہا تھا۔ انہوں نے گھبرا کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں استعفاء پیش کیا۔ امیر معاویہؓ نے نامنظور کر دیا۔ بعد ازاں حرث بن عبداللہ ازدی کو گورنری بصرے سے معزول کر کے ۴۵ھ میں زیاد کو مقرر کیا اور ساتھ ہی اس کے خراسان اور سجستان کا صوبہ بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد سندھ و بحرین وعمان کے صوبجات بھی ملحق کر دیئے گئے۔ زیاد نے بصرہ میں پہنچ کر خطبہ دیا۔ جو خطبہ بتراء کے نام سے موسوم ومعروف ہوا (بتراء کے نام سے یہ خطبہ اس وجہ سے موسوم ہوا کہ زیاد نے حمد وثناء ترک کر دیا تھا) حاضرین کو فسق وفجور اور ہوا و نفس پرستی' ذلت وگمراہی اور حرام کاری سے

نہایت شدت کے ساتھ منع کیا اور بہت زور سے گناہوں کو ترک کرنے اور ائمہ کی اطاعت کی تاکید کی اور یہ کہا کہ میں تین امور کو نہایت پابندی سے بجالاؤں گا۔ ایک یہ کہ میں کسی حاجت مند سے نہ چھپوں گا۔ گو وہ میرے پاس شب کو آئے' دوسرے یہ کہ الزام سے کسی کا وظیفہ اور تنخواہ نہ موقوف کروں گا۔ تیسرے یہ کہ تم لوگوں میں آتش جنگ نہ مشتعل کروں گا۔ زیاد خطبہ سے فارغ ہوا تو عبداللہ بن الاہم نے کہا: اشهد انک اوتیت الحکمة و فصل الخطاب زیاد نے استہزاء سمجھ کر جواب دیا:

كذبت ذاك نبي الله داؤد

زیاد کا نظم ونسق: زیاد نے پولیس کی افسری عبداللہ بن حصین کو دی اور یہ ہدایت دی کہ لوگوں کو شب میں عشاء کے بعد نکلنے کی ممانعت کر دی جائے اور اس کی نسبت خطبہ میں بھی کہا تھا کہ جو شخص رات کو اپنے گھر سے نکلے گا اور وہ میرے سامنے پیش کیا جائے گا' میں اس کو قتل کر ڈالوں گا۔ چنانچہ اس پابندی کی غرض سے نماز عشاء میں سورۂ بقرہ پڑھوا تا تھا اور اس وقت تک انتظار کرتا کہ لوگ گھروں کو پہنچ جائیں بعد ازاں اس کے حکم سے پولیس کا افسر گشت کو نکلتا تھا جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا۔ سب سے پہلے جس نے احکام شاہی کا اس تشدد سے برتاؤ وعمل درآمد کیا وہ زیاد ہی تھا۔ اس نے محض بدگمانی پر لوگوں کو ماخوذ کیا' شک وشبہ پر سزائیں دیں اور اس درجہ سختی کا انتظام کیا کہ کمینہ اور راہزن اور اٹھائی گیرے ڈر کر بیٹھ رہے۔ لوگ بے فکری اور بے پروائی سے کھلے دروازے سونے لگے امن وامان اس حد تک پہنچ گیا کہ جہاں کہیں کسی کی کوئی چیز گر جاتی تھی تو اس کو کوئی اٹھاتا نہ تھا۔ وہیں پڑی رہتی تھی۔ یہاں تک کہ اس کا مالک آتا اور اٹھا کر لے جاتا۔ داد ودہش میں اس نے فراخ حوصلگی دکھائی۔ پولیس کی اس قدر زیادتی کی کہ چار ہزار تک ان کی تعداد پہنچ گئی' لوگوں نے مسافروں اور شاہراہوں کی درستی کے لئے کہا تو اس نے جواب دیا کہ جب تک شہر کی اصلاح اور اس کا انتظام نہ کر لوں گا' کسی طرف متوجہ نہ ہوں گا۔ چنانچہ شہر کے انتظام درست کرنے کے بعد اطراف وجوانب اور راستوں کی بھی اصلاح شروع کی اور انتظامی امور واصلاح وشوریٰ میں انس بن مالک' عبدالرحمٰن بن سمرہ' سمرہ بن جندب جیسے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ابتداء زیاد ہی نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ اس کے آگے آگے لوگ آلات حرب لے کر چلتے تھے۔ اس نے حفاظتی دستہ (فوج جاں نثاراں) مقرر کیا۔ پانچ سو آدمی کسی وقت دروازۂ مسجد سے نہ ہٹتے تھے۔

نافع کی معزولی: صوبہ خراسان کو چار حصوں پر تقسیم کیا۔ مرو پر امین بن احمد یشکری کو' نیشاپور پر خلید بن عبداللہ حنفی کو' مرو رود فاریاب' طالقان پر قیس بن الہیثم کو' ہرات اور بازغیس پوشنج پر نافع پر خالد الطاحی کو مامور کیا۔ پھر نافع اس وجہ سے معزول کر دیئے گئے کہ نافع نے خوان بادزہر (جس کو انہوں نے کہیں سے بطور غنیمت حاصل کیا تھا) جس کے پائے جواہرات کے تھے۔ زیاد کے پاس روانہ کیا' لیکن ایک پایہ اس کا نکال کر بجائے اس کے سونے کا لگا دیا۔ زیاد کو یہ معلوم ہو گیا اس الزام سے اس نے نافع کو معزول کر کے قید کر دیا اور ایک لاکھ جرمانہ کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ آٹھ لاکھ تاوان لئے۔ اس کے بعد از دمیں سے کسی کی سفارش کرنے سے نافع قید سے رہا کر دیئے گئے' بجائے اس کے حکم[1] بن عمرو الغفاری کو ہرات وغیرہ کی گورنری دی

---

[1] حکیم بن عبدالغفاری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ ان کا شمار صحابہ میں ہے زیاد کا حاجب ان کو غلطی سے بلا لے گیا تھا' اس نے حکم بن العاص کے بلانے کو بھیجا تھا۔ زیاد نے ان کو دیکھ کر کہا میں نے تمہارے مقرر کرنے کا قصد نہیں کیا تھا' لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقرری منظور کی' اب تم ہی خراسان کی طرف جاؤ (کامل ابن اثیر ذکر عمال زیاد)

اور صیغہ مال اسلمین زرعہ کلابی کے سپرد کیا۔ حکم نے طخارستان پر فوج کشی کی' بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۴۷ھ میں بغاوت کی وجہ سے جبال غور پر چڑھائی کی' بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سینکڑوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ پھر حکم نے اپنے مقبوضہ ملک میں ایک نہر کھدوائی اور جنگ جبال غور سے واپسی کے وقت مقام مرو میں انس بن ابی اناس بن ابین کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے۔ زیاد نے انس کی قائم مقامی منظور نہ کی۔ معزول کر کے پہلے خلید بن عبداللہ الحنفی کو اس کے انتظام کرنے کو لکھا پھر ربیع بن زیاد محاربی کو پچاس ہزار کی جمعیت سے لشکر بصرہ وکوفہ سے روانہ کیا۔

بیرونی مہمات: ابتداً مسلمانوں نے ۴۲ھ میں عہد خلافت امیر معاویہؓ میں بلاد روم پر فوج کشی کی اور رومیوں کو شکست فاش دی اور ایک گروہ بطریقوں کا معرکہ کارزار میں کام آیا اس کے بعد ۴۳ھ میں بسر بن ارطاۃ نے بلاد روم پر جہاد کیا اور وہیں موسم سرما میں رہے۔ واقدی کا بیان ہے کہ بسر بن ارطاۃ لڑتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ گئے تھے' بعدازاں عبدالرحمٰن بن خالد (یہ حمص کے والی تھے) جہاد کرتے ہوئے بلاد روم میں داخل ہوئے۔ موسم سرما وہیں گزارا اور بسر نے اس سنہ[1] میں براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا۔ پھر ۴۶ھ میں عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید دوبارہ بلاد روم پر حملہ آور ہوئے۔ موسم سرما کے دوران وہیں رہے اور عبدالرحمٰن بن سمیعی انطاکیہ میں پھر ۴۶ھ میں اسلامی فوجیں بلاد روم میں داخل ہوئیں۔ عبدالرحمٰن بن خالد نے انطاکیہ پر' عبداللہ بن قیس فزاری صائفہ پر' مالک بن ہبیرہ یشکری اور عقبہ بن عامر الجہنی اہل مصر و اہل مدینہ کے ساتھ براہ دریا رومیوں پر حملہ آور ہوئے اس کے بعد ۴۹ھ میں مالک بن ہبیرہ نے پھر بلاد روم پر جہاد کیا۔ موسم سرما وہیں گزارا اور عبداللہ بن کریز الجبلی صائفہ کی طرف بڑھے اور یزید بن شمرہ الرہادی نے اسی سنہ میں اہل شام کو لے کر براہ دریا روم پر حملہ کیا اور اہل مصر کو ہمراہ لے کر عقبہ بن نافع نے بھی ایسا ہی کیا۔

قسطنطنیہ پر فوج کشی: پھر امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں ایک بہت بڑا لشکر بسرافسری سفیان بن عوف بلاد روم کی طرف روانہ کیا اور اپنے لڑکے یزید کو بھی ان کے ہمراہ جانے کا حکم دیا' لیکن یزید نے جانا پسند نہ کیا اور معذرت کی' اس پر امیر معاویہؓ نے اس کی روانگی ملتوی کر دی۔ اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب کا سامنا ہوا غلہ کی کمی' مرض کی زیادتی سے بہت لوگ مر گئے' یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بے ساختہ اشعار ذیل پڑھنے لگا۔

ما ان ابالی بما لاقت ما جموعهم
بالفرقدونة من حمی و من شوم
اذا تکات علی الانماط مرتفعاً
بدیر مران عندی ام کلثوم[2]

''مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ ان کے لشکر کو فرقدونہ میں سختی اور بدکلامی کا سامنا ہوا جبکہ میں نے بلند ہو کر

[1] ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۴۳ھ کے واقعات کے ذیل میں لکھا ہے۔
[2] ام کلثوم عبداللہ بن عامر کی لڑکی اور یزید کی بیوی تھی۔

رنگ برنگ قالینوں پر تکیہ لگایا' دیر مردان میں اور میرے پاس ام کلثوم ہے''۔

امیر معاویہؓ کے کانوں تک ان اشعار کی آواز پہنچی یزید کے بھیجنے کی قسم کھالی۔ چنانچہ یزید کو ایک جمعیت کثیرہ کے ساتھ جس میں ابن عباسؓ ابن عامر' ابن زبیر' ابوایوب انصار رضی اللہ عنہم بھی تھے روانہ کیا۔ ان لوگوں نے میدان جنگ میں پہنچ کر نہایت تیزی اور سختی سے لڑائی شروع کی۔ لڑتے بھڑتے قسطنطنیہ تک پہنچے۔ رومیوں نے قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے معرکہ آرائی کی۔ انہیں معرکوں میں حضرت ابوایوب انصاریؓ شہید ہو گئے اور قسطنطنیہ کی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے دفن کر دیئے گئے۔ یزید اور شامی فوجیں شام کو لوٹ آئیں۔ پھر فضالہ بن عبید نے ۵۱ھ میں ایام سرما میں بلاد روم پر حملہ کیا اور بشر بن ارطاۃ نے صائفہ پر۔

امارت کوفہ پر زیاد کا تقرر: مغیرہ بن شعبہ گورنر کوفہ کا ۵۰ھ میں بعارضہ طاعون اور بعض روایت کرتے ہیں کہ ۴۹ھ میں اور ایک روایت کے اعتبار سے ۵۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ امیر معاویہؓ نے اس صوبہ کو بھی زیاد کے سپرد کر دیا۔ پس زیاد بصرہ میں سمرہ بن جندب کو اپنا نائب مقرر کر کے کوفہ پہنچا اور جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اثنائے خطبہ میں حاضرین نے اس پر کنکریاں پھینکیں' زیاد نے منبر سے اتر کر کرسی منگوائی اور مسجد کے دروازے پر رکھ کر بیٹھا۔ اس کے ہمراہیوں نے مسجد کے دروازوں کو گھیر لیا اس کے بعد لوگ پیش کیے جانے لگے جو شخص کنکریوں کے نہ پھینکنے کی قسم کھاتا تھا' چھوڑ دیا جاتا تھا ورنہ قید کر لیا جاتا تھا' تقریباً اسی آدمی قید کیے گئے۔ پھر اوفی بن حصین کی شکایت اس کے کان تک پہنچی' اس نے گرفتاری کا حکم دیا۔ اوفی بن حصین بھاگ کھڑے ہوئے' کچھ عرصہ بعد گرفتار ہو کر پیش کیے گئے زیاد نے ان کو قتل کر ڈالا۔ ایک روز عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے عمرو بن الحمق کی چغلی کی کہ اس کے پاس شیعان علیؓ کا مجمع ہوتا ہے۔ زیاد نے عمرو بن الحمق کو اس مجمع کرنے سے منع کیا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا ''میں کسی کا خون کو مباح نہ کروں گا جب تک وہ مجھ سے مخالفت نہ کرے گا''۔

سمرہ بن جندب جس کو بصرہ میں اس نے اپنا نائب بنایا تھا اس کی غیر حاضری میں خون ریزی پر کمربستہ ہو گیا' بے شمار عورتوں کو بیوہ اور لڑکوں کو یتیم کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی اس کے ظلم کے ہاتھ موت کے گھاٹ اتارے گئے' زیاد کو سمرہ کا یہ ظلم و ستم ناگوار گزرا مگر کوئی سزا نہ دی۔

قیروان کی تعمیر: عمرو بن العاص عامل مصر نے اپنی وفات سے پیشتر عقبہ بن عامر بن عبد قیس کو افریقہ کا والی مقرر کیا تھا۔ یہ ان کے خالہ زاد بھائی تھے۔ چنانچہ عقبہ لواتہ و مراتہ تک فتح کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ اہل افریقہ نے اطاعت قبول کر لی۔ پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے عہد شکنی کی' عقبہ نے دوبارہ فوج کشی کی' سینکڑوں کو قتل اور ہزاروں کو قید کر لیا اس کے بعد ۴۲ھ میں غدامس اور آئندہ سنہ میں ودان اور سودان کے ایک دو مقام کو بزور تیغ فتح کیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد جب یہ پھر باغی ہو گئے تو امیر معاویہؓ نے ۵۰ھ میں دس ہزار کی جمعیت سے ان کو افریقہ کی طرف روانہ کیا اور پیچھے سے مسلمانان بربر کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا۔ جس سے عقبہ کی فوجی طاقت بڑھ گئی۔ افریقہ پہنچ کر عقبہ نے مارشل لاء جاری کر دیا۔ چاروں طرف کشت و خون کا بازار گرم کر دیا۔ اس وجہ سے کہ اہل افریقہ نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا تھا کہ جب اسلامی لشکر ان کی سرکوبی کو آجاتا فوراً

مطیع ہو جاتے اور جہاں وہ کوچ کر جاتا باغی و خود مختار ہو جاتے تھے۔ اس کامیابی کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اسلامی لشکر کے لئے کوئی کیمپ بنایا جائے تا کہ اہل افریقہ کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی سے نجات ملے اور عساکر اسلامی اہل افریقہ کے شرو فساد سے محفوظ و مامون رہیں۔ چنانچہ مقام قیروان کو منتخب کر کے خس و خاشاک سے صاف کیا' اونچی نیچی زمین کو ہموار بنایا۔ جامع مسجد بنوائی' لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات تیار کرائے ہر قبیلہ کی علیحدہ علیحدہ مسجدیں بنائی گئیں' جامع مسجد کا طول تین ہزار ذراع[1] اور عرض چھ سو ذراع کا تھا۔ پانچ برس میں اس شہر کی تعمیر پوری ہوئی اثناء تعمیر میں برابر جہاد کرتے رہے اور متواتر سریا بھیجتے رہے۔

انہیں ایام میں اکثر بربر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جس سے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی دین کو قوت حاصل ہو گئی۔ اسلامی لشکر کے بازو مضبوط ہو گئے جو قیروان میں مقیم تھا۔ ان واقعات کے بعد امیر معاویہؓ نے مصر و افریقہ کی حکومت مسلمہ بن مخلد انصاری کے قبضہ میں دی' انہوں نے اپنی طرف سے افریقہ پر اپنے ایک غلام ابوالمہاجر نامی کو مامور کیا۔ اس نے افریقہ میں پہنچ کر بہت بری طرح سے عقبہ کی معزولی کو ظاہر کیا جس سے عقبہ کی بے حد سبکی ہوئی۔ عقبہ بیچارے افریقہ کو خیر باد کہہ کر شام میں امیر معاویہؓ کے پاس چلے آئے اور ابوالمہاجر کی شکایت کی۔ امیر معاویہؓ نے معذرت کی اور افریقہ کی حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کی نوبت نہ آئی امروز فردا میں امیر معاویہؓ کا دور خلافت تمام ہو گیا۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں اپنے زمانہ حکومت میں عقبہ کو افریقہ کی گورنری دی' واقدی نے لکھا ہے کہ عقبہ ۴۶ھ میں افریقہ کے والی ہوئے اور اسی زمانہ میں قیروان کو آباد کیا۔ پھر یزید نے ۶۲ھ میں ابوالمہاجر کو بھیج کر عقبہ کو ولایت افریقہ سے معزول کیا۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کے ساتھ اس درجہ سختی کا برتاؤ کیا کہ اس ناکردہ گناہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یزید کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ابوالمہاجر کو عقبہ کے رہا کر دینے اور شام بھیج دینے کو لکھا۔ جب عقبہ افریقہ سے واپس ہو کر شام آئے تو یزید نے دوبارہ ان کو والی افریقہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ پس انہوں نے بھی ابوالمہاجر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ یہاں تک کہ اہل بربر سے کسلہ شاہ برانس نے فوج کشی ان سب کو قتل کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

حجر بن عدی: مغیرہ بن شعبہ نے یہ عادت اختیار کر لی تھی کہ اپنے زمانہ گورنری میں اکثر مجالس اور خطبوں میں امیر المومنین حضرت علیؓ پر اعتراضات اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ حجر بن عدی کو یہ امر شاق گزرتا تھا۔ بسا اوقات کھڑے ہو کر یہ کہہ اٹھتے تھے ''اللہ تعالیٰ تم سے سمجھے تمہاری ہی ذات سے یہ سب کچھ ہوا' میں شہادت دیتا ہوں کہ جس کی تم مذمت کر رہے ہو وہ افضلیت کا مستحق ہے اور جس کی تم بڑائی بیان کرتے ہو وہ مذمت کا مستحق ہے''۔ مغیرہ یہ جواب دیتے ''اے حجر! سلطان کے غضب سے ڈر' کیونکہ تجھ ایسوں کو وہ ہلاک کر ڈالتا ہے''۔ حجر و مغیرہ میں اس قسم کی نوک جھونک کی باتیں اکثر ہوتی تھیں' اتفاق سے مغیرہ اپنے آخری زمانہ حکومت میں حسب عادت قدیم منبر پر کھڑے ہوئے وہی کلمات کہہ رہے تھے' حجر نے اس طرح ڈانٹ کر کہا کل مسجد والوں نے سنا ''اے شخص! ہمارے روزینے دے دے تو نے اس کو کیوں روک رکھا ہے' اس سے تجھ کو کچھ فائدہ نہ ہو گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے امیر المومنین کی سختی سے مذمت کرتے ہوئے

---

[1] ذراع اس مقدار کو کہتے ہیں جو دونوں ہاتھوں کے پھیلانے سے پیدا ہوتا ہے گویا اس حساب سے پانچ ہاتھ ہوتا ہے۔

صبح کی' لوگوں نے بھی چاروں طرف سے چلا کر کہا" یہ سچ کہتا ہے ہمارے روزینے دے دے' تو جس خیال میں ہے اس سے ہم کو کچھ نفع نہیں"۔ مغیرہ یہ رنگ دیکھ کر مسجد سے نکل کر دارالامارت میں آئے مصاحبوں نے حجر کی سخت کلامی و بے باکی اور مغیرہ کے حلم و برداشت پر نفرین کر کے کہا" اگر تم حجر سے درگزر کرو گے تو دلوں سے خوف اٹھ جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ امیر المؤمنین معاویہؓ کے عتاب میں تم گرفتار ہو جاؤ گے" مغیرہ نے جواب دیا" میرا زمانۂ وفات قریب آ گیا ہے میں کسی کو قتل نہ کروں گا' اگر حجر کی یہی عادت رہی تو جو شخص میرے بعد آئے گا وہ اس سے سمجھ لے گا"۔

<u>حجر بن عدی اور زیاد</u>: الغرض مغیرہ کچھ عرصہ بعد مر گئے اور ان کی جگہ زیاد گورنر ہو کر کوفہ آیا۔ اثناء خطبہ میں امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کی تعریف بیان کی اور ان کے قاتلین پر لعن کیا۔ حجر نے حسب عادت قدیم جو کہتے تھے کہا۔ زیاد خاموش ہو گیا اور بجائے اپنے عمرو بن حریث کو مقرر کر کے واپس بصرہ آیا' کچھ عرصہ بعد یہ خبر پہنچی کہ حجر کے پاس شیعانِ علیؓ کا مجمع ہوتا ہے اور وہ لوگ علانیہ امیر معاویہؓ پر لعن وطعن کرتے ہیں اور نیز ان لوگوں نے عمرو بن حریث کو کنکریاں ماری ہیں۔ زیاد یہ سنتے ہی کوفہ کو روانہ ہوا۔ مسجد میں پہنچ کر خطبہ دیا حجر بھی موجود تھے۔ زیاد نے نہایت سختی سے ان کو مخاطب کر کے کہا: لست بشئیءٍ ان لم امنع الکوفة من حجر و اودعه نکالا لمن بعدهٗ اس کے بعد حجر کو بلایا' حجر نے انکار کیا۔ زیاد نے شداد بن الہیثم ہلالی افسر پولیس کو اشارہ کیا کہ حجر کو پکڑ لاؤ' حجر اور ان کے ہم نشینوں نے گالیاں دیں زیاد اس وقت تو خاموش ہو گیا۔ اگلے دن اہل کوفہ کو جمع کر کے دھمکایا ڈرایا۔ لوگوں نے حجر سے علیحدگی و برائت ظاہر کی۔ زیاد نے کہا یوں نہیں' تم لوگوں کے جو اعزہ و اقارب حجر کے پاس جمع ہوں' ان کو تم لوگ بلا لو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ حجر کے پاس سوائے اس کی قوم کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ اس وقت زیاد نے شداد بن الہیثم کو حکم دیا کہ حجر کے پاس جاؤ اور اس کو طوعاً وکرہاً جس طرح ممکن ہو حاضر کر لاؤ' شداد گیا۔ حجر نے انکار کیا۔ بحث بڑھی حجر نے تلوار چلائی۔ ابو العمرطہ کندی نے حجر سے کہا" تمہاری حمایت کو سوائے میری تلوار کے اور کوئی تلوار نہیں ہے اور میری تلوار تم کو ان لوگوں سے نہ بچا سکے گی۔ بہتر ہے کہ تم کندہ میں جا کر پناہ گزیں ہو جاؤ"۔ لیکن شداد کے ہمراہیوں نے حجر کو کندہ کی طرف جانے نہ دیا' زیاد حجر کا انتظار کر رہا تھا اور حجر کو زیاد کے طرف دار گھیرے ہوئے لڑ رہے تھے۔

<u>ابن عدی کی گرفتاری</u>: ان میں سے ایک شخص نے عمرو بن الحمق پر وار کیا' عمرو بن الحمق چوٹ کھا کر گرا اور پھر سنبھل کر ازد میں جا چھپا اور حجر ابواب کندہ سے نکل کر سوار ہوا اور اس کے ہمراہ ابو العمرطہ بھی تھا۔ بہزار خرابی جان بچا کر اپنی قوم کے محلے میں جا چھپا۔ اکثر لوگ آ کر جمع ہو گئے لیکن قبیلہ کندہ سے جو اس مجمع میں شریک ہوئے وہ نہایت کم تھے۔ اس کے بعد زیاد نے مذحج اور ہمدان کو حجر اور اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرانے کے لئے روانہ کیا۔ حجر کو یہ معلوم ہوا تو وہ اپنے مکان سے نکل کر نخع میں جا پہنچا اور برادر اشتر کے مکان میں پناہ گزیں ہوا۔ پھر یہ خبر پا کر کہ پولیس نخع میں متلاشی ہے نخع سے نکل کر ازد پہنچا اور ربیعہ بن ناجد کے مکان پر جا چھپا۔ لوگ ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ حجر نے گھبرا کر محمد بن اشعث کے پاس کہلا بھیجا کہ زیاد سے میرے لئے امان لے لو کہ میں امیر معاویہؓ کی خدمت میں بھیج دیا جاؤں۔ چنانچہ محمد بن اشعث مع جریر بن عبداللہ و حجر

بن زید وعبداللہ بن الحرث برادر اشتر کے حاضر ہوئے اور حجر کے امان کی درخواست کی۔ زیاد نے منظور کرلیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حجر کو لاکر پیش کیا۔ زیاد نے بجائے امان دینے کے اس کو قید کرکے اس کے ہمراہیوں کی جستجو شروع کردی' عمر بن الحمق مع زداعہ بن شداد کے موصل کی طرف بھاگ گیا اور ایک پہاڑ میں جا کر چھپ رہا۔ ان دونوں کا مقدمہ عامل موصل (عبدالرحمٰن عثمان ثقفی ہمشیرزادہ امیر معاویہ معروف بہ ابن الحکم) کے پاس بھیج دیا گیا۔ عبدالرحمٰن ان کی تلاش میں نکلا زداعہ ہاتھ نہ آیا لیکن عمرو بن الحمق کو گرفتار کرکے امیر معاویہؓ کو اطلاع دی۔ امیر معاویہؓ نے لکھا کہ چونکہ اس نے امیر المؤمنین عثمانؓ کو سات نیزے مارے تھے پس اسی قدر نیزے اس کو بھی مارے جائیں۔ غرض اول یا دوسرے نیزہ میں عمرو بن الحمق مرگیا۔ پھر زیاد نے ہمراہیان حجر کی جستجو نہایت سرگرمی سے شروع کردی۔ چنانچہ قبیصہ بن ضبعہ عبسی امان حاصل کرکے حاضر ہوا۔ زیاد نے اس کو بھی قید کردیا اور قیس بن عباد الشبلی اپنی قوم کے ایک شخص کے ہمراہ آیا۔ زیاد نے اس سے امیر المؤمنین حضرت علیؓ کی بابت دریافت کیا۔ قیس نے تعریف وتوصیف کی زیاد نے اس کو پٹوا کر قید کردیا۔ (قیس بن عباد اس وقت تک زندہ رہا کہ ابن الاشعث کے ہمراہ ہوکر لڑا ہے۔ پھر کوفہ میں آیا لوگوں نے اس کی خبر حجاج سے کردی۔ حجاج نے گرفتار کرکے قتل کردیا) اس کے بعد زیاد نے عبداللہ بن خلیفۃ الطائی کو بلا بھیجا۔ یہ بھی حجر کے ہمراہیوں میں سے تھا عبداللہ چھپ گیا۔ زیاد نے اس کی گرفتاری پر پولیس کو متعین کیا۔ عبداللہ بن بہن پولیس کو آتے دیکھ کر الفرار الفرار چلا اٹھی عبداللہ روپوش ہوگیا۔

<u>عدی بن حاتم کی گرفتاری اور رہائی</u>: زیاد نے عدی بن حاتم کو جو مسجد میں تھے' گرفتار کرلیا اور یہ دباؤ ڈالا کہ عبداللہ بن خلیفہ کو حاضر کردیا اس کا پتہ بتلاؤ۔ عدی بن حاتم نے جواب دیا کہ میں اپنے چچا کے لڑکے کو حاضر کروں کہ تو اس کو قتل کر ڈالے' واللہ! اگر وہ میرے قدموں کے نیچے ہوتا تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا۔ زیاد نے جھلا کر ان کو بھی قید کردیا لوگوں کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی' آپس میں صلاح ومشورہ کرکے زیاد کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تو یہ فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سردار طے کے ساتھ کرتا ہے؟ زیاد نے عوام کی ناراضی کے پیش نظر یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اچھا میں عدی کو چھوڑے دیتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ یہ اپنے چچا زاد بھائی کو کوفہ سے نکال دے۔ چنانچہ عدی قید سے آزاد کردیئے گئے اور اپنے بھائی عبداللہ کو جبال طے کی طرف چلے جانے کی رائے دی۔ پس عبداللہ تا زمانہ انتقال وہیں مقیم رہے۔ پھر حجر کے ہمراہیوں میں سے کریم بن عفیف خثعمی پیش کیے گئے۔

<u>حجر بن عدی کا مقدمہ</u>: قصہ مختصر جب زیاد نے رفتہ رفتہ حجر کے ہمراہیوں میں سے بارہ آدمیوں کو قید کرلیا۔ تو سرداران ارباع عمرو بن حریث (یہ ربع مدینہ پر تھے) خالد بن عرفطہ (یہ ربع تمیم وہمدان پر تھے) قیس بن الولید (یہ ربع ربیعہ وکندہ پر تھے) ابو بردہ بن ابی موسیٰ (یہ ربع مذحج واسد پر تھے) کو بلایا اور ہمراہیان حجر وحجر کا مقدمہ پیش کیا۔ ان لوگوں نے شہادت دی کہ حجر نے لشکر جمع کیا اور امیر المؤمنین معاویہؓ کو گالیاں دیں۔ لوگوں کو ان کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا اور یہ زعم کیا کہ خلافت آل ابی طالب میں ہونا چاہئے۔ نیز شہر میں بلوہ کرکے امیر المؤمنین کے گورنر کو نکال دیا اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کی ہوا خواہی اور محبت ظاہر کرتے ہوئے ان کے مخالفین سے تبرا کیا اور یہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس کے لشکر کے سردار اور مشیر

ہیں۔ زیاد نے ان شہادتوں کے لینے کے بعد اور شہادتیں طلب کیں' چنانچہ اسحق و موسیٰ پسران طلحہ بن عبیداللہ' منذر بن الزبیر' عمارح بن عقبہ بن ابی معیط' عمر بن سعد بن ابی وقاص وغیرہ نے شہادتیں دیں۔ ان ہی شاہدوں میں شریح بن الحرث وشریح ابن ہانی کے نام بھی تھے۔ زیاد نے ایک عرضداشت میں ان گواہوں کے نام لکھے اور وائل بن حجر الحضرمی وکثیر بن شہاب کو بلا کر حجر اور اس کے ہمراہیوں کو مع عرضداشت کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں لے جانے کے لئے سپرد کیا۔ حجر بن عدی کے ہمراہیوں کے نام یہ تھے: (ارقم بن عبداللہ کندی' شریک بن شداد حضرمی' صیفی بن فضیل شیبانی' قبیصہ بن ضبیعہ عبسی' کریم بن عفیف خثعمی' عاصم بن عوف البجلی' ورقا بن سمح البجلی' کرام بن حبان الغزی' عبدالرحمٰن بن حسان الغزی' محرز بن شہاب تمیمی اور عبداللہ بن حوتیہ السعدی)۔

شریح بن ہانی کی گواہی: پھر زیاد نے ان گیارہ آدمیوں کے بعد سعد بن بکر سے عتبہ بن الاخنس اور سعد بن غوات ہمدانی کو گرفتار کرا کے امیر معاویہؓ کے پاس روانہ کیا' تھوڑی مسافت طے کی ہو گی کہ شریح بن ہانی آ پہنچے اور ایک بند لفافے میں امیر معاویہؓ کے نام کا ایک وائل بن حجر کو دے کر واپس آئے' جس وقت یہ لوگ مرج عذرا (قریب دمشق) پہنچے' وائل وکثیر نے آگے بڑھ کر امیر معاویہؓ سے ملاقات کی' واقعات بتلائے اور شریح کا خط دیا' امیر معاویہؓ نے کھولا' لکھا ہوا تھا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زیاد نے میری شہادت حجر کے مقدمے میں لکھ دی ہے' میں گواہی دیتا ہوں کہ حجر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز پڑھتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں' عمرہ وحج ہمیشہ کرتے ہیں' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور خون حرام و مال حرام سے احتراز کرتے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو ان کو قتل کر ڈالیں اور اگر مناسب سمجھیں تو رہا کر دیں۔ امیر معاویہؓ نے خط پڑھ کر وائل سے خطاب کر کے فرمایا ''میں یہ کیا دیکھتا ہوں اس نے (یعنی شریح بن ہانی) نے اپنے کو شہادت سے علیحدہ کیا ہے؟'' وائل نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو مرج عذراء میں قید کر دیا۔ اس عرصہ میں عتبہ بن الاخنس وسعد بن غوات بھی پابہ زنجیر آ پہنچے۔ عامر بن الاسود العجلی نے امیر معاویہؓ کو اس سے مطلع کیا' یزید بن اسد البجلی نے عاصم ورقاء (اپنے عم زادوں) کی سفارش کی اور اس سے پیشتر جریر بن عبداللہ البجلی نے ان دونوں آدمیوں کی جرأت و بے جرمی کا لکھ بھیجا تھا۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے عاصم ورقاء کو رہا کر دیا اور وائل بن حجر نے ارقم کو اور ابوالاعور السلمی نے عتبہ بن الاخنس کو اور حبیب بن مسلمہ نے عبداللہ بن حوبہ کو سفارش کر کے آزاد کرایا۔ ان کی دیکھا دیکھی مالک بن ہبیرہ سکونی نے اٹھ کر عرض کیا میرے ابن عم حجر کو بھی میری سفارش سے رہا کر دیجئے۔ امیر معاویہؓ نے جواب دیا وہ سردار ہے اگر میں اس کو چھوڑ دوں گا تو آئندہ خوف فساد کا ہے۔ مالک بن ہبیرہ نے یہ جواب سن کر جھلا کر اٹھ گیا اور اپنے گھر بیٹھ رہا۔

حجر بن عدی کا قتل: اس کے بعد امیر معاویہؓ نے ہدبہ بن فیاض قضاعی' حسین بن عبداللہ کلابی اور ابوشریف البدری کو حجر اور اس کے ہمراہیوں کے قتل پر مامور کیا۔ پس یہ لوگ حجر کے پاس شام کے وقت آئے اور کہا تم لوگ اگر علیؓ سے بیزار کا اظہار کرو اور ان کو طعن وتشنیع سے یاد کرو تو ہم تم کو رہا کر دیں گے ورنہ قتل کر ڈالیں گے' حجر اور اس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا' تمام رات نمازیں پڑھتے' مغفرت کی دعا مانگتے رہے' صبح ہوتے ہی فیاض وغیرہ قتل کے لئے آگے بڑھے' حجر نے وضو کیا'

نماز پڑھی' پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا'' واللہ میں نے کبھی کوئی نماز اس سے چھوٹی نہیں پڑھی' اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دیر تک نماز پڑھتا رہتا : اللّٰھم انا نستعدیک علی امتنا فان اھل الکوفۃ یشھدوا علینا و ان اھل الشام یقتلوننا حجر کی زبان سے اس قدر کلمات نکلنے پائے تھے کہ فیاض تلوار کھینچ کر حجر کی طرف چلا' حجر سہم گئے' فیاض کے ہمراہیوں نے کہا'' کیوں؟ تم تو یہ کہتے تھے کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے' بہتر ہے کہ اپنے دوست حضرت علیؓ سے بیزاری ظاہر کرو ہم چھوڑ دیں گے''۔ حجر بولے کہ ''میں موت سے نہیں ڈرتا درآنحالیکہ میں مابین قبر و کفن و تلوار کے ہوں اور بغرض اگر موت سے ڈروں بھی تو وہ کلمہ کبھی اپنی زبان سے نہ کہوں گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو''۔

فیاض نے لپک کر حجر پر تلوار چلائی اور اس کے ہمراہیوں نے اوروں پر وار کیا' حجر کے ساتھ جو اس واقعہ میں راہیٔ ملک بقاء ہوئے' ان کے نام یہ تھے:

عبدالرحمٰن بن حسان کا انجام: شریک بن شداد' ضیفی بن فضیل' قبیصہ بن ضبیعہ' محرز بن شہاب' کرام بن حیان ان لوگوں کو قتل کرنے کے بعد فیاض نے انہیں دفن کرایا اور عبدالرحمٰن بن حسان غزی اور کریم بن عفیف خثعمی کو امیر معاویہؓ کے پاس لائے (اس وجہ سے کہ ان دونوں آدمیوں نے کہا تھا کہ ہمیں امیر معاویہؓ کے پاس لے چلو جو وہ کہیں گے ہم بھی وہی کہیں گے)۔ پہلے کریم پیش کئے گئے ان سے کہا گیا کہ تم امیر المومنین حضرت علیؓ سے علیحدگی ظاہر کرو۔ کریم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سمرہ بن عبداللہ خثعمی نے کھڑے ہو کر ان کی سفارش کی امیر معاویہؓ نے اس شرط سے کہ منظور کر لیا کہ آئندہ یہ کوفہ نہ جائیں۔ غرض کریم رہا ہو کر موصل میں جا کر مقیم ہوئے۔ باقی رہے عبدالرحمٰن بن حسان' ان سے دریافت کیا گیا ''تم علیؓ کی بابت کیا کہتے ہو؟'' جواب دیا ''میں ان کو بہت اچھا اور نہایت افضل سمجھتا ہوں''۔ پھر استفسار کیا ''حضرت عثمانؓ کیسے تھے؟'' جواب دیا' ''سب سے پہلے جس نے ظلم کا دروازہ کھولا اور حق کا دروازہ بند کیا وہ یہی تھے (عیاذاً باللہ) امیر معاویہؓ نے اس کو زیاد کے پاس لوٹا دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ اس کو نہایت اذیت سے قتل کرنا۔ پس زیاد نے اس کو زندہ دفن کرا دیا۔ یہ ساتواں شخص تھا جو اس واقعہ میں مارا گیا۔

مالک بن ہبیرہ سکونی: مالک بن ہبیرہ سکونی نے جس کی سفارش حجر کے حق میں قبول نہیں کی گئی تھی۔ مکان پر پہنچ کر اپنی قوم کو جمع کیا اور حجر کے چھڑانے کو چلا۔ اثناء راہ میں قاتلین (یعنی فیاض وغیرہ) سے ملاقات ہوگئی' حجر کا حال دریافت کیا جواب دیا کہ وہ سب کے سب فرش خاک پر موت کی گہری نیند میں ہیں۔ مالک کو اس کا یقین نہ ہوا۔ عذراء میں داخل ہوا تو وہ علم درجہ یقین کو پہنچا۔ فوراً چند سواروں کو قاتلین کے تعاقب میں روانہ کیا لیکن یہ ان کی گرد کو بھی نہ پہنچے۔ مجبور ہو کر مالک اپنے گھر چلا آیا۔ امیر معاویہؓ کے پاس نہ گیا۔ فیاض نے امیر معاویہؓ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا' امیر معاویہؓ نے کہا'' یہ ایک جوش تھا جو اس کے دل میں بھرا ہوا تھا' مجھے امید ہے کہ اب وہ سرد ہو گیا ہوگا''۔ رات ہوئی تو ایک ہزار درہم مالک کے پاس بھیجے اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری سفارش اس وقت اس وجہ سے نہیں منظور کی تھی کہ مجھے خوف تھا کہ پھر از سر نو آتش جنگ نہ مشتعل ہو جائے اور یہ امر مسلمانوں کے حق میں قتل حجر سے زیادہ اہم تھا۔ مالک یہ سن کر خوش ہو گیا' درہم لے کر گھر میں رکھ لئے۔

حضرت عائشہؓ کی سفارش: ام المومنین حضرت عائشہؓ کو جب یہ معلوم ہوا کہ حجر مع چند لوگوں کے گرفتار ہو کر شام بھیجے گئے ہیں تو جنابہ موصوفہ نے عبدالرحمٰن بن الحرث کو امیر معاویہؓ کے پاس سفارش کی غرض سے روانہ کیا۔ لیکن یہ لوگ اس وقت دمشق میں پہنچے جب کہ حجر مع اپنے ہمراہیوں کے قتل ہو چکے تھے۔ عبدالرحمٰن نے امیر معاویہؓ سے کہا ''کیوں معاویہؓ حجر کے قتل کے وقت ابوسفیان کا حلم کہاں غائب ہو گیا تھا؟'' امیر معاویہؓ نے جواب دیا ''جہاں تم جیسے قوم کے حلیم غائب ہو گئے تھے اور مجھ کو اس امر پر ابن سمیہ (زیاد) نے آمادہ کیا تھا۔ اس وجہ سے میں حجر کے قتل پر تل گیا''۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو حجر کے قتل کا مدتوں افسوس رہا۔

لوگوں نے حجر کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے یوں بھی بیان کیا کہ ایک مرتبہ زیاد نے جمعہ کے دن بہت بڑا خطبہ پڑھا۔ جس سے نماز اول کا وقت جاتا رہا' حجر کو یہ فعل ناگوار گذرا۔ چلا کر بولے: الصلوۃ الصلوۃ زیاد کچھ متوجہ نہ ہوا۔ تب انہوں نے نماز کے بے وقت ہونے کے ڈر سے ایک مٹھی کنکریاں اٹھا کر زیاد کی طرف پھینکیں اور نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے' ساتھ ہی حاضرین بھی اٹھے' زیاد نے یہ دیکھ کر منبر سے اتر کر نماز پڑھی اور امیر معاویہؓ کو حجر کی بہت شد و مد سے شکایت لکھ بھیجی۔ امیر معاویہؓ نے حکم بھیجا کہ حجر کو پابہ زنجیر گرفتار کر کے بھیج دو۔ پس زیاد نے سپاہیوں کو حجر کے گرفتار کرنے کو بھیجا۔ گرفتاری میں جو واقعات پیش آئے اس کو تم اوپر پڑھ آئے ہو' بالآخر حجر مع ان لوگوں کے جنہوں نے حجر کی ہمدردی و اعانت کی۔ گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ امیر معاویہؓ نے حجر کے قتل کا حکم دیا۔ حجر نے دو رکعت نماز پڑھی اور حاضرین کو یہ وصیت کی کہ میری بیڑیاں اور ہتھکڑی نہ اتارنا نہ میرے خون کو دھونا میں کل قیامت میں معاویہؓ سے اسی حالت میں ملوں گا''۔ اس کے بعد امیر معاویہؓ سے ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بوقت ملاقات ارشاد کیا: این حلمک عن حجر امیر معاویہ نے عرض کیا: لم یحضر بی رشیدا انتھی۔

ربیع بن زیاد حارثی: ۵۱ھ میں حسن بن عمرو الغفاری کے بعد ولایت خراسان پر زیاد نے ربیع بن زیاد حارثی کو مامور کیا اور لشکر کوفہ و بصرہ سے پچاس ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جس میں حضرت بریدہ بن الحصیب' حضرت ابو برزۃ الاسلمی صحابی بھی تھے' ربیع نے خراسان میں پہنچ کر بلخ کا رخ کیا (کیونکہ اہل بلخ نے احنف بن قیس کی مصالحت کے بعد پھر عہد شکنی کی تھی اور اس کو فتح کر کے قہستان (کوہستان) پر جا پہنچا اور اس کو بھی بزور تیغ کمال مردانگی سے فتح کیا اس کے گرد و نواح میں جس قدر ترک تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ ان میں سوائے قزل طرخان کے کوئی جانبر نہ ہوا جو قتیبہ بن مسلم کے زمانہ حکومت میں انہیں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔

ربیع بن زیاد کی وفات: ربیع[1] کو جس وقت خراسان میں حجر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا انہیں سکتہ سا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ایک ٹھنڈی سانس بھر کر بولے ''عرب ہمیشہ حجر کے بعد سے یوں ہی قتل کئے جائیں گے' اگر وہ لوگ حجر کے قتل

[1] یہ واقعہ ۵۳ھ کا ہے۔ (ابن اثیر ذکر وفات ربیع)

سے رک جاتے تو اپنے آپ کو قتل عام سے بچا لیتے' لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور ذلیل ہو گئے''۔ پھر اس کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''میری عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ میں کچھ دعا کروں گا' تم لوگ آمین کہنا''۔ پس بعد نماز جمعہ ہاتھ اٹھا کر دعا کی: اللّٰھم ان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک عاجلاً ''اے اللہ! اگر میری بھلائی تیرے پاس ہو تو مجھے بہت جلد اپنے پاس بلا لے''۔ لوگوں نے ہدایت کے مطابق آمین کیا' دعا کر کے مسجد سے باہر نکلے' گھر تک نہ پہنچنے پائے تھے کہ گر گئے' حاضرین اٹھا کر مکان پر لائے' ہوش آیا تو اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب کیا اور اسی دن راہیٔ ملک بقاء ہوئے۔ پھر اس کے دو مہینے بعد عبداللہ بن ربیع بھی خلید بن عبداللہ الحنفی کو نائب مقرر کر کے انتقال کر گئے زیاد نے اس تقرری کو منظور کر لیا۔

<u>زیاد کی وفات</u>: ماہ رمضان ۵۳ھ میں زیاد کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا جس کے صدمہ سے مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی بد دعا سے یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ زیاد نے امیر معاویہؓ کو لکھا تھا کہ ''میں نے عراق کو دائیں بائیں معقول طور سے زیر کر لیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھے حجاز پر متعین کر دیں''۔ چنانچہ امیر معاویہؓ نے حجاز کی گورنری کا فرمان بنام زیاد لکھ بھیجا' اہل حجاز اس کے ظلم و ستم سے ڈر کر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں آئے۔ عرض حال کیا' دعا کے خواستگار ہوئے۔ عبداللہ بن عمرؓ قبلہ رو ہو کر بیٹھے' د کرنے لگے' حاضرین بھی دعا کر رہے تھے۔ منجملہ ان کی دعاؤں میں ایک فقرہ یہ بھی تھا: اللّٰھم اکفنا شر زیاد ''اے اللہ! شر زیاد سے ہم کو بچا''۔ اس کے بعد ہی اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی میں ایک دانہ نکل آیا اور اس کا زہر پھیلنے لگا' شدت تکلیف سے لوگوں نے ہاتھ کٹا ڈالنے کی رائے دی' زیاد نے شریح قاضی کو بلا کر ہاتھ کاٹنے کی بابت مشورہ کیا[1] (شریح نے کہا ''تیرا رزق معین ہے اور موت کا دن مقرر ہے' مجھے یہ پسند نہیں کیونکہ شاید تیری زندگی کا حصہ ابھی باقی ہو اور کٹے ہوئے ہاتھ سے زندگی کے ایام پورے کرے اور اگر تیرا زمانۂ موت قریب آ گیا ہے تو کٹا ہوا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے روبرو جائے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ تجھ سے سوال کرے گا کہ تو نے ہاتھ کیوں کٹوایا تو جواب دے دینا تیرے سامنے آنے سے کتراتا اور تیری مرضی سے بھاگتا تھا''۔ زیاد نے شریح کے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا' ہاتھ کٹوانے کا مصمم ارادہ کر لیا' جس وقت آگ اور آلہ قطع پر نظر پڑی' ڈر کر ہاتھ کٹانے سے رک گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ شریح کے کہنے سے رک گیا تھا' شریح باہر آئے تو لوگ ملامت کرنے لگے۔ شریح نے کہا مجھ سے اس نے مشورہ طلب کیا تھا میں کیسے اس کے ہاتھ کٹوانے کی رائے دیتا کیونکہ المستشار موتمن ایک مشہور قول ہے' جس وقت زیاد کی موت کا وقت قریب آیا۔ اس کے لڑکے نے کہا میں نے تیرے لئے ساٹھ جوڑے کپڑے نفیس بنوائے ہیں۔ جواب دیا اے صاحبزادے تیرے باپ کے لئے ان کپڑوں سے عمدہ کپڑے پہننے کا وقت آ گیا ہے۔ یہ کہہ کر کوفہ پر عبداللہ بن خالد بن اسید کو' عبداللہ بن عمر بن غیلان کو بصرے پر اپنا نائب مقرر کیا اور مر گیا۔ کوفہ کے قریب مقام ثوبہ میں دفن کر دیا گیا۔ وہ اکثر ایسی قمیص پہنتا تھا جس میں پیوند لگے ہوتے تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن خالد کو معزول کر دیا گیا اور کوفہ کی گورنری ضحاک بن قیس

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے مضمون مابین خطوط ہلالی مروج الذہب سے لیا گیا ہے۔

کو دے دی گئی۔

عبیداللہ بن زیاد کی گورنری: زیاد کے مرنے پر اس کا لڑکا عبیداللہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اس کی عمر پچیس برس کی تھی' دریافت کیا تیرا باپ دونوں شہروں (یعنی کوفہ وبصرہ) پر کس کو مامور کر گیا؟ عبیداللہ نے جو معلوم تھا' عرض کیا فرمایا ''اگر تجھے تیرا باپ مامور کر جاتا تو میں بھی تجھے بحال رکھتا'' عرض کیا میں آپ کو اللہ کی قسم دلاتا ہوں' مبادا آپ کے بعد کوئی یہ کہے کہ اگر تیرا باپ اور تیرا چچا (یعنی امیر معاویہؓ) تجھے گورنری دے جاتے تو میں بھی تجھے بحال رکھتا''۔ امیر معاویہؓ یہ سن کر ہنس پڑے اور اس کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ روانگی کے وقت چند وصیتیں کیں ''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اس کے خوف پر کسی چیز کو غالب نہ کرنا کیونکہ اس سے ڈرنے میں منافع کثیر ہے اور اپنی عزت بچائے رکھنا' کہیں اس کو خراب نہ کر ڈالنا' اگر کسی سے کوئی عہد و پیمان کیا ہے تو اسے پورا کرنا' تھوڑی چیز (یعنی دنیا) کے عوض بڑی چیز (یعنی آخرت) کو فروخت نہ کرنا جب تک کسی امر کا قصد مصمم نہ کر لینا زبان سے اظہار نہ کرنا' کیونکہ جب تم کسی بات کو زبان سے نکال چکے۔ تو اس کو واپس نہ لے سکو گے اور جب دشمنوں سے صف آرائی کی نوبت آئے تو جو لوگ تم سے بڑے ہوں ان کو ذمہ دار بنانا اور کتاب اللہ پر بیعت لینا۔ غیر مستحق اور نا اہل کو کسی امر کی امید نہ دلانا اور حق دار کو اس کے حق سے ناامید نہ کرنا''۔

ترکوں سے معرکہ آرائی: عبیداللہ بن زیاد امیر معاویہؓ سے رخصت ہو کر اوائل ۵۴ھ میں خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ نہر عبور کر کے جبال بخارا کی جانب لشکر لئے ہوئے بڑھا۔ راہ میں نسف' بیکند کو بزور تیغ فتح کیا۔ ترکوں سے معرکہ آرائی کی۔ متعدد لڑائیوں کے بعد میدان جنگ سے ترک بھاگ کھڑے ہوئے۔ ترکوں کے بادشاہ کے ساتھ اس کی ملکہ خاتون بھی تھی ایک پاؤں میں جوتی پہننے پائی تھی کہ مسلمانوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور دو لاکھ درہم میں فروخت کر ڈالا۔ عبیداللہ اس لڑائی میں بذات خود شریک تھا' ایک ہاتھ میں نیزہ تھا اور دوسرے میں پھریرہ' لڑتے لڑتے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا پھر یکایک اپنے پرچم کو بلند کرتا تھا' جس سے خون ٹپکتا تھا' یہ لڑائی خراسان کی مشہور لڑائیوں میں شمار کی جاتی ہے۔

عبداللہ بن عمر بن غیلان کی معزولی: عبیداللہ بن زیاد کامیابی کے بعد دو برس تک خراسان کی گورنری پر رہا۔ بعد ازاں ۵۵ھ میں امیر معاویہؓ نے حکومت بصرہ بھی اسی کے سپرد کر دی' اس وجہ سے کہ ایک روز عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر بصرہ منبر پر کھڑے ہوئے خطبہ پڑھ رہے تھے' بنو ضبہ میں سے کسی نے کنکریاں ماریں' عبداللہ بن عمر بن غیلان نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ بنو ضبہ جمع ہو کر عبداللہ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہمارے بھائی سے جو خطا ہونے والی تھی ہو گئی اور تم نے اس کی سزا بھی دے دی ایسا نہ ہو کہ اس کی اطلاع امیر معاویہؓ کو ہو جائے اور وہ برہم ہو کر کوئی عام سزا نہ تجویز کر دیں۔ لہٰذا تم ایک خط لکھ دو کہ میں نے محض شبہ وظن پر ہاتھ کٹوا دیا ہے۔ ہم میں سے کوئی شخص یہ خط لے کر امیر المومنین معاویہؓ کے پاس چلا جائے گا تاکہ آئندہ کی شاہی عقوبت سے ہم لوگ محفوظ ہو جائیں''۔ عبداللہ اس فریب میں آ گئے اور ان لوگوں کو ایک خط بہ مضمون بالا لکھ کر دے دیا جب یہ سال ختم ہو گیا تو شروع سال ہوتے ہی عبداللہ بن عمر بن غیلان امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے بنو ضبہ بھی ان کے ساتھ ہی جا پہنچے اور عبداللہ بن عمر بن غیلان پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے براہ ظلم ہمارے بھائی کے ہاتھ

کٹا ڈالے ہیں۔ شہادت میں خود اس کا لکھا ہوا خط پیش کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے پڑھ کر کہا ''یہ تو ہو نہیں سکتا کہ میرے عمال سے اس کا بدلہ لیا جائے لیکن تمہارے بھائی کی دیت بیت المال سے دے دی جائے گی''۔ اس واقعہ کے بعد حکومت بصرہ سے عبداللہ بن عمر بن غیلان معزول کر دیئے گئے۔ اس کے بجائے عبیداللہ ابن زیاد مامور ہوا' اس نے اپنی طرف سے خراسان کا والی اسلم بن زرعہ کلابی کو بنایا اور خود راہی بصرہ ہوا۔ عبیداللہ کے بعد اسلم نے نہ کوئی جہاد کیا اور نہ کسی ملک کو فتح کیا۔

یزید کی ولی عہدی: طبری نے بہ سند لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں آئے ضعف کی شکایت کی' معذوری کی وجہ سے استعفا داخل کیا۔ منظور ہو گیا مغیرہ کی علیحدگی پر امیر معاویہؓ نے سعد بن العاص کو کوفہ کی حکومت پر مامور کرنے کا قصد کیا۔ مغیرہ کے شناسا کہنے لگے ''تم کو امیر معاویہؓ نے نکال دیا ہے''۔ مغیرہ بولے ''اس تذکرہ کو چھوڑو میں نے خود علیحدگی اختیار کی ہے''۔ جواب دینے کو تو یہ جواب دیا لیکن دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اسی وقت سے بحالی کی فکر ہو گئی۔ اسی غور و فکر میں ایک روز یزید کے پاس جا پہنچے اور اس سے کہنے لگے ''تم امیر معاویہؓ سے اپنی ولی عہدی کی بیعت لینے کو کیوں نہیں کہتے؟ کیونکہ بزرگ صحابہ اور سرداران و بزرگانِ قریش انتقال کر چکے ہیں' اب ان کی اولادیں باقی ہیں اور تم ان لوگوں سے رائے وسیاست میں افضل ہو' میرے نزدیک امیر المؤمنین کو تمہاری ولی عہدی کی بیعت لینے میں کوئی امر مانع نہ ہوگا''۔ یزید نے اس مضمون کو اپنے باپ سے جا کر اعادہ کیا' امیر معاویہؓ نے مغیرہ کو بلا بھیجا اور اس بات کی رائے طلب کی' مغیرہ نے عرض کیا ''امیر المؤمنین! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے بعد کس قدر خون ریزیاں اور اختلافات ہوئے ہیں اور یزید تو آپ کا لڑکا ہے' آپ اس کی ولی عہدی کی بیعت لوگوں سے لیجئے' آپ کے بعد مسلمانوں کا یہ ماوا و ملجا ہو گا اور اس میں نہ کوئی فتنہ ہو گا اور نہ فساد' میں اس کام کی انجام دہی کے لئے کوفہ میں کافی ہوں گا اور زیاد بصرے میں اور ان دونوں شہروں کے بعد پھر کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو آپ کے حکم کی مخالفت کرے''۔ امیر معاویہؓ نے اس تقریر کو غور سے سن کر مغیرہ کو بحالی کی سند دی اور دوبارہ کوفہ کی طرف واپس کیا اور یزید کی ولی عہدی کی کارروائی کرنے کا حکم دیا۔

مغیرہ نے کوفہ میں پہنچ کر ہوا خواہان دولت بنی امیہ سے اس کا ذکر کیا' ان لوگوں نے بہ کمال خوشی منظور کر لیا' مغیرہ نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کو بطور وفد اپنے لڑکے موسیٰ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کو روانہ کیا۔ اہل وفد نے حاضر ہو کر یزید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کی' امیر معاویہؓ نے دریافت کیا ''کیا تم لوگ اس سے راضی ہو؟'' عرض کیا ''ہم سب اور ہمارے سوا اور جتنے آدمی ہیں سب اس سے راضی ہیں''۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا اچھا جو تم نے درخواست پیش کی ہے اس پر ہم غور کریں گے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے۔ سوچ کر کام کرنا بہتر ہے' عجلت کرنے سے''۔ اس کے بعد زیاد کو یہ کل حالات لکھ بھیجے اور اس سے مشورہ طلب کیا۔[1]

زیاد کی حکمت عملی: زیاد نے عبید بن کعب نمیری کو بلا کر کہا ہر مشورہ طلب کرنے والے کا ایک معتمد ہوتا ہے اور ہر راز کا ایک امانت دار لوگوں میں دو خصلتیں رکھی گئی ہیں' ایک راز افشا کر دینا' دوسرے غیر اہل کو نصیحت کرنا اور ہمراز ہونے کے دو

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مارجین کی عبارت' تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۵۱ سے لی گئی ہے۔

ہی شخص اہل ہو سکتے ہیں' ایک وہ شخص جس کے مدنظر آخرت ہو' دوسرا جس کو فی نفسہ دنیاوی شرف' ظاہری وجاہت' عقل سلیم ہو اور تم میں یہ سب باتیں موجود ہیں' میں نے ایک راز سربستہ میں مشورہ لینے کو بلایا ہے اور وہ یہ ہے کہ امیر المومنین نے مجھے یہ خط لکھا ہے یزید کی ولی عہدی کی بابت مشورہ طلب کیا ہے کیونکہ لوگوں کے تنفر سے وہ خائف ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ لوگ اس امر میں ان کی اطاعت کریں' لیکن مسلمانوں کا اس امر پر راضی ہونا ایک امر اہم ہے' یزید میں آوارگی' بیہودگی' بددیانتی اور نااہلی ہے' میرے نزدیک تم امیر المومنین سے جا کر ملو اور یزید کے افعال سے مطلع کرو اور صاف صاف کہہ دو کہ یہ کام ہونا دشوار ہے اور اگر آپ اس کو انجام دینا ہی چاہتے ہیں تو عجلت نہ کیجئے' کسی کام میں تاخیر ہونا بہتر ہے' بہ نسبت اس کے کہ عجلت میں وہ فوت ہو جائے''۔ عبید بن کعب بولا'' کیا اس کے سوا تم اور کوئی رائے نہیں دے سکتے؟'' زیاد نے کہا'' اور کیا کہوں'' عبید نے جواب دیا'' مناسب یہ ہے کہ امیر معاویہؓ کی رائے سے مخالفت نہ کرو اور نہ اس کے لڑکے کو بدخواہ بناؤ' میں جا کر یزید سے ملتا ہوں اور اس کو آگاہ کرتا ہوں کہ امیر المومنین نے زیاد کو اس مضمون کا خط لکھ کر مشورہ طلب کیا ہے' لیکن زیاد لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے ڈر رہا ہے کیونکہ عوام تمہارے افعال و کردار سے ناراض ہیں۔ اگر مناسب سمجھو تو تم ان افعال و حرکات کو چھوڑ دو تا کہ لوگوں کو قائل معقول کرنے کا زیاد کو موقع مل جائے اور جو تم چاہتے ہو وہ امر حاصل ہو جائے'' زیاد نے یہ رائے پسند کی۔ عبید رخصت ہو کر یزید کے پاس پہنچا اور اس کو سمجھایا ادھر زیاد نے لکھ بھیجا کہ'' بالفعل عجلت نہ کیجئے ورنہ لوگ بھڑک اٹھیں گے اور یہ کام فوت ہو جائے گا''۔ امیر معاویہؓ خاموش ہو رہے۔

عبداللہ بن عمرؓ کا انکار: تھوڑے دنوں کے بعد جب زیاد مر گیا تو امیر معاویہؓ نے یزید کی ولی عہدی کی بیعت لینے کا مصمم قصد کر کے کارروائی شروع کر دی۔ پہلے عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک ہزار درہم بطور نذر کے بھیجے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو قبول کر لیا' اس کے بعد ولی عہدی یزید کی بیعت کا تذکرہ کیا' حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ارشاد کیا'' میں اپنے دین کو دنیا کے عوض فروخت نہ کروں گا' کیا معاویہؓ نے ایک ہزار درہم پر میرے دین کو خریدنے کا قصد کیا ہے؟'' یہ کہہ کر درہم واپس کر دیئے اور ولی عہدی یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔

اہل مدینہ کا ردعمل: پھر امیر معاویہؓ نے مروان بن الحکم کو لکھا'' میرا سن زیادہ ہو گیا ہے۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اختلاف پڑ جائے گا اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا ولی عہد بنا لوں' لیکن بغیر مشورے تمہارے اور ان لوگوں کے جو تمہارے پاس ہیں اس کام کو نہیں کر سکتا' تم میری طرف سے اس امر کو اہل مدینہ کے سامنے پیش کرو اور جو خیال وہ ظاہر کریں اس سے مجھے مطلع کرو''۔ مروان نے لوگوں کو مطلع کر کے امیر معاویہؓ کے مضمون خط سے آگاہ کیا۔ لوگوں نے متفق ہو کر کہا'' بہتر ہے امیر المومنین کسی کو ہمارے لئے منتخب کر جائیں''۔ مروان نے اس سے امیر معاویہؓ کو مطلع کیا۔ امیر معاویہؓ نے جواب میں لکھا'' یزید کو میں اپنے بعد ولی عہد کرتا ہوں''۔ مروان نے اہل مدینہ کو اکٹھا کر کے خط کا مضمون سنا دیا۔ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے اٹھ کر کہا'' واللہ! اے مروان تو جھوٹا ہے' امیر معاویہؓ بھی جھوٹ بولتا ہے' تم دونوں نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا بہتری تلاش کی ہے؟ بلکہ تم خلافت کو حکومت ہرقلیہ بنانا

چاہتے ہو کہ ایک ہرقل جب مر جائے تو اس کی جگہ پر دوسرا ہرقل قائم ہو' امام حسینؓ بن علیؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت ابن زبیرؓ نے اس کلام کی تائید کی' جلسہ درہم برہم ہو گیا۔ مروان نے کل واقعات امیر معاویہؓ کے پاس لکھ بھیجے۔

وفود کی طلبی: اس وقت امیر معاویہؓ نے اپنے عمال و گورنروں کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ یزید کی ثنا وصفت لوگوں میں بیان کرو اور اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے ولید کی ولی عہدی کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے وفود بھیجو''۔ چنانچہ منجملہ ان وفود کے جو امیر معاویہؓ کے پاس حاضر ہوئے' محمد بن عمرو بن حزم مدینہ سے اور احنف بن قیس اہل بصرہ کا وفد لے کر گئے۔ وفود کے جمع ہونے پر امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری سے کہا کہ ''میں تمہیداً کچھ بیان کروں گا' جس وقت میں تقریر کر کے خاموش ہو جاؤ' اس وقت تم اٹھ کر ولی عہدی یزید کی بیعت کی تقریر کرنا اور لوگوں کو اس امر پر آمادہ کرنا'' چنانچہ پہلے امیر معاویہؓ کھڑے ہو کر اسلام کے فضائل' خلافت کے فرائض و حقوق مسلمانوں کے اتفاق و اطاعت خلافت کو اجمالاً بیان کر کے بیٹھ گئے۔ ضحاک اٹھا' حمد وثنا کے بعد کہنے لگا ''اے امیر المومنین! آپ کے بعد لوگوں کو ایک امیر کی ضرورت ہوگی اگر آپ کی موجودگی میں ہم کسی کو آپ کا ولی عہد نہیں بنائیں گے تو بڑے بڑے مصائب میں گرفتار ہوں گے' خون ریزیاں ہوں گی' امن کے راستے بند ہو جائیں گے۔ یوماً فیوماً ابتری کا زمانہ آتا جائے گا' اچھے آدمی کمیاب ہوتے جائیں گے' ہمارے نزدیک یزید بن امیر المومنینؓ نہایت راست گو' راست باز' خوش خو' ملک داری کے آئین سے واقف ہے' جیسا کہ لوگ اور آپ جانتے ہیں کہ وہ ہم سے علم و حلم و رائے میں افضل ہے' پس آپ اسی کو اپنا ولی عہد بنایئے اور اپنے بعد اس کو ہمارا پیشوا مقرر کیجئے' جس کے سایۂ امن میں ہم پناہ گزین ہوں''۔ عمرو بن سعید الاشدق نے اس کی تائید کی اور یزید بن المقنع عذری نے امیر معاویہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''یہ امیر المومنین ہیں اور جو شخص اس سے اختلاف کرے گا تو (تلواروں کی طرف اشارہ کر کے) تو یہ ہے''۔ امیر المومنینؓ نے یزید بن المقنع سے کہا ''بیٹھ جاؤ' تم خطیبوں (لیکچررز) کے سردار ہو''۔ اس کے بعد وفود عرض و معروض کرنے لگے۔

احنف بن قیس کا مشورہ: احنف بن قیس خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ امیر معاویہؓ نے کہا ''تمہاری کیا رائے ہے؟'' عرض کیا ''مجھے خوف ہے کہ میں جو کہوں گا اس کی تم تصدیق کرو گے اور اللہ تعالیٰ کا خوف یہ ہے کہ وہ تکذیب کرے گا۔ اے امیر المومنینؓ تم یزید کے روزمرہ کے حالات سے بخوبی واقف ہو' اس کے ظاہر و باطن' آمد و رفت سے کما حقہ آگاہ ہو' اگر تم جانتے ہو کہ اس میں اللہ تعالیٰ اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہتری ہے تو کسی سے مشورہ نہ کرو اور اگر تم اس کے خلاف جانتے ہو تو دنیا کی زیادہ فکر نہ کرو' سفر آخرت قریب ہے' باقی رہے ہم' ہمارا فرض یہ ہے کہ آپ جو کہیں اس کو بسر و چشم منظور کر لیں''۔ قیس کی اس تقریر کے ختم ہوتے ہی ایک شامی شخص نے کھڑے ہو کر کہا ''ہم کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ معدیہ عراقیہ کیا بک رہا ہے؟ ہم تو امیر المومنین کے احکام کی بسر و چشم تعمیل کریں گے اور یہ تلوار ہمارے پاس ہے جو اس کے خلاف کرے گا اس سے ہم نپٹ لیں گے'' اس شامی کے کھڑے ہوتے ہی جلسہ برخاست ہو گیا لوگ منتشر ہو گئے' احنف کی تقریر کا چرچا ہونے لگا اور بظاہر یہ معلوم ہوا کہ اب یہ کام نہ ہو گا لیکن امیر معاویہؓ برابر اپنی کوشش میں لگے رہے۔ ہر شخص سے مدارات و سلوک کرتے

رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد اہل عراق وشام کے اکثر آدمیوں نے ولی عہدی یزید کی بیعت کر لی۔

امیر معاویہؓ کی مدینہ میں آمد: اہل عراق وشام سے ولی عہدی یزید کی بیعت لینے کے بعد امیر معاویہؓ ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے مدینہ منورہ پہنچے۔ حضرت حسین بن علیؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس خیال سے کہ امیر معاویہؓ ہمارے کہنے پر عمل نہ کریں گے' مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ امیر معاویہؓ نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا' یزید کی تعریف کی اور یہ بیان کیا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ مستحق خلافت نہیں ہے' یہ سب سے عقل میں' فضل میں' سیاست میں افضل ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی شخص ان امور میں اس کو نہیں پہنچ سکتا'' کسی نے اس تقریر کا کچھ جواب دیا' امیر معاویہؓ منبر سے اتر کر ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں گئے اور اس سے پیشتر ان کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ امام حسین بن علیؓ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ بخوف بیعت ولی عہدی یزید مکہ چلے گئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا ''میں نے سنا ہے کہ تم نے ان لوگوں کو قتل کی دھمکی دی ہے؟'' جواب دیا ''اے ام المومنین! وہ لوگ مجھے یزید سے زیادہ عزیز ہیں' لیکن کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس بیعت کو ناقص کر دوں' جو ولی عہدی یزید پر میں نے لے لی ہے اور پوری ہو گئی ہے؟'' اس پر ام المومنین حضرت عائشہؓ خاموش ہو رہیں۔

امیر معاویہؓ کی مکہ کو روانگی: امیر معاویہؓ تھوڑے دن مدینہ میں ٹھہر کر مکہ کو روانہ ہوئے امیر معاویہؓ کی خبر سن کر اہل مکہ ملنے کو آئے' امام حسین اور ابن عمرؓ وغیرہ بھی یہ خیال کر کے کہ شاید امیر معاویہؓ اپنے فعل سے نادم ہو کر آئے ہیں ملنے کو گئے۔ بطن مر میں ملاقات ہوئی' امیر معاویہؓ نے بڑے تپاک سے استقبال کیا' سب کو سواریاں دیں اور ان کے ساتھ ساتھ مکہ میں داخل ہوئے' روزانہ بلا کسی ذکر و مذکورہ بنظر تالیف قلوب انعام وصلہ دینے لگے' آپس میں ایک روز ان میں سے ایک شخص نے کہا ''امیر معاویہؓ جو کچھ ہم لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اس کو یہ نہ سمجھنا کہ از راہ صلہ رحم کر رہے ہیں بلکہ اس خیال سے یہ سلوک کرتے ہیں کہ ہم ان کے مقصود ومطلوب میں رخنہ انداز نہ ہوں۔ مناسب ہوگا کہ کچھ جواب سوچ رکھو''۔ سب نے اس رائے پر صاد کیا اور باتفاق ابن زبیرؓ کو جواب دینے کے لئے آمادہ کیا۔ اس کے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ان سب بزرگوں کو جمع کر کے کہا ''تم لوگ میری عادت سے واقف ہو میرے برتاؤ جو تمہارے ساتھ ہیں اس کو بھی تم بخوبی جانتے ہو میں تمہارے ساتھ عزیزانہ رسم و راہ رکھتا ہوں اور یزید تمہارا بھائی اور تمہارے چچا کا لڑکا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کو میرے بعد خلافت کے لئے نامزد کر دو' چہ جائیکہ تم ہی لوگ اس کو معزول کرتے ہو' جو چاہتے ہو حکم کرتے ہو' مال ودولت کو عزیز رکھتے ہو اور اس کو خود ہی تقسیم کرتے ہو اور یزید غریب تم سے کچھ معترض نہیں ہوتا اس فقرہ کو امیر معاویہؓ نے دوبارہ ارشاد کر کے عبداللہ بن زبیرؓ کی طرف خطاب کیا: ھات لعمری انک خطیبھم ''آؤ اپنی قسم تم ان کے خطیب ہو''۔

ابن زبیرؓ کی شرائط: ابن زبیرؓ نے اٹھ کر کہا ''ہم تم کو ان تین امور میں سے ایک کے اختیار کرنے کی اجازت دیتے ہیں' ایک امر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے انتقال فرمایا اور کسی کو آپ نے اپنا خلیفہ نہیں مقرر کیا تھا۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ سے راضی ہو گئے اور ان کو اپنا امیر بنا لیا''۔ امیر معاویہؓ بولے ''تم میں کوئی شخص ابوبکرؓ جیسا نہیں ہے اور مجھے اختلاف امت کا

اندیشہ ہے"۔ جواب دیا "سچ کہتے ہو اچھا دوسرا امر یہ ہے کہ جیسا ابوبکرؓ نے کیا تھا ویسا تم کرو انہوں نے ایک شخص کو قریش سے جوان سے نسبتاً بعید تھا اور ان کے خاندان سے نہ تھا اس کو اپنے بعد خلیفہ بنایا" اس پر امیر معاویہؓ خاموش رہے۔ "تیسرا امر یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کی پیروی کرو انہوں نے اپنے بعد چھ آدمیوں کو اہلِ شوریٰ قرار دے کر انہیں کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا اور ان چھ میں نہ کوئی ان کا لڑکا تھا اور نہ کوئی ان کے خاندان سے"۔ امیر معاویہؓ نے کہا "کیا اس کے سوا اور کچھ کہو گے؟" جواب دیا "کچھ نہیں"۔ پھر امیر معاویہؓ نے کہا "تم لوگ بھی کہتے جاؤ لیکن میں یزید کو ولی عہد ضرور بناؤں گا' اللہ کی قسم اگر کسی نے میری بات نہ مانی تو خیر نہ ہوگی"۔ یہ کہہ کر اپنے صاحب شرطہ[1] کو بلا کر حکم دیا کہ جو شخص میرے بیان کی تکذیب کرے اس کی گردن فوراً اڑا دینا ابن علی' ابن عمر' ابن زبیر اور ابن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) اٹھ کر چلے گئے۔

اہلِ مکہ و مدینہ کی بیعت: امیر معاویہؓ منبر پر چڑھ گئے۔ حمد و ثناء کے بعد کہا "صاحبو! ابن علی' ابن عمر' ابن ابوبکر اور ابن زبیر وغیرہ مسلمانوں کے روحانی پیشوا اور بہترین امت ہیں' کوئی کام ان کے بغیر مشورہ انجام کو نہیں پہنچ سکتا یہ لوگ ولی عہدی یزید پر راضی ہو گئے ہیں اور بیعت کر لی ہے آؤ تم لوگ بھی اللہ کا نام لے کر بیعت کر لو"۔ اہلِ مکہ چونکہ ان ہی لوگوں کی بیعت کا انتظار کر رہے تھے یہ سنتے ہی بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اہلِ مکہ سے بیعت لے کر امیر معاویہؓ مع ان بزرگو (حسین بن علی' عبداللہ بن زبیر' عبداللہ' عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم) کے مدینہ پہنچے۔ اہلِ مدینہ ان لوگوں سے ملنے کو آئے' بر سبیل تذکرہ کہا "تم لوگ تو بیعت ہی کے خوف سے مکہ بھاگ گئے تھے۔ یہ کیا معاملہ پیش آیا کہ یزید کی بیعت پر راضی ہو گئے؟" ان لوگوں نے کہا "واللہ ہم نے بیعت نہیں کی"۔ پھر اہلِ مدینہ نے کہا "تم نے معاویہؓ کو اس سے کیوں نہ روکا؟" سب نے جواب دیا مسلمانوں کی خونریزی کے خیال سے' اس کے بعد امیر معاویہؓ اہلِ مدینہ سے بھی بہ حکمت عملی بیعت لے کر شام کو روانہ ہو گئے۔

یہ واقعہ ۵۶ھ کا ہے اور ۵۰ھ میں اس کی بنا پڑی تھی۔ صاحب تاریخ الخلفاء[2] نے لکھا ہے کہ ولی عہدیٔ یزید کی بیعت ۵۱ھ میں لی گئی تھی' لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا کیونکہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت زیاد کے انتقال کے بعد لی گئی ہے اور زیاد نے ۵۳ھ میں انتقال کیا ہے۔ واللہ اعلم

سعید بن العاص کی معزولی: ۵۴ھ میں سعید بن العاص مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیئے گئے۔ ان کی بجائے مروان مقرر کیا گیا' اس وجہ سے کہ امیر معاویہؓ نے سعید بن العاص کو مروان کے مکان منہدم کرا دینے اور اس کا مال ضبط کر لینے اور فدک چھین لینے کو لکھا تھا' لیکن سعید بن لعاص نے مروان کی سفارش لکھی اور اس حکم کی بجا آوری سے انکار کیا' پھر دوبارہ امیر معاویہؓ نے یہی حکم صادر کیا' لیکن سعید بجا آوریٔ حکم پر آمادہ نہ ہوئے۔ دونوں خطوط کو گھر میں رکھ لیا۔ اس پر امیر معاویہؓ نے سعید کو معزول کر کے مروان کو مقرر کیا اور سعید کے مکان کو منہدم کرا دینے اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لینے کا حکم صادر کیا۔ مروان بیلداروں کو لے کر سعید کے مکان پر پہنچا۔ سعید نے کہا "کیوں ابو عبدالملک! تم میرا مکان منہدم کرا دو

---

1. یعنی افسر پولیس
2. تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور

گے؟'' جواب دیا ''ہاں! اگر امیر المومنین میرے مکان منہدم کر دینے کا حکم دیتے تو میں ضرور تعمیل کرتا''۔ سعید بولے ''میں نے تو ایسا نہیں کیا'' یہ کہہ کر اپنے غلام سے امیر معاویہؓ کے دونوں خط منگوا کر مروان کو دکھائے۔ مروان کو اس سے سکتہ سا ہو گیا' پھر سعید نے کہا ''امیر المومنین کا مقصود یہی ہے کہ ہم لوگ آپس میں لڑیں' خانہ جنگیاں کر کے تباہ وخراب ہوں''۔ (انتہی ملخصاً من ابن اثیر)

غرض مروان بھی سعید کے مکان کھدوانے سے رک گیا۔ اس کے بعد سعید نے ایک طول طویل خط میں اپنے اعزہ و اقارب میں نفاق ومخالفت پیدا کرنے کی نصیحتیں لکھیں اور یہ بھی لکھا کہ اگر آپ اور ہم یک جدی نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہم کو خلیفہ مظلوم کے انتقام لینے کو جمع نہ کرتا' امیر المومنین کو لازم ہے کہ آئندہ ان امور کا لحاظ رکھیں''۔ امیر معاویہؓ نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا عذر خواہی کی' کچھ عرصہ بعد سعید امیر معاویہؓ کے پاس چلے گئے۔ امیر معاویہؓ نے مروان کا حال دریافت کیا۔ سعید نے اس کی تعریف کی' پھر جب ۵۷ھ یا بروایت بعض ۵۸ھ کا دور آیا تو مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو مدینہ کی گورنری پر مامور کیا۔

ابن ام الحکم کی تقرری ومعزولی: ۵۸ھ میں امیر معاویہؓ نے کوفہ کی گورنری سے ضحاک بن قیس کو معزول کر کے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان ثقفی کو مامور کیا اس کو ابن ام الحکم بھی کہتے ہیں۔ یہ امیر معاویہؓ کا بھانجا تھا' کوفہ کی گورنری کا ردوبدل ہونا اور مغیرہ کا مرنا تھا کہ خوارج جیل سے نکل پڑے' انہیں مغیرہ بن شعبہ نے بالزام بیعت مستورد بن علقمہ قید کر دیا تھا۔ پس یہ لوگ حیان بن ضبیان السلمی' معاذ بن جریر الطائی کے پاس جا کر جمع[1] ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر ان کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا جیسا کہ آئندہ خوارج کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے عبدالرحمٰن کی بدمزاجی سے تنگ ہو کر امیر معاویہؓ کو لکھا' امیر معاویہؓ نے اس کو معزول کر کے نعمان بن بشیر کو گورنری کی سند عطا کی اور عبدالرحمٰن سے یہ کہہ کر کہ ''میں تم کو کوفہ سے زیادہ اچھے شہر کا عامل مقرر کرتا ہوں'' مصر کی گورنری پر متعین کر کے روانہ کیا' ان دنوں مصر کی گورنری پر معاویہ ابن خدیج تھا۔ جب دو منزل باقی رہ گیا تو معاویہ بن خدیج نے آ کر عبدالرحمٰن سے ملاقات کی اور ڈانٹ کر کہا ''اپنے ماموں کے پاس لوٹ جاؤ' ہم تمہارے ہتھکنڈوں سے خوب واقف ہیں' ہم میں تمہاری وہ چالیں نہ چلیں گی جو کوفی سپاہیوں میں چلتی تھیں''۔ عبدالرحمٰن سے کچھ بن نہ پڑا لوٹ آیا اور معاویہ بن خدیج بدستور اپنی گورنری پر مامور رہے۔

عبدالرحمٰن بن زیاد کی گورنری: ۵۹ھ[2] میں عبدالرحمٰن بن زیاد' وفد ہو کر امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا' عرض کیا

---

[1] حیان ومعاذ نے خطبے دیئے اور ان لوگوں کو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ان لوگوں نے متفق ہو کر حیان کے ہاتھ پر بیعت کی اور بانقیا کی طرف خروج کیا۔ تب عبدالرحمٰن نے کوفہ سے لشکر روانہ کیا۔ (ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۴۲۶)

[2] اسی سنہ میں قیس بن الہیثم آئے۔ اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم اس سے وصول کیا (ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۴۳۰ و ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۱۷)

کیا میرا آپ پر کوئی حق نہیں ہے؟'' جواب دیا ''ہاں ہے لیکن تم کیا چاہتے ہو''۔ عرض کی ''سند گورنری مرحمت فرمایئے'' امیر معاویہؓ بولے ''کوفہ میں نعمان بن بشیر ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' بصرہ و خراسان میں تمہارا بھائی عبیداللہ ہے اور سجستان میں تمہارا بھائی عباد میرے نزدیک مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو خراسان کی گورنری میں عبیداللہ کا شریک کروں کیونکہ خراسان کا صوبہ وسیع ہے اور وہاں پر دو گورنروں کا رہنا مناسب ہے۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰن کو سند گورنری دے کر رخصت کر دیا۔

عبدالرحمٰن نہایت کمزور طبیعت کا آدمی تھا اس نے ایک جہاد بھی نہیں کیا۔ یزید کے پاس زمانہ شہادت حسین بن علی رضی اللہ عنہ میں آیا تھا۔ اس کے بعد قیس بن الہیثم کو خراسان کی گورنری دی گئی۔ یزید نے دریافت کیا ''تیرے پاس خراسان کا کس قدر مال ہے؟'' عبدالرحمٰن نے جواب دیا ''بیس کروڑ درہم'' یزید نے کہا ''اگر تو گورنری پر جانا منظور کرتا ہو تو میں تجھ سے حساب و کتاب لوں' بعدہ تجھے سند گورنری دے کر خراسان کی طرف واپس کر دوں اور اگر تو معزولی پسند کرتا ہو تو تجھے میں خراسان کا مال جو تو ہمراہ لایا ہے دیتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں عبداللہ بن جعفر کو پانچ لاکھ دینا پڑے گا''۔ عبدالرحمٰن نے پچھلی صورت اختیار کی پانچ لاکھ عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ اس میں نصف یزید کی طرف سے ہے اور نصف میری طرف سے۔

<u>عبیداللہ بن زیاد کی معزولی اور بحالی</u>: اسی ۵۹ھ میں اہل بصرہ کا وفد عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ امیر معاویہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر معاویہؓ نے عزت واحترام سے علی قدر مراتب ہر شخص کو بٹھایا آخر میں احنف داخل ہوئے' امیر معاویہؓ نے ان کو اپنے برابر تخت پر بٹھالیا۔ پھر وفود سے مخاطب ہوئے وفود عبیداللہ بن زیاد کی ثنا وصفت کرنے لگے۔ احنف خاموش بیٹھے رہے۔ امیر معاویہؓ نے کہا ''اے ابو بحر! تم کیوں خاموش ہو تم بھی تو کچھ بولو'' احنف بولے ''مجھے خوف اس امر کا ہے کہ کہیں یہ لوگ میرے بیان کی تکذیب نہ کر دیں''۔ اس پر امیر معاویہؓ نے وفود سے ارشاد کیا ''جاؤ میں نے حکومت بصرہ سے عبیداللہ کو معزول کر دیا۔ تم لوگ اپنے خواہش کے مطابق ایک دوسرا عامل منتخب کرو''۔ اہل وفد دربار سے اٹھ کر علیحدہ جا بیٹھے اور انتخاب کرنے لگے اور احنف خاموش اپنی جگہ پر بیٹھے رہے' کبھی کوئی شخص کسی کو بنی امیہ سے اور کبھی کوئی شرفاء شام سے ایک کو منتخب کر رہا تھا اتنے میں امیر معاویہؓ نے ان لوگوں کو بلا بھیجا اور دریافت کیا ''تم لوگوں نے کس کو منتخب کیا؟'' ہر فریق نے ایک ایک شخص کو نامزد کیا مگر احنف کچھ نہ بولے۔ امیر معاویہؓ نے کہا ''تم بھی کچھ کہو''۔ احنف بولے ''اگر میں کسی شخص کو تمہارے خاندان (یعنی بنی امیہ) سے منتخب کرتا ہوں تو کوئی وجہ ترجیح نہیں ہے اور عبیداللہ کے مقابلے میں انصاف بھی نہ ہوگا اور اگر کسی شخص غیر کو میں نے انتخاب کیا تو اس کی بابت تمہاری رائے مقدم ہوگی''۔ امیر معاویہؓ نے اس تذبذب رائے سے مجبور ہو کر کہا ''اچھا میں نے پھر عبیداللہ کو بصرے کی گورنری پر بحال کیا اور احنف سے رائے لینے اور اس کے ساتھ سلوک کرنے کی عبیداللہ کو ہدایت کی۔ مگر اس بارے میں ان سے غلطی ہوگئی پھر جب آتش فتنہ مشتعل ہوئی تو کسی شخص نے سوائے احنف کے اس کو معزول نہ کیا' پھر اس کے بعد امیر معاویہؓ نے اہل وفد سے ولی عہدی یزید کی بیعت لی اور ان کو رخصت کیا۔

بیرونی مہمات: ۵۲ھ میں بشر بن ارطاۃ سرزمین روم میں بغرض اعلاء کلمۃ اللہ جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ ایام سرما وہیں گزارے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ واپس آ گئے تھے ان ہی دنوں وہاں پر سفیان بن عوف ازدی بھی اترے ہوئے تھے اور انہوں نے بھی ایام سرما اسی سرزمین میں گزارے اور یہی انتقال بھی کیا اور بسر کردگی لشکر صائفہ[1] محمد بن عبداللہ ثقفی نے بلاد روم پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد ۵۳ھ میں عبدالرحمٰن بن ام الحکم سرزمین روم میں جہاد کرتے ہوئے داخل ہوئے۔ اسی سنہ میں جنادہ بن ابی امیہ ازدی نے جزیرہ رودس کو بزور تیغ فتح کر کے وہیں ڈیرے ڈال دیئے' رومیوں کو سخت صدمہ ہوا۔ آئے دن یہ ان کی کشتیاں گرفتار کر لیتے تھے اور امیر معاویہؓ ان کو اس پر انعام و اکرام دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ مسلمانوں سے رومی ڈرنے لگے۔ جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہو گیا تو یزید نے ان کو جزیرہ رودس سے بلا لیا۔ پھر ۵۴ھ میں محمد بن مالک مملکت روم میں داخل ہوئے اور صائفہ پر (معن)[2] ابن یزید سلمی مامور ہوئے۔ اسلامی لشکر نے بسر افسری جنادۃ بن ابی امیہ ازدی' جزیرہ ازدی (یا ارواد) متصل قسطنطنیہ فتح کیا۔ سات برس تک اس پر قابض رہے اس کے بعد یزید نے اپنے زمانہ حکومت میں ان لوگوں کو واپس بلا لیا۔ ۵۵ھ کے دور میں سفیان بن عوف ازدی اور بعض کہتے ہیں عمر بن محرز' کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ بن قیس اور ۵۶ھ میں جنادۃ بن ابی امیہ اور بروایت بعض مؤرخین عبدالرحمٰن بن مسعود اور بعض کا خیال یہ ہے کہ براہ دریا یزید ابن ابی سمرہ اور خشکی میں عیاض بن الحرث نے جہاد کیا اور ۵۷ھ میں عبداللہ بن قیس ارض روم پر مالک بن عبداللہ خثعمی نے خشکی پر عمر بن یزید الجہنی نے براہ دریا معرکہ آرائی کی پھر ۵۸ھ میں عمر بن مرۃ الجہنی سرزمین روم کی طرف بڑھے اور جنادۃ بن ابی امیہ نے براہ دریا رومیوں پر حملہ کیا۔ اسی سنہ میں اسلامی فوجوں نے بسر کردگی عمیر بن الحباب السلمی قلعہ کمخ (بلاد روم) پر دھاوا کیا' عمیر بن الحباب تن تنہا اس کی فصیل پر چڑھ گئے پہرے والوں سے لڑ کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا۔ عساکر اسلامی نے پہنچ کر فوراً قبضہ کر لیا۔ ۶۰ھ میں مالک بن عبداللہ نے سوریہ پر چڑھائی کی اور جنادۃ بن ابی امیہ نے جزیرہ رودس پر قبضہ کر کے اس کے شہر کو ویران کر دیا۔

امیر معاویہؓ کی وصیت: ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا انتقال ہوا' اپنی موت سے تھوڑے دنوں پہلے ایک خطبہ دیا جس کے چند جملے یہ تھے:

انی کزرع مستحصد و قد طالت امادتی علیکم حتی مللتکم و مللتمونی و تمنیت فراقکم و تمنیتم فراقی و لن یاتیکم بعد الامن انا خیر منه کما ان من کان قبلی خیر منی و قد قیل من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاء ہ اللّٰھم انی قد احببتُ لقاءک فاحبب لقائی و بارک لی

''میری مثال ایک پکے ہوئے کھیت کی ہے اور تم پر میری امارت اس درجہ طویل ہوئی کہ میں نے تم کو ملال پہنچایا اور تم نے مجھ کو اور میں نے تمہاری جدائی کی تمنا کی اور تم نے میری جدائی کی اور جو میرے بعد تمہارا حکمران ہوگا اس سے میں بہتر ہوں جیسا کہ پہلے والے مجھ سے بہتر تھے' کسی کا مقولہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا ملنا دوست رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ میں تیری حضوری چاہتا ہوں تو بھی مجھے اپنی حضوری میں

---

[1] صائفہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو موسم گرما میں لڑنے کے لئے جائے۔
[2] اس مقام پر اصل نسخہ میں جگہ چھوٹی ہوئی تھی۔ میں نے یہ نام تاریخ کامل سے نقل کیا ہے۔ (کامل ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱۳)

طلب کر لے اور یہ مجھے مبارک کر''۔

اس خطبہ کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بیمار ہو گئے اور مرض میں یوماً فیوماً زیادتی پیدا ہونے لگی اپنے لڑکے یزید کو بلا کر فرمایا 'میرے بیٹے! میں نے کل امور متنازعہ کو طے کر کے تمہارے لئے کافی سرمایہ مہیا کر دیا ہے' تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے عرب کی گردنیں تمہارے سامنے جھکا دیں اور میں نے تمہارے لئے اسباب سطوت اس قدر فراہم کر دیئے ہیں کہ کسی نے آج تک نہیں جمع کیا' مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں اگر نزاع ومخالفت کریں گے تو قریش کے یہی چار شخص ہیں حسین بن علیؓ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن زبیر' عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ عنہم) ہیں لیکن ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جن کا سوائے عبادت کے کوئی کام نہیں ہے۔ جب کوئی شخص سوائے ان کے بیعت کرنے کو باقی نہ رہے گا تو وہ بھی تمہاری بیعت کر لیں گے اور حسینؓ بن علی ایک سیدھی سادی طبیعت کے آدمی ہیں مگر اہل عراق ان کو خروج کرنے پر ضرور تیار کر لیں گے۔ پس اگر یہ تم پر خروج کریں اور تم کو ان پر کامیابی حاصل ہو تو درگزر کرنا' ان کا بہت بڑا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ نواسے ہیں اور ابن ابی بکرؓ کی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے جو ان کے احباب وہم نشین کریں گے وہی وہ بھی کریں گے اور ان میں کوئی ہمت ہے تو وہ عورتوں میں منحصر ہے ہاں جو شخص تم پر شیر کی طرح حملہ کرے گا اور مثل لومڑی کے بحیلہ ومکر پیش آئے گا اور جب کبھی اس کو موقع ملے گا ضرور حملہ آور ہوگا' وہ ابن زبیر ہے پس اگر وہ ایسا کرے اور تم کو اس پر غلبہ حاصل ہو جائے تو اس کو بے دست و پا کر دینا۔

امیر معاویہ کا انتقال: طبری نے بروایت ہاشم ایسا ہی بیان کیا ہے اور طبری نے ہاشم ہی سے اس طرح بھی روایت کی ہے کہ ۶۰ھ میں امیر معاویہؓ کا زمانہ وفات قریب آ گیا اور اس وقت یزید موجود نہ تھا تو امیر معاویہؓ نے ضحاک بن قیس فہری (اپنے افسر پولیس) اور مسلم بن عقبہ المزنی کو بلا کر کہا ''میری یہ وصیت یزید تک پہنچا دینا' اہل حجاز کے ساتھ بہ شفقت و الطاف پیش آنا کیونکہ وہ تمہارے ماوا و ملجا ہیں پس جو ان میں سے تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرنا اور جو غائب ہو اس سے ایفاء عہد کرنا اور اہل عراق کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا کہ اگر وہ ہر روز عامل کی معزولی چاہیں تو روزانہ عامل کو معزول کرتے جانا کیونکہ یہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ تم پر ایک لاکھ تلواریں نیام سے نکل آئیں اور اہل شام کو ہمیشہ اپنا معین ومددگار سمجھ کر حسن سلوک سے پیش آنا' اگر کوئی خدشہ تمہیں دشمنوں کی جانب سے پیدا ہو جائے تو ان سے مدد لینا اور جب اس پر کامیاب ہو جانا تو اہل شام کو ان کے شہروں کی طرف واپس کر دینا' دوسرے شہروں میں قیام کرنے سے ان کے اخلاق خراب ہو جائیں گے عادتیں بگڑ جائیں گی۔ مجھے قریش سے کوئی اندیشہ سوائے ان تین شخصوں کے نہیں ہے'' (اس روایت میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا ذکر نہیں کیا ہے)[1] ابن عمرؓ کی بابت کہا ''ان کو عبادت نے اس قدر گھلا دیا ہے کہ وہ کسی مد کے نہیں رہے اور نہ تجھ سے کسی امر کے خواہاں ہوں گے'' اور حسینؓ بن علیؓ کے بارے میں کہا ''اگر ان سے کسی کے ابھارنے سے غلطی ہو تو درگزر کرنا' مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان لوگوں کی وجہ سے کافی ہوگا' جنہوں نے ان کے باپ کو شہید کیا ہے اور ان کے بھائی کو نقصان پہنچایا ہے'' اور ابن زبیرؓ کے حق میں ارشاد فرمایا ''اگر یہ کچھ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں تو جہاں تک امکان

---

[1] اور یہی صحیح ہے کیونکہ عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ امیر معاویہؓ سے پیشتر ۵۳ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ (ابن اثیر جلد سوم صفحہ ۲۱۴ وجلد چہارم صفحہ ۳)

میں ہو جنگ کرنے سے باز نہ آنا اور اس قدر مستعدی سے لڑنا کہ مجبور ہو کر یہ خود صلح کے خواست گار ہوں اور جب صلح کی درخواست پیش کریں تو فوراً منظور کر لینا۔ غرض اس قسم کی چند وصیتیں کر کے وسط رجب ۶۰ھ میں انتقال کر گئے اور بعض کا بیان ہے کہ ماہ جمادی الثانی میں اپنی حکومت کے انیس برس چند مہینے بعد وفات پائی ہے۔

دیوان خاتم: امیر معاویہؓ کے خانہ کے محافظ منصرم عبداللہ بن محصن تھے اور انہیں کی سپردگی میں ان کی مہر تھی' سب سے پہلے انہوں نے ہی اس محکمہ کو قائم کیا۔ اس کے قائم کرنے کا یہ سبب ہوا کہ ایک مرتبہ عمر بن الزبیر کو ایک لاکھ[1] درہم دینے کا فرمان بنام زیاد عراق میں لکھا' عمر بن الزبیر نے خط کھول کر لاکھ کا دولاکھ بنا کر زیاد سے وصول کر لیا۔ جب عراق سے سالانہ حساب آیا تو امیر معاویہؓ نے عمر بن الزبیر کو گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ عمر بن الزبیر کے بھائی عبداللہ کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے لاکھ درہم دے کر عمر کو رہا کرایا۔ اس کے بعد ہی امیر معاویہؓ نے ایک نیا محکمہ قائم کیا اور اس کا نام دیوانِ خاتم رکھا۔ خطوط و فرامین کو ملفوف و مختوم کرنے لگے اور اس سے پیشتر نہ تو لفافے میں خطوط بند کئے جاتے تھے اور نہ ان پر مہر ہوتی تھی۔ ان کا صاحب شرطہ[2] پہلے قیس بن ہمزہ ہمدانی تھا بعد ازاں اس کو معزول کر کے زمل بن عمرو العدوی کو مقرر کیا۔ دستہ فوج جاں نثاراں پر ان کا آزاد غلام مختار اور بعض نے کہا ہے کہ ابو المحاری مالک (حمیر کا غلام آزاد) تھا۔ اولاً جس نے دستہ فوج جاں نثاراں مقرر کیا وہ امیر معاویہؓ ہی تھے۔ اور حجاب[3] کی افسری ان کے آزاد غلام سعد کے ہاتھ میں تھی اور میر منشی و سیکرٹری سرجون بن منصور رومی تھا۔ عہدۂ قضا پر فضالہ بن عبداللہ انصاری اور ان کے انتقال کے بعد ابو ادریس عایذ بن عبداللہ خولانی تھے۔

امیر معاویہ کا نسب' کنیت' ازواج' اولاد: امیر معاویہ[4] ابوسفیان (ان کا نام صخر تھا) بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ کے لڑکے تھے' ماں کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ تھا کنیت ان کی ابو عبدالرحمٰن تھی۔ بیویاں چار تھیں (۱) میسون بنت مجدل بن انیف مادر یزید (۲) فاختہ بنت عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف جس سے عبدالرحمٰن و عبداللہ دو لڑکے پیدا ہوئے۔ (۳) نائلہ بنت عمارہ کلابیہ (اس کو نکاح کے تھوڑے دنوں کے بعد طلاق دے دیا تھا) (۴) کتوہ بنت قرظہ۔

عبدالرحمٰن بن معاویہؓ کا نسبی سلسلہ نہیں چلا اور عبداللہ بن معاویہؓ کے بھی اولاد ذکور باقی نہ رہی۔ ایک لڑکی عاتکہ تھی جس سے یزید بن عبدالملک نے عقد کیا۔

امیر معاویہؓ فتح مکہ سے چند دنوں پیشتر اسلام لائے۔ جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت کی خدمت سپرد کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جس وقت شام پر اسلامی فوجیں روانہ کی تھیں' امیر معاویہؓ بھی اپنے بھائی یزید

---

[1] زبان عربی میں لاکھ کو مائۃ الف (سو ہزار) کہتے ہیں۔ عمر بن الزبیر نے اس میں یہ کارروائی کی کہ مائۃ الف کو مائتین الف بنا دیا جس سے لاکھ کے دو لاکھ ہو گئے۔

[2] یعنی افسر پولیس

[3] حجاب حاجب کی جمع ہے۔ ترکی میں یہ عہدہ رئیس التشریفات کے نام سے موسوم ہے اور انگریزی میں لارڈ چیمبرلین کہلاتا ہے۔ اس کا کام یہ ہے کہ جو شخص دربار شاہی میں داخل ہوتا ہے اس کی یہ تقریب کرتا ہے۔

[4] معارف ابن قتیبہ صفحہ ۱۱۹ و تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۱۳۱' ۱۳۲ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد سوم و چہارم سے ملخصاً ترجمہ کیا گیا ہے۔

بن ابی سفیان کے ساتھ گئے تھے۔ یزید کے انتقال پر دمشق کی حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کی گئی۔ حضرت عمرؓ فاروق کے دورِ خلافت میں صرف دمشق کے گورنر رہے اور حضرت عثمانؓ ذی النورینؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں کل شام انہیں کے سپرد کر دیا۔ بیس برس تک گورنر رہے ۴۰ھ میں باسٹھ برس کی عمر میں خلیفہ ہوئے' تقریباً بیس برس تک خلافت کر کے دمشق میں بیاسی برس کی عمر میں انتقال کر گئے اور مابین باب الجابیہ و باب الصغیر مدفون ہوئے۔

صفوان بن عمرو کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عبدالملک' امیر معاویہؓ کی قبر کی طرف ہو کر نکلا۔ کھڑا ہو گیا' دعائے مغفرت کرتا رہا' کسی نے دریافت کیا یہ کس کی قبر ہے؟ جواب دیا' یہ اس شخص کی قبر ہے جس کو جیسا کہ میں جانتا ہوں اپنے علم سے بولتا' بوجہ حلم کے سکوت کر جاتا' جب کسی کو کچھ دیتا تو اس کو مالدار کر دیتا اور جب کسی سے لڑتا تو اس کو فنا کر دیتا تھا۔ افسوس ہے کہ موت کے فرشتے نے اس کو جلد پیام مرگ سنا دیا۔ کاش اس کے دوسرے کو موت آ جاتی۔ یہ قبر ابوعبدالرحمٰن معاویہؓ کی ہے اور معاویہؓ پہلے خلیفہ ہے جس نے اسلام میں اپنے لڑکے کی بیعت لی۔ سب سے پہلے اس نے ہرکارے ڈاک کے مقرر کیے۔ غالیہ کو جو خوشبو کی چیز ہے انہوں نے ہی غالیہ کے نام سے موسوم کیا۔ مسجد میں پہلے انہوں ہی نے حجرہ بنایا اور بروایت اولاً معاویہ ہی نے بیٹھ کر خطبہ دیا۔

اسمائے متوفین اعلام اسلام: ان کے زمانہ خلافت میں مشاہیر اسلام واصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جن بزرگوں نے وفات پائی ان کے اسمائے گرامی مع حالات مندرجہ ذیل ہیں:

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
حسان بن ثابت	۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر تھے
ابورافع	۴۰ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔
لبید بن ربیعہ	۴۱ھ	یہ مشاہیر شعراء عرب سے تھے ان کا بھی قصیدہ خانہ کعبہ پر لٹکا ہوا تھا' پچھتر برس کی عمر پائی' بعد فتح مکہ اسلام لائے' مسلمان ہوتے ہی شاعری چھوڑ دی تھی' دن رات قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔
حبیب بن مسلمہ فہری	۴۲ھ	امیر معاویہ کی طرف سے ارمینیہ کے گورنر تھے۔
عثمان بن طلحہ	۴۲ھ	اور وہیں وفات پائی۔
صفوان بن امیہ بن خلف	۴۲ھ	
ہانی بن نیار بن عمرو	۴۲ھ	انصاری ہیں' براء بن عازب انصاری کے ماموں تھے اور شریک بدر و عقبہ ہوئے تھے۔
عبداللہ بن سلام	۴۳ھ	مشہور صحابی اور کتب سماوی کے بہت بڑے عالم متبحر تھے۔
ام المومنین ام حبیبہؓ	۴۴ھ	یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی' ابوسفیان بن حرب کی بیٹی اور امیر معاویہ کی بہن تھیں۔
زید بن ثابت انصاری	۴۵ھ	
عاصم بن عدی بدری انصاری	۴۵ھ	بدری صحابی ہیں۔
سلمہ بن سلامہ انصاری	۴۵ھ	اصحاب بدر و عقبہ سے ہیں ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
ثابت بن ضحاک بن خلیفہ الکلابی	۴۵ھ	اصحاب الشجرہ سے ہیں۔
حسن بن علیؓ	۴۹ھ	کہا جاتا ہے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کندی نے زہر دے دیا تھا' آپ نے وقت وفات وصیت کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا اور اگر کوئی فتنہ برپا ہو تو مقابر مسلمین میں۔ پس بعد انتقال حسینؓ بن علی نے ام المومنین عائشہؓ سے اس کی اجازت حاصل کی اور وہیں دفن کرنے کا قصد کیا' سعید بن العاص جو امیر مدینہ تھا کچھ تعرض نہ کیا لیکن مروان بن الحکم نے اپنے اعزہ و اقارب کو جمع کر کے مخالف بن بیٹھا۔ حسینؓ ابن علی نے جبراً دفن کرنے کا قصد کیا۔ لوگوں نے سمجھایا کہ آپ کے بھائیؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ اگر کوئی اندیشہ فساد نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کرنا ورنہ مقابر مسلمین میں' لہذا مناسب یہ ہے کہ مروان ابن الحکم آمادہ فساد ہے مقابر مسلمین میں دفن کیجئے' چنانچہ حسین بن علیؓ خاموش ہو گئے اور حسن بن علیؓ مقابر مسلمین میں مدفون ہوئے۔ سعید بن العاص نے جنازے کی نماز پڑھائی حسین بن علیؓ نے فرمایا اگر یہ مسنون نہ ہوتا تو میں تم کو نماز نہ پڑھانے دیتا۔
	۵۰ھ	
ام المومنین صفیہ بنت حیی	۵۰ھ	
عثمان بن العاص ثقفی	۵۰ھ	
عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس	۵۰ھ	
ابوموسیٰ اشعری		صحابی ہیں۔
زید بن خالد الجہنی	۵۰ھ	
مدلاج بن عمرو السلمی	۵۰ھ	یہ کل مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب رہے ہیں۔
سعد بن ابی وقاص	۵۰ھ	عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ عقیق میں انتقال فرمایا۔ مدینہ میں لا کر دفن کیے گئے۔ چوہتر یا تراسی برس کی عمر پائی۔
سعید بن زید	۵۱ھ	عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ مدینہ میں مدفون ہوئے۔
جریر بن عبداللہ البجلی	۵۱ھ	جس سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا ہے اسی سال یہ اسلام لائے تھے۔
ابوبکرہ نفیع بن الحرث طبیب عرب	۵۱ھ	یہ زیاد کے اخیافی بھائی تھے' زمانہ حصار طائف میں ایمان لائے۔
ام المومنین میمونہ بنت الحرث	۵۱ھ	مقام سرف میں وفات پائی۔
عمران بن الحصین خزاعی	۵۲ھ	
کعب بن عجرہ	۵۲ھ	
ابوایوب انصاریؓ	۵۲ھ	ان کا نام خالد بن زید تھا۔ بیعت عقبہ میں موجود تھے اصحاب بدر سے ہیں۔ صاحب کامل نے ان کے انتقال کو حوادث ۵۲ھ میں لکھا ہے لیکن اس سے پیشتر لکھا گیا ہے کہ زمانہ حصار قسطنطنیہ ۴۹ھ میں انتقال کیا تھا اور اس کے شہر پناہ کی دیوار کے نیچے مدفون ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
عبدالرحمن بن ابی بکرؓ	۵۳ھ	مشہور صحابی ہیں اثناء راہ مکہ میں سوئے تو سوتے ہی رہ گئے۔
فیروز الدیلمی	۵۳ھ	ان کا بھی شمار صحابہ میں ہے امیر معاویہؓ نے ان کو صنعاء کا عامل مقرر کیا تھا۔
عمرو بن حزم انصاریؓ	۵۳ھ	
فضالہ بن عبید انصاریؓ	۵۳ھ	دمشق میں انتقال کیا۔ امیر معاویہؓ کی طرف سے عہدۂ قضا پر مامور تھے۔ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے تھے۔
ابو قتادہ انصاریؓ	۵۴ھ	اصحاب بدر سے ہیں بعض کا بیان ہے کہ ۳۸ھ میں انتقال ہوا تھا۔ علیؓ بن ابی طالب نے نماز جنازہ پڑھائی اور سات تکبیریں کہی تھیں کل لڑائیوں میں یہ ان کے ہمراہ تھے۔
ثوبانؓ	۵۴ھ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام تھے۔
اسامہ بن زیدؓ	۵۴ھ	مشہور شخص ہیں۔
سعید بن یربوع بن عنکثہ	۵۴ھ	
مخرمہ بن نوفل	۵۴ھ	وقت فتح مکہ ایمان لائے تھے ایک سو پندرہ برس کی عمر پائی۔
عبداللہ بن انیس الجہنی	۵۴ھ	
زید بن شجرۃ الرہادی	۵۴ھ	
ارقم بن ارقم مخزومی	۵۵ھ	یہ وہی ہیں جن کے مکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل ہجرت مکہ میں روپوش ہوئے تھے۔
ابو الیسر بن عمرو انصاری	۵۵ھ	اصحاب بدر سے ہیں علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھے۔
عبداللہ بن عامر	۵۷ھ	
عبداللہ بن قدامہ سعدی	۵۷ھ	صحابہ سے ہیں۔
عثمان بن شیبہ بن ابی طلحہ	۵۷ھ	یہ بنی شیبہ کے اجداد میں ہیں جس کے ہاتھ میں خانہ کعبہ کی مفتاح رہتی تھی فتح مکہ میں ایمان لائے۔
جبیر بن مطعم بن نوفل قرشی	۵۷ھ	مشہور صحابی ہیں۔
ام المومنین ام سلمہؓ	۵۷ھ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور بیوی ہیں بعض کا بیان ہے کہ زمانہ شہادت امام حسینؓ بن علیؓ تک زندہ رہی تھیں لیکن یہ غلط ہے۔
عقبہ بن عامر الجہنی	۵۸ھ	صحابی ہیں امیر معاویہؓ کے ساتھ شریک جنگ صفین تھے۔
سمرہ بن جندب	۵۸ھ	
مالک بن عبادہ غافقی	۵۸ھ	
عمیر بن یثربی	۵۸ھ	بصرے کے قاضی تھے۔
ام المومنین عائشہؓ	۵۸ھ	آپ کو مروان اور اس کے خاندان والوں نے شہید کیا تھا اس وجہ سے کہ اس کی مخالفت کرتی تھیں۔ اس نے دعوت کے بہانے سے اپنے گھر بلایا اور پہلے ایک گڑھا

اسماء	سنہ وفات	مزید حالات
		عمیق کھود کر نیزے، تلواریں، چھریاں وغیرہ رکھ دی تھیں اوپر سے ایک فرش بچھا دیا تھا۔ ام المؤمنین جب تشریف لائیں تو ان کو وہیں بٹھایا، بیٹھنا تھا کہ نیچے گر پڑیں، معمر اور کمزور تھیں، ایسی چوٹ آئی کہ پھر اس سے جانبر نہ ہوئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب ترین ازواج میں سے ہیں، آپ پیار سے ان کو حمیرا فرمایا کرتے تھے۔
قیس بن سعد بن عبادہ انصاری	۵۹ھ	
سعید بن العاص	۵۰ھ	۱ھ میں پیدا ہوا تھا اس کا باپ جنگ بدر میں بحالت کفر مارا گیا تھا۔
مرہ بن کعب بہری سلمی	۵۹ھ	صحابی ہیں۔
ابو محذورۃ الجمحی	۵۹ھ	مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے اور وہیں تا زمانہ انتقال اذان دیتے رہے۔
عبداللہ بن عامر بن کریز	۵۹ھ	مکہ میں انتقال کیا، عرفات میں مدفون ہوئے۔
ابو ہریرہؓ	۵۹ھ	مشہور صحابی ہیں

علاوہ ان لوگوں کے جن کا اوپر ذکر ہو چکا، قثم وعبداللہ پسران عباسؓ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم وامہات المؤمنین حفصہ، میمونہ، سودہ، جویریہ رضی اللہ عنہن نے بھی زمانہ خلافت امیر معاویہ میں انتقال کیا تھا۔

امیر معاویہ کے عہد خلافت کے فتوحات کو مؤرخین نے اجمالاً بیان کیا ہے۔ ایسے مؤرخ کم ہیں جنہوں نے تفصیلی واقعات لکھے ہوں۔ لہٰذا ہم بھی بہ نظر ایجاز واختصار اسی ذکر اجمالی پر اکتفا کرتے ہیں۔ (انتہی)

باب : ۲

"یزید اوّل بن معاویہ"

۶۰ھ تا ۶۴ھ

بیعتِ خلافت : امیر معاویہ کے انتقال کے بعد بیعت خلاف یزید کے ہاتھ پر کی گئی اس وقت مدینہ میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان' مکہ میں عمرو بن سعید بن العاص' بصرے میں عبیداللہ بن زیاد' کوفہ میں نعمان بن بشیر گورنر تھا۔ اس کی پوری توجہ اس طرف تھی کہ ان لوگوں سے بیعت لینی چاہئے جنہوں نے اس کی ولی عہدی کی بیعت سے امیر معاویہؓ کے زمانے میں انکار کیا تھا۔ چنانچہ اس نے ولید بن عتبہ کو امیر معاویہؓ کے انتقال کا حال لکھا اور یہ تحریر کیا کہ بلا تاخیر حسینؓ بن علیؓ' عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن الزبیرؓ سے بیعت لے لو' مروان بن الحکم نے خط کھولا' امیر معاویہؓ کی خبر موت دیکھ کر انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ ولید نے ان لوگوں سے بیعت لینے کی بابت اس سے مشورہ کیا۔ مروان نے رائے دی کہ اسی وقت وہ لوگ بلائے جائیں' اگر یزید کی بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ اس سے پیشتر کہ وہ امیر معاویہؓ کے انتقال سے واقف ہوں' قتل کر دیئے جائیں' کیونکہ انتقال امیر معاویہؓ سے واقف ہو جانے پر ان میں سے ہر شخص مدعی خلافت ہو جائے گا۔ ہاں ابن عمرؓ ایک ایسے شخص ہیں جو لڑائی جھگڑے سے بھاگتے ہیں اور خلافت کو پسند نہیں کرتے' اس کے علاوہ کہ کُل مسلمان متفق ہو کر ان کو خلیفہ بنائیں۔

امام حسینؓ و ابن الزبیرؓ کی طلبی : چنانچہ ولید نے اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن عثمان ایک نوعمر لڑکے کو ان لوگوں کے بلانے کو بھیجا' وہ حسینؓ و ابن زبیرؓ کے پاس مسجد میں اس وقت پہنچا جس وقت کہ ولید مسجد سے اٹھ کر اپنے مکان پر چلا گیا تھا اور ان دونوں بزرگوں سے کہا "چلئے آپ کو امیر طلب کر رہے ہیں" حسینؓ و عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا "تم جاؤ! ہم آتے ہیں"۔ عبداللہ بن عمر کے چلے جانے کے بعد دونوں بزرگ بے وقت طلب کرنے پر باتیں کرنے لگے' لیکن کوئی عقدہ حل نہ ہوا۔ بالآخر امام حسینؓ نے اپنے خادموں اور خاندان کے کل ممبروں کو جمع کیا اور ان کو اپنے ہمراہ لے جا کر دروازے پر بٹھایا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں تم کو بلاؤں اور یا بآواز بلند گفتگو کروں تو فوراً سب لوگ اندر چلے آنا' بعد ازاں اندر تشریف لے گئے۔

مروان بھی بیٹھا ہوا تھا' صاحب سلامت ہوئی آپ نے ولید ومروان کے بعد قطع مراسم ودوبارہ راہ ورسم اتحاد پیدا کرنے پر شکر یہ ادا کرتے ہوئے ارشاد کیا ''صلح فساد سے بہتر ہے''۔ ولید نے یزید کا خط دیا' آپ نے پڑھا امیر معاویہؓ کی موت کی خبر پڑھ کر انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہہ کر فرمایا ''خدا مغفرت کرے' باقی رہی بیعت اس کی بابت میرے نزدیک یہ مناسب نہیں کہ مجھ ایسا شخص خفیہ طور سے بیعت کرلے اور یہ کچھ موزوں وکافی نہ ہوگا بلکہ جب میں یہاں سے اٹھ کر لوگوں میں جاؤں اور تم ان سب کو بیعت کے لئے بلاؤ گے اور میں بھی ان لوگوں میں ہوں گا تو سب سے پہلے میں ہی جواب دینے والا ہوں گا''۔

ولید کے مزاج میں صلاحیت تھی اس نے اس کو پسند کر کے کہا ''بہتر ہے' تشریف لے جایئے''۔ مروان بولا ''ان کو بغیر بیعت کئے ہوئے نہ جانے دو' ورنہ ان سے بیعت نہ لے سکو گے۔ جب تک تم میں اور ان میں خون کا دریا نہ رواں ہوگا اور اگر تم ایسا نہ کرسکو گے تو میں لپک کر ان کی گردن اڑا دوں گا''۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی امام حسینؓ بن علیؓ نے ڈانٹ کر کہا ''تو یا وہ مجھے قتل کرے گا واللہ! تو جھوٹا ہے''۔ مروان یہ سن کر دب گیا' آپ لوٹ کر اپنے مکان پر تشریف لائے' مروان ولید کو ملامت کرنے لگا' ولید نے کہا ''اے مروان! واللہ مجھے یہ گوارا نہ تھا کہ میں حسینؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل کرتا' اگرچہ مجھے تمام عالم کا مال مل جاتا یا میں اس کا مالک بن بیٹھتا''۔

ابن زبیر کا فرار: باقی رہے عبداللہ بن زبیرؓ وہ اپنے اعزہ واقارب کو جمع کر کے اپنے مکان میں چھپ رہے۔ ولید آدمی پر آدمی بلانے کے لئے بھیجنے لگا' آخر کار اپنے غلاموں کو ابن زبیرؓ کے گرفتار کر لانے پر متعین کیا۔ غلاموں نے سخت سست کہا' چاروں طرف سے مکان کو گھیر لیا۔ ابن زبیرؓ نے مجبور ہو کر اپنے بھائی جعفر کے ذریعہ سے ولید کے پاس کہلا بھیجا ''تمہارے غلاموں نے میری بے عزتی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ تم ذرا صبر کرو' میں کل آؤں گا تم اپنے غلاموں اور آدمیوں کو بلا لو''۔ ولید نے اپنے غلاموں کو واپس بلا لیا اور ابن زبیر مع اپنے بھائی کو لے کر رات کے وقت براہ فرع مکہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ ولید کو اس کی اطلاع صبح ہوئی' فوراً چند آدمیوں کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا' لیکن ان کو نہ پایا مجبور ہو کر واپس آئے۔

امام حسینؓ کی روانگی: تمام دن یہ لوگ امام حسینؓ بن علیؓ کو تنگ کرتے رہے۔ ولید بار بار آپ کو کہلا بھیجتا تھا اور آپ نہ جاتے تھے' پھر آپ نے آخر میں یہ کہلا بھیجا ''رات کا وقت ہے اس وقت تم صبر کرو' صبح ہونے دو دیکھا جائے گا''۔ ولید خاموش ہو گیا۔

جونہی رات ہوئی آپ مع اپنے لڑکوں' بھائیوں' بھتیجوں کے ابن زبیرؓ کی روانگی کی دوسری شب میں مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ صرف محمد بن حنیفہ باقی رہ گئے۔ مکہ معظمہ جانے کی رائے محمد بن حنفیہ ہی نے دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ تم یزید کی بیعت سے اعراض کر کے کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اور وہاں سے اپنے دعاۃ (ایلچیوں) کو اطراف وجوانب بلادِ اسلامیہ میں روانہ کرو' اگر وہ لوگ تمہاری بیعت منظور کرلیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور اگر تمہارے سوا انہوں نے متفق ہو کر کسی دوسرے کو امیر بنا لیا تو تم کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا' تمہارے دین یا تمہاری عقل کو مضرت نہیں اور نہ ہی اس میں تمہاری آبرو ریزی ہوگی۔ مجھے اندیشہ اس کا ہے کہ کہیں تم ایسے شہر یا ایسی قوم میں نہ چلے جاؤ جس

میں سے کچھ لوگ تمہارے ساتھ اور کچھ لوگ تمہارے مخالف ہوں اور جس سے بدی کی ابتدا تم ہی سے ہو"۔ امام حسینؓ بن علیؓ نے دریافت کیا "اچھا ہم کہاں جائیں؟" جواب دیا "مکہ جاؤ اگر تم کو وہاں اطمینان کے ساتھ یہ باتیں حاصل ہو جائیں تو فبہا ورنہ ریگستان اور پہاڑوں کی گھاٹیوں میں چلے جانا اور ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا یہاں تک کہ کوئی امر لوگوں کے اجتماع واتفاق سے طے ہو جائے"۔ امام حسینؓ بن علیؓ نے اس رائے کو پسند کیا بھائی سے رخصت ہو کر نہایت تیزی کے ساتھ مکہ آ پہنچے۔

عبداللہ بن عمرؓ: اب باقی رہ گئے عبداللہ بن عمرؓ ولید نے ان کو بیعت کے لئے بلا بھیجا۔ آپ نے فرمایا "جلدی کیا ہے جس کے ہاتھ پر سب مسلمان بیعت کر لیں گے خواہ وہ حبشی ہی کیوں نہ ہو میں بھی بیعت کر لوں گا" اور بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ امیر معاویہؓ کی وفات کے وقت مکہ میں تھے اور وہاں سے یہ دونوں بزرگ واپس آ رہے تھے اثناء راہ میں امام حسینؓ وابن زبیرؓ سے ملاقات ہو گئی۔ ان دونوں صاحبوں نے امیر معاویہؓ کے مرنے کی خبر اور بیعت یزید کا حال بتلایا' ابن عمرؓ نے فرمایا ((لا تفرقا جماعة المسلمين)) "مسلمانوں کی جماعت کو متفرق نہ کرتے جاؤ"۔ امام حسینؓ وابن زبیر مکہ کو روانہ ہو گئے اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ مدینہ آ پہنچے اور بیعت عامہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے بھی بیعت کر لی۔

غرض ابن زبیرؓ یہ کہتے ہوئے کہ میں بیت اللہ میں پناہ گزین ہوتا ہوں' مکہ میں داخل ہوئے ان دنوں مکہ کا عامل عامر بن سعید تھا۔ اس کے ساتھ نہ تو وہ نماز پڑھتے تھے اور نہ اس کے ساتھ طواف کرتے تھے یہ اور ان کے ہمراہی علیحدہ کھڑے رہتے۔

ولید بن عتبہ کی معزولی: ان واقعات کی اطلاع یزید کو ہوئی تو اس نے ولید بن عتبہ کو مدینہ منورہ کی حکومت سے معزول کر کے عمر بن سعید الاشرق کو مامور کیا۔ چنانچہ عمر بن سعید ماہ رمضان المبارک ۶۰ھ میں داخل مدینہ منورہ ہوا۔ اس نے پولیس کی افسری عمر بن زبیر کو دی۔ اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے بھائی عبداللہ بن زبیر میں کسی وجہ سے ناچاقی وکشیدگی تھی۔ چنانچہ اس نے اسی وجہ سے مدینہ منورہ کے چند لوگوں کو جو عبداللہ بن زبیر کے ہوا خواہ تھے' گرفتار کرا کے چالیس سے لے کر ساٹھ دروں تک پٹوایا۔ جن میں منذر بن زبیر اور ان کا لڑکا محمد اور عبدالرحمٰن بن الاسود ابن عبد یغوث' عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام' محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ تھے۔ اس کے بعد عمر بن سعید نے سات سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کو مکہ کی طرف روانہ کرنے کو مسلح ومرتب کیا' عمر بن زبیر سے ان کی افسری کی بابت مشورہ لیا۔ عمر بن زبیر نے جواب دیا "مجھ سے زیادہ کوئی شخص اس کام کے لئے موزوں نہ ہوگا"۔

مکہ معظمہ پر فوج کشی: پس عمر بن سعید نے عمر بن زبیر کو بسر افسری سات سو جنگ آوروں کے جس میں ابن عمیر الاسلمی بھی تھا مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا۔ اتنے میں مروان ابن الحکم آ گیا۔ مکہ معظمہ پر فوج کشی کرنے پر ملامت کر کے کہنے لگے "اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیت اللہ کی حرمت کو حلال نہ کرو' عبداللہ بن زبیرؓ کو نظر انداز کر دو اس کی عمر ساٹھ برس ہو گئی' اب وہ اس کی کیا مخالفت کرے گا؟" عمر بن زبیر بولا "میں اس سے خانہ کعبہ میں لڑوں گا"۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ابو شریح خزاعی

آ گئے اور عمر بن سعید کو مخاطب کر کے کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' آپ فرماتے تھے' مجھے ایک دن صرف ایک ساعت کے لئے مکہ معظمہ میں جنگ کرنے کی اجازت ہوئی بعد ازاں اس کی حرمت ویسی ہی ہو گئی جیسی کہ تھی"۔ عمر بن زبیر نے ترش رو ہو کر کہا "اے بڈھے! ہم تجھ سے زیادہ مکہ کی حرمت کو جانتے ہیں"۔ بعض کا بیان ہے کہ یزید نے عمر بن سعید کو لکھا تھا کہ عمر بن زبیر کو ایک لشکر جرار کے ساتھ اس کے بھائی کی طرف روانہ کرو' پس اس نے بسرداری دو ہزار جنگ آوروں کے روانہ کیا۔ مقدمۃ الجیش پر انیس تھا۔ مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر انیس نے ذی طویٰ میں عمر بن زبیر نے ابطح میں ڈیرے ڈالے اور اپنے بھائی سے کہلا بھیجا کہ "یزید نے قسم کھائی ہے کہ تمہاری بیعت نہ قبول کی جائے گی' جب تک تم خود حاضر نہ ہو گے' آؤ میں تمہارے گلے میں ایک زریں طوق ڈال دوں جو کسی کو دکھائی نہ دے گا تم ایک مقدس شہر میں ہو خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں"۔

<u>عمر بن زبیر کا انجام</u>: عبداللہ بن زبیر نے اس کے جواب میں عبداللہ بن صفوان کو بسر گروہی ان لوگوں کے جو اہل مکہ سے ان کے پاس جمع ہو گئے تھے' مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ میدان جنگ عبداللہ بن صفوان کے ہاتھ رہا' انیس شکست کھا کر بھاگا۔ اس بھگدڑ میں انیس مارا گیا۔ اس کے بعد عمر بن زبیر سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔ نہایت ابتری کے ساتھ بے تحاشا بھاگے۔ عمر بن زبیر گھبرا کر ابنِ علقمہ کے گھر میں جا چھپا۔ عبیدہ ابن زبیر نے پناہ دی اور اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے سفارش کی کہ "میں نے اس کو پناہ دے دی ہے" لیکن عبداللہ بن زبیرؓ نے منظور نہ کیا' بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن صفوان نے عبداللہ بن زبیرؓ سے کہا تھا "تم اپنے بھائی کے حملہ سے مجھے بچانا میں انیس بن عمر سے نپٹ لوں گا" پس اس نے انیس سے مڈ بھیڑ کی اور اس کو شکست دے کر مار ڈالا۔ مصعب بن عبدالرحمٰن ایک گروہ کے ساتھ عمر بن زبیر کے مقابلہ پر گئے ہوئے تھے۔ عمر بن زبیر کے ہمراہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تب اس کو اس کے بھائی عبیدہ بن زبیر نے پناہ دی لیکن عبداللہ بن زبیر نے اس امان دہی کو جائز نہ سمجھتے ہوئے عمر بن زبیر کو گرفتار کرا کے قید خانہ عارم میں قید کر دیا اس کے بعد ان لوگوں کے قصاص میں جن کو اس نے مدینہ منورہ میں پٹوایا تھا درے لگوائے جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔

<u>امام حسین کی مکہ میں آمد</u>: جس وقت امام حسینؓ بن علی مدینہ منورہ سے مکہ کو آ رہے تھے' اثناء راہ میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہو گئی۔ عرض کیا آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا "فی الحال تو مکہ جاتا ہوں بعد ازاں اللہ تعالیٰ کی جہاں مرضی ہو"۔ عبداللہ بن مطیع نے نصیحت کی "آپ ہرگز ہرگز کوفہ کا قصد نہ کیجئے گا' ان ہی لوگوں نے آپ کے والد کو شہید کیا ہے' آپ کے بھائی کو ذلیل کیا ہے یہ لوگ بڑے بدعہد و پیمان شکن ہیں' آپ مکہ ہی میں قیام کیجئے۔ بیت اللہ سے باہر بھول کر بھی قدم نہ نکالئے گا۔ آپ عرب کے سردار ہیں جن کو آپ کی ہوا خواہی منظور ہو گی وہ یہیں آئیں گے' جب تک حجاز کے لوگ آپ سے استدعا نہ کریں اس وقت تک بیت اللہ کو نہ چھوڑیئے گا"۔ حسینؓ بن علیؓ اس کو دل نشین کر کے مکہ میں داخل ہوئے' لوگوں کی آمد و رفت آپ کے پاس شروع ہوئی' کوئی کچھ کہتا تھا کسی کی کچھ رائے ہوتی تھی عبداللہ بن زبیر خانہ کعبہ کے ایک گوشہ میں شب و روز نماز پڑھتے اور طواف کرتے تھے حسین بن علیؓ اکثر لوگوں کے حالات ظاہر کر کے ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ان کو یہ معلوم تھا کہ اہل حجاز حسینؓ بن علیؓ کے ہوتے ہوئے میرے ہاتھ پر بیعت نہ کریں گے۔

اہلِ کوفہ کی امام حسینؓ کو دعوت: جب کوفیوں کو بیعتِ خلافت یزید اور حسینؓ ابن علیؓ کے مکہ چلے جانے کا حال معلوم ہوا تو شیعانِ امیر المؤمنین حضرت علیؓ سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے اور چند لوگوں کی طرف سے جن میں سلیمان و میسّب بن محمد و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر وغیرہ تھے۔ امام حسین بن علیؓ کو اس مضمون کا خط لکھا[1] کہ آپ یہاں تشریف لایئے' ہم لوگوں نے نعمان کے ہاتھ پر یزید کی بیعت نہیں کی' نہ' جمعہ اور عید میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں' اگر آپ آ جائیں تو ہم اس کو نکال دیں گے'' خط عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کی معرفت روانہ کیا گیا' پھر دو راتوں کے بعد دوسرا خط تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کی جانب سے اسی مضمون کا لکھا گیا' پھر تیسری مرتبہ بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا گیا۔ جس کو شبث بن ربعی' حجاز بن الجبر' یزید بن الحرث' یزید بن رویم' عروہ بن قیس' عمر بن الحاج زبیدی' محمد بن عمرالتیمی وغیرہ نے بڑے شد و مد سے لکھا[2] تھا۔ متواتر خطوط آنے سے امام حسینؓ بن علیؓ کے خیالات میں غیر معمولی تبدیلی آ گئی' جواب میں لکھا'' جو تم لوگوں نے لکھا ہے میں اسے سمجھ گیا۔ فی الحال میں اپنے چچا زاد بھائی اور اپنے معتمد ترین اہلِ بیت مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں' یہ تمہارے حالات دیکھ کر مجھے اطلاع دیں گے۔ پس اگر تمہارے رؤساء ملت نے جیسا کہ اس سے پیشتر تم نے لکھا ہے' اس پر اتفاق کیا اور اس پر جمع ہو گئے تو میں عنقریب آ جاؤں گا' اپنی قسم! امام وہی ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرتا ہے اور عدل پر قائم ہے اور دینِ حق پر چلتا ہے۔ والسلام''۔

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی: مسلم بن عقیل خط لے کر روانہ ہوئے' مدینہ منورہ پہنچے۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھی اہل مدینہ سے رخصت ہوئے۔ قیس سے دو راہبروں کو اجرت پر ہمراہ لیا۔ اثناءِ راہ میں دونوں رہبر پانی کا راستہ بتا کر شدتِ پیاس کی وجہ سے اس جہانِ فانی سے راہی ہو گئے اور مسلم بن عقیل نے تکلیف و مصائب اٹھا کر چشمۂ آب پر پہنچ کر پانی پیا اور بچ گئے

---

[1] خط کا متن حسب ذیل تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! خدا کی رحمت تم پر ہو' ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ بعد اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے تمہارے دشمن جبار و سرکش کو مرگِ خواب میں ملا دیا۔ جس نے اس امت پر جبراً حکومت بٹھائی تھی اور اس پر بلا استحقاق حاکم بن گیا تھا۔ اس کے مال کو غصب کر لیا تھا اور بغیر رضا مندیٔ امت اس پر امارت کرتا تھا۔ بایں ہمہ اس میں جو اچھے تھے ان کو اس نے مار ڈالا اور اشرار کو باقی رکھا۔ اب ہم پر کوئی امام نہیں ہے۔ آپ آیئے' شاید آپ کے ذریعہ سے ہم کو اللہ تعالیٰ حق پر جمع کر دے۔ اگرچہ نعمان بن بشیر (گورنر کوفہ) قصر امارت میں ہے۔ لیکن ہم اس کے ساتھ نہ تو شریک جمعہ ہوتے ہیں اور نہ عید۔ اگر ہم کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اس کو ایسا نکال دیں کہ وہ شام ہی جا کر دم لے انشاء اللہ تعالیٰ' والسلام علیک ورحمۃ اللہ برکاتہ (کامل ابن اثیر' صفحہ ۱۵' جلد چہارم)

[2] اسی زمانہ میں شیعانِ بصرہ بھی ایک عورت ماریہ بنت سعد (قبیلہ عبدالقیس) کے مکان پر جمع ہوئے تھے' لیکن خط لکھنے کی نوبت نہ آئی' البتہ ان میں یزید بن عبیط نے حسینؓ بن علیؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے اٹھ کر کہا'' تم میں سے کون شخص میرے ساتھ چلے گا''۔ اس کے دس لڑکے تھے منجملہ ان دو کے عبداللہ و عبیداللہ اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ پس یہ تینوں شخص مکہ پہنچے پھر وہاں سے حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ کربلا گئے اور انہیں کے ساتھ شہید ہوئے۔ (کامل ابن اثیر' جلد چہارم' صفحہ ۱۶)

[3] پورے خط کا مضمون یہ تھا کہ'' بھائی صاحب! میں آپ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچا اور دو رہبروں کو اجرت پر ہمراہ لے کر کوفہ کو روانہ ہوا' اثناء راہ میں شدتِ تشنگی سے وہ دونوں مر گئے اور ہم لوگ بڑی جد و جہد سے پانی تک پہنچ گئے۔ بہزار خرابی ہماری جان بچی۔ اس پانی کا چشمہ ایک مقام تنگ بطن خبیت میں واقع ہے۔ میں نے اس سے بدفالی لی ہے' پس اگر آپ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیں اور کسی دوسرے شخص کو بھیج دیں تو بہت مناسب ہو گا''۔ (کامل ابن اثیر' صفحہ ۱۶' جلد چہارم)

مسلم بن عقیل نے اس واقعہ کو براشگون سمجھا اور اسی مقام سے اپنے بھائی حسینؓ کو خط لکھا[1] کہ مجھے کوفہ جانے سے معاف فرمائیے' آپ نے جواب میں تحریر کیا ''میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے بزدلی سے یہ لکھا ہے تم کو ہی جانا ہوگا۔ والسلام''۔

مسلم بن عقیل بہ تعمیل ارشاد یکم ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ شیعوں کے دلوں میں کھلبلی پڑ گئی' پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے۔ جب ان میں سے چند لوگ اکٹھے ہو جاتے تو مسلم بن عقیل ان کو امام حسینؓ کا خط پڑھ کر سناتے تھے اور وہ لوگ دھاڑیں مار کر روتے اور امداد کا وعدہ کرتے تھے۔

گورنر کوفہ کے خلاف شکایت: رفتہ رفتہ اس کی خبر نعمان بن بشیر گورنر کوفہ تک پہنچی' چونکہ اس کی طبیعت میں حلم و صلح پسندی تھی' لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فتنہ و فساد برپا ہونے سے ڈرایا اور صاف لفظوں میں یہ کہا کہ ''مجھ سے جب تک کوئی نہ لڑے گا میں اس سے نہ لڑوں گا اور نہ کسی کو محض شبہ و بدگمانی کی وجہ سے گرفتار کروں گا' ہاں اگر تم نے ابتدا کی اور نقض بیعت کی اور بادشاہ وقت کے مخالف ہوئے' تو واللہ! جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا' تم کو برابر مارتا رہوں گا' خواہ میرا کوئی معین و مددگار نہ ہو'' تقریر ختم ہونے پر بعض بنی امیہ کے حلیفوں نے کہا ''تم کو اس مضمون کا خطبہ نہ دینا تھا' جو تمہاری رائے ہے وہ کمزوروں کی رائے ہے۔ دشمنوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا چاہئے ورنہ اس میں دشمنوں کو جرأت ہوگی''۔ نعمان نے جواب دیا مجھے کمزور ہو کر اللہ کی اطاعت میں رہنا زیادہ محبوب ہے' بمقابلہ اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کا گنہگار ہو کر عزت والا بنوں''۔ یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آئے' عبداللہ بن مسلم' عمارہ بن ولید بن عقبہ' عمرو بن سعد بن ابی وقاص نے مسلم بن عقیل کے آنے تک لوگوں کی بیعت کرنے اور نعمان بن بشیر کے خطبہ دینے تک کا حال یزید کو لکھ بھیجا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اگر تم کو کوفہ کی ضرورت ہے تو کسی طاقتور شخص کو مامور کرو جو تمہارے احکام کو استقلال و قوت کے ساتھ جاری اور تمہارے ملک کی حفاظت اور تمہارے دشمنوں کو زیر کر سکے۔ یزید نے سرجون رومی سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔

سرجون کا مشورہ: سرجون نے کہا ''میں آپ سے امیر معاویہؓ کی رائے ظاہر کروں' کیا آپ اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں؟'' یزید نے کہا ''ہاں'' سرجون نے کہا ''عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی گورنری کی سند مرحمت کیجئے' امیر معاویہؓ کی یہی رائے تھی''۔ اگرچہ یزید عبیداللہ بن زیاد سے ناراض تھا لیکن سرجون کے کہنے سے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کی گورنری دے دی اور سند گورنری مسلم بن عمرو الباہلی کی معرفت روانہ کی اور یہ بھی لکھا کہ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر ڈالنا''۔

اسی زمانہ میں امام حسین بن علیؓ نے رؤسا اہل بصرہ مالک بن مسمع بکری' احنف بن قیس' منذر ابن جارود' مسعود بن عمرو' قیس بن الہیثم' عمر بن عبیداللہ بن معمر وغیرہ کے پاس ایک خط روانہ کیا تھا جس میں ان لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی تھی۔ سب نے خط کو چھپا لیا' لیکن منذر بن جارود نے یہ سمجھ کر کہ شاید ابن زیاد کا یہ مکر نہ ہو' نامہ بر اور خط کو ابن زیاد کے روبرو پیش کر دیا۔ ابن زیاد نے نامہ بر کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا اور لوگوں کو جمع کر کے اس

[1] اس مقام سے مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد چہارم اور تاریخ الخلفاء و معارف ابن قتیبہ و عقد الفرید وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اصل کتاب میں تین ورق سادہ ہیں۔ (مترجم)

مضمون کا خطبہ دیا ''اے اہل بصرہ! مجھ کو نہ تو کسی امر کا اندیشہ ہے اور نہ میں کسی سے خائف ہوں' جو شخص مجھ سے لڑے گا میں بھی اس سے لڑوں گا اور جو شخص صلح رکھے گا میں بھی اس سے صلح کے ساتھ پیش آؤں گا' اے اہل بصرہ! مجھ کو امیر المؤمنین یزید نے کوفہ کی بھی حکومت مرحمت فرمائی ہے' میں غالباً کل روانہ ہو جاؤں گا۔ زمانہ غیر حاضری میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو تم پر اپنا نائب مقرر کئے جاتا ہوں' تم لوگ اختلاف و سرکشی سے احتراز کرنا' اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ کسی شخص نے ذرہ بھر بھی اختلاف کیا ہے تو میں اس کو صرف قتل نہ کروں گا بلکہ اس کے دوست و آشنا عزیز و اقارب کو بھی تہ تیغ کر دوں گا اور اس جرم میں قریب و بعید کے سب لوگ ماخوذ کئے جائیں گے تاکہ تم لوگ راستی و استقامت اختیار کرو اور تم میں مخالفت کا مادہ نہ باقی رہے۔ یہ یاد رکھو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں' مجرم ہونے کی حالت میں اپنے ماموں اور چچا زاد بھائی کا بھی پاس نہ کروں گا''۔

<u>ابن زیاد کی کوفہ کو روانگی</u>: خطبہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عمر الباہلی اور شریک بن الاعور حارثی اور اپنے خاندان والوں کو لے کر کوفے کی طرف روانہ ہوا' اثناء راہ سے شریک وغیرہ سے علیحدہ ہو گیا۔ تنہا عبیداللہ بن زیاد کوفے میں داخل ہوا۔ جن لوگوں کی طرف گزرتا تھا وہ لوگ امام حسینؓ سمجھ کر اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور جوشِ مسرت سے ((مرحبا بک یا ابنِ رسول اللہ)) کہتے تھے لیکن ابن زیاد اس کا کچھ جواب نہ دیتا تھا' چپ چاپ چلا جا رہا تھا۔ رفتہ رفتہ نعمان بن بشیر تک پہنچا' اس کے پیچھے پیچھے ایک انبوہ کثیر خوشی کے نعرے بلند کرتا چلا جا رہا تھا۔ نعمان نے امام حسینؓ بن علیؓ کے شبہ سے دروازہ بند کر لیا اور اندر سے چلا کر کہا ''تم کو میں خدا کی قسم دیتا ہوں' تم میری طرف مائل نہ ہو' میں اپنی امانت' اپنا مال تمہاری کسی جنگی ضرورت کو نہ دوں گا''۔ عبیداللہ بن زیاد نے دروازے کے قریب جا کر کہا ''دروازہ کھول دو' ورنہ کھولا جائے گا''۔ ایک شخص جو اس کے پیچھے کھڑا ہوا تھا آواز پہچان کر بولا یہ تو ابنِ مرجانہ ہے! لوگ یہ سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

<u>ابن زیاد کا خطبہ</u>: عبیداللہ بن زیاد دار الامارت میں داخل ہوا' صبح ہوئی' منبر پر گیا خطبہ دیا ''اہل کوفہ! امیر المؤمنین نے تمہارے شہر اور احکام شرعی اور مال غنیمت اور بیت المال کا مجھے والی مقرر کیا ہے اور مجھے تمہارے مظلوموں کی داد رسی' تمہارے محروموں کو دینے' تمہارے فرمانبرداروں کے ساتھ احسان کرنے' تمہارے نافرمانوں اور باغیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں بے شک تم پر اس کے احکام جاری کروں گا۔ میں تم پر تمہارے والد سے زیادہ مہربان ہوں گا اور تمہارے شفیق بھائی سے بڑھ کر تمہاری اطاعت کروں گا لیکن جو شخص میرے حکم کی مخالفت کرے گا اس کی گردن و پیٹھ پر میری تلوار اور درہ ہو گا''۔ اتنا کہہ کر منبر سے اترا اور واقف کاروں اور رؤسا شہر کو مخاطب کر کے کہا ''لوگو! امیر المؤمنین کے ہوا خواہوں اور ان لوگوں کی تعداد صحیح صحیح ظاہر کرو جن کے دلوں میں اختلاف و بغاوت کا مادہ بھرا ہو۔ پس جو شخص صاف صاف لکھ دے گا وہ بری ہے اور جو شخص نہ لکھے گا تو وہ اس کا ذمہ دار سمجھا جائے گا' اگر اتفاق سے اس کے دوستوں و آشناؤں میں سے کسی نے ہماری مخالفت کی یا ہم سے باغی ہوا تو ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔ اس کے خون و مال ہم کو مباح ہو گا اور جس کے علم میں کوئی شخص امیر المؤمنین کا باغی و مخالف ہوا اور اس نے نہ ظاہر کیا تو ہم اس کو سولی دے دیں گے اور اس کا وظیفہ ضبط کر لیں گے۔

<u>مسلم بن عقیل کو ہانی کی امان</u>: مسلم بن عقیل کے کانوں تک عبیداللہ کے احکامات پہنچے تو مختار کے مکان سے نکل کر ہانی

بن عروہ مرادی کے دروازے پر جا کر ہلایا۔ ہانی نکلا دیکھ کر ناک بھوں چڑھائی مسلم بن عقیل نے کہا'' میں تمہارے پاس پناہ گزین اور تمہارا مہمان ہو کر آیا ہوں''۔ ہانی نے جواب دیا'' تم نے مجھے سخت تکلیف دی اگر میرے مکان میں نہ آ جاتے تو میں یہ پسند کرتا کہ قبل اس کے کہ میں کسی جرم میں ماخوذ ہو جاؤں تم میرے پاس سے واپس چلے جاؤ۔ خیر آ ؤ تاحتی الامکان میں تمہیں پناہ دوں گا''۔ مسلم بن عقیل اس کو غنیمت جان کر ہانی کے مکان پر مقیم ہوئے۔

ابن زیاد کا مخبر غلام: ابن زیاد نے اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دے کر مسلم بن عقیل کی سراغ رسانی پر متعین کیا اور یہ سمجھا دیا کہ ہوا خواہان مسلم بن عقیل سے ملنا جلنا اور ان سے یہ ظاہر کرنا کہ میں بھی مسلم بن عقیل کا بہی خواہ ہوں۔ پس ابن زیاد کا غلام مسجد میں مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس گیا یہ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ یہی امام حسینؓ کی بیعت لیتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو غلام نے سلام کر کے کہا'' میں شام کا رہنے والا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حب اہلبیت رسالت سے سرفراز کیا ہے یہ تین ہزار درہم حاضر ہیں مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ان میں سے کوئی بزرگ کوفے آئے ہوئے ہیں اور ابن بنت (نواسہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت لے رہے ہیں میں ان سے ملنا چاہتا ہوں اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم کو ان کے قیام و تشریف آوری کا حال معلوم ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مال لے لو اور مجھے ان کی خدمت میں لے چلو اور اگر تمہیں کسی قسم کا خیال ہو تو قبل اس کے کہ مجھے ان کی زیارت نصیب ہو مجھ سے عہد و پیمان لے لو''۔ مسلم ابن عوسجہ بولے'' مجھے تمہاری ملاقات سے مسرت ضرور ہوئی۔ شاید تمہارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اہل بیت کی مدد کرے لیکن اس سے مجھے رنج پہنچا کہ لوگ اس کام کے مکمل ہونے سے پیشتر میرے راز سے واقف ہو گئے۔ یہ کہہ کر مسلم بن عوسجہ نے غلام سے اخفاء راز کا عہد و پیمان لیا اور غلام مسلم بن عقیل کے پتہ لگانے کے لئے ان کے پاس آنے جانے لگا' اتفاق سے ہانی بن عروہ بیمار ہوا۔ عبیداللہ بن زیاد عیادت کو آیا۔ عمارہ بن السلولی نے اس کے مار ڈالنے کا قصد کیا لیکن ہانی نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ میں اپنے مکان پر ایسے واقعہ کا ہونا پسند نہیں کرتا۔

ابن زیاد کے قتل کا مشورہ: اس کے چند ہی دنوں بعد شریک بن اعور بیمار ہو کر ہانی کے مکان پر آ کر فروکش ہوا' ابن زیاد اور امراء کوفہ اس کی عزت کرتے تھے اور یہ عمار بن یاسر کے ساتھ شریک جنگ صفین ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہلا بھیجا کہ میں شام کے وقت تمہاری عیادت کو آؤں گا۔ شریک نے مسلم سے کہا'' یہ (ابن زیاد) فاجر شام کو میری عیادت کرنے آئے گا جوں ہی بیٹھے فوراً اس کا سر اڑا دینا۔ اس کے قتل کے بعد کوئی شخص قصر امارت پر قابض ہونے سے معترض نہ ہوگا۔ اگر مجھے افاقہ ہو گیا تو میں چل کر بصرہ پر بھی قبضہ کرا دوں گا' لیکن ہانی نے پھر ممانعت کر دی۔ شام ہوئی عبیداللہ بن زیاد آیا۔ علالت کا حال دریافت کرتا رہا۔ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کے چلے جانے پر شریک نے مسلم بن عقیل سے قتل نہ کرنے کی وجہ دریافت کی' جواب دیا میں نے دو وجوہ کی بنا پر قتل نہیں کیا۔ ایک یہ کہ ہانی کو ناگوار تھا کہ اس کے مکان پر وہ قتل کیا جائے' دوسرے یہ کہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے ((ان الایمان قید الفتک فلا یفتک مؤمن یمؤمن)) '' ایمان خون ریزی سے مانع ہے اسی لئے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون نہیں بہاتا''۔

اس کے تین روز کے بعد شریک کا اسی علالت میں انتقال ہو گیا۔ پھر ابنِ زیاد کا غلام مسلم بن عوسجہ کے ذریعہ مسلم بن عقیل کی خدمت میں آنے جانے لگا جو جو باتیں ہوتی تھیں روزانہ ابنِ زیاد سے جا کر کہہ آتا تھا' ایک مدت سے ہانی علالت کے حیلہ سے ابنِ زیاد کے پاس نہیں جاتا تھا۔

افشائے راز: ابنِ زیاد نے محمد بن اشعث و اسماء بن خارجہ و عمرو بن الحجاج کو بلا کر ہانی کے نہ آنے کا سبب دریافت کیا۔ ان لوگوں نے کہا "بیمار ہے"۔ ابنِ زیاد بولا "کیا خوب! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ اچھا ہو گیا ہے اور روزانہ گھر سے نکل کر دروازے پر بیٹھا کرتا ہے جاؤ اس کو میرے پاس بلا لاؤ"۔ غرض یہ لوگ ہانی کو ابنِ زیاد کے پاس لے گئے۔

ابنِ زیاد: کیوں ہانی! تمہارے مکان پر یہ کیسا مجمع ہوتا ہے' تم نے امیر المومنین کے خلاف مسلم بن عقیل کو بلا کر اپنے مکان پر ٹھہرایا ہے اور آلاتِ حرب اور لوگوں کو جمع کرتے ہو' تم یہ سمجھتے تھے کہ یہ بات پوشیدہ رہے گی؟

ہانی: یہ بات بالکل غلط ہے۔

ابنِ زیاد: غلط نہیں ہے یاد کر کے کہو میں نے یہ باتیں اس سے سنی ہیں جو تمہارے جلسہ میں شریک ہوتا ہے۔

ہانی: جس نے تم سے یہ بیان کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔

ابنِ زیاد: (اس غلام کی طرف اشارہ کر کے جو اس کا مخبر تھا) اس کو پہچانتے ہو؟ ہانی نے دبی زبان سے کہا "ہاں میں جانتا ہوں"۔ ساتھ ہی اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ سکتہ سا ہو گیا تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھا کر بولا "مجھ سے سنو' واللہ میں جھوٹ نہیں کہوں گا بخدائے لایزال میں نے مسلم کو نہیں بلایا اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ کس کام کے لئے آیا ہے' میرے دروازے پر آ کر قیام کرنے کی اجازت چاہی۔ مجھے انکار کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوئی میں نے ٹھہرا لیا' مہمانی کی۔ یہ قصور البتہ مجھ سے ہوا' اس کے بعد جو واقعات و حالات ہوئے ہیں ان کو تم جانتے ہو' اگر تم کہو تو میں ضمانت دے کر جاؤں اور اس کو اپنے گھر سے نکال کر پھر آ جاؤں"۔ ابنِ زیاد نے کہا "میں تم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک تم اس کو میرے سامنے لا کر پیش نہ کرو گے"۔ ہانی نے جواب دیا "میں اپنے مہمان کو تمہارے سپرد نہ کروں گا کہ تم اس کو قتل کرو"۔ ابنِ زیاد اس پر اصرار کر رہا تھا اور ہانی انکار۔ جب بحث و تکرار بڑھتی ہوئی نظر آئی تو مسلم بن عمرو الباہلی نے ابنِ زیاد سے کہا "مجھے ہانی سے تخلیہ میں دو دو باتیں کرنے دیجئے"۔ ابنِ زیاد خاموش ہو گیا۔

ہانی بن عروہ کی گرفتاری: مسلم اور ہانی علیحدہ گوشۂ مکان میں اٹھ کر گئے' ابنِ زیاد ان کو دیکھ رہا تھا۔ مسلم نے کہا "اے ہانی' تم یہ کیا کہہ رہے ہو' ناحق خود کو اور اپنی قوم کو ہلاکت میں مبتلا کرتے ہو' تم مسلم بن عقیل کو ابنِ زیاد کے حوالے کر دو' یہ ان کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ علاوہ بریں تم ان کو سلطانِ وقت کے حوالے کرتے ہو اس میں تمہاری بے عزتی نہیں ہے"۔ ہانی نے جواب دیا "واللہ! اس میں میری بے عزتی ہے میں اپنے مہمان کو کسی طرح ابنِ زیاد کے سپرد نہیں کر سکتا' جب تک کہ میرے بازو صحیح و سلامت ہیں' میرے اعوان و انصار بھی زیادہ ہیں' بالفرض اگر میں تنہا بھی ہوتا تو میں اپنے مہمان کو اس کے حوالے نہ کرتا' جب تک میں زندہ رہتا"۔ ابنِ زیاد یہ جواب سن کر بولا "اس کو میرے پاس لاؤ"۔ ہانی قریب لایا گیا تو اس سے

مخاطب ہو کر کہا ''اے ہانی! تم مسلم کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمہاری گردن ماردی جائے گی''۔ ہانی نے خشونت کے لہجے میں جواب دیا ''اگر ایسا ہوگا تو تیرے مکان کے اردگرد ہزاروں کا ہجوم ہوگا اور تو دیکھ لے گا کہ میرے اعزہ واقارب تجھ کو اس فعل سے باز رکھیں گے''۔ ابنِ زیاد نے اس سخت جواب پر جھلا کر ہانی کو قید کر دیا' بعض کا بیان ہے کہ ہانی کے اس جواب پر اس قدر قمچیاں ماریں کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی' چہرہ کا گوشت کٹ کر ڈاڑھی پر لٹک گیا' لیکن جب مارتے مارتے قمچی ٹوٹ گئی تو اس کو ایک تنگ وتاریک مکان میں قید کر دیا۔ اسماء بن خارجہ نے اٹھ کر کہا ''اے بدعہد! تو نے ہمارے ذریعہ سے ہانی کو بلوایا جب ہم اس کو لے آئے تو تو نے اس کو اس قدر مارا کہ خون رواں ہو گیا' کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اس کو قتل کر ڈالے گا؟'' ابنِ زیاد نے اپنے غلاموں کو اشارہ کیا انہوں نے ان کی بھی تھوڑی سی مرمت کر دی۔ وہ ٹھنڈے ہو کر بیٹھ رہے۔ رفتہ رفتہ عمرو بن الحجاج تک یہ خبر پہنچی کہ ہانی مار ڈالا گیا۔ جوش میں آ کر مذحج کو لے کر دارالامارت کا محاصرہ کر لیا اور بلند آواز سے کہا ''ہم عمرو بن الحجاج ہیں اور یہ سواران مذحج اور ان کے سردار' ہم نے اطاعت امیر المؤمنین سے انحراف کیا ہے' اور نہ کوئی اپنی جماعت بنائی ہے''۔ ابنِ زیاد نے گھبرا کر شریح قاضی سے کہا ''آپ ذرا ان کے دوست (ہانی) کے پاس تشریف لے جائیے اور اس کو دیکھ کر ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ وہ زندہ ہے''۔ چنانچہ شریح قاضی نے ایسا ہی کیا اور وہ لوگ یہ سن کر کہ ہانی زندہ ہے لوٹ گئے۔

قصرِ امارت کا محاصرہ: مسلم بن عقیل نے یہ واقعات سن کر اپنے اصحاب میں ''یا منصور امۃ'' کی ندا کر دی' اس وقت تک ان کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے' جس میں سے چار ہزار مکان میں موجود تھے' تھوڑی دیر میں ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا' آپ نے عبداللہ بن عزیز کندی کو کندہ پر مامور فرما کر آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مسلم بن عوسجہ اسدی کو مذحج واسد پر' ابی ثمامہ سائدی کو تمیم وہمدان پر عباس بن جعدہ جدلی کو مدینہ پر متعین کر کے قصرِ امارت کا قصد کیا۔ ابنِ زیاد نے دروازے بند کر لئے قصرِ امارت میں تیس آدمی پولیس کے اور بیس آدمی اور تھے۔ جن میں چند شرفاء کوفہ اور کچھ اس کے خود خادم وخاندان والے تھے' شام تک یہی کیفیت رہی چاروں طرف ایک ہلڑ سا مچا ہوا تھا' کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔

ابنِ زیاد کی حکمتِ عملی: تب ابنِ زیاد نے ان کے منتشر کرنے کی یہ تدبیر نکالی کہ کثیر بن شہاب حارثی کو مذحج کی طرف' محمد بن الاشعث کو کندہ وحضرموت کی جانب' قعقاع بن شور الدہلی وشیث بن ربعی تمیمی وحجاز بن الجبر عجلی وشمر بن ذی الجوشن ضبابی وغیرہ کو حکم دیا کہ قصرِ امارت کی کھڑکیوں اور بالا خانہ سے کھڑے ہو کر لوگوں کو سمجھا بجھا کر مسلم بن عقیل سے علیحدہ ہونے کو کہو اور اعلان کر دو کہ جو شخص اس وقت ان سے علیحدگی اختیار کرے گا اس کو امان دی جائے گی اور جو شخص اس کے حکم سے سرتابی کرے گا وہ عتابِ شاہی میں گرفتار کیا جائے گا اور نہایت بری سزا اس کو دی جائے گی' اہل کوفہ کے کان میں جونہی یہ آواز پڑی اور انہوں نے اپنے رؤسا وسرداروں کو یہ کہتے ہوئے دیکھا' ایک ایک' دو دو' پانچ پانچ' دس دس علیحدہ ہونے لگے۔

اہل کوفہ کی بدعہدی: آخر یہ نوبت پہنچی کہ مرد وعورت سب کے سب گھروں سے نکل پڑے اور وہ اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو بلا لے گئے۔ یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس مسجد میں صرف تیس آدمی باقی رہ گئے۔ اس وقت آپ مسجد سے

نکل کر ابواب کندہ کی طرف روانہ ہوئے' کندہ کے دروازے تک پہنچتے پہنچتے یہ تیس نفر بھی علیحدہ ہو گئے' تن تنہا بھولتے بھٹکتے بنی کندہ کی ایک عورت کے مکان پر پہنچے (جس کا نام طوعہ تھا اس کا لڑکا بلال لوگوں کے ساتھ سپاہی بن کر گیا تھا) مسلم بن عقیل نے اس کو سلام کر کے پانی طلب کیا طوعہ نے پانی پلایا۔ آپ اسی کے دروازے پر بیٹھ گئے' طوعہ نے کہا ''اے اللہ کے بندے! کیا تم نے پانی نہیں پیا؟'' جواب دیا ''ہاں'' پھر طوعہ نے کہا ''تم اپنے گھر جاؤ'' تین بار اس فقرے کو اس نے دہرایا' آپ نے کچھ جواب نہ دیا' تب طوعہ بولی ''سبحان اللہ میں تم کو گھر جانے کا کہتی ہوں اور تم خاموش بیٹھے ہو' اٹھو اپنے گھر جاؤ' مجھے تمہارا یہاں بیٹھنا پسند نہیں ہے''۔ آپ نے ایک سرد آہ کھینچ کر ارشاد کیا ''اس شہر میں میرا نہ مکان ہے اور نہ کوئی عزیز و قریب ہے' کیا تم مجھ کو اپنے گھر میں پناہ دے سکتی ہو؟ اور میرے ساتھ کچھ بھلائی کر سکتی ہو' شاید اس کے بعد کبھی میں تم کو اس کا معاوضہ دے سکوں؟'' طوعہ بولی ''آپ ہیں کون؟'' فرمایا ''مسلم بن عقیل ہوں مجھے کوفہ والوں نے دھوکا دیا ہے'' طوعہ نے کہا ''اچھا آپ میرے مکان میں تشریف لائیے۔ غرض مسلم بن عقیل کو طوعہ نے اپنے مکان کے دوسرے احاطے میں ٹھہرایا' کھانا لائی' لیکن آپ نے تناول نہ کیا۔ اس عرصہ میں اس کا لڑکا آ گیا اور طوعہ کو بار بار دوسرے احاطے میں آتے جاتے دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ طوعہ نے بڑے اصرار سے عہد و پیمان لے کر مسلم بن عقیل کے آنے اور ٹھہرانے کا ماجرا بتلایا۔ بلال سن کر خاموش ہو رہا۔ ابن زیاد مجمع منتشر ہونے کے بعد مع اپنے احباب کے مسجد میں آیا اور ہر محلہ میں یہ منادی کر دی ''سب لوگوں کا قصور معاف کر دیا گیا' کسی پر کوئی الزام باقی نہیں ہے' عشاء کی نماز مسجد میں آ کر پڑھو''۔ تھوڑی دیر میں مسجد آدمیوں سے بھر گئی۔

مسلم بن عقیل کی گرفتاری: ابن زیاد نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر کھڑے ہو کر اس مضمون کا خطبہ دیا کہ ''ابن عقیل نے تم لوگوں میں اختلاف و نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس کے گھر میں ہم اس کو پائیں گے وہ بری الذمہ ہے اور جو شخص اس کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ہم انعام دیں گے اس کے' حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ اسی وقت کوفہ کی ناکہ بندی کر لو' صبح ہوتے ہی تمام مکانات کی تلاشی لینا'' صبح ہوئی ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کیا' بلال (طوعہ کے لڑکے) نے حاضر ہو کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث سے مسلم بن عقیل کے آنے اور مکان میں چھپانے کا ماجرا بیان کیا' عبدالرحمٰن نے اپنے باپ محمد بن اشعث سے اس واقعے کو اسی وقت بیان کیا۔ جس وقت وہ ابن زیاد کے پاس دربار میں بیٹھا تھا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد سے اس واقعہ کا ذکر کیا' ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی گرفتاری کے لئے محمد کو مع عمرو بن عبید اللہ بن عباس السلمی اور قیس کے ستر آدمیوں کو روانہ کیا۔ مسلم بن عقیل ان لوگوں کی آواز سن کر تلوار کھینچ کر نکل آئے اور نہایت مردانگی سے ان کو گھر سے باہر نکال دیا۔ بار بار وہ لوگ حملہ آور ہوتے تھے اور مسلم بن عقیل دم بھر میں ان کو نکال دیتے تھے۔ بکیر بن حمران احمری نے مسلم پر تلوار چلائی جس سے آپ کا اوپر کا ہونٹ کٹ گیا۔ دو دانت منہ کے ٹوٹ گئے' آپ نے بھی بڑھ کر اس کے سر پر تلوار کا وار کیا' دوسری تلوار کندھے پر پڑی۔ بکیر منہ کے بل گر پڑا۔ اس کے ہمراہی چھت پر چڑھ گئے پتھر آگے پھینکنے لگے' آپ بھی شمشیر بکف جست کر کے پہنچ گئے قتل و خون کا بازار گرم کر دیا۔ محمد بن اشعث نے چلا کر کہا ''تم نہ لڑو تم کو امان دی جاتی ہے''۔

آپ ذیل کے اشعار پڑھتے ہوئے اس کے پاس آئے :

اقسمت لا اقتل الاحرا ــــ و ان رایت الموت شیئاً نکرا

''میں نے قسم کھائی ہے کہ میں شریف ہی کو قتل کروں گا ــــ اگرچہ موت کو مکروہ چیز سمجھتا ہوں''۔

او یخلط البارد سخنا مرا ــــ رد شعاع الشمس فاستقرا

''یا ٹھنڈی چیز میں گرم کڑوی چیز ملادی جائے ــــ آفتاب کی شعاع لوٹادی جائے اور وہ ٹھہر جائے''۔

کل امری یوم بلاق شرا ــــ اخاف ان اکذب او اغرا

''ہر شخص ایک روز موت کے پنجہ میں گرفتار ہوگا ــــ مجھے خوف ہے کہ میں جھٹلایا' دھوکا دیا جاؤں گا''۔

محمد بن اشعث بولا ''تم نہ جھٹلائے جاؤ گے اور نہ تم کو لوگ دھوکا دیں گے''۔ چونکہ پتھروں کے صدمہ سے جابجا زخم پڑ گئے تھے اور اس وقت ان میں جنگ کرنے کی تاب باقی نہ رہی تھی' مسلم بن عقیل ایک دیوار سے تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ ابن اشعث نے کل لوگوں نے باستثناء عمرو بن عبیداللہ السلمی کے امان دی' تلوار لے لی اور ایک خچر پر سوار کرا کے ابن زیاد کی طرف لے چلے کسمپرسی کا خیال آ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ارشاد کیا ''یہ پہلی بدعہدی ہے''۔

محمد بن اشعث: ''تم مطلق خوف نہ کرو کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے''۔

مسلم ابن عقیل: اندیشے کی کیا اور کوئی صورت ہوتی ہے؟ تمہاری امان کہاں ہے؟ تم نے میری تلوار لے لی اور اب میں بے دست و پا ہوں''۔ اس قدر فقرے زبان سے نکلنے پائے تھے کہ فرط الم سے رو پڑے' عمرو بن عبیداللہ بولا ''کیوں روتے ہو تمہاری طرح کیا کسی اور نے بھی ایسی خواہش کی تھی کہ اس پر بھی یہ بلائیں نازل ہوتیں''۔

مسلم ابن عقیل: ''میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اپنے اہل وعیال اور حسینؓ اور آل حسینؓ پر رونا آتا ہے جو تمہاری طرف آنے والے ہیں'' (محمد بن اشعث سے مخاطب ہو کر) ''میں دیکھتا ہوں کہ تم مجھے امان دینے سے مجبور ہو' خیر جو کچھ ہوا اچھا ہوا' کیا تم میں ایسی قدرت ہے کہ کسی شخص کے ذریعہ سے حسینؓ کے پاس میری خبر بھیج دو اور میری طرف سے یہ کہلا بھیجو کہ مع اپنے اہل بیت کے واپس چلے جاؤ' یہ اہل کوفہ ہیں جو تمہارے باپ علیؓ کے دوست و ہوا خواہ تھے اور حق دوستی کو ان کی جان لے کر ادا کرنا چاہتے تھے' اقرار کر لیا۔ چنانچہ بعد شہادت مسلم کے حسینؓ بن علیؓ کو خط لکھا۔ قاصد سے بمقام زبالہ ملاقات ہوئی۔ آپ نے فرمایا ''جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ضرور ہے''۔ مکہ سے آپ کی روانگی کا یہ سبب ہوا تھا کہ مسلم نے کوفہ سے لکھا تھا ''آپ ضرور تشریف لائیے' اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے ہیں''۔

مسلم بن عقیل کی وصیت: محمد بن اشعث مسلم بن عقیل کو ہمراہ لئے ہوئے قصر امارت پر پہنچا۔ دروازے پر بٹھا کر اندر گیا ابن زیاد سے کل واقعات بتلائے اور کہا کہ میں نے ان کو امان دی ہے۔ ابن زیاد نے غصہ ہو کر کہا ''تو اور امان؟ میں نے تجھے اس کے گرفتار کرلانے کے لئے بھیجا تھا کہ امان دینے کے لئے؟'' محمد بن اشعث دم بخود ہو گیا اور مسلم بن عقیل پیش کئے گئے آپ نے ابن زیاد کو سلام نہ کیا حرسی (ازدی) نے کہا ''تم امیر کو سلام کیوں نہیں کرتے؟'' فرمایا ''اگر یہ میرے قتل کا قصد

رکھتا ہے تو میرا اسلام ہی کیا ہے اور اگر میرے قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تو بہت سلام ہو جائیں گے"۔ ابن زیاد بولا "میں تم کو ضرور بالضرور قتل کروں گا"۔ مسلم نے کہا "میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں' اچھا تم مجھے اجازت دو کہ میں اپنی قوم میں سے کسی کو کچھ وصیت کر دوں"۔ ابن زیاد نے اجازت دی۔ آپ نے عمر بن سعد کی طرف متوجہ ہو کر کہا "میری اور تمہاری عزیز داری ہے میں تم سے تخلیہ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں"۔ عمر بن سعد کی طرف دیکھا۔ ابن زیاد نے کہا جاؤ تخلیہ میں سن لو' میں تم کو تمہارے ابن عم کی بات سننے سے نہیں روکتا۔ عمر بن سعد اور مسلم بن عقیل اٹھ کر ایک گوشے میں گئے۔ مسلم نے کہا "میں نے کوفے میں فلاں شخص سے سات سو درہم قرض لے کر اپنی ضرورتوں میں صرف کیا ہے' تم اس کو میری طرف سے ادا کر دینا اور میرے قتل ہونے کے بعد میری نعش کو اجازت لے کر دفن کر دینا اور حسینؓ کے پاس کسی کو بھیج دینا کہ وہ کوفے میں نہ آئیں۔ عمر بن سعد نے یہ باتیں ابن زیاد سے بتلائیں' ابن زیاد نے کہا "تم امین ہو اس میں خیانت نہ کرو۔ مال کی بابت تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ حسینؓ کی نسبت میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ میری طرف آنے کا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی ان کا قصد نہ کروں گا۔ باقی رہا ان کا لاشہ میں اس بارے میں تمہاری سفارش نہیں سنوں گا"۔

مسلم بن عقیل اور ابن زیاد: اس کے بعد مسلم بن عقیل کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں مسلم بن عقیل! تم نے کوفہ میں آ کر گروہ بندی کی' لوگوں کو ہماری مخالفت پر جمع کیا اور ان میں نفاق ڈالنے کی کوشش کی؟"

مسلم بن عقیل: "یہ ہرگز نہیں ہوا۔ البتہ یہاں کے باشندوں نے یہ خیال کیا تھا کہ تمہارے باپ نے ان کے اچھوں کو مار ڈالا ہے خون ریزی کی ہے اور ان کے ساتھ قیصر وکسریٰ کے سے برتاؤ کیے ہیں ہم ان کے بلانے سے ان کے پاس اس غرض سے آئے تھے کہ ان میں عدل وانصاف کریں اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی ہدایت کریں"۔

ابن زیاد: "تو اور یہ کام' کیا ان میں عدل وانصاف نہیں کیا گیا' جو تو مدینہ میں شراب پیتا تھا اور اب انصاف کرنے کو آیا ہے؟"

مسلم بن عقیل: "میں شراب پیتا تھا؟ واللہ! اللہ تعالیٰ یہ خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے میں ایسا نہیں ہوں جیسا تو کہتا ہے میرے بجائے شراب پینے کا وہ شخص مستحق ہے جو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگتا ہے اور اللہ کے بندوں کو غضب و عداوت سے قتل کرتا ہے اس کو اس نے لہو ولعب سمجھ لیا ہے"۔

ابن زیاد: "مجھے اللہ مارے اگر میں تجھے اس طرح قتل نہ کروں کہ آج تک اسلام میں اس طرح کوئی نہ قتل کیا گیا ہو"۔

مسلم بن عقیل: "بے شک یہ لیاقت تجھ ہی میں ہے کہ اسلام میں بدعات وبدخلقی وخباثت کا موجد ہو"۔ ابن زیاد یہ سن کر جلا اٹھا ان کو اور حسینؓ بن علی وعقیل (رضی اللہ عنہم) کو سخت وسست کہنے لگا۔ مسلم بن عقیل نے کچھ جواب نہ دیا۔ خاموش رہے۔

مسلم بن عقیل کی شہادت: اس کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ بالائے قصر لے جا کر مسلم بن عقیل قتل کیے جائیں اور سر کے ساتھ لاشہ بے گور وکفن پھینک دیا جائے۔ مسلم نے محمد بن اشعث سے کہا "واللہ! اگر تو نے امان نہ دی ہوتی تو میں ان کے

ہاتھ نہ آتا "تلوار اٹھا تو بری الذمہ ہو گیا"۔ محمد بن اشعث نے کچھ جواب نہ دیا' لوگ آپ کو بالائے قصر لے گئے' آپ استغفار کرتے اور تسبیح پڑھتے ہوئے گئے' مقام حدائین کے مقابل شہید کئے گئے۔ شہید کرنے والا بکیر ابن حمران تھا جس پر آپ نے تلوار چلائی تھی اور سر کے ساتھ لاش پھینک دی گئی۔

مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کے بعد محمد بن اشعث نے ہانی کی سفارش کی' ابن زیاد نے نامنظور کر کے حکم دیا کہ سر بازار لے جا کر ہانی کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک ترکی غلام نے اس حکم کی تعمیل کی۔ ابن عقیل کی روانگی کوفہ کی جانب آٹھویں اور بعض کہتے ہیں نویں شب کو ذی الحجہ ۶۰ ھ میں ہوئی تھی اور بعض کا بیان ہے کہ مسلم کے ساتھ مختار بن ابی عبید و عبداللہ ابن حرث بن نوفل بھی گئے تھے جن کو ابن زیاد نے گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔

حضرت امام حسین کو ابن عباس کا مشورہ: حسینؓ بن علیؓ کو مسلم بن عقیل کا خط ملا اس میں لکھا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمی میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور یوماً فیوماً بیعت کرتے جاتے ہیں۔ تم بہت جلد کوفہ آ جاؤ' چنانچہ آپ نے مکہ سے کوفہ کا قصد کیا۔ عمرو بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام آئے اور کوفہ جانے سے روکا۔ آپ نے مکہ میں قیام سے انکار کیا۔ پھر عبداللہ بن عباس تشریف لائے فرمایا "میں تم کو کوفہ جانے سے روکتا ہوں تم وہاں اس وقت تک نہ جاؤ گے جب تک کہ اہل کوفہ اپنے امیر کو قتل نہ کر ڈالیں' اس کے مال کو نہ لوٹ لیں اور اگر محض ان کے بلانے پر جاتے ہو اور ان کا امیر ان میں موجود ہے تو یہ سمجھ رکھو کہ تم کو لڑائی کے لئے بلاتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم کو وہ لوگ دھوکا دیں گے' جھٹلائیں گے' تمہاری مخالفت کریں گے اور سب سے زیادہ تمہارے وہی دشمن ہوں گے"۔ آپ نے جواب دیا "میں آج شب کو استخارہ کروں گا' دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا حکم دیتا ہے"۔ عبداللہ بن عباس یہ سن کر اٹھے اور چلے گئے۔

عبداللہ بن زبیرؓ: ان کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ آئے انہوں نے پہلے جانے کی رائے دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر کہا "بہتر ہوتا کہ آپ حجاز میں قیام کرتے اور اس کام کو یہیں سے انجام دیتے"۔ آپ نے جواب دیا "میرے جدامجد نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مینڈھے کی بدولت کعبہ کی بے حرمتی ہوگی' مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ وہ مینڈھا میں ہی بنوں"۔

عبداللہ بن عمر کی نصیحت: عبداللہ بن زبیرؓ کے چلے جانے پر عبداللہ بن عمرؓ تشریف فرما ہوئے ناصحانہ کہنے لگے "تم بیعت لینے اور امارت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر نہ جاؤ' اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت دونوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا اختیار دیا تھا' آپ نے آخرت منظور فرمائی تھی۔ چونکہ تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جزو ہو دنیا کی طلب نہ کرو نہ اس کے گرد و غبار میں اپنے دامانِ مبارک کو آلودہ کرو"۔ عبداللہ بن عمرؓ یہ کہہ کر رو پڑے۔ امام حسینؓ بن علیؓ کے بھی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ لیکن اس پر بھی عمل نہ کیا مجبوراً عبداللہ بن عمر رخصت ہو کر چلے گئے۔

حضرت امام حسین کا عزم صمیم: اگلے دن عبداللہ بن عباس پھر آئے' سمجھانے لگے "برادر من! مجھے نصیحت کئے بغیر صبر نہیں آتا مجھے یہ خوف ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ گے' تمہارا خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا' اہل عراق بڑے بے وفا' عہد شکن' مکار ہیں' تم ان کے قریب نہ جاؤ' اسی شہر میں قیام کرو۔ تم ان کے سردار ہو اور اگر اہل عراق اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان کو

لکھ بھیجو کہ تم اپنے گورنر کو نکال دو۔ اس کے بعد تم ان کے شہر میں جاؤ اور اگر تمہاری رائے مکہ سے بغیر نکلے ہوئے نہیں مانتا تو یمن کی طرف چلے جاؤ' وہ بہت وسیع سرزمین ہے۔ پہاڑی گھاٹیاں بکثرت ہیں قدرتی محفوظ قلعے ہیں۔ وہاں سے تم اپنے دعاۃ کو اطراف وجوانب میں بھیجو اور لوگوں سے بیعت لو''۔ آپ نے جواب دیا ''میں تو مصمم قصد کر چکا اب کسی طرح نہیں رک سکتا''۔ عبداللہ بن عباسؓ بولے ''خیر اگر جاتے ہی ہو تو اپنے لڑکوں' عورتوں کو نہ لے جاؤ' مجھے اندیشہ ہے کہ عثمانؓ کی طرح تم شہید نہ کئے جاؤ اور تمہارے لڑکے اور عورتیں پریشان وسرگرداں ہوں''۔ آپ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا ابن عباسؓ اٹھ کر چلے آئے اور امام حسین بن علیؓ دس ذی حجہ ۶۰ھ کو مع اپنے اہل بیت کے جس میں بچے' عورتیں' مرد بھی تھے مکہ سے کوفہ کو روانہ ہوئے۔

حضرت امام حسین کا آغازِ سفر: یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر عمرو بن سعید بن العاص تھا۔ اس کے آدمیوں نے امام حسینؓ بن علیؓ اور ان کے ہمراہیوں کو روانگی کوفہ سے روکا۔ بحث وتکرار ہوئی آپس میں خفیف سی مار پیٹ بھی ہوئی لیکن آپ اور آپ کے ہمراہی نہ رکے۔ رفتہ رفتہ تنعیم میں پہنچے' یہاں پر ایک قافلہ سے ملاقات ہوئی جو یمن سے آ رہا تھا اسے بحیرین ایسان والی یمن نے یزید کو قیمتی اسباب پارچہ جات وزیوارت لے کر روانہ کیا تھا۔ آپ نے اس کو روک کر اہل قافلہ سے ارشاد کیا جو شخص ہمارے ساتھ عراق چلنا چاہے ہم اس کو بہ کمال خوشی اپنے ساتھ رکھیں گے اور اس اسباب میں سے اس کو حصہ دیں گے اور جو شخص ہم سے علیحدہ ہونا پسند کرتا ہو وہ اپنا اس میں سے حصہ لے کر علیحدہ ہو جائے'' چنانچہ جن لوگوں نے علیحدگی پسند کی' ان کو حسب حیثیت حصہ دے کر رخصت کر دیا اور جنہوں نے ہمراہی منظور کی ان کو حصہ دے کر ہمراہ ..... لئے آگے بڑھے۔

فرزدق شاعر: صفاح تک پہنچے ہوں گے کہ فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی آپ نے ان سے دریافت کیا ''اہل کوفہ کا کیا حال ہے؟'' عرض کیا ''واللہ! آپ نے واقف کار ہی شخص سے استفسار فرمایا ہے' اچھا میں عرض کرتا ہوں سنیئے! لوگوں کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ قضا آسمان سے اتر رہی ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اگر حکم الٰہی ہماری مرضی کے موافق صادر ہوا تو اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں گے حالانکہ وہ ادائے شکر سے مستغنی ہے اور اگر قضاء خداوندی خلاف توقع نازل ہوئی تو ہم صبر کریں گے''۔

عبداللہ بن جعفر کا خط: اس مقام پر یا اس سے آگے بڑھ کر عبداللہ بن جعفر کا خط ملا۔ جس کو ان کے دونوں لڑکے عون و محمد لے کر آئے۔ جس میں لکھا تھا ''برادر من! خدا کے واسطے خط کے دیکھتے ہی واپس آ جاؤ' میں تم کو اس وجہ سے نصیحت کرتا ہوں کہ اس میں تمہاری خون ریزی ہو گی' تمہارے اہل بیت نیست ونابود ہو جائیں گے اور اگر خدانخواستہ تم شہید ہو گئے تو زمین کی روشنی جاتی رہے گی' تم مسلمانوں کی امید گاہ اور ہادیوں کے پیشوا ہو عجلت نہ کرو میں اس خط کے بعد ہی پہنچ رہا ہوں' والسلام''۔ آپ نے اس خط کا مطلق خیال نہ کیا' عون ومحمد کو بھی ہمراہ لے لیا اور آگے بڑھے۔

قیس بن مسہر کی شہادت: ابن زیاد کو آپ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اس نے جلوہ گری کے خیال سے حسین بن نمیر

تمیمی افسر اعلیٰ پولیس کو روانہ کیا' اس نے مقام قادسیہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور سواروں کو قادسیہ سے خفان تک ایک جانب اور دوسری جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعلع تک پھیلا دیا۔ اس عرصہ میں امام حسینؓ ابن علیؓ نے مقام حاجر میں پہلے ایک خط اہل کوفہ کو (جس میں اپنی تشریف آوری کا حال لکھا تھا اور ان لوگوں کو مستعد و تیار کیا تھا) قیس بن مسہر صیداوی کی معرفت روانہ کیا۔ قیس جونہی قادسیہ پہنچے حصین نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا۔ ابن زیاد نے قیس سے کہا'' کہ تم قصر امارت پر چڑھ کر (عیاذاً باللہ) کذاب ابن کذاب حسینؓ ابن علیؓ کو گالیاں دو' پس قیس قصر پر گئے۔ حمد و ثناء کے بعد کہا'' اے لوگو! حسینؓ ابن علیؓ بہترین خلائق' فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے ہیں اور میں ان کا قاصد ہوں وہ اب حاجر سے شاید آگے بڑھ آئے ہوں گے تم ان کی اطاعت کرو یہ کہہ کر ابن زیاد پر لعن کیا اور زیاد کو سخت و سست کہہ کر علیؓ ابن ابی طالب کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ابن زیاد نے جھلا کر حکم دیا کہ اس کو قصر سے نیچے گرا دو گرتے ہی قیس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے' دماغ پھٹ گیا اور انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

عبداللہ بن مطیع اور زہیر بن القین: امام حسینؓ بن علیؓ حاجر سے روانہ ہو کر کوفہ کی طرف تھوڑی دور چل کر عرب کے ایک چشمہ پر پہنچے۔ عبداللہ بن مطیع انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا' کہنے لگا'' میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کہاں تشریف لئے جاتے ہیں؟'' حسین بن علیؓ نے کوفیوں کے خط لکھنے اور اپنی روانگی کا مفصل حال بتلایا عبداللہ بن مطیع نے عرض کیا'' خدا کے واسطے اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کوفہ کا قصد نہ فرمایئے یہ لوگ بڑے پیمان شکن و بد عہد ہیں۔ ان میں اسلام کی ہتک' قریش کی آبروریزی اور عرب کی عزت کا خیال باقی نہیں رہا' واللہ اگر آپ اس چیز کی خواہش کریں گے جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے (یعنی حکومت و خلافت) تو بلاشبہ وہ لوگ آپ کو شہید کر ڈالیں گے اور پھر آپ کے شہید کرنے کے بعد کسی سے نہ ڈریں گے''۔ امام حسینؓ بن علیؓ نے ان کا بھی کہنا نہ مانا' آگے بڑھے زہیر بن القین بجلی ہوا خواہان عثمانؓ سے حج کر کے آپ کے ساتھ ہی واپس آ رہا تھا لیکن ایک منزل اور ایک مقام پر قیام نہ کرتا تھا' ایک روز آپ نے اس کو بلا بھیجا' بکراہ تمام آیا کچھ باتیں ہوئیں لیکن واپس ہو کر اپنی فرودگاہ پر گیا تو اپنے ہمراہیوں سے خطاب کر کے کہا'' جس کو میرے ساتھ چلنا ہو چلے میں حسینؓ بن علیؓ کے ساتھ جاتا ہوں یہ میرا آخری عہد ہے میں تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر بیوی کو طلاق دے کر بولا تم اپنے میکے چلی جاؤ میں نہیں چاہتا کہ تم قید و گرفتار کی جاؤ' اپنے ہمراہیوں سے رخصت ہو کر حسینؓ بن علیؓ کے پاس چلا آیا اور انہیں کے ساتھ رہا' یہاں تک کہ کربلا میں یہ بھی شہید ہو گیا۔

شہادتِ مسلم کی اطلاع: جب امام حسینؓ بن علیؓ مقام ثعلبیہ میں وارد ہوئے۔ مسلم بن عقیل کے شہید ہونے کی خبر آئی۔ بعض کی رائے ہوئی آپ یہیں سے واپس چلئے' کوفے میں آپ کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ بجائے آپ کی مدد کرنے کے آپ کے مخالف بن جائیں'' بنو عقیل بولے'' واللہ! ہم سرزمین کوفہ کو اس وقت تک نہ چھوڑیں گے جب تک مسلم کے خون کا بدلہ نہ لیں گے یا جیسا کہ مسلم نے ذائقہ موت کا چکھا ہے ہم بھی نہ چکھ لیں گے'' امام حسینؓ بن علیؓ نے ارشاد کیا'' تم لوگوں کے بعد پھر زندگی کا کیا لطف ہوگا؟'' ہمراہیوں میں سے چند لوگ کہنے لگے'' واللہ آپ مسلم بن عقیل جیسے نہیں

ہیں جونہی آپ کوفہ پہنچیں گے سب لوگ آپ کے مطیع ہو جائیں گے''۔ غرض امام حسینؓ بن علیؓ بنو عقیل کے اصرار سے مجبور ہو کر ثعلبیہ سے روانہ ہو کر زبالہ میں جا اترے۔

عبداللہ بن بقطر کی شہادت کی خبر: یہاں پر عبداللہ بن بقطر (آپ کے رضاعی بھائی) کے شہید ہونے کی خبر آئی' ان کو آپ نے اثناءِ راہ سے مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا تھا جس کو حصین بن نمیر کے سواروں نے قادسیہ سے گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا تھا' ابنِ زیاد نے ان سے بھی کہا تھا کہ قصر پر چڑھ کر (عیاذاً باللہ) کذاب ابنِ کذاب پر لعن کر کے اترو تو میں تم کو بھی چھوڑ دوں گا لیکن انہوں نے قیس کی سی کارروائی کی اور ابنِ زیاد نے وہی برتاؤ کیا جو قیس کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت امام حسینؓ کے بعض ہمراہیوں کی علیحدگی: حسینؓ بن علیؓ کو جب یہ دو خبریں شہادت کی پہنچیں تو آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ان کے مارے جانے کا حال بتلایا اور یہ ارشاد کیا کہ جو شخص واپس جانا چاہتا ہو لوٹ جائے ہم اس سے کچھ مواخذہ نہ کریں گے۔ اس فقرہ کو سنتے ہی لوگ دائیں بائیں چھٹ گئے۔ صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ سے ہمراہ آئے تھے ان ہمراہیوں کے علیحدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ بقصد جنگ نہیں چلے تھے بلکہ یہ سمجھ کر آئے تھے کہ کوفہ پر آپ کا قبضہ ہو گیا ہے۔ القصہ آپ ان مقام سے روانہ ہو کر بطن عقبہ پہنچے' ایک عرب سے ملاقات ہوئی اس نے بھی صراحتاً کوفہ جانے سے منع کیا آپ نے اس کی بھی نہ سنی کوچ کر کے شراف پہنچے۔

واقعاتِ کربلا

حر بن یزید تمیمی کی آمد: دوپہر کا وقت تھا دور سے گرد دیکھ کر ہمراہیوں میں سے کوئی تکبیر کہہ اٹھا کسی نے تکبیر کہنے کی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ گنجان درختوں کا باغ دکھائی دیتا ہے۔ بنی اسد کے دو شخصوں نے کہا' اس میدان میں کہیں درخت نہیں ہے۔ امام حسین بن علیؓ بولے ''یہ تو سواروں کی گرد ہے''۔ پھر ان دونوں بنی اسد سے متوجہ ہو کر ارشاد کیا ''اس مقام پر کوئی ایسا ملجاء و مامن ہے کہ جس میں ہم پناہ گزیں ہوں اور ان لوگوں سے ایک رخ ہو کر لیں؟'' ان دونوں نے جواب دیا ''سامنے یہ تمہارے پہلو پر ذوحسم ہے اپنی بائیں جانب سے مڑ کر اس طرف چلے جاؤ' اگر یہ لوگ تم سے پہلے اس طرف چلے جائیں گے تو تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا''۔ حسینؓ بن علیؓ یہ سنتے ہی سرعت کے ساتھ ذوحسم کی طرف جھکے لیکن ذوحسم پر پہنچنے سے پہلے سواروں کی فوج آ پہنچی اور آپ ٹھہر گئے۔ ان سواروں کی تعداد ایک ہزار تھی جن کو حصین بن نمیر نے قادسیہ سے حر بن یزید تمیمی یربوعی کی ماتحتی میں امام حسینؓ بن علیؓ کے مقابلے روکنے کو روانہ کیا تھا۔

حضرت امام حسینؓ اور حُر بن یزید: ظہر کا وقت آیا۔ مؤذن نے اذان دی۔ آپ خیمے سے نکل کے سواروں کی طرف آئے۔ حمد و ثناء کے بعد فرمایا ''اے لوگو! میں تمہارے پاس از خود نہیں آیا۔ جب تک کہ تمہارے خطوط اور قاصد میری طلبی کے لئے میرے پاس نہیں گئے اب اگر تم لوگ اپنا اقرار پورا کرو تو میں تمہارے شہر چلوں اور اگر تمہارے شہر میں میرے

داخل ہونے سے تم کو نفرا جازت دو کہ میں جس شہر سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں''۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ مؤذن نے تکبیر کہی۔ حُر نے مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے ساتھ نماز پڑھی' آپ اپنی فرودگاہ پر واپس آئے اور حُر اپنے لشکر گاہ میں چلے گئے' عصر کا وقت آیا تو پھر آپ نے حر اور ان کے ہمراہیوں کو خطاب کر کے فرمایا ''اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور حق پہچانو تو اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔ ان ظالموں' ناحق شناسوں سے جو مدعی امارت ہیں۔ ہم زیادہ مستحق خلافت ہیں اور اگر تم کو یہ ناگوار ہو اور تم ہمارے حقوق کو تلف کر دو اور تمہاری وہ رائے بدل جائے جس کو تم نے اپنے قاصدوں اور خطوں کے ذریعہ سے ظاہر کیا تھا تو ہم واپس جائیں''۔ حر بولے ''واللہ! ہم کو ان خطوں اور قاصدوں کی اطلاع نہیں ہے جن کا تم بار بار ذکر کر رہے ہو''۔ حسینؓ بن علیؓ نے یہ سن کر خطوط سے بھری ہوئی دو تھیلیاں نکالیں اور کھول کر خطوط کو پھیلا دیا۔ حر نے کہا ''ہم ان خطوط کے کاتب نہیں ہیں ہم کو تو یہ حکم ملا ہے کہ تم سے اگر ملاقات ہو جائے تو ہم تم کو اس وقت تک نہ چھوڑیں یہاں تک کہ تم کو کوفے میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس لے چلیں''۔ حسینؓ بن علیؓ نے کہا ''اس سے تو موت بھلی ہے'' اور اپنے ہمراہیوں کو واپس چلنے کا حکم دے کر سوار ہوئے حر نے روکا اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس کوفہ چلنے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ یزید کو لکھئے میں ابنِ زیاد کو لکھتا ہوں' شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسا امر پیدا کر دے جس سے ابتلاء میں مبتلا نہ ہوں۔

حضرت امام حسینؓ کا خطبہ: حسینؓ بن علیؓ نے پھر واپسی کا قصد کیا۔ حر نے دائیں بائیں سے روکنا شروع کیا۔ آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے حمد و ثناء کی بعدہ یہ خطبہ ارشاد فرمایا ''اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم بادشاہ کو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محرمات کو حلال کرتا ہے اس کے عہد کو توڑتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا ہے۔ خلق اللہ میں ظلم و گناہ کے کام کرتا ہے اور اس نے کسی قسم کی دست اندازی قولی یا عملی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس کے ساتھ شمار کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ ان لوگوں (یعنی یزید و امراء یزید) نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی تابعداری شروع کی ہے۔ فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے حدود شرعی سے دست کش ہو گئے ہیں۔ مال غنیمت کو اپنا مال سمجھ لیا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ میں ان لوگوں سے زیادہ صاحب الامر ہونے کا مستحق ہوں' تمہارے خطوط و قاصد میرے پاس آئے اور تم نے مجھ کو بیعت کرنے کے لئے بلایا' اب تم مجھے رسوا نہ کرو اگر اپنے بیعت کے اقرار پر قائم رہو گے تو راہ حق پا جاؤ گے۔ میں حسین بن علیؓ و فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکا ہوں۔ میری جان تمہاری جان کے ساتھ اور میرے اہل و عیال تمہارے اہل و عیال کے ساتھ ہیں تم کو میرے ساتھ بھلائی کرنی چاہئے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا اور عہد شکنی کی تو یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے تم نے میرے باپ' میرے حقیقی بھائی حسنؓ و چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بدعہدی کی ہے۔ افسوس ہے کہ تم لوگ مجھ کو دھوکا دے کر اپنا حق و حصہ دین داری کا ضائع کر رہے ہو۔ پس جو شخص بدعہدی کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا اور اللہ تعالیٰ مجھ کو تم سے بے پروا کرے گا۔ والسلام''۔

حر نے جواب دیا ''اللہ اللہ کرو میں قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم نے معرکہ آرائی کی تو بلاشبہ مارے جاؤ گے''۔ حسین بن علیؓ نے جھلا کر کہا ''کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے''۔

((سامضي و ما بالموت عار على الفتى اذا ما نوى خيراً و جاهد مسلماً و واسى رجالاً صالحين بنفسه و خالف مثبوراً و فارق مجرماً فان عشت لم اندم و ان مت لم الم كفى بك و لا ان تعيش و ترغماً))

''میں تو اپنا قصد پورا ہی کروں گا اور مرنے میں جوانمرد کو عار نہیں ہے جب اس نے نیکی کی نیت کر لی اور مسلمان ہو کر مجاہدہ کیا اور اچھے لوگوں سے بذاتہ محبت پیدا کی اور قابل گردن زدنیوں کی مخالفت کی اور باغیوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ پس اگر میں زندہ رہا تو مجھے کچھ ندامت نہ ہوگی اور اگر مر گیا تو مجھے کچھ صدمہ نہ ہوگا' تجھے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ذلیل و رسوا ہو کر عمر بسر کرے گا''۔

حر سن کر خاموش ہو رہے لیکن پیچھا نہ چھوڑا۔ ادھر ادھر سے بہ حکمت عملی روکتے جاتے تھے' رفتہ رفتہ عذیب پہنچے جہاں پر نعمان کی اونٹنیاں چرا کرتی تھیں۔

نافع بن بلال کی آمد: کوفے سے چار آدمی آتے ہوئے دکھائی دیئے جو تیز اونٹوں پر سوار نافع بن بلال کے گھوڑے کے پیچھے تیزی کے ساتھ آ رہے تھے اور ان کے ہمراہ ان کا رہبر طرماح بن عدی بھی تھا۔ امام حسینؓ بن علیؓ کے قریب نہ پہنچنے پائے تھے کہ حر نے بڑھ کر کہا ''میں تم کو گرفتار کر لوں گا یا کوفہ کی طرف لوٹا دوں گا''۔ آپ بولے ''ایسا نہ ہونے پائے گا یہ میرے معین و مددگار ہیں اور میرے قائم مقام ہیں اگر تم نے ان سے کچھ بھی تعرض کیا تو ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ ہونے میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی''۔ حر خاموش ہو رہے۔ امام حسینؓ ابن علیؓ نے ان لوگوں سے دریافت کیا ''تم ان لوگوں کا (اہل کوفہ) کچھ حال بتلاؤ جن کو تم چھوڑ کر آئے ہو''۔ ان میں سے مجمع بن عبداللہ العایذی نے عرض کیا ''شرفاء کوفہ کی رشوت خوری بڑھ گئی ہے دنیا کی طمع میں پڑے ہوئے ہیں یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ ایک زبان ہو رہے ہیں۔ باقی رہے عوام الناس ان کے قلوب تمہاری طرف مائل ہیں لیکن ان کی تلواریں کل تم پر نیام سے باہر آئیں گے''۔ پھر اپنے قاصد قیس بن مسہر کا حال استفسار فرمایا۔ عرض کیا' مار ڈالے گئے یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے جس کو آپ نہ روک سکے۔

طرماح بن عدی کا مشورہ: اس کے بعد طرماح بن عدی نے کہا ''آپ کے ہمراہ بہت کم آدمی ہیں اور یہ ٹڈی دل ہیں صبح نہ ہونے پائے گی کہ کل اہل کوفہ دریا کی طرح امنڈ آئے گا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہوں کہ کسی محفوظ شہر میں قیام کریں تو آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو کوفہ کو آجا میں ٹھہرائیں گے جو ہم کو ملوک غسان و حمیر نعمان بن منذر اور کل سرخ دستوں کے حملوں سے بچاتا ہے' واللہ! وہاں پر کسی قسم کی شکست یا نقصان نہیں پہنچے گا پھر وہاں سے ان لوگوں کی طرف دعاۃ روانہ کرنا جو آجاؤ سلمٰی میں طے والے مقیم ہیں' خدا کی قسم! دس روز بھی نہ گزرنے پائیں گے کہ طے کے بے حد سوار و پیادہ آ کر جمع ہو جائیں گے' اس وقت اگر کوئی شخص آپ کے مقابلے پر آئے گا تو صرف طے کی بیس ہزار تلواریں نیام سے نکل پڑیں گی جو آپ کے روبرو دشمنوں سے لڑیں گی''۔ آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم کو بہتر جزا دے ہم میں اور ان لوگوں میں کچھ ایسے امور حائل ہو گئے ہیں کہ جس سے ہم واپسی پر قادر نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں جانتے کہ آئندہ ہم میں اور ان میں کیا واقعہ پیش آئے؟''

---

[1] روانگی کے وقت اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنے اہل و عیال کا انتظام کر کے آپ کی امداد پر آؤں گا' چنانچہ حسب وعدہ واپس ہو کر آیا۔ عذیب میں پہنچا' شہادت کا حال سن کر لوٹ گیا۔ (از ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۴)

الغرض طرماح[1] آپ سے رخصت ہو کر اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ امام حسینؓ پھرتے پھراتے قصر بنی مقاتل میں پہنچے۔ شام ہو گئی۔ قیام کر دیا۔ نماز پڑھ کر صبح جھٹ پٹ سوار ہو کر چلنے کا قصد کیا حر نے پہنچ کر روکنا شروع کیا۔ اسی ردو کد میں نینوا تک پہنچے جہاں پر آپ اتر پڑے۔

کرب و بلا کی زمین: ایک سانڈنی سوار نے آ کر ابن زیاد کا خط حر کو دیا جس میں لکھا تھا ''میرے اس خط و قاصد کو پہنچتے ہی حسینؓ کو روک کر ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہرانا' جہاں نہ پانی ہو اور نہ کوئی محفوظ مقام ہو' میں نے اس قاصد کو حکم دے دیا ہے کہ تا تعمیل وہ تم سے جدا نہ ہوگا''۔ حر نے خط پڑھ کر امام حسین بن علیؓ سے مخاطب ہو کر کہا ''یہ خط امیر کا آیا ہے۔ مجھے ہدایت ملی ہے کہ میں آپ کو ایک کھلے ہوئے میدان میں ٹھہراؤں اور تعمیل حکم یہ قاصد مجھ سے علیحدہ نہ ہوگا لہذا آپ نینوا سے اٹھ کر ایسے میدان میں فروکش ہوں جہاں نہ سایہ ہو اور نہ پانی''۔ آپ نے ارشاد کیا ''ہم کو تم اب زیادہ تکلیف نہ دو نینوی ہی میں رہنے دو یا اجازت دو تو غاضریہ یا شفیہ میں جا کر ہم قیام کریں''۔ حر بولے ''میں ایسا نہیں کر سکتا ابن زیاد نے مجھ پر ایک شخص کو اس امر کی نگرانی کے لئے مقرر کیا ہے''۔ زہیر بن القین نے عرض کیا ''واللہ! اس کے بعد جو آئے گا وہ اس سے زیادہ سخت ہوگا اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس سے لڑ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے جو آئندہ آنے والا ہے''۔ آپ بولے ''ہم جنگ کرنے میں سبقت نہیں کر سکتے''۔ زہیر نے رائے دی ''آپ اس قریے میں ہمارے ساتھ تشریف لے چلئے وہ ایک محفوظ مقام لب دریائے فرات واقع ہے اگر وہ روکے گا تو ہم اس سے لڑ پڑیں گے اور اس سے جنگ کرنا آسان ہے اس سے جو بعد اس کے آئے گا آپ[1] نے مقام کا نام دریافت فرمایا۔ عرض کیا کربلا نام ہے فرمایا ''یہ زمین کرب و بلا کی ہے''۔ یہ دن پنجشنبہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۲ تاریخ تھی۔

عمر بن سعد کی کربلا میں آمد: اگلے دن کوفے میں چار ہزار کی فوج بسرافسری عمر بن سعد ابی وقاص آ پہنچی' ابن زیاد نے عمر کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے دیلم کی سرکوبی کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تھا اور رے کی گورنری کی سند عطا کی تھی۔ روانہ ہونے ہی کو تھا کہ امام حسینؓ کا واقعہ پیش آ گیا۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو بلا کر امام حسینؓ کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ عمر بن سعد نے انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا ''اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر نہیں جاتے تو رے کی سند گورنری واپس کر دو''۔ عمر بن سعد نے غور و فکر کرنے کے لئے ایک روز کی مہلت مانگی' اپنے دوستوں' مشیروں سے مشورہ کیا۔ سب نے امام حسینؓ بن علیؓ کے مقابلے پر جانے کو منع کیا۔ رات بھر پڑا سوچتا رہا' صبح کو ذیل کے اشعار پڑھتا ہوا ابن زیاد کے پاس گیا۔

ااترک ملک الری و الری رغبة
ام ارجع مذموما بقتل حسین
و فی قتله النار التی لیس دونها
حجاب و ملک الری قرة عین

[1] عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۰۷

''کیا میں ملک رے کو چھوڑ دوں اور ملک رے ہی کی مجھے خواہش ہے یا حسینؓ کو قتل کر کے مذموم واپس آؤں لیکن ان کے قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا جس کا کوئی مانع نہیں ہے اور ملک رے کی حکومت میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔

اور یہ عذر پیش کیا کہ مجھ میں امام حسینؓ سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے آپ شرفاء کوفہ میں سے فلاں فلاں اشخاص کو متعین فرمایئے' ابن زیاد نے جواب دیا ''میں تمہارا مطیع نہیں ہوں اور نہ تم کو اس امر پر مجبور کرتا ہوں' اگر تم حسینؓ کے مقابلے پر نہ جانا چاہتے ہو تو میری سند گورنری واپس کر دو''۔ عمر بن سعد نے حکومت رے کی طمع میں پڑ کر حسینؓ کے مقابلے میں جانا منظور کر لیا۔ چنانچہ اسی روز چار ہزار فوج کو لئے ہوئے آپ کے مقابلے پر جا پہنچا اور ایک قاصد بھیج کر آپ سے کوفے کی طرف آنے کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا ''مجھے اس شہر کے شرفاء و رؤسا نے طلب کیا تھا' پس اگر تم کو یہ ناگوار ہو تو میں واپس جانے پر آمادہ ہوں''۔ عمر بن سعد نے یہی جواب ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔

ابن زیاد کا پانی بند کرنے کا حکم: ابن زیاد نے لکھا کہ ''حسین سے یزید کی بیعت لو اگر وہ بیعت کر لیں تو جو مناسب ہو گا کیا جائے گا اور اگر بیعت سے انکار کریں گے تو بے تامل جنگ کرو اور ان پر اور ان کے ہمراہیوں پر پانی بند کر دو''۔ پس عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو بسرگروہی پانچ سو سواروں کے نہر فرات پر متعین کیا۔ چنانچہ یہ لوگ فرات اور امام حسینؓ کے درمیان حائل ہو گئے۔ (یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے) جب آپ کے قافلے میں پانی ختم ہو گیا اور لوگ شدت تشنگی سے بے چین ہونے لگے تو آپ نے اپنے بھائی عباس بن علیؓ کو پانی لانے کے لئے روانہ کیا' ان کے ہمراہ بیس آدمی مشکیزے لئے ہوئے اور بیس سوار حفاظت کی غرض سے تھے۔ جب عباس بن علیؓ مشکیزے بھر کر لوٹے تو دشمنوں نے حملہ کر دیا۔ اس کے بعد امام حسینؓ نے عمرو بن قرظہ بن کعب انصاری کی معرفت عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو دونوں لشکروں کے درمیان میں مجھ سے ملنا''۔ عمر بن سعد حسب وعدہ آیا' دیر تک باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں آدمی لوٹ کر اپنے اپنے لشکر میں آ گئے۔

مصالحت کی شرائط: دو چار بار ملاقات کرنے کے بعد عمر بن سعد نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا ''بعد حمد و ثنا کے واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آتش فتنہ فرو کر دیا اور اختلاف دفع کر کے سب میں اتفاق پیدا کر دیا ہے۔ حسینؓ نے یہ تین درخواستیں پیش کی ہیں (۱) جہاں سے وہ آئے ہیں وہیں واپس کر دیئے جائیں (۲) جس سرحد کی طرف ہم چلیں ان کو بھیج دیں (۳) ہم ان کو امیر المؤمنین یزید کے پاس لے جائیں تا کہ ان کی یہ بیعت کریں اس میں تمہاری خوشنودی اور امت محمدیہ کی رضامندی ہے۔ ابن زیاد نے خط پڑھ کر کہا میں اس کو منظور کرتا ہوں یہ خط ایسے شخص کا ہے جو امیر و رعیت کا ناصح و مشفق ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کا اختلاف: شمر بن ذی الجوشن نے اٹھ کر کہا ''کیا تم اس درخواست کو قبول کر لو گے' وہ (امام حسینؓ) تمہارے ملک میں آ گیا ہے تمہارے قبضہ میں ہے۔ واللہ! اگر وہ یہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کی تو وہ تم سے زیادہ قوت و شوکت والا ہو جائے گا اور تم بمقابلہ اس کے ضعیف و ناتواں ہو گے میرے نزدیک

مناسب ہے کہ تم اس کو اپنے حکم کے ماننے پر مجبور کرو۔ پس اگر عدول حکمی کرنے پر تم ان کو سزا دو گے تو تم کو اس کا حق حاصل ہے اور اگر درگذر کرو گے تو اس کا الزام تم پر آئے گا' واللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام حسینؓ و عمر تمام رات دونوں لشکروں کے درمیان باتیں کرتے رہے ہیں''۔

ابن زیاد کا تہدید آمیز خط: ابن زیاد اس دم پٹی میں آ گیا فوراً ایک خط لکھ کر شمر کو عمر کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ''امام حسینؓ اور اس کے ہمراہیوں کو ہماری اطاعت پر مجبور کرو' وہ بیعت کر لیں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس بھیج دو ورنہ بصورتِ انکار جنگ کرو''۔ پھر شمر سے مخاطب ہو کر بولا ''عمر بن سعد اگر ہمارے اس حکم کی تعمیل پر مستعد ہو تو فبہا تم اس کی اطاعت کرنا ورنہ وہ معزول اور تم اس پر اور کل لشکر پر امیر ہو' اس کے ساتھ ہی اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا''۔ مضمونِ خط جو ابن زیاد نے عمر بن سعد کو لکھا تھا یہ تھا: ''امابعد! میں نے تم کو حسینؓ کی طرف اس غرض سے نہیں بھیجا تھا کہ تم اس سے لیت و لعل میں وقت برباد کرو اور اس کی سفارش مجھ سے کرو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر حسینؓ اور ان کے ہمراہی میرے حکم کی اطاعت کریں تو صلح نامہ لکھ کر میرے پاس ان کو بھیج دو اور اگر انکار کریں تو حملہ کر دو یہاں تک کہ ان کو قتل کر کے مثلہ کر ڈالو کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور بعد قتل حسینؓ کے جسم و سینہ کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کرانا' وہ بڑا ظالم' جفا کار' خود سر' نافرمان ہے پس اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے تو تم کو تابعداروں و فرمانبرداروں کی طرح صلہ دیا جائے گا اور اگر کچھ بھی خلاف ورزی کا قصد ہو تو ہم تم کو معزول کرتے ہیں اور بجائے تمہارے شمر کو لشکر کی سرداری دیتے ہیں۔ والسلام''۔

ابن زیاد کی امان قبول کرنے سے انکار: یہ خط لکھتے وقت اتفاق سے عبداللہ بن ابی المحل بن حزام بیٹھے ہوئے تھے ان کی پھوپھی ام البنین بنت حزام امیر المومنین علیؓ کے عقد میں تھیں جن سے عباس و عبداللہ و جعفر و عثمان پیدا ہوئے تھے۔ ابن زیاد سے کہا کہ ہمارے بھانجوں کے لئے امان نامہ لکھ دو' چنانچہ ابن زیاد نے لکھ دیا کہ جس کو عبداللہ بن ابی المحل نے اپنے ایک غلام کی معرفت بھیج دیا۔ عباس و عبداللہ وغیرہ پسران امیر المومنین علیؓ نے کہا ہم کو تمہاری امان کی ضرورت نہیں ہے ابن سمیہ کی امان سے اللہ تعالیٰ کی امان بہتر ہے۔ تھوڑی دیر بعد شمر پہنچا' ابن زیاد کا خط دیکھ کر ابن سعد نے کہا ''افسوس! میں تو یہ سمجھا تھا کہ میری درخواست قبول کر لی گئی اور تو صلح کرنے کی اجازت لے کر آیا ہے''۔ شمر بولا' یہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے اب بتلاؤ اور کیا کرو گے؟'' جواب دیا ''مجبوراً تعمیل کروں گا''۔ ۹ محرم یوم پنجشنبہ کو شمر اپنے لشکر سے نکل کر امام حسینؓ کے خیمہ کی طرف آیا' عباس اور اس کے بھائیوں کو بلا کر کہا ''اے میرے ہمشیر زادو! میں تم کو امان دیتا ہوں''۔ ان لوگوں نے جواب دیا ''اللہ کی مار تجھ پر اور تیری امان پر' تو ہم کو تو امان دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے کو امان نہیں دیتا''۔ شمر یہ جواب سن کر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

ایک رات کی مہلت: عصر کے وقت عمر بن سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سوار ہو کر امام حسینؓ کی طرف چلا' آپ اس وقت اپنے خیمے کے روبرو تلوار کی ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ عباس بن علیؓ نے عمر بن سعد کو آتے دیکھ کر کہا ''بھائی اٹھو مخالفین آ پہنچے'' آپ نے فرمایا ''چلو! ہم بھی سوار ہو کر چلتے ہیں'' عباس بن علیؓ نے کہا ''نہیں میں ہی جاؤں گا''۔ امام حسینؓ

نے اس رائے کو پسند فرما کر ارشاد کیا ''بہتر ہے تم ہی جاؤ دریافت کرو کیوں آئے ہیں' غرض کیا ہے؟'' غرض عباس بیس آدمیوں کے ساتھ سوار ہو کر تشریف لے گئے' آنے کی وجہ دریافت کی' عمر بن سعد نے لفظ بہ لفظ ابن زیاد کے خط کا مضمون بتلا دیا۔ عباس نے کہا ''ٹھہرو عجلت نہ کرو' ابو عبداللہ حسینؓ کو اس خبر کی اطلاع کرتا ہوں''۔ یہ کہہ کر عباس لوٹ کر امام حسینؓ کی خدمت میں آئے اور ان کے ہمراہی عمر بن سعد کے مقابلے پر کھڑے ہوئے' اللہ جل شانہ کا ذکر کرتے رہے۔ امام حسینؓ نے عباس سے کہا ''ابن سعد سے جا کر کہہ دو کہ ہم کو شب بھر کی مہلت دے تا کہ ہم استغفار و دعا کر لیں۔ اپنے رب کی نمازیں پڑھ لیں اور تلاوت کر لیں صبح کو وہ ہو گا جو ہونے والا ہے''۔ عباس نے واپس ہو کر ابن سعد سے کہا ''اس وقت تو تم لوگ واپس چلے جاؤ' صبح تک کی ہم کو مہلت دو انشاء اللہ تعالیٰ کل جو مناسب ہو گا کیا جائے گا۔ اطاعت کریں گے یا لڑیں گے''۔ عمر بن سعد نے شمر سے مشورہ کیا۔ شمر بولا ''تم امیر ہو جو چاہو سو کرو''۔ عمر بن الحجاج زبیدی نے قطع کلام کر کے کہا ''سبحان اللہ! اگر حسینؓ اہل دیلم سے ہوتے اور یہ درخواست پیش کرتے تو بھی تم کو قبول کرنا ضروری تھا''۔ قیس بن اشعث ابن قیس بولا ''منظور کر لو لیکن اپنی قسم وہ صبح کو تم سے ضرور لڑیں گے'' عمر بن سعد نے جھلا کر کہا ''اگر ہمیں یہ یقین ہو جاتا تو بھی ہم یہ وقت ٹال جاتے''۔ اس کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو رہے اور عمر بن سعد واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں چلا آیا۔

حضرت امام حسینؓ کا ہمراہیوں سے خطاب: اس کے بعد امام حسینؓ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا ''میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی تعریف ظاہر و پوشیدہ کرتا ہوں اے اللہ! میں تیری تعریف کرتا ہوں کہ تو نے ہمارے جد کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہم کو گوش و چشم قلوب عنایت کئے اور قرآن کی تعلیم اور دین کی سمجھ دی۔ پس ہم تیرا شکر یہ ادا کرتے ہیں' امابعد! میں اپنے ہمراہیوں سے زیادہ نہ کسی کو باوفا سمجھتا ہوں اور نہ ان سے کسی کو بہتر جانتا ہوں اور نہ میرے اہل بیت سے کوئی زیادہ نیک اور نہ ان سے زیادہ کوئی شخص رشتہ کا لحاظ رکھنے والا ہے' پس تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے' آگاہ ہو جاؤ۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کل یہ دشمن مجھ سے ضرور لڑیں گے۔ میں تم کو خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ جس کا جس طرف جی چاہے چلا جائے۔ میرا کچھ حق اس پر نہیں ہے لیکن مناسب ہے کہ تم میں سے ہر شخص میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کو اپنے ہمراہ لے لے' تم سب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا اور اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کی طرف متفرق و منتشر ہو کر چلے جاؤ' شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس تکلیف سے بچالے کیونکہ شامی میرے خون کے پیاسے ہیں اگر مجھے پا جائیں گے تو دوسروں کی جستجو نہ کریں گے''۔

ہمراہیوں کی ثابت قدمی: اس فقرہ کا تمام ہونا تھا کہ سب کے سب چلا اٹھے آپ کے بھائی اور لڑکوں اور بھتیجوں اور عبداللہ بن جعفر کے لڑکوں نے رو کر کہا ''ہم ایسا نہیں کر سکتے کہ آپ کے بعد ہم باقی رہ جائیں' اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو یہ دن نہ دکھائے''۔ امام حسینؓ نے فرمایا ''اے بنی عقیل! بس بس! مسلم کی شہادت کافی ہے' تم لوگ جاؤ میں نے تم کو خوشی سے اجازت دی''۔ بنی عقیل بولے ''آپ سے علیحدہ ہو کر خلائق سے ہم کیا کہیں گے کہ ہم اپنے شیخ اپنے سردار اپنے بہترین چچا کے لڑکے کو دشمنوں کے قبضہ میں چھوڑ آئے اور ان کے ساتھ ایک تیر بھی نہ پھینکا اور نہ ان کے ساتھ ایک نیزہ مارا اور نہ ان کے

ساتھ تلوار چلائی' واللہ ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کریں گے' اللہ کی قسم! ہم ایسا نہ کریں گے اور نہ آپ کو تنہا چھوڑ کر جائیں گے بلکہ ہم اپنے کو اور اپنے مال کو اور اپنے اہل کو آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے اور آپ جہاں جائیں گے ہم بھی وہیں جائیں گے' اللہ تعالیٰ اس عیش کو نہ دکھائے جو تمہارے بعد ہم کو ملے''۔ مسلم بن عوسجہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''کیا آپ کو تنہا چھوڑ کر ہم چلے جائیں؟ حالانکہ ہم سے آپ کے حق ادا نہیں ہوئے' اللہ کی قسم! ہم آپ کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتے جب تک آپ کے دشمنوں کے سینوں میں اپنے تیز نیزوں کی نوک نہ چبھو لیں گے' اپنی تلواروں سے جب تک وہ ہمارے قبضہ میں ہیں ان کی گردنوں کو تن ناپاک سے نہ جدا کر لیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس کوئی آلۂ حرب نہ ہوتا تو ان کو میں آپ کی حمایت میں پتھروں سے مارتا یہاں تک کہ میں اپنے کو آپ پر فدا کر دیتا''۔ مسلم بن عوسجہ کی اس پرجوش تقریر سے سب کے دل بھر آئے اور بالاتفاق یہی کہنے لگے آپ نے ان لوگوں کو دعائیں دے کر رخصت کیا۔ خیمہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت زینب کو دلاسہ: شام کا وقت تھا' طبیعت بھری ہوئی تھی' دردناک اشعار پڑھنے لگے' آپ کی بہن زینب کے کان تک آواز پہنچی' صبر نہ ہو سکا گھبرا کر یہ کہتی ہوئی دوڑ پڑیں ''ہائے افسوس! کاش آج کی زندگی کو میری موت فنا کر دیتی۔ میری ماں فاطمہؓ مر گئیں' میرے باپ علیؓ مجھ سے جدا ہو گئے' میرا بھائی حسنؓ جاتا رہا' اے خلیفہ ماضی اے سرپرست باقی!'' آپ نے فرمایا ''بہن کیا کہہ رہی ہو تمہارے صبر و تحمل کو یہ کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم پر صابر و شاکر رہو اور یہ جان رکھو کہ کل رہنے والے زمین کے مر جائیں گے اور ساتھ ہی اس کے آسمان والے بھی باقی نہ رہیں گے اور بے شک سوائے اللہ تعالیٰ کے کل شے فنا ہونے والی ہے' میرا باپ مجھ سے بہتر تھا' میری ماں مجھ سے افضل تھیں' میرا بھائی مجھ سے زیادہ نیکوکار تھا' مجھ کو اور ان کو اور کل مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی ہے' وہ بھی اس دنیا سے اٹھ گئے تو ہم کس شمار و حساب میں ہیں' اے میری بہن میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ کل اگر میں مارا جاؤں تو جامہ دری نہ کرنا' رونا پیٹنا نہیں' بین نہ کرنا' نوحہ نہ پڑھنا' اے میری بہن! میں تم کو قسم دلاتا ہوں کہ یہی دن سب کو پیش آنے والا ہے' صبر کرنا صبر' صبر کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا''۔ زینب یہ سن کر خاموش ہو گئیں' آپ باہر تشریف لائے اور ہمراہیوں کو بلا کر فرمایا ''خیموں کو ایک دوسرے کے قریب کر دو اور رسیاں ایک کی دوسرے سے ملا دو اور ان کے دائیں بائیں خندق کھود کر آگ روشن کرو اور کل جب لوگ حملہ آور ہوں تو خیموں کے روبرو ہو کر لڑنا''۔ ہمراہیوں نے نہایت تیزی و مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی' اس اثناء میں رات ہو گئی' تمام شب آپ اور آپ کے ہمراہی نماز و استغفار پڑھتے' دعائیں والحاح وزاری کرتے رہے' صبح ہوئی آپ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز ادا کی اور ابن سعد اپنے لشکریوں کے ساتھ نماز صبح پڑھ کر سوار ہوا' یہ دن شنبہ یا جمعہ کا تھا اور محرم ۶۱ھ کی ۱۰ تاریخ تھی۔

حسینی لشکر کی ترتیب: آپ کے ہمراہ بتیس سوار اور چالیس پیادہ تھے۔ زہیر بن القین کو میمنہ پر اور حبیب بن مطہر کو میسرہ پر مامور فرمایا اور علم اپنے بھائی عباس کو دیا۔ خیموں کو پشت پر رکھا اور ان کے اردگرد رات ہی سے خندق کھود کر آگ روشن کر رکھی تھی گویا یہ آپ کے لشکر کا ساقہ تھا عمر بن سعد نے اپنے لشکر کے ہر ہر حصہ اور قبیلہ پر جدا جدا افسر مقرر کئے اور پھر

ان پر ایک بڑا سردار بطور ذمہ دار کے مقرر کیا' چنانچہ اس نے مدینہ پر عبداللہ بن زہیر ازدی کو' ربیعہ و کندہ پر قیس بن اشعث بن قیس کو' مذحج و اسد پر عبدالرحمٰن بن سبرہ جعفی کو' تمیم و ہمدان پر حر بن یزید ریاحی کو مقرر کیا۔ پس ان سب نے قتل حسین پر کمر باندھ لی مگر حر بن یزید ریاحی وقت جنگ امام حسین کی طرف مائل ہو گئے اور ان ہی کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے لشکر کا میمنہ عمرو بن حجاج زبیدی کی ماتحتی میں تھا اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن' سواروں پر عروہ بن قیس احمسی' پیادوں پر شبث بن ربعی یربوعی تمیمی اور علم اس کے غلام درید کے ہاتھ میں تھا۔

<u>تاریخی خطبہ</u>: امام حسین نے عمر بن سعد اور اس کے ہمراہیوں کو مستعد بجنگ دیکھ کر قطع حجت کرنے کی غرض سے اپنی اونٹنی منگوائی' سوار ہو دو چار آدمیوں کو اپنے ہمراہیوں میں سے لے کر لشکر اعداء کی طرف تشریف لے گئے اور ایسی آواز بلند سے ان کو مخاطب کیا جس کو سب سن رہے تھے:

((ایھا الناس اسمعوا قولی و لا تعجلونی حتی اعظھم بما یحب لکم علی وحتی اعتذرا الیکم من مقدمی علیکم فان قبلتم عذری و صدقتم قولی انصفتمونی کنتم بذلک اسعد و لم یکن لکم علی سبیل و ان لم تقبلوا منی العذر فاجمعوا امر کم و شرکاء کم ثم لا یکن امر کم علیکم غمة ثم اقضوا الی و لا تنظرون ان ولی اللہ الذی انزل الکتاب و ھو یتولی الصالحین))

''اے لوگو! تم میری بات سنو' عجلت نہ کرو تا آنکہ جہاں تک مجھ پر واجب ہے' میں تم کو سمجھا نہ لوں اور میں اپنے آنے کا سبب تم سے نہ بیان کر لوں' پس اگر تم میرے عذر کو قبول کر لو گے اور میری بات کی تصدیق کرو گے اور حق پسندی کرو گے تو تمہاری اس میں سعادت مندی ہے اور تمہارا اس میں کوئی ہرج نہ ہوگا اور اگر تم میرا عذر قبول کرنا نہیں چاہتے تو تم لوگ جمع ہو اور اپنے شرکاء کو یک جا کر و تا کہ تم پر کوئی امر مشتبہ نہ رہے۔ اس کے بعد میرے سامنے آؤ اور بے رو رعایت دیکھو' بے شک میرا ولی اللہ ہے' جس نے کتاب اتاری ہے اور صالحین کا ولی ہے''۔

آپ کی بہن یہ آواز سن کر رو اٹھیں آپ نے اپنے بھائی عباس اور لڑکے علی کو ان کو چپ کرانے کو بھیجا۔ جب وہ لوگ خاموش ہو گئیں تو آپ نے حمد و ثناء کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا بعد ازاں پھر ان کو مخاطب کر کے ارشاد کیا:

((اما بعد فانسبونی فانظروا من انا ثم راجعوا انفسکم فعاتبوھا و انظروا ھل یصلح ویحل لکم قتلی و انھتاک حرمتی الست ابن بنت نبیکم و ابن وصیہ و ابن عمہ و اولی المؤمنین باللہ و المصدق لرسولہ اولیس حمزة سید الشھداء عم ابی اولیس جعفر الشھید الطیار فی الجنة عمی اولم یبلغکم قول مستفیض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و اخی انتما سید اشباب اھل الجنة و قرة عین اھل السنة فان صدقتمونی بما اقول و ھوا الحق و اللہ ما تعمدت کذبا مذ علمت ان اللہ یمقت علیہ و ان کذبتمونی فان فیکم من ان سالتموہ عن ذلک اخبر کم سلوا جابر عن عبداللہ اوابا سعید او سھل بن سعد او زید بن ارقم او انساً یخبرو کم انھم سمعوہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امانی ھذا حاجز یحجز کم عن سفک دمی فان کنتم فی شک مما اقول او تشکون فی انی ابن بنت بنیکم فواللہ ما بین المشرق و

المغرب ابن بنت نبی غیری منکم و لا من غیرکم اخبرونی اتطلبونی بقتیل منکم قتلته او بمال لکم استهلکته او بقصاص من جراحة))

''امابعد! تم میرے نسب پر غور کرو اور دیکھو کہ میں کون ہوں' پھر اپنی طبیعتوں کی طرف رجوع کرو اور اس کو جھڑکو اور غور کرو' کیا میرا قتل کرنا اور میری آبرو ریزی تمہیں روا اور جائز ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کا نواسہ نہیں ہوں اور اس کے وصی کا بیٹا اور اس کے چچازاد بھائی اور افضل ترین مومنین باللہ و تصدیق کنندہ رسول کا بیٹا نہیں ہوں؟ کیا حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے؟ کیا جعفر الشہید جو جنت میں اڑ رہے ہیں۔ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرمایا ہے کہ تم دونوں سردار جوانان جنت ہو اور اہل سنت کی آنکھ کی ٹھنڈک ہو؟ پس جو میں نے تم سے کہا ہے اس کی تصدیق کرو اور یہی سچ ہے۔ بخدا! میں نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اگر تم مجھے جھوٹا جانتے ہو تو تم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے یہ دریافت کرو گے تو وہ تم کو اس سے آگاہ کریں گے جابر بن عبداللہ' ابوسعید' سہل بن سعد' زید بن ارقم اور انس سے دریافت کرو۔ وہ تم کو بتلائیں گے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے' کیا تم میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو تم کو میری خون ریزی سے روکے پس اگر تم لوگ میرے کہنے پر مشکوک ہو یا میرے نواسہ رسول ہونے پر شک کرتے ہو تو واللہ مابین مشرق و مغرب میرے سوائے تمہارے نبی کا تم میں اور نہ کسی غیر میں کوئی نواسہ نہیں ہے اگر ہو تو بتلاؤ' کیا میں نے تم میں سے کسی کو مار ڈالا ہے جس کا عوض مجھ سے طلب کرتے ہو یا کسی مال کو میں نے دبا لیا ہے جس کا معاوضہ مانگتے ہو یا کسی قسم کا قصاص مانگتے ہو''۔

کوفیوں سے اتمام حجت: یزید کے لشکریوں میں سے کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ نے شبث بن ربعی' حجاز بن الجبر' قیس بن الحرث کو نام بنام پکار کر فرمایا ((الم تکتبوا الی فی القدوم علیکم)) ''کیا تم لوگوں نے مجھے طلبی کا خط نہیں لکھا''۔ ان لوگوں نے لکھنے اور بلانے سے انکار کیا۔ آپ نے ارشاد کیا ((بلیٰ فعلتم ایها الناس اذکر هتمونی فدعونی انصرف الی مامنی من الارض)) ''بے شک تم نے یہ کیا ہے' اے لوگو! تم کو مجھ سے نفرت ہے تو مجھے چھوڑ دو میں کسی محفوظ سرزمین کی طرف چلا جاؤں''۔ قیس بن الاشعث بولا ''تم اپنے چچا کے لڑکے (یعنی ابن زیاد) کے حکم کی اطاعت کیوں نہیں کرتے وہ تمہاری برائی کا خواہاں نہ ہوگا''۔ آپ نے جواب دیا ''کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیل کے سوا اوروں کا بھی خون بہا طلب کریں' اللہ کی قسم! میں ذلیل و خوار ہو کر تمہارا مطیع نہ ہوں گا اور نہ میں غلاموں کی طرح مجبور ہو کر اس کی امارت کا اقرار کروں گا۔ اے اللہ کے بندو! میں اپنے اور تمہارے رب سے امان کا خواستگار ہوتا ہوں اور ہر متکبر اور اس شخص سے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں''۔ اس قدر فرما کر آپ نے اونٹنی بٹھلا دی اور اتر پڑے۔

زہیر اور شمر میں تلخ کلامی: زہیر بن القین میان صف میں کھڑے ہوئے تھے' گھوڑے کو مہمیز کیا' باہر آئے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا ''اے اہل کوفہ! مسلمانوں پر مسلمانوں کا یہ حق ہے کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں' اس وقت تک ہم

اور تم بھائی بھائی ہیں اور ایک ہی دین پر ہیں جب تک ہمارے اور تمہارے درمیان جنگ نہ ہو پس جبکہ ہم میں اور تم میں لڑائی چھڑ جائے گی تو عصمت اٹھ جائے گی ہم اور تم ایک ہی گروہ میں ہیں ہمیں اور تمہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت پر امتحان و آزمائش کی غرض سے مبتلا کیا ہے۔ ہم تم کو ان (حسینؓ) کی مدد اور گمراہ ابن گمراہ عبیداللہ بن زیاد کے ذلیل کرنے کو بلاتے ہیں۔ بے شک تم اس سے سوائے بدی کے اور کچھ نہ دیکھو گے وہ تمہارے ہاتھوں کو کاٹے گا تمہارا مثلہ کرے گا تمہارے معزز اور ممتاز سرداروں حجر بن عدی اور اس کے ہمراہی اور ہانی بن عروہ جیسے کو قتل کر ڈالے گا''۔

کوفیوں نے زہیر کو گالیاں دیں اور ابن زیاد کی ثناء و صفت کر کے کہا'' واللہ! جب تک ہم تجھ سے اور تیرے دوست (یعنی امام حسینؓ) اور اس کے ہمراہیوں سے نہ لڑیں گے یا اس کو گرفتار کر کے اپنے امیر عبیداللہ بن زیاد کے پاس نہ لے جائیں گے اس وقت تک ہم یہاں سے نہ ٹلیں گے''۔ زہیر نے کہا'' اے اللہ کے بندو! ابن سمیہ کی نسبت ابن فاطمہؓ امداد و محبت کا زیادہ مستحق ہے پس اگر تم اس کی مدد نہیں کر سکتے ہو تو اس کے ابن عم یزید بن معاویہؓ کے پاس بھیج دو۔ اللہ کی قسم! بغیر قتل حسینؓ کے بھی یزید تمہاری اطاعت سے راضی ہو جائے گا''۔ شمر بن ذی الجوشن نے تیر مار کر کہا'' اللہ تیرا منہ بند کرے تو نے بک بک کر کے دماغ پریشان کر دیا ہے''۔

زہیر: '' اے کمینہ بدخصال! تو وحشی جانور ہے میں تجھ سے خطاب نہیں کرتا اللہ کی قسم! تجھ کو کتاب اللہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ میں تجھے قیامت کی رسوائی اور عذاب الٰہی کی بشارت دیتا ہوں''۔

شمر: '' اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے دوست کو عنقریب شربت مرگ پلائے گا''۔

زہیر: '' کیا تو ہم کو موت سے ڈراتا ہے اللہ کی قسم! تیرے ساتھ کی حیات ابدی سے حسینؓ کے ساتھ مر جانا بہتر ہے''۔ یہ کہہ کر زہیر تھوڑی دیر تک خاموش رہے پھر بلند آواز سے کہا'' اے اللہ کے بندو! تم اس کمینہ بے دین کے دھوکے میں نہ آ جانا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! اس گروہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو گی جو آپ کے اہل بیت کا خون بہائے گا اور ان کے اعوان و انصار کو قتل کرے گا'' زہیر کچھ اور بھی کہنے کو تھے کہ امام حسینؓ نے واپس بلا لیا۔

<u>حُر بن یزید کی علیحدگی</u>: جس وقت عمر بن سعد نے امام حسینؓ پر حملہ کرنے کا قصد کیا حُر بن یزید اس کے پاس آئے۔ اس نے دریافت کیا'' اللہ تیرا بھلا کرے کیا تو حسینؓ سے لڑنے کو جاتا ہے؟'' حُر نے جواب دیا'' اے واللہ! ان کی لڑائی سے یہ آسان ہے کہ لوگوں کے سر کٹ کٹ کر گریں اور ہاتھ شل ہو جائیں تم مجھ کو یہ تو بتاؤ کہ اس نے درخواستیں پیش کی تھیں ان میں سے کس کو منظور کیا اور اس کے منظور کرنے میں تمہیں کیا عذر ہے؟'' عمر بن سعد نے کہا'' اللہ کی قسم! اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو میں اس کو منظور کر لیتا لیکن تمہارا امیر حسینؓ کی ہر درخواست کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے''۔ حُر یہ سن کر آہستہ آہستہ امام حسینؓ کی طرف چلے ایک شخص نے ان ہی کے قبیلہ میں سے جس کا نام مہاجر بن اوس تھا۔ چلا کر کہا'' واللہ! مجھے تمہارا کام مشتبہ معلوم ہوتا ہے تم کو میں نے کسی لڑائی میں اس طرح لرزاں چلتے ہوئے نہیں دیکھا اگر کوئی شخص اہل کوفہ میں سے یہ فقرہ تمہاری نسبت کہتا تو میں اس سے لڑ مرتا''۔ حُر نے جواب دیا'' میں اپنے کو جنت و دوزخ کے لئے تول رہا ہوں

اور حق یہ ہے کہ میں جنت کے مقابلے میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا۔ چاہے کوئی مجھے مار ڈالے یا جلا دے''۔ یہ کہہ کر گھوڑے کو ایک ایڑ لگائی اور چشم زدن میں امام حسینؓ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عرض کیا ''اے ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے' میں وہی ہوں جس نے تم کو واپس ہونے سے روکا تھا اور جو تم کو ادھر پھیر کر اس راہ پر لایا تھا اور جس نے شامت اعمال سے تم کو اس مقام پر لا کر ٹھہرایا تھا' اللہ کی قسم! مجھے یہ امید نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ یہ برتاؤ کریں گے اور آپ کی ایک بات بھی نہ سنیں گے میں نے یہ رنگ دیکھ کر اپنے جی میں کہا' چونکہ بعض باتوں میں ان کی میں اعانت کر چکا ہوں وہ مجھے آپ کی طرف جاتے ہوئے دیکھ کر اپنا مخالف نہ سمجھیں گے' پس اگر اب بعض امر میں ان کے خلاف عمل کروں تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ واللہ! اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ آپ سے وہ نہ لڑیں گے تو میں ہرگز آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا' جو لغزش مجھ سے ہو چکی ہے اس سے تائب ہو کر میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تا کہ آپ کی اعانت کروں' یہاں تک کہ آپ کے روبرو میں جاں بحق تسلیم کروں' کیا آپ کے نزدیک میری یہ توبہ مقبول ہوگی؟'' آپ نے فرمایا ''ہاں! اللہ تعالیٰ یہ توبہ قبول فرمائے گا اور تمہاری لغزشوں سے درگزر کرے گا''۔

حُر کا شامی لشکر سے خطاب: حُر نے یہ سن کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اے لوگو! تم لوگ حسینؓ کی ان درخواستوں کو جن کو وہ پیش کرتے ہیں کیوں نہیں قبول کرتے' اللہ تعالیٰ تم کو دارین میں فلاح عنایت کرے گا اور تم کو ان کی لڑائی اور قتل سے نجات دے گا''۔ عمر بن سعد بولا ''میں خود اس امر کا خواہاں تھا لیکن کیا کروں مجبور ہوں''۔ اس کے بعد حُر نے لشکریوں کو مخاطب کیا اور کہا ''اے اہل کوفہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے خود ان کو بلایا جب وہ تمہارے پاس اس غرض سے آئے کہ تم ان کی اعانت کرو اور ان کے ہمراہ ہو کر لڑو تو تم ان کے قتل پر کمر بستہ ہو گئے' اس پر طرہ یہ ہے کہ تم نے اس غریب کو اس طرح پر روک رکھا ہے کہ کہیں وہ جا نہیں سکتے' بڑے افسوس کا مقام ہے کہ تم نے ان کو قیدیوں کی طرح گرفتار کر لیا ہے کسی ملجا و مامن کی طرف جانے نہیں دیتے نہ وہ کوئی نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ کسی مضرت کے دفع کرنے پر قادر ہیں' تم نے ان کو آب فرات سے بھی روک دیا ہے جس سے یہودی نصرانی اور مجوسی بھی سیراب ہوتے ہیں' کتے' سور اور کل چرند و پرند اس کو پیتے ہیں' کیا وہ (حسینؓ) اس قابل بھی نہیں ہیں؟ وہ اور ان کے ہمراہ شدت تشنگی سے بے ہوش ہو رہے ہیں' تم لوگوں نے کیا اچھا برتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت کے ساتھ کیا' اگر تم لوگ اپنے اس فعل سے توبہ نہ کرو گے اور محافظین کو دریائے فرات سے نہ ہٹا لو گے تو اس روز جب کہ شدت تشنگی سے لوگ بے چین ہوں گے اللہ تعالیٰ تم کو بھی سیراب نہ کرے گا''۔ لشکریوں نے جواب دینے کے بجائے حُر پر تیر برسائے وہ مجبور ہو کر لوٹے' امام حسینؓ کے روبرو آ کر کھڑے ہو گئے۔

آغاز جنگ: اس کے بعد عمر بن سعد بڑھا' کمان سے تیر جوڑ کر امام حسینؓ کی طرف مار کر بولا ''لوگو! گواہ رہنا سب سے پہلے میں نے ہی تیر چلایا ہے' یہ سن کر لشکریوں نے بھی ایک باڑھ تیر کا چلایا' پھر لشکر شام سے یسار (زیاد کا غلام) اور سالم (عبید اللہ کا غلام) نکل کر میدان میں آئے۔ مقابلے کے لئے للکار کر لڑنے والے کو طلب کیا' امام حسینؓ کی طرف سے عبد اللہ

بن عمیر کلبی میدانِ جنگ میں آئے۔ (یہ کوفے سے مع اپنی بیوی کے آپ کی خدمت میں آئے تھے) یسار و سالم نے نام و نسب دریافت کیا۔ عبداللہ نے بتلایا۔ یسار و سالم بولے ''ہم تم کو نہیں جانتے ہمارے مقابلے پر زہیر بن القین یا حبیب بن مطہر اور بریر بن خضیر جیسے لوگوں کو آنا چاہئے''۔ عبداللہ نے ترش رو ہو کر یسار سے کہا ''اے حرامی بچے! تیرے مقابلے پر وہ لوگ آئیں گے؟ تو اس قابل نہیں ہے کہ تو ان کی تیز تیغ سے ہلاک کیا جائے' تیری روح و تن کے فیصلہ کرنے کو میری تلوار کافی ہے''۔ یسار یہ سن کر حملے کی نیت سے آگے بڑھا۔ عبداللہ نے وار خالی دے کر تلوار چلائی' تھوڑی دیر تک فریقین نے ایک دوسرے پر وار چلائے' سالم اپنے ہمراہی کو کمزور دیکھ کر عبداللہ کی طرف جھپٹا' عبداللہ نہایت تیزی سے یسار کا کام تمام کر کے سالم کی طرف مڑے' سالم نے وار پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ عبداللہ روکتے اور حملہ کا جواب بھی دیتے جاتے تھے' بالآخر عبداللہ کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں اور پھر انہوں نے لپک کر ایسا وار کیا کہ سالم بھی اسی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔

اُمِ وہب کا جذبۂ جانِ نثاری: ان کی بیوی ام وہب ایک لکڑی لے کر کہتی ہوئی دوڑیں ''میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کے لئے لڑتے لڑتے اپنے کو تصدق کر دو'' عبداللہ نے میدانِ جنگ میں آنے سے روکا' ام وہب نے واپس جانے سے انکار کر کے کہا ''میں تمہارا ساتھ جب تک زندہ ہوں نہیں چھوڑوں گی''۔ امام حسینؓ نے آواز بلند سے کہا ''تم لوگوں نے اہل بیت رسالت کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر دے گا۔ اے ام وہب! تجھ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے لوٹ آ' عورتوں پر جہاد نہیں ہے''۔ ام وہب یہ سن کر واپس آئیں' عمرو بن الحجاج نے عمر بن سعد کے میمنہ کو للکار کر جنگ پر ابھارا۔ اہل میمنہ گھوڑوں پر سوار ہو کر نیزوں کو آڑے کر کے میدان کی طرف نکلے۔ امام حسینؓ کے ہمراہیوں نے تیر برسانے شروع کر دیئے' جس سے عمرو بن الحجاج اور اس کے ہمراہ آگے نہ بڑھ سکے' اکثر ان میں سے لقمۂ نہنگ اجل ہو گئے اور بہت سے زخمی ہو کر لوٹے۔

ابنِ حوزہ کا انجام: ایک شخص ابنِ حوزہ نامی اس گروہ سے نکل کر ((افیکم الحسین افیکم الحسین)) ''کیا تم میں حسینؓ ہیں؟ کیا تم میں حسین ہیں''۔ کہتا ہوا آیا کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ تیسری بار لوگوں نے کہا ہاں آپ تشریف رکھتے ہیں! تو کیا کہنا چاہتا ہے؟ ابنِ حوزہ بولا ''اے حسینؓ میں تم کو آتش دوزخ کی بشارت دیتا ہوں'' (عیاذاً باللہ) آپ نے فرمایا ''تو جھوٹا ہے میں اپنے رب کریم و رحیم کے پاس جاتا ہوں' تو کون ہے؟'' جواب دیا میرا نام ابنِ حوزہ ہے آپ نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں عرض کیا ((اللّٰھم حزہ الی النار)) ابنِ حوزہ نے یہ سن کر طیش سے گھوڑے کو آگے بڑھایا اتفاق سے گھوڑا بدک کر بھاگا۔ ابنِ حوزہ سنبھل نہ سکا۔ ایک پاؤں رکاب سے نکل گیا اور دوسرا رکاب میں اٹکا رہ گیا۔ جوں جوں گھوڑا بھاگتا تھا اس کے سر کے پرخچے اڑتے جاتے تھے ایک ساعت میں لاش کا پتہ تک نہ چلا۔ مسروق بن وائل حضرمی جو اس کے ساتھ میدان میں آیا تھا یہ دیکھ کر کہتا ہوا لوٹا ''میں اس خاندان سے نہ لڑوں گا ان کی بددعا میں بہت بڑا اثر ہے''۔

ابنِ خضیر کی شہادت: یزید بن معقل حلیف عبدالقیس جوش مردانگی میں آ کر للکارتا ہوا میدان میں آیا اور بریر بن خضیر کو بلا کر کہا ''دیکھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا؟'' بریر نے جواب دیا ''واللہ! اس نے میرے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی ہے

اور تیرے ساتھ برائی''۔ یزید بولا''تو جھوٹ کہتا ہے اس سے پیشتر تو جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اللہ کی قسم! تو گمراہی میں پڑ گیا''۔ ابن خضیر نے کہا''اگر تجھے اپنی سچائی کا دعویٰ ہے تو آ' ہم اور تو مقابلہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ ہم میں سے جھوٹے اور گمراہ پر اللہ تعالیٰ اپنی پھٹکار بھیجے''۔ یزید سے اس کا کچھ جواب نہ بن پڑا تلوار کھینچ کر دوڑا' فریقین میں کمال تیزی سے دو دو ہاتھ چل گئے۔ یزید بن معقل نے تلوار چھوڑ کر نیزے کا وار کیا بریر نے وار بچا کر تلوار چلائی جو خود پھاڑ کر سر میں تیر گئی۔ بریر تلوار کے نکالنے میں مصروف تھے کہ رضی بن منقذ عبدی نے لپک کر وار کیا۔ ابن خضیر لپٹ پڑے' تھوڑی دیر تک زور آزمائی ہوتی رہی بالآخر ابن خضیر نے رضی کو مار لیا' سینے پر چڑھ کر کمر سے خنجر نکالنے لگے' اس اثناء میں کعب بن جابر ازدی نے پہنچ کر ابن خضیر کی پشت پر نیزہ مارا' ابن خضیر زخم کے صدمے سے بے تاب ہو کر اٹھے' کعب نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کا وار کیا جس سے ابن خضیر شہید ہو گئے اور رضی اپنی قبا جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ واپسی کے بعد کعب کی بیوی نے ملامت کرتے ہوئے کہا''تف ہو تجھ پر! تو ابن فاطمہؓ کے خلاف لڑنے کو آیا' پھر اس پر طرہ یہ ہوا کہ بریر سید القراء کو تو نے شہید کیا' جا تیرا رو سیاہ ہو! میں تجھ سے ہرگز نہ ملوں گی''۔

عمرو بن قرظہ کی شہادت: ابن خضیر کی شہادت کے بعد عمرو بن قرظہ انصاری میدانِ جنگ میں آئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کا بھائی عمر بن سعد کے ہمراہ تھا اس نے آواز بلند کر کے کہا''یا حسین کذاب ابن کذاب (عیاذاً باللہ) تو نے میرے بھائی کو گمراہ کیا اور اس درجہ اس کو تو نے گرویدہ کر لیا تھا کہ وہ مارا گیا'' آپ نے جواب دیا''اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ راہ راست کی راہنمائی کی ہاں تو البتہ گمراہ ہو گیا''۔ عمرو بن قرظہ کا بھائی یہ سن کر طیش میں آیا اور یہ کہتا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مارے جو میں تجھے نہ ماروں یا تیرے پاس نہ مر جاؤں' آگے بڑھا' نافع بن ہلال مرادی نے لپک کر نیزہ چلایا جس سے وہ زخمی ہو کر گرا۔ نافع نے نیزہ چھوڑ کر تلوار کھینچی لیکن اس کے ہمراہی یورش کر کے اٹھا لے گئے اور وہ علاج معالجہ کر کے اچھا ہو گیا۔

شامی لشکر کی پست ہمتی: حُر بن یزید نے یہ حالت دیکھ کر امام حسینؓ سے اجازت طلب کی۔ میدانِ جنگ میں شیر غراں کی طرح ڈکارتے ہوئے پہنچے' ان کے مقابلے پر یزید بن سفیان آیا' حُر نے پہلے ہی وار میں اس کا وارا نیارا کر دیا' پھر نافع کے مقابلے پر مزاحم بن حُریث آیا' دو دو ہاتھ بھی نہ چلنے پائے تھے کہ نافع نے مزاحم کو بھی ڈھیر کر دیا۔ شامی فوجیں اپنے جوانمردوں کے پیہم مارے جانے سے سہم گئیں ہر شخص ان دونوں دلیروں کے مقابلے پر جانے سے جی چرا رہا تھا۔ عمرو بن حجاج نے چلا کر کہا''اے لوگو! تمہارے مقابلے پر آدمی ہی ہیں یہ کچھ شیر نہیں ہیں کہ تم کو میدان جنگ میں جاتے ہی چیر پھاڑ ڈالیں گے' بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ باوجود اس کثرت کے ہمت ہارے جاتے ہو تمہارے مخالفین کی تعداد اس قدر کم ہے کہ اگر تم لوگ ان پر ایک ایک کنکریاں بھی پھینکو تو ان کے مر جانے کو کافی ہو' اے اہل کوفہ! اپنے امیر کی اطاعت کرو' جماعت سے علیحدہ نہ ہو۔ جو شخص دین سے باہر اور امام کے مخالف ہو گیا ہے اس کے قتل کرنے میں کچھ شک وشبہ نہ کرو۔ دیکھو ایک ایک لڑنے کو میدان میں نہ جاؤ' بلکہ سب کے سب جھرمٹ باندھ کر مجموعی قوت سے حملہ کرو''۔ عمر بن سعد نے اس رائے

کو پسند کیا اور فرداً فرداً نکل کر لڑنے سے منع کر دیا۔ امام حسینؓ بولے ''اے عمرو بن الحجاج کیا تو ہمارے خلاف لوگوں کو ابھارتا ہے؟ ہم دین سے باہر ہو گئے ہیں یا تو؟ اللہ کی قسم! اگر تمہاری روحیں قبض کر لی جائیں اور اسی حالت میں تم لوگ مرتے جاؤ تو معلوم ہو جائے گا کہ کون شخص دین سے باہر تھا''۔ عمرو بن الحجاج نے بجائے جواب دینے کے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا۔

مسلم بن عوسجہ کی شہادت: مسلم بن عوسجہ سے لڑائی ہوتی رہی' آخر الامر یہ زخمی ہو کر گرے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر میں لوٹ آیا امام حسینؓ مسلم کے پاس تشریف لائے' جس وقت وہ دم توڑ رہے تھے' فرمایا ''اے مسلم! اللہ تجھ پر رحم کرے جس کا وقت آ گیا ہے وہ تو جا رہا ہے اور جو باقی ہے وہ وقت کا انتظار کر رہا ہے' تم اندیشہ نہ کرو ہم بھی عنقریب تم سے آ کر ملا چاہتے ہیں' حبیب بن مطہر قریب گئے' ارشاد کیا'' میں اس زخمی کے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہوں''۔ مسلم نے یہ سن کر آنکھیں کھول دیں' حبیب بن مطہر بولے ''امام حسینؓ تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دیتے ہیں''۔ مسلم نے مسکرا کر جواب دیا'' میں تم کو نیکی کی بشارت دیتا ہوں''۔ حبیب نے مسلم کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھ کر کہا'' اے بھائی اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں تمہارے بعد کچھ دنوں بھی زندہ رہوں گا تو تم سے میں وصیت کرنے کی خواہش کرتا لیکن میں یہ یقیناً جانتا ہوں کہ دو ہی چار ساعت کے بعد میں تم سے آ کر ملنے والا ہوں''۔ مسلم نے کہا'' تاہم میں تم کو ایسی وصیت کرتا ہوں جس کے تم سزاوار ہو اور وہ یہ ہے کہ تم امام حسینؓ کا ساتھ نہ چھوڑنا اور جب تک بقیدِ حیات رہنا ان بدبختوں بے دینوں سے لڑتے رہنا''۔

حسینی لشکر پر تیروں کی بارش: مسلم تو اس قدر وصیت کر کے راہی ملکِ بقا ہو گئے اور شمر ذی الجوشن نے میسرہ کو لے کر حملہ کیا۔ امام حسینؓ اور آپ کے ہمراہی نہایت استقلال سے جی توڑ کر جواب دینے لگے۔ آپ کے ہمراہیوں میں اگرچہ صرف بتیس سوار تھے لیکن جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ جاتی تھی' لوگ تتر بتر ہو کر ادھر ادھر بھاگ کھڑے ہوتے تھے' سواران کوفہ مقابلہ پر جانے سے جی چراتے تھے۔ عزرہ بن قیس نے (جو سواران کوفہ کا سردار تھا) لڑائی کا عنوان بگڑتا ہوا دیکھ کر عمر بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ ان معدودے چند نے سواران کوفہ کے چھکے چھڑا دیئے' اگر جنگ کا یہی عنوان رہا تو عنقریب یہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ مناسب ہے کہ تیر اندازوں اور پیادوں کے بڑھنے کا حکم دیجئے' عمر بن سعد نے شبث بن ربعی کو امام حسینؓ پر تیر باری کا حکم دیا۔ لیکن شبث نے اس سے انکار کیا۔ تب حصین بن نمیر کو بہ ہمراہی پانچ سو تیر اندازوں کے لشکر امام پر تیر باری کرنے کے لئے روانہ کیا' چنانچہ حصین بن نمیر قریب پہنچ کر تیر برسانے لگا۔ تھوڑی دیر میں آپ کے سواروں کے کل گھوڑے زخمی ہو کر نکمے ہو گئے' اس وقت کل ہمراہی پیادہ پا ہو کر لڑنے لگے۔ حُر کا گھوڑا بھی اس واقعے میں مر گیا۔ یہ بھی پیادہ لڑ رہے تھے۔

حسینی خیموں پر ناکام حملہ: دوپہر تک لڑائی نہایت تیزی اور سختی سے جاری تھی اور لشکر شام کثرت کے باوجود ان لوگوں کے حملوں کا جواب نہ دے سکتا تھا اور نہ ان کے قریب پہنچ کر حملہ آور ہو سکتا تھا۔ عمر بن سعد نے مجبور ہو کر چند لوگوں کو آپ کے خیموں کی طرف سے حملہ کرنے کو بھیجا۔ آپ کے ہمراہیوں میں سے صرف چار آدمی مخالفین کے روکنے پر مامور ہوئے جو دستہ فوج سواروں یا پیادوں کا لشکر شام سے نکل کر خیمے کی طرف بڑھتا دکھائی دیتا تھا' خیمہ تک پہنچنے کا کیا ذکر ہے' راستے ہی میں

ڈھیر ہو جاتا تھا۔ تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا۔ امام حسینؓ نے فرمایا "تم لوگ مجھ سے لڑتے ہو تو مجھ سے لڑو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی مرد نہیں ہے وہ غریب نکل کر نہ بھاگ سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتشزدگی کے باعث تم سے لڑسکیں گے"۔ عمر بن سعد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسینؓ کے خیمے تک پہنچ کر کہنے لگے "مجھے دوزخ ہی میں جلنا نصیب ہو اگر میں اس خیمے کو نہ جلا دوں"۔ عورتیں چلا کر نکل آئیں' امام حسینؓ نے ڈانٹ کر کہا "اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمے کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں"۔ شمر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے بھی اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بدبختی کی وجہ سے نہیں مانتا تھا۔ برابر خیمے کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھا جاتا تھا' زہیر بن القین نے دس آدمیوں کے ہمراہیانِ امام سے علیحدہ ہو کر شمر اور اس کی رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا' ابو غرہ ضیابی (جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے' بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا۔

حبیب بن مطہر کی شہادت: چونکہ لشکر شام کی تعداد زیادہ تھی' کثرت کی وجہ سے دو' چار' پانچ' دس' بیس کا مارا جانا محسوس نہ ہوتا تھا اور امام حسینؓ کی طرف بوجہ قلت جماعت ایک دو آدمیوں کے بھی کام آ جانے کا احساس ہو جاتا تھا۔ لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا' ابوثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں' میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ سے سے زیادہ قریب ہو گئے ہیں' اللہ کی قسم آپ پر کوئی صدمہ نہ آنے پائے گا جب تک میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم اس وقت ملیں جب کہ ہم نماز پڑھ لیں"۔ آپ نے دعا دے کر ارشاد کیا "ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں سے کہو کہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ کو ملتوی کر دیں تاکہ ہم نماز پڑھ لیں"۔ ابوثمامہ یا کسی اور ہمراہی نے یہ درخواست پیش کی' حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہ کی جائے گی"۔ حبیب بن مطہر نے جواب دیا "کیوں سگِ دنیا! تیرا یہ خیال ہے کہ تیری نماز تو قبول ہو گی اور آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول نہیں ہو گی؟" حصین بن نمیر نے طیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ حبیب نے لپک کر تلوار چلائی' حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی' گھوڑا الٹ گیا' حصین منہ کے بل زمین پر گر پڑا اس کے ہمراہیوں نے دوڑ کر اٹھا لیا' حبیب نہایت مردانگی اور دلیری سے لڑنے لگے بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن صریم نامی جنگجو کو قتل کیا' ایک دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ چلایا۔ حبیب جونہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب تیورا کر گر پڑے' تمیمی نے اتر کر سر اتار لیا۔

حُر بن یزید کی شہادت: حبیب کے قتل ہونے سے امام حسینؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ حُر و زہیر نے بڑھ کر کہا "ہم آپ پر سینہ سپر ہو کر فدا ہونے کو موجود ہیں' ہمارے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں نہ جائیے"۔ امام حسینؓ یہ سن کر رک گئے اور حُر و زہیر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے فریق مخالف میں چھپ جاتا تھا تو دوسرا اس سختی و تیزی سے حملہ کر دیتا تھا کہ اس کو مخالفین کے نرغے سے نکال لاتا تھا' تھوڑی دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح پر رہا' بہت سے آدمیوں کا چشم زدن میں وارے نیارے ہو گئے۔ عمر بن سعد نے للکارا

قتل کر ڈالا۔

پیادوں نے چاروں طرف سے گھیر کر شہید کیا اور ابو ثمامہ کے چچازاد بھائی شامیں تھا قتل کر ڈالا۔

نافع بن ہلال کی شہادت کے بعد امام حسینؓ مع چند ان کے رفقاء کے لڑنے لگے مخالفین

چاروں طرف سے تیر باری کر رہے اور آپ کے ہمراہی اپنی جان کی بازی ہیں۔ زہیر بن القین لڑتے

بھڑتے بلا خیال پس وپیش لشکر شام تک چلے گئے۔ کثیر بن عبداللہ اور مہاجر آپ کو بچا کر دفعۃً تیر پر

ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر ڈالا۔ نافع ہلالی جملی تیر کے پھلوں پر بچا کر لا اور ہر ایک پر اپنا نام لکھا ہوا تھا،

مجروحین کے سوا بارہ آدمیوں کو مارا۔ لڑتے لڑتے صدمہ زخم ان کو ٹوٹ گرفتار کر لئے گئے شمر ذی الجوشن

پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا۔ بہے خون کے فوارے ہاتھ عمر بن سعد نے کہا۔ نافع بولے حسین نے

زخمیوں کے علاوہ تم میں سے بارہ آدمی قتل کیا ہے اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ گرفتار نہ کر سکتے۔ شمر نے

قتل کی غرض سے تلوار کھینچی، نافع نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مسلمان ہو تجھ کو یہ شاق ہوتا کہ خدا تعالیٰ کے روبرو ہمارے خون

کے ساتھ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس نے ہماری موت بدتر خلائق کے ہاتھ پر رکھی ہے۔ یہ سن کر وہ جھلا اٹھا اور

ایک وار سے نافع کا کام تمام کر دیا۔

پسران عزوہ غفاری کی شہادت: اس کے بعد شمر نے امام حسینؓ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا

کہ بوجہ کثرت نہ تو ان کے شر سے امام کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے کو تو آپس میں مشورہ کیا کہ امام حسین کے روبرو لڑ کر مر

جانا چاہئے۔ چنانچہ عبداللہ وعبدالرحمٰن پسران عزوہ غفاری آئے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے لڑے اور داد مردانگی پا

کر شہید ہو گئے۔

سیف و مالک کی شہادت: بعد ان سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع (یہ دونوں چچازاد اور

اخیافی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے، آپ نے فرمایا "تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ عنقریب تم

لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی"۔ (یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف ومالک نے عرض کیا "ہم اپنے لئے نہیں

روتے ہیں بلکہ ہم کو اس پر رونا آتا ہے کہ ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو نہیں بچا سکتے" آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں

بھائی رخصت ہو کر شیر غراں کی طرح میدان جنگ میں ڈکارتے ہوئے جا پہنچے اور لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر

تھوڑی دیر میں شہید کر ڈالا۔ اس کے بعد حنظلہ بن اسعد شیبانی میان صف سے نکل کر امام حسینؓ کے روبرو آ کر کھڑے ہوئے

اور لشکر شام کو مخاطب کر کے بولے:

((یا قوم انی اخاف علیکم یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح و عاد و ثمود الذین من بعدهم و ما اللّٰه یرید ظلماً للعباد. یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من اللّٰه من عاصم و من یضلل اللّٰه فما له من هاد یا قوم لا تقتلوا الحسین فیسحتکم اللّٰه بعذاب و قد خاب من افتریٰ))

پیادوں نے چاروں طرف سے حُر بن یزید کو گھیر کر شہید کیا اور ابو ثمامہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو شامی لشکر میں تھا قتل کر ڈالا۔

نافع بن ہلال کی شہادت: اس کے بعد امام حسینؓ مع اپنے ہمراہیوں کے صلوٰۃ خوف پڑھ کر لڑنے لگے‘ مخالفین چاروں طرف سے تیر باری کر رہے تھے اور آپ کے ہمراہی اپنی جان کی بازی لگا رہے تھے۔ زہیر بن القین لڑتے بھڑتے بلا خیال پس و پیش لشکر شام میں گھستے چلے گئے۔ کثیر بن اللہ ثعلبی اور مہاجر بن اوس آنکھیں بچا کر دفعۃً زہیر پر ٹوٹ پڑے اور ان کو شہید کر ڈالا۔ نافع بن ہلالی جملی تیر کے پھلوں پر زہر بجھا کر لائے تھے اور ہر ایک پر اپنا نام لکھا ہوا تھا‘ مجروحین کے سوا بارہ آدمیوں کو مارا‘ بالآخر لڑتے لڑتے صدمۂ زخم سے ان کا بازو ٹوٹ گیا گرفتار کر لئے گئے شمر ذی الجوشن پکڑ کر عمر بن سعد کے پاس لے گیا۔ چہرے سے خون کے فوارے بہ رہے تھے عمر بن سعد دیکھ کر مسکرایا۔ نافع بولے ”میں نے زخمیوں کے علاوہ تم میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کیا ہے اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھ کو ہرگز گرفتار نہ کر سکتے“۔ شمر نے قتل کی غرض سے تلوار کھینچی نافع نے کہا ”اللہ کی قسم! اگر تو مسلمان ہوتا تجھ کو یہ شاق ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو ہمارے خون کے ساتھ جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری موت بدترین خلائق کے ہاتھ پر لکھی ہے“۔ یہ سن کر وہ جھلا اٹھا اور ایک وار سے نافع کا کام تمام کر دیا۔

پسران عزوہ غفاری کی شہادت: اس کے بعد شمر نے امام حسینؓ کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ بوجہ کثرت نہ تو ان کے شر سے امام حسینؓ کو بچا سکتے ہیں اور نہ اپنے کو تو آپس میں مشورہ کیا کہ امام حسین کے روبرو لڑ کر مر جانا چاہئے۔ چنانچہ عبداللہ و عبدالرحمٰن پسران عزوہ غفاری آئے اجازت لے کر میدان جنگ میں گئے لڑے اور داد مردانگی پا کر شہید ہو گئے۔

سیف و مالک کی شہادت: بعد ازاں سیف بن الحرث بن سریع اور مالک بن عبد بن سریع (یہ دونوں چچا زاد اور اخیافی بھائی تھے) روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے‘ آپ نے فرمایا ”تم کیوں روتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ عنقریب تم لوگوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی“۔ (یعنی سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے) سیف و مالک نے عرض کیا ”ہم اپنے لئے نہیں روتے ہیں بلکہ ہم کو اس پر رونا آتا ہے کہ ہم اپنی جان دے کر بھی آپ کو نہیں بچا سکتے“ آپ نے دعائیں دیں اور یہ دونوں بھائی رخصت ہو کر شیر غراں کی طرح میدان جنگ میں ڈکارتے ہوئے جا پہنچے اور لشکرِ شام نے چاروں طرف سے گھیر کر تھوڑی دیر میں شہید کر ڈالا۔ اس کے بعد حنظلہ بن اسعد شیبانی میان صف سے نکل کر امام حسینؓ کے روبرو آ کر کھڑے ہوئے اور لشکر شام کو مخاطب کر کے بولے:

((یا قوم انی اخاف علیکم یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح و عاد و ثمود الذین من بعدھم و ما اللہ یرید ظلماً للعباد. یا قوم انی اخاف علیکم یوم التناد یوم تولون مدبرین ما لکم من اللہ عاصم و من یضلل اللہ فما لہ من ھاد یا قوم لا تقتلوا الحسین فیسحتکم اللہ بعذاب و قد خاب من افتریٰ))

ڈھیر ہو جاتا تھا۔ تب عمر بن سعد نے خیموں پر دور سے آگ برسانے کا حکم دیا۔ امام نے فرمایا "تم لوگ مجھ سے لڑتے ہو تو مجھ سے لڑو خیموں میں عورتوں اور بچوں کے سوا کوئی نہیں ہے وہ غریب نکل بھاگ سکیں گی اور نہ ہم خیموں میں آتشزدگی کے باعث تم سے لڑ سکیں گے"۔ عمر بن سعد یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد شمر ذی الجوشن حملہ کر کے امام حسینؓ کے خیمے تک پہنچ کر کہنے لگے "مجھے دوزخ ہی میں جلنا نصیب ہو اگر میں اس خیمے کو نہ جلا دوں"۔ عورتیں چلا کر نکل آئیں۔ امام حسینؓ نے ڈانٹ کر کہا "اللہ تعالیٰ تجھے جلائے تو میرے خیمے کو جلائے گا جس میں میرے اہل بیت ہیں"۔ شمر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا حمید بن مسلم اور شبث بن ربعی نے بھی اس کو اس فعل شنیع سے روکنا چاہا لیکن وہ بدبختی کی وجہ سے نہیں مانتا تھا۔ برابر خیمے کی طرف آگ لگانے کی غرض سے بڑھا جاتا تھا۔ زہیر بن القین نے دس آدمیوں کے ہمراہ جو ان امام سے علیحدہ ہو کر شمر اور اس کی رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ ابو غرہ ضبابی (جو اس کے ہمراہیوں میں سے تھا) اور بہت سے سپاہی مارے گئے۔ بالآخر مجبور ہو کر شمر ذی الجوشن کو واپس آنا پڑا۔

<u>حبیب بن مطہر کی شہادت</u>: چونکہ لشکر شام کی تعداد زیادہ تھی' کثرت کی وجہ سے دو' چار' پانچ' دس' بیس کا مارا جانا محسوس نہ ہوتا تھا اور امام حسینؓ کی طرف بوجہ قلت جماعت ایک دو آدمیوں کے بھی کام آ جانے کا احساس ہو جاتا تھا۔ لڑائی کی وہی گرم بازاری تھی کہ نماز کا وقت آ گیا' ابوثمامہ صائدی نے کہا "میں آپ پر فدا ہو جاؤں' میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ آپ سے زیادہ قریب ہو گئے ہیں' اللہ کی قسم آپ پر کوئی صدمہ نہ آنے پائے گا جب تک میں آپ کے قریب نہ مارا جاؤں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے ہم اس وقت ملیں جب کہ ہم نماز پڑھ لیں"۔ آپ نے دعا دے کر ارشاد کیا "ہاں یہ اول وقت نماز کا ہے (شمر و عمر کی طرف اشارہ کر کے) ان لوگوں سے کہو کہ تھوڑی دیر کے لئے جنگ کو ملتوی کر دیں تا کہ ہم نماز پڑھ لیں"۔ ابوثمامہ یا کسی اور ہمراہی نے یہ درخواست پیش کی' حصین بن نمیر بولا "یہ نماز قبول نہ کی جائے گی"۔ حبیب بن مطہر نے جواب دیا "کیوں سگ دنیا! تیرا یہ خیال ہے کہ تیری نماز تو قبول ہو گی اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول نہیں ہو گی؟"۔ حصین بن نمیر نے طیش میں آ کر حبیب کی طرف گھوڑا بڑھایا۔ حبیب نے لپک کر تلوار چلائی' حصین کے گھوڑے کے منہ پر پڑی' گھوڑا الٹ گیا' حصین منہ کے بل زمین پر گر پڑا اس کے ہمراہیوں نے دوڑ کر اٹھا لیا' حبیب نہایت مردانگی اور دلیری سے لڑنے لگے بنی تمیم کے ایک شخص بدیل بن صریم نامی جنگجو کو قتل کیا' ایک دوسرے شخص نے پیچھے سے نیزہ چلایا۔ حبیب جونہی اس کی طرف متوجہ ہوئے حصین بن نمیر نے تلوار کا وار کیا جس سے حبیب تیورا کر گر پڑے' تمیمی نے اتر کر سر اتار لیا۔

<u>حُر بن یزید کی شہادت</u>: حبیب کے قتل ہونے سے امام حسین کو سخت صدمہ ہوا۔ بنفس نفیس میدان جنگ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ حُر و زہیر نے بڑھ کر کہا "ہم آپ پر سینہ سپر ہو کر فدا ہونے کو موجود ہیں' ہمارے ہوتے ہوئے آپ میدان جنگ میں نہ جائیے"۔ امام حسینؓ یہ سن کر رک گئے اور حُر و زہیر نے لشکر شام پر حملہ کر دیا۔ جب ایک شخص ان میں سے لڑتے لڑتے فریق مخالف میں چھپ جاتا تھا تو دوسرا اس سختی و تیزی سے حملہ کر دیتا تھا کہ اس کو مخالفین کے نرغے سے نکال لاتا تھا' تھوڑی دیر تک لڑائی کا عنوان اسی طرح پر رہا' بہت سے آدمیوں کا چشم زدن میں وارے نیارے ہو گئے۔ عمر بن سعد نے للکارا

''اے لوگو! مجھے خوف ہے کہ تم پر یوم احزاب کی طرح عذاب نہ آئے جیسے قوم نوح وعاد وثمود پر آیا اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے اور اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا۔ اے لوگو! مجھے روز قیامت کا خوف ہے جس دن کہ تم مقابلہ نہ کر سکو گے اللہ کا۔ تم کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اے لوگو! تم حسینؓ کو قتل نہ کرو' اللہ تعالیٰ عذاب سے تمہاری بیخ کنی کر دے گا اور جو شخص اللہ پر افترا کرے گا وہ خائب ہوگا''۔

لشکر شام میں سے کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ امام حسینؓ بولے ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے' یہ لوگ عذاب کے اسی وقت مستحق ہو چکے تھے۔ جبکہ میں نے ان کو حق کی طرف بلایا اور یہ لوگ اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور اب کیوں یہ کلمۂ حق پر عمل کریں گے۔ جبکہ تمہارے نیک بھائیوں کو قتل کر چکے ہیں''۔ حنظلہ یہ سن کر خاموش ہو گئے اور آپ سے رخصت ہو کر درود پڑھتے ہوئے میدان جنگ میں جا پہنچے۔ دشمنوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کر دی۔ بالآخر وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

عابس وشوذب کی شہادت: عابس بن ابی شبیب شاکری مع اپنے خادم شوذب کے حاضر ہوئے' سلام کیا اور اجازت حاصل کر کے میدان میں گئے۔ شوذب تو جانے کے ساتھ ہی شہید ہو گئے۔ باقی رہے عابس' انہوں نے للکارا'' جسے دعوائے مردانگی ہو میرے مقابلے پر آئے''۔ لشکر شام میں سے کسی کو مقابلے پر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ عمر بن سعد نے کہا ''اے پست ہمتو! اگر اس کے مقابلے پر نہیں جا سکتے ہو تو اس کو چاروں طرف سے تیر وپتھر مارو۔ عابس نے جنگ کا یہ ترالا رنگ دیکھ کر تلوار کھینچ لی اور کمال تیزی سے برق کی طرح آن واحد میں مخالفین پر جا پڑے اور ان کو مار کر پسپا کر دیا۔ پھر مخالفین نے چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر لیا اور تیر وتیزوں سے شہید کر ڈالا۔

اعوان وانصار کی شہادت: سب سے پہلے آپ کے ہمراہیوں میں سے جو میدان جنگ میں لڑے اور شہید کیے گئے وہ ابوالشعثا کندی یعنی یزید بن ابی زیاد ہیں۔ یہ عمر بن سعد کے ہمراہیوں میں سے تھے جب ان لوگوں نے امام حسینؓ کی درخواست صلح نامنظور کی تو یہ ان سے علیحدہ ہو کر آپ سے آ ملے تھے اور اجازت حاصل کر کے جان نثاری کی۔ انہوں نے دشمنوں کو ایک سو تیر مارے جن میں سے پانچ نے بھی خطا نہ کی۔ ہر بار امام حسینؓ فرماتے جاتے تھے ''اے اللہ اس کے بازوؤں میں قوت عطا فرما اور اس کے ثواب میں جنت عنایت کر'' اور سب سے آخر میں جو آپ کے ہمراہیوں میں سے باقی رہے وہ سوید بن ابی المناع خثمی تھے۔

علی اکبر کی شہادت: غرض جب کل اعوان وانصار شہید ہو گئے۔ تو علی الاکبر بن حسینؓ اپنے بزرگ باپ سے اجازت لے کر میدان جنگ کی طرف آئے اور سب سے پہلے آل بنی ابی طالب میں اس معرکے میں یہی شہید کیے گئے۔ ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ تھا۔ انہوں نے بھی شیروں کی طرح کمال مردانگی سے دو چار حملے پیہم کیے اور مخالفین کو اپنے پرزور حملوں سے بار بار منتشر کر دیا' لیکن ٹڈی دل کے مقابلے پر تن تنہا کیا ہو سکتا تھا بالآخر مرہ بن منقذ عبدی نے پیچھے سے نیزہ مارا' وہ چکر کھا کر گرے' لوگوں نے دوڑ کر تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عون وعبدالرحمٰن اور جعفر کی شہادت: امام حسینؓ مع اپنے لڑکوں کے تشریف لے گئے اور علی اکبر کی نعش کو اٹھا کر اس خیمے کے آگے رکھا جس کے سامنے لڑائی ہو رہی تھی۔ اس کے بعد عمرو بن صبیح صیدانی نے عبداللہ بن مسلم پر تیر چلایا وہ پیشانی پکڑ کر بیٹھ گئے اٹھنے نہ پائے تھے کہ عمرو نے دوسرا تیر مار کر شہید کر دیا۔ پھر لوگوں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن قطبہ طائی نے عون بن عبداللہ بن جعفر کو عثمان بن خالد بن اسہر جہنی اور بشر بن سوط ہمدانی نے عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب کو اور عبداللہ بن عروہ خثعمی نے جعفر بن عقیل کو شہید کیا۔

قاسم بن الحسن کی شہادت: بعد ازاں قاسم بن الحسن بن علیؓ تلوار کھینچ کر نکل پڑے۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے پیچھے سے تلوار تول کر ایسا وار کیا کہ قاسم یا عماہ (اے چچا) کہہ کر منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔ امام حسینؓ نے لپک کر عمرو پر تلوار چلائی اس نے ہاتھ پر روکا' کہنی پر سے ہاتھ کٹ گیا' ایک چیخ مار کر زمین پر گر پڑا سواران کوفہ اس کے بچانے کو دوڑ پڑے۔ گرد وغبار میں کچھ سجھائی نہ دیا' خود انہیں کے گھوڑوں نے اس کو روند ڈالا' امام حسینؓ نے قاسم کے سرہانے کھڑے ہو کر فرمایا ''کیا بری وہ قوم ہے جس نے تجھ کو قتل کیا ہے کل روز قیامت تمہارا معاملہ احکم الحاکمین کے روبرو پیش کیا جائے گا'' پھر فرمایا ''کیا برا وقت تمہارے چچا پر آیا ہے کہ تم اس کو مدد کے لئے بلاتے ہو تو وہ کچھ مدد نہیں کر سکتا اور اگر مدد پہنچا سکتا ہے تو اس سے کوئی نفع نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دن ایسا ہے کہ تمہارے چچا کے دشمن بہت زیادہ ہو گئے ہیں اور معین ومددگار کم''۔ اس اثناء میں قاسم نے جان بحق تسلیم کیا۔ آپ ان کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لائے اور قاسم کی نعش کو علی اور ان لوگوں کی لاش کے پاس رکھ دیا جو آپ کے اہل بیت سے شہید ہو چکے تھے۔

عبداللہ بن حسینؓ کی شہادت: اس واقعے کے بعد تھوڑی دیر سب کے سب سکوت کے عالم میں کھڑے رہے' امام حسینؓ بھی خاموشی کے ساتھ ٹہلتے رہے کوئی آپ کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص بنی کندہ کا مالک بن نسیر نامی نے پہنچ کر آپ کے سر پر تلوار چلائی سر پر خفیف سا زخم پڑا۔ خود میں خون بھر گیا آپ نے اتار کر پھینک دیا اور مالک نے لپک کر اٹھا لیا' پھر آپ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بلا کر گود میں بٹھایا' پیار کرنے لگے بنی اسد کے ایک شخص نے تیر مارا جو عبداللہ کے گلے میں ترازو ہو گیا۔ آپ نے سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کیا ''اے رب! اگر تو نے ہم سے مدد کو روک لیا ہو تو جو مناسب ہو وہ کر اور ان ظالموں سے انتقام لے''۔

ابوبکر بن حسین کی شہادت: یہ کلمات زبان سے تمام نہ ہونے پائے تھے کہ لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسینؓ بن علیؓ پر تیر چلایا' آپ شہید ہو گئے۔ عباسؓ بن علی نے اپنے بھائیوں عبداللہ وجعفر کو للکارا کہ میدان لو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین ہمارے قتل پر تل گئے ہیں' چنانچہ ان بزرگوں نے لبیک کہہ کر میدان جنگ کا راستہ لیا۔ داد مردانگی دی' جی کھول کھول کر لڑنے لگے۔ ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ بن علی پر' بعد ازاں جعفر بن علی پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور خولی بن یزید اصبحی نے عثمان بن علی پر وار کیا آپ وار خالی دے کر جونہی اس پر حملہ کرنا ہی چاہتے تھے کہ بنی ابان وارم سے ایک شخص نے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عثمان بن علی زمین پر گر پڑے اس نے سینے پر چڑھ کر سر اتار لیا۔ پھر اسی قبیلہ کے ایک

دوسرے شخص نے محمد بن علی بن ابی طالبؓ پر حملہ کر کے شہید کر ڈالا اور سر اتار لیا۔

حضرت امام حسینؓ پر یلغار: اس اثناء میں امام حسینؓ شدتِ تشنگی سے بے قرار ہو کر لڑتے بھڑتے فرات کی جانب بڑھے۔ قریب تھا کہ پہنچ کر آپ فرات سے اپنے خشک حلق کو تر کرتے' ناگاہ حصین بن نمیر نے ایک تیر مارا جو آپ کے منہ میں لگا آپ نے تیر نکال کر پھینک دیا۔ ہاتھ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور یہ ارشاد فرما رہے تھے ''اے اللہ! میں تجھ سے اس کی شکایت کرتا ہوں جو یہ لوگ تیرے نبی کے نواسے کے ساتھ کر رہے ہیں اے اللہ تو ان کی زیادتیوں کو دیکھ'' پھر شمر ذی الجوشن تقریباً دس آدمیوں کو لے کر امام حسینؓ کے خیمے کی طرف بڑھا آپ نے فرات کی طرف مڑ کر ان کو روکا اور یہ فرمایا ''تف ہو تجھ پر اگر تجھ میں دینداری نہیں ہے اور نہ آخرت سے ڈرتا ہے تو شرافت کیوں چھوڑتا ہے اپنے لشکریوں کو روک اور ہمارے اہل وعیال کو ان کی بے ہودگیوں سے بچا''۔ جب کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا تو آپ ادھر سے تلوار کھینچ کر جھپٹے' دوسری طرف شمر نے اپنے پیادوں کو (جن میں عبدالرحمٰن جعفی' قشم بن نذیر جعفی' صالح بن وہب یزنی' سنان بن انس نخعی' خولی بن یزید اصحی وغیرہ تھے) للکارا سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن آپ جس طرف رخ کرتے تھے' جی چرا چرا کر لوگ ایک دوسرے پر منہ کے بل گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور پھر جمعیت باندھ کر ہر طرف سے گھیر کر دائیں بائیں آگے پیچھے سے مجموعی قوت سے حملہ آور ہوتے تھے' اس اثناء میں جنگ کا زور شور بن کر خیمہ سے زینب بنت علی نکل آئیں' چلا کر بولیں ''کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑتا'' اتفاق سے عمر بن سعد کا سامنا ہو گیا۔ فرمایا ''کیوں ابنِ سعد! ابو عبداللہ بن حسینؓ اس بے کسی سے مارے جائیں اور تم دیکھتے رہو'' عمر بن سعد کا دل اس فقرہ سے بھر آیا آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ آنسو نہ رک سکے' ڈاڑھی پر چند قطرے گرے مجبور ہو کر زینب کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

امام حسینؓ کا انتباہ: امام حسینؓ کمال سرگرمی سے لڑ رہے تھے شیروں کی طرح سواروں پر جھپٹتے تھے اور پیادوں کی صفوں کو اپنے پرزور حملوں سے الٹ پلٹ دیتے تھے اور بار بار یہ فرماتے جاتے تھے ''کیا تم لوگ میرے ہی قتل کے لئے جمع ہوئے ہو؟ اللہ کی قسم! میرے قتل کرنے سے اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہو گا' مجھے پوری امید ہے کہ میرے قتل سے تم کو سرخروئی حاصل نہ ہو گی اور بے شک اللہ تعالیٰ تم سے میرے خون کا ایسا بدلہ لے گا کہ تم کو اس کی خبر تک نہ ہو گی' واللہ! اگر تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے تو تم میں خونریزی کا دروازہ کھل جائے گا اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کرے گا' تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو دیکھو میں بے گناہ ہوں میرا قتل کرنا تم کو روا نہیں ہے''۔ کوئی شخص اس کا کچھ جواب نہ دیتا تھا اور آپ ان کے حملوں سے اپنے کو بچاتے ہوئے میدان جنگ میں دادِ مردانگی دے رہے تھے اور تقریباً کل لشکری آپ کے قتل کرنے سے جی چراتے تھے ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کو شہید کرے۔

شہادتِ حسینؓ: شمر لشکر کا یہ رنگ دیکھ کر چلا کر بولا ''تمہاری مائیں مر جائیں! تم لوگ ایک پیادے کو نہیں مار سکتے' تف ہے تمہاری مردانگی پر اگر تم لوگ ایک ایک کنکری پھینکو تو حسینؓ دب کر مر جائیں' یہ بسملا نہ حرکت کر رہے ہیں' ان میں کچھ دم باقی نہیں ہے۔ بڑھو بڑھو اپنے نام و خاندان کو رسوا نہ کرو''۔ لشکریوں کے دل میں اس پر جوش تقریر سے ناحق کوشی کا ایک

ناجائز جوش بھر گیا۔ شمشیر بکف ہو کر پیادوں نے ہر طرف سے حملہ کر دیا اور سواروں نے تیر برسانے شروع کر دیئے' زرعہ بن شریک تمیمی نے لپک کر آپ کے بائیں بازو پر پھر کندھے پر تلوار چلائی' صدمہ' زخم سے سنبھلنے نہ پائے تھے کہ سنان بن انس نخعی نے پہنچ کر نیزہ مارا' آپ زمین پر گر پڑے' خولی بن یزید اصبحی سر کاٹنے کے قصد سے بڑھا۔ تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا۔ سنان بن انس خولی کو جھڑک کر اترا اور سر مبارک تن شریف سے جدا کر کے خولی کے حوالے کر دیا۔ قیس بحر بن کعب نے' پیٹی قیس بن الاشعث نے نعلین (جوتیاں) اسود ازدی نے لیں' اور تلوار بنی دارم کے ایک شخص نے لے لی۔ (یہ واقعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ یوم جمعہ کا ہے)

شہدائے کربلا کی تجہیز و تکفین: آپ کے شہید ہونے کے بعد دشمنوں کا لشکر مال و اسباب لوٹنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اونٹ اسباب' فرش فروش یہاں تک کہ عورتوں کی چادریں تک لوٹ لیں' آپ کے بدن پر علاوہ تیروں کے زخم کے تینتیس زخم نیزے کے اور تینتالیس زخم تلوار کے پڑے تھے۔ شمر بن ذی الجوشن نے علی ابن الحسین (زین العابدین) کے قتل کا قصد کیا۔ حمید بن مسلم نے روک کر کہا "سبحان اللہ! کیا تم لڑکوں کو قتل کرنا چاہتے ہو؟" شمر یہ سُن کر رک گیا زین العابدین عورتوں کے ساتھ قید کر لئے گئے۔ اس کے بعد عمر بن سعد کے حکم سے دس سواروں نے آپ کی نعش کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا۔ اس واقعہ میں صرف دو شخصوں عقبہ بن سمعان آپ کی بیوی رباب بنت امراء القیس کلبیہ کے آزاد کردہ غلام اور مرقع بن ثمامہ اسدی[1] جانبر ہوئے اور باقی بہتر (۷۲) آدمی آپ کے ہمراہیوں میں سے اور علاوہ مجروحین کے اٹھاسی آدمی لشکر شام کے کام آئے۔ عمر بن سعد نے اپنے مقتولوں کو جمع کرا کے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے راہی کوفہ ہوا۔ دوسرے دن بنو اسد غاضریہ سے آئے اور انہوں نے امام حسینؓ اور ان کے ہمراہیوں کو دفن کیا۔

حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک: امام حسینؓ کا سر مبارک مع آپ کے ہمراہیوں کے خولی بن یزید و حمید بن مسلم ازدی کے ہمراہ ابن زیاد کے پاس روانہ کیا گیا۔ رات ہو گئی تھی قصر امارت کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔ مجبور ہو کر سر مبارک خولی لئے ہوئے واپس آیا صبح ہوتے ہی ابن زیاد کی خدمت میں حاضر ہوا بعضوں کا خیال یہ ہے کہ شمر' قیس بن الاشعث' عمرو بن الحجاج اور عروہ بن قیس سر لے کر گئے تھے۔ بہر کیف ابن زیاد نے دربار عام کیا شہداء کربلا کے سر طشتوں میں رکھ کر پیش کئے گئے۔ ابن زیاد کے ہاتھ میں بید کی ایک چھڑی تھی' بار بار دندان امام پر مار رہا تھا۔ زید بن الارقم سے ضبط نہ ہو سکا چلا کر بولے "اے ابن زیاد! اس چھڑی کو ان دانتوں پر نہ مارو واللہ! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک ان دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے"۔ ابن زیاد نے کہا "اللہ تجھے ہمیشہ رلائے اگر تو بڈھا فاتر العقل نہ ہوتا تو ابھی تیری گردن مارنے کا حکم دیتا"۔ زید بن ارقم یہ کہتے ہوئے مجلس سے باہر آئے "اے گروہ عرب! تم لوگ سخت نالائق ہو کہ ابن فاطمہؓ کو شہید کر کے

[1] بعد شہادت امام حسینؓ' عمر بن سعد نے عقبہ بن سمعان کو گرفتار کیا۔ انہوں نے کہا "میں ایک غلام ہوں"۔ عمر بن سعد نے یہ سن کر چھوڑ دیا۔ مرقع بن ثمامہ یوں جانبر ہوئے کہ اثناء جنگ میں ان کے بدن پر کئی پھل تیر کے چبھ گئے تھے۔ بایں ہمہ یہ لڑ رہے تھے۔ جب ان کی قوم کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آ کر بہ اجازت عمر بن سعد اٹھا لے گئی۔ معالجہ کیا گیا بعد چندے اچھے ہو گئے۔ ۱۲ منہ

ابن مرجانہ کو اپنا حاکم بنایا۔ جو خیار و صلحاء امت کو قتل کر رہا ہے اور شریر فتنہ انگیزوں کو سرفرازی کا خلعت دیتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ ذلت و رسوائی پر راضی ہو گئے۔ تف ہے ان پر جو اس ذلت و رسوائی پر راضی ہوئے ہوں''۔

اسیران کربلا: اس کے دوسرے دن عمر بن سعد اہل بیت امام کو جس میں علی ابن حسینؓ بھی تھے پابہ زنجیر لئے ہوئے آ پہنچا' ابن زیاد نے تین بار زینب (بنت علی) کی طرف اشارہ کر کے دریافت کیا یہ کون ہے؟ چوتھی مرتبہ کسی نے کہا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہیں۔ ابن زیاد نے مخاطب ہو کر کہا ''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تم کو رسوا اور ذلیل کیا اور جھوٹے کو اس کے کذب کی سزا دی''۔ زینب نے جواب دیا ''اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے سرفراز کیا اور ہمارے بزرگوں کی شان میں یہ آیۂ تطہیر نازل فرمائی یہ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی ذلت و رسوائی کا کوئی اعتبار نہیں ہے' آخرت میں فاسق و فاجر کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے گا اور ہم کو سرفراز و ممتاز'' ابن زیاد بولا ''کیا خوب! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ابھی ابھی کس کو ذلیل و رسوا کیا ہے؟ کیا تمہارے خاندان والے خوار نہیں ہوئے''۔ زینب یہ سن کر رو پڑیں۔

حضرت زین العابدین: ابن زیاد نے علی بن حسینؓ کی طرف متوجہ ہو کر نام دریافت کیا جواب دیا ''علی بن حسینؓ'' ابن زیاد نے متوجہ ہو کر کہا ''کیا اللہ تعالیٰ نے علی بن حسینؓ کو نہیں مارا ہے؟'' آپ یہ سن کر خاموش رہے پھر ابن زیاد نے کہا ''تم کیوں جواب نہیں دیتے؟'' ارشاد کیا ''میرا ایک بھائی علی نامی تھا اس کو لوگوں نے شہید کر ڈالا ہے''۔ ابن زیاد ہنس کر بولا' ہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے مار ڈالا ہے''۔ آپ خاموش ہو رہے پھر ابن زیاد نے کہا ''تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم کچھ نہیں بولتے؟'' آپ نے فرمایا ((اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا و ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰہ)) ابن زیاد نے کہا ''واللہ! تو بھی ان ہی میں سے ہے''۔ پھر اس نے ایک مصاحب سے کہا ''دیکھو شاید یہ بالغ ہو گیا ہے اگر ایسا ہے تو میں ابھی اس سے سمجھ لیتا ہوں' مری ابن معاذ نے دیکھ کر کہا ''ہاں! یہ بالغ ہو گیا ہے''۔ ابن زیاد بولا ''اس کی بھی گردن مار دو''۔ آپ نے فرمایا ''میرے بعد کون ان عورتوں کی کفالت کرے گا؟'' زینب رد کر لپٹ گئیں اور ابن زیاد سے خطاب کر کے کہا ''اے ابن زیاد! کیا تیرا جی ابھی ہماری خون ریزی نہیں بھرا؟ کیا تو ہم میں ایک مرد کو بھی زندہ نہیں دیکھنا چاہتا؟ میں تجھ سے اگر تو مومن ہے یہ کہتی ہوں کہ اگر تو اس کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو بھی اس کے ساتھ قتل کر دے''۔ پھر آپ نے ارشاد کیا ''اے ابن زیاد! اگر ان عورتوں میں اور تجھ میں کوئی قرابت ہو تو کسی متقی یا خدا مرد کو ان کے ہمراہ کر دینا کہ مسلمانوں کی طرح ان کے ساتھ رہے''۔ ابن زیاد تھوڑی دیر تک زینب کی طرف دیکھتا رہا پھر کچھ سوچ سمجھ کر بولا ''مجھے اپنے رحم پر تعجب آتا ہے' واللہ اگر میں اس کو (امام زین العابدین کی طرف اشارہ کر کے) قتل کرتا تو اس کو بھی (زینب کی طرف اشارہ کر کے) قتل کر ڈالتا۔ اس شخص کو عورتوں کے ساتھ رہنے کے لئے چھوڑ دو''۔

عبداللہ بن عفیف کا قتل: اس کے بعد منادی نے ((الصلٰوۃ جامعۃ)) کی ندا دی لوگ مسجد میں جمع ہو گئے۔ ابن زیاد منبر پر چڑھ کر خطبہ دینے لگا۔ اثناء خطبہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کو سخت کہا۔ عبداللہ[1] بن عفیف ازدی والبی

[1] ان کی ایک آنکھ واقعہ جمل میں اور دوسری واقعہ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ جاتی رہی تھی' صبح سے تا وقت عشاء مسجد میں رہتے تھے۔

سے ضبط نہ ہو سکا بول اٹھے ''اے ابنِ مرجانہ! کذاب ابنِ کذاب تو اور تیرا باپ ہے اور جس نے تجھے امیر بنایا ہے' اللہ کی مار ہو تجھ پر ہو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کو قتل کے صدیقین اور صلحاء جیسی باتیں کرتا ہے''۔ ابنِ زیاد نے کہا (عَلَيَّ بِہٖ)) ''(اس کو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ) لوگوں نے عبداللہ کو گرفتار کر لیا۔ عبداللہ ''یا مبرور' یا مبرور'' چلا اٹھے ازد کے چند لوگوں نے پہنچ کر چھڑا دیا پھر ابنِ زیاد نے ان کو بذریعہ پولیس گرفتار کرا کے مسجد میں سولی دے دی۔

اسیران کربلا کی روانگی شام: امام حسینؓ کا سر نیزہ پر رکھ کر کوفہ کی تمام گلیوں اور کوچوں میں تشہیر کرا کے اگلے دن مع ان کے ہمراہیوں کے سروں کے زحر بن قیس کے ساتھ شام کی طرف روانہ کیا تھا' ان دونوں میں سے جو رہے ہوں ان کے ہمراہ ایک دستہ فوج کا بھی تھا۔ عورتیں اونٹوں پر بغیر محمل کے سوار کرائی گئیں اور امام زین العابدین کے ہاتھ پاؤں اور گردن میں زنجیر ڈال دی گئی' آپ نے نہ تو ہتھکڑی' بیڑی اور طوق پہناتے ہوئے کچھ بولے اور نہ اثناء راہ میں کچھ ان لوگوں سے ہم کلام ہوئے یہاں تک کہ شام پہنچ گئے۔

زُحر بن قیس: زُحر بن قیس یزید کے پاس گیا' دریافت کیا حال کیا ہے؟ جواب دیا'' میں امیر المومنین کو فتح و نصرت کی بشارت دینے آیا ہوں' حسینؓ بن علیؓ مع اٹھارہ افراد اہل بیت اور ساٹھ آدمی اپنے معاونین و انصار کے وارد کوفہ ہوئے۔ ہم لوگ یہ سن کر جلوگیری کے خیال سے ان کی طرف گئے اور یہ دو امر کہ امیر المومنین کی بیعت کریں یا برسر جنگ آئیں' پیش کئے انہوں نے دوسری شق اختیار کی اور ہم لوگ بھی مستعد بجنگ ہو گئے۔ چنانچہ آفتاب کے بلند ہوتے ہی ہم لوگوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پس جب چمکتی ہوئی تلواروں اور نوکدار نیزوں نے ان کو اپنے محاصرے میں لے لیا تو جان بچا بچا کر گڑھوں اور ٹیلوں اور درختوں کی طرف بھاگنے لگے جیسا کہ باز کے خوف سے کبوتر بھاگتا ہے' واللہ ان کے اس بھاگنے سے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا' تیز تلواروں نے ان کو فرش زمین پر موت کی نیند سلا دیا' ان کی لاشیں بے گور و کفن اسی میدان میں پڑی ہوئی ہیں جن کے جسموں پر نہ تو کوئی کپڑا ہے اور نہ کوئی سایہ' اگر سایہ ہے تو آفتاب کا ہے اور کپڑا ہے تو ریگ کا' بیابان کی تیز و تند ہوائیں ان کو پلٹ پلٹ کر سکھا رہی ہیں' ان کی زیارت کرنے والے وحشی و درندے جانور ہیں' ان پر رحم کرنے والے قریب و جوار کے کتے ہیں اور گدھ ہیں''۔ اس خبر کے سنتے ہی یزید کی آنکھیں پر اشک ہو گئیں بولا'' میں تم لوگوں سے بغیر قتل حسینؓ کے بھی راضی ہو جاتا' اللہ تعالیٰ کی لعنت ابنِ سمیہ پر ہو' اللہ کی قسم! اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو میں حسینؓ سے درگزر کر جاتا' اللہ تعالیٰ حسینؓ پر اپنی رحمت نازل کرے'' یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا اور زحر کو کچھ صلہ نہ دیا۔

اہل بیت اور یزید: اگلے دن یزید کے روبرو شہدائے کربلا کے سر پیش کئے گئے لوگوں کا ایک عام مجمع تھا' سروں کے ساتھ آپ کی عورتیں اور علی بن حسینؓ (زین بن العابدین) پابہ زنجیر حاضر لائے گئے' فاطمہ و سکینہ دختران امام کی نظریں جونہی مظلوم باپ کے سر پر پڑیں' چلا کر رو اٹھیں' تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ[1] نے اپنے جی کو سنبھال کر کہا'' کیوں یزید! یہی مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسیاں قیدی بنائی جائیں؟'' یزید نے جواب دیا'' نہیں بلکہ آزاد و بزرگ بیبیاں ہیں اپنے

[1] عقد الفرید بن عبدربہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۰۹

چچا کی لڑکیوں کے پاس جاؤ تم دیکھو گی کہ انہوں نے بھی یہی کیا ہے جو تم نے کیا ہے''۔ پس یہ سب عورتیں یزید کے محل سرا میں گئیں' مکان میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کی آنکھیں پرنم نہ رہی ہوں' اس کے بعد علی بن حسینؓ جو پابہ زنجیر کھڑے ہوئے تھے بولے ''اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس حالت میں دیکھتے تو ہم کو وہ زحمت قید سے آزاد کر دیتے''۔ یزید نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا'' بے شک تم سچ کہتے ہو'' پھر حاضرین دربار کی طرف متوجہ ہو کر بولا'' اسی وقت ان کی بیڑیاں کاٹ دو گلے سے طوق' ہاتھوں سے ہتھکڑیاں کھول لو'' پس یہ بھی قید زحمت سے بری کر دیئے گئے۔ مصنف عقد الفرید[1] نے لکھا ہے کہ جس وقت قیدیان اہل بیت یزید کے روبرو پیش کیے گئے۔ نعمان بن بشیر انصاری نے کہا'' ذرا سوچو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے تھے' اگر وہ اس حالت میں ان کو دیکھتے تو کیا کرتے؟'' یزید نے کہا'' تم سچ کہتے ہو' ان لوگوں کو آزاد کر کے رہنے کے لئے خیمہ استادہ کر دیئے گئے' کھانا کپڑا حسب ضرورت مہیا کر دیا گیا۔

اہل بیت کی مدینہ روانگی: پھر جس وقت اہل بیت امام مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو نعمان بن بشیر نے یزید کے حکم سے ایک نہایت متدین' با ایمان شخص کو مع چند سواروں کے ہمراہ کر دیا اور بار برداری و اسباب جس قدر لوٹ لیا گیا تھا اس سے دو گنا دے کر رخصت کیا' روانگی کے وقت یزید نے علی بن حسینؓ کو رخصت کرنے کی غرض سے بلا کر کہا'' ابن مرجانہ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو' واللہ اگر میں اس کی جگہ پر ہوتا تو جو درخواست حسینؓ پیش کرتے میں قبول کرتا اور ان کی مصیبت و تنگی کو جہاں تک مجھ سے ممکن ہوتا دفع کرتا' لیکن اللہ تعالیٰ کو جو کچھ منظور تھا وہ ہوا اے صاحبزادے! جو تم کو آئندہ ضرورتیں پیش آئیں مجھے لکھنا''۔ پھر محافظین کی طرف متوجہ ہو کر بولا'' دیکھو ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے''۔ غرض یزید سے امام زین العابدین رخصت ہو کر مع اپنے اہل بیت کے منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچ گئے' محافظین اس وجہ سے نہیں کہ یزید کا حکم تھا بلکہ بخیال قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت عزت و احترام و آرام سے لائے' کسی قسم کی تکلیف اثناء راہ میں نہ ہونے پائی' جہاں پر قیام پذیر ہوتے تھے چوکیداروں کی طرح محافظت و نگہبانی کرتے تھے۔

رباب بنت امرء القیس زوجہ امام حسینؓ (مادر سکینہ) مکہ معظمہ سے آپ کے ہمراہ کربلا اور وہاں سے قید کر کے شام بھیجی گئیں' پھر امام زین العابدین کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آئیں اور ایک برس بعد واقعہ کربلا کے انتقال کیا۔

شہدائے کربلا کے اسمائے گرامی: سلیمان[2] کا بیان ہے کہ جس وقت امام حسینؓ شہید کیے گئے اور آپ کے سر مبارک کے ساتھ اور شہدائے کربلا کے سر ابن زیاد کی طرف روانہ کیے جانے لگے تو کندہ نے جس کا سردار قیس بن الاشعث تھا' تیرہ سر اور بنو اسد نے چھ سر اور مذحج نے سات سر اور باقی لشکر نے جس میں کل قبیلہ شریک تھے۔ سات سر اظہار مردانگی و کارکردگی کی غرض سے پیش کیے تھے۔ شہداء میں سے ترپن آدمی اعوان و انصار اور سترہ اہل بیت کے تھے جن کے نام درج ذیل ہیں:

عباس و جعفر و عبداللہ و عثمان (یہ سب ام البنین بنت حزام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے) محمد (یہ ام الولد کے لڑکے تھے)

---

1. صفحہ ۳۰۸' مطبوعہ مصر

2. کامل ابن اثیر جلد چہارم' مطبوعہ مصر صفحہ ۷۹

ابوبکر (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ تھا) پسران علی ابنِ ابی طالب اور علی (ان کی ماں کا نام لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ ثقفی تھا) وعبداللہ (رباب بنت امرء القیس کلبی ان کی ماں کا نام تھا) پسران حسین ابن علی اور ابوبکر و قاسم پسران حسن بن علی اور عون و محمد پسران عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور جعفر و عبدالرحمٰن و عبداللہ پسران عقیل بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل و محمد بن ابی سعید ابن عقیل رضی اللہ عنہم سترہ آدمی اہل بیت کے اور باقی ترپن آدمی اعوان و انصار کے تھے۔

عبداللہ بن حنظلہ: ۶۳ھ[1] میں یزید کی طرف سے عثمان بن محمد بن ابی سفیان امیر مدینہ ہو کر آیا اور اسی زمانہ میں اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں عبداللہ ابن حنظلہ و عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ مخزومی و منذر بن الزبیر وغیرہ شرفا مدینہ تھے شام کو روانہ کیا۔ یزید نے ان لوگوں کی بہت بڑی عزت کی' عبداللہ بن حنظلہ کو علاوہ خلعت ایک لاکھ درہم اور باقی لوگوں کو دس دس ہزار درہم دے کر رخصت کیا۔ جب عبداللہ بن حنظلہ واپس آئے تو اہل مدینہ ملنے کو حاضر ہوئے اور حال دریافت کیا عبداللہ نے جواب دیا کہ ہم ایسے نااہل کے پاس سے آتے ہیں جس کا نہ کوئی دین ہے اور نہ کوئی مذہب' شراب پیتا ہے راگ باجا سنتا ہے' واللہ اگر کوئی مہدی من اللہ ہوتا تو اس پر جہاد کرتا''۔ حاضرین نے کہا ''ہم نے تو سنا ہے کہ یزید نے تمہاری بہت بڑی عزت کی' خلعت اور جائزہ دیا'' عبداللہ بولے ''ہاں اس نے ایسا ہی کیا ہے لیکن ہم نے اس وجہ سے اس کو قبول کر لیا ہے کہ اس کے مقابلے کی ہم میں قوت آ جائے' اہل مدینہ یہ سن کر یزید اور زیادہ متنفر ہو گئے۔ عبداللہ بن حنظلہ نے یزید کی معزولی کی درخواست پیش کی۔ لوگوں نے بہ کمال خوشی و رغبت منظور کیا۔

بنو امیہ کا مدینہ سے اخراج: عثمان بن محمد نے یہ کل واقعات یزید کو لکھ کر بھیجے یزید نے ایک تنبیہ آمیز فرمان اہل مدینہ کے نام لکھ بھیجا جس کو اہل مدینہ دیکھ کر سخت برہم ہوئے' انصار نے اپنی سرداری کے لئے عبداللہ بن حنظلہ کو اور قریش نے عبداللہ بن مطیع کو منتخب کیا اور بالاتفاق سب نے عثمان بن محمد و مروان بن الحکم اور کل بنی امیہ کو مدینہ منورہ سے نکال باہر کیا۔ جب یزید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے پہلے عمرو بن سعید کو مدینہ منورہ پر فوج کشی کا حکم دیا' اس نے انکار کیا پھر عبداللہ بن زیاد کو لکھا اس نے بھی عذر پیش کیا۔ تب یہ خدمت مسلم بن عقبہ مری کے سپرد کی گئی' بارہ[2] ہزار آدمیوں کو لے کر یہ روانہ ہوا' یزید مشایعت کی غرض سے تھوڑی دور تک ساتھ آیا اور چند احکام کی پابندی کی ہدایت کر کے واپس آیا کہ اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آئے تو حصین بن نمیر کو سردار مقرر کرنا' اہل مدینہ کو تین روز غور و فکر کرنے کی مہلت دینا' اگر اس اثناء میں وہ اطاعت قبول کر لیں تو درگزر کرنا ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا اور جب ان پر کامیابی حاصل ہو جائے تو تین روز تک قتل عام کا حکم جاری رکھنا۔ مال و اسباب جو کچھ لوٹا جائے وہ سب لشکریوں کا ہے علی بن حسینؓ سے کچھ معترض نہ ہونا کیونکہ ہم کو یہ امر یقینی معلوم ہو گیا ہے کہ ان کو اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے''۔

---

1. ایضاً صفحہ ۹۳
2. کامل ابن اثیر جلد م چہارم' مطبوعہ مصر' صفحہ ۹۴

مدینہ کی ناکہ بندی: جب اہل مدینہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے بنی امیہ کا مروان کے گھر میں نہایت سختی سے حصار کر لیا اور بالآخر یہ عہد و پیمان لے کر آزاد کیا کہ ''آئندہ وہ جنگ سے کنارہ کریں گے دوسرے کے ساتھ ہو کر اہل مدینہ کی مخالفت نہ کریں گے اور کسی راز کو جو اہل مدینہ کے خلاف ہوگا ظاہر نہ کریں گے۔ مسلم بن عقبہ سے اور ان لوگوں سے وادی القریٰ میں ملاقات ہوئی' عمرو بن عثمان بن عفان سے اہل مدینہ کا حال دریافت کیا' انہوں نے بتلانے سے انکار کیا لیکن ان کے ہمراہیوں نے بتلا دیا مسلم بن عقبہ وادی القریٰ سے کوچ کر کے ذی نخلہ ہوتا ہوا مدینہ کے قریب پہنچا اور اہل مدینہ سے کہلا بھیجا ''امیر المومنین چونکہ تم لوگوں کو شریف سمجھتے ہیں اور میں بھی تمہاری خوں ریزی پسند نہیں کرتا' اس وجہ سے میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں پس اگر اس اثناء میں تم لوگوں نے راہ راست اختیار کر لی تو فبہاء میں فوراً مکہ واپس چلا جاؤں گا اور اگر تم کو کچھ عذر ہو تو اس کو بیان کرو''۔ جب یہ میعاد گزر گئی تو مسلم نے کہلا بھیجا کہ تم جنگ کرو گے یا صلح؟ اہل مدینہ نے کہا ''ہم جنگ کریں گے''، مسلم نے سمجھایا جنگ نہ کرو بلکہ امیر کی اطاعت کر لو اس میں تمہاری بہتری ہے اہل مدینہ اپنی رائے پر جمے رہے۔ بالآخر صف آرائی کی نوبت آئی۔

لڑائی کا آغاز: عبدالرحمٰن بن زہیر بن عوف خندق پر متعین کیے گئے جس کو اہل مدینہ نے بطور شہر پناہ کے کھود کر بنایا تھا' عبداللہ بن مطیع قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ کی ایک سمت پر' معقل بن سنان اشجعی مہاجرین کی ایک ٹکڑی لئے ہوئے دوسری جانب مامور ہوئے اور ان سب کی افسری عبداللہ بن حنظلہ کو دی گئی انہوں نے ایک بڑے لشکر کو لے کر کوفہ کے راستے کی ناکہ بندی کر لی' مسلم بن عقبہ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے حرہ کی طرف سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا' عبداللہ بن حنظلہ مقابلہ پر آئے اور اس مردانگی سے دست بدست لڑے کہ سواران شام کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا' مسلم نے للکار کر پیادوں کو آگے بڑھایا فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب نے بہ اجازت عبداللہ بن حنظلہ بیس سواروں کو لے کر مسلم پر حملہ کیا' شامی پیادوں کے رخ پھر گئے' منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے اس کے بعد عبداللہ نے حسب درخواست فضل بن عباس کل سواران مدینہ کو ان کی ماتحتی میں بھیج دیا۔ فضل بن عباس نے اس قدر تیزی سے حملہ کیا کہ لشکر شام کا نظام جاتا رہا سواروں و پیادوں کی ترتیب درہم برہم ہو گئی۔

اہل مدینہ کی پسپائی: مسلم کے ارد گرد صرف پانچ سو پیادوں کی جماعت باقی رہ گئی باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے' فضل نے پہنچ کر مسلم کے علم بردار پر یہ سمجھ کر کہ یہ مسلم ہے اس زور کا وار کیا کہ خود کی کڑیاں ٹوٹ کر گلے میں گھس گئیں۔ ہاتھ سے علم گر گیا اور ساتھ ہی خود بھی ٹھنڈا ہو گیا فضل جوش مسرت سے چلا اٹھے ((قتلت طاغیة القوم و رب الکعبة)) ''واللہ میں نے گمراہ قوم کے سردار کو قتل کر ڈالا''۔ مسلم بن عقبہ بولا ''تم نے دھوکا کھایا وہ ایک رومی غلام تھا''، فضل نے جھپٹ کر علم اٹھا لیا۔ مسلم نے لشکر شام کو للکارا سب نے چاروں طرف سے گھیر لیا' بالآخر لڑتے لڑتے فضل شہید ہو گئے تب اس نے اپنے ہمراہیوں کو عبداللہ بن حنظلہ کی طرف بڑھایا۔ جس وقت عبداللہ بن حنظلہ اپنی رکاب کی فوج کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو ابھار رہے تھے' حصین بن نمیر و عبداللہ بن عضاة الاشعری اپنے اپنے کمان کی فوجیں لئے ہوئے عبداللہ بن حنظلہ اور ان کے ہمراہیوں پر تیر

باری کرتے ہوئے بڑھے' عبداللہ بن حنظلہ نے پکار کر کہا'' جو شخص تیزی کے ساتھ جنت میں جانا چاہتا ہو وہ اس علم کو لے''
لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور نہایت دلیری سے یکے بعد دیگر لڑ لڑ کر شہید ہونے لگے' یہاں تک کہ عبداللہ بن حنظلہ کے کل
لڑکے اور ان کے اخیافی بھائی محمد بن ثابت بن قیس بن شماس' عبداللہ بن زید بن عاصم اور محمد بن عمرو بن حزم انصاری عبیداللہ بن
عبداللہ بن موہب' وہب بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود' عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابن خاطب' زبیر بن عبدالرحمٰن بن عوف و عبداللہ بن
نوفل بن حُرث بن عبدالمطلب نے میدان جنگ میں جام شہادت پیا ان لوگوں کے شہید ہوتے ہی لشکر مدینہ بھاگ کھڑا ہوا۔

مدینہ میں قتل عام: مسلم بن عقبہ قتل و غارت کرتا ہوا مدینہ منورہ میں داخل ہوا' تین روز تک قتل عام کا بازار گرم رکھا' شامی لشکر نے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا' اس کے بعد مسلم بن عقبہ نے معقل بن سنان[1] اشجعی' محمد بن ابی حذیفہ' محمد بن الجہم وغیرہ کو گرفتار کرا کے قتل کرا دیا۔ اس واقعہ میں تین سو چھ آدمی شرفاء قریش و انصار اور ان کے علاوہ قبائل و موالی اس تعداد کے دو چند کام آئے۔ چوتھے روز جب مسلم بن عقبہ قتل و غارت سے تھک گیا تو اس نے بیعت کی غرض سے اہل مدینہ کے پیش کیے جانے کا حکم دیا۔ لشکریان شام چاروں طرف پھیل گئے' جو جہاں ملتا تھا اس کو پکڑ لاتے تھے اگر وہ بیعت کرنے سے انکار کرتا تھا تو فوراً قتل کر دیا جاتا تھا۔

حضرت زین العابدین اور مسلم بن عقبہ: رفتہ رفتہ علی بن حسینؓ (زین العابدین) گرفتار ہو کر پیش کیے گئے' مروان بن الحکم نے ایک پیالہ شہد پیش کیا' آپ نے تھوڑا سا نوش فرما کر رکھ دیا۔ مسلم بن عقبہ بولا'' تم کیوں نہیں پیتے؟'' علی بن حسینؓ یہ سن کر کانپ اٹھے' گھبرا کر پیالہ اٹھا لیا' مسلم بن عقبہ نے کہا'' تم خوفزدہ نہ ہو' اگر تمہارا کوئی تعلق اہل مدینہ کے ساتھ ہوتا تو بے شک میں تم کو قتل کر ڈالتا۔ لیکن امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ تم نے ان کو لکھا ہے کہ ان معاملات سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں ہے پس اگر تمہارا جی چاہے تو تم شہد نوش کرو ورنہ خواہ مخواہ پینے کی ضرورت نہیں ہے''۔ مسلم نے یہ کہہ کر علی بن حسینؓ کو اپنے برابر بٹھا لیا' پھر کچھ دیر کے بعد کہا'' شاید تمہارے متعلقین میرے پاس آنے سے پریشان ہوں گے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر چلے جاؤ''۔ آپ نے فرمایا'' تم یہ سچ کہتے ہو''۔ مسلم بن عقبہ نے سواری منگوائی' آپ بلا بیعت کیے اپنے گھر چلے آئے اور عبداللہ بن مطیع بھاگ کر مکہ معظمہ جا پہنچے یہ واقعہ جب کہ دو راتیں ذی الحجہ ۶۳ھ کی باقی رہ گئی تھیں عہد حکومت یزید ابن معاویہ میں واقع ہوا۔

مکہ کا محاصرہ: اس واقعہ سے فارغ ہو کر مسلم بن عقبہ اپنے لشکر کو مرتب کر کے بقصد جنگ عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں روح بن زنباع جذامی کو اپنا نائب مقرر کیا' جس وقت مقام ابواء پر پہنچا بیمار ہو گیا۔ جب اس کو اپنی زیست کی امید نہ رہی تو وہ حصین بن نمیر کو طلب کر کے لشکر شام پر اپنا قائم مقام کر کے مر گیا۔ حصین بن نمیر لشکر شام کو

---

1. عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۲
2. عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر جلد دوم ۳۱۲ و کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۲

لئے ہوئے ۲۶ محرم ۶۴ ھ کو مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ اہل مکہ کو یزید کی بیعت کے لئے طلب کیا' ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور لڑائی کی طرفین سے تیاریاں شروع ہو گئیں' عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر اہل مکہ و حجاز نے بیعت کر لی تھی اور وہ لوگ بھی آ کر ان کے پاس جمع ہو گئے تھے جو واقعہ حُرہ سے بھاگ کر آئے تھے اور کچھ لوگ بغرض امداد خوارج کی طرف سے آ گئے تھے۔ عبداللہ بن زبیر شامی لشکر سے مقابلہ کی غرض سے مکہ معظمہ سے باہر آئے' سب سے پہلے ان کے بھائی منذر بن زبیر نے میدان میں نکل کر شامیوں کو للکارا۔ لشکر شام سے ایک شخص نکل کر مقابلے پر آیا دو دو ہاتھ چلے شامی مارا گیا دوسرے نے جونہی قدم آگے بڑھائے منذر نے ایک تیر ایسا مارا کہ وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شام نے یہ رنگ دیکھ کر فوراً حرکت کی اور جنگ مغلوبہ شروع کر دی' ایک طرف سے مسور بن مخرمہ و مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے دوسری جانب سے عبداللہ بن زبیر شامیوں کو روک رہے تھے۔ صبح سے شام تک لڑائی کا یہی انداز رہا' شام ہوتے ہی فریقین ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' یہ واقعہ پہلے دن کے محاصرے کا ہے۔

یزید کا انتقال: اس کے بعد حصین بن نمیر نے کوہ ابو قبیس و قعیقعان پر منجنیقیں نصب کرا دیں جو شب و روز خانہ کعبہ پر سنگباری کرتی تھی کوئی شخص طواف نہ کر سکتا تھا' بقیہ ماہ محرم اور پورا مہینہ صفر کا اسی حالت سے گزر گیا۔ یہاں تک کہ ربیع الاول کی بھی تیسری تاریخ آ گئی شامیوں نے خانہ کعبہ پر آگ برسائی' چھت اور پردے جل کر راکھ ہو گئے۔ ہنوز لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ یزید[1] مر گیا اور اس کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر کو قبل اس کے کہ حصین بن نمیر کو معلوم ہو' پہنچ گئی۔ عبداللہ بن زبیر نے پکار کر کہا ''اے کم بختو اے عدو اللہ! اب تم کیوں لڑ رہے ہو تمہارا گمراہ سردار مر گیا''۔

عبداللہ بن زبیر اور حصین بن نمیر: حصین بن نمیر نے اس کو باور نہ کیا پھر جب اس کو یزید کی موت کی تصدیق ہو گئی تو عبداللہ بن زبیر کے پاس کہلا بھیجا کہ آج شب کو بطحاء میں ملنا' پس جب رات آئی تو ادھر سے عبداللہ بن زبیر اپنے چند ہمراہیوں کو لے کر نکلے اور ادھر سے حصین بن نمیر پھر دونوں اپنے اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر ایک گوشہ کی طرف گئے۔

حصین بن نمیر: ''اے عبداللہ بن زبیر تم زیادہ مستحق خلافت ہو آؤ ہم تمہاری بیعت کر لیں بعد ازاں ہم اور تم شام کو چلیں میں اہل شام کا سردار ہوں یہ لشکر جو میرے ساتھ ہے اس میں شام کے بڑے بڑے سردار ہیں' واللہ میری بیعت کر لینے سے ایک دو آدمی بھی اختلاف نہ کریں گے اور میرے اور تمہارے مل جانے سے خوں ریزی کا دروازہ بند ہو جائے گا لوگ امن و چین سے بسر کریں گے''۔

عبداللہ بن زبیر: ''(بلند آواز سے) میں ایسا ہرگز نہ کروں گا مجھے اس شخص پر کیسے بھروسہ ہو سکتا ہے جس سے لوگ خائف ہوں اور جس نے بیت اللہ کو جلا دیا ہو اور جس نے اس کی حرمت کا لحاظ نہ کیا ہو''۔

حصین بن نمیر: ''تم ضرور میرے کہنے پر عمل کرو تمہارا اس میں فائدہ ہے''۔

---

[1] یزید بن معاویہ کا مقام حوارین سرزمین شام میں ۱۴ تاریخ ربیع الاول ۶۴ ھ کو بعمر ۳۸ سال انتقال ہوا' تین برس چھ مہینے اس کی حکومت رہی۔ اس کی ماں کا نام میسون بنت بحدل بن انیف کلبیہ تھا۔

عبداللہ بن زبیر: ''میں واللہ تمہارے قول و فعل کا ہرگز اعتبار نہ کروں گا اور نہ اس فقرے میں آؤں گا''۔
حصین بن نمیر: ''اللہ تیرا برا کرے میں آہستہ آہستہ راز کی بات کہتا ہوں اور تو چلاتا ہے' میں تجھے خلافت کی طرف بلاتا ہوں اور تو قتل و غارت سے ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا' عبداللہ بن زبیر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر مجبور ہو کر اپنے لشکر میں چلا آیا اور مدینہ کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔

حصین بن نمیر کی مدینہ کو واپسی: اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حصین بن نمیر کے پاس کہلا بھیجا کہ میں شام تو نہ جاؤں گا' البتہ تم لوگ یہیں آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرلو' حصین بن نمیر نے یہ جواب دیا کہ بغیر تمہارے شام چلے ہوئے کام درست نہ ہوگا' کیونکہ وہاں بنو امیہ موجود ہیں اور وہ خود خلافت کے مدعی ہیں' عبداللہ بن زبیر اس امر پر راضی نہ ہوئے مکہ ہی میں رہ گئے اور حصین بن نمیر منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدینہ پہنچ گیا۔

بنو امیہ اور شامی لشکر کی روانگی: یزید کی موت سے اہل مدینہ میں جرات آ گئی تھی اکا دکا جس کو لشکر شام سے پاتے تھے اس کی سواری چھین لیتے تھے اس سے وہ لوگ اپنی جماعت سے باہر نہ جاتے تھے بالآخر اہل مدینہ کے برتاؤ سے تنگ آ کر شام کی طرف کوچ کر دیا اور ان ہی کے ساتھ وہ بنی امیہ بھی نکل کھڑے ہوئے جو ان دنوں مدینہ میں موجود تھے۔

معاویہ ثانی بن یزید: بنو امیہ اور لشکر شام کا یہ گروہ اس وقت دمشق پہنچا جبکہ معاویہ بن یزید کے ہاتھ پر اراکین سلطنت بیعت کر چکے تھے لیکن یہ صرف تین مہینے حکومت کر کے مر گیا اور بعض کا قول ہے کہ چالیس دن حکومت کر کے اکیس برس اٹھارہ دن کی عمر میں انتقال کیا۔ بہرکیف اس نے اپنے آخری زمانہ حکومت میں لوگوں کو جمع کر کے حمد و نعت کے بعد خطبہ دیا۔ جس کا یہ مضمون تھا ''اے لوگو! میں تم پر حکومت کرنے سے معذور ہوں' پس میں حضرت عمر بن الخطاب کی پیروی کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے چھ آدمیوں کو ارباب شوریٰ خلیفہ منتخب کرنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ میں بھی تم لوگوں کو اختیار دیتا ہوں کہ جس کو مناسب سمجھو' خلافت کے لئے اس کو منتخب کرو''۔ اس قدر تقریر کرنے کے بعد معاویہ بن یزید محل سرا میں چلا گیا اور یہ پھر زندہ باہر نہ آیا۔

باب : ۳

عبداللہ بن زبیرؓ

۶۴ھ تا ۷۳ھ

عبدالملک بن مروان و بیعتِ خلافت: یزید[1] بن معاویہ کے مرتے ہی بلا جدوجہد اہل حجاز' یمن' عراق اور خراسان نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر لی' صرف شام و مصر والے ان کی بیعت سے علیحدہ رہے کیونکہ ان لوگوں نے معاویہ ابن یزید کی بیعت کی تھی۔ لیکن جب[2] اس کا بھی انتقال ہو گیا تو لوگوں میں انتخاب خلیفہ کی بابت اختلاف پڑ گیا' سب سے پہلے جس نے امراءِ لشکر سے اختلاف کیا وہ نعمان بن بشیر انصاری تھے جس کی سپردگی میں حمص کا علاقہ تھا' انہوں نے عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کی تحریک شروع کی' جب اس کی اطلاع ظفر بن الحرث کلابی کو پہنچی جو قنسرین کا گورنر تھا تو یہ بھی چپکے چپکے عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی دعوت دینے لگا' بنو امیہ و کلب جو ان دنوں دمشق میں موجود تھے اس سے بے خبر تھے رفتہ رفتہ حسان بن مالک بن بحدل کلبی کو یہ خبر لگی جو فلسطین کا عامل تھا اس نے روح بن زنباع سے کہا ''امراءِ لشکر ابن زبیر کی اطاعت کر رہے ہیں اور بنو قیس جو میری قوم کے ہیں' اردن میں ہیں تم یہاں میری قائم مقامی کرو' کیونکہ یہاں پر تمہارے ہی قوم والے سر برآوردہ ہیں اور اگر ان میں سے کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے بے تامل تہ تیغ کر دینا میں اردن کی طرف جاتا ہوں''۔

اردن کے حالات: چنانچہ روح بن زنباع فلسطین میں رہ گیا اور حسان بن مالک اردن کی جانب چل کھڑا ہوا اس کے جاتے ہی نائل بن قیس جذامی نے عبداللہ بن زبیر کا طرفدار ہو کر روح بن زنباع کو نکال دیا۔ وہ بہزار دقت حسان بن مالک کے پاس اردن میں جا پہنچا۔ حسان نے لوگوں کو جمع کر کے کہا ''اے اہل اردن! تم جانتے ہو کہ عبداللہ بن زبیرؓ فساد برپا کر رہے ہیں اور خلفاء اللہ کی بغاوت پر کمربستہ ہیں اور مسلمانوں کی جماعت میں نفاق پیدا کر رہے ہیں' تم لوگوں کو چاہئے کہ بنی حرب میں سے کسی کو خلافت کے لئے منتخب کرو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرو' لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا ''تم ہی بنی حرب

---

[1] تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مترجمہ و مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی صفحہ ۲۴۲

[2] عقد الفرید ابن عبد ربہ جلد دوم صفحہ ۳۱۴ مطبوعہ مصر

میں سے کسی کو امارت کے لئے انتخاب کرو اگر عبداللہ بن زبیرؓ ان دونوں لڑکوں (عبداللہ و خالد پسران یزید) کی اطاعت کریں گے تو ہم بھی ان کے مطیع ہوں گے۔ ہم کو یہ گوارا نہیں ہے لوگ کسی بوڑھے دقیانوسی شخص کو امیر بنائیں درانحالیکہ ہم ایک نوعمر کو پیش کر رہے ہیں' حسان نے ایک خط ضحاک[1] ابن قیس کے نام لکھا جس میں یہ واقعہ بالتفصیل درج کر کے بنوامیہ کے حقوق خلافت و عبداللہ بن زبیر کی برائیاں لکھیں اور قاصد کو یہ ہدایت کی کہ اس خط کو ضحاک بن قیس کو بنوامیہ و رؤسا شہر کی موجودگی میں جامع مسجد میں پڑھ کر سنانا۔

رؤساءِ دمشق میں اختلاف: جب یہ خط جمعہ کے دن رؤسا کی موجودگی میں دمشق و بنوامیہ کی مسجد میں پڑھا گیا تو دو گروہ ہو گئے' یمانیہ بنوامیہ کے طرف دار ہو گئے اور قیسیہ عبداللہ بن زبیر کے' آپس میں بحث و تکرار بڑھی' سب نے جھٹ پٹ زرہیں پہن لیں اور تلواریں کھینچ کر ایک دوسرے کی طرف دوڑ پڑے' خالد بن یزید نے بیچ بچاؤ کیا' ضحاک بن قیس دارالامارت میں چلا گیا تین دن تک باہر نہ آیا اس اثناء میں عبیداللہ بن زیاد آ گیا جس سے بنوامیہ کو تقویت ہو گئی۔ ضحاک[2] بن قیس اور کل بنی امیہ جابیہ کی طرف نکلے' اتفاق سے ثور بن معن السلمی آ پہنچا اور ضحاک سے خطاب کر کے بولا'' کیوں ضحاک! تم نے ہم کو عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کی طرف بلایا ہم نے ان کی امارت کی بیعت کی اور اب تم اس جنگلی (یعنی حسان بن مالک کلبی) کے کہنے سے ان کے بھانجے (خالد بن یزید) کی بیعتِ خلافت پر تل رہے ہو'' ضحاک بن قیس نے شرما کر کہا'' اچھا تمہاری کیا رائے ہے؟'' جواب دیا'' جس کو پوشیدہ کرتے تھے اس کو اب اعلانیہ ظاہر کرو اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت خلافت کی کھلم کھلا دعوت دو''۔ ضحاک یہ سنتے ہی مع اپنے ہمراہیوں کے علیحدہ ہو کر مرج راہط میں جا اترے اس وقت تک دمشق ان ہی کے قبضہ میں تھے۔

مروان کی بیعت: بنوامیہ مقام جابیہ میں جمع تھے کوئی امر طے نہ ہوا تھا حسان بن مالک کلبی امامت کر رہا تھا اور مروان در پردہ اپنی بیعت کی ترغیب دے رہا تھا' رفتہ رفتہ اس کی سعی کا یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ایک روز روح بن زنباع نے کھڑے ہو کر اعلانیہ کہہ دیا کہ بالفعل مروان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے وہی اس کا مستحق ہے' پھر جب خالد بن یزید شعور کو پہنچے گا تو امارت اس کے سپرد کی جائے گی' لوگوں نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ۳ ذیقعدہ ۶۴ھ کو کل بنوامیہ[3] کلب' غسان' سکاسک اور طے نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

معرکہ مرج راہط: بیعت لینے کے بعد مروان نے مرج راہط کا رخ کیا جہاں پر ایک ہزار سواروں کو لئے ہوئے ضحاک بن قیس ٹھہرا ہوا تھا۔ مروان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے ابتداً صف آرائی کی بعد ازاں عباد بن یزید حوارن سے دو ہزار

---

۱ ضحاک بن قیس نے اس زمانہ پر آشوب میں اہل دمشق سے امر کی بیعت لے لی تھی کہ جب تک لوگوں کا اتفاق کسی امیر پر نہ ہوگا اس وقت تک میں تمہاری امامت و امارت کروں گا اور در پردہ یہ عبداللہ بن زبیر کے ہوا خواہوں میں تھے' کامل ابن اثیر جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۰

۲ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ مصر۔

۳ عقد الفرید ابن عبدربہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۳۱۵

غلاموں کو لے کر آ گیا' یزید بن ابی غمس غسانی نے میدان خالی پا کر ضحاک کے گورنر کو دمشق سے نکال کر بیت المال اور خزانہ پر قبضہ کر لیا' ضحاک نے امراء لشکر کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ چنانچہ زفر بن الحارث قنسرین سے امدادی فوج لے کر آ گیا۔ نعمان بن بشیر نے شرجیل بن ذی الکلاع کے ہمراہ اہل حمص کو روانہ کیا۔ پس یہ لوگ ضحاک بن قیس سے مرج راہط میں ملے جس سے اس کی جمعیت کی تعداد ساٹھ ہزار تک پہنچ گئی۔ مروان کی فوج کی تعداد تیرہ ہزار تھی جن میں اکثر پیادہ تھے اور ضحاک کے ہمراہیوں میں اکثر سوار' مروان کے میمنہ پر عمرو بن سعد' میسرہ پر عبیداللہ بن زیاد اور ضحاک بن قیس کے میمنہ پر زیاد بن ضحاک عقیلی تھا۔ میسرہ پر بکر بن ابی بشیر ہلالی' بیس روز تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی' فریقین اپنی ان تھک کوششوں میں مصروف تھے۔

ضحاک کا خاتمہ: عبیداللہ بن زیاد نے مروان سے کہا ''میں جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور ابن زبیر اور جو اس کے ہمراہی ہیں باطل پر ہیں اور تعداد میں بھی وہ زیادہ ہیں۔ قیس کے نامی گرامی سردار بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے' میرا خیال یہ ہے کہ تم اپنے مقصد دلی کو نہ پہنچو گے مگر یہ کہ حیلہ سازی کرو اور لڑائی تو حیلے ہی کا نام ہے' بظاہر ضحاک کو صلح کے بہانے سے لڑائی سے روک دو اور پھر رات کے وقت حالت غفلت میں حملہ کر دو''۔ چنانچہ مروان نے ضحاک کو پیام صلح دیا۔ ضحاک نے بامید صلح لڑائی بند کر دی' رات ہوتے ہی جوں ہی ضحاک کے لشکری دن بھر کے تھکے ماندے اطمینان کے ساتھ سوئے' مروان کے سواروں نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ شور و غل کی آواز سے ضحاک کے لشکریوں کی آنکھ کھلی تو وہ قتل و غارت کے طوفان انگیز موج میں مبتلا تھے۔ مگر پھر بھی انہوں نے نہایت استقلال سے لپک کر اپنا علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے۔ قیس کے نامی گرامی سردار اس واقعہ میں کام آئے' علم بردار کے ہاتھ سے گر پڑا لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ضحاک بھی اس سانحہ میں کام آیا' اسی آدمی قیس کے اور چھ سو بنو سلیم کے مارے گئے۔ مروان نے منادی کرا دی کہ کوئی شخص بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرے' جس کا جدھر منہ اٹھا' بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ محرم ۶۵ھ کا ہے۔

مروان کا شام و مصر پر قبضہ: کامیابی کے بعد مروان دمشق میں داخل ہوا۔ دارالامارت (یعنی معاویہ بن ابی سفیان کے مکان) میں قیام کیا اور بقیہ لشکر سے بیعت لینے کے بعد خالد بن یزید کی ماں سے نکاح کر لیا۔ پس جب مصر کی جانب روانہ ہونے لگا تو خالد بن یزید سے آلات حرب مستعار لئے' مصر میں ان دنوں عبدالرحمٰن بن جحدم قرشی گورنر تھا جو ابن زبیر کے ہوا خواہوں میں سے تھا۔ مروان کی آمد کی خبر سن کر وہ مقابلے کے قصد سے نکلا' لڑائی ہوئی بہت سے آدمی مارے گئے۔ ایک گروہ کثیر کو قید کر کے مروان شام کی طرف واپس ہوا' شام کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ ابن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو شام پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا ہے' یہ سنتے ہی اس نے بقصد تعاقب عمرو بن سعید کو مصعب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ مصعب و عمرو بن سعید میں لڑائی ہوئی' میدان عمرو بن سعید کے ہاتھ رہا اور مصعب کو شکست ہوئی' الغرض اس طرح دمشق و ملک شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔

اہل خراسان کی بیعت: خراسان کی گورنری پر یزید بن معاویہ کی جانب سے مسلم بن زیاد مامور تھا۔ جب اس کو یزید کی

موت کی خبر پہنچی تو اس نے اہلِ خراسان سے بہ رضا و رغبت تا انتخاب خلیفہ بیعت لے لی لیکن ان لوگوں نے دو چار روز کے بعد نقض بیعت کی' اس نے مجبور ہو کر مہلب بن ابی صفرہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام کا قصد کیا۔ جب سرخس پہنچا تو سلیمان بن مرشد (بنو قیس بن ثعلبہ بن ربیعہ) سے ملاقات ہوئی۔ اس نے دریافت کیا ''کہا جاتے ہو؟'' جواب دیا ''تمہارے پاس جا رہا تھا کہ کسی شہر کی امارت میرے سپرد کر دو' بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اپنا نائب ایک یمنی ازدی شخص کو بنایا ہے''۔ مسلم بن زیاد نے کہا ''تم خراسان نہ جاؤ' تو میں تم کو مرو وذ فاریاب طالقان اور جورجان کا والی مقرر کر دوں''۔ سلیمان یہ سن کر مرورود کی طرف روانہ ہوا' مسلم بن زیاد آگے بڑھا تو اوس بن ثعلبہ بن زفر مل گیا اس کو اس نے ہرات پر مامور کیا اور نیشاپور پہنچا' وہاں عبداللہ بن خازم خراسان کی طرف سے آتا ہوا ملا' اس نے دریافت کیا خراسان پر تم نے کس کو مامور کیا؟ مسلم نے کہا ''سلیمان بن مرث کو'' عبداللہ بولا ''کیا تم کو کوئی اور شخص نہ ملتا تھا جو تم نے خراسان ایسے شہر کو بکر بن وائل کے قبیلہ کے سپرد کر دیا' خیر اب تم خراسان کی گورنری کی سند مجھے مرحمت کرو''۔ چنانچہ مسلم بن زیاد نے سند گورنری لکھ دی اور ایک لاکھ درہم دے کر عبداللہ کو رخصت کیا۔

عبداللہ بن خازم: مہلب بن ابی صفرہ کو یہ خبر لگی تو اس نے بنو جشم ابن سعد بن زید مناۃ ابن تمیم سے ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کیا' ابن خازم اور اس جشمی شخص سے لڑائی ہوئی' جشمی کی پیشانی پر چوٹ آئی جس کے صدمہ سے دو دن بعد مر گیا اور ابن خازم مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا۔ اس کے بعد عبداللہ بن خازم نے مرورود پر چڑھائی کی' سلیمان ابن مرشد سے مدتوں لڑائی ہوتی رہی' آخر الامر سلیمان مارا گیا اور عبداللہ بن خازم اس کے مقبوضہ صوبوں پر قبضہ حاصل کر کے عمرو بن مرشد کی طرف بڑھا جو طالقان پر قابض تھا' فریقین میں لڑائیاں ہوئیں' بالآخر عمرو بن مرشد مارا گیا اور اس کے ہمراہی بھاگ کر ہراۃ میں اوس بن ثعلبہ کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن خازم مرورود واپس گیا' مرورود اور اطراف خراسان میں جس قدر آدمی قبیلہ بکر بن وائل کے تھے وہ سب بھی ہراۃ بھاگ آئے جس سے ہراۃ میں ایک معقول جمعیت ہو گئی سب نے متفق ہو کر اوس بن ثعلبہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو سلیمان و عمرو و پسران مرشد کے خون کا بدلہ لینے کی غرض سے امیر بنایا' عبداللہ بن خازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ پیام اجل کی طرح ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ ہراۃ کی وادی میں فریقین کا مقابلہ ہوا' ایک برس تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا' ایک روز عبداللہ بن خازم نے لڑائی کے طول کھینچنے سے گھبرا کر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا' اس دن اوس بن ثعلبہ کا لشکر اپنے امیر کی مرضی کے خلاف شہر سے نکل کر لڑنے کو آیا تھا' عبداللہ بن خازم کی فوج نے مارتے مارتے ان کو خندق تک پہنچا دیا' بہت سے آدمی خندق میں گر کر مر گئے اور ہزاروں بھاگ کھڑے ہوئے' اوس بن ثعلبہ بجستان کی طرف بھاگا اور وہیں یا اس کے قریب پہنچ کر مر گیا' عبداللہ بن خازم نے ہراۃ پر بھی قبضہ کر کے اپنے لڑکے محمد کو اس کی گورنری دے دی۔ اسی زمانے میں ترکوں نے قصر اسفاد پر حملہ کیا۔ ابن خازم نے یہ سن کر زہیر بن حیان کو بسر گروہی بنو تمیم ان کو منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا' چنانچہ زہیر نے پہنچ کر ان کا سد باب کیا۔

مختار بن ابو عبید: واقعہ کربلا کے بعد ہی ۶۱ھ سے ہوا خواہان امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب میں ایک بار پھر جوش پیدا ہوا

اور وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر کوفہ میں سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے' اس مجمع میں مسیب بن نجبہ فزاری' عبداللہ ابنِ سعد بن نفیل ازدی' عبداللہ بن وال تیمی اور رفاعہ بن شداد بجلی وغیرہ رؤسا شیعہ بھی موجود تھے' بحث و تکرار کے بعد ان لوگوں نے بغرض طلب معاوضہ خون حسین بن علی' سلیمان بن صرد خزاعی کے ہاتھ پر بیعت کی' سلیمان بن صرد در پردہ امراء اسلام سے خط و کتابت کرنے لگا۔ سعد بن حذیفہ بن الیمان جو مدائن میں تھے اور مثنیٰ بن مخربہ عبدی جو بصرے میں تھے اس کی رائے سے متفق ہوئے اور خون حسینؓ کے معاوضہ لینے پر تل گئے' رفتہ رفتہ اس کی جمعیت بڑھتی گئی' یہاں تک کہ ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ جب مر گیا تو اس کے متبعین نے خروج کرنے کے لئے کہا سلیمان نے جواب دیا ''ہنوز اس کا وقت نہیں آیا' اس وقت تک کوفے میں بہت سے آدمی ایسے ہیں جو تمہارے ہم نوا نہیں ہیں' تم ان کو اپنا ہم آہنگ بنانے کی کوشش کرتے رہو''۔ پس سلیمان بن صرد کے متبعین نے رؤسا کوفہ سے ربط ضبط پیدا کر کے اکثر لوگوں کو اپنی جماعت میں داخل کر لیا' کچھ عرصے بعد اہل کوفہ نے عمرو بن حریث کو' (جو ابنِ زیاد کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا) کوفے سے نکال دیا اور عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی بیعت کر لی۔

<u>مختار اور اہلِ کوفہ</u>: یزید کے مرنے کے چھ مہینے بعد نصف رمضان میں مختار بن ابو عبید وارد کوفہ ہوا۔ ۲۲ رمضان کو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عبداللہ بن یزید انصاری گورنری اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ خراج کوفہ پر مامور ہو کر آئے۔ مختار بن ابو عبید لوگوں کو خونِ حسینؓ کے معاوضہ لینے پر ابھارنے لگا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے محض اسی کام کے انجام دینے کے لئے سلیمان بن صرد کے ہاتھ پر بیعت کی ہے' وہ فی الحال اس کو خلافِ مصلحت سمجھتا ہے۔ مختار نے کہا ''سلیمان ایک پست ہمت آدمی ہے' وہ لڑائی جھگڑے سے جی چراتا ہے۔ مجھے مہدی محمد بن الحنفیہ نے اپنا وزیر و امین مقرر کر کے بھیجا ہے' تم لوگ میرے ہاتھ پر ان کی بیعت کرو اور خونِ حسینؓ مظلوم کا معاوضہ ان کے قاتلین سے لو''۔ ایک گروہ کثیر ہوا خواہانِ امیر المومنین علیؓ کا اس کی طرف مائل ہو گیا' عبداللہ بن یزید انصاری کو جب یہ خبر لگی کہ مختار خروج کرنے والا ہے تو اس نے اہلِ کوفہ کو جمع کر کے کہا ''اگر وہ لوگ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی ان سے لڑیں گے ورنہ ہم ان سے تعرض نہ کریں گے کیونکہ وہ لوگ خونِ حسینؓ کا معاوضہ ان کے قاتلین سے لینے والے ہیں' اگر ابنِ زیاد ان کی طرف رخ کرے گا تو ہم ان لوگوں کے مددگار شمار ہوں گے۔ یہ کم بخت حسینؓ سے لڑا' تمہارے اچھے اچھے لوگوں کو قتل کیا' دین کی تخریب میں دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا' بہتر ہے تم لوگ مختار کی مدد کرو''۔ عبداللہ بن یزید یہ کہہ کر خاموش ہو گیا۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے اٹھ کر کہا ''اس شخص کی تقریر سے تم لوگ مغرور نہ ہو جانا' واللہ جو شخص ہماری مخالفت پر سر اٹھائے گا فوراً اس کا سر ہم قلم کر دیں گے''۔ بات پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مسیب بن نجبہ نے لپک کر ان کی چٹی کاٹ دی اور چلا کر کہا ''تُو ہم کو اپنی تلوار سے ڈراتا ہے واللہ ہم تجھ کو اپنی مخالفت پر ملامت نہیں کرتے' تُو وہی ہے جس کے باپ دادا کو ہم نے قتل کیا ہے۔ ہاں اے امیر! تو نے البتہ ایک راست بات کہی ہے''۔ ابراہیم نے ڈانٹ کر کہا ''بے شک ہم اپنے مخالفین سے لڑیں گے (عبداللہ بن یزید کی طرف اشارہ کر کے) اور اس نے تو بالکل سست تقریر کی ہے''۔ عبداللہ بن وال بولا ''تُو

کیوں دخل در معقولات کرتا ہے تو ہمارا افسر نہیں ہے۔ تیرے سپرد جو کام کیا گیا وہ کر (یعنی خراج وصول کر)''۔ ابراہیم کے ہمراہیوں نے سخت وسست کہا۔ لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں۔ ابراہیم یہ کہہ کر کہ میں اس کی شکایت عبداللہ بن زبیر کو لکھوں گا اپنے مکان پر چلا گیا دوسرے دن عبداللہ بن یزید انصاری ابراہیم کے مکان پر آیا' معذرت کی' اس نے قبول کی۔ اس واقعہ کے بعد سلیمان بن صرد کے ہمراہی کھلم کھلا آلات حرب خریدنے لگے' چند دنوں بعد جب سلیمان نے جزیرہ کی طرف خروج کیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے' تو عمر بن سعد' شبث ربعی اور زید بن الحارث بن رویم کے کہنے سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے مختار کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

<u>سلیمان بن صرد خزاعی</u>: ماہ ربیع الثانی ۶۵ھ کی چاندرات کو سلیمان بن صرد خزاعی نے بہ قصد معاوضہ خون امام حسین بن علیؓ کوفہ سے نکل کر نخیلہ میں قیام کیا اپنے ہمراہیوں کو شمار کیا تو ان کی تعداد الفاظ کی رو میں تعجب انگیز نہ معلوم ہوئی صبح ہوتے ہی حکیم بن منقذ کندی اور ولید بن عصیر کنانی کو کوفہ کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفہ پہنچ کر لوگوں کو معاوضہ خون حسینؓ پر ابھارنا شروع کیا' اگلے دن صبح نہ ہونے پائی تھی کہ جس قدر لوگ لشکر میں تھے اسی قدر اور آپہنچے مرتب کرتے سے معلوم ہوا کہ سولہ ہزار آدمیوں نے قاتلین حسینؓ سے لڑنے پر بیعت کی ہے۔ سلیمان بن صرد خزاعی تین روز تک نخیلہ میں ٹھہرا رہا۔ اس اثناء میں اس کے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار آدمی جو گھر بیٹھ رہے تھے آملے۔ روانگی کے وقت عبداللہ بن سعد بن نفیل نے کہا ''چونکہ ہم قاتلین حسینؓ سے لڑنے کو نکلے ہیں اور تقریباً کل قاتلین حسینؓ کوفہ میں موجود ہیں لہٰذا ان کو چھوڑ کر کہاں خاک چھاننے کو جا رہے ہو؟'' ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا' لیکن سلیمان نے اختلاف کر کے کہا'' یہ لوگ تو لشکریوں میں تھے اصل جو سردار تھا وہ زیاد قابل گردن زدنی ہے میرے نزدیک فاسق بن فاسق عبیداللہ بن زیاد سے پہلے لڑنا چاہیے۔ وہی بانی فساد اور گمراہیوں کا سردار ہے۔ اس پر کامیابی حاصل ہو جانے کے بعد اوروں کا زیر و زبر کرنا آسان ہو جائے گا''۔ اس تقریر سے لوگوں کو تشفی ہوگئی اور روانگی کا سامان ہونے لگا۔

<u>سلیمان بن صرد کا خروج</u>: عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو معلوم ہوا تو وہ منع کرنے کو آئے' سمجھایا' مدد دینے کا وعدہ کیا لیکن سلیمان نہ مانا اور جمعہ کی شب پانچویں ربیع الثانی ۶۵ھ تک نخیلہ سے کوچ کر دیا' حسینؓ ابن علیؓ کے مدفن پر پہنچے چلا کر رو پڑے' ایک شبانہ روز تک ٹھہرے رہے' ساتھ چھوڑ دینے اور ان کے ہمراہ ہو کر نہ لڑنے پر روتے اور پچھتاتے رہے۔ اگلے دن انبار کی راہ روانہ ہوئے' کوچ و قیام کرتے ہوئے قرقیسا پہنچے جہاں زفر بن الحارث کلابی تھا اس نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا لئے۔ مسیّب بن نجبہ نے رسد و غلہ طلب کیا۔ جب زفر کو ان کے حالات سے آگاہی ہوگئی تو اس نے لاعلمی کی معذرت کی اور رسد و غلہ کا پورا پورا انتظام کر دیا اور روانگی کے وقت ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا پیش کیا لیکن مسیّب نے درہم واپس کر دیئے اور گھوڑا لے لیا۔ زفر مشایعت کی غرض سے کچھ دور تک ساتھ آیا اور یہ سمجھا کر واپس گیا کہ تم لوگ قبل اس کے کہ شامی لشکر تمہارے مقابلے پر آئے' عین الوردہ پر پہنچ کر قبضہ کر لینا' کھلے میدان شامی لشکر سے ہرگز صف آرائی نہ کرنا کیونکہ ان کی تعداد کثیر ہے اور تم لوگ کم ہو۔ غرض زفر بن حرث نے اسی قسم کی چند ہدایات دیں اور دعائیں دیتا ہوا واپس

گیا اور سلیمان بن صرد مع اپنے ہمراہیوں کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا عین الوردہ پہنچا اور اس کے غربی جانب ڈیرے ڈالے۔ پانچویں روز شام کے لشکر کی آمد کی خبر مشہور ہوئی' تقریباً ایک شب دروز کی مسافت باقی رہی ہو گی کہ سلیمان نے اپنے کل لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور یہ کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو مسیّب بن نجبہ کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن دال کو اور اگر یہ بھی مارا جائے تو رفاعہ بن شداد کو امیر بنانا''۔ تقریر ختم ہونے کے بعد بسر گروہی چار سو سواروں کے مسیّب بن نجبہ کو لشکرِ شام کے تعاقب میں روانہ کیا۔ لشکر شام کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی' میدان جنگ مسیّب کے ہاتھ میں رہا شامی لشکر شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا' بہت سے آدمی مارے گئے۔ مال واسباب وآلاتِ حرب جو کچھ لشکر گاہ میں تھا مسیّب بن نجبہ نے قبضہ کر لیا اور واپس ہو کر اپنے لشکر گاہ میں آیا۔

<u>معرکۂ عین الوردہ</u>: اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن زیاد کو ہوئی تو اس نے حصین بن نمیر کو بسر افسری بارہ ہزار لشکر کے روانہ کیا۔ ۲۶ جمادی الاول ۶۵ھ کو مقام عین الوردہ پر فریقین کا مقابلہ ہوا۔ سلیمان قلب میں تھا میمنہ پر عبداللہ بن سعد اور میسرہ پر مسیّب بن نجبہ' شامیوں کے میمنہ پر حماد بن عبداللہ تھا اور میسرہ پر ربیعہ بن مخارق غنوی۔ صف آرائی کے بعد حصین بن نمیر نے سلیمان کو اور سلیمان نے حصین بن نمیر کو سمجھایا کسی نے ایک دوسرے کا کہنا نہ مانا۔ لڑائی شروع ہو گئی شام ہوتے ہوتے شامی لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تاریکی نے فتح مند گروہ کو حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوتے ہی آٹھ ہزار آدمی لشکر شام میں آ ملے جس کو عبیداللہ بن زیاد نے بطور کمک کے بھیجا تھا۔ فریقین نے نماز فجر کے بعد ہی لڑائی چھیڑ دی تمام دن نہایت سختی سے جنگ جاری رہی' سوائے اوقات نماز کے لڑنے والوں کے ہاتھ نہ رکے' یہاں تک کہ شام ہو گئی مجبور ہو کر فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے دونوں کی رات امید وبیم میں گزری۔

<u>لڑائی کا آغاز</u>: سپیدۂ سحر کے نمودار ہوتے ہی ادہم بن محرز باہلی دس ہزار آدمیوں کو لے کر ابن زیاد کی طرف سے آ پہنچا' لڑائی شروع ہو گئی' صبح سے آفتاب بلند ہونے تک نہایت شدت سے جنگ ہوتی رہی' اس کے بعد اہل شام نے چاروں طرف سے گھیر لیا' سلیمان کے اپنے ہمراہیوں نے تلواریں کھینچ لیں اور شیر کی طرح شامی لشکر پر ٹوٹ پڑے' ایک گروہ کثیر اس واقعہ میں کام آیا' حصین بن نمیر نے لڑائی کا انداز بدلتا ہوں دیکھ کر تیر اندازوں کو تیر باری کا اور سواروں کو محاصرے کا حکم دیا۔

<u>سلیمان بن صرد کا انجام</u>: یزید بن حصین بن سلیمان بن صرد پر تیر چلایا۔ وہ غش کھا کر گر پڑے۔ مسیّب بن نجبہ نے لپک کر علم اٹھا لیا' تھوڑی دیر تک لڑتے رہے' جب یہ بھی تیر اجل کا نشانہ ہوئے تو عبداللہ بن سعد بن نفیل نے علم کو سنبھالا' اس اثناء میں تین سوار آئے جنہوں نے سعد بن خذیفہ اور مثنٰی بن مخربہ عبدی کے آنے کی خبر دی' عبداللہ بن سعد اور اس کے ہمراہی یہ خبر سن کر خوش ہوئے اور ایک تازہ جوش سے لڑنے لگے' یہاں تک کہ عبداللہ بن سعد بن نفیل بھی مارے گئے' خالد بن سعد بن نفیل نے اپنے بھائی کے قاتل پر نیزہ چلایا۔ ایک دوسرے شامی نے تلوار سے کاٹ دیا۔ خالد نے لپک کر قاتل کو پکڑ لیا اور زور آزمائی ہونے لگی' شامیوں نے پہنچ کر اپنے ہمراہیوں کو چھڑا لیا اور خالد کو گرفتار کر لیا' اس وقت تک علم سرنگوں پڑا تھا' لوگوں نے عبداللہ بن دال کو پکارا لیکن یہ دوسری طرف لڑائی میں مصروف تھے اس وجہ سے رفاعہ بن شداد نے علم کو اٹھا لیا اور لڑنے لگے۔

ہنوز قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

رفاعہ بن شداد کی پسپائی: لشکر شام اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور رفاعہ نے اپنے ہمراہیوں کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ زیادہ حصہ میدانِ جنگ میں موت کی نیند سو رہا ہے اور باقی معدودے چند جو ہیں ان میں سے اکثر زخمی اور جنہوں نے زخم نہیں کھائے وہ اس قدر تھک گئے ہیں کہ زخمیوں سے زیادہ ابتر ہیں۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر شب ہی کو میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ فریق مخالف سے میدان جنگ خالی ہے۔ حصین بن نمیر نے اس کا تعاقب نہ کیا اور یہ لوگ چلتے چلتے قرقیسیا پہنچے۔ زفر بن الحرث نے تین روز تک ٹھہرائے رکھا۔ دعوت کی' چوتھے روز زادِ سفر دے کر کوفہ کی جانب رخصت کیا' بعد ازاں سعد بن خذیفہ بن الیمان اہل مدائن کو لے کر ہیت تک آ پہنچے لیکن یہ خبر بد سن کر لوٹے' مثنیٰ بن مخربہ عبدی سے ملاقات ہوئی جو اہلِ بصرہ کو لا رہے تھے' صاحب سلامت کے بعد لڑائی کا حال بتلایا اور رفاعہ کے انتظار میں قیام کیا۔ جب رفاعہ مع اپنی بقیہ سپاہ کے آ گیا تو مثنیٰ وسعد اس کو گلے لگا کر تھوڑی دیر تک خوب پھوٹ پھوٹ کر روئے اور ایک شب و روز قیام کے بعد اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے۔

عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی: ۶۵ھ میں مروان بن الحکم کے اشارے سے اس کے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی' عمرو بن سعید بن العاص' مصعب بن زبیر کو شکست دے کر دمشق میں مروان کے پاس واپس آ گیا تھا' مروان کو یہ خبر ملی یا خود ہی اپنے لڑکوں کی بیعت لینے کا یہ حیلہ نکالا کہ عمرو بن سعید بن العاص یہ کہتا ہے کہ مروان کے بعد خلافت کا مستحق میں ہوں اس وجہ سے حسان بن ثابت بن بحدل کو بلا کر عمرو بن سعید کے خیالات ظاہر کئے اور یہ کہا کہ میں اپنے لڑکوں عبدالملک و عبدالعزیز کی ولی عہدی کی بیعت لینا چاہتا ہوں' تم اس کے محرک ہو جاؤ' اگلے روز شام کے وقت امراءِ دمشق مروان کے پاس آئے تو حسان نے کھڑے ہو کر کہا'' مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگ امیر المؤمنین کے بعد خلافت کے دعوے دار ہونے والے ہیں' پس تم لوگ اٹھو اور عبدالملک و عبدالعزیز پسران امیر المؤمنین کی ولی عہدی کی بیعت کر لو''۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ سب نے بیعت کر لی۔

بیعت عبدالملک: ۳ رمضان ۶۵ھ کو دمشق میں مروان کے مر جانے پر لوگوں نے اس کے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کی اور یہ تخت نشین ہوا' اس کو لوگ ابوالملوک کہتے تھے' اس وجہ سے کہ اس کے لڑکوں ولید' سلیمان' یزید اور ہشام نے حکومت و سلطنت کی تھی اور چونکہ اس کے مسوڑھوں سے اکثر خون جاری رہا کرتا تھا اور اس پر مکھیاں بیٹھا کرتی تھیں۔ بایں لحاظ یہ ابوالذباب کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اس کی ماں کا نام عائشہ تھا جو مغیرہ بن العاص بن امیہ کی لڑکی تھی۔

خوارج کی بغاوت: اس سنہ میں کوفے سے خوارج نے علم بغاوت بلند کیا' ان کا سردار نافع بن ارزق تھا' اہل بصرہ کے اختلاف کے سبب ان کی قوت کو یک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا' عبداللہ بن حارث نے مسلم بن عبیس بن کریز بن ربیعہ کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا' انہوں نے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری اور میسرہ پر حارثہ بن بدر غدانی کو مقرر کیا' ابنِ ارزق کا میمنہ عبیدہ بن ہلال اور میسرہ ابنِ ماحوز تمیمی کی سرداری میں تھا۔ مقام دولاب (سرزمین اہواز) پر ماہ جمادی الثانی ۶۵ھ میں

صف آرائی ہوئی۔ اہل بصرے کا امیر مسلم اور خوارج کا امیر نافع بن ارزق مارے گئے۔ اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اور خوارج نے عبداللہ بن ماحوز تمیمی کو امیر بنایا اور لڑنے لگے' جب یہ دونوں سردار بھی مارے گئے تو اہل بصرہ نے ربیعہ بن احزم تمیمی کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماخوز تمیمی کو سردار بنا کر پھر لڑائی شروع کر دی۔ فریقین جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تھے' شام ہو رہی تھی' قسمت کا آخری فیصلہ ہنوز نہ ہوا تھا کہ خوارج کی مدد کو ایک تازہ دم فوج آ گئی جس نے اس وقت تک میدانِ جنگ میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اس فوج نے عبدالقیس کی طرف سے اہل بصرہ پر حملہ کر دیا۔ ربیعہ امیر اہل بصرہ مارا گیا۔ حارثہ بن زید علم کو سنبھال کر تھوڑی دیر تک لڑتا رہا جب اس کے اکثر ہمراہیوں کے قدم اکھڑ گئے تو وہ ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے لڑتا بھڑتا ہوا' اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور خوارج نے بصرے کا رخ کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ: اہل بصرہ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا' عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن حارث کو امارت بصرہ سے معزول کر کے حارث بن ربیعہ کو مامور کیا' خوارج کی بغاوت کا سیلاب جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا' اہل بصرہ نے احنف بن قیس کو موقع جنگ کا امیر بنانا چاہا' احنف بن قیس نے مہلب بن ابی صفرہ کی طرف اشارہ کیا جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے امیر خراسان ہو کر جا رہا تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے اس شرط پر منظور کیا کہ بیت المال سے اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو کافی خرچ دیا جائے اور جس سرزمین کو بزور تیغ وہ فتح کرے اس کا وہ مالک سمجھا جائے۔

مہلب و خوارج کی جنگ: چنانچہ اہل بصرہ سے بارہ ہزار جنگ آوروں کو مہلب نے منتخب کر کے خوارج کا تعاقب کیا' جسر اصغر پر تصادم ہوا' ایک سخت لڑائی کے بعد مہلب نے خوارج کو پسپا کیا' خوارج جسر اصغر سے ہٹ کر جسر اکبر کی طرف چلے' مہلب نے اپنے سواروں اور پیادوں کو نہایت تیزی سے بڑھایا۔ خوارج جسر اکبر سے بھی خائب و خاسر ہو کر آگے بڑھے۔ نہر تیری پر پہنچے اور وہاں سے مڑ کر اہواز کی طرف جھکے۔ مہلب کو اس نقل و حرکت کی جاسوسوں کے ذریعہ سے برابر اطلاع ہو رہی تھی جب اس کو خوارج کے اہواز میں پہنچنے کی خبر ملی تو نہر تیری پر اپنے بھائی معارک بن ابی صفرہ کو متعین کر کے اہواز کا رخ کیا۔ خوارج کے مقدمۃ الجیش سے لڑائی ہوئی' خوارج شکست کھا کر مناذر کی طرف بھاگے' مہلب نے تعاقب کیا' خوارج نہایت تیزی سے نہر تیری کی طرف واپس آئے۔ حالت غفلت میں معارک بن ابی صفرہ کو گرفتار کر کے پھانسی دے دی' مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے لڑکے مغیرہ بن مہلب کو معارک کی تجہیز و تکفین کو روانہ کیا اور خود خوارج کی راہ روک کر سولاف میں ڈیرے ڈال دیئے یہاں تک کہ مغیرہ اور خوارج یکے بعد دیگر سولاف میں آ پہنچے اور میدانِ کارزار گرم ہو گیا' خوارج نے مہلب پر مجموعی قوت سے زبردست حملہ کیا جس سے مہلب کے لشکر سے پاؤں اکھڑ گئے' بہت سے آدمی کام آ گئے اور اکثر بھاگ کھڑے ہوئے لیکن مہلب اور اس کا لڑکا میدان جنگ میں ثابت قدم رہا۔ پھر مہلب نے اپنے ہمراہیوں کو للکارا جس سے چار ہزار سوار لوٹ آئے۔ رات کی تاریکی نے فتح یاب گروہ کو اس قلیل جماعت کے منتشر کرنے اور مہلب کو سنبھل کر دوبارہ حملہ کرنے سے روک دیا۔ صبح ہوئی' مہلب نے لشکر کے مرتب کرنے اور لڑائی کا حکم دیا' ہمراہیوں نے اس سے اختلاف کیا' مہلب نے مصلحتِ وقت کے خلاف سمجھ کر سولاف سے کوچ کر دیا۔ عاقول میں آیا تین روز تک ٹھہرا رہا۔

جب اس کی طبیعت کو یک گونہ قرار ہو گیا اور اپنے لشکر کو پھر از سر نو مرتب کر لیا تو بہ قصد جنگ مقام سلی وسلبری جہاں پر خوارج کا گروہ ٹھہرا ہوا تھا جا پہنچا۔

خوارج کی پسپائی: خوارج نے بہ سن کر اپنے لشکر کو مرتب کیا' ان کے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ پر زبیر بن ماحوز تھا اور مہلب کے میمنہ میں از دو تمیم اور میسرہ میں بکر بن وائل وعبدالقیس اور اہل عالیہ قلب میں تھے' تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب خوارج نے ایک ایسا حملہ کیا کہ مہلب کا لشکر بے قابو ہو کر نہایت ابتری سے بھاگ نکلا۔ مہلب نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر ((الی عباد اللّٰہ الیّ عباد اللّٰہ)) ''میرے پاس آ و اے اللہ کے بندو' میرے پاس آ و اے اللہ کے بندو''۔ چلانا شروع کر دیا۔ تین ہزار آدمی جس میں اکثر اسی کی قوم (یعنی ازدی) تھے' آ کر جمع ہو گئے۔ مہلب نے ایک پر جوش تقریر کے بعد کہا'' تم لوگ دس دس پتھر اٹھا لو اور ہمارے ساتھ سنگباری کرتے ہوئے اپنے دشمنوں کے لشکر کی طرف چلو' وہ اس وقت دن بھر کے تھکے ماندے جنگ وجدل سے بے خوف ہو کر پڑے ہوئے ہیں اور ان کے سوار تمہارے منہزم سپاہیوں کے تعاقب میں گئے ہیں۔ واللہ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ واپس نہ آئیں گے کہ تم ان پر فتح یابی حاصل کر لو گے''۔ مہلب کی اس تقریر نے ان کے شکستہ دلوں میں ایک تازہ روح پھونک دی' سب کے سب اپنے دامنوں اور جیبوں میں پتھر بھر کر خوارج کے سروں پر جا پہنچے جب پتھر ختم ہو گئے تو نیزہ بازی کرنے لگے' نیزوں نے بھی جواب دے دیا تو تلواریں نیام سے کھینچ لیں' عبداللہ بن ماحوز اور اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے' مہلب اور اس کے ہمراہیوں نے خوب جی کھول کر لوٹا' سواران خوارج تعاقب سے واپس آئے تو لشکر گاہ نہ آ سکے۔ مہلب کے سواروں اور پیادوں نے راستہ روک رکھا تھا اور مرنے مارنے اور لوٹنے پر تیار تھے۔ وہ مجبوراً کرمان واصفہان کی طرف روانہ ہوئے اور عبیداللہ ماحوز کی جگہ پر زبیر بن ماحوز کو امیر بنایا۔ مہلب نے کامیابی کے بعد وہیں قیام کیا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آئے اور حارث ابن ربیعہ کو معزول کیا گیا۔

نجدہ بن عامر: نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن ساد بن مفرح حنفی' نافع بن ارزق کے ہمراہیوں میں سے تھے لیکن اس سے علیحدہ ہو کر یمامہ چلا گیا اور ابو طالوت نامی ایک شخص کو سردار بنا کر ۶۵ھ میں حضارم کو حملہ کر کے لوٹ لیا۔ جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی اس کے بعد اس نے ایک قافلہ کو جو بحرین سے عبداللہ بن زبیر کے پاس جا رہا تھا لوٹ لیا اور آدمیوں کو چھوڑ دیا۔ ۶۶ھ میں لوگوں نے ابو طالوت کو معزول کر کے نجدہ بن عامر کو سردار بنایا' اس وقت اس کی عمر تیس برس کی تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد اس نے ذوالمجاز میں بنو کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ پر دھاوا کیا اور ان کو شکست دے کر یمامہ واپس آیا۔ ۶۷ھ میں بحرین کا رخ کیا' قطیف میں لڑائی ہوئی عبدالقیس میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے' ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ کچھ لوگ قید کر لئے گئے۔ نجدہ نے ان کے تعاقب میں اپنے لڑکے مطرح بن نجدہ کو روانہ کیا۔ مقام ثویر میں مڈبھیڑ ہوئی مطرح اور اس کے ہمراہی مارے گئے لیکن نجدہ نے بحرین نہ چھوڑا' یہاں تک کہ مصعب بن زبیر نے ۶۹ھ میں امیر بصرہ ہو کر آئے اور عبداللہ بن عمیر لیثی کو چودہ ہزار لشکر کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مقام قطیف میں صف آرائی ہوئی۔ میدان نجدہ کے ہاتھ رہا اس نے عبداللہ بن عمیر کی شکست کے بعد ایک لشکر عمان کی طرف بسرافسری عطیہ بن اسود حنفی روانہ کیا۔ عطیہ

بن اسود نے ایک خون ریز لڑائی کے بعد عمان پر قبضہ حاصل کیا' کچھ دنوں بعد عطیہ نے نجدہ سے علیحدگی اختیار کر کے کرمان پر دھاوا کیا۔ مہلب بن ابی صفرہ نے ایک عظیم الشان لشکر عطیہ کی گوشمالی کو روانہ کیا' عطیہ بھاگ کر بجستان اور بجستان سے سندھ کی طرف چلا گیا مقام قندابیل میں مہلب کے سواروں سے مڈبھیڑ ہوگئی' اس لڑائی میں اس کی زندگی کا خاتمہ ہوگیا۔

نجدہ کا خاتمہ: عبداللہ بن نمیر کی شکست کے بعد نجدہ نے ایک دوسرا لشکر بنوتمیم کی طرف روانہ کیا۔ اہل طویلع نے بنوتمیم کی اعانت کی' جس کی وجہ سے نجدہ نے ایک دستہ فوج ان پر چھاپہ مارنے کی غرض سے بھیج دیا' بیس آدمی طویلع کے مارے گئے اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ اس کے بعد اہل طویلع نے اطاعت قبول کر لی' پھر اس نے صنعاء کی طرف قدم بڑھایا' اہل صنعاء نے اس امید وخیال سے کہ اس کے بعد ایک عظیم الشان لشکر آئے گا بیعت کر لی۔ جب لشکر کا وجود محسوس نہ ہوا تو وہ لوگ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور نجدہ سے بیعت واپس دینے کو کہا لیکن اس نے منظور نہ کیا بعد ازاں نجدہ نے ابوفدیک کو حضرموت کی طرف صدقات لینے کو روانہ کیا اور ۶۸ھ میں آٹھ سو ساٹھ آدمیوں کی جمعیت سے حج کرنے کو گیا' عبداللہ بن زبیر نے اس امر پر مصالحت کر لی کہ فریقین اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نمازیں پڑھیں کوئی کسی سے متعرض نہ ہوا۔ غرض نجدہ حج سے واپس لوٹ کر طائف کو روانہ ہوا۔ عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی نے حاضر ہو کر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی اور نجدہ بحرین کی طرف واپس ہوا۔ چند دنوں کے بعد اس کے امراء کو اس سے اختلافات رونما ہونے لگے۔ یہ اختلافات رفتہ رفتہ اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے ہمراہی اعلانیہ اس کی مخالفت کرنے لگے' بالآخر سب نے متفق ہو کر ابوفدیک کو سردار بنایا' نجدہ یہ رنگ دیکھ کر روپوش ہو گیا ابوفدیک نے ایک گروہ کو نجدہ کی جستجو پر مامور کیا' اس نے ہجر کے کسی قریہ میں نجدہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

تعمیر کعبہ: ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت اہل شام نے یزید کے زمانہ حکومت میں عبداللہ بن زبیر پر فوج کشی کی تھی تو اہل شام نے خانہ کعبہ پر آتش باری کی تھی جس سے یہ مقدس مکان جل گیا تھا' اس کے بعد جب یزید مر گیا' عبداللہ بن زبیر کا اقتدار قدرے مستحکم ہوگیا تو انہوں نے اس کی تعمیر شروع کی اور حجر اسود کو خانہ کعبہ میں داخل کرایا ایک دروازہ اندر جانے کے لئے دوسرا نکلنے کے لئے بنوایا۔

مختار کی رہائی: سلیمان بن صرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بقیہ ہمراہی کوفہ آئے تو مختار کو محبوس پایا (اس کے قید ہونے کی وجہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) مختار نے قید خانے سے ان لوگوں کی تعریفیں لکھیں اور یہ لکھا کہ میں وہی ہوں جس کو محمد بن علی معروف بہ ابن حنفیہ نے بغرض معاوضہ خون حسینؓ مامور کیا تھا۔ رفاعہ بن شداد' مثنیٰ بن مخربہ عبدی' سعد بن حذیفہ بن الیمان' یزید بن انس' احمر بن شمیط احمسی' عبداللہ بن شداد بجلی' عبداللہ بن کامل وغیرہ نے اس کا خط پڑھ کر کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہم لوگ چھپ کر قید خانے میں آئیں اور تم کو نکال لے جائیں۔ مختار نے یہ خبر پا کر کمال مسرت سے کہلا بھیجا کہ میں عنقریب خود ہی اس قید سے نکلنے والا ہوں' تم لوگوں کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے' اس واقعہ سے پہلے مختار نے عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں پیام بھیجا تھا کہ میں ظلماً قید کر دیا گیا ہوں' آپ میری سفارش عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کر دیجئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش سے عبداللہ بن یزید اور ابراہیم بن محمد نے اس شرط پر مختار کو رہا کیا کہ وہ آئندہ بغاوت

نہ کرے گا اور نہ ان لوگوں کے خلاف خروج کرے گا اور اگر ان شرائط کی پابندی نہ کرے' تو ایک ہزار قربانی خانہ کعبہ میں اس کو کرنی ہوگی اور کل خدام مرد ہوں یا عورت آزاد ہو جائیں گے۔

ابراہیم بن اشتر اور مختار: الغرض مختار قید خانے سے نکل کر اپنے مکان پر آیا اور ہوا خواہان حسینؓ بن علیؓ اس کے پاس آنے جانے لگے' اس اثناء میں عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن یزید خطمی اور ابراہیم بن محمد بن طلحہ کو کوفے سے معزول کر کے عبداللہ بن مطیع کو سند گورنری مرحمت کی۔ ۲۵ رمضان ۶۶ھ کو عبداللہ بن مطیع وارد کوفہ ہو کر ایاس بن ابی مضارب عجلی کو افسر پولیس مقرر کیا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا' سائب بن مالک نے کھڑے ہو کر کہا ''ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تم عثمانؓ بن عفان کی سیرت کے مطابق عمل درآمد کرو اور نہ ہم کو عمر فاروقؓ کی اتباع کی ضرورت ہے گو یہ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے بلکہ تم کو چاہئے کہ ہمارے ساتھ وہ برتاؤ کرو جو علیؓ بن ابی طالب ہم لوگوں کے ساتھ کرتے تھے''۔ یزید بن انس بولا ''سائب بہت صحیح و درست کہتا ہے''۔ عبداللہ بن مطیع یہ کہہ کر کہ تم لوگ جس برتاؤ کو پسند کرو گے ہم وہی برتاؤ تمہارے ساتھ کریں گے' منبر سے اتر کر مکان پر آیا' ایاس بن مضارب نے حاضر ہو کر کہا ''سائب بن مالک مختار کے ہمراہیوں میں سے ہے اور مختار عنقریب آتش بغاوت مشتعل کیا چاہتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس کو کسی حیلہ سے طلب کر کے قید کر دو تا کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے''۔ عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو پسند کیا اور مختار کو کہلا بھیجا' مختار نے کہلا بھیجا کہ مجھے اس وقت سردی محسوس ہو رہی ہے دوسرے وقت آؤں گا۔ عبداللہ بن مطیع یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار اپنے مکان پر لوگوں کو جمع کر کے بحالت غفلت حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ پھر کچھ لوگ کوفہ سے محمد بن الحنفیہ کے پاس مختار کا حال دریافت کرنے گئے۔ آپ نے فرمایا ''ہاں میں نے اس کو خون حسینؓ کا معاوضہ لینے پر مامور کیا ہے''۔ جب یہ لوگ واپس ہو کر کوفہ آئے اور لوگوں سے محمد بن الحنفیہ کا پیام کہا تو مختار کی طرف رجحان بڑھ گیا۔ پھر لوگوں نے یہ کہہ سن کر ابراہیم بن اشتر کو مختار سے ملایا' مختار نے محمد بن الحنفیہ کا خط دکھایا' ابراہیم نے مختار کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور صبح و شام اس کے پاس آنے جانے لگا۔

۱۴ ربیع الاول ۶۶ھ کو شب پنجشنبہ بعد نماز مغرب ابراہیم مع اپنے ہمراہیوں کے مسلح ہو کر مختار کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ عبداللہ بن مطیع کو ایاس بن مضارب نے اس نقل و حرکت سے آگاہ کیا تھا اس نے بہ نظر حفظ ماتقدم کوفہ کی ناکہ بندی کر لی تھی' ابراہیم اپنے آپ کو عام شاہراہوں سے بچاتا تنگ و تاریک گلیوں میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایاس بن مضارب سے ملاقات ہو گئی' دریافت کیا تم لوگ کون ہو؟ جواب دیا ''ابراہیم بن اشتر''۔ پھر استفسار کیا ''یہ مجمع کیسا ہے؟ تمہارا قصد کیا ہے؟ میں تم کو امیر کے پاس لے چلوں گا''۔ ابراہیم نے جانے سے انکار کیا' تکرار بڑھی' ابراہیم نے موقع پا کر ایاس بن مضارب کو ایک برچھا مارا' ایاس گر پڑا اس کے ہمراہی بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے اور اس واقعہ سے مطلع کیا' عبداللہ بن مطیع نے اس کے لڑکے راشد بن ایاس کو پولیس کی افسری دی اور راشد کی جگہ کناسہ کی طرف سوید بن عبدالرحمٰن کو روانہ کیا۔ (انتہی کلام المترجم)

مختار کا خروج: ابراہیم سیدھا مختار کے پاس آیا اور اثناء راہ میں جو واقعہ پیش آیا شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ مختار نے اسی

وقت شیعوں کے پاس کہلا بھیجا اور خونِ حسینؓ کا معاوضہ لینے کی منادی کرا دی۔ پھر ابراہیم لوٹ کر اپنی قوم نخع میں آیا اور ان کو مسلح ومرتب کر کے شب ہی کے وقت مختار کی طرف چلا' عبداللہ بن مطیع نے اپنے امراء لشکر کو تھوڑی تھوڑی فوج دے کر مختلف مقامات پر ناکہ بندی کی غرض سے متعین کر رکھا تھا۔ چنانچہ ابراہیم سے اوران لوگوں سے یکے بعد دیگرے مڈبھیڑ ہوتی گئی' ابراہیم نے بہتوں کو شکست دی اور لڑتا بھڑتا مختار کے مکان کے قریب پہنچا۔ دیکھا کہ شبث بن ربعی وحجاز بن ابجر عجلی مختار کے مکان کے پاس لڑ رہے ہیں' اس نے شبث پر پس پشت سے حملہ کر دیا۔ شبث شکست کھا کر عبداللہ بن مطیع کے پاس واپس آیا اس وقت تک مختار کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے تھے اور اس کا دل ان پیہم کامیابیوں سے بڑھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مطیع نے شبث بن ربیع کو تین ہزار اور ربیع بن ایاس کو چار ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ مختار نے ابراہیم بن اشتر کو بارہ سو سوار اور پیادوں کے ساتھ راشد کی طرف اور نعیم بن ہبیرہ کو چھ سو پیادوں اور تین سو سواروں کی جمعیت سے شبث بن ربعی کی جانب روانہ کیا' نماز فجر کے بعد لڑائی شروع ہوئی ادھر نعیم معرکہ جنگ میں مارا گیا اور شبث بن ربعی کے ہاتھ میدانِ جنگ رہا۔ ادھر ابراہیم بن الاشتر نے راشد کو مار کر اس کے ہمراہیوں کو بھگا دیا۔ عبداللہ بن مطیع نے ایک بڑا لشکر روانہ کیا اس نے اس کو بھی شکست دے کر شبث بن ربعی پر حملہ کر دیا جو مختار کا محاصر کئے ہوئے تھا' شبث بن ربعی کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے' بھاگ کر عبداللہ بن مطیع کے پاس آیا۔ مختار نے کوفہ ودارالامارت کا قصد کیا لیکن تیر اندازوں نے اس کو آگے نہ بڑھنے دیا۔

کوفہ پر مختار کا قبضہ: اس واقعہ سے عبداللہ بن مطیع ہمت ہار گیا تھا اور اس کا دل خوف وبیم کی کشمکش میں مبتلا تھا' عمر بن حجاج زبیدی نے کہا ''تم خود موقع جنگ پر چلو اور لوگوں کو جنگ کی ترغیب دو۔ حکومت اور بغاوت کی قوتوں میں بڑا فرق ہوتا ہے' ہمت نہ ہارو''۔ عبداللہ بن مطیع نے یہ سن کر دوبارہ کمر ہمت باندھی اور عمر بن حجاج کو دو ہزار' شمر بن ذی الجوشن کو دو ہزار اور نوفل بن مساحق کو پانچ ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا۔ قصر بن شبث بن ربعی کو اپنا نائب بنا کر خود سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا' ابراہیم بن الاشتر نے نوفل بن مساحق پر حملہ کیا' ابن مساحق پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا' ابراہیم بن الاشتر نے لپک کر گرفتار کر لیا۔ پھر از راہ احسان رہا کر دیا۔ عبداللہ بن مطیع کے ہمراہی بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگے اور جان بچانے کے لئے کوفہ کے مکانوں میں چھپنے لگے۔ عبداللہ بن مطیع بھی قصر امارت میں جا چھپا' ابراہیم بن الاشتر نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے ہمراہ یزید بن انس اور احمد بن شمیط بھی تھا' جب تین روز محاصرہ کئے ہوئے گزر گئے تو شبث بن ربعی نے عبداللہ بن مطیع کو یہ رائے دی کہ تم مختار سے امان حاصل کر کے ابن زبیر کے پاس چلے جاؤ' عبداللہ بن مطیع نے اس رائے کو ناپسند کیا پھر شبث بن ربعی کو یہ مشورہ دیا کہ تم بحالت غفلت قصر امارت کی کسی کھڑکی سے نکل کر چلے جاؤ' ہم لوگ باقی رہ جائیں گے' مختار سے امان حاصل کر لیں گے۔ عبداللہ بن مطیع اس رائے کے مطابق قصر امارت سے نکل کر ابو موسیٰ کے گھر میں جا چھپا اور ان لوگوں نے امان حاصل کر کے قصر امارت کا دروازہ کھول دیا مختار نے قصر پر قبضہ کر لیا صبح ہوئی لوگ مسجد میں جمع ہوئے مختار نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور لوگوں کو محمد بن الحنفیہ کی بیعت کی ترغیب دی۔ شرفاء کوفہ نے کتاب وسنت اور اہل بیت کی ہمدردی پر بیعت کی اور اس نے بھی ان لوگوں سے حسنِ سلوک کا وعدہ کیا۔

مختار کا عبداللہ بن مطیع سے حسن سلوک: قصر امارت پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مختار نے یہ سن کر کہ عبداللہ بن مطیع ابوموسیٰ کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔ ایک لاکھ درہم بھیج دیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ رقم تم لے کر اپنا راستہ لو۔ مجھے تمہارے قیام کا حال معلوم ہو گیا ہے تم زادِ راہ نہ ہونے کے سبب ٹھہرے ہوئے ہو۔ عبداللہ بن مطیع اس رقم کو لے کر کوفہ سے رخصت ہوا اور مختار نے فتحیابی حاصل کر کے پولیس کی افسری عبداللہ بن کامل کو دی اور کیسان ابوعمرہ کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا اور شرفاء کوفہ کو اپنا ہم نشین بنایا اس کے بعد مختار نے دوسرے بلادِ اسلامیہ پر فوج کشی کی غرض سے چند جھنڈے بنائے ایک جھنڈا عبداللہ بن الحرث بن اشتر کو دے کر آرمینیہ کی طرف بڑھنے کو کہا۔ دوسرا جھنڈا محمد بن عمیر بن عطارد کو دے کر آذربائیجان پر حملہ کرنے کو کہا' اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سعید بن قیس کو موصل کا لواء اور اسحاق بن مسعود کو مدائن کا لواء اور حلوان کا لواء سعد بن حذیفہ بن الیمان کو مرحمت کر کے اکراد سے لڑنے اور امان قائم کرنے کا حکم دیا۔

قاضی کوفہ شریح کی معزولی: شریح کو قاضی کوفہ مقرر کیا' کچھ عرصہ بعد شیعانِ علیؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اس نے حجر بن عدی کے خلاف شہادت دی ہے۔ اس نے ہانی بن عروہ کا پیغام اس کی قوم تک نہیں پہنچایا' اس کو علیؓ ابن ابی طالب نے قضاء کوفہ سے معزول کر دیا تھا اور یہ عثمانؓ بن عفان کے ہواخواہوں میں سے ہے' شریح کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو جان بچانے کے لئے بیمار بن گئے اور مختار نے بجائے ان کے عبداللہ بن مالک طائی کو قاضی کوفہ بنایا۔

مختار اور ابن زیاد: جس زمانے میں مروان بن الحکم کی حکومت شام میں استقلال و استحکام ہو گیا تھا۔ اسی زمانہ میں اس نے دو فوجیں ایک حجاز کی طرف بسر افسری جیش بن دلجہ قینی اور دوسری بسرداری عبیداللہ بن زیاد عراق کی طرف بھیجی تھیں' پس عبیداللہ بن زیاد نے شیعانِ علی کو شکست کے بعد زفر بن حارث کا قرقیسیا میں محاصرہ کیا جس نے اپنے قبیلہ سمیت عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی ایک سال یا اس سے زیادہ دنوں تک عبیداللہ بن زیاد کو قرقیسیا سے فراغت حاصل نہ ہوئی' اس اثناء میں مروان کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے اس کو عہدہ پر بحال رکھ کر لڑائی جاری رکھنے کی تاکید کی لیکن یہ زفر بن حارث پر قابو پانے سے ناامید ہو کر موصل کی طرف چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن سعید (مختار کا گورنر) موصل سے تکریت میں آیا اور مختار کو اس حال سے آگاہ کیا۔ یزید بن انس اسدی حسب حکم مختار تین ہزار کی جمعیت سے موصل کی طرف براہ مدائن روانہ ہوا۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کے مقابلے پر ربیعہ بن مختار غنوی کو مامور کیا۔ مقام بابل میں صف آرائی ہوئی' یزید بن انس ایک گدھے پر سوار لوگوں کو جنگ کی ترغیب دیتا ہوا آیا اور میان صف میں کھڑے ہو کر کہا ''اگر میں مارا جاؤں تو ورقا بن عازب اسدی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن ضمرہ فرازی اور اگر یہ بھی مارا جائے تو سعد خثعمی تمہارا امیر ہوگا''۔ عرفہ کے دن سے لڑائی چھڑ گئی' شام ہوتے ہوتے لشکر شام میدانِ جنگ سے بھاگ نکلا۔ ربیعہ بن مختار غنوی مارا گیا منہزمین نے تھوڑا ہی راستہ طے کیا ہوگا کہ عبداللہ بن حملہ خثعمی تین ہزار کی جمعیت سے مل گیا جس کو عبیداللہ بن زیاد نے ربیعہ کی کمک پر روانہ کیا تھا اس نے منہزمین کو لوٹا دیا اور میدان میں پہنچ کر لڑائی شروع کر دی یہ دن عیدالاضحیٰ کا تھا' شامیوں کو پھر شکست ہوئی' کوفیوں نے جی کھول کر قتل و غارت کیا اور تین سو آدمی گرفتار کر کے خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر

دیئے۔ یزید بن انس نے اسی دن وفات پائی اور ورقاء بن عازب بقائم مقامی اس کے امیر لشکر ہوا' لیکن یزید بن انس کے بعد عبیداللہ بن زیاد سے یہ ایسا ڈرا کہ باوجود کامیابی کے لوٹ کھڑا ہوا' اہل کوفہ کو اس سے آگاہی ہوئی تو انہوں نے مختار کو نصیحت وملامت کی' مختار نے ابراہیم بن الاشتر کو بسر افسری سات ہزار لشکر کے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ یزید بن انس کے لشکر کو بھی تم اپنے ماتحت کر لینا۔

<u>شبث بن ربعی اور مختار</u>: ابراہیم بن الاشتر کی روانگی کے بعد شرفاء کوفہ شبث بن ربعی کے پاس جمع ہوئے (جو ان کا جاہلیت واسلام کا سردار تھا) اور مختار کی شکایت کی' شبث بن ربعی نے کہا مجھے مختار سے مل لینے دو' میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ ان شکایات کا کیا جواب دیتا ہے' شرفاء کوفہ اس امر پر راضی ہو گئے' شبث بن ربعی مختار کے پاس آیا اور ان کی شکایتیں پیش کیں' مختار نے کہا "میں ان کی خواہش کے مطابق کل کام کروں گا اور ان کو مال غنیمت میں حصہ دوں گا' ان کے اہل خدمت کو چھوڑ دوں گا' بشرطیکہ تم اقرار کرو کہ شرفاء کوفہ میرے ساتھ ہو کر بنو امیہ اور عبداللہ بن زبیرؓ سے لڑیں گے"۔ شبث بن ربعی نے جواب دیا "میں اہل کوفہ سے جا کر یہ پیام کہتا ہوں اور جواب لے کر واپس آتا ہوں"۔ اس کے بعد شبث چلا گیا لیکن پھر واپس نہ ہوا اور وہ سب مختار کی مخالفت پر تل گئے۔ شبث بن ربعی' محمد بن الاشعث' عبدالرحمٰن بن سعد بن قیس' شمر بن ذی الجوشن' کعب بن ابی کعب نخعی' عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی وغیرہ ان کے سرگروہ تھے۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے کہا "میری رائے یہ ہے کہ اہل شام و بصرہ کے واپس آنے تک مختار پر خروج نہ کرو کیونکہ ان کے ساتھ ہمارے نامی گرامی سردار ہیں اور ان کی لڑائی بہ نسبت اوروں کے زیادہ خطرناک ہے"' لوگوں نے اس سے اختلاف کر کے کہا "لِلّٰہ تفریق جماعت نہ کرو اور جس رائے پر ہم لوگوں نے اتفاق کر لیا ہے' اس سے اختلاف نہ کرو"۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے جواب دیا "میں تمہارے ساتھ ہوں جب چاہو خروج کرو"۔ پس سب کے سب مسلح ہو کر مختار کے پاس گئے اور کہا "ہم نے تجھ کو معزول کیا کیونکہ محمد بن الحنفیہ نے تجھے مامور نہیں کیا"۔ مختار نے کہا "چند لوگوں کو اپنی اور ہماری طرف سے محمد بن الحنفیہ کے پاس روانہ کرو' دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں' اہل کوفہ اس پر راضی ہو گئے۔

<u>اہل یمن کی پسپائی</u>: مختار نے خفیہ طور سے ابراہیم کو بلا بھیجا' اگلے دن ابراہیم آ پہنچا' دیکھا کہ ایک انبوہ کثیر جمع ہو رہا تھا اور رفاعہ بن شداد بجلی امامت کر رہا تھا' مختار نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا' احمد بن شمیط بجلی اور عبداللہ بن کامل شاذی کو آگے بڑھایا' پہلے ہی حملہ میں ان کو شکست ہوئی' مختار سواروں و پیادوں کی فوجیں کمک پر پے در پے بھیجنے لگا' ابراہیم بن اشتر نے مضر پر حملہ کیا جس میں شبث بن ربعی تھا۔ ایک خون ریز لڑائی کے بعد ابراہیم کو کامیابی ہوئی' پھر عبداللہ بن کامل نے نہایت سختی سے قبائل یمن پر حملہ کیا' رفاعہ بن شداد نے بڑھ کر مختار کے ہمراہیوں پر دھاوا کیا' چاروں طرف قتل وخون ریزی کا بازار گرم ہو رہا تھا' رفاعہ ابن شداد مع اپنے ہمراہیوں عبداللہ بن سعید بن قیس' فرات بن زحر بن قیس' عمر بن مخنف وغیرہ کے کام آیا' عبدالرحمٰن ابن مخنف علم لے کر لڑتے ہوئے آگے بڑھا۔ جب یہ بھی تیغ اجل کی نذر ہو گیا تو اہل یمن نہایت ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

قاتلانِ حسینؓ کا انجام: وادی عمین سے پانچ سو آدمی گرفتار کر لئے گئے' مختار نے ان میں سے نصف آدمیوں کو جو شہادتِ امام حسینؓ بن علیؓ میں شریک تھے قتل کر ڈالا اور باقی کو رہا کر دیا' خاتمہ جنگ پر مختار نے منادی کرا دی کہ ہر شخص کے لئے جو لڑائی سے اپنے کو روک لے گا' امان ہے' سوائے اس کے جو شریک خون ریزی اہل بیت ہوا ہے۔ عمر بن حجاج زبیدی یہ سن کر بھاگ نکلا' پھر اس کا حال کچھ نہ معلوم ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ مختار کے ہمراہیوں میں سے کسی نے اس کو گرفتار کر کے سر کاٹ لیا تھا' شمر بن ذی الجوشن کے تعاقب میں مختار کا ایک غلام گیا ہوا تھا' جب یہ قریب پہنچا تو شمر بن ذی الجوشن اس کو قتل کر کے قریہ کلبانیہ میں چلا گیا اور یہ سمجھ کر کہ وہ اب بچ گیا وہیں قیام کیا' اس کے مقابلے میں ایک دوسرا قریہ میں ابوعمرہ (مختار کا ایک ہم نشین) ٹھہرا ہوا تھا جس کو مختار نے اہل بصرہ کی روک تھام کی غرض سے متعین کیا تھا۔ اتفاقاً اس کو شمر کی خبر لگ گئی' فوراً سوار ہو کر آیا لڑائی ہوئی سات سو اسی آدمی مارے گئے' جس میں اکثر یمن کے تھے اور شمر کو قتل کر کے اس کی لاش کتوں اور مردار خوار جانوروں کے آگے ڈال دی گئی' یہ واقعہ آخری ۶۶ھ کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد شرفاء کوفہ خوفزدہ ہو کر بصرہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور مختار قاتلین حسینؓ بن علیؓ کو چن چن کر قتل کرنے لگا۔ عبیداللہ بن اسد جہنی' مالک بن نسیر کندی' حمل بن مالک محاربی کو قادسیہ سے گرفتار کرا کے قتل کیا' بعد ازاں زیاد بن مالک ضبعی' عمران بن خالد عنزی' عبدالرحمٰن بن خشکارہ بجلی اور عبداللہ بن قیس خولانی جنہوں نے واقعہ کربلا میں حسینؓ بن علیؓ کا اسباب لوٹا تھا۔ پابہ زنجیر حاضر کئے گئے' مختار نے ان سب کے قتل کا حکم دیا پھر عبداللہ یا عبدالرحمٰن بن طلحہ' عبداللہ بن وہب ہمدانی (اعشیٰ کا چچا زاد بھائی) پیش کیا گیا اور اسی وقت قتل کر ڈالا گیا اور عثمان بن خالد جہنی' ابواسماء بشر بن سمط قابسی (جنہوں نے عبدالرحمٰن بن عقیل کو شہید کیا اور ان کا اسباب لوٹ لیا تھا) قتل کر کے آگ میں جلا دیا گیا' خولی بن یزید اصبحی جس نے امام علیہ السلام کا سر اتارا تھا' جان کے خوف سے چھپ گیا۔ لیکن لوگوں نے اس کو تلاش کر لیا اور اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس لائے' مختار نے اس کو جلوا دیا۔

عمر بن سعد کا قتل: ان لوگوں کے قتل ہونے کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اگرچہ اس نے عبداللہ بن ابی جعدہ کی معرفت مختار سے امان حاصل کر لی تھی۔ لیکن ابوعمرہ حسب حکم مختار اس کا سر کاٹ لایا' اتفاق یہ ہے کہ مختار کے پاس اس کا لڑکا حفص بیٹھا ہوا تھا۔ دریافت کیا ''تم اس کو پہچانتے ہو؟'' حفص نے جواب دیا ''ہاں! لیکن اس کے بعد زندگی کا مزہ نہیں ہے''۔ مختار نے اس کے بھی قتل کا حکم دے دیا' وہ (یعنی عمر بن سعد) بعوض خونِ حسینؓ تھا اور یہ (یعنی حفص بن عمر) علی بن حسینؓ کے خون کا بدلہ ہے اور ان دونوں کے سروں کو محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیج دیا اور یہ لکھا کہ ''قاتلین حسین بن علیؓ میں سے جن لوگوں پر میرا قابو چل گیا تھا ان کو تو میں نے قتل کر ڈالا ہے اور باقی لوگوں کی گرفتاری اور قتل کی فکر میں ہوں''۔

حکیم بن طفیل طائی کا قتل: عمر بن سعد کے بعد حکیم بن طفیل طائی بھی پیش کیا گیا جس نے حسینؓ بن علیؓ پر تیر چلایا تھا اور عباس کا اسباب لوٹ لیا تھا' عدی بن حاتم نے حاضر ہو کر سفارش کی' لیکن اس سے پیشتر بخیال سفارش عدی بن حاتم اس کو ابن

کامل نے قتل کر ڈالا تھا' پھر مرہ بن منقذ ابنِ عبدالقیس قاتل علیؓ بن حسینؓ کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا' لوگوں نے پہنچ کر اس کے گھر کا محاصرہ کیا۔ مرہ گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور نیزہ بازی کے جوہر دکھاتا ہوا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ کر چلا گیا' لیکن اس خلفشار میں ایک ہاتھ اس کا بیکار ہو گیا۔ پھر زید بن فار حبانی کی گرفتاری کے لئے اسے چاروں طرف سے سپاہیوں نے گھیر لیا' چونکہ اس نے عبداللہ بن مسلم بن عقیل کو تیر سے شہید کیا تھا' ابنِ کامل نے کہا اس پر پتھر برساؤ' سب نے پتھر مارتے مارتے گرا دیا اور زندہ گرفتار کر کے جلا دیا' سنان بن انس جس نے حسینؓ بن علیؓ کو شہید کیا تھا' بصرہ بھاگ گیا مختار نے اس کا گھر منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد عمرو بن صبح صدائی جس کی گرفتاری پر پولیس متعین تھی' مشکیں بندھی ہوئی پیش کیا گیا' مختار نے حکم دیا ''اس کو برچھی سے مار ڈالو اور محمد بن اشعث کو قادسیہ کے قریب ایک قریہ میں ہے گرفتار کر لاؤ''۔ محمد بن اشعث یہ سن کر مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا' مختار نے اس کے مکان کو مسمار کرا دیا اور بقیہ لوگوں کی گرفتاری کا حکم دیا جو شریک واقعہ کربلا اور قتل حسینؓ بن علیؓ سے متہم تھے' یہ لوگ اس خبر سے مطلع ہو کر مصعب بن زبیر کے پاس چلے گئے اور مختار نے ان کے مکانات منہدم کرا دیئے۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار کو قاتلینِ حسینؓ سے قصاص لینے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ یزید بن شراحیل انصاری ایک مرتبہ محمد بن الحنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محمد بن الحنفیہ نے برسبیل تذکرہ فرمایا ''مختار کا یہ خیال ہے کہ وہ اس امر کا مدعی ہے کہ وہ ہمارا ہوا خواہ ہے حالانکہ اس کے پاس قاتلینِ حسینؓ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے گپ مارا کرتے ہیں''۔ مختار تک یہ خبر پہنچی تو اس نے قاتلین حسینؓ کے قتل کی قسم کھالی اور اسی وقت سے ان لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔

<u>مختار اور عبداللہ بن زبیر</u>: عبداللہ بن زبیر کی طرف سے گورنری بصرہ پر حرث بن ابی ربیعہ (یعنی قباع) مامور تھا۔ پولیس کی افسری عباد بن حسین کے قبضہ میں تھی اور صیغۂ جنگ کا افسر اعلیٰ قیس بن ہثیم تھا۔ مثنیٰ بن مخرمہ عبدی' واقعہ عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ہمراہ تھا جو سلیمان بن صرد کے قتل کے بعد کوفہ میں مختار کے پاس چلا آیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی' مختار نے اس کو بصرے کی طرف اہل بیت کے قصاص لینے کی تحریک کی غرض سے روانہ کیا' تھوڑے دنوں میں اس نے ایک گروہ کثیر کو جمع کر لیا اور ان کو مرتب کر کے قباع سے جنگ پر خروج کر دیا۔ عباد بن حسین اور قیس بن ہیثم نے اس مقابلے پر صف آرائی کی۔ مثنیٰ بن مخرمہ شکست کھا کر اپنی قوم عبدالقیس میں جا چھپا' قباع نے اس کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج متعین کیا زیاد بن عمر عتکی یہ سن کر قباع کے پاس آیا اور کہا ''تم اپنے سواروں کو ہمارے بھائیوں کے محاصرے سے واپس بلا لو ورنہ ہم ان سے لڑنے کو تیار ہیں''۔ قباع نے بہ نظر مصالحت وقت احنف بن قیس کو بھیج دیا اس نے جنگ چھڑنے سے پیشتر پہنچ کر اس امر پر مصالحت کر لی کہ عبدالقیس' مثنیٰ کو نکال دیں۔ چنانچہ مثنیٰ بصرہ سے کوفہ کو روانہ ہو گیا۔

<u>عبداللہ بن زبیر اور مختار</u>: مختار نے کوفہ سے ابنِ مطیع (عاملِ ابنِ زبیر) کے نکالنے کے بعد عبداللہ بن زبیر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں تمہارا مطیع ہوں' تم حسبِ وعدہ مجھے سندِ حکومت بھیج دو۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ عبداللہ بن زبیر کو بہ حیلہ و فریب مخالفت سے باز رکھے اور خود اہل بیت کی محبت کے پیرائے میں حکومت وسلطنت پر قبضہ کر لے' عبداللہ بن زبیر اس کو تاڑ

گئے اپنے اس خیال کی تصدیق کی غرض سے عمر بن عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام مخزومی کو پینتیس ہزار درہم زادِ راہ دیئے اور گورنری کوفہ کی سند دے کر رخصت کیا۔ مختار کو یہ خبر لگی تو زائدہ بن قدامہ کو بسر افسری پانچ سو سواروں کے ستر ہزار درہم دے کر روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ ''یہ رقم عمر بن عبدالرحمٰن کو دے کر واپس کر دینا اور اگر اس پر وہ راضی نہ ہو تو پانچ سو سوار کی چمکتی ہوئی تلواروں کے سائے میں اس کو لے لینا''۔ عمر بن عبدالرحمٰن نے پہلے درہم لینے سے انکار کیا لیکن جب چاروں طرف سے سواروں نے گھیر لیا تو ملتا ہوا مال لے کر بصرہ روانہ ہوا' اس وقت بصرے میں قباع حکومت کر رہا تھا۔ ابنِ مطیع بصرہ میں موجود ہی تھا' عمر بن عبدالرحمٰن بھی پہنچ گیا' یہ زمانہ مثنیٰ بن مخرمہ کے خروج سے پہلے کا ہے۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مختار نے ابنِ زبیر کو اس خط کا مضمون لکھا تھا کہ ''میں نے کوفہ کو اپنا قصرِ حکومت بنا لیا ہے اگر آپ مجھے ایک لاکھ درہم عنایت کریں تو میں شام کی طرف چلا جاؤں اور ابنِ مروان کو آپ کی طرف سے زک دوں''۔ لیکن عبداللہ بن زبیر اس کے فریب کو تاڑ گئے تھے' اس وجہ سے مختار ہمیشہ ان پر طعن و تشنیع کیا کرتا تھا۔

مختار کی ابنِ زبیر سے امداد طلبی: کچھ عرصے بعد عبدالملک بن مروان نے عبدالملک بن حرث بن ابی الحکم بن ابی العاص کو بسر گروہی ایک لشکر کے وادی القریٰ کی طرف روانہ کیا۔ مختار نے یہ سن کر ابنِ زبیر کو لکھا کہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہاری امداد پر ایک فوج بھیج دوں۔ ابنِ زبیر نے جواب دیا کہ اگر تم میرے مطیع ہو کر امداد کیا چاہتے ہو تو نورٌ علیٰ نور۔ نہایت تیزی سے ایک لشکر عبدالملک کے مقابلے پر وادی القریٰ میں بھیج دو۔ مختار نے فوراً شرجیل بن دوس ہمدانی کو تین ہزار کی جمعیت سے روانہ کیا جس میں اکثر آزاد غلام تھے اور یہ حکم دیا کہ مدینہ میں پہنچ کر اطلاع دینا پھر جیسا میں حکم دوں گا تعمیل کرنا۔

شرجیل کا خاتمہ: یہ جواب روانہ کرنے کے بعد ابنِ زبیر کے خیالات مختار کی طرف سے بدل گئے' مکہ سے عباس بن سہل بن سعد کو دو ہزار سواروں کے ساتھ یہ سمجھا کر روانہ کیا کہ ''مختار کا لشکر اگر ہمارا مطیع ہو کر آیا ہو تو فبہا ورنہ بہ حیلہ و مکر واپس کر دینا یا جنگ و جدال سے ہلاک کر دینا''۔ عباس اور شرجیل کی مقام رقیم میں ملاقات ہوئی' عباس نے کہا ''تم لوگ ہمارے ساتھ دشمن کے مقابلے پر وادی القریٰ کی طرف چلو''۔ شرجیل نے جواب دیا ''مجھے مختار نے سیدھے مدینہ جانے کا حکم دیا ہے۔ میں تمہارے ساتھ وادی القریٰ نہیں جاؤں گا''۔ عباس کو اس جواب سے مخالفت کا پورا یقین ہو گیا' مگر تالیفِ قلوب کی غرض سے گوشت' گھی اور پکا ہوا کھانا بھیج دیا۔ شرجیل ابنِ دوس اور اس کے ہمراہی بھوکے پیاسے تھے' ایک چشمہ پر کھانے پینے میں مصروف ہو گئے۔ عباس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار جنگ آزمودہ شخصوں کو لے کر حملہ کر دیا شرجیل بن دوس اور اس کے ساتھ ستر آدمی اس کی قوم کے مارے گئے' باقی جو رہے ان کو امان دی گئی اور وہ لوگ بحالتِ پریشانی کوفہ واپس ہوئے جس میں سے اکثر اثناء راہ میں مر گئے۔ اس واقعہ سے مختار کو ابنِ حنفیہ و ابنِ زبیر کے لڑا دینے کا موقع مل گیا فوراً ایک شکایت آمیز خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا ''میں نے ایک لشکر آپ کی فرمانبرداری اور دشمنانِ اہل بیت کے ذلیل کرنے کو روانہ کیا تھا' ابنِ زبیر نے ان کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہے' اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک لشکر مدینہ کی طرف روانہ کروں' بشرطیکہ آپ بھی اپنی طرف سے ایک آدمی بھیج دیجئے تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ میں آپ کا مطیع ہوں''۔ محمد بن

حنفیہ نے جواباً لکھا ''میں تمہارا قصد' تمہاری حق شناسی کو جانتا ہوں' میرے نزدیک محبوب ترین امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھا جائے' پس تم حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خون ریزی سے پرہیز کرو اگر میرا مقصد لڑائی کا ہوتا تو میرے پاس بہت لوگ جمع ہو جاتے میرے معین و مددگار بکثرت ہیں لیکن میں نے ان کو معزول کر رکھا ہے اور میں صبر وشکر کر رہا ہوں' یہاں تک کہ اللہ جل شانہ کوئی حکم صادر فرمائے اور وہی خیر الحاکمین ہے''۔

ابن زبیر اور محمد بن حنفیہ: اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے محمد بن حنفیہ اور ان کے اہل بیت و ہوا خواہوں سے بیعت کرنے کو کہا آپ نے اس سے انکار کیا' عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ بن ہانی کندی کو بھیجا اس نے سختی کی اور درشتی سے پیش آیا' لیکن آپ برابر صبر وتحمل سے کام لیتے رہے۔ مجبور ہو کر چھوڑ دیا۔ مگر جب ہوا خواہان علیؓ ابن ابی طالب نے کھلم کھلا محمد بن حنفیہ کی دعوت دینی شروع کی تو عبداللہ بن زبیر نے اس خوف سے کہ مبادہ محمد بن حنفیہ کی بیعت کرنے سے لوگ برہم نہ ہو جائیں' بجبر بیعت لینے کا قصد کیا اور اس مقصد کے لئے محمد بن حنفیہ کو مقام زمزم میں قید کر دیا اور ایک مدت مقرر کر دی کہ اس اثناء میں اگر بیعت نہیں کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔

محمد بن حنفیہ کی رہائی: محمد بن حنفیہ نے یہ واقعات مختار کو لکھ بھیجے' مختار نے اس خط کو لوگوں کے روبرو پڑھا سب کے دل بھر آئے۔ ان میں سے چند امراء کو تین سو سواروں کے ساتھ بسرافسری عبداللہ جدلی مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور چار لاکھ درہم محمد بن حنفیہ کو بھیجے' یہ لوگ منزل بمنزل کوچ کرتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ سب کے ہاتھ میں ایک ایک لکڑی تھی اس وجہ سے کہ حرم میں تلوار اٹھانا مکروہ سمجھتے تھے اور ((یالثادات الحسین یالثادات الحسین)) کہتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ زمزم پر پہنچے دروازہ توڑ کر محمد بن حنفیہ کو قید سے نکالا۔ اس وقت صرف دو دن مدت مقررہ کے باقی رہ گئے تھے۔ عبداللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو آپ نے فرمایا ''میں حرم میں جنگ کرنا جائز نہیں سمجھتا''۔

عبدالملک اور محمد بن حنفیہ: اس کے بعد بقیہ لشکر بھی آ گیا ابن زبیر اس سے خائف ہوئے اور محمد بن حنفیہ زمزم سے نکل کر شعب علی میں چلے گئے' رفتہ رفتہ آپ کے پاس چار ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ آپ نے مختار کی بھیجی ہوئی رقم لوگوں میں تقسیم کر دی۔ پھر جب مختار مارا گیا اور عبداللہ بن زبیر کے قدم حکومت کے زینے پر جم گئے تو محمد بن حنفیہ سے دوبارہ بیعت کرنے کو کہا'' آپ نے خائف ہو کر اس واقعہ سے عبدالملک بن مروان کو مطلع کیا' اس نے لکھ بھیجا کہ ''آپ شام چلے آیئے جب تک لوگوں کو کسی پر اجتماع نہ ہو۔ اس وقت تک نہایت عزت واحترام سے میرے پاس رہئے میں آپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا''۔ چنانچہ آپ اپنے ہمراہیوں سمیت شام کی جانب روانہ ہوئے' مدین میں پہنچے تو عمر بن سعید کے مارے جانے کی خبر ملی' آپ کو اس نقل وحرکت پر ندامت ہوئی اور عبدالملک کی بدعہدی سے ڈر کر ایلہ میں قیام کر دیا۔ تھوڑے دنوں میں جب آپ کے معتقدین کا دائرہ وسیع ہو گیا تو عبدالملک نے بیعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ آپ ایلہ سے مکہ کی طرف لوٹے اور شعب ابی طالب میں پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن زبیر نے یہاں سے نکالا تو طائف کی طرف چلے گئے۔ عبداللہ بن عباس کو اس سے برہمی پیدا ہوئی' عبداللہ بن زبیر کو سخت وسست کہا۔ نصیحت وملامت کی اور مکہ سے نکل کر طائف چلے آئے اور

یہیں انتقال فرمایا نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی۔

محمد بن حنفیہ اس زمانہ تک زندہ رہے جبکہ حجاج نے ابن زبیر کا محاصرہ کیا اس وقت آپ طائف سے پھر شعب ابی طالب چلے آئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک کے ہاتھ پر بیعت کر لی' عبدالملک نے حجاج کو ان کی تعظیم و حق شناسی کی ہدایت و تاکید کی۔ پھر آپ عبدالملک کے پاس ملک شام گئے اور یہ درخواست کی کہ حجاج کی ماتحتی سے میں مستثنیٰ کر دیا جاؤں' عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنفیہ سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا انہوں نے جواب دیا ''جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہ ہوں گے اس وقت تک ہم کسی کی بیعت نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ سب فتنہ ہے''۔ عبداللہ بن زبیر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی' محمد بن حنفیہ کو زمزم میں قید کر دیا اور عبداللہ بن عباس کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور جب وہ لوگ اس پر بھی بیعت پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کے گھروں میں آگ لگا دینے کا قصد کیا۔ اس اثناء میں مختار نے ایک لشکر بھیج دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان کی جانیں بچا دیں پھر جب مختار مارا گیا تو عبداللہ بن زبیر کی حکومت مستقل ہوگئی تو یہ دونوں بزرگ طائف چلے آئے۔

<u>ابراہیم بن اشتر</u>: جس وقت مختار کو اواخر ۶۶ھ میں مہم کوفہ سے فراغت حاصل ہوگئی تو اس نے بتاریخ ۲۲/ ذی الحجہ سنہ مذکورہ ابراہیم بن اشتر کو جنگ ابن زیاد پر روانہ کیا اور اپنے نامی گرامی مصاحبوں' شہسواروں اور جنگ آوروں کو اسی کرسی سمیت اس کے ہمراہ کر دیا جس سے بوقت ضرورت وہ مدد طلب کیا کرتا تھا یہ کرسی سونے کی منڈھی ہوئی تھی۔ مختار نے اپنے متبعین کو یہ سمجھا رکھا تھا کہ جیسا بنی اسرائیل میں تابوتِ سکینہ تھا ویسی ہی تم میں یہ کرسی ہے' بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کرسی حضرت علیؓ بن ابی طالب کی تھی جس کو مختار نے جعدہ بن ہبیرہ سے لیا تھا جو امہانی بنت ابی طالب (ہمشیرہ علی بن ابی طالب) کا لڑکا تھا)

<u>ابن زیاد کا انجام</u>: ابراہیم بن اشتر کوفہ سے روانہ ہو کر عراق کو چھوڑتا ہوا سرزمین موصل میں پہنچا جس پر ابن زیاد نے اس سے پیشتر قبضہ کر لیا تھا اور نہر خازم (خارز) پر قیام کر کے طفیل بن لقیط نخعی کو بطور مقدمۃ الجیش کے آگے بڑھایا۔ ابن زیاد بھی یہ خبر پا کر نہر کے قریب جا اترا۔ عمیر بن حباب سلمی (جو ابن زیاد کے ہمراہیوں میں سے تھا) ابن اشتر سے ملنے آیا اور یہ وعدہ کیا کہ بوقت جنگ میسرہ کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ کھڑا ہوں گا' تم لڑائی میں تاخیر نہ کرو۔ کیونکہ تمہارے تاخیر کرنے سے اس کی قوت بڑھ جائے گی اس قرارداد کے مطابق ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی کہ ابراہیم خیمہ سے نکل کر لوگوں کو جنگ پر ابھارنے لگا۔ جونہی سپیدۂ صبح نمایاں ہوا جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اور صفوں کو ترتیب دے کر ہر ایک امیر کے لئے مقامات مقرر کئے' ابن زیاد نے بھی اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کیا۔ آفتاب نکلتے نکلتے لڑائی چھڑ گئی۔ حصین بن نمیر نے (جو میمنہ اہل شام کا افسر تھا) ابراہیم کے میسرہ پر حملہ کیا۔ علی بن مالک خثعمی کام آیا' قرہ بن علی نے لپک کر علم اٹھا لیا اور لڑنے لگے' جب یہ بھی میدان جنگ میں کام آیا تو میسرہ کو شکست ہوگئی' عبداللہ بن ورقاء بن جنادہ سلولی نے علم کو سنبھال کر منہزمین کو للکارا۔ وہ ایک تازہ جوش سے لوٹے اور ابراہیم کے میمنہ نے میسرہ ابن زیاد پر حملہ کیا۔ اس پر کہ عمیر بن حباب حسب وعدہ میدان جنگ

سے بھاگ کھڑا ہوگا۔ لیکن عمیر نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا ابراہیم نے یہ دیکھ کر لشکر کے قلب پر دھاوا کیا میدان کارزار گرم ہوگیا۔ ہر شخص سر بکف جاں فروشی پر تیار تھا ایک طرف آہ و زاری کے نعرے' زخمیوں کے خون کے فوارے بلند تھے۔ دوسری طرف نیزوں اور تلواروں کی آوازوں سے کان کے پردے پھٹے جاتے تھے' تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اگر کوئی آواز سنائی دیتی تھی تو ابراہیم کی یہ آواز تھی جو بار بار اپنے علم بردار سے کہتا تھا ((تنغمس برايتك فيهم انغمس برايتك فيهم)) فریقین کے ہزار ہا آدمی کام آئے' میدان ابراہیم کے ہاتھ رہا اور ابنِ زیاد کی فوج کو شکست ہوئی۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد ابراہیم نے کہا' "میں نے ایک علم کے نیچے ایک شخص کو لبِ نہر قتل کیا ہے جس سے مشک کی بو آتی تھی اور میں نے اس کو اپنی تلوار سے نصفا نصف دو ٹکڑے کر دیئے ہیں دیکھو وہ کون شخص تھا۔ لوگوں نے تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ابنِ زیاد تھا سر کاٹ کر لاش جلا دی گئی۔ شریک بن جدیر تغلبی نے حصین بن نمیر سکونی پر یہ سمجھ کر کہ ابنِ زیاد ہے حملہ کیا۔ لڑتے لڑتے دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے' شریک کے ہمراہیوں نے پہنچ کر حصین کا کام تمام کر دیا' بعض کا بیان ہے کہ ابنِ زیاد کو شریک نے قتل کیا تھا' اسی واقعہ میں شرجیل بن ذی الکلاع حمیری بھی مارا گیا (جو سواران شام کا سپہ سالار تھا) سفیان بن یزید ازدی' ورقاء بن عازب ازدی اور عبداللہ بن زہیر سلمی کا دعویٰ تھا کہ میں نے ابنِ زیاد کو قتل کیا ہے۔

ابنِ اشتر کی کامیابیاں: فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد منہزم گروہ کا تعاقب کیا' ابنِ زیاد کے ساتھی جس قدر معرکۂ جنگ میں کام آئے تھے اس سے زیادہ بہ خوف جان نہر میں ڈوب کر مر گئے' لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا' عبداللہ بن زیاد اور اس کے سرداروں کے سر بشارت فتح کے ساتھ مختار کے پاس مدائن بھیج دیئے گئے' بعد ازاں ابنِ اشتر نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو نصیبین پر مامور کیا جو سنجار' دارا اور سرزمین جزیرہ پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد زفر بن حرث کو قرقیس کا' حاتم بن نعمان باہلی کو حران اور الرہا اور شمشاط کا' عمیر بن حباب سلمی کو کفر توبی و طور عبدین کا والی بنایا اور خود موصل میں ٹھہرا رہا۔

مصعب بن زبیرؓ: اوائل ۶۷ھ یا اواخر ۶۶ھ میں عبداللہ بن زبیر نے حرث بن ربیعہ (قباع) کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مصعب کو سند گورنری مرحمت کی' مصعب بصرہ پہنچ کر سیدھے جامع مسجد میں گئے' منبر پر خطبہ دینے کو چڑھے' اس اثناء میں حرث بن ربیعہ آ گیا' مصعب نے اس کو ایک درجہ نیچے بٹھا لیا خطبہ دینے لگے' سورۂ قصص کے شروع کی آیتیں پڑھیں اور اتر آئے۔

مصعب و مختار کی جنگ: شرفاء کوفہ جنہوں نے مختار کے خوف سے جلاوطنی اختیار کر لی تھی' رفتہ رفتہ مصعب سے آ ملے' شبث بن ربعی ((واغوثاه واغوثاه)) چلاتا ہوا آیا اس کے بعد محمد بن الاشعث بھی آ گیا' مختار پر خروج کرنے کی تحریک کی' مصعب بن زبیر نے مہلب بن ابی صفرہ کو (جو عبداللہ بن زبیر کی طرف سے فارس کا گورنر تھا) بلا بھیجا' اس نے آنے میں تاخیر کی' مصعب نے محمد بن الاشعث کو خط دے کر روانہ کیا' مہلب نے خط پڑھ کر کہا' "کیا مصعب کو تمہارے سوا کوئی دوسرا قاصد نہیں ملا تھا؟" محمد بن الاشعث نے جواب دیا "ہم قاصد نہیں ہیں! ہمارے غلام زادے ہمارے مکانات' مال و اسباب پر متصرف ہوگئے ہیں"۔ غرض مہلب ایک عظیم الشان لشکر اور ضرورت سے زیادہ مال و اسباب لے کر بصرے میں داخل ہوا۔

مصعب بن زبیر نے مہلب کو جسر اکبر پر لشکر مرتب کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی عبدالرحمن بن مخنف کو کوفہ کی طرف مختار کے خلاف ریشہ دوانی اور عبداللہ بن زبیر کی بیعت کرنے کی ترغیب دینے کی غرض سے روانہ کیا۔ مصعب نے مقدمۃ الجیش عباد بن حصین حبطی تمیمی کو میمنہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو میسرہ پر مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کیا اور خود بصرہ واپس آیا۔ مختار کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے ہمراہیوں کو لڑائی کی ترغیب دی' ایک چھوٹا سا لشکر مع ان سرداروں کے جو ابن اشتر کے ہمراہ تھے' احمر بن شمیط کے ساتھ روانہ کیا۔ مقام مذار میں فریقین نے صف آرائی کی۔ مہلب نے اپنے رکاب کی فوج لے کر ابن کامل پر حملہ کیا' ابن کامل نہایت استقلال و ثابت قدمی سے مقابلہ پر اڑا رہا' پھر مہلب نے ایک دوسرا زبردست حملہ ابن کامل پر کیا جس کا وہ متحمل نہ ہو سکا' اس کے رکاب کی فوج ابتری کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ دوسرے لوگوں نے ابن شمیط پر دھاوا کیا' اس کی فوج بھی پسپا ہو گئی پیادوں میں قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ مصعب بن عباد کو حکم دے دیا کہ جس قدر لوگ قید کئے جائیں قتل کر ڈالے جائیں' محمد بن اشعث نے سواران کوفہ کو لے کر منہزم گروہ کا تعاقب کیا اور جس کو پایا قتل کر ڈالا۔

مصعب کی روانگی کوفہ: مصعب نے فتح یابی کے بعد کوفہ کا رخ کیا' کمزور' ناتوانوں اور ان کے اسباب کو کشتیوں پر بار کر کے براہ فرات روانہ کیا اور خود نہر فرات کو مقام واسط سے عبور کر کے براہ خشکی بڑھا۔ مختار کو اس کی اطلاع ہوئی کہ ابن شمیط کو شکست فاش ہوئی' اس کے تقریباً کل ساتھی معرکہ جنگ میں کام آ گئے اور مصعب براہ دریا و خشکی بڑھتا چلا آتا ہے' مختار بادل ناخواستہ بہ قصد مقابلہ کوفہ سے نکل کر مجمع الانہار کی طرف چلا۔ جہاں پر جزیرہ مسلحسین' قادسیہ اور سفر کی نہریں ملتی ہیں' چونکہ نہر فرات کا پانی ان نہروں میں آ گیا تھا اور وہ پایاب ہو رہی تھیں' اس وجہ سے اہل بصرہ کی کشتیاں خشکی میں پڑ گئیں۔ اہل بصرہ نے کوفیوں کا لشکر دیکھ کر کشتیاں چھوڑ دیں' لشکر مرتب کر کے کوفہ کا قصد کیا' مختار نے مجمع الانہار سے مڑ کر دارالامارت و مسجد کی قلعہ بندی کرنے کے بعد حروراء میں قیام کیا۔

مختار کا خاتمہ: اس اثناء میں مصعب بھی آ پہنچا اس کے میمنہ پر مہلب بن ابی صفرہ' میسرہ پر عمر بن عبیداللہ سواروں پر عباد بن حصین تھا' مختار کا میمنہ سلیم بن یزید کندی کے اور میسرہ سعید بن منقذ ہمدانی کی ماتحتی میں تھا اور فوج سواران پر عمر بن عبیداللہ نہدی افسری کر رہا تھا۔ محمد بن الاشعث اہل کوفہ کے اس گروہ کو لئے ہوئے جو میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے' دونوں لشکروں کے درمیان میں ٹھہرا ہوا تھا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ ہر شخص جانفروشی پر تیار ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے اپنے مقابل فوج پر دھاوا کیا مصعب کے ہمراہیوں کو مجبوراً اس قدر پیچھے ہٹنا پڑا کہ مصعب سے جا ملے۔ مصعب نے ایک پرجوش تقریر سے اپنے ہمراہیوں کو للکار کر آگے بڑھایا' مختار کی فوج پسپا ہو کر اپنے مورچہ کو بھی چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی شام ہوتے ہوتے مالک بن عبداللہ نہدی نے پیادوں کو لے کر ابن اشعث پر حملہ کیا' ابن اشعث اور اس کے ہمراہی کام آ گئے' عبیداللہ بن علی بن ابی طالب شہید ہو گئے' تمام رات لڑائی ہوتی رہی' چاروں طرف ایک شور قیامت برپا تھا' صبح ہونے سے کچھ پہلے مختار کے ہمراہی آنکھیں بچا بچا کر علیحدہ ہونے لگے۔ مختار یہ رنگ دیکھ کر قصر امارت میں جا چھپا مصعب نے میدان جنگ سے سبخہ پہنچ کر ڈیرے ڈالے۔ قصر امارت کا محاصرہ کر کے رسد و غلہ بند کر دیا لیکن خفیہ طور سے غلہ کی رسد

جاری رہی مصعب کو اس سے آگاہی ہوئی اس نے رسد و غلہ کو قطعاً روک دیا' مختار اور اس کے ہمراہیوں کا شدت گرسنگی و تشنگی سے حال ابتر ہو گیا' پانی میں شہد ملا کر پینے لگے لیکن اس سے بھی سیری نہ ہوئی۔

مختار نے اپنے ہمراہیوں سے امان حاصل کرنے کو کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا' مختار نے بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا اور تقریباً بیس آدمیوں کو جس میں سائب بن سلک اشعری بھی تھا' لے کر قصر امارت سے نکل کھڑا ہوا۔ سائب ملامت کرنے لگا۔ مختار نے کہا'' تف ہو تجھ پر اے احمق! میں نے دیکھا کہ ابن زبیر نے حجاز پر قبضہ کر لیا نجدہ نے یمامہ پر اور ابن مروان نے شام پر میں بھی انہیں لوگوں کی طرح تھا۔ لیکن میں بھی جبکہ عرب اس سے غافل ہو گیا تھا۔ اہل بیت کا خون کا بدلہ لینے کا طالب ہو گیا۔ اگر تیری یہ نیت نہ ہو تو اپنے زور بازو پر لڑ''۔ سائب یہ سن کر خاموش ہو گیا اور مختار[1] آگے بڑھا۔ لڑائی ہونے لگی' بالآخر طرفہ و طراف پسران عبداللہ بن دجاجہ حنفی کے ہاتھ سے اس کا کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ اسی وقت جبکہ مختار نے امان حاصل کرنے کی رائے دی تھی' قصر امارت سے بذریعہ کمند اتر آیا تھا اور اپنے بھائی کے مکان میں روپوش ہو گیا تھا۔

<u>مصعب کا کوفہ پر قبضہ</u>: مختار کے مارے جانے کے بعد اہل قصر نے مصعب کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ مصعب کے کہنے سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے' مہلب نے ان کے قتل کرنے سے منع کیا۔ مگر سرداران کوفہ نے اس سے اختلاف کیا۔ پس مصعب نے باتفاق رائے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد مصعب کے حکم سے مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے ہاتھ کاٹ کر مسجد کے دروازے پر لٹکا دیئے جس کو حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں اتروایا۔

<u>ابن اشتر کی اطاعت</u>: کوفے پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد مصعب نے ابراہیم بن الاشتر کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں بشرط اطاعت ملک شام کی امارت اور ملک مغرب (جس قدر وہ فتح کر سکے) اس کو دے دینے کے لئے لکھا تھا' اسی زمانہ میں عبدالملک نے بھی اس سے خط و کتابت کی تھی اور حکومت عراق دینے کا وعدہ کیا تھا' ابراہیم نے اپنے مشیروں سے اس کی بابت مشورہ کیا۔ بعض نے مصعب سے ملنے کو کہا اور بعض نے عبدالملک سے سازش کرنے کی رائے دی مگر ابراہیم نے اس خوف سے کہ ابن زیاد اہل شام کو اس نے زیر و زبر کیا ہے' مصعب کی شرائط منظور کر لیں اور اس کی طرف روانہ ہو گیا' مصعب نے یہ خبر پا کر مہلب بن ابی صفرہ کو اس کے مقبوضہ صوبجات موصل و جزیرہ و ارمینیہ و آذربائیجان کی جانب بھیج دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ مختار نے ابن زبیر کی مخالفت اسی زمانے میں ظاہر کی تھی جب کہ مصعب بصرہ میں آیا تھا۔ مختار نے احمد بن شمیط کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا تھا اور مصعب نے عباد حطی کو مختار کے ہمراہ عبیداللہ ابن علی بن ابی طالب بھی تھے رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی' نصف شب سے زیادہ گزر چکی ہو گی کہ مصعب کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ

---

[1] صاحب عقد الفرید نے لکھا ہے کہ مختار جس وقت قاتلین حسین اور شرفاء عرب کو نیست و نابود کر چکا تو اس نے دیگر صلحاء امت کے استیصال کی فکر کی۔ لوگوں پر اس کا قصد اور خبث نفس ظاہر ہو گیا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین وحی لے کر آتے ہیں' اہل کوفہ نے مجبور ہو کر عبداللہ بن زبیر کو لکھا' انہوں نے اس کی سرکوبی کو ایک لشکر بسر افسری مصعب روانہ کیا' ابراہیم ابن اشتر اور سرداران کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے مصعب کے سپرد کر دیا۔ مصعب نے اس کو قتل کر ڈالا۔ عقد الفرید جلد دوم صفحہ ۳۱۹' مطبوعہ مصر

کر اپنے مورچہ میں آ چھپا۔ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا کام آ گیا' صبح ہوئی تو مختار یہ دیکھ کر کہ اس کے ہمراہی مصعب کے لشکر میں لڑائی میں مصروف ہیں اور اس کے پاس کوئی نہیں ہے کوفے کی طرف لوٹا اور سیدھا دارالامارت میں چلا گیا۔ جب اس کے ہمراہی میدان جنگ سے لوٹے تو انہوں نے مختار کو نہ پایا اور یہ سمجھ کر کہ مختار مارا گیا' میدان کارزار سے باوجود کامیابی حاصل کر چکنے کے بھاگ کر قصر امارت میں جا چھپے' جس کی تعداد تقریباً آٹھ ہزار تھی۔ مصعب نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا چار مہینے تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی۔ بہت سے آدمی مارے گئے۔ آخر کار مصعب سے اہل[1] قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے اور اس کے حکم کے مطابق دروازہ کھول کر نکل آئے اس نے ان سب کو قتل کا حکم دے دیا۔ ان مقتولین کی تعداد چھ ہزار تھی جس میں سے سات سو عرب تھے اور باقی عجمی۔

<u>حمزہ کی معزولی</u>: کوفہ پر مصعب کے قبضہ کر لینے کے بعد عبداللہ بن زبیر نے اپنے لڑکے حمزہ کو بصرہ میں بجائے مصعب کے مقرر کیا۔ اس کی کج خلقی وتنگ ظرفی سے شرفاء بصرہ نے مجبور ہو کر مالک بن مسمع سے شکایت کی' مالک بن مسمع نے تھوڑے سے آدمیوں کو ہمراہ لے کر جسر کی طرف خروج کیا اور حمزہ سے کہلا بھیجا کہ تم حکومت چھوڑ کر اپنے باپ کے پاس چلے جاؤ۔ احنف نے عبداللہ بن زبیر کو لکھ بھیجا کہ اپنے لڑکے کو معزول کر کے مصعب کو پھر حکومت بصرہ پر بھیجو اس سے عوام نالاں ہیں۔ عبداللہ بن زبیر نے ایسا ہی کیا حمزہ بہت سامال واسباب لے کر بصرے سے روانہ ہوا مالک بن مسمع نے پہنچ کر راستہ روک دیا لیکن عمر بن عبیداللہ کے کہنے سے باز رہا۔

<u>مہلب کی معزولی</u>: بعض کا بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے مختار کے قتل ہونے کے ایک برس بعد مصعب کو بصرے کی گورنری پر مامور کیا تھا' مصعب نے بصرے میں پہنچ کر عمر بن عبیداللہ بن معمر کو فارس کی سند گورنری دی اور جنگ ازارقہ پر مامور کیا۔ اس وقت مہلب فارس کا گورنر اور محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا۔ مصعب نے اس کو موصل وجزیرہ وارمینیہ کا والی مقرر کرنے کی غرض سے بلا بھیجا' مہلب اپنی جگہ اپنے بیٹے مغیرہ کو مامور کر کے بصرے میں آیا' مصعب نے اس کو حکومت فارس و جنگ خوارج سے معزول کر کے عمر بن عبیداللہ بن معمر کو مامور کیا۔ اس نے جنگ خوارج میں بڑے بڑے نمایاں کام کیے جس کو ہم خوارج کے حالات میں بیان کریں گے۔

<u>عمر بن سعید کی مخالفت</u>: عبدالملک بن مروان قنسرین سے واپسی کے بعد ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا بعد ازاں اپنے بھانجے عبدالرحمن بن ام حکم کو اپنا نائب مقرر کر کے بقصد جنگ زفر بن حرث کلابی قرقیسیا کی طرف روانہ کیا' عمر بن سعید اس کی رکاب میں تھا' جب یہ لوگ بطنان پہنچے تو عمر بن سعید کے خیالات تبدیل ہو گئے۔ رات کے وقت چھپ کر اس نے دمشق کی راہ لی' ابن ام حکم اس کی آمد سن کر نکل بھاگا۔ عمر بن سعید نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور ابن حکم کے مکان کو منہدم کرا دیا' لوگ جمع

---

[1] مختار کے قتل ہونے کے بعد اہل قصر امارت امان کے خواستگار ہوئے تھے مختار کی عمر بوقت قتل تریسٹھ برس کی تھی۔ ۱۴ رمضان المبارک ۶۷ھ کو بازار کوفہ میں مارا گیا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ مصر

ہوئے تو خطبہ دیا اور لوگوں سے حسن سلوک اور وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ عبدالملک کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی عمر بن سعید کے پیچھے ہی پیچھے آیا اور دمشق کا محاصرہ کر لیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائی ہوتی رہی آخر کار مصالحت ہو گئی۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ عبدالملک نے اس کو پناہ دی' عمر بن سعید دمشق سے نکل کر عبدالملک کے خیمے میں آیا اور اس کو اپنے ہمراہ دمشق میں لے گیا' چار روز کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کو بلا بھیجا' اتفاقاً اس وقت عبداللہ بن یزید بن معاویہ (اس کا داماد) اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اس نے عبدالملک کے پاس جانے سے روکا' عمر بن سعید نے کہا ''واللہ مجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے' اگر میں سوتا ہوتا تو عبدالملک میرے جگانے کی جرأت نہ کر سکتا''۔ اس کے بعد پیامبر سے کہا ''تم جاؤ میں شام کے وقت آؤں گا''۔

<u>عمر بن سعید کا قتل</u>: شام کا وقت آیا تو اس نے زرہ پہنی' اوپر قبا کو زیب تن کیا تلوار کمر سے لٹکائی اور ایک سو خدام کو لے کر عبدالملک کی طرف چلا' عبدالملک نے اپنے پاس نکل بنو مروان اور حسان بن نجدکلبی وقبیصہ بن ذوئب خزاعی کو جمع کر رکھا تھا' عمر بن سعید پہنچا تو اس کو حاضری کی اجازت دی گئی' جوں جوں وہ اندر جاتا تھا' عبدالملک کے مصاحبین دروازے بند کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ شہ نشین کے دروازے پہنچا۔ اب اس کے ساتھ صرف ایک غلام باقی رہ گیا تھا۔ عبدالملک کے پاس بنوامیہ کو جمع دیکھ کر عمر بن سعید کو خدشہ پیدا ہوا' غلام سے مخاطب ہو کر کہا ''میرے بھائی یحییٰ کے پاس جا اور اس کو بلا لا'' غلام کچھ نہ سمجھ سکا۔ عمر بن سعید نے اس فقرہ کا اعادہ کیا۔ غلام نے لبیک کہہ کر جواب دیا لیکن مطلق نہ سمجھا عمر بن سعید نے جھلا کر کہا ''جا دور ہو جا'' غلام چلا گیا۔ عبدالملک نے حسان وقبیصہ کو عمر بن سعید کے استقبال کرنے کا حکم دیا یہ دونوں آگے بڑھے اور عمر بن سعید کے پاس لا کر تخت پر بٹھا دیا۔ باتیں ہونے لگیں' تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نے عمر بن سعید کی تلوار لے لینے کا حکم دیا' عمر بن سعید کو ناگوار گزرا' کہا ((اتق اللّٰہ یا امیر المؤمنین)) عبدالملک بولا ''کیا تم اس کی امید رکھتے ہوئے کہ میرے ساتھ تم تخت پر تلوار لے کر بیٹھو گے؟'' عمر بن سعید خاموش ہو گیا۔ غلاموں نے پہنچ کر تلوار لے لی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا ''اے ابوامیہ! جس وقت تم نے مجھ سے مخالفت کی تھی میں نے اسی زمانے میں یہ قسم کھائی تھی کہ جب میں تمہیں اپنے قبضۂ اقتدار میں پاؤں گا تو میں تم کو ہتھکڑی پہناؤں گا''۔ بنو مروان نے عرض کیا ''کیا پھر امیر المؤمنین رہا کر دیں گے؟'' عبدالملک نے کہا ''ہاں! میں ابوامیہ کے ساتھ برائی نہ کروں گا''۔

بنو مروان نے عمر بن سعید سے کہا ''ابوامیہ امیر المؤمنین کی قسم پوری کرو''۔ عمر بن سعید دبی زبان سے بولا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین کی قسم سچائی کے ساتھ پوری کر دی''۔ عبدالملک نے فوراً فرش کے نیچے سے ایک زنجیر نکالی اور غلام کو دے کر کہا ''ابوامیہ کے ہاتھ پاؤں گردن میں ڈال دو'' عمر بن سعید بولا ''میں امیر المؤمنین کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ مجھے لوگوں کے روبرو لے کر یونہی لے چلنا''۔ عبدالملک نے کہا ''مجھ سے یہ نہ ہوگا کیا تم مرتے وقت دھوکا دینا چاہتے ہو''۔ عمر بن سعید یہ سن کر خاموش ہو گیا اور عبدالملک نے اس زور سے زنجیر کو کھینچا کہ اس کا منہ تخت سے لگ گیا اور اگلے دو دانت ٹوٹ گئے''۔ عبدالملک نے کہا ''واللہ اگر یہ مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے زندہ رہنے سے میری بہتری ہے اور قریش کی صلاحیت ہے تو میں بے شک تجھے زندہ رکھتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک شہر میں ہمارے اور تیرے جیسے دو شخص نہیں رہ سکتے''۔

عمر بن سعید تخت و ست کہنے لگا اپنے بھائی عبدالعزیز کو اس کے قتل کا حکم دے کر نماز پڑھنے چلا گیا عبدالعزیز اس کے قتل سے باز رہا' تھوڑی دیر کے بعد عبدالملک نماز ادا کر کے واپس ہوا' دروازہ بند کرتا ہوا شہ نشین میں آیا' عمر بن سعید کو زندہ دیکھ کر عبدالعزیز پر برہم ہوا اور ایک ہتھیار لے کر اپنے ہاتھ سے اس کو ذبح کر ڈالا۔ بعض کا بیان ہے کہ عبدالملک کو اس کے قتل پر اپنے غلام الزغیر کو مامور کیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔

قصر خلافت کا محاصرہ: حاضرین جلسہ میں سے کسی نے عمر بن سعید کا یہ حال اس کے بھائی یحییٰ ابن سعید سے جا کر کہہ دیا وہ ایک ہزار غلاموں اور دوستوں کو لے کر قصر خلافت پر چڑھ آیا۔ حمید بن حریث' حریث' زہیر بن الابرد وغیرہ جو اس کے ہمراہ تھے عمر بن سعید کا نام لے کر پکارنے لگے' جب اس کی آواز سنائی نہ دی تو دروازہ توڑ ڈالا اور لوگوں پر دیوانہ وار حملہ کرنے لگے۔ ولید بن عبدالملک نے نکل کر مقابلہ کیا۔ کچھ عرصہ تک لڑائی ہوتی رہی اس اثناء میں عبدالرحمٰن بن ام الحکم ثقفی نے عمر بن سعید کا سر لے کر لوگوں کے سامنے پھینک دیا اور عبدالعزیز بن مروان روپیہ پھینکنے لگا۔ لوگوں نے اسکو لوٹ لیا اور متفرق ہو گئے اس کے بعد عبدالملک مسجد کی طرف آیا۔ لوگوں سے اپنے لڑکے ولید کے بارے میں دریافت کیا' معلوم ہوا کہ زخمی ہے۔

یحییٰ بن سعید کی گرفتاری: پھر یحییٰ بن سعید اور اس کا بھائی عنبسہ پیش کئے گئے۔ یہ دونوں اور کل پسران عمر بن سعید قید کر دیئے گئے' کچھ عرصے بعد قید سے رہا کر کے مصعب بن زبیر کے پاس بھیج دیا۔ حتیٰ کہ مصعب کے قتل کے بعد عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہوئے اس نے ان کی جان بخشی کی اور کہنے لگا' تم لوگ ایسے خاندان سے ہو جس کو تمہاری کل قوم پر فضیلت حاصل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے محروم رکھا ہے' میرے اور تمہارے باپ کے درمیان جو باتیں پیش آئیں وہ نئی نہ تھیں بلکہ قدیمی ہیں' تمہارے اور ہمارے بزرگوں میں زمانہ جاہلیت سے چلی آ رہی ہیں''۔ سعید نے جواب دیا'' امیر المومنین! تم جاہلیت کی باتوں کا کیا ذکر کر رہے ہو؟ حالانکہ اسلام نے ان کل باتوں کو نیست و نابود کر کے جنت کا وعدہ کیا اور آتش دوزخ سے ڈرایا ہے۔ باقی رہا عمر بن سعید وہ تمہارا چچازاد بھائی تھا' اس کے ساتھ جو تم نے برتاؤ کیا ہے اس کو تم خوب جانتے ہو اور اگر وہی امور جو تم میں اور ان میں تھے' ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو تو ہمارے لئے زمین کا باطن اس کے ظاہر سے بہتر ہے''۔ یہ سن کر عبدالملک کا دل بھر آیا بولا'' تمہارے باپ سے اور مجھ سے یہ طے ہو گیا تھا کہ جب موقع ملے گا تو میں اس کو یا وہ مجھ کو قتل کر ڈالے گا' اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دے دیا' میں نے اس کو قتل کر ڈالا باقی رہے تم' تمہارے قتل کرنے کی مجھے خواہش نہیں ہے۔ میں تمہارے ساتھ صلۂ رحم کروں گا اور عزیز داری کا لحاظ رکھوں گا''۔ بعض کا بیان ہے کہ جس وقت عبدالملک عراق کی طرف مصعب کے ساتھ جنگ کرنے کی غرض سے جا رہا تھا' عمر بن سعید نے کہا'' مجھے تم اپنا ولی عہد بنا لو اور ایک عہد نامہ لکھ دو کہ تمہارے بعد میں خلیفہ و امیر بنایا جاؤں''۔ عبدالملک نے اس کو منظور نہ کیا عمر بن سعید بگڑ کر دمشق چلا آیا' اس پر قبضہ کر کے باغی ہو گیا۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور ۶۹ھ میں مارا گیا۔

عبدالملک کی عراق کو روانگی: جس وقت ملک شام پر عبدالملک کا تسلط ہو گیا اور اس کا کوئی مخالف باقی نہ رہا تو اس نے جنگ عراق کی تیاری کی۔ اسی زمانے میں بعض شرفاء عراق کے خطوط بھی آئے جس میں انہوں نے عبدالملک کو عراق پر قبضہ

کر لینے کو لکھا تھا' عبدالملک کے مشیروں نے عراق کی طرف بڑھنے کی ممانعت و مخالفت کی' لیکن وہ ان کے مشوروں کو نظر انداز کرتے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔ مصعب کو اس کی روانگی کی اطلاع ہوئی مہلب بن صفرہ کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اس معاملہ میں مشورہ طلب کیا۔ مہلب ان دنوں سرزمین فارس پر خوارج سے لڑ رہا تھا' عمر بن عبیداللہ بن معمر فارس کو جنگی خدمات سے معزول کر دیا گیا تھا اور جنگ خوارج پر اس کی بجائے مہلب مامور کیا گیا تھا' یہ ردوبدل اس زمانے میں ہوا تھا جبکہ مصعب کو کوفہ کی گورنری دی گئی تھی۔

خالد بن عبیداللہ کا اخراج: خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید (عبدالملک بن مروان کی جانب سے) خفیہ طور پر بصرے میں آیا' بنی بکر بن وائل وازد میں مالک بن مسمع کے پاس مقیم ہوا' عبدالملک نے عبیداللہ بن زیاد بن ضبیا کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ اس سے اور عمر بن عبیداللہ بن معمر سے معرکہ آرائی ہوئی۔ بالآخر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ بکر بن وائل خالد کو نکال دیں۔

عمر بن عبیداللہ کی معزولی: خالد کے نکال دینے کے بعد مصعب بصرے میں خالد کو گرفتار کرنے کی غرض سے آیا لیکن وہ اس کے آنے سے پیشتر چلا گیا' مصعب' عمر بن عبیداللہ بن معمر پر سخت ناراض ہوا' خالد کے ہمراہیوں کو گالیاں دیں' مارا ان کے مکانات منہدم کرا دیئے۔ سر اور ڈاڑھیاں منڈوا دیں۔ مالک بن مسمع کا مکان گرا دیا مال و اسباب کو لوٹ لیا اور عمر بن عبیداللہ بن معمر کو حکومت فارس سے معزول کر کے مہلب بن ابی صفرہ کو مامور کر کے کوفہ چلا آیا۔ اس کے ساتھ احنف بھی تھا۔ اس نے کوفہ میں انتقال کیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عبدالملک کے مقابلہ پر نکلا اور مہلب کو اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کرنے لگا اہل بصرہ نے اس سے انکار کیا مجبور ہو کر مہلب کو جنگ خوارج پر واپس کر دیا' مہلب نے روانگی کے وقت کہا کہ اہل عراق نے عبدالملک سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی ہے تم مجھے ان ممالک سے علیحدہ نہ کرو۔ لیکن مصعب نے اس پر توجہ نہ کی ابراہیم بن اشتر کو (جو کہ موصل و جزیرہ پر مامور تھا) بلا کر مقدمۃ الجیش کا افسر بنایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک کے مقدمۃ الجیش پر اس کا بھائی محمد بن مروان' خالد بن عبیداللہ بن خالد بن اسید تھا' قرقیسیا کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے' زفر بن حرث کلابی نے حاضر ہو کر مصالحت کر لی اور اپنے لڑکے ہذیل کو ایک لشکر کے ساتھ اس کے ہمراہ کر دیا۔ پھر عبدالملک یہاں سے کوچ کر کے مصعب بن زبیر کے لشکر گاہ کے قریب پہنچا' ہذیل بن زفر بھاگ کر مصعب سے آملا اور عبدالملک اہل عراق سے بغرض سفارش خط و کتابت کرنے لگا' اصفہان کے دینے کا وعدہ کیا۔

مصعب بن زبیر کے غلط اقدام: انہیں دنوں ابن اشتر نے مصعب کے روبرو ایک خط سربمہر پیش کیا۔ مصعب نے کھول کر پڑھا جس میں عبدالملک نے اشتر کو لکھا تھا: ''تم میرے پاس چلے آؤ' میں تم کو عراق کا گورنر مقرر کر دوں گا''۔ مصعب نے ابن اشتر سے کہا ''کیا تم جیسا شخص فقرے میں آ جائے گا''۔ ابراہیم بن اشتر نے جواب دیا ''میں غدر و خیانت کا متبع نہ ہوں گا' واللہ عبدالملک نے تمہارے کل ہمراہیوں اور سرداروں کو ایسا ہی لکھا ہے' اگر تم میرا کہنا مانو تو ان سب کو قتل کر ڈالو' نہایت تنگ و تاریک مکان میں قید کر دو''۔ مصعب نے ان سے اختلاف کیا اور اہل عراق عبدالملک سے سازش کر کے

مصعب سے بدعہدی و بے وفائی پر تل گئے۔ قیس بن ہثیم نے اہل عراق کو اہل شام سے سازش کرنے کی ترغیب دی لیکن ان لوگوں نے اس کی بھی نہ سنی' جس وقت دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا تو عبدالملک نے مصعب کے پاس کہلا بھیجا'' خون ریزی سے کوئی فائدہ نہیں ہے' آؤ ہم اور تم اس کام کو اہل شوریٰ کے سپرد کر دیتے ہیں''۔ مصعب نے جواب دیا'' ہمارے اور تمہارے درمیان میں تلوار ہی فیصلہ کر سکتی ہے''۔ لڑائی چھڑ گئی' عبدالملک نے اپنے بھائی محمد کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور مصعب نے ابراہیم بن اشتر کو آگے بڑھایا' مصعب نے ایک تازہ دم فوج سے ابراہیم کی مدد کی جس نے محمد کو مورچہ سے ہٹا دیا۔

عتاب بن ورقا کی بدعہدی: عبدالملک نے عبیداللہ بن یزید کو اس کی کمک پر مامور کیا' میدان کارزار نہایت تیزی سے گرم ہو گیا۔ مصعب کے ہمراہیوں میں سے مسلم بن عمر الباہلی (قتیبہ کے والد) اس معرکے میں کام آ گئے۔ مصعب نے فوراً عتاب بن ورقا کو ابراہیم بن اشتر کی امداد پر متعین کیا۔ ابراہیم بن اشتر کو عتاب کا آنا ناگوار گزرا کہلا بھیجا'' میں نے تم کو سمجھا دیا تھا کہ عتاب جیسے آدمیوں کو میری مدد پر نہ بھیجنا' افسوس ہے کہ تم نے میرے کہنے پر خیال نہ کیا' انا للّٰہ و انا الیہ راجعون''۔

ابن اشتر کا خاتمہ: عتاب بن ورقاء نے عبدالملک کی بیعت کر لی تھی اور یہ وعدہ کر لیا تھا کہ میدانِ جنگ سے میں بھاگ کھڑا ہوں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن ابراہیم بن اشتر نہایت استقلال سے لڑتا رہا یہاں تک کہ میدان جنگ میں کام آیا۔ قتل کے بعد اس کا سر عبدالملک کے پاس بھیج دیا گیا۔ اہل شام کا دل ابراہیم کے مارے جانے سے ہاتھوں بڑھ گیا' بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے' مصعب نے سرداران عراق کو جنگ کرنے کا حکم دیا' سب نے حیلہ کر کے ٹال دیا اب اس وقت تن تنہا مصعب اور اس کے گنتی کے چند ساتھی لڑ رہے تھے باقی کل اہل عراق دور سے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھ رہے تھے' محمد بن مروان نے مصعب کے قریب پہنچ کر آواز بلند سے کہا'' میں تمہارا چچازاد بھائی محمد بن مروان ہوں تم امیر المؤمنین کی امان قبول کر لو''۔ مصعب نے انکاری جواب دیا۔

عیسیٰ بن مصعب کا قتل: محمد بن مروان نے اہل عراق کی سازش کا حال بتلایا لیکن مصعب نے کچھ توجہ نہ کی۔ پھر محمد بن مروان نے اس کے لڑکے عیسیٰ بن مصعب کو پکار کر کہا'' تم کو اور تمہارے باپ کو امان دی جاتی ہے''۔ عیسیٰ نے اپنے باپ مصعب کو اس سے مطلع کیا' مصعب نے جواب دیا'' میرا خیال یہ ہے کہ اہل شام تمہارے ساتھ ایفاء وعدہ کریں گے اگر تم کو ان کی امان لینی منظور ہو تو بسم اللہ حاصل کر لو''۔ عیسیٰ بولا'' مجھے یہ گوارا نہیں ہے' کل قریش کی عورتیں کہیں گی کہ میں اپنے کو بچانے کی غرض سے تم سے علیحدہ ہو گیا''۔ مصعب نے کہا'' اچھا تم اپنے چچا کے پاس مکہ چلے جاؤ اور ان کو اہل عراق کی سازش کی خبر دے دینا۔ مجھے اس حالت میں چھوڑ جاؤ میں نے اپنے کو مقتول سمجھ لیا ہے''۔ عیسیٰ نے عرض کیا'' میں قریش کو ہرگز یہ خبر نہ پہنچاؤں گا بہتر ہو گا کہ تم بصرہ چلو' وہ لوگ تمہارے مطیع ہیں یا مکہ میں امیر المؤمنین سے جا ملو''۔ مصعب نے سرد آہ کھینچ کر کہا'' یہ مجھ سے نہ ہو گا کیونکہ کل قریش میں میرے بھاگنے کے تذکرہ ہو گا' اے صاحبزادے! تم آگے بڑھو میں تمہاری مدد پر ہوں''۔ عیسیٰ بن مصعب یہ حکم پاتے ہی آدمیوں کو لے کر آگے بڑھا' شامیوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا مگر عیسیٰ کی چمکتی ہوئی تلواریں ان کی گردنوں پر تیر رہی تھی بالآخر بہت سے آدمیوں کو مار کر خود بھی میدانِ جنگ میں کام آیا۔

مصعب بن زبیرؓ کا خاتمہ:عبدالملک نے مصعب سے امان قبول کرنے پر بے حد اصرار کیا دیر تک گڑگڑاتا رہا لیکن مصعب کی زبان سے نہیں کے سوا ہاں نہ نکلا۔اس کے بعد مصعب اپنے خیمے میں گیا بالوں میں تیل ڈالا عطر لگایا پھر پردوں کو گرا کر باہر آیا اور لڑنے لگا اس کے ہمراہ اس وقت صرف سات آدمی باقی رہ گئے تھے'عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے صف لشکر سے نکل کر للکارا مصعب نے لپک کر تلوار چلائی خود کی کڑیاں ٹوٹ گئیں' سر زخمی ہو گیا' شامی دور سے تیر برسانے لگے۔ مصعب زخمی شیر کی طرح جھپٹ جھپٹ کر حملہ کر رہا تھا۔جب زخموں سے چور ہو گیا اور بے ہوش کر گر پڑا تو عبیداللہ بن زیاد بن ضبیان نے پہنچ کر اس کی دلیرانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سر کاٹ کر عبدالملک کے روبرو رکھ دیا۔عبدالملک نے ایک ہزار دینار کا انعام کا حکم دیا مگر اس نے یہ کہہ کر قبول نہ کیا کہ میں نے اس کو اپنے بھائی کے بدلے میں قتل کیا ہے۔اس کا بھائی رہزنی کرتا تھا جس کو مصعب کے کوتوال نے گرفتار کرا کے قتل کیا تھا بعض کا یہ بیان ہے کہ مصعب کو مختار کے ہمراہیوں میں سے زائدہ بن قدامہ ثقفی نے قتل کیا اور عبیداللہ بن زیاد نے سر اتارا ہے۔لڑائی ختم ہونے پر عبدالملک کے حکم سے مصعب اور اس کا لڑکا دار جاثلیق میں نہر دجیل کے قریب دفن کر دیا گیا۔یہ واقعہ ۷۱ھ کا ہے۔

عبدالملک کی کوفہ کو روانگی:اس کے بعد عبدالملک لشکر عراق سے بیعت لے کر کوفے کی جانب روانہ ہوا اور مقام نخیلہ میں پہنچ کر قیام کر کے چالیس روز تک ٹھہرا رہا اس کے بعد کوفے میں داخل ہوا۔لوگوں سے حسن سلوک اور انعام و وظائف مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔یحییٰ بن سعید کو جعفر سے طلب کر کے امان دے دی یہ لوگ اس کے ماموں ہوتے تھے اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو کوفہ کی' محمد بن نمیر کو ہمدان کی' یزید بن ورقا بن رویم کو رے کی گورنری پر مامور کیا اور جیسا کہ اقرار کیا تھا اصفہان کی حکومت ان کو نہ دی' عبداللہ بن یزید بن اسد (بدر خالد قسری) یحییٰ بن معتوق ہمدانی' علی بن عبیداللہ بن عباس کے پاس اور ہذیل بن زفر بن حرث' عمر بن یزید حکمی وغیرہ خالد بن یزید کے پاس پناہ گزین ہوئے تھے۔ان کو بھی عبدالملک نے امان نامہ لکھ دیا۔عمر بن حریث نے عبدالملک کی خورنق میں پر تکلف دعوت کی' عبدالملک مع اپنے لشکر و خدام وحشم کے خورنق میں داخل ہوا۔عمر بن حریث کو اپنے برابر تخت پر بٹھایا' کھانا کھانے کے بعد عبدالملک قصر کے دیکھنے کو اٹھا' عمر بن حریث اس کے ہمراہ تھا۔ہر ایک مکان و معاملہ کو دریافت کرتا جاتا تھا اور عمر بن حریث بتلاتا جاتا تھا۔

عبداللہ بن حازم کو مصعب کی روانگی اور جنگ عبدالملک کا حال معلوم ہوا تو اس نے دریافت کیا''کیا اس کے ہمراہ عمر بن معمر بھی ہے؟'' جواب دیا گیا''وہ فارس میں ہے''۔پھر استفسار کیا''تو مہلب ہے؟'' حاضرین نے کہا''وہ جنگ خوارج پر مامور ہے''۔پھر پوچھا''عباد بن حصین اس کے ہمراہ ہے'' کہا گیا''وہ بصرے میں ہے'' عبداللہ بن حازم نے ایک آہ کھینچ کر کہا''اور میں خراسان میں ہوں''۔

خزینی فجرینی جهارا و انشدی بلحم امری ءلم یشهد الیوم ناصر

''مجھ کو پکڑ لو اور اعلان کے ساتھ سختی کرو کیونکہ میرا نہ کوئی حامی ہے اور نہ میرے قتل کی شہادت دینے والا''۔

عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر مصعب کا سر شام کی طرف روانہ کیا۔ جب دمشق پہنچا تو لوگوں نے اس کی تشہیر کا قصد کیا لیکن عبدالملک کی بیوی عاتکہ بنت یزید بن معاویہ نے اس سے روکا اور اس کو غسل دے کر دفن کرایا۔ مہلب کو جو خوارج سے جنگ کر رہا تھا اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے عبدالملک بن مروان کی بیعت لوگوں سے لے لی' عبداللہ بن زبیر کو یہ خبر لگی تو انہوں نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ میں کہا:

عبداللہ بن زبیر کا خطبہ: ''جمیع ستائش اللہ کے لئے ہے جو دنیا اور ہر چیز کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے' آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اس کو ذلیل نہیں کرتا جو حق پر ہوتا ہے اگر چہ وہ تنہا ہو اور جس کا ولی شیطان ہوتا ہے اس کو عزت نہیں دیتا اگر چہ اس کے ساتھ ایک عالم ہو' آگاہ ہو' ہمارے پاس عراق سے ایسی خبر آئی ہے جس سے ہم کو رنج ہوا ہے اور ہم اس سے خوش بھی ہوئے ہیں ہمارے پاس مصعب رحمہ اللہ کے قتل کی خبر آئی ہے' پس جس سے ہم خوش ہوئے ہیں یہ ہے کہ اس کا مارا جانا شہادت ہے' اور جس سے ہم کو صدمہ ہوا ہے کہ دوست کی جدائی سے ایک رنج کی سوزش ہوتی ہے' جس کا احساس مصیبت کے وقت دوست کو ہوتا ہے' اس کے بعد صاحب رائے صبر و شکر کی طرف رجوع کرتا ہے' مصعب کیا تھا؟ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ اور میرے مددگاروں میں سے ایک مددگار' آگاہ ہو جاؤ کہ اہل عراق بے وفا و منافق ہیں' انہوں نے اس کو نہایت کم قیمت پر جو اس سے لیتے تھے سپرد اور بیچ کر دیا' اگر وہ مارا گیا ہے تو اس کے بھائی و باپ و برادر چچازاد بھی مارے گئے جو نیک اور صالح تھے اللہ کی قسم! ہم اپنے بستروں پر نہ مریں گے جیسا کہ ابوالعاص کی اولاد مری ہے واللہ اس میں کوئی شخص جاہلیت میں اور اسلام میں نہیں مارا گیا ہے اور ہم مرتے ہیں تو نیزوں کی نوک پر اور تلواروں کے سائے کے نیچے' آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا مستعار لی گئی ہے اس بادشاہ برتر سے جس کی حکومت ہمیشہ رہے گی اور اس کا ملک زائل نہ ہوگا پس اگر وہ ہمارے پاس آئے گی تو اس کو رذیل و گمراہ کی طرح نہ لیں گے اور اگر وہ ہم سے روگردانی کرے گی تو ہم اس کے لئے کسی کمزور و ناتوان کی طرح نہ روئیں گے' میں یہی کہتا ہوں اور اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں''۔

خالد بن اسید بحیثیت گورنر کوفہ: اس واقعہ سے اہل بصرہ مطلع ہوئے تو وہاں حمران بن ابان و عبداللہ بن ابی بکرہ میں حکومت کی نزاع پیدا ہوگئی۔ حمران نے عبداللہ بن الاہتم سے مدد طلب کی' بنو امیہ اس کی بہت عزت کرتے تھے' چنانچہ جس وقت مصعب کے قتل کے بعد عراق پر عبدالملک کا پورا پورا قبضہ ہو گیا تو اس نے بصرے کی سند گورنری خالد بن عبداللہ بن اسید کو دی۔ اس نے اپنی طرف سے بصرے میں پہنچ کر حمران کو معزول کر کے عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا۔ بعد ازاں ۷۳ھ میں خالد بن عبداللہ حکومت بصرہ سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ بشر بن مروان مامور ہوا اور دونوں شہروں کی گورنری دی گئی۔ بشر بن مروان نے کوفہ میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کر کے بصرے میں قیام کیا اور ۷۳ھ میں عبدالملک نے جزیرہ و ارمینیہ کی گورنری اپنے دوسرے بھائی محمد بن مروان کو عنایت کی' اس نے روم پر حملہ کیا اور ان کی قوت کو سخت نقصان پہنچایا جس کے بعد

شاہ روم نے زمانہ فتنہ میں ایک ہزار دینار یومیہ بطور تاوان دینے کا اقرار کر لیا تھا۔

زفر بن حرث: ہم اوپر واقعہ رابطہ میں بیان کر آئے ہیں کہ زفر بن حرث قرقیسیا کی طرف چلا گیا تھا' قیس کا ایک خاصا مجمع اس کے پاس جمع ہو گیا تھا اور یہ وہاں ٹھہرا ہوا عبداللہ بن زبیر کی خلافت کی ترغیب لوگوں کو دے رہا تھا۔ عبدالملک نے حکومت کے زینہ پر قدم رکھنے کے بعد ابان بن عقبہ بن ابی معیط کو جو حمص کا گورنر تھا زفر پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا' ابان بن عقبہ نے حکم پاتے ہی قرقیسیا کا رخ کیا اور مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن رمیت علائی کو مامور کر کے آگے بڑھنے کو کہا عبداللہ بن رمیت نے ابان کے پہنچنے سے پہلے لڑائی چھیڑ دی۔ اس کے ہمراہیوں میں سے تقریباً تین سو آدمی مارے گئے اس کے بعد ابان آیا اور لڑائی کا انداز بدل گیا۔ عبداللہ بن رمیت کی گئی ہوئی قوت عود کر آئی' وکیع بن زفر معرکہ کارزار میں کام آ گیا جس سے زفر کی قوت گھٹ گئی۔ اس اثناء عبدالملک قبل جنگ مصعب قرقیسیا میں آ پہنچا' چاروں طرف سے محاصرہ کر کے منجنیقیں نصب کرا دیں' بنوکلب نے عبدالملک سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ قیس والوں کو نہ ملاؤ کیونکہ انہوں نے زفر بن حرث سے سازش کر لی ہے جنگ کے وقت یہ بھاگ کھڑے ہوں گے"۔ عبدالملک اس کو منظور کر کے نہایت سختی سے محاصرہ کیے ہوئے حملہ کر رہا تھا اور زفر روزانہ شہر سے نکل کر مقابلہ کرتا تھا ایک روز زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو لشکر شام پر حملہ کرنے کو کہا اور یہ حکم دیا کہ "جب تک عبدالملک کے خیمہ پر پہنچ کر اس کو تہ کرا لینا واپس نہ آنا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

عبدالملک اور زفر میں مصالحت: اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی (محمد بن مروان) کو زفر کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو اور تمہارے لڑکے اور ان لوگوں کو جو تمہارے ہمراہ ہیں پناہ دی جاتی ہے اور جو تم پسند کرو وہ لے لو' محمد بن مروان نے یہ پیام ہذیل بن زفر سے کہا "ہذیل اپنے باپ کے پاس گیا اور عرض کیا "ابن زبیر سے ہمارے حق میں عبدالملک زیادہ بہتر ہے' وہ امان دینے کو کہتا ہے منظور کر لیجئے"۔ زفر نے اس شرط پر قبول کیا کہ ایک برس تک بیعت کرنے کا اس کو اختیار دیا جائے اور کسی خاص مقام میں رہنے پر مجبور نہ کیا جائے اور ابن زبیر کے مقابلے پر کسی قسم کی اعانت نہ طلب کی جائے"۔ ہنوز فریقین میں نامہ و پیام ہو رہا تھا کہ کسی نے عبدالملک کو یہ خبر دے دی کہ شہر پناہ کے چار برج منہدم ہو گئے ہیں' عبدالملک نے صلح سے انکار کر کے حملہ کرنے کا حکم دے دیا لیکن میدان جنگ زفر کے ہاتھ رہا' عبدالملک کی فوج مورچے سے ہٹ کر اپنے خیموں میں آ گئی عبدالملک نے گھبرا کر کہلا بھیجا "جو شرائط تم پیش کرتے ہو مجھے منظور ہیں"۔ زفر نے کہا "میں تاحیات عبداللہ بن زبیر تمہاری بیعت نہ کروں گا اور اس معرکے میں جو خون ریزی ہوئی ہے اس کا تم مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اور مجھ کو مع میرے کل ہمراہیوں کے امان دینا"۔ عبدالملک نے اس کو منظور کر لیا اور امان نامہ لکھ کر دے دیا لیکن زفر تھوڑے دنوں تک عبدالملک سے نہ ملا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ بھی عمرو بن سعید جیسا برتاؤ نہ کیا جائے۔ عبدالملک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عصا بھیج دیا۔ زفر حاضر ہوا' عبدالملک نے اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور اپنے لڑکے سے زفر کی لڑکی مسلمہ الرباب کی شادی کر دی' بعد ازاں عبدالملک جنگ مصعب کو روانہ ہوا زفر نے اپنے لڑکے ہذیل کو مع ایک لشکر کے ہمراہ کر دیا

لیکن جس وقت فریقین کا مقابلہ ہوا ہذیل بھاگ کر مصعب کے پاس چلا گیا اور ابنِ اشتر کے ساتھ ہو کر لڑتا رہا یہاں تک کہ ابنِ اشتر مارا گیا اور ہذیل کوفہ میں چھپ گیا' عبدالملک نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو امان دے دی۔

عبداللہ بن حازم کا قتل: اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ خراسان میں عبداللہ بن حازم سے بنوتمیم نے مخالفت کر لی تھی اور یہ لوگ تین گروہ ہو گئے تھے۔ دو فریق تو جنگ سے رکے رہے' باقی تیسرا گروہ جس کا سردار بحیر بن ورقاء صریمی تھا اور جس سے نیشاپور میں ابنِ حازم لڑ رہا تھا۔

عبدالملک نے مصعب کے مارے جانے کے بعد عبداللہ بن حازم کو اس مضمون کا خط لکھا ''تم میری بیعت کر لو میں تم کو سات برس کا خراج خراسان معاف کرتا ہوں''۔ یہ خط ایک شخص جو بنو عامر بن صعصعہ سے تھا لے کر روانہ ہوا عبداللہ بن حازم نے پڑھ کر کہا ''اگر سلیم و عامر میں فساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم کو مار ڈالتا' لیکن اب تم اپنا یہ خط کھا لو''۔ چنانچہ اس نے کھا لیا۔ عبداللہ بن حازم کی طرف سے مرو کا عامل بکیر بن وشاح تمیمی تھا' عبدالملک نے اسی زمانے میں اس کو بھی خط لکھا تھا اور خراسان کی حکومت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے اور کل اہلِ مرو نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت توڑ کر عبدالملک کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن حازم کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس خوف سے کہ بکیر مع اہل مرو کے نہ آ جائے اور اہل نیشاپور اس کے ہم آہنگ نہ ہو جائیں' بحیر کو چھوڑ کر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ بحیر نے تعاقب کیا مرو کے قریب ایک قریہ میں مقابلہ ہو گیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد بحیر کے ہاتھ سے ابنِ حازم مارا گیا' بحیر نے اسی وقت فتح کی بشارت عبدالملک کے پاس بھیجی اتفاق سے بکیر بن وشاح اہل مرو کو لئے ہوئے آ پہنچا' عبداللہ بن حازم کا سر کاٹ کر عبدالملک کے پاس روانہ کرنے کا قصد کیا۔ بحیر نے روکا تو بکیر نے ایک لکڑی کھینچ ماری۔ جس سے اس کا سر ٹوٹ گیا اور گرفتار کرا کے قید کر دیا۔ اس کے بعد حازم کے سر کو عبدالملک کے پاس یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس نے عبداللہ ابنِ حازم کو مارا ہے بھیج دیا اور خود حکومت خراسان پر قابض ہو گیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبداللہ بن حازم مارا گیا ہے اور عبدالملک نے ان کا سر اس کے پاس بھیج دیا تھا اور اپنی بیعت کرنے کو لکھا تھا' عبداللہ بن حازم نے اس کو غسل دے کر کفن پہنایا اور عبداللہ بن زبیر کے لڑکوں کے پاس مدینہ بھیج دیا' اس کے بعد عبدالملک کے قاصد کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جس کو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

سلیمان بن خالد کا قتل: عبدالملک نے شام و عراق پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد عروہ بن انیف کو بسر گروہی چھ ہزار آدمیوں کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں جب تک دوسرا حکم نہ ملے داخل نہ ہونا' شہر کے باہر پڑاؤ کرنا' ان دنوں عبداللہ بن زبیر کی طرف سے حرث بن حاطب ابنِ حرث بن معمر جمحی مدینہ کے گورنر تھے' عروہ کے آتے ہی وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک مہینہ تک عروہ لوگوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھتا اور اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آتا تھا۔ جب عبداللہ بن زبیر سے کچھ چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی تو وہ (عروہ) حسب الحکم عبدالملک شام کو لوٹ گیا اور حرث بن حاطب مدینہ منورہ میں آ گئے' پھر عبداللہ بن زبیر نے سلیمان بن خالد دروقی کو خیبر و فدک پر مامور کر کے روانہ کیا اور عبدالملک

نے عبدالملک بن حرث بن حکم کو بسرافسری چار ہزار فوج کے حجاز پر حملہ کرنے کا حکم دیا' عبدالملک نے وادی القریٰ میں پہنچ کر ڈیرے ڈالے اور ابنِ قمقام کو ایک دستہ فوج کے ساتھ سلیمان پر شب خون مارنے کی غرض سے خیبر بھیج دیا' سلیمان یہ خبر سن کر خیبر سے بھاگا لیکن کچھ فائدہ نہ پہنچا' ابنِ قمقام نے اس کے ہمراہیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور خود خیبر میں ٹھہر گیا۔

ابوبکر بن قیس کا خاتمہ: عبدالملک کو اس واقعہ کے سننے سے صدمہ ہوا' حاضرین سے مخاطب ہو کر بولا ''افسوس ابنِ قمقام نے ایک شخص کو بے قصور قتل کر ڈالا''۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حرث بن حاطب کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مامور کیا۔ پس جابر نے ابوبکر بن ابوقیس کو چھ سو آدمیوں کی جمعیت سے خیبر کی طرف روانہ کیا۔ ابنِ قمقام سے لڑائی ہوئی میدان جنگ ابوبکر کے ہاتھ رہا' ابنِ قمقام پسپا ہو کر بھاگا' اس کے ہمراہی کچھ معرکہ کارزار میں کام آئے کچھ گرفتار ہو کر مار ڈالے گئے' عبدالملک نے یہ خبر پا کر طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو حجاز کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مابین وادی القریٰ اور ایلہ میں قیام کرنے اور نہایت ہوشیاری سے جہاں تک ممکن ہو' ابنِ زبیر کے عمال کو تصرف سے روکنا اور حجاز میں جو مخالفت پیدا ہو اس کا انسداد کرتے رہنا' طارق نے سرزمین حجاز میں پہنچ ایک رسالہ خیبر کی طرف بھیجا' ابوبکر بن قیس مع دو سو آدمیوں کے معرکہ جنگ میں کام آ گیا۔

امارت مدینہ پر طلحہ بن عبداللہ کا تقرر: عبداللہ بن زبیر نے قباع عامل مصر کو اہل مدینہ کی امداد پر دو ہزار سواروں کے بھیجنے کو لکھا' قباع نے اس حکم کی تعمیل کی اور جابر بن اسود نے بحکم عبداللہ بن زبیر ان لوگوں کو طارق سے لڑنے کے لئے روانہ کیا' طارق نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ان کے سردار اور بہت سے آدمیوں اور زخمی قیدیوں کو بھی قتل کر ڈالا اور خیبر سے لوٹ کر وادی القریٰ میں واپس آیا۔

طلحہ بن عبداللہ کا امارت مدینہ پر تقرر: عبداللہ بن زبیر نے جابر بن اسود کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے ۷۰ھ میں طلحہ بن عبداللہ عوف معروف بہ طلحۃ الندا٫ کو مامور کیا۔ پس یہ مدینہ منورہ کی گورنری کرتا رہا۔ یہاں تک کہ طارق نے اس کو نکال باہر کیا۔

حجاج بن یوسف ثقفی: مصعب بن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک نے کوفہ پہنچ کر حجاج بن یوسف ثقفی کو تین ہزار لشکر شام کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور ایک امان نامہ لکھ کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ اگر عبداللہ بن زبیر اور اس کے ہمراہی بیعت خلافت کر لیں تو یہ امان نامہ دے دینا۔ حجاج بن یوسف ثقفی جمادی الاول ۷۲ھ میں کوفے سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ کو چھوڑتا ہو طائف میں جا اترا اور ایک مدت تک عرفہ کی طرف اپنے سواروں کو روزانہ بھیجتا تھا۔ جہاں پر عبداللہ بن زبیر کے سواروں سے مقابلہ ہوتا اور ان کو وہ پسپا کر کے واپس چلے آتے تھے' کچھ عرصہ بعد حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں اس مضمون کی عرض داشت روانہ کی کہ ''عبداللہ بن زبیر کی طاقت بالکل گھٹ گئی ہے' اس کے ہمراہی اس سے جدا ہو گئے ہیں' اگر آپ اجازت دیں تو مکہ معظمہ میں داخل ہو کر اس کا محاصرہ کر لیا جائے مگر فوج میری امداد پر بھیج دیجئے''۔

عبدالملک نے اس درخواست کو منظور کیا اور طارق کو حجاج کی امداد پر مامور کیا۔ طارق ذیقعدہ ۷۲ھ میں وارد مدینہ منورہ ہوا' طلحۃ الندا‎ء (عبداللہ بن زبیر کے گورنر) کو نکال کر ایک شامی شخص کو اس کی جگہ متعین کیا اور پھر وہاں سے پانچ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا۔

خانہ کعبہ پر سنگباری: اس سے پیشتر حجاج بن یوسف احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہو گیا تھا اور بئر میمون پر قیام پذیر تھا لوگوں کے ساتھ وہ حج میں شریک ہوا۔ نہ تو طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اور عبداللہ بن زبیر کو عرفات میں داخل ہونے سے روک دیا۔ مجبور ہو کر انہوں نے مکہ ہی میں قربانی کی حالانکہ انہوں نے حجاج کو طواف اور سعی سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے کوہ ابوقبیس پر منجنیقیں نصب کرائیں اور کعبۂ محترم پر پتھروں کا مینہ برسانے لگا' اتفاق یہ کہ عبداللہ بن عمر بھی حج کو آئے تھے' حجاج بن یوسف سے کہلا بھیجا' سنگباری موقوف کرا دو' اللہ تعالیٰ کے بندے اس کے محترم مکان کی زیارت کو آئے ہوئے ہیں' سنگباری کی وجہ سے نہ طواف کر سکتے اور نہ مابین صفا و مروہ سعی کر سکتے ہیں حجاج نے زمانہ حج کے خاتمہ تک سنگباری موقوف کر دی' جونہی ایام حج ختم ہوئے حجاج کے منادی نے چاروں طرف یہ منادی کرا دی کہ ''تم لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس جاؤ' ہم ابن زبیر پر پھر سنگ باری کرنا چاہتے ہیں یہ سن کر حاجیوں کے قافلے اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہو گئے اور حجاج بن یوسف کے لشکریوں نے منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیے۔ خانہ کعبہ پر پتھر کا پہنچنا تھا کہ آسمان سے ایک کڑک کی آواز سنائی دی اور بجلی کوندی دو روز تک یہی حالت قائم رہی کچھ لوگ لشکر شام کے اس خوفناک آواز سے ڈر کر مر گئے' حجاج نے کہا ''تم لوگ خوفزدہ نہ ہو میں ابن تہامہ ہوں اور یہ اس کی بجلیاں ہیں تم لوگ خوش ہو کہ میری فتح یابی کا نشان آ پہنچا اور دوسرے دن اتفاق سے ابن زبیر کے ہمراہیوں میں سے ایک یا دو شخصوں پر بجلی گری اور اس صدمہ سے وہ لوگ مر گئے' اہل شام کو اس سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ حجاج بن یوسف نے جوش میں آ کر خود منجنیق سے پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ بڑے بڑے پتھر عبداللہ بن زبیر کے روبرو آ کر گرتے تھے اور یہ کھڑے ہوئے نماز پڑھا کرتے تھے۔

مکّہ معظّمہ کا محاصرہ: ایک عرصہ دراز تک یہ لڑائی اسی انداز سے جاری رہی یہاں تک کہ طویل حصار سے اہل مکہ کا غلہ ختم ہو گیا' باہر سے کوئی راستہ رسد کے آنے کا نہ تھا۔ لوگ شدت بھوک سے پریشان ہونے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا' گرانی کا یہ عالم ہو گیا کہ ایک مرغی دس درہم کو ڈھونڈنے سے نہ ملتی تھی۔ عبداللہ بن زبیر کے مکانات غلہ اور کھجوروں اور جو سے بھرے ہوئے تھے بہ نظر انجام بینی ذخیرے میں سے صرف اس قدر خرچ کرتے تھے جتنا کہ لوگوں کے بقاء حیات کے لئے کافی سمجھا جاتا تھا۔ حجاج بن یوسف یہ رنگ دیکھ کر حصار میں سختی کرنے لگا اور عبداللہ بن زبیر کے ہمراہیوں کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ تقریباً دس ہزار آدمی ان سے علیحدہ ہو کر حجاج سے آ ملے' منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے امان حاصل کر کے اپنے لائق سردار سے علیحدگی اختیار کی تھی' عبداللہ بن زبیر کے دولڑکے حمزہ و حبیب بھی تھے لیکن ان کا تیسرا لڑکا ان کے ساتھ ہو کر برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ داد مردانگی پا کر عین معرکہ میں کام آ گیا' ہمراہیان عبداللہ بن زبیر

کی علیحدگی کے بعد حجاج بن یوسف نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا ''تم لوگ عبداللہ بن زبیر کی قوت کا اندازہ لگا چکے ہو۔ ان کے ہمراہیوں کو دیکھ لیا ہے وہ اس قدر کم ہیں کہ اگر تم ان پر ایک ایک مٹھی کنکریاں پھینکو تو وہ دب کر مر جائیں گے' بایں ہمہ وہ بھوکے پیاسے تم سے لڑ رہے ہیں۔ اے شام کے دلاورو! بڑھو اور حجون وابواء کے میدان میں پھیل جاؤ عبداللہ بن زبیر اب چند ساعت کا مہمان ہے''۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی ماں اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا ''اے ماں! مجھے لوگوں نے دھوکا دیا' ذلیل کیا' یہاں تک کہ میرے لڑکوں نے بھی مجھے رسوا کیا' اگر میں دنیا کو چاہوں تو مخالفین مجھے دے سکتے ہیں' آپ کی اس بابت کیا رائے ہے؟'' اسماء نے جواب دیا ''تم اپنے معاملے کو مجھ سے زیادہ اچھا سمجھتے ہو لیکن اگر تم حق پر ہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہے ہو تو جو کر رہے ہو کئے جاؤ' تمہارے ہمراہی اس راہ میں مارے گئے' تم اپنی گردن ایسی رسی میں نہ پھنساؤ کہ بنو امیہ کے نوعمر لڑکے اس سے کھیلیں اور اگر تم نے دنیا کے حاصل کرنے کا قصد کیا تھا تو تم بہت ہی نااہل انسان ہو' تم نے اپنے کو بھی ہلاک کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تمہارے ہمراہ تھے اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں حق پر تھا لیکن میرے ہمراہیوں نے مجھے دھوکا دیا اس سے میں کمزور ہو گیا تو یہ فعل نیکوں اور دینداروں کا نہیں ہے''۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ''مجھے خوف اس امر کا ہے کہ قتل کے بعد مجھے وہ لوگ مثلہ کریں گے اور صلیب پر چڑھائیں گے''۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''میرے بیٹے! بکری جب ذبح کر ڈالی گئی تو کھال کھینچنے کی اسے پرواہ نہ ہوگی تم جو کچھ کر رہے ہو بصیرت کے ساتھ کئے جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار رہو''۔

عبداللہ بن زبیر نے اپنی ماں کے سر کا بوسہ لے کر کہا ''میری بھی یہی رائے تھی' اس وقت تک نہ مجھے دنیا کی خواہش ہوئی اور نہ حکومت کی تمنا' مجھ کو اس کام کے اختیار کرنے پر صرف اس امر نے مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی نہیں کی جاتی تھی اور نہ ممنوعات سے لوگ پرہیز کرتے تھے اور میں جب تک میرے دم میں دم رہتا' برابر حق کے لئے لڑتا رہتا۔ لیکن میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ سے بھی اس امر میں رائے لے لوں پس آپ نے میری بصیرت اور زیادہ کر دی اور اے میری ماں! میں آج ضرور مارا جاؤں گا تم زیادہ مغموم نہ ہونا اور مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو' تمہارے لڑکے نے کسی فعل ناجائز کے ارتکاب کا قصد تک نہیں کیا اور نہ کسی امر مذموم و بدکاری کی طرف توجہ کی ہے' نہ تو اس نے بدعہدی کی ہے نہ کسی پر ظلم کیا ہے اور نہ کسی ظلم کا معین و مددگار ہوا ہے اور نہ اس نے حتی الامکان اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کیا ہے' اے اللہ تعالیٰ! میں اس امر کو اپنے نفس کی برأت کی غرض سے نہیں ظاہر کرتا ہوں بلکہ اپنی ماں کی تسلی کی غرض سے کہتا ہوں''۔ اسماءؓ بولیں ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر جمیل عطا فرمائے گا تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دشمنوں پر حملہ آور ہو' اگر فتح یاب ہو گئے تو مجھے تمہاری فتح مندی سے مسرت ہوگی''۔ پھر سوچ کر کہا ''اچھا میں بھی تمہارا انجام کار دیکھنے کو چلتی ہوں''۔ عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا ''آپ تکلیف نہ کیجئے' اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے البتہ دعائے خیر سے مجھے فراموش نہ کیجئے گا'' اسماء کی آنکھوں میں ان

کلمات سے آنسو بھر آئے رخصتی کے وقت اسماء نے بیٹے کو گلے لگایا اتفاق سے ہاتھ زرہ پر پڑ گیا' دریافت کیا'' یہ کیا ہے؟ تم نے اس کو کس ارادہ سے پہنا ہے؟'' جواب دیا'' محض اطمینان و مضبوط کی غرض سے'' اسماء نے یہ کہہ کر اس سے کچھ اطمینان و مضبوطی نہیں ہوتی' زرہ اتار لی اور معمولی کپڑے پہننے کو کہا۔

آخری معرکہ: عبداللہ بن زبیرؓ نے آستینیں سمیٹ لیں اور قمیص کے دامن اوپر اٹھا کر کمر سے باندھ لئے اور بسم اللہ کہہ کر گھر سے نکل پڑے۔ شامیوں پر ایک سخت حملہ کیا جس سے بہت سے آدمی کام آ گئے لیکن یہ تکبیریں کہتے ہوئے ان کے نرغے سے نکل آئے' بعض ہمراہیوں نے بھاگنے کی رائے دی' آپ نے جواب دیا'' کیا برا وہ شخص ہے جو ایسی حالت میں بھاگ جائے' میں تو اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اسلام میں ہوں''۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالیں گے' اس خوف سے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا محض حماقت ہے''۔ اس وقت مسجد حرام کے کل دروازے شامیوں سے بھرے ہوئے تھے' چاروں طرف سے مکہ معظمہ کی ناکہ بندی کر لی گئی تھی' حجاج و طارق نے ابطح کی جانب سے مروہ تک گھیر لیا تھا اور ابن زبیر چاروں جانب حملے کر رہے تھے تھوڑی دیر کے بعد ابوصفوان' عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف کو پکار اٹھتا تھا اور یہ معرک کی طرف سے جواب دیتا تھا' حجاج نے یہ دیکھ کر کہ لوگ ابن زبیر پر حملہ کرنے سے جی چراتے ہیں اپنے لشکر پر غصہ ہوا اور طیش میں آ کر پیادہ لشکر لئے ہوئے عبداللہ بن زبیر کے علم بردار کو گھیر لیا۔ عبداللہ بن زبیر نے کھینچ کر اپنے علم بردار کو محاصرے سے نکال لیا اور ایک پرزور حملہ سے حجاج کو پسپا کر کے لوٹے' مقام ابراہیم پر دو رکعتیں نفل کی پڑھیں' اس اثناء میں حجاج نے پھر ان کے علم بردار پر حملہ کیا' باب بنوشیبہ پر لڑائی ہوئی اور ان کا علم بردار مارا گیا علم حجاج کے آدمیوں نے لے لیا عبداللہ بن زبیر نماز سے فارغ ہو کر بلا علم کے پھر لڑنے لگے' ابن مطیع بھی ان کے ہمراہ تھا جو لڑتے لڑتے اس واقعہ میں کام آ گیا' بعض کا بیان ہے کہ یہ زخمی ہو گیا تھا جس کے صدمہ سے لڑائی کے چند دنوں بعد وفات پائی۔

عبداللہ بن زبیر کی شہادت: بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر نے بروز شہادت اپنے ہمراہیوں سے کہا تھا ''اے آل زبیر! اگر تم مجھ سے اپنے نفس سے زیادہ خوش ہو تو یہ سمجھ لو کہ تم لوگ عرب کے ایک خاندان سے تھے' جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے سرفروشی کی ہے۔ پس تم تلوار کی جھنکار سے خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ زخم پر دوا لگانے کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے اس کے واقع ہونے سے۔ تم لوگ اپنی اپنی تلواریں تول لو اور جس طرح اپنے چہروں کو بچاتے ہو اس کو بھی خون ناحق سے بچاؤ اور اپنی اپنی آنکھیں نیچی کر لو تا کہ اس کی چمک تمہاری آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکے اور ہر شخص اپنے مقابل پر حملہ آور ہو مجھے ڈھونڈتے نہ پھرنا' اگر میری تلاش تم کو ہو تو میں اگلی صف میں رہوں گا''۔ الغرض اس قسم کے چند کلمات سمجھا کر لشکر شام پر حملہ کیا اور لڑتے لڑتے حجون تک بڑھ گئے' لشکر شام سے ایک شخص نے دور سے تیر مارا' جس سے پیشانی زخمی ہو گئی اور چہرے سے خون بہنے لگا مگر اس کے باوجود نہایت مردانگی سے لڑتے رہے' شامی لشکر دور سے پتھر و تیر برسانے لگا۔ بالآخر (یوم سہ شنبہ) ماہ جمادی الثانی ۷۳ھ کو شہید ہو گئے' حجاج کے روبرو ان کا سر پیش کیا گیا تو اس نے سجدہ کیا اور اہل شام تکبیر کہہ اٹھے۔ اس کے بعد حجاج و طارق اٹھ کر ان کی لاش پر آئے اور اس کو مقام حجون میں صلیب پر چڑھوا کر سر' مع عبداللہ بن صفوان و عمارہ بن عمرو بن حزم کے سروں کے عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ اسماءؓ نے شہادت کے بعد لاش کے دفن کی اجازت چاہی لیکن حجاج

نے انکار کیا اور عبدالملک کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ عبدالملک نے اس کو اس مذموم فعل پر ملامت کی اور لاش دفن کرنے کی اجازت دے دی۔

عبداللہ بن زبیر کی تجہیز و تکفین: عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد ان کا بھائی عروہ حجاج کے پہنچنے سے پہلے عبدالملک کے پاس جا پہنچا' عبدالملک نے اس کو کمال عزت سے تخت پر اپنے برابر بٹھایا' باتوں باتوں میں عبداللہ بن زبیر کا ذکر آیا تو عروہ نے بے پروائی سے کہا وہ ایک شخص تھا۔ عبدالملک بولا ''اس نے کیا کیا؟'' جواب دیا ''مارا گیا'' عبدالملک یہ سنتے ہی سجدے میں چلا گیا جب سر اٹھایا تو عروہ نے کہا ''حجاج نے اس کی لاش صلیب پر چڑھا دی ہے' دفن نہیں کرنے دیا اگر آپ اجازت دیں تو اس کی لاش اس کی ماں کو دے دی جائے''۔ عبدالملک نے یہ درخواست منظور کر لی اور حجاج کو لاش کے صلیب دینے پر ملامت آمیز خط لکھا۔ حجاج نے لاش صلیب سے اتروا کر اسماءؓ کے پاس بھیج دیا' عروہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

باب : ۷

عبدالملک بن مروان ۷۳ھ تا ۸۶ھ

حجاج کا اہل مدینہ پر ظلم و ستم: کامیابی کے بعد حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا مسجد حرام کو خون اور پتھروں سے صاف کرایا اور اہل مکہ سے عبدالملک کی بیعت لے کر مدینہ منورہ چلا گیا اور وہیں دو مہینہ تک ٹھہرا رہا۔ اہل مدینہ کو امیر المؤمنین عثمانؓ کا قاتل سمجھ کر ستانے لگا ان کی ذلت و رسوائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ صحابہ کی ایک جماعت کے ہاتھوں پر سیسہ گرم کرا کے مہریں کرا دیں جیسا کہ ذمیوں کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ منجملہ ان لوگوں کے جابر بن عبداللہؓ بن عبداللہؓ وانس بن مالک وسہل بن سعدؓ تھے۔ اس کے بعد مدینہ منورہ سے پھر مکہ معظمہ کی طرف لوٹ آیا۔ مدینہ اور اہل مدینہ کی برائیوں میں اس کے بہت سے اقوال قبیحہ نقل کیے جاتے ہیں جس کے ذکر سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر: بیان کیا جاتا ہے کہ ۷۴ھ میں عبدالملک نے طارق کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے حجاج کو وہاں کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی سنہ میں عبداللہ بن زبیر کے بنائے ہوئے کعبہ کو منہدم کر کے حجر اسود کو خانہ کعبہ سے باہر کر دیا اور اس بنیاد پر اس کی تعمیر کرائی جس بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قائم کیا تھا' عبدالملک اکثر کہا کرتا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اس روایت میں جس کو اس نے ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت کی ہے صادق نہیں تھا۔ پس جب عبدالملک کو اس روایت کی صحت کی تصدیق ہوگئی تو یہ کہنے لگا کہ مجھے یہی پسند آیا کہ میں ابن زبیر کی بنیاد کعبہ کو ترک کر دوں۔

جنگ ازارقہ اور مہلب: جب عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو گورنری بصرے سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بھائی بشر بن مروان کو مامور کیا اور دونوں شہروں کی حکومت اس کو دے دی تو یہ حکم صادر کیا کہ مہلب کو جنگ ازارقہ پر مامور کیا جائے۔ اہل بصرہ میں سے جس جس کو چاہے وہ اپنے ہمراہ لے لے اور اس کی روانگی کے بعد اہل کوفہ میں سے کسی تجربہ کار ہوشیار اور جنگ آزمودہ شخص کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مہلب کی کمک پر بھیجا جائے تاکہ خوارج چن چن کر ہلاک کر دیئے جائیں۔ چنانچہ مہلب نے جدلیع بن سعید بن قبیصہ کے ذریعہ سے لوگوں کو منتخب کیا اور بقصد جنگ خوارج روانہ ہوا۔ بشر کو یہ ناگوار گزرا اس نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو بلا کر کہا "تم کو یہ معلوم ہی ہے کہ میں تمہاری کس قدر عزت کرتا ہوں میں نے تمہیں اس غرض سے بلایا ہے کہ لشکر کوفہ کو تمہاری سرداری میں جنگ ازارقہ پر روانہ کروں تم میرے حسن ظن کے مطابق اس

کام کے لئے موزوں ہو دیکھنا خبردار مہلب کے فقروں میں نہ آجانا اور نہ اس کی رائے ومشورہ سے کوئی کام کرنا''۔ عبدالرحمٰن بن مخنف نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لشکر کوفہ کو لے کر روانہ ہوا۔ رام ہرمز میں پہنچ کر مہلب کے لشکر گاہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اس طرح ڈیرہ ڈالے کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے اور خوارج سے خندق کھود کر لڑائی چھیڑ دی۔

رام ہرمز میں عبدالرحمٰن بن مخنف آئے دس راتیں گزر چکی تھیں کہ بشر بن مروان کے مرنے کی خبر پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت وفات اس نے خالد بن عبداللہ کو بصرے کی گورنری پر مقرر کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ کوفہ وبصرہ کی فوجیں متفرق ومنتشر ہو کر اپنے شہروں کی طرف لوٹ کھڑی ہوئیں اور اہواز میں پہنچ کر قیام کیا۔ خالد بن عبداللہ بن خالد نے ان کو بہت دھمکایا اور عبدالملک کی عقوبت سے ڈرایا لیکن وہ لوگ مہلب کی طرف واپس نہ ہوئے۔ عمر بن حریث نے شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اس نے بھی اجازت نہ دی تو رات کے وقت چھپ چھپا کر بلا اجازت شہر میں داخل ہو گئے۔

<u>اُمیہ بن عبداللہ بحیثیت گورنر خراسان</u>: جس وقت بکیر بن وشاح کو خراسان کی گورنری دی گئی تھی۔ اسی زمانے میں تمیم اس کے مخالف بن بیٹھے تھے اور برابر اسی مخالفت وعصبیت پر دو برس تک اڑے رہے۔ یہاں تک کہ اہل خراسان نے اس خیال سے کہ مبادا ملک میں بغاوت پھر نہ پھوٹ نکلے اور مخالفین کی یورش نہ ہو جائے۔ عبدالملک کی خدمت میں مذکورہ بالا حالات کی تفصیلی عرضداشت لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ خراسان کا انتظام بغیر کسی قریشی شخص کے درست نہیں ہوگا۔ عبدالملک نے اپنے مصاحبین سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید نے عرض کیا ''آپ اپنے خاندان میں سے کسی کو خراسان بھیج کر انتظام کیجئے''۔ عبدالملک نے جواب دیا ''اگر تو ابو فدیک سے شکست کھا کر نہ بھاگتا تو البتہ تو اس کام کے لئے موزوں تھا''۔ امیہ بن عبداللہ نے اپنی شکست اٹھانے کی معذرت کی اور قسم کھا کر کہا ''لشکریوں نے مجھے رسوا کیا تھا جب کوئی لڑنے والا میرے پاس باقی نہ رہا تو میں مجبوراً چند لوگوں کو ہمراہ لے کر بہ خوف ہلاکت بھاگ کھڑا ہوا اگر ایسا نہ کرتا تو وہ سب کے سب ہلاک ہو جاتے۔ اس سے پیشتر خالد بن عبداللہ نے بھی میری معذرت آپ کو لکھ بھیجی ہے اور اس واقعہ سے سب آگاہ ہیں''۔ عبدالملک نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر دے دی۔

<u>بکیر بن وشاح</u>: بکیر بن وشاح کو امیہ کی روانگی کی خبر لگی تو بحیر بن ورقاء کے پاس پیام صلح بھیجا اور یہ اس وقت تک اس کے قید ونگرانی میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' بحیر نے پہلے صلح کرنے سے انکار کیا لیکن بعض دوستوں کے کہنے اور قتل کے خوف سے مصالحت کر لی' بکیر نے یہ اقرار لے کر کہ وہ اس سے نہ لڑے گا چالیس ہزار درہم مرحمت کیے۔ مگر جس وقت امیہ نیشاپور کے قریب پہنچا تو بحیر اس سے ملنے کو آیا خراسان کے انتظامات اور اہل خراسان کے مطیع کرنے کے طریقے بتلائے۔ بکیر کی بدعہدی سے ڈرایا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو تک آیا۔ چونکہ امیہ نیک طینت تھا اس نے نہ بکیر سے کوئی تعرض کیا اور نہ اس کے عمال سے۔ بکیر کو محکمہ پولیس کی افسری دینا چاہی۔ بکیر نے کہا ''کل تک تو لوگ مجھے امیر سمجھتے تھے اور میرے پاس آلات حرب لا کر جمع کرتے تھے اور آج میں مامور ہو کر آلات حرب جمع کرتا پھروں''۔ پھر امیہ نے اس کو خراسان کے

کسی صوبے کی گورنری دینے کا قصد کیا بجیر سدراہ ہو گیا اور اس کی بدعہدی وغداری سے ایسا ڈرایا کہ امیہ نے اس کو خراسان کے کسی صوبے کی حکومت نہ دی۔

رتبیل پر فوج کشی: اس کے بعد امیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بجستان کا والی بنایا۔ بستا میں جا کر اس نے قیام کیا اور رتبیل پر فوج کشی کی جو ترکوں پر بعد مقتول اول کے حکومت کر رہا تھا۔ اس کے دل میں مسلمانوں کا خوف غالب تھا اس لئے نذرانے وتحائف ایک لاکھ درہم سالانہ خراج پر صلح کا پیام دیا۔ عبداللہ بن امیہ نے منظور نہ کیا اور اس کے ملک میں گھس کر چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ رتبیل نے مجبور ہو کر پھر صلح کی درخواست کی۔ عبداللہ بن امیہ نے یہ شرط پیش کی کہ کل مال و اسباب وملک چھوڑ کر جلاوطن ہو جاؤ۔ رتبیل نے اس کو تو نامنظور کیا لیکن تین لاکھ درہم دے کر اس شرط پر مصالحت کر لی کہ آئندہ وہ مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہوگا۔ جب عبدالملک کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کو معزول کر دیا۔

امارت عراق پر حجاج کا تقرر: ۷۵ھ میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف ثقفی کو بصرہ وکوفہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ یہ ان دونوں مدینہ منورہ میں تھا۔ پس اس نے بارہ شتر سواروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے عراق کا قصد کیا۔ ماہ رمضان المبارک میں وارد کوفہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بشر نے مہلب کو جنگ خوارج پر بھیج دیا تھا۔ مسجد میں گیا منبر پر چڑھ کر بیٹھا اور لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کو خارجی سمجھ کر اس کے تکلیف وایذارسانی کی فکر کی چنانچہ عمیر بن ضابی برجمی سنگ ریزہ مٹھیوں میں لے کر بیٹھا۔ پس جب حجاج بولنے لگا تو عمیر دل ہی دل میں ایسا ڈرا کہ سنگ ریزے اس کے ہاتھ سے گرتے جاتے تھے اور اس کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جس وقت سب لوگ جمع ہو گئے حجاج بن یوسف نے چہرے پر سے نقاب اٹھائی اور خطبہ دینے لگا جس میں اہل کوفہ کو مہلب سے مخالفت کرنے پر دھمکایا تھا۔ مورخین نے اس کو اپنی تصانیف میں اور ابن اثیر نے کامل میں نقل کیا ہے۔ خطبہ دے کر دارالامارت میں آیا لوگ اپنے وظائف لینے اور مہلب کے پاس جانے کو حاضر ہوئے۔

عمیر بن ضابی کا قتل: عمیر بن ضابی نے کھڑے ہو کر کہا ''میں بوڑھا ضعیف وناتواں ہوں اور میرا یہ لڑکا مجھ سے زیادہ مضبوط وتوانا ہے (مقصود یہ تھا کہ جنگ ازراقہ پر میرے لڑکے کو بھیج دیا جائے)''۔ حجاج بن یوسف بولا ''تو کون ہے؟'' اس نے جواب دیا ''عمیر بن ضابی'' دریافت کیا ''وہی عمیر بن ضابی جس نے امیر المؤمنین عثمان کے مکان پر حملہ کیا تھا''؟ جواب دیا ''ہاں'' اس پر حجاج نے کہا ''اے اللہ کے دشمن کیا خون عثمان کا بدلہ تجھ سے نہ لوں؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے تو یہ بتا کہ تجھے کس نے اس امر پر آمادہ کیا تھا؟'' جواب دیا ''عثمانؓ نے میرے بوڑھے باپ کو قید کر دیا تھا''۔ حجاج نے کہا ''میں تیرا زندہ رہنا پسند نہیں کرتا اور تیرے قتل کرنے میں دونوں شہروں کی بہتری ہے''۔ عمیر جواب دینے کو تھا کہ حجاج نے اس کے قتل اور اس کے مال واسباب لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ضبہ بن سعید بن العاص کے برانگیختہ کرنے سے عمیر بن ضابی کے قتل پر حجاج آمادہ ہوا تھا اور اس کے منادی نے یہ ندا کی تھی کہ آگاہ ہو جاؤ بے شک ابن ضابی نے تین نداؤں کے بعد مخالفت کی ہے۔ اس وجہ سے اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہے جو شخص مہلب کے لشکر کے سوا اس شب کو اپنے گھر میں قیام کرے گا''۔ لوگ یہ سنتے ہی مہلب کی طرف دوڑ پڑے' جوان

دنوں دار ہر مز میں تھا۔ واقف کاروں نے لوگوں کو جانچ کر لشکر جمع و مرتب ہو جانے کی اطلاع دی۔

حکم بن ایوب بحیثیت امیر بصرہ: اس کے بعد حجاج نے حکم بن ایوب ثقفی کو اپنی طرف سے امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور خالد بن عبداللہ پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ خالد کو اس کی خبر ہو گئی اس نے اہل بصرہ کو ایک ایک ہزار درہم مرحمت کیے اور خود بصرے کو خیر باد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔

جہاد سے تخلف کی سزا: بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج ہی نے سب سے پہلے مہم پر نہ جانے والوں کو قتل کی سزا دی ہے۔ شعبی کہتا ہے کہ عمرؓ عثمانؓ اور علیؓ کے عہد خلافت میں جہاد سے تخلف کرنے والے کی یہ سزا مقرر تھی کہ اس کا عمامہ مجمع عام میں اتار لیا جاتا تھا اور اس کی اس صورت سے تشہیر کی جاتی تھی۔ جب مصعب حکمران ہوا تو اس نے اس پر اس قدر اضافہ اور کیا کہ اس کے سر اور ڈاڑھی کو منڈوا دیتا تھا۔ بشر بن مروان نے اس قدر سزا اور زیادہ کی کہ دو قد آدم بلندی پر ہتھیلیوں کو کیلوں سے دیوار میں ٹھکوا دیتا تھا جس سے کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ ہتھیلیاں پھٹ جاتی تھیں اور بسا اوقات وہ شخص مر بھی جاتا تھا۔ جب حجاج کا دور حکومت آیا تو اس نے یہ سب سزائیں موقوف کر دیں اور گردن زنی کا حکم جاری کیا۔

سندھ پر قبضہ: اسی زمانے میں حجاج نے سندھ پر سعید بن اسلم بن زرعہ کو متعین کیا۔ معاویہ بن حرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ آوروں کو قتل و قید کیا اور اس سے فارغ ہو کر سعید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ حجاج نے یہ دیکھ کر بجائے سعید کے مجاعہ بن سعید تمیمی کو مامور کیا۔ جس نے سرحد پر بہ زور وقوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس کے بعد مکران وقندابیل کے اکثر شہروں کو فتح کیا۔

بشر بن مروان کا قتل: حجاج نے کوفہ میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کیا اور اسکے انتظام سے فارغ ہو کر بصرے کا رخ کیا۔ وہاں پہنچ کر اسنے ویسا ہی خطبہ دیا جیسا کہ کوفے میں دیا تھا اور مہلب کے ساتھ چھوڑ دینے والوں کو بہت دھمکایا۔ اس اثناء میں شریک ابن عمرو سکری آیا اسکو فتق کا عارضہ تھا اس نے جہاد میں شریک نہ ہونے کا عذر کیا اور یہ بھی کہا کہ بشر بن مروان نے میری یہ معذرت قبول کر لی تھی اور یہ سرکاری عطیہ حاضر ہے۔ بیت المال میں جمع کر لیا جائے حجاج نے اس پر توجہ نہ کی اور اس کے قتل کا حکم دیا۔ اہل بصرہ اس سختی سے ڈر گئے اور جوق در جوق بصرے سے نکل کر مہلب کے لشکر میں جا پہنچے۔

عطیات میں کمی کا اعلان: حجاج نے بھی بصرے سے مہلب کی طرف بغرض امداد روانہ کیا۔ جب اٹھارہ فرسخ کا فاصلہ باقی رہ گیا تو ڈیرے ڈال دیئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''اے اہل بصرہ و کوفہ! واللہ تمہارا مقام یہی ہے اور یہیں تم لوگ ٹھہرے رہو گے جب تک کہ خوارج کو اللہ تعالیٰ ہلاک نہ کر دے گا''۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر لشکریوں کے عطیات سے وہ سو سو درہم کم کر دیئے جو مصعب کے زمانے میں اضافہ کئے گئے تھے۔ عبداللہ بن جارود بولا ''امیر المؤمنین عبدالملک نے یہ اضافہ کیا ہے اور ان کے بھائی بشر نے اس کو ان کے حکم سے جاری و جائز رکھا ہے''۔ حجاج نے چیں بہ چیں ہو کر جھڑک دیا پھر عبداللہ بن جارود نے کہا ''میں تم کو نصیحتاً کہتا ہوں میرے سوا اور لوگوں کا بھی یہی بیان ہے'' حجاج یہ سن کر کئی مہینے تک خاموش رہا اس اضافے کا کوئی تذکرہ تک نہ کیا پھر کچھ عرصہ بعد اپنے قولِ سابق کا اعادہ کیا اور عبداللہ بن جارود نے پھر اس پر

اعتراض جڑ دیا۔ مصقلہ بن کرب عبدی نے عبداللہ سے کہا'' خاموش ہو جاؤ ہم لوگوں کو یہ حق نہیں ہے کہ امیر کے حکم پر اعتراض کیا کریں بلکہ جو کچھ وہ کہے خواہ پسند ہو یا نا گوار بہ سرو چشم اس کو منظور کر لیں''۔

عبداللہ بن جارود کی مخالفت: عبداللہ بن جارود نے اس کو جھڑکا گالیاں دیں اور اٹھ کر رؤسا لشکر کو لئے ہوئے عبداللہ بن حکیم بن زیاد مجاشعی کے پاس گیا سب نے یک زبان ہو کر کہا'' اس شخص (حجاج) نے عطیات کی ترقی کے ضبط کرنے کا قصد کر لیا ہے ہم تمہارے ہاتھ پر عراق سے اس کے نکالنے کی بیعت کرتے ہیں۔ تم عبدالملک کو لکھو کہ ہم پر وہ کسی دوسرے کو مامور کرے ورنہ ہم اس کو تخت خلافت سے اتار دیں گے اور وہ ہم لوگوں کا لحاظ و پاس اس وقت تک کرتا رہے گا جب تک خوارج کا وجود عراق میں باقی رہے گا''۔ عبداللہ بن حکیم اس پر راضی ہو گیا۔ کل اہل عراق نے در پردہ بیعت کر لی اور باہم عہد و پیمان کر لیا۔

حجاج کے خلاف بغاوت: رفتہ رفتہ حجاج تک یہ خبر پہنچی تو وہ بیت المال کی حفاظت اور احتیاط کرنے لگا۔ مگر جس وقت اہل عراق نے بہمہ وجوہ اپنا انتظام درست کر لیا۔ تو ربیع الثانی ۷۶ھ میں انہوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ عبداللہ بن جارود سوار ہوا۔ بنو قیس اپنی رایات لے کر آگے بڑھے۔ حجاج کے پاس سوائے اس کے خاص خاص مصاحبوں اور اس کے خاندان والوں کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ حجاج نے نرمی کے ساتھ عبداللہ بن جارود کو واپس بلایا لیکن اس نے قاصد کو سخت و سست کہنا شروع کیا اور صاف صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ میں حجاج کو امارت سے علیحدہ کروں گا''۔ قاصد بولا'' تمہاری شاید شامت آ گئی ہے امیر تمہاری قوم اور تمہارے خاندان کو برباد کر دے گا۔ واللہ اگر تم امیر کے پاس نہ چلو گے تو تمہارے حق میں بہت برا ہو گا''۔

عبداللہ بن جارود نے ترش رو ہو کر جواب دیا'' واللہ اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے ابھی اسی مقام پر ڈھیر کر دیتا''۔ قاصد اس سخت جواب سے ڈر کر واپس آیا اور عبداللہ بن جارود نے حملہ کا حکم دے دیا۔ لوگ نرغہ کر کے حجاج کے خیمہ تک پہنچ گئے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ کر واپس ہوئے۔ لوگوں کی یہ رائے تھی کہ حجاج کو نکال دیں قتل نہ کریں۔ غضبان بن قبعثری شیبانی نے ابن جارود سے کہا'' دیکھو بغیر قتل کئے حجاج کے واپس نہ چلو ورنہ صبح کو تمہاری خیر نہیں ہے''۔ عبداللہ بن جارود نے جواب دیا '' کل اس کا علاج کر دیا جائے گا شام ہو گئی ہے اس وقت کیا ہو سکتا ہے''۔

زیاد بن عمر کا مشورہ: حجاج کے ساتھ عثمان بن قطن اور زیاد بن عمر عتکی (پولیس بصرے کا افسر) بھی تھا۔ حجاج نے ان سے مشورہ طلب کیا زیاد نے رائے دی کہ ان لوگوں سے حیلہ و فریب امان حاصل کر کے امیر المومنین کے پاس چلا جانا مناسب ہے کیونکہ ادنیٰ اور اعلیٰ سب کے سب برسر پرخاش ہیں۔ عثمان بن قطن نے کہا'' میری یہ رائے ہے کہ نہایت سرگرمی و ثابت قدمی سے ان کی بغاوت فرو کرنا چاہئے گو اس میں موت ہی کیوں نہ آ جائے تم ہرگز عراق سے امیر المومنین کے پاس نہ جاؤ۔ تم کو امیر المومنین نے کیسا رتبۂ عالی مرحمت کیا اور تم کو ابن زبیر سے جنگ پر مامور کیا۔ حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور زیاد سے کشیدہ خاطر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد عامر بن مسمع کہتا ہوا آیا'' میں نے لوگوں سے تمہارے لئے امان لے لی ہے''۔ حجاج لوگوں کو سنا کر بلند آواز سے کہنے لگا'' واللہ میں ان لوگوں کو امان نہ دوں گا جب تک وہ لوگ ہذیل بن عمران اور عبداللہ بن حکیم کو میرے حوالے نہ کر دیں گے'' اور خفیہ طور سے عبید بن کعب فہری کو بلا بھیجا۔

ابن جارود کے ہمراہیوں کی بدعہدی: عبید بن کعب نے کہلا بھیجا کہ اگر میں آؤں گا تو تم شاید مجھے واپس نہ آنے دو گے''۔ حجاج نے کہا ''ایسا نہیں ہوگا''۔ پھر محمد بن عمر بن عطارد و عبداللہ بن حکیم کے پاس یہی پیام کہلا بھیجا ان لوگوں نے بھی یہی جواب دیا۔ اس کے بعد عباد بن حصین حفظی بن جارود ہذیل اور عبداللہ بن حکیم کی طرف ہو کر گزرا۔ یہ لوگ بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے۔ عباد نے شریک مشورہ ہونے کی اجازت چاہی۔ ابن جارود وغیرہ نے انکار کیا۔ عباد بن حصین اس انکار سے ناراض ہو گیا۔ سیدھا حجاج کے پاس چلا آیا۔ اس کی دیکھا دیکھی قتیبہ بن مسلم بنو اعصر کو لے کر آ ملا۔ سبرۃ بن علی کلابی' سعید بن اسلم کلابی' جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف ازدی بھی آ کر مل گئے۔ حجاج کو ان لوگوں کے مل جانے سے بہت بڑی تقویت ہو گئی۔ پھر مسمع بن مالک بن مسمع نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اجازت دو تو میں بھی آ جاؤں۔ حجاج نے جواب دیا ''تم وہیں رہو لیکن اپنی قوم کو میرے مقابلہ کرنے سے روک دو''۔ تمام رات اسی قسم کی سازشیں ہوتی رہیں اور عراق کے نامی گرامی سرداروں کے پیام آتے جاتے رہے۔

ابن جارود کا خاتمہ: صبح ہوئی تو حجاج کے پاس چھ ہزار کی جمعیت موجود تھی۔ عبداللہ بن جارود نے اہل عراق کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان سے کہا ''کیا رائے ہے؟'' اس نے جواب دیا ''کل تم نے اسے (حجاج) کو چھوڑ دیا اب آج سوائے صبر کے اس کا علاج کچھ نہیں ہے''۔ ابن جارود نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دیا اس کے میمنہ پر ہذیل بن عمران' میسرہ پر عبداللہ بن زیاد بن ضبیان تھا۔ حجاج کا میمنہ قتیبہ بن مسلم اور میسرہ سعید بن اسلم کی ماتحتی میں تھا۔ ابن جارود نے بڑھ کر حملہ کیا۔ حجاج کے ہمراہیوں کا منہ پھر گیا۔ قریب تھا کہ ابن جارود کو فتح ہو جاتی لیکن اتفاق سے ایک تیر ابن جارود کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا جس کے صدمے سے وہ مر کر گر پڑا۔ حجاج کے منادی نے پکار کر کہا ''کل لوگوں کو باستثناء ہذیل و ابن حکیم کے امان دی جاتی ہے۔ امیر کا حکم ہے کوئی شخص بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرے''۔ عبداللہ بن زیاد بن ضبیان بھاگ کر عمان پہنچا اور وہیں مر گیا۔ حجاج نے ابن جارود اور اس کے اٹھارہ ہمراہیوں کے سر مہلب کے پاس بھیج دیئے۔ مہلب نے ان کو نیزوں پر نصب کرا دیا تا کہ خوارج ان کو دیکھ کر مخالفت کرنے پر نادم ہوں۔ چونکہ عبیداللہ بن کعب اور محمد بن عمیر نے آنے سے انکار کیا تھا اور ابن قبعثری نے لوگوں کو مخالفت پر ابھارا تھا اس وجہ سے ان کو قید کر دیا گیا۔ لیکن ابن قبعثری کو کچھ عرصے بعد عبدالملک نے رہا کر دیا۔

عبداللہ بن انسؓ بن مالک: منجملہ ان لوگوں کے جو ابن جارود کے ساتھ اس معرکے میں کام آئے۔ عبداللہ بن انسؓ بن مالک انصاری بھی تھے۔ حجاج نے ان کو دیکھ کر کہا ''میں انس کو اپنا مخالف نہیں سمجھتا تھا''۔ پس جب بصرے میں داخل ہوا تو اس نے انسؓ بن مالک کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ یہ اس کے پاس گئے تو سخت وست کہا گالیاں دیں۔ انس بن مالک نے عبدالملک کو اس کی شکایت لکھی۔ عبدالملک نے حجاج کو انس بن مالک کے ساتھ اس نازیبا برتاؤ پر بہت سخت وست لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ''انس بن مالک کو جس قدر و منزلت کے زینے پر ہوں اسی پر رکھو اور ان کا مال و اسباب واپس دو ورنہ ایسے شخص کو بھیج دوں گا جو تمہاری کجی درست کر دے گا اور تمہاری آبرو کو ایک دم خاک میں ملا دے گا''۔ حاضرین کا بیان ہے کہ حجاج کا

چہرہ اس پر عتاب خط کے پڑھنے سے کبھی تو زرد ہو جاتا تھا اور کسی وقت بھر بھرا اٹھتا تھا اور پیشانی سے پسینہ کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ خط پڑھ چکے تو طوعاً وکرہاً انس بن مالک کی خدمت میں معذرت کی غرض سے حاضر ہوا۔

بغاوتِ زنج: ان واقعات کے بعد ہی زنج (سودان کے ایک قبیلے) نے فرات بصرہ میں خروج کیا۔ گو اس سے پیشتر زمانہ مصعب میں ان کا ظہور ہوا تھا اور ان کی تعداد کثیر نہ تھی مگر باغات اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ان پر فوج کشی کی تھی اور ان کے چند سرداروں کو قتل کر ڈالا تھا اور بعض کو صلیب دے دی تھی' باقی جو رہے تھے متفرق و منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے پس جب ابن جارود کا واقعہ پیش آیا تو زنجیوں نے ریاح ملقب بہ شیر زنجی کو اپنا افسر بنایا اور اس کے ساتھ ہو کر فرات بصرہ کو برباد کرنے لگے۔ حجاج نے جنگ عبداللہ ابن جارود سے فارغ ہو کر زیاد بن عمرو (پولیس بصرہ کے افسر اعلیٰ) کو ان کے سرکوبی کی غرض سے لشکر بھیجنے کو لکھا نیز اپنے لڑکے حفص کو بسر افسری ایک کمک فوج کے روانہ کیا۔ پہلے معرکے میں تو زنجیوں نے اس کو شکست دی۔ لیکن جب دوسری فوج اس کی کمک پر آ گئی تو ریاح میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ہزاروں زنجی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

جنگِ خوارج: آپ کو یاد ہوگا کہ مہلب وعبدالرحمٰن بن مخنف مقام رام ہرمز میں خوارج سے لڑ رہے تھے جس وقت حجاج کوفہ و بصرہ سے ان کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور جب ایک کثیر التعداد فوج جمع ہو گئی تو انہوں نے خوارج پر حملے شروع کر دیئے۔ جس سے وہ پسپا ہو کر کارزرون کی طرف بھاگے۔ مہلب وعبدالرحمٰن کی فوجوں نے ان کا تعاقب کیا کارزون کے قریب پہنچ کر خوارج ٹھہر گئے۔ مہلب وعبدالرحمٰن کے لشکر نے بھی مورچے قائم کر دیئے۔ مہلب نے حفاظت کی غرض سے اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوا کر دُھس بندھوا دیئے اور عبدالرحمٰن سے بھی خندق کھدوانے کو کہا۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا ہماری تلواریں خندق کا کام دیں گی رات کے وقت خوارج نے مہلب پر حملہ کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے مجبور ہو کر عبدالرحمٰن بن مخنف کی طرف لوٹے میدان صاف پا کر بڑھتے چلے گئے۔ عبدالرحمٰن کی رکاب کی فوج اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی' چند آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن میدان میں آیا۔ لڑائی ہوئی سب کے سب مارے گئے یہ روایت اہل بصرہ کی ہے۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کا قتل: اہل کوفہ کا یہ بیان ہے کہ جس وقت مہلب وعبدالرحمٰن نے خوارج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی تو خوارج نہایت مردانگی سے جواب دینے لگے اور اس شدت سے ان کے حملوں کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے کہ مہلب کو مجبوراً اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹا۔ عبدالرحمٰن نے عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر سواروں اور پیادوں کو مہلب کی مدد پر بھیجا۔ خوارج نے فوراً اپنی فوج کے دو حصے کر دیئے۔ چھوٹے حصے کو مہلب کے مقابلے پر رکھا اور بڑے حصے کو عبدالرحمٰن کی طرف بڑھایا۔ عبدالرحمٰن نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی' بالآخر اپنی قوم کے ستر آدمیوں سمیت معرکہ کارزار میں کام آ گیا۔ حجاج نے اس کے لشکر کی سرداری عتاب بن ورقاء کو دی اور عتاب کو مہلب کا ماتحت بنایا۔ گو عتاب کو ناگوار گزرا لیکن اطاعت کے سوا چارہ کار ہی نہ تھا مگر پھر بھی مہلب عتاب میں ان بن ہو گئی۔ مہلب نے سخت وسست کہا

عتاب نے حجاج کے پاس اپنی واپسی کی درخواست بھیجی۔ حجاج نے کسی ضرورت سے اس کو منظور کر لیا۔ پس یہ لشکر بھی مہلب کی سپردگی میں دے دیا گیا۔ مہلب نے اپنی طرف سے اپنے لڑکے حبیب کو اس پر مامور کیا اور تقریباً ایک برس تک نیشاپور میں ٹھہرا ہوا خوارج سے لڑتا رہا۔

شبیب کا قتل: پھر خوارج نے ۷۷ھ میں حجاج پر چڑھائی کی اور ۸۰ھ تک اس کو اپنی لڑائیوں میں مصروف رکھا۔ سب سے پہلے جس نے خوارج میں سے خروج کیا وہ صالح بن شرح تمیمی تھا۔ جب یہ مارا گیا تو خوارج نے شبیب کو اپنا سردار بنایا۔ اکثر بنوشیبان اس کے مطیع ہو گئے۔ حجاج نے بسرافسری حرث بن عمیرہ ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ بعدہ سفیان خثعمی کو بسر گروہی ایک دستہ فوج کے حرث کی امداد پر مامور کیا۔ پھر ابن سعید اس کے مقابلے پر آیا لیکن اس کو شکست ہوئی۔ شبیب نے کوفہ کی طرف قدم بڑھائے۔ حجاج نے معرکہ آرائی کی اور کوفہ کو ان کی دست برد سے بچا لیا۔ بعد ازاں حجاج نے متعدد فوجیں شبیب کے مقابلے پر روانہ کیں اور ان کے بعد عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ ان لوگوں نے خوارج کو شکست دی۔ پھر عتاب بن ورقاء وزہرہ بن حویہ ان کی کمک پر روانہ کئے گئے۔ اس معرکے میں میدان خوارج کے ہاتھ رہا 'عتاب وزہرہ مارے گئے بعدہ شبیب بھی مارا گیا۔ خوارج میں نفاق پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ کثیر مارا گیا۔ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

اسلامی سکہ: عبدالملک نے عنوان خط پر جو بادشاہ روم کے پاس بھیجا تھا ((قل هو الله احد)) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک مع تاریخ کے لکھا تھا۔ بادشاہ روم کو یہ شاق گزرا لکھ بھیجا کہ ''عنوان خط پر ایسے مضامین نہ لکھو ورنہ ہم دراہم ودنانیر پر تمہارے نبی کا ذکر ایسے طور سے لکھیں گے کہ تم کو ناگوار ہوگا''۔ عبدالملک کو اس سے تردد پیدا ہوا' لوگوں سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ خالد بن یزید نے رومیوں کے دراہم ودنانیر کے ترک کر دینے اور ضرب اسلامیہ کی رائے دی۔ عبدالملک نے ایسا ہی کیا۔ بعد ازاں حجاج نے درہم ودنانیر پر قل ھو اللہ احد منقش کرایا۔ لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اس وجہ سے کہ غیر طاہر بھی اس کو چھوتے تھے۔ پھر اسلامی سکہ کے خالص اور کھرا بنانے کی بہت زیادہ کوشش کی گئی چنانچہ ابن ہبیرہ نے یزید کے زمانہ حکومت میں یزید بن عبدالملک اور خالد قسری نے ہشام کے عہد حکومت میں خالص ہونے کا سخت اہتمام کیا۔

اس کے بعد یوسف بن عمر نے سب سے زیادہ مبالغہ کیا اور کھرے وکھوٹے کا امتحان مقرر کیا' اس اعتبار سے ہبیریہ' خالدیہ' یوسفیہ' خالص عمدہ ترین نقود بنو امیہ بے شمار کئے جاتے تھے۔ منصور نے اپنے عہد حکومت میں یہ فرمان جاری کیا کہ خراج میں سوائے ان سکوں کے اور سکے قبول نہ کئے جائیں اور وہ پہلا سکہ مکروہیہ کے نام سے موسوم ہوا اس وجہ سے کہ وہ خالص نہ تھا یا اس وجہ سے اس کہ پر قل ھو اللہ منقش تھا لوگ اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ عجمیوں کے درہم مختلف اقسام کے تھے بعض

---

۱ ایک قیراط تین رتی کا ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک چار رتی کا اور مثقال بوزن ہندی ساڑھے چار ماشے کا اور درہم ساڑھے تین ماشے کا اور ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہے۔

چھوٹے اور بعض بڑے تھے۔ مثقال کا کوئی وزن مقرر نہ تھا۔ بعض بیس قیراط[1] کے تھے اور بعض بارہ قیراط کے اور بعض دس قیراط کے۔ ان سب کو جمع کیا تو بیالیس قیراط ہوئے پس اس کے ثلث یعنی چودہ قیراط پر درہم عربی مضروب ہوا۔ اس حساب سے ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہوئے۔ بعض کا بیان ہے کہ مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی کے عہد خلافت میں تھوڑے سے درہم مضروب کرائے تھے لیکن صحیح یہی ہے کہ عبدالملک ہی نے اسلام میں سب سے پہلے اسلامی سکہ جاری کیا۔

امیہ اور بکیر بن وشاح: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ بکیر حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ ۷۴ھ میں امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید مامور ہوا اور وہ ابھی خراسان ہی میں مقیم تھا۔ نیا گورنر (اُمیہ) اس کی عزت و توقیر کرتا تھا اور صوبجات خراسان میں سے جس صوبے کو وہ پسند کرتے اس کی حکومت دینے کو تیار تھا مگر بکیر قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ کمال اصرار سے امیہ نے بکیر کو طغارستان کا والی مقرر کیا' بکیر سامان سفر کی درستی میں مصروف تھا کہ بحیر بن ورقاء آ کر سد راہ ہو گیا اور امیہ کو بکیر کے مامور کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیہ نے بکیر کو جنگ ماوراء النہر پر روانہ کیا اور پھر بحیر کے کہنے سے واپس بلا لیا۔ تھوڑے دنوں بعد امیہ اپنے لڑکے کو خراسان پر مقرر کر کے' بخارا پر اور بوقت واپسی ترمذ میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کی قصد سے روانہ ہوا نہر پر پہنچا تو بکیر سے کہا ''تم مرو کو لوٹ جاؤ میں نے تم کو اس کا والی مقرر کیا دیکھو ابن حازم کی روک تھام معقول طور سے کرنا مجھے اس کے حملے کا سخت اندیشہ ہے''۔ بکیر اپنے معتمد علیہ ہمراہیوں کے ساتھ بہ قصد واپسی مرو کنارے پر ٹھہر گیا اور امیہ نے نہر عبور کر کے بخارا کا راستہ لیا۔ بکیر کی واپسی کے وقت اس کے ایک دوست (عتاب) نے رائے دی کہ ان کشتیوں کو جلا دو اور مرو میں چل کر امیہ کی معزولی کا اعلان کر دو۔

احنف بن عبداللہ عنبری: میں اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

بکیر: مجھے اپنے ہمراہیوں کا اندیشہ ہے کہ ان کی جانیں مفت ضائع ہو جائیں گی۔

کل ہمراہی: تم جس قدر کہو گے مرو سے ہم فوجیں جمع کر دیں گے۔

بکیر: ہزاروں مسلمانوں کا خون ناحق ہو گا۔ مجھے یہ باتیں پسند نہیں ہیں۔

عتاب: اس کی تدبیر نہایت آسان ہے۔ تم منادی سے یہ ندا کر دینا کہ جو شخص ہمارا ساتھ دے گا اس کا خراج ہم معاف کر دیں گے دیکھ لینا ایک ہی دن میں ہزاروں آدمی مطیع و فرماں بردار ہو جائیں گے۔

بکیر: تو کیا امیہ اور اس کے ہمراہی ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

احنف: ''وہ کیوں ہلاک ہو گا اس کے پاس بھی فوج ہے اور ہمارے پاس بھی' لڑتے بھڑتے چین تک پہنچ جائیں گے''۔ بکیر ان فقروں میں آ گیا۔ کشتیاں جلوا دیں اور مرو آ کر امیہ کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر کے اس کے لڑکے کو قید کر دیا۔

امیہ اور ابن وشاح میں مصالحت: امیہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اہل بخارا سے ایک قلیل جزیہ پر مصالحت کر کے مرو کی جانب واپس ہوا۔ نہر پر پہنچا تو کشتیاں ندارد تھیں۔ بہ دقت تمام کشتیاں بہم پہنچائی گئیں' نہر کو عبور کیا اتنے میں موسیٰ بن عبداللہ بن حازم آ پہنچا۔ بہ حکمت عملی امیہ نے اس سے اپنا پیچھا چھڑایا۔ مرو کے قریب پہنچ کر شماس بن ورقاء کو آٹھ سو سواروں

کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ بکیر نے مرو سے نکل کر صف آرائی کی۔ شماس کو پہلے ہی حملے میں شکست ہوئی امیہ نے بجائے اس کے ثابت بن عطیہ کو مامور کیا۔ جب یہ بھی میدان جنگ میں ثابت قدم نہ رہا تو خود بہ قصد مقابلہ آگے بڑھا مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر بکیر پسپا ہو کر مرو میں جا چھپا اور امیہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت کے بعد ان شرائط پر مصالحت ہو گئی کہ بکیر کو خراسان کے جس صوبے کی وہ حکومت چاہے دی جائے اور امیہ اس کا چار لاکھ درہم کا قرض ادا کرے اور بکیر کے ہمراہی جو بوقت جنگ قید کر لئے گئے ہیں اس کے پاس بھیج دیئے جائیں اور آئندہ اس کے متعلق بحیر کی شکایت کا خیال نہ کیا جائے۔

صلح نامہ لکھے جانے کے بعد امیہ مرو میں داخل ہوا بکیر کو جس عزت واحترام سے پہلے تھا اسی عزت واحترام پر رکھا۔ عتاب کو بیس ہزار درہم دیئے اور بحیر کو موقوف کر کے عطاء بن ابی صائب کو پولیس کی افسری دی۔

بعض کا بیان ہے کہ بکیر امیہ کے ہمراہ نہر تک نہیں گیا تھا بلکہ امیہ اس کو مرو میں اپنا نائب بنا گیا تھا پس جب امیہ نہر عبور کر گیا تو بکیر اس کی معزولی حکومت کا اعلان کر کے خود حاکم بن بیٹھا اور جس افعال کا وہ مرتکب ہوا اس کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

بکیر بن وشاح کا قتل: کچھ عرصے بعد بحیر نے امیہ سے پھر بکیر کی شکایت کی کہ اس نے مجھے تمہاری مخالفت پر ابھارا تھا اور وہ تمہارے قتل کی فکر میں ہے۔ اس معاملہ میں اس کے بھتیجے بھی شریک ہیں۔ ایک گروہ نے اس کے دوستوں میں سے اس امر کی شہادت دی۔ امیہ نے اس کو اور اس کے بھتیجوں کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد نہر کو عبور کر کے بلخ پر فوج کشی کی ترکوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا قریب تھا کہ وہ اور اس کا لشکر فنا ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے بچا لیا اور وہ بہ ہزار خرابی بسیار مرو لوٹ آیا۔

بحیر بن زیاد کا قتل: جس وقت بکیر بسعی وشکایت بحیر بن ورقاء قتل کر ڈالا گیا تو قبیلہ تمیم سے بنو سعد بن عوف نے جو بکیر کے اعزہ واقارب تھے معاوضہ خون کے لئے لینے پر باہم عہد و پیمان کر لیا اور ان میں سے شمر ول نامی ایک شخص بادیہ سے نکل کر خراسان آیا اور چند دنوں تک بحیر کے پاس قیام پذیر رہا۔ ایک روز حالت غفلت میں شمر ول نے بحیر پر برچھی کا وار کیا۔ بحیر گر گیا زخم کاری نہ تھا یہ تو بچ گیا اور شمر ول قتل کر ڈالا گیا۔ بعد ازاں اس کے بعد صعصعہ بن حرب عوفی' بکیر کے معاوضہ خون کے لینے کا بیڑا اٹھا کر بجستان آیا۔ مدتوں ٹھہرا ہوا کامیابی کی تدبیریں سوچتا رہا۔ بالآخر بنو حنیفہ سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور ان سے یہ ظاہر کیا کہ خراسان میں میری میراث ہے تم میری سفارش بحیر کو لکھ دو۔ بنو حنیفہ نے صعصعہ کے کہنے کے مطابق ایک سفارشی خط لکھ دیا۔ صعصعہ وہ خط لئے ہوئے خراسان پہنچا اور بحیر کے پاس جا کر اترا اپنے نام ونسب اور میراث سے اس کو آگاہ کیا اور مہینوں اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ اکثر بحیر کے ہمراہ مہلب کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتا تھا رفتہ رفتہ بحیر کو اس سے انس پیدا ہو گیا اور اس کے مکر و دغا سے بے خوف ہو گیا۔ بحیر ایک روز مہلب کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتفاق سے صعصعہ آ پہنچا اور بحیر کے پیچھے بظاہر پوشیدہ باتیں کرنے کو کھڑا ہو گیا۔ بحیر اس کی طرف مائل ہوا اس نے ایک ایسا بھالا مارا کہ اگلے دن

بجیر مر گیا۔ مقاعس اور بطون تمیم میں صعصعہ کی گرفتاری پر جھگڑا ہونے لگا۔ مہلب نے اس قصہ کو رفع دفع کر دیا اور خون بجیر کو خون بکیر کا معاوضہ قرار دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مہلب نے صعصعہ کو بجیر کے پاس گرفتار کر کے بھیج دیا تھا اور اس نے اس کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم یہ واقعہ ۸۱ھ کا ہے۔

امارت خراسان و سجستان پر حجاج کا تقرر: ۷۸ھ میں عبدالملک نے گورنری خراسان و سجستان سے امیہ بن عبداللہ کو معزول کر کے ان صوبجات کو بھی حجاج کے سپرد کر دیا۔ حجاج نے مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان پر اور عبیداللہ بن ابی بکرہ کو سجستان پر اپنی طرف سے مامور کیا۔ (یہ وہ زمانہ تھا کہ مہلب جنگ ازارقہ سے فارغ ہو چکا تھا' حجاج نے اس کو بلا کر اپنے برابر تخت پر بٹھایا اور اس کے ہمراہیوں کے وظائف بڑھائے) پس مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو خراسان کی طرف بھیج دیا۔ اس نے نہ تو امیہ سے کچھ تعرض کیا اور نہ اس کے عمال سے۔ یہاں تک کہ اپنی حکومت کے ایک برس بعد مہلب بھی آ پہنچا اور پانچ ہزار کی جمعیت سے نہر غربی کو عبور کر کے ماوراء النہر کی طرف بڑھا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابولادہم ربانی تین ہزار کی جمعیت سے تھا۔ مہلب نے کش پر پہنچ کر قیام کیا۔

اہل کش کی اطاعت: اس زمانے میں بادشاہ ختن کے چچازاد بھائی نے حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی۔ اس نے اپنے لڑکے یزید کو اس کے ساتھ کر دیا۔ رات بھر بادشاہ ختن کے چچازاد بھائی نے عساکر اسلامیہ کو چھپائے رکھا۔ صبح ہوتے ہی بادشاہ ختن کو گرفتار کر کے یزید کے حوالے کر دیا۔ یزید نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا' بالآخر اہل قلعہ سے اپنی خواہش کے مطابق صلح کر کے واپس آیا۔ انہیں دنوں مہلب نے اپنے لڑکے حبیب کو بسر افسری چار ہزار فوج کے بخارا پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا۔ والئ بخارا نے چالیس ہزار لشکر سے اس کا مقابلہ کیا۔ فریق مخالف کے لشکر کا ایک حصہ ایک گاؤں میں پڑاؤ ڈالے تھے۔ حبیب نے ان سب کو قتل کر کے گاؤں کو جلا دیا اور مال واسباب کو لوٹ کر اپنے باپ کے پاس چلا آیا۔ دو برس تک مہلب کش کا محاصرہ کئے رہے۔ اہل کش نے طویل محاصرہ سے گھبرا کر جزیہ دینا قبول کیا جس پر مہلب نے ان سے مصالحت کر لی۔

رتبیل کی سرکشی: عبیداللہ بن ابی بکرہ جو سجستان کا حجاج کی طرف سے گورنر ہو کر گیا تھا اس سے رتبیل نے تھوڑے دنوں تک تو دوستانہ مراسم رکھے' معینہ خراج دیتا رہا۔ کچھ عرصے بعد خراج روک لیا۔ حجاج نے عبیداللہ بن ابی بکرہ کو اس کی گوشمالی اور اس کے شہروں کو پامال کرنے کا حکم دیا۔ پس عبیداللہ بن ابی بکرہ فوج کوفہ و بصرہ کو لے کر رتبیل کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اہل کوفہ کا افسر شریح بن ہانی (حضرت علیؓ کا ہوا خواہ تھا) عبیداللہ بن ابی بکرہ نے رتبیل کے ملک میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی۔ رتبیل مقابلے پر آیا لیکن مقابلے کی تاب نہ لا سکا۔ یکے بعد دیگر قلعات وشہروں کو چھوڑتا جاتا تھا اور اسلامی فوجیں اس پر قابض ہوتی جاتی اور ان میں سے اکثر کو ویران وخراب کرتی جاتی تھیں۔ رفتہ رفتہ اس کی دارالسلطنت کے صرف اٹھارہ فرسخ باقی رہ گئے تھے کہ ترکوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں کے راستے روک لئے۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے چپقلش میں پڑ کر سات لاکھ درہم دے کر محض راستہ لینے کے لئے مصالحت کر لی لیکن شریح بن ہانی نے اس سے اختلاف کر کے لوگوں کو جنگ پر ابھارا۔ چند لوگ اس کے کہنے میں آ گئے تو شریح نے از سر نو جنگ کا اعلان کر دیا۔ بہت سے آدمی کام آ گئے ان میں خود شریح

بھی تھے جو باقی رہے وہ کسی طرح اپنی جان بچا کر رتبیل کے ملک سے بھاگ کر نکل آئے اور لوگوں سے ملاقات کی۔ شدت گرسنگی کا یہ حال تھا کہ جوں ہی انہیں کھانا دیا جاتا وہ مر جاتے تھے۔ اس وجہ سے قدرے قدرے ان کو گھی دیا جانے لگا۔ جب اس سے ان میں توانائی آ گئی تو دوسری غذائیں دی جانے لگیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث: حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو مطلع کیا اور ملک رتبیل پر فوج کشی کرنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ اجازت پانے کے بعد بیس ہزار سوار کوفہ سے اور بیس ہزار فوج پیادے بصرے سے مرتب کر کے بڑے بڑے شجاع و تجربہ کار اشخاص کو ان کا افسر بنایا اور ان کے وظائف مقررہ کے علاوہ دس لاکھ درہم اور مرحمت کئے گھوڑے اور آلاتِ حرب ضرورت سے زیادہ دے کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو ان کا افسر اعلیٰ بنایا۔

حجاج بن یوسف کسی وجہ سے عبدالرحمٰن بن محمد سے عداوت رکھتا تھا ایک روز اتفاق سے جوش میں آ کر کہہ اٹھا (ارید قتلہ) ''میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں''۔ شعبی نے عبدالرحمٰن بن محمد کو اس سے مطلع کیا عبدالرحمٰن بن محمد نے کہا ''کہ میں اس کی حکومت خاک میں ملا دوں گا''۔ جب اس کو حجاج بسر افسری لشکر مذکور الصدر کے روانہ کرنے لگا تو اس کے بھائی اسمٰعیل بن محمد نے حاضر ہو کر حجاج سے کہا ''تم اس کو لشکر کا سردار مقرر کر کے نہ بھیجو مجھے اس کی مخالفت کا اندیشہ ہے''۔ حجاج نے جواب دیا'' وہ مجھ سے اس درجہ خائف ہے کہ میری مخالفت نہ کرے گا''۔

الغرض عبدالرحمٰن بن محمد عساکر اسلامیہ لئے ہوئے بجستان پہنچا اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جہاد سے تخلف کرنے والوں کو عقوبت سے ڈرایا۔ چھوٹے بڑے سب اس کے ساتھ ہو لئے' رتبیل کو یہ خبر لگی تو اس نے معذرت کی' خراج روانہ کرنے کا وعدہ کیا لیکن عبدالرحمٰن نے منظور نہ کیا۔ اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اس کے ملک میں داخل ہوا جن جن شہروں کو وہ فتح کرتا تھا ان پر اپنا عامل مقرر کرتا اور ان کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کرتا اور ہر خطرناک اور پہاڑی دروں اور ناکوں پر محافظین اور جاسوسوں کو مقرر کرتا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ رتبیل کے ملک کا زیادہ حصہ عبدالرحمٰن کے قبضہ میں آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے بہ نظر مصلحت آگے بڑھنے سے اپنے قدم روک لئے اور ایک اطلاعی عرض داشت مشعر فتح حجاج کے پاس بھیج دی۔

بعض نے عبدالرحمٰن کے مامور کئے جانے کا قصہ یوں بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج نے ہمیان بن عدی سدی کو کرمان میں ایک دستہ مسلح فوج کے ساتھ ٹھہرا دیا تھا۔ اس غرض سے کہ اگر عامل سندھ و بجستان کو ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنا لیکن بجائے امداد کے یہ خود باغی ہو گیا۔ حجاج نے اس کی گوشمالی کرنے پر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن نے ہمیان کو شکست دے دی اور اس کی جگہ قیام کیا' کچھ عرصے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ والی بجستان کا انتقال ہو گیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن کو بجستان کی سند گورنری دی چونکہ عبدالرحمٰن اپنے لشکر کو آراستہ و پیراستہ رکھتا تھا اس وجہ سے اس کا لشکر اس زمانے میں جیش الطواویس کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

حجاج اور ابن اشعث میں کشیدگی: جس وقت حجاج کے پاس عبدالرحمٰن کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ فی الحال جس قدر رتبیل کے شہر ہم نے فتح کر لئے ہیں اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور آئندہ سال تک جنگ ملتوی کرنا چاہتے ہیں تو حجاج نے جنگ

جاری رکھنے اور ان کے قلعات کا انہدام اور ان کے لشکریوں کو تہ تیغ کرنے اور قیدیوں کے گرفتار کرنے کو لکھا۔ یہ خط پہنچنے نہ پایا تھا کہ دوسرا خط اسی مضمون کا روانہ کیا تیسرے خط میں اس قدر مضمون اور زیادہ تھا کہ اگر تو نے ہمارے اس حکم کی اطاعت کی تو بہتر ورنہ تو معزول اور امیر لشکر تیرا بھائی اسحاق ہے عبدالرحمٰن نے یہ خط پڑھ کر لوگوں کو جمع کیا اور حجاج کی اس رائے کی تردید کی غرض سے کہنے لگا ''اے لوگو! ہم نے تو باتفاق رائے فی الحال ترکوں سے لڑائی موقوف کر دی تھی اور ترکوں کے بقیہ ملک پر قبضہ کرنے کو آئندہ سال کے لئے ملتوی کر دیا تھا اور اپنی یہ رائے حجاج کو لکھ بھیجی تھی لیکن حجاج کا یہ خط آیا ہے وہ ہم کو ترکوں سے لڑنے کو لکھتا ہے اور ترکوں کے ملک پر قبضہ کرنے کا حکم دیتا ہے حالانکہ روزانہ جنگ سے تم لوگ تھک گئے ہو مفتوحہ علاقوں کا انتظام بھی کرنا ہے علاوہ ازیں تم لوگ یہ بھی جانتے ہو کہ یہ وہی ملک ہے جہاں کل تمہارے بھائی مارے جا چکے ہیں۔ میں تمہارا ہی جیسا ایک شخص ہوں اگر تم لوگ جنگ پر چلو گے تو میں بھی چلوں گا''۔

ابن اشعث کی سرداری کی بیعت: عراقی فوجی یہ سنتے ہی بھنا اٹھے اور یک زبان ہو کر بولے ((لا نسمع ولا نطیع للحجاج)) ''حجاج کی ہم نہ اطاعت کریں گے اور نہ اس کا کہنا سنیں گے۔ ابوالطفیل عامل بن واثلہ کنانی کہنے لگا حجاج اللہ کا دشمن ہے اس کو امارت سے معزول کر کے عبدالرحمٰن کی سرداری کی بیعت کر لو''۔ ہر طرف سے لوگ بول اٹھے: ((فعلنا فعلنا)) ''ہم نے یہ کیا یہ کیا'' عبدالرحمٰن بن شبث بن ربعی نے اٹھ کر کہا ''چلو دشمن خدا حجاج کی طرف لوٹ چلو اور اس کو اپنے شہر سے نکال باہر کرو''۔ اس فقرے کے تمام ہوتے ہی کل لشکریوں نے عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر حجاج کی خلع حکومت اور اس کو عراق سے نکال دینے اور نکالنے والوں کی امداد کی بیعت کر لی اس بیعت میں عبدالملک کا کچھ ذکر و تذکرہ نہیں آیا۔

ابن اشعث کی رتبیل سے مصالحت: عبدالرحمٰن نے رتبیل سے مصالحت کر لی شرط یہ قرار پائی کہ ''اگر حجاج کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی تو رتبیل کا خراج معاف کر دیا جائے گا اور بصورت شکست وہ حجاج کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابل و سدراہ ہو گا''۔ تکمیل صلح کے بعد عبدالرحمٰن بست پر عیاض بن ہمیان شیبانی کو، زرنج پر عبداللہ بن عامر تمیمی کو اور کرمان پر حرثہ بن تمیمی کو مامور کر کے عراقی فوجیں لئے ہوئے عراق کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے آگے آگے اعشیٰ ہمدان شاعر اس کی مدح اور حجاج کی مذمت کرتا جاتا تھا۔ مقدمۃ الجیش پر عطیہ بن عمیر عیرنی تھا۔ فارس پہنچا تو بعض لوگوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم نے حجاج کو امارت سے معزول کر دیا تو گویا عبدالملک کی بھی ہم نے خلع خلافت کی۔ پس سب نے عبدالملک اور اس کے حکام کی معزولی، کتاب و سنت، جہاد اہل ضلالت اور جنگ خوارج کی بیعت عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر کر لی۔

حجاج کی پسپائی: حجاج نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا اور امداد طلب کی۔ مہلب نے یہ خبر پا کر حجاج کو لکھا کہ تم اہل عراق سے سردست معترض نہ ہو اور جب وہ لوگ اپنے اہل و عیال میں نہ پہنچ جائیں جنگ نہ کرو۔ حجاج نے نہ صرف اس مشورے کو نظر انداز کر دیا بلکہ وہ مہلب سے بھی مشکوک ہو گیا۔ جس وقت عبدالملک کی بھیجی ہوئی فوجیں آ گئیں تو حجاج بصرہ سے کوچ کر کے تستر پہنچا اور دستہ فوج حواران کو بطور مقدمہ آگے بڑھایا۔ عبدالرحمٰن کے سواروں سے مقابلہ ہو گیا۔ حجاج کے سواروں کو شکست ہوئی اور وہ کثیر تعداد میں اس معرکہ میں کام آئے۔ حجاج مجبوراً بصرے کی طرف لوٹا۔ یہ واقعہ عید الاضحیٰ ۸۱ھ کا ہے۔

ابن اشعث کی بصرے میں آمد: بصرے کے قریب پہنچ کر حجاج غادیہ (زاویہ) کی طرف مڑ گیا اور اس ٹھوکر کھانے پر اس کو مہلب کی رائے ونصیحت کی قدر ہوئی۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہی بصرے میں داخل ہوئے۔ اہل بصرہ اور مقامات بصرہ کے کل باشندگان نے عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی۔ چونکہ حجاج لوگوں سے خراج وصول کرنے میں سختی کرتا تھا اور ذمیوں کو جو شہر میں آ گئے تھے جزیہ لینے کی غرض سے پھر قصبات ودیہات کی طرف واپس کر دیا تھا۔ اس سے ان کو اور نیز اہل بصرہ کو سخت ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب عبدالرحمٰن وارد بصرہ ہوا تو سب نے بالاتفاق حجاج وخلع خلافت عبدالملک پر بیعت کر لی۔ (یہ واقعہ آخری ذی الحجہ ۸۱ھ کا ہے)

جنگ زاویہ: شروع محرم ۸۲ھ سے حجاج اور عبدالرحمٰن میں پھر لڑائی چھڑ گئی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر سختی کے ساتھ متعدد حملے کئے کبھی عبدالرحمٰن غالب آ جاتا تھا اور کبھی حجاج۔ لیکن آخری جنگ میں جو ۲۹ محرم کو ہوئی اہل عراق بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے سردار عبدالرحمٰن کے ساتھ کوفے کا قصد کیا۔ اثناء شکست میں ہزار آدمی کام آئے۔ تمام قصبات ودیہات میں قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ عقبہ بن عبدالغافر ازدی مع ایک گروہ قرار کے اسی واقعہ میں کام آ گئے۔ حجاج نے شکست کے بعد ان میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کرا دیا۔ اس جنگ کا نام جنگ زاویہ ہے۔

ابن اشعث کا کوفہ پر قبضہ: عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد بقیہ اہل بصرہ نے جمع ہو کر عبدالرحمٰن ابن عباس بن ربیعہ بن حرث عبدالمطلب کے ہاتھ پر بیعت کی حجاج پانچ شب تک برابر لڑتا رہا۔ عبدالرحمٰن اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث سے کوفہ میں جا کر ملا۔ بصریوں کا ایک گروہ بھی اس کے ہمراہ کوفہ چلا گیا۔ عبدالرحمٰن بن محمد کے کوفہ پہنچنے سے پیشتر عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عامر حضرمی کو (جو حجاج کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) مطر بن ناجیہ تمیمی نے نکال کر قصر امارت پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اہل کوفہ کو عبدالرحمٰن بن محمد کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لوگ اس کے استقبال کو آئے کوفے میں نہایت احترام کے ساتھ لے گئے۔ چونکہ ہمدان نے مطر سے سازش کر لی تھی اور قصر امارت پر پورے طور پر وہی قابض تھے۔ مطر نے ان کے کہنے سے عبدالرحمٰن کو قصر امارت میں داخل ہونے سے روکا۔ عبدالرحمٰن نے کمند کے ذریعہ سے اپنے ہمراہیوں کو قصر امارت پر چڑھا دیا۔ جو اسکو گرفتار کر کے عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔ عبدالرحمٰن نے اس کو قید کر دیا اور خود قصر امارت وکوفہ پر قابض ہو گیا۔

عبدالملک کی مصالحانہ پیش کش: خاتمہ جنگ کے بعد حجاج بصرے میں داخل ہوا۔ حکیم بن ایوب ثقفی کو حاکم بصرہ مقرر کر کے کوفے کی طرف لوٹا۔ مقام دویر منیر میں ڈیرے ڈال دیئے اور عبدالرحمٰن نے کوفہ سے نکل کر دیر جماجم میں مورچہ قائم کیا۔ فریقین کی امدادی فوجیں آ گئیں۔ خندقیں کھود کر دھس اور دمدمے باندھ دیئے گئے۔ لڑائی شروع ہو گئی روزانہ ہر ایک دوسرے کے خندق تک لڑتا ہوا چلا جاتا تھا اور پھر وہاں سے ناامید ہو کر واپس چلا آتا اس اثناء میں عبدالملک نے اپنے لڑکے عبداللہ اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ کوفے کی طرف روانہ کیا اور اہل عراق سے کہلا بھیجا کہ ہم حجاج کو معزول کئے دیتے ہیں۔ اہل شام کی طرح تمہارے بھی وظائف مقرر وجاری کر دیں گے اور عبدالرحمٰن جس صوبہ کو پسند کرے گا اس کی گورنری ہم دے دیں گے۔ حجاج کو اس پیام سے بے حد صدمہ ہوا۔ شاہی فرمان کو چھپا کر ایک

عریضہ دربار خلافت میں روانہ کیا مضمون یہ تھا ان امور سے اہل عراق کی جرأت بڑھ جائے گی اور وہ کبھی آپ کے مطیع نہ ہوں گے۔ کیا آپ کو عثمانؓ بن عفان اور سعید بن العاص کا قصہ یاد نہیں ہے۔ عبدالملک نے اس رائے کو پسند نہ کیا۔ عبداللہ ومحمد بن مروان نے عبدالملک کا پیام اہل عراق سے کہا اہل عراق آپس میں اس بابت مشورہ کرنے لگے عبدالرحمٰن بن محمد نے رائے دی کہ اس میں تم لوگوں کی عزت و بہتری ہے لوگوں نے ہر طرف سے مخالفت کی صدائیں بلند کیں اور عبدالملک کے خلع خلافت کی تجدید بیعت پر آمادہ ہو گئے۔ اس امر کے محرک عبداللہ بن دواب السلمی وعمیر بن تیجان تھے۔

جنگ جماجم: عراقی اور شامی فوجیں پھر جنگ کرنے پر تل گئیں۔ حجاج نے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو میسرہ پر عمارہ بن تمیم لخمی کو سواروں پر سفیان بن ابرد کلبی کو اور پیادوں پر عبداللہ بن حبیب حکمی کو مامور کیا۔ عبدالرحمٰن کے میمنہ پر حجاج بن حارثہ خثعمی میسرہ پر ابرد بن قرہ تیمی سواروں پر عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب پیادوں پر محمد بن سعد بن ابی وقاص قلب لشکر پر عبداللہ بن رزم حرشی قراء پر جبلہ حر بن قیس جعفی تھا انہیں قراء میں سعید بن جبیر عامر شعبی ابوالبختری طائی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ وغیرہ بھی تھے۔

جبلہ بن زحر کا قتل: لشکر مرتب ہونے کے بعد لڑائی شروع ہو گئی۔ فریقین اپنے اپنے موروچوں سے نکل کر ایک دوسرے پر صبح کو حملہ کرتے اور شام ہوتے ہی واپس لوٹ جاتے تھے۔ بقیہ سال ان ہی لڑائیوں میں تمام ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کے سواروں نے نہایت مردانگی واستقلال سے جنگ کو جاری رکھا۔ حجاج کا رسالہ ان کو شکست دینے کی کوشش کرتا تھا لیکن خود پسپا ہو کر لوٹ آتا تھا۔ حجاج نے مجبور ہو کر اپنے رسالے کو تین حصوں پر تقسیم کر کے بسرافسری جراح بن عبداللہ حکمی عبدالرحمٰن کے سواروں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ جراح نے عبدالرحمٰن کے سواروں پر پیہم تین حملے کیے۔ جبلہ بن زحر بن قیس جعفی عامر شعبی سعید بن جبیر آیات قرآنی احادیث اور اقوال صحابہ کرام پڑھ پڑھ کر سواروں کو جنگ ومقابلے پر ابھار رہے تھے۔ عراقی سواروں نے شامیوں پر اس شدت کا حملہ کیا کہ ان کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ عراقیوں نے شامی رسالہ کا تعاقب کیا اور جبلہ بن زحر ایک مقام پر اپنے ہمراہیوں کے انتظار میں ٹھہر گیا۔ ولید بن نجیب کلبی نے جبلہ کو تنہا دیکھ کر چند شامیوں کے ہمراہ دوسری طرف سے لوٹ کر حملہ کیا اور سر اتار کر حجاج کے پاس لایا۔

ابن اشعث کی پسپائی: جبلہ بن زحر کے مارے جانے کے بعد تقریباً ساڑھے تین مہینے تک لڑائی جاری رہی ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں۔ نہ مقتولین پر کوئی رونے والا تھا اور نہ زخمیوں کی تیمارداری کا کسی کو کچھ خیال تھا۔ پھر ۱۵ جمادی الثانی ۸۲ھ کو زبردست لڑائی ہوئی۔ سفیان بن الابرد نے (جو حجاج کے میمنہ کا افسر تھا) عبدالرحمٰن کے میسرہ پر جو ابرد بن قرہ کی ماتحتی میں تھا حملہ کیا۔ ابرد بن قرہ بلا جنگ بھاگ کھڑا ہوا۔ میمنہ والے اس کے بھاگ جانے سے منتشر ہو کر اس کی طرف لوٹے حجاج نے ان کو جمع ومرتب کر کے پھر حملہ کر دیا۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ حجاج نے کوفے کا رخ کیا محمد بن مروان موصل کی جانب اور عبداللہ بن عبدالملک شام کی طرف روانہ ہوا۔

حجاج کا اہل کوفہ پر جبر وتشدد: حجاج نے کوفے میں پہنچ کر بیعت لینی شروع کر دی اور ہر شخص سے کفر کا اقرار کراتا تھا جو انکار کرتا تھا اس کو قتل کر ڈالتا تھا۔ رفتہ رفتہ کمیل بن زیاد کی پیشی کی نوبت آئی۔ یہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے ہوا خواہوں میں تھا اور امیر المؤمنین عثمانؓ کی مخالفت کی تھی۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم دیا اور تقریباً ایک مہینے تک ٹھہرا رہا اہل شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں قیام کرنے کی اجازت دی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بصرے میں پہنچا۔ منہزمین اس کے پاس پھر آ کر جمع ہو گئے۔ ان ہی منہزمین کے ساتھ عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ بھی تھا۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص مدائن سے آ کر عبدالرحمٰن کے ساتھ مل گیا۔

ابن اشعث کی شکست وفرار: عبدالرحمٰن نے اپنا لشکر مرتب کر کے حجاج پر پھر فوج کشی کی' اس مرتبہ اس کے ہمراہ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی بھی تھا جو قبل شکست اس کے پاس سے چلا آیا تھا۔ اہل رے نے اس سے بغاوت کی تھی۔ اس نے ان کو زیر کر کے عبدالرحمٰن سے سازش کر لی تھی۔ غرض عبدالرحمٰن کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج تھی جنہوں نے مارنے اور مر جانے پر بیعت کی تھی۔ عبدالرحمٰن نے اپنے لشکر کی چاروں طرف حفاظت کی غرض سے خندق کھدوالی تھی۔ حجاج اور اس کے رکاب کی فوج حملہ کر کر کے عبدالرحمٰن تک پہنچنے کی کوشش کرتی تھی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو کر لوٹ آتی تھی۔ ماہ شعبان کے پندرہ دن تک اسی عنوان سے جنگ جاری رہی۔ زیاد بن غنیم قینی جو حجاج کی کمسریٹ کا افسر تھا ان ہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ جس سے حجاج اور اس کے ہمراہیوں کا دل ٹوٹ گیا۔ مگر تمام راستہ اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا۔ صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی۔ بسطام بن مصقلہ بن ہبیرہ نے چار ہزار سواران کوفہ وبصرہ کو لے کر حجاج کے لشکر پر حملہ کیا اور کئی مرتبہ اہل شام کو میدان جنگ سے پیچھے ہٹایا۔ تیر اندازوں نے ہر طرف سے گھیر کر تیر باری شروع کر دی جس سے اہل شام پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے اور اگر بڑھنے کا قصد کرتے تو سواروں کے نوکدار نیزوں کی نذر ہو جاتے تھے۔ عبدالملک بن مہلب نے یہ رنگ دیکھ کر تھوڑے سے آدمیوں کو لے کر عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں پر دفعتہً حملہ کر دیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر پیچھے ہٹے۔ اس کے بعد حجاج کے ہمراہی سنبھل سنبھل کر ہر طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے۔ عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فقیہ ابو البختری طائی مارے گئے اور ابن اشعث نے سجستان کی طرف راہ فرار اختیار کی۔

بعض نے اس شکست کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ کسی بدوی نے حجاج کے پاس آ کر عبدالرحمٰن بن اشعث کے لشکر کا ایک خفیہ راستہ بتلایا جس کے ساتھ حجاج نے چار ہزار فوج روانہ کر دی۔ صبح ہوئی تو حجاج نے لڑائی شروع کر دی اتفاق سے اس کو خود شکست ہوئی۔ عبدالرحمٰن اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر اپنے کیمپ میں واپس آیا شام ہوتے ہوتے وہ چار ہزار فوج آ پہنچی (جن کو حجاج نے بدوی کے ہمراہ روانہ کیا تھا) عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہی نہایت ابتری سے مقابلے پر آئے لیکن اس جان کاہ کوشش سے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا۔ کمال سراسیمگی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ہزارہا آدمی خندق میں گر گر کر مر گئے۔ جن کی تعداد مقتولین سے زیادہ تھا۔ حجاج مظفر ومنصور عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ میں آیا جن کو پایا قتل کر ڈالا۔ مقتولین کی تعداد جیسا کہ

مؤرخین بیان کرتے ہیں چار ہزار تھی۔ از انجملہ عبداللہ بن شداد بن ہادی' بسطام بن مصقلہ' عمر بن ربیعہ رقاشی' بشر بن منذر ابن جارود وغیرہ تھے۔

ابن اشعث کی اسیری و رہائی: حجاج نے یہ خبر پا کر ابن اشعث سجستان کی طرف جا رہا ہے۔ عمارہ بن تمیم لخمی اور اپنے لڑکے محمد کو بسر افسری ایک دستہ فوج اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ مقام سوس میں پہنچ کر مقابلہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن مع اپنے ہمراہیوں کے تھوڑی دیر تک لڑ کر سوس سے سابور کی طرف پسپا ہو کر بھاگا اور افراد کو جمع کر کے پھر مقابلہ پر آیا۔ ایک سخت و خون ریز مقابلہ کے بعد عمارہ بن تمیم کو شکست ہوئی۔ بایں ہمہ عبدالرحمٰن نے سابور کو خیر آباد کہہ کر کرمان کا رخ کیا۔ عامل کرمان نے نہایت خوشی و مسرت سے اس کا استقبال کیا' دارالامارت میں کمال عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ چند دنوں کے بعد عبدالرحمٰن نے زرنج کی طرف کوچ کیا۔ عامل زرنج نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا لیے عبدالرحمٰن نے جھلا کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جب حصار سے کام نکلتا نظر نہ آیا تو زرنج کو چھوڑ کر بست کی طرف چلا۔ جہاں پر اس کی طرف سے عیاض بن ہمیان ابن ہشام سلولی شیبانی مامور تھا۔ عیاض نے نہایت خوشی سے اس کا خیر مقدم کیا۔ دارالامارت میں لے جا کر ٹھہرایا دعوت کی لیکن جس وقت اس کے ہمراہی غافل ہو گئے قید کر لیا اور اس احسان فراموشی کے ذریعے سے حجاج سے ملنے کا قصد کیا۔

رتبیل بادشاہ ترک' عبدالرحمٰن کی آمد بن کر بست کے قریب آ کر ٹھہرا ہوا تھا جب اس کو اس کی گرفتاری کا حال معلوم ہوا تو اس نے عیاض کو زبردست دھمکی دی۔ جس سے عیاض نے ڈر کر عبدالرحمٰن کو رہا کر دیا۔ رتبیل اس کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے ملک چلا گیا۔

ابن اشعث کی روانگی ہرات: اس کے بعد عبدالرحمٰن کے منہزم ہمراہی' سجستان کے قریب جمع ہوئے اور وہ سب بالاتفاق خراسان کے لینے پر تل گئے تاکہ اپنے قبائل اور اعزہ و اقارب کی امداد سے آئندہ کامیابی حاصل کر سکیں۔ عبدالرحمٰن بن عباس بن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب ان لوگوں کی امامت کرتے تھے۔ سب نے اپنی یہ رائے عبدالرحمٰن بن اشعث کو لکھ بھیجی اور اس کو بلایا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اس رائے کی مخالفت کی۔ کیونکہ یزید بن مہلب وہاں موجود تھا ساتھ ہی یہ خیال بھی دامن گیر تھا کہ اہل شام و اہل خراسان یک جا ہو کر مقابلہ نہ کر بیٹھیں۔ لیکن ان لوگوں نے اس پر مطلق خیال نہ کیا۔ مجبوراً عبدالرحمٰن ان کے ہمراہ ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء رہ سے عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ قرشی (دو ہزار آدمیوں کو لے کر) چھپ کر بھاگ نکلا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث نے ان لوگوں سے کہا "تم لوگوں نے تو مجھے لکھا تھا کہ ہم لوگوں میں ہر طرح سے اتفاق ہے۔ لیکن عبیداللہ کیوں ساتھ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ میں اب اپنے رفیق رتبیل کے پاس واپس جا رہا ہوں تمہارا جو جی چاہے کرو"۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا چنانچہ تھوڑے سے آدمیوں کو لے عبدالرحمٰن بن اشعث لوٹ کھڑا ہوا اور بقیہ حصہ لشکر کا جو زیادہ تھا وہ عبدالرحمٰن بن عباس کے ساتھ سجستان میں رہ گیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ شکست کے بعد عبدالرحمٰن بن اشعث کے پاس جب منہزمین جمع ہو گئے تو اس نے بیس ہزار کی جمعیت سے خراسان کی جانب خروج کیا۔ ہرات کے قریب پہنچ کر ڈیرے ڈالے۔ مخالفین سے مڈبھیڑ ہو گئی' میدان عبدالرحمٰن

کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد یزید بن مہلب نے کہلا بھیجا کہ ہمارا ملک چھوڑ کر تم چلے جاؤ۔ عبدالرحمٰن نے جواب دیا ''ہم نے دم لینے اور آرام کرنے کی غرض سے یہاں قیام کیا ہے۔ کچھ عرصے بعد چلے جائیں گے''۔ یزید بن مہلب یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

ابن اشعث اور یزید بن مہلب: عبدالرحمٰن (جو سجستان میں تھا) خراج وعشر وصول کرنے لگا۔ یزید بن مہلب کو اس کی اطلاع ہوئی۔ صبر نہ ہو سکا لشکر لے کر مقابلے کے ارادے سے عبدالرحمٰن کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات کے باہر ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ ہنوز بازار جنگ گرم نہ ہوا تھا کہ عبدالرحمٰن کے ہمراہی منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ایک گروہ ثابت قدمی سے اس سے لڑتا رہا پھر یہ بھی پسپا ہو گیا۔ یزید نے اپنی فوج کو تعاقب کرنے سے منع کر دیا۔ لشکر گاہ میں جو کچھ تھا لوٹ لیا اور ان میں سے ایک جماعت کو قید کر لیا جس میں محمد بن سعد بن ابی وقاص' عمر بن موسیٰ بن عبداللہ بن معمر' عباس بن اسود بن عوف' بلقام بن نعیم بن قعقاع بن معبد بن زرارہ' فیروز بن حصین' ابوالعلج (عبیداللہ بن معمر کا آزاد غلام) سوار ابن مروان' عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات' عبداللہ بن فضالہ زہرانی ازدی وغیرہ تھے۔

حجاج کے مخالفین کا قتل: عبدالرحمٰن بھاگ کر سندھ پہنچا اور ابن سمرہ مرو کی طرف بھاگا۔ یزید بن مہلب بھی مرو کی جانب لوٹا اور قیدیوں کو سبرہ بن نجدہ کے ہمراہ حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ روانگی کے وقت اس کے بھائی حبیب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ الطلحات کے بھیجنے سے منع کیا۔ کیونکہ اس کے باپ طلحہ نے مہلب کا مطالبہ جس کی تعداد ایک لاکھ درہم تھی ادا کیا تھا۔ یزید بن مہلب نے عبدالرحمٰن بن طلحہ اور نیز عبداللہ بن فضالہ کو ازدی ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ باقی قیدیوں کو پابہ زنجیر حجاج کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ لوگ حجاج کے پاس مقام واسطہ میں (قبل آبادی واسطہ) پہنچے تو اس نے فیروز کو بلا کر دریافت کیا ''تجھ کو ان لوگوں کے ساتھ خروج کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ تجھ میں اور ان میں کوئی رشتہ داری نہ تھی''۔ اس نے جواب دیا ''ایک عام فتنہ تھا جس میں میں بھی مبتلا ہو گیا''۔ حجاج بولا تو اپنے مال واسباب کی فہرست لکھ کر مجھے دے''۔ فیروز نے بیس لاکھ درہم یا اس سے زیادہ کا حساب لکھ کر دیا اور حجاج کو مخاطب کر کے کہا ''اب تو میری جان بخشی کی گئی؟'' حجاج نے جواب دیا ''نہیں! اللہ تو پہلے مجھے یہ مال دے دے۔ اس کے بعد تجھے میں قتل کروں گا''۔ فیروز نے کہا ''تم میرے مال اور خون کو جمع نہ کرو (یعنی مال لے کر مجھے قتل نہ کرو)''۔ حجاج نے یہ سن کر فیروز کو لوٹا دیا۔ اس کے بعد محمد بن سعد بن ابی وقاص پیش کیا گیا سخت وسست کہہ کے قتل کا حکم دے دیا۔ بعدہ عمر بن موسیٰ پیش ہوا۔ اس کو بھی ملامت کر کے معذرت کرنے کو کہا عمر بن موسیٰ نے انکار کیا۔ حجاج نے قتل کا حکم دے دیا۔ پھر بلقام بن نعیم کی پیشی ہوئی سخت وسست کہنے کے بعد دریافت کیا ''ابن اشعث نے ملک وجاہ کے لالچ میں یہ سب پاپڑ بیلے' تجھے کس امر کی خواہش تھی؟'' جواب دیا ''بجائے تیرے عراق کا حاکم ہونے کی''۔ حجاج نے یہ سنتے ہی قتل کا حکم دے دیا۔ بلقام بن نعیم قتل کر ڈالے گئے۔ بعدہ عبداللہ بن عامر کو حاضر کیا گیا۔ حجاج نے اس کو بھی ملامتانہ نصیحت کی' عبداللہ بن عامر نے کہا ''ابن مہلب کا اللہ تعالیٰ بھلا کرے اس نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اچھا کیا''۔ حجاج بولا ''ابن مہلب نے تیرے ساتھ کیا کیا؟'' حجاج یہ سن کر تھوڑی دیر تک خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر مہر سکوت توڑ کر قتل کا حکم دیا اور اسی وقت سے اس کے دل میں یزید بن مہلب کی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی یہاں تک کہ اس کو معزول کیا۔

ان لوگوں کے قتل کے بعد پھر فیروز کی پیشی ہوئی۔ قید سخت میں رکھنے اور طرح طرح کی ایذائیں دینے کا حکم صادر کیا۔ جب فیروز کو اپنی موت کا کامل یقین ہو گیا تو اس نے داروغہ جیل سے کہا ''مجھے باہر نکالو تا کہ میں اپنی امانتیں لوگوں سے واپس لے لوں ورنہ میرے بعد کوئی کچھ نہ دے گا''۔ داروغہ جیل نے باہر نکالا تو فیروز نے چلا کر کہا ''جس کے پاس میری جو کچھ امانت ہو یا اس پر میرا قرض ہو اس کو میں اسے ہبہ کئے دیتا ہوں''۔ حجاج نے فیروز کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ اس کے بعد عمر بن فہر کندی کے قتل کا حکم دیا۔ یہ نہایت شریف و کریم تھا۔ پھر اعشیٰ ہمدانی بلایا گیا اور اس سے اس قصیدے کو پڑھنے کو کہا جو اس نے ما بین اثلج وقیس پڑھا تھا جس میں عبدالرحمٰن اور اس کے ہمراہیوں کو حجاج سے لڑنے کی ترغیب دی تھی۔ اعشیٰ ہمدانی نے کہا ''ما بین اثلج وقیس میں نے وہ قصیدہ نہیں پڑھا تھا جو یہ روایت مشہور ہے''۔ حجاج اس کا کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اعشیٰ بہ تبدیل قافیہ قصیدہ پڑھنے لگا ''جس وقت ((بخ بخ للوالدة وللمولود)) ''آفرین ماں بیٹے پر'' کہا حجاج بولا ''واللہ آج کے بعد تو کسی کو ملامت نہ کر سکے گا لے میں تیرے قتل کا حکم دیتا ہوں''۔

شعبی کی جان بخشی: جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہوا تو شعبی کو دریافت کیا۔ یزید بن مسلم نے جواب دیا وہ رے چلا گیا۔ حجاج نے اپنے عامل رے قتیبہ بن مسلم کو شعبی کی گرفتاری کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ شعبی ۸۳ھ میں حجاج کے پاس بھیج دیا گیا چونکہ ابن مسلم اس کا دوست تھا اس نے شعبی کو معذرت کرنے کی ہدایت کر دی تھی۔ پس جب شعبی دربار حجاج میں داخل ہوا تو اس نے امراء اور نیز حجاج کو سلام کیا اور بطور معذرت عرض کیا ''واللہ ہم حق کے سوا کچھ نہ کہیں گے ہم نے ضرور کوشش کی لڑے نہ تو ہم قوی فاجر تھے اور نہ متقی نیک بے شک اللہ تعالیٰ نے تم کو ہم پر فتح یاب کیا' اگر تم ہم کو سزا دیتے ہو تو ہماری خطا کی وجہ سے اور اگر معاف کرو گے تو اپنے حلم و کرم کی وجہ سے اور تم حق بجانب ہو''۔ حجاج نے کہا ''واللہ یہ شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے جو کہتا ہے میں اس معرکے میں نہ تھا اور نہ میں یہ فعل کیا ہے حالانکہ اس کی تلوار سے ہمارا خون ٹپکتا ہے''۔ اس کے بعد حجاج نے اس کو معاف کر دیا اور وہ لوٹ آیا۔

عمر بن ابی الصلت کا قتل: بعد فتح یابی کے بعد حجاج و ہزیمت عبدالرحمٰن بن اشعث اکثر منہزمین عمر بن ابی الصلت کے پاس چلے گئے۔ جو اس فتنہ میں رے پر قابض ہو گیا تھا۔ جب یہ لوگ رے میں جمع ہوئے تو ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حجاج کے ساتھ کوئی امر کیا جائے جس سے جنگ جماجم کی لغزش کا ازالہ ہو سکے۔ پس سب نے عمر بن ابی الصلت کو حجاج کے خلع حکومت پر ابھارا اس نے اس سے انکار کیا۔ تو وہ لوگ اس کے باپ کے پاس گئے اس نے اس کو منظور کر لیا۔ چنانچہ جب قتیبہ رے کی طرف آیا تو سب کے سب عمر کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کو آئے لیکن پھر ان لوگوں کی بدعہدی کی وجہ سے عمر کو شکست ہوئی اور عمر بھاگ کر طبرستان پہنچا۔ اصبہد نے اس کو عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور حالت غفلت میں اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ لیکن اس کے باپ نے اس عمل سے منع کیا۔ قتیبہ نے رے میں داخل ہو کر حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ حجاج نے اصبہد کو لکھ بھیجا کہ ہمارے باغیوں کو تم گرفتار کر کے بھیج دو یا ان لوگوں کا سر اتار کر روانہ کرو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

علقمہ کی ابن اشعث سے علیحدگی: جب عبدالرحمٰن بن اشعث نے ہرات سے رتبیل کی طرف مراجعت کی تو علقمہ بن عمر اودی نے کہا ''میں تمہارے ساتھ دارالحرب میں نہ جاؤں گا کیونکہ رتبیل کو حجاج نے ڈرایا ہے۔ دھمکی دی ہے اگر وہ آ گیا تو تم کو اور تمہارے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالے گا اور ہم لوگ پانچ سو آدمی ہیں۔ ہم لوگوں نے آپس میں عہد کر لیا ہے کہ کسی شہر میں جا کر پناہ گزین وقلعہ بند ہو جائیں تا کہ شر وفساد سے مامون ومحفوظ ہو جائیں یا عزت واحترام کے ساتھ جان بحق سپرد کر دیں''۔ عبدالرحمٰن یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ چنانچہ یہ لوگ رتبیل کے ملک میں عبدالرحمٰن کے ساتھ نہ گئے اور مودود بصری کو اپنا امیر بنالیا۔ عمارہ بن تمیم لخمی نے پہنچ کر ان لوگوں کا محاصرہ کر کے جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ مجبور ہو کر امان کے خواستگار ہوئے اور عمارہ بن تمیم کے امان دینے پر اس سے آ ملے۔

ابن اشعث کا قتل: حجاج کو جب یہ معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بھاگ کر رتبیل کے پاس چلا گیا ہے۔ تو اس نے رتبیل سے خط و کتابت شروع کی۔ عبدالرحمٰن کے سپرد نہ کرنے پر طمع اور دھمکی دینے لگا۔ عبید بن سبیع تمیمی نے جو عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں میں سے تھا اور ابتداً رتبیل کے پاس اس کا نامہ وپیام لاتا تھا۔ رتبیل کو حجاج کی سطوت سے ڈرایا اور عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے یا اس کا سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دینے کا مشورہ دیا۔ قاسم بن اشعث نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن سے یہ کل واقعات بیان کر کے عبید بن سبیع تمیمی کے قتل کر ڈالنے کو کہا' اتفاق یہ کہ عبید کو اس کی خبر لگ گئی۔ رتبیل کو یہ فقرہ دیا کہ تم عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیج دو میں سات برس کا جزیہ معاف کرا دوں گا۔ رتبیل نے اس کو منظور کر لیا۔ عبید بن سبیع رتبیل سے رخصت ہو کر عمارہ کے پاس آیا اور کل واقعات بتلائے عمارہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا۔ حجاج نے یہ شرط منظور کر لی اور سات برس کے بجائے دس برس کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھا۔ پس رتبیل نے عبدالرحمٰن کا سر کاٹ کر حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔

بعض کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن کا انتقال عارضہ سل میں ہوا تھا اور وفات کے بعد رتبیل نے سر کاٹ کر حجاج کے پاس بھیجا تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رتبیل نے عبدالرحمٰن کو مع اس کے خاندان والوں کے جو تعداد میں تیس آدمی تھے گرفتار کر کے عمارہ کے پاس بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے اپنے قصر امارت سے گرا دیا اور مر گئے۔ عمارہ نے سر اتار کر حجاج کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۸۴ھ یا ۸۵ھ کا ہے۔

اہل کش کی اطاعت وسرکشی: ہم اس سے پیشتر لکھ چکے ہیں کہ مہلب نے شہر کش (مضافات ماوراء النہر) کا محاصرہ کر لیا تھا' چنانچہ دو برس تک اس کا حصار کئے رہا اس زمانے میں خراسان میں اس کا لڑکا مغیرہ حکومت کر رہا تھا۔ اس نے (ماہ رجب) ۸۲ھ میں وفات پائی۔ مہلب نے یہ سن کر افسوس ظاہر کیا اور اسی وقت اپنے دوسرے لڑکے یزید کو ستر سواروں کے ساتھ مرو کی طرف روانہ کیا۔ بست کے ایک درہ میں پانچ سو ترکوں سے مڈبھیڑ ہو گئی ان لوگوں نے یزید سے جو کچھ اس کے پاس مال واسباب تھا طلب کیا۔ یزید نے انکار کیا لیکن اس کے ہمراہی نے کچھ آلاتِ حرب اور کسی قدر مال دے دیا۔ ترک اس کو لے کر لوٹے اور پھر سوچ وسمجھ کر بدعہدی کر بیٹھے یزید نے لڑ کر ان کو نیچا دکھایا اور ان کے سردار کو مار ڈالا تب وہ منتشر ہو

کر بھاگے اور یزید بن مہلب مرو جا پہنچا۔

حریث بن قطنہ: اس کے بعد اہل کش نے صلح کی درخواست کی۔ مہلب نے زرفدیہ پر مصالحت کی اور اطمینان کے لئے ان کے لڑکوں کو زرفدیہ ادا ہونے تک نظر بند رکھا۔ حریث بن قطنہ (خزاعہ کے آزاد غلام) کو زرفدیہ وصول کرنے اور ان کے لڑکوں کو واپس دینے کی غرض سے چھوڑ کر کش سے بلخ کو روانہ ہوا۔ بلخ میں پہنچ کر حریث کو اس مضمون کا خط لکھا ''تم باوجود زرفدیہ وصول کرنے کے اہل کش کے لڑکوں کو رہا نہ کرنا جب تک تم سرزمین بلخ میں پہنچ نہ لینا کیونکہ مجھے ان کی بدعہدی کا خطرہ ہے''۔ حریث نے یہ خط والی کش کو دکھا کر کہا ''اگر تم لوگ زرفدیہ دے دو تو میں تمہارے لڑکوں کو رہا کر دوں گا مہلب سے جا کر کہہ دوں گا کہ تمہارا خط زرفدیہ وصول کرنے اور اہل کش کے لڑکوں کے واپس دینے کے بعد پہنچا تھا''۔ موالی کش نے جھٹ پٹ زرفدیہ دے کر اپنے لڑکوں کو واپس لے لیا اور یہ بلخ کو روانہ ہو گیا۔

حریث بن قطنہ کا فرار: اثناء راہ میں جیسا کہ ترکوں نے یزید کے ساتھ کیا تھا اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا۔ لڑائی ہوئی حریث نے ان کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک سے فدیہ لے کر رہا کر دیا۔ جب وہ مہلب کے پاس پہنچا تو اس نے عدول حکمی کی وجہ سے بیس درے لگوائے۔ اس پر حریث بن قطنہ نے مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی' مہلب کو اس کی اطلاع ہو گئی تو اس نے اس کے بھائی ثابت بن قطنہ کے ذریعہ سے حریث کو نرمی و ملاطفت سے بلوایا۔ چونکہ حریث غصہ میں بھرا ہوا تھا جانے سے انکار کر دیا اور اس کے سامنے بھی مہلب کے مار ڈالنے کی قسم کھائی۔ ثابت بولا ''اگر تمہاری یہی رائے ہے تو ہم سب لوگ مار ڈالے جائیں گے بہتر ہوگا کہ ہم سب موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس بھاگ چلیں۔ حریث نے اس کو منظور کر لیا اور اپنے تین سو ہمراہیوں سمیت موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کے پاس چلا گیا۔

مہلب کی وفات: ان واقعات کے بعد مہلب مر گیا۔ بہ وقت وفات اپنے لڑکے یزید کو حکومت پر اپنی جگہ اور دوسرے لڑکے حبیب کو نماز پر مامور کیا۔ بقیہ کل لڑکوں کو جمع کر کے اتفاق ومحبت وحسنِ معاشرت کی وصیت کی اور کہا ''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور صلہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے عمر کی درازی اور مال کی زیادتی اور نفوس کی کثرت ہوتی ہے اور اس کے چھوڑنے سے میں تم کو منع کرتا ہوں اس وجہ سے کہ یہ دوزخ میں جانے کا باعث اور ذلت اور کمی نفوس کا سبب ہے۔ تم پر امیر کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تمہارے افعال تمہارے اقوال سے بہتر ہوں۔ جواب جلد دینے اور زبان کی لغزش سے احتراز کرو کیونکہ آدمی پاؤں کی لغزش سے سنبھل جاتا ہے اور زبان کی لغزش سے مار کھا جاتا ہے۔ صبح وشام بیکار بیٹھے رہنے سے یہ بہتر ہے کہ جن کے حقوق تم پر ہوں ان کی حق شناسی کرو۔ خوشامدیوں کی خوشامد میں نہ آ جانا۔ بخشش اور سخاوت کو بخل پر فضیلت دینا' نیکی کو زندہ رکھنا اور ہمیشہ نیک کام کرنے کی کوشش کرنا۔ لڑائی میں ہوشیاری اور مکر کا زیادہ خیال رکھنا' یہ شجاعت سے زیادہ مفید ہے جس وقت مقابلہ ہوتا ہے اس وقت آسمان سے قضا نازل ہوتی ہے۔ پس اگر آدمی نے ہمت باندھ لی اور ہوشیاری سے کام لیا تو فتح یاب ہو گیا اور اگر بدحواسی چھا گئی تو ناکام رہا۔ لیکن سب پر حکم الٰہی غالب ہے' قرأت قرآن وتعلیم سنن وآداب صالحین اپنے پر فرض کر لینا۔ اپنی مجلسوں میں

زیادہ گفتگو کرنے سے احتراز کرتے رہنا''۔ غرض مہلب اسی قسم کی چند وصیتیں کر کے مر گیا۔ یہ واقعہ ۸۲ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت مہلب نے اتفاق واجتماع کی وصیت کی تھی اس وقت ایک ترکش تیروں سے بھرا ہوا منگوایا اور لڑکوں سے کہا ''کیا تم سب ان تیروں کو توڑ سکتے ہو؟'' لڑکوں نے جواب دیا ''نہیں'' پھر اس میں سے ایک تیر نکال کر کہا ''اب اس کو توڑ سکتے ہو؟'' لڑکے بولے ''ہاں'' مہلب نے کہا ''یہی حالت جماعت کی ہے''۔

حجاج اور یحییٰ بن یعمر: مہلب کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا یزید بن خراسان پر متصرف ہوا۔ حجاج نے سند گورنری لکھ کر بھیج دی۔ کچھ عرصے بعد قلعہ بیزک پر جاسوس مقرر کئے۔ جس وقت اس کو اہل قلعہ کے نکلنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے جا پہنچا اور محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا یہ قلعہ نہایت مضبوط ومستحکم تھا۔ فتح یابی کے بعد حجاج کے پاس فتح کی خوش خبری بھیجی اس کا کاتب یعمر عدوانی حلیف ہذیل تھا خط کا مضمون یہ تھا:

> ''ہم نے دشمنوں سے مقابلہ کیا پس اللہ تعالیٰ نے ہم کو ان پر فتح یابی دی ایک گروہ کو ہم نے قتل کر ڈالا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیوں اور سنسان بیابان کی طرف چلا گیا''۔

حجاج نے دریافت کیا یزید کا کون کاتب ہے؟ جواب دیا گیا ''یحییٰ بن یعمر'' حجاج نے اس کو طلب کیا۔ جب وہ آیا تو استفسار کیا ''تیری پیدائش کہاں کی ہے؟'' عرض کیا ''میں نے اپنے باپ کے کلام سے اس کی تعلیم پائی وہ فصیح تھا''۔ پھر دریافت کیا ''عنبسہ بن سعید گاتا تھا؟'' عرض کیا ''ہاں اکثر'' پھر کہا ''فلاں شخص'' جواب دیا ''ہاں'' اسی سلسلہ میں کہا ''پھر میں'' حجاج نے کہا اچھا تم گاؤ اور ایسا گاؤ کہ (ایک حرف کو بڑھاؤ اور ایک کو گھٹاؤ) اور بجائے اِنَّ کے اَنَّ اور اَنَّ کے بجائے اِنَّ کہو' یہ کہہ کر حکم دیا کہ تین دن کی تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر سرزمین عراق میں تجھے پاؤں گا تو قتل کر ڈالوں گا۔

شہر واسطہ: حجاج نے اپنے زمانہ حکومت میں لشکر شام کو اہل کوفہ کے مکانات میں ٹھہرایا تھا۔ ۸۳ھ میں اہل کوفہ کو خراسان پر حملہ کرنے کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ اہل کوفہ نے شہر کے باہر ایک میدان میں لشکر مرتب کیا ان ہی لشکریوں میں ایک نوجوان شخص تھا جس کی نئی نئی شادی اس کی چچا کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ وہ لشکر سے ایک روز شب کے وقت اپنی بیوی کے پاس چلا آیا۔ اتفاق سے تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص دروازے کی زنجیر کھڑکھڑانے اور زور زور سے دروازوں کو پیٹنے لگا۔ بہت شور وغل کے بعد دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شامی لشکر کا ایک شخص نشہ شراب سے چور کھڑا ہوا ہے اس عورت نے اپنے شوہر سے شکایت کی کہ ''روزانہ یوں ہی یہ آ کر پریشان کیا کرتا ہے' میں نے اس کی شکایت بارہا اس کے سردار سے بھی کی ہے''۔ نوجوان نے کہا ''تم مجھے اس کے قتل کی اجازت دے سکتی ہو''۔ عورت بولی ''ہاں میں نے اجازت دی''۔ نوجوان نے اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالا اور صبح ہونے سے پیشتر یہ کہہ کر لشکر میں چلا آیا کہ صبح ہوتے ہی اس کو شامیوں کے پاس بھیج دینا تاکہ وہ لوگ اپنے دوست کو لے جا کر دفن کر دیں۔

چنانچہ اس عورت نے ایسا ہی کیا لوگ اس عورت کو حجاج کے پاس لے گئے اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ حجاج نے کہا ''تو سچ کہتی ہے''۔ پھر شامیوں سے مخاطب ہو کر بولا ''تم اپنے دوست کو دیکھو اس کمبخت کو نہ عقل تھی اور نہ دانائی اور نہ اس کی

کچھ دیت (خوں بہا) ہے کیونکہ اس مقتول کا ٹھکانہ دوزخ ہے"۔ اس کے بعد منادی کرادی کہ کوئی شخص کسی کے یہاں فروکش نہ ہو اور اسی وقت چند آدمیوں کو مقرر کیا جنہوں نے مقام واسط کو کیمپ بنانے کے لئے منتخب کیا۔ ان لوگوں نے اس مقام پر ایک راہب کو دیکھا تھا کہ وہ اس مقام کو نجاست سے پاک کر رہا ہے صاف کرنے کی وجہ دریافت کی اس نے جواب دیا "چونکہ ہم اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک مسجد عبادت کے لئے بنائی جائے گی اس وجہ سے ہم اس کو پاک و صاف کر دیتے ہیں پس حجاج نے اسی مقام پر شہر واسطہ کی بناڈالی اور مسجد بھی بنوادی۔

<u>یزید بن مہلب کی معزولی</u>: بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بطور وفد عبدالملک کے پاس جا رہا تھا اثناء راہ میں ایک راہب ملا لوگوں نے کہا یہ ہونے والی باتوں کو بتلا دیتا ہے۔ حجاج نے دریافت کیا تم لوگ اپنی کتاب میں ہم کو اور اپنے کو پاتے ہو (یعنی اپنا اور ہمارا حال بتا سکتے ہو) راہب نے کہا "ہاں" حجاج بولا "نام بتلاؤ گے یا اس کی صفت"۔ راہب نے کہا "صفت"۔ حجاج نے کہا "ہمارے بادشاہ کی صفت بتلاؤ"۔ راہب نے کہا "اس کی صفت یہ ہے"۔ پھر حجاج نے دریافت کیا "اس کے بعد کون ہوگا" جواب دیا "جس کے نام کا آخری جزء ولید ہے"۔ حجاج نے کہا "پھر اس کے بعد"۔ جواب دیا "جس کے نام کے آخر میں ثقفی ہے"۔ پھر حجاج نے استفسار کیا "میرے بعد تم کس کو پاتے ہو"۔ جواب دیا "ایک شخص کو جس کا نام یزید ہے"۔ دریافت کیا اس کی صفت بتلا سکتے ہو"۔ جواب دیا "میں اس کی اور صفت تو نہیں بتلا سکتا مگر ہاں اس قدر جانتا ہوں کہ وہ بدعہدی کیا کرتا ہے"۔

اس کلام سے حجاج کا ذہن یزید بن مہلب کی طرف منتقل ہو گیا اور راہب کی باتوں کا اس نے یقین کر لیا۔ عبدالملک کے پاس آیا اور وہاں سے لوٹ کر خراسان آیا اور عبدالملک کو یزید و آلِ مہلب کی شکایتیں لکھنے لگا کہ یہ لوگ ہوا خواہ آلِ زبیرؓ ہیں۔ عبدالملک نے جواباً لکھا کہ اہل مہلب کی وفاداری آلِ زبیر کے ساتھ ہماری حق شناسی اور وفاداری کو ثابت کرتی ہے' میں اس کو کوئی نقصان نہیں دیکھتا"۔ حجاج نے ان کی بدعہدیوں سے اس کو ڈرایا اور راہب نے جو کچھ کہا تھا لکھ بھیجا تب عبدالملک نے مجبور ہو کر لکھا "چونکہ تم نے یزید کی بکثرت شکایتیں لکھی ہیں۔ لہٰذا جس کو چاہو اس کی جگہ مامور کرو"۔ حجاج نے قتیبہ بن مسلم کو نامزد کیا' عبدالملک نے سند گورنری لکھ دینے کی اجازت دے دی' حجاج نے یزید کو معزولی کا فرمان لکھنا مناسب خیال کر کے اس کو طلب کر لیا اور یہ لکھا کہ تم اپنے بھائی مفضل کو اپنی جگہ مقرر کر کے ہمارے پاس چلے آؤ۔

<u>مفضل کی تقرری و معزولی</u>: یزید بن مہلب کو حجاج کا یہ فرمان ملا تو اس نے حصین بن منذر رقاشی سے مشورہ کیا۔ حصین بن منذر نے کہا "میرے نزدیک تم یہیں قیام کرو اور فی الحال کوئی حیلہ لکھ بھیجو"۔ اس کے ساتھ ہی عبدالملک سے اس کے متعلق خط و کتابت کرو وہ تم کو بہت اچھا جانتا ہے"۔ یزید بن مہلب نے اس رائے سے اختلاف کر کے کہا "ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جن کی اطاعت سے سرفرازی ہوئی ہے اس وجہ سے ہم اختلاف کرنا پسند نہیں کرتے"۔ رقاشی یہ سن کر خاموش ہو گیا یزید سامان سفر درست کرنے لگا۔ روانگی میں دیر ہوئی تو حجاج نے مفضل کے نام خراسان کی سند گورنری بھیج دی اور یزید کو جلد روانہ کرنے کو لکھا۔ یزید نے مفضل سے کہا "تم اس پر نازاں نہ ہو کہ حجاج تم کو میرے بعد اس عہدے پر قائم

رکھے گا بلکہ اس نے فی الحال تم کو اس خوف سے خراسان کا والی بنایا ہے کہ میں اس کو خراسان پر تصرف کرنے سے مانع نہ ہوں''۔ مفضل کو اس بات پر یقین نہ آیا۔ یزید ربیع الثانی ۸۵ھ کو خراسان سے رخصت ہو کر چل کھڑا ہوا۔

اس کے بعد مفضل اپنی حکومت کے نویں مہینے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ قتیبہ بن مسلم مامور کیا گیا۔ بعض نے یزید کی معزولی کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ حجاج نے مہم عبدالرحمٰن بن اشعث سے فارغ ہو کر اہل عراق کو پامال کیا۔ مگر آل مہلب کو اسی عزت وتوقیر سے رکھا۔ بارہا یزید کو خراسان سے بلایا اور یہ جنگ کی مصروفیت کا حیلہ کر کے نہ آیا۔ بعض کا بیان ہے کہ پہلے حجاج نے اس کو خوارزم پر حملہ کرنے کو لکھا تھا اس نے نفع کی کمی اور نقصان کی زیادتی کا عذر کر کے حملہ کرنے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب حجاج نے اس کو طلب کیا تو اس نے لکھا کہ میں خوارزم پر فوج کشی کروں گا۔ حجاج نے منع کیا لیکن اس نے کچھ خیال نہ کیا اور خوارزم سے لڑا' تھوڑے سے قیدی ہاتھ آئے۔ اہل خوارزم نے مصالحت کر لی اور چونکہ اس نے ایام سرما میں فوج کشی کی تھی' لشکریوں کو سردی سے سخت تکلیف ہوئی قیدیوں کے کپڑے چھین چھین کر پہن لئے' قیدی برہنہ ہو گئے اور شدت سردی سے مر گئے (حجاج کو یہ مخالفین ناگوار گزریں' عبدالملک کو اس کی معزولی کی بابت لکھ بھیجا۔ عبدالملک نے وہی جواب لکھا جس کو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں)

مفضل خراسان کا گورنر ہوا تو اس نے باذغیس پر چڑھائی کی۔ فتح یاب ہوا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو اس نے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد شومان پر حملہ کیا اور جو کچھ پایا تقسیم کر دیا۔

<u>موسیٰ بن عبداللہ بن حازم</u>: جن دنوں عبداللہ بن حازم بنو تمیم کے ساتھ خراسان میں لڑ رہا تھا اسی زمانے میں ان لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس نے نیشاپور کا قصد کیا اور پھر اس خیال سے کہ بنو تمیم اہل مرو سے سازش نہ کر لیں اپنے لڑکے موسیٰ کو حکم دیا کہ مال واسباب لے کر نہر بلخ عبور کر جاؤ تا کہ کسی بادشاہ کے یہاں جا کر ہم پناہ گزیں ہو سکیں یا کسی محفوظ قلعہ میں قیام کر سکیں۔ پس موسیٰ مرو سے دو سو بیس سواروں کے ساتھ روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے ہمراہیوں کی تعداد چار سو ہو گئی۔ ان کے علاوہ کچھ اور لوگ بنو سلیم کے بھی آ ملے۔ قم پر پہنچا تو لڑائی ہوئی۔ موسیٰ نے کامیابی کے ساتھ اہل قم کے مال واسباب کو لوٹ کر نہر بلخ عبور کیا اور بخارا میں پہنچ کر والیٔ بخارا سے امن کا خواست گار ہوا۔ والیٔ بخارا نے عبدالملک کے خوف سے انکار کر دیا تب وہ ملوک ترک کے پاس گیا انہوں نے بھی ڈر کر پناہ دینے سے انکار کر دیا پھر سمرقند پہنچا۔ طرخون والیٔ صغد نے ٹھہرنے کی اجازت دی۔ ایک مدت تک مقیم رہا۔ اسی زمانہ قیام میں اس کو عبداللہ بن حازم (اس کے باپ) کے مارے

---

[1] اہل صغد کا قدیم دستور تھا کہ سال میں ایک روز سوار صغد کے لئے دسترخوان پر شراب اور عمدہ عمدہ کھانے چن کر رکھتے تھے' کوئی شخص اس کے قریب نہ جانے پاتا تھا اور جو شخص اس میں سے کھا لیتا تھا اس سے معرکہ آرائی ہوتی تھی جو حریف اپنے مقابل کو مار ڈالتا تھا وہی دسترخوان کا مالک ہوتا تھا۔ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے اس رسم کی کیفیت دریافت کی لوگوں نے بتلایا اس نے دسترخوان پر بیٹھ کر جو کچھ تھا کھا لیا۔ دسترخوان بچھانے والے کو معلوم ہوا تو وہ غصہ میں بھرا ہوا آیا اور اس عربی نژاد کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ جنگ ہوئی صغدی مارا گیا۔ والی صغد نے موسیٰ سے کہا ''میں نے تم کو ٹھہرایا' پناہ دی اس کے معاوضے میں تم نے میرے سوار کو مار ڈالا اگر میں نے پناہ نہ دی ہوتی تو میں تم کو مار ڈالتا پس اسی میں خیر ہے کہ شہر چھوڑ کر نکل جاؤ''۔ چنانچہ موسیٰ مع اپنے ہمراہیوں کے صغد سے نکل کھڑا ہوا۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۰۳۔

جانے کی خبر ملی مگر اس نے اپنی مقام سے حرکت نہ کی۔

شدنی امر کسی شخص نے اس کے ہمراہیوں میں ایک ضعدی کا مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ضعدی اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جس کی وجہ سے طرخون کے والی ضعد نے موسیٰ کو مع اس کے ہمراہیوں کے اپنے شہر سے نکال دیا۔ وہ کش پہنچا والی کش اس کی مدافعت نہ کر سکا اور طرخون سے امداد چاہی۔ موسیٰ اس کے مقابلہ پر نکلا اس وقت اس کے ہمراہ سات سو سوار تھے لڑائی ہوئی۔ صبح سے شام تک جنگ کا بازار گرم رہا۔ (موسیٰ کے اکثر آدمی زخمی ہوئے) اس کے کسی ہمراہی نے طرخون سے مل کر بہ فریب و مکر انجام کار کی دھمکی دی (کہ موسیٰ عربی نژاد ہے اس کو اگر تم نے مارلیا تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا) کہ جو شخص خراسان میں آئے گا وہ اس کے خون کا بدلہ تم سے طلب کرے گا' طرخون نے کہا'' یہ سب سہی لیکن میں کش اس کے قبضہ میں نہیں چھوڑنا چاہتا''۔ اس شخص نے جواب دیا'' اگر موسیٰ کش سے چلا جائے؟'' طرخون نے کہا'' ہاں یہ ہوسکتا ہے''۔ طرخون نے لڑائی موقوف کر دی اور موسیٰ کش سے روانہ ہو کر ترمذ آ پہنچا اور قلعہ کے باہر قیام کیا۔

موسیٰ کا قلعہ ترمذ پر قبضہ: قلعہ نہر کے کنارے پر بنا ہوا تھا۔ والی ترمذ نے اس کو قلعہ میں داخل نہ ہونے دیا۔ موسیٰ نے تحفے تحائف دے کر اس سے راہ و رسم بڑھائی اکثر سیر و شکار میں اس کے ہمراہ رہنے لگا۔ ایک روز والی ترمذ نے موسیٰ کی دعوت کی موسیٰ مع اپنے ایک سو ہمراہیوں کے شریک دعوت ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد والی قلعہ نے موسیٰ سے واپس جانے کو کہا اس نے نکلنے سے انکار کر کے کہا'' اس قلعہ میں یا تو میں رہوں گا یا میری قبر بنے گی''۔ والی قلعہ نے سختی کی لڑائی ہوئی' موسیٰ نے اہل قلعہ کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا اور بادشاہ ترمذ کو نکال کر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بادشاہ ترک کے پاس گیا امداد چاہی' اس نے انکار کیا۔ رفتہ رفتہ اس کے باپ (عبداللہ بن حازم) کے ہمراہی اس سے آ ملے جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ اکثر اوقات قلعے سے نکل کر گرد و نواح پر متصرف ہو جاتا تھا۔

امیہ اور موسیٰ بن عبداللہ: جب امیہ گورنر ہو کر خراسان گیا اور موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر فوج کشی کے قصد سے روانہ ہوا اور بکیر نے مخالفت پر کمر باندھی تو وہ بکیر کی بغاوت فرو کرنے کے لئے لوٹ آیا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ پھر بکیر سے مصالحت کرنے کے بعد ایک خزاعی سپہ سالار کے ساتھ موسیٰ کی گوش مالی کرنے کو فوجیں روانہ کیں۔ جنہوں نے موسیٰ کا ترمذ میں محاصرہ کیا والی ترمذ دوبارہ بادشاہ ترک کے پاس استعانت و استمداد کو گیا۔ وہاں سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر واپس ہوا اور قلعہ کے ایک طرف مورچہ قائم کیا۔ موسیٰ اول وقت تو عربوں سے لڑتا تھا اور دوسرے وقت سے تین مہینے تک اسی انداز سے لڑائی جاری رہی۔ ایک روز شب کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر حملہ کر دیا اور بہت سے سپاہیوں کو مار ڈالا۔ لشکر گاہ میں مال و اسباب و آلات حرب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ موسیٰ کے ہمراہیوں میں سے صرف سولہ آدمی کام آئے۔ صبح ہوئی تو خزاعی اور عرب کے لشکر نے ترکوں کو شکست خوردہ و پامال دیکھ کر تاسف کیا اور خود بھی موسیٰ کی ان چالوں سے ڈرے۔

خزاعی کا قتل: اگلے دن عمر بن خالد بن حصن کلابی جو موسیٰ کے دوستوں میں تھا حاضر ہو کر کہا'' چونکہ ہم لوگ مکر ہی کے ذریعہ سے فتح یاب ہوتے ہیں اس وجہ سے مناسب ہے کہ تم ہم کو کوڑے مار کر چھوڑ دو''۔ موسیٰ نے اس کو پچاس کوڑے

لگوائے۔ عمر بن خالد اٹھ کر خزاعی کے پاس آیا یہ ظاہر کیا ''مجھے ابن حازم نے تمہاری دوستی وحمیت و جاسوسی سے متہم کیا ہے اور کوڑے لگوائے ہیں''۔ خزاعی نے عمر بن خالد کو امان دی۔ چند دنوں تک یہ اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ ایک روز عمر بن خالد خزاعی کے پاس گیا۔ اتفاق سے اس وقت وہ تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ عمر بن خالد نصیحتاً کہنے لگا ''تم کو ایسے نازک وقت میں بغیر ہتھیار کے خالی ہاتھ نہ رہنا چاہئے''۔ خزاعی نے فرش کا کنارا اٹھایا تو اس کے نیچے برہنہ شمشیر رکھی ہوئی تھی۔ عمر نے اٹھا کر وار کر دیا۔ خزاعی نے دم تک نہ لیا فوراً ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ عمر بن خالد بھاگ کر موسیٰ کے پاس آیا۔ خزاعی کا لشکر متفرق و منتشر ہو گیا۔ اکثر سپاہی امان حاصل کر کے موسیٰ کے لشکر میں مل گئے اس کے بعد امیہ نے پھر کوئی لشکر موسیٰ کے زیر کرنے کو نہ بھیجا۔ یہاں تک کہ وہ معزول ہو گیا اور مہلب امیر خراسان ہو کر آیا اور اس نے موسیٰ سے کچھ بھی تعرض نہ کیا۔ بلکہ اپنے لڑکوں سے نصیحتاً کہا تم لوگ موسیٰ سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ اگر یہ مر گیا تو خراسان کی امارت پر کوئی شخص بنو قیس کا آئے گا۔

یزید بن مہلب اور ثابت: اس کے زمانہ امارت میں حریث و ثابت پسران قطبہ خزاعی جو اس کے ہمراہ تھے۔ موسیٰ کے پاس چلے آئے۔ مہلب کے مرنے کے بعد یزید بن مہلب امیر خراسان ہوا۔ تو اس نے حریث و ثابت کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ انکی لونڈیوں کو گھر میں ڈال لیا اور انکے برادر اخیافی حریث بن معقد کو قتل کر ڈالا۔ ثابت فریادی صورت بنائے ہوئے طرخون کے پاس گیا اور یزید بن مہلب کے ظلم کی شکایت کی۔ چونکہ ترکوں کو ثابت سے ایک قسم کی محبت تھی اس لئے طرخون کو یزید بن مہلب کی زیادتیوں پر غصہ آیا' نیزک' اہل صغد' اہل بخارا اور صاغان کو ثابت کی امداد پر جمع کر دیا۔ ثابت ان سب کو لئے ہوئے موسیٰ کے پاس آیا۔ جبکہ عبدالرحمٰن بن عباس کا گروہ ہرات سے اور ابن اشعث کی جماعت عراق سے اور کابل سے آ کر اس کے پاس جمع ہو گئی تھی۔ ان سب لوگوں کے جمع ہو جانے سے آٹھ ہزار کی تعداد تو پوری ہو گئی۔ ثابت و حریث نے موسیٰ سے کہا ''آؤ ہم اور تم اس لشکر کو مرتب کر کے اٹھ کھڑے ہوں اور یزید کو خراسان سے نکال کر تم کو اس کا امیر بنائیں''۔

حریث بن قطبہ کا قتل: موسیٰ نے اس خیال سے کہ یہ دونوں خود خراسان پر متصرف ہو کر مجھ کو مغلوب کر دیں گے اور نیز بعض دوستوں کے سمجھانے سے ثابت و حریث سے کہا ''بفرض محال اگر تم نے یزید کو خراسان سے نکال باہر کیا تو عبدالملک کا دوسرا گورنر آ پہنچے گا' لہٰذا مناسب یہ ہے کہ یزید کے عمال کو ماوراء النہر سے نکال کر اس پر قبضہ کر لو''۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان کو نکال دیا۔ طرخون اور ترک اپنے اپنے ملک کو لوٹ آئے اور اہل عرب کی حکومت کو ترمذ میں گونہ استقلال ہو گیا۔ کچھ مال و اسباب بھی جمع ہو گیا۔ حریث و ثابت ملکی و مالی انتظام کرتے تھے اور موسیٰ برائے نام ان کا امیر تھا۔ اس وجہ سے موسیٰ کے مشیروں نے کہہ سن کر حریث و ثابت کے قتل پر اس کو آمادہ کیا اس اثناء میں عجمیوں کا ایک گروہ جس میں ہیاطلہ اور اہل تبت و ترک تھے حملہ آور ہوا۔ موسیٰ اپنے ہمراہیوں کو لے کر ان کے مقابلے پر آیا۔ بادشاہ ترک دس ہزار فوج لئے ہوئے ایک ٹیلے پر صف آراء تھا۔ حریث بن قطبہ نے اس پر حملہ کیا اور بادشاہ ترک کو ایک زبردست حملہ سے پسپا کر دیا' اسی جنگ میں ایک تیر حریث کے چہرے پر آ لگا۔ زخم کاری تھا دو دن کے بعد حریث مر گیا شام ہو گئی تھی لڑائی موقوف ہو گئی۔

ثابت بن قطنہ کا فرار: رات کے وقت موسیٰ نے ترکوں پر شب خون مارا۔ ایک گروہ کثیر ترکوں کا کام آ گیا۔ موسیٰ کے سپاہی بہت کم مقتول ہوئے اور وہ مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے میدان جنگ سے شہر کو واپس ہوا۔ اس کے مشیروں نے کہا ''حریث کا کام تو تمام ہو گیا اب تم ثابت کا بھی کام تمام کر دو''۔ موسیٰ نے انکار کیا رفتہ رفتہ یہ خبر ثابت تک پہنچ گئی اس نے محمد بن عبداللہ بن خزاعی کو مخبری کی غرض سے موسیٰ کی خدمت میں بھیجا اور یہ سمجھایا کہ عربی میں گفتگو نہ کرنا کوئی دریافت کرے تو یہ کہہ دینا کہ میں بامیان کے قیدیوں میں سے ہوں اور روزانہ جو خبریں ہوا کریں مجھ سے آ کر کہہ جایا کرنا''۔ چنانچہ محمد بن عبداللہ عرصہ دراز تک اس خدمت کو انجام دیتا رہا۔ ایک روز شب کے وقت دوران گفتگو موسیٰ سے کہنے لگا ''تم لوگوں بے حد اصرار کر رہے ہو اچھا یہ بتاؤ کہ اس کو یعنی ثابت کو کس وجہ سے اور کیوں قتل کیا چاہتے ہو حالانکہ اس سے کوئی بدعہدی اس وقت تک نہیں ہوئی''۔ کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس کا بھائی نوح بولا ''جس وقت وہ کل تمہارے پاس آئے گا اس سے پیشتر کہ تم تک پہنچے ہم اس کو اپنے ہمراہ لئے کسی نشست گاہ میں چلے جائیں گے اور وہیں قتل کر ڈالیں گے''۔ موسیٰ نے جواب دیا ''واللہ اس میں تم لوگوں کی ہلاکت ہے''۔ محمد بن عبداللہ یہ سب باتیں سن رہا تھا مجلس برخاست ہوتے ہی اس نے ثابت سے جا کر ہو بہو کہہ دیا۔ غریب ثابت اس شب کو بیس سواروں کو لے کر نکل کھڑا ہوا صبح ہوئی تو ان لوگوں نے ثابت کو نہ پایا اور نہ اس لڑکے (یعنی محمد بن عبداللہ خزاعی) کو اس سے ان پر یہ امر ثابت ہو گیا کہ وہ محمد بن عبداللہ ثابت کا جاسوس تھا۔

ثابت بن قطنہ کا قتل: ثابت ترمذ سے نکل کر حشوا میں جا ٹھہرا اور عرب وعجم کا ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ موسیٰ یہ خبر پا کر ثابت سے جنگ کرنے چلا' ثابت نے قلعہ بندی کر لی۔ لڑائی چھڑ گئی اس اثناء میں طرخون اس کی کمک پر آ گیا۔ مجبوراً موسیٰ محاصرہ اٹھا کر ترمذ لوٹ گیا۔ اس کے بعد ثابت' طرخون اہل بخارا' نسف اور کش نے متفق ہو کر اسی ہزار کی جمعیت سے ترمذ میں موسیٰ کا محاصرہ کیا۔ موسیٰ اور اس کے ہمراہی بے جگری سے لڑے لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ تھا۔ یزید بن ہذیل نے قسم کھائی کہ میں یا تو ثابت کو مار ڈالوں گا یا خود ہی مر جاؤں گا۔ چنانچہ اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ثابت کے پاس آیا اور اس سے امن کا خواستگار ہوا۔ ثابت کے بعض دوستوں نے یزید بن ہذیل کی بدعہدی و بے وفائی سے ڈرایا جس کی وجہ سے اس نے یزید کے دونوں لڑکوں قدامہ وضحاک کو بطور رہن کے رکھ لیا مگر بایں ہمہ یزید بن ہذیل ثابت کی فکر میں لگا رہا۔ اتفاق یہ کہ زیاد قصیر خزاعی کا لڑکا مر گیا۔ ثابت معمولی کپڑے پہنے ہوئے بلا ہتھیار اس کی ماتم پرسی کو جا رہا تھا یزید بن ہذیل نے پہنچ کر سر پر تلوار چلائی۔ زخم پورا پڑا ثابت تو زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑا اور یزید بن ہذیل بھاگ گیا۔ طرخون نے قدامہ وضحاک پسران یزید کو قتل کر ڈالا اور ثابت نے زخم کھانے کے ساتویں روز وفات کی۔ اس کی جگہ ظہیر امارت کرنے لگا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا محاصرہ: ثابت کے مرنے کے بعد اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ چستی و چالاکی باقی نہ رہ گئی آپس میں کچھ نا اتفاقی بھی ہو گئی موسیٰ نے تین سو آدمیوں کے ساتھ ان پر شب خون مارا۔ طرخون نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو قتل و غارت سے روک لو۔ ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے چنانچہ موسیٰ اس وقت لوٹ آیا اور طرخون اور

کل عجمی کوچ کر گئے۔ پس جس وقت مفضل امیر خراسان ہوا تو اس نے عثمان بن مسعود کو بسر افسری ایک لشکر موسیٰ بن عبداللہ بن حازم پر حملہ کرنے کو روانہ کیا اور مدرک بن مہلب کو بھی جو بلخ میں تھا روانگی کو لکھ بھیجا پس اس نے پندرہ ہزار کی جمعیت سے نہر عبور کی۔ دوسری طرف سے رتبیل و طرخون بھی مفضل کے لکھنے کے مطابق عثمان کی کمک پر آ پہنچے سب نے چاروں طرف سے موسیٰ بن عبداللہ بن حازم کا محاصرہ کر لیا دو مہینے تک نہایت سختی سے حصار کئے رہے۔ عثمان نے شب خون مارنے کے خوف سے اپنے لشکر گاہ کے ارد گرد خندق کھدوائی تھی۔ موسیٰ نے محاصرے سے تنگ ہو کر اپنے ہمراہیوں سے کہا "ہم سے اب صبر نہیں ہو سکتا آؤ ہمارے ساتھ خروج کرو اور دفعۃً ترکوں پر جا پڑو" کل ہمراہیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اس کے ساتھ حملے کی غرض سے نکلے۔ خروج کے وقت نضر بن سلیمان (اپنے بھتیجے) کو شہر میں چھوڑ گیا اور یہ سمجھا دیا کہ اگر میں مارا جاؤں تو دیکھنا شہر عثمان کے سپرد نہ کرنا بلکہ مدرک بن مہلب کے حوالے کرنا۔

موسیٰ بن عبداللہ کا قتل: موسیٰ نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک تہائی آدمیوں کو عثمان کے مقابلے پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ جب تک وہ تم سے نہ لڑیں تم پیش دستی نہ کرنا اور بقیہ آدمیوں کو لے کر طرخون اور اس کے رکاب کی فوج پر حملہ کر دیا۔ موسیٰ اور اس کے ہمراہیوں نے ایسا پر زور اور قوی حملہ کیا کہ طرخون کو سوائے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا۔ ترک و صغد یورش کر کے قلعہ اور موسیٰ کے مابین آ کر حائل ہو گئے۔ شدت کے ساتھ لڑائی ہونے لگی۔ ترکوں نے موسیٰ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اس کے مولیٰ (آزاد غلام) نے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ جس وقت موسیٰ کا گھوڑا گرا تھا اور لوگ اس پر حملہ کر رہے تھے اسی وقت عثمان نے اس کو پہچان لیا تھا اور اس پر حملہ کا قصد کیا تھا لیکن اس سے پہلے ترکوں نے گھوڑے کو زخمی کر کے موسیٰ کو قتل کر ڈالا تھا۔ عرب کا ایک گروہ کثیر اس معرکے میں کام آیا جس نے موسیٰ کی مردانہ زندگی کا خاتمہ کیا وہ واصل عنبری تھا۔ عثمان کے منادی نے قتل و غارت سے روکنے اور لوگوں کے قید کر لینے کی منادی کی۔ نضر بن سلیمان نے ترمذ کو مدرک بن مہلب کے سپرد کر دیا اور مدرک نے عثمان کے حوالے کر دیا۔ مفضل نے فتح و قتل موسیٰ کی بشارت حجاج کو لکھ بھیجی لیکن وہ اس سے خوش نہ ہوا۔ کیونکہ موسیٰ قبیلہ قیس سے تھا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے جب کہ پندرہ برس ترمذ پر موسیٰ کو تصرف کرتے ہوئے گزر چکے تھے۔

ولید کی ولی عہدی: عبدالملک بن مروان ایک مدت سے اپنے بھائی عبدالعزیز بن مروان کو اپنی ولی عہدی سے معزول کر کے ولید بن عبدالملک (اپنے لڑکے) کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا۔ قبیصہ بن ذویب اس رائے کا مخالف تھا اور اکثر یہ کہہ اٹھتا تھا ((لعل الموت یاتیہ و تدفع العاد عن نفسک))" اتفاق سے ایک روز شب کے وقت عبدالملک کے پاس روح بن زنباع آ گیا۔ (عبدالملک کے دربار میں اس کی بڑی عزت ہوتی تھی) عبدالملک اس وقت اسی ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا۔ روح بن زنباع نے عرض کیا "اگر آپ ولید کو اپنا ولی عہد بنانا چاہیں گے تو کوئی شخص بھی اس سے اختلاف نہ کرے گا"۔ عبدالملک بولا "انشاء اللہ تعالیٰ صبح ہوتے ہی ہم اس کام کو شروع کر دیں گے"۔ باتوں باتوں میں رات زیادہ ہو گئی روح بن زنباع اس روز وہیں سو رہا۔ تقریباً رات کا نصف حصہ گزر گیا ہو گا کہ قبیصہ بن ذویب آ پہنچا۔ اس وقت یہ دونوں سو رہے تھے۔ چونکہ اس کے پاس عبدالملک کا مہر اور انگوٹھی رہتی تھی اس وجہ سے اطلاع کئے بغیر چلے آنے کی اس کو اجازت تھی۔ قبیصہ نے ان دونوں کو جگا

کر عبدالعزیز[1] برادر عبدالملک کے مرنے کی خبر سنائی۔ روح بن زنباع فرط مسرت سے بول اٹھا ((کفانا اللہ ما نرید)) عبدالملک نے اسی وقت مصر کو اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کی گورنری میں شامل کر دیا۔

عبدالعزیز بن مروان: بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداً حجاج نے عبداللہ بن عبدالملک کو ولی عہدی ولید کی بیعت لینے کی بابت لکھا تھا اس پر عبدالملک نے عبدالعزیز کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آئندہ حکومت تمہارے بھتیجے کے سپرد کی جائے۔ عبدالعزیز نے جواباً تحریر کیا ''میں بھی ابوبکر[2] کی بابت وہی مناسب سمجھتا ہوں جو تم ولید کے حق میں تصور کرتے ہو'' (یعنی میں ابوبکر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتا ہوں) عبدالملک نے جھلا کر مصر کا خراج طلب کیا' عبدالعزیز نے لکھا ''اے امیر المومنین ہم اور تم ایسے سن رسیدہ ہو گئے ہیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی شخص اس سن کا نہیں ہے معلوم نہیں کس کی موت پہلے آئے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ میری بقیہ میں بگاڑ نہ پیدا کرو''۔ عبدالملک کا دل اس مضمون کے پڑھنے سے بھر آیا اور اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

ولی عہدی کی بیعت: عبدالملک بن مروان کو جب عبدالعزیز کی وفات کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے لوگوں کو اپنے لڑکوں ولید و سلیمان کی ولی عہدی کی بیعت[3] کرنے کا حکم دیا اور اپنے تمام ممالک محروسہ میں ان دونوں کی بیعت لینے کا گشتی فرمان بھیج دیا۔ مدینہ منورہ میں ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھا اس نے اہل مدینہ سے ولید بن سلیمان کی بیعت کرنے کو کہا۔ سب نے قبول کر لیا لیکن سعید بن مسیب نے انکار کیا۔ ہشام نے اس کو گرفتار کرا کے دروں سے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا۔ عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ہشام کو ملامتانہ خط لکھا جس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا ''سعید میں نہ عداوت ہے نہ نفاق اور نہ مخالفت''۔ اس سے پیشتر ابن مسیب (یعنی سعید) نے ابن زبیر کی بیعت سے انکار کیا تھا جس کی پاداش میں جابر بن اسود نے جو ابن زبیر کی طرف سے عامل مدینہ تھا ساٹھ درے لگوائے تھے۔ ابن زبیر نے جابر کو سخت ملامت کی تھی۔

عبدالملک کی وفات: بعض کا بیان ہے کہ ولید و سلیمان (پسران عبدالملک) کی بیعت ولی عہدی ۸۴ھ میں لی گئی تھی لیکن اول روایت صحیح تر ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبدالملک کے پاس مصر سے آیا تھا روانگی کے وقت عبدالملک نے نصیحتاً کہا ''کشادہ پیشانی سے رہو' خلیق و نرم دل رہو' چلتا ہوا کام کرو یہ تم کو فائز المرام کرے گا اور حاجب کو دیکھ بھال کر مقرر کرنا' مناسب تو یہ ہے کہ وہ تمہارے بہترین خاندان سے ہو کیوں کہ وہ تمہارا منہ اور تمہاری زبان ہے کوئی شخص تمہارے دروازے پر نہ آئے گا مگر یہ کہ وہ تم کو اس کا پتہ بتلائے گا تاکہ تم اس کو اجازت دو یا لوٹا دو اور جب تم مجلس میں آؤ تو ہم نشینوں سے ایسی باتیں کرو جس سے وہ تم سے مانوس ہوں اور تمہاری محبت ان کے دلوں میں جانشین ہو اور جب کبھی کوئی

1. عبدالعزیز مصر کا والی تھا اور وہیں اس نے ماہ جمادی الاول ۸۵ھ میں انتقال کیا۔ کامل ابن اثیر جہارم صفحہ ۲۰۹
2. ابوبکر عبدالعزیز کا لڑکا تھا۔
3. یہ واقعہ اوائل شوال ۸۶ھ کا ہے تاریخ الخلفا ولا سیوطی صفحہ ۱۵۲۔

مشکل پیش آئے تو اس کو مشورے سے آسان کرو کیونکہ اس سے مغلق اور مبہم امور ظاہر ہو جاتے ہیں اور جان رکھو کہ نصف عقل تم کو دی گئی ہے اور نصف تمہارے بھائی کو اور کوئی شخص مشورہ کرنے سے ہلاکت میں نہیں پڑتا اور جس وقت تم کو کسی پر غصہ آئے تو اس کی سزا دہی میں تاخیر کرنا' کیونکہ سزا دہی پر توقف کے بعد بھی قدرت حاصل ہوتی ہے لیکن تم سزا دہی کے بعد اس کی تلافی پر قادر نہ ہوسکو گے''۔

عبدالملک کی وصیت: بیعت لینے کے تھوڑے دنوں بعد عبدالملک[1] بن مروان نصف شوال ۸۶ھ میں مرگیا۔ وفات کے وقت اپنے لڑکوں کو یہ وصیت کی ''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ بہترین لباس ہے اور نہایت مضبوط پناہ کا مقام ہے تمہیں چاہئے کہ تمہارے بڑے چھوٹوں پر رحم والطاف سے پیش آئیں (اور تمہارے چھوٹے بڑوں کی حق شناسی کریں) مسلمانوں کی رائے سے ہمیشہ موافقت کرنا کیونکہ یہ وہی دانت ہیں جس سے تم توڑتے ہو اور یہ وہی جبڑے ہیں جس سے تم چباتے ہو' حجاج کی عزت کرنا کیونکہ اس نے تمہارے لئے منابر مقابر کو روندا اور شہروں کو پامال کیا ہے اور تمہارے دشمنوں کو ذلیل خوار کیا ہے تم لوگ بن ام بررہ ہو جاؤ تا کہ تم کو بچھو ڈنگ نہ مار سکے اور لڑائی میں احرار ہونا کیونکہ لڑائی موت کو قریب نہیں کرتی اور نیکی کے پہاڑ ہو جانا کیونکہ نیکی کا اجر نیکی کا خزانہ نیکی کا ذکر باقی رہ جاتا ہے اور اپنے احسانات کو عقلمندوں پر پھیلانا کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں جو ان کی طرف محسن سے پہنچتا ہے اور مجرموں سے جرم نہ کرنے کا عہد و پیمان لینا پس اگر وہ اس پر استقامت کریں تو کچھ تعرض نہ کرنا اور اگر پھر جرم کریں تو انتقام لینا''۔

---

[1] عبدالملک کی عمر وفات کے وقت ساٹھ برس کی تھی۔ بعد شہادت عبداللہ بن زبیر تیرہ برس تین مہینے تئیس دن تک حکومت کی' رمضان ۸۶ھ میں کہتا تھا کہ مجھے اس مہینے میں موت کا اندیشہ ہے۔ (ماہ رمضان میں ہی پیدا ہوا اور رمضان ہی میں میرا دودھ چھڑایا گیا رمضان ہی میں لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی رمضان ہی میں میں نے قرآن کو جمع کیا) رمضان گذر گیا تو اس کو ایک گونہ موت سے اطمینان ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ نصف شوال میں اس کو موت آ گئی۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۱۱

باب : ۵

ولید بن عبدالملک ۸۶ھ تا ۹۶ھ

بیعت خلافت: عبدالملک کے دفن کئے جانے کے بعد ولید نے کہا ((انا للّٰہ و انا الیہ راجعون و اللّٰہ المستعان علی مصیبتنا بموت امیر المومنین و الحمدللّٰہ علی ما انعم من الخلافۃ)) سب سے پہلے جس نے اپنی آپ تعزیت و تہنیت کی وہ ولید بن عبدالملک ہے اس کے بعد عبداللہ بن ہمام سا مولی نے کھڑے ہو کر کہا:

((اللّٰہ اعطاک التی ما فوقہا))

''اللہ تعالیٰ نے تم کو وہ مرتبہ دیا ہے جس سے کوئی چیز بڑھ کر نہیں ہے''۔

((و قد اراد الملحدون عوقہا عنک و یابی اللّٰہ الا سوقہا الیک حتی تلدوک طوقہا))

''حالانکہ بے دین اس کے سدراہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو تم تک پہنچا ہی دیا۔ یہاں تک کہ ان ہی لوگوں نے اس کو تمہارے گلے منڈھ دیا''۔

پھر بیعت کی۔ بعد ازاں اور لوگوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ ولید نے منبر پر چڑھ کر بعد حمد و ثنا کے یہ خطبہ دیا:

((ایہا الناس لا مقدم لما اخرہ اللّٰہ و لا موخر لما قدمہ اللّٰہ و قد کان من قضاء اللّٰہ و سابق علمہ و ما کتب علی بنیائہ و حملۃ عرشہ الموت. و قد صار الیٰ منازل الابرار وولی ہذہ الامۃ بالذی للّٰہ علیہ فی الشدۃ علی المذنب و اللین لاہل الحق و الفضل و اقامۃ ما اقام اللّٰہ من منازل الاسلام و اعلامہ من حج البیت و غزو الثغور و شن الغارات علیٰ اعداء اللّٰہ فلم یکن عاجزاً و لا مفرطا. ایہا الناس علیکم بالطاعۃ و لزوم الجماعۃ فان الشیطان مع المنفرد ایہا الناس من ایدلنا ذات نفسہ ضربنا الذی فیہ عیناہ و من سکت مات بدائہ))

''اے لوگو! جس کو اللہ تعالیٰ نے مؤخر کر دیا ہے اس کا کوئی مقدم نہیں ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کر دیا ہے اس کا کوئی مؤخر نہیں ہے اور بے شک موت اللہ کے حکم اور اس کے سابق علم میں تھی اور اس کو اس نے اپنے انبیاء اور حاملین عرش کے لئے لکھ دیا ہے۔ عبدالملک ابرار کے مرتبہ پر پہنچ گیا اور اس نے امت کا ولی ایسے شخص کو کیا جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق یہ ہے کہ وہ مجرموں پر سختی اور اہل حق و فضل پر نرمی کرے اور جو منازل اسلام اللہ تعالیٰ نے قائم کر دیئے ہیں ان کو قائم رکھے اور حج خانہ کعبہ اور سرحدوں پر جہاد اور اللہ تعالیٰ کے

دشمنوں پر حملے کرتے رہنے سے ان کو ظاہر کرے۔ پس وہ اس میں نہ عاجز ہے اور نہ مفرط ہے۔ اے لوگو تم پر خلیفہ وقت کی اطاعت اور جماعت مسلمین سے اتفاق کرنا فرض ہے کیونکہ منفرد کے ساتھ شیطان ہے۔ اے لوگو! جو ہم سے سرکشی و خودرائی کرے گا اس کا ہم سر توڑ دیں گے اور جو سکوت اختیار کرے گا وہ اپنے مرض میں آپ مرجائے گا۔

قتیبہ بن مسلم کی فتوحات: ۸۶ھ میں حجاج کی طرف سے قتیبہ[1] بن مسلم امیر ہو کر وارد خراسان ہوا لشکریوں کا جائزہ لیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے بہ قصد جہاد نکل کھڑا ہوا۔ مرو میں صیغۂ جنگ پر ایاس بن عبداللہ بن عمرو کو محکمہ مال پر عثمان بن سعدی کو مامور کیا۔ طالقان میں پہنچا تو دہقانان بلخ ملنے کو آئے اور اس کے ساتھ ہو لئے نہر عبور کیا تو بادشاہ صغانیاں تحائف و نذرانے لے کر حاضر ہوئے۔ چونکہ ملوک آخرون و سومان جو کہ اس کے قرب و جوار میں رہتے تھے اور بادشاہ صغانیاں کو تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اس وجہ سے اس نے بہ کمال رضا و رغبت اپنے ملک کو قتیبہ کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ نے آخرون و سومان (بلاد طغارستان) کا قصد کیا۔ ملوک آخرون و سومان نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ قتیبہ عساکر اسلامیہ پر اپنی جگہ اپنے بھائی صالح کو نائب بنا کر مرو کی طرف واپس آیا اور صالح بن مسلم نے قتیبہ کی واپسی کے بعد کاشان اور شت (مضافات فرغانہ) اور اخسکیت (فرغانہ کا قدیم شہر) بہ زور تیغ فتح کر لیا۔ ان معرکوں میں اس کے ساتھ نصر بن یسار بھی شریک تھا اور نہایت بے جگری سے لڑتا تھا۔

عبداللہ بن مسلم اور برمکی خاتون: بعض کہتے ہیں کہ قتیبہ نے ۸۵ھ میں امیر خراسان ہو کر آیا تھا اور جہاد کے جوش میں بلخ تک فتح کرتا ہو بڑھ گیا تھا۔ لڑائی میں منجملہ ان عورتوں کے جو قید ہو کر آئی تھیں۔ برمک[2] کی عورت تھی جو آتش کدہ نو بہار[3] کا متولی تھا یہ عورت عبداللہ بن مسلم برادر قتیبہ کے حصے میں آئی۔ اتفاق سے اس عورت کو عبداللہ بن مسلم سے حمل رہ گیا۔ چند روز بعد اہل بلخ سے صلح ہو گئی۔ قتیبہ نے لونڈیوں کے واپس کر دینے کا حکم دیا (عبداللہ بھی بموجب اس حکم کے اس

---

1. اس کو شیخ عطار نے امراء دولت امویہ کا شیر نر لکھا ہے جیسا کہ حجاج کو فرعون دولت امویہ تحریر کیا ہے۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوئم صفحہ ۵۹ مطبوعہ مصر

2. برمک لفظ فارسی ہے جو اصل میں برمغ تھا۔ مغ کے معنی ''آتش پرست'' کے ہیں اور بر کے معنی ثمر و پھل کے ہیں۔ لغۃً اور اصطلاحاً بمعنی اولاد کے ہے اور اہل فارس آتش کدہ کے متولی کو مغ کہا کرتے تھے اور مغ کے سرداروں کو مؤبد۔ پس جب بر کو مغ کی طرف مضاف کیا تو اس کے معنی ہوئے مغچے یا مغ کے چیلے یا مغ کے لڑکے۔ لیکن چونکہ مغ وہ شخص بنایا جاتا تھا جو تارک الدنیا ہوتا تھا تو اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مغ بچے یا مغ زادے کا مفہوم ہی نہ تھا تو اس کے لئے لفظ برمغ کیسے موضوع ہوا۔ جواب یہ ہے کہ مغ قبل مغ ہونے کے شادی کرتے تھے آل و اولاد ہوتی تھی لیکن جب وہ مغ بنائے جاتے تھے تو تعلقات دنیا ترک کر دیتے تھے۔ پس ان کی اولاد کو جو مغ ہونے سے پیشتر ہوتی تھی اس کو برمغ کہا کرتے تھے جس کو عرب نے اپنی زبان کے سانچے میں ڈھال کر برمک کر دیا۔ ان کی عزت و توقیر کی جاتی تھی ان کی بری بڑی جاگیریں تھیں۔ آتش کدوں پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے وہ سب ان کو ملتے تھے۔

3. علامہ مسعود مروج الذہب و معادن الجواہر (صفحہ ۶ جلد ۵ حاشیہ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر) میں تحریر کرتا ہے کہ ((والبیت الرابع هو النوبها الذی بناه منو شهر بمدینة بلخ من خراسان علی اسم القمر)) ''چوتھا مشہور آتش کدہ نو بہار ہے جو کو منوچہر بادشاہ فارس نے شہر بلخ کے صوبہ خراسان میں مہتاب کے نام پر تعمیر کیا تھا'' علاوہ اس کے اور مؤرخین نے بھی بہ لحاظ عظمت و شہرت کے نو بہار کا چوتھا نمبر قرار دیا ہے۔ اس کی عمارات نہایت مستحکم اور عالی شان بنی ہوئی تھی۔ ملوک و امراء فارس بڑے بڑے چڑھاوے اس پر چڑھاتے تھے برمک اسی آتش کدے کا متولی تھا۔

کے واپس کرنے پر آمادہ ہوئے) اس وقت عورت نے کہا "مجھے تیرا حمل رہ گیا ہے"۔ لیکن مطابق صلح نامہ کے یہ عورت برمک کو واپس کر دی گئی۔ (مگر یہ شرط قرار پائی کہ بعد وضع حمل جو پیدا ہو عبداللہ بن مسلم کو دے دیا جائے۔ چنانچہ بعد انقضائے مدت حمل لڑکا پیدا ہوا اور خالد نام رکھا گیا) بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ بن مسلم کے لڑکوں نے جس زمانے میں مہدی رے میں آیا تھا' خالد کو بلوایا اور مہدی کے دربار میں پیش کیا تھا۔ اس پر ان کے بعض اعزہ و اقارب نے کہا کہ "اگر اس کو اپنے باپ کی نسل سے تسلیم کرتے ہو اور نسباً اس کو اپنے میں ملاتے ہو تو اس کا عقد بھی کر دو"۔ عبداللہ بن مسلم کے لڑکے یہ سن کر اپنے دعادی سے دست کش ہو گئے۔

والیٔ باذغیس کی اطاعت: بادشاہ شومان سے مصالحت کرنے کے بعد قتیبہ نے نیزک طرخان والی باذغیس کو مسلمان قیدیوں کے رہا کر دینے کو لکھا اور اس کے خلاف کرنے پر سخت دھمکی دی۔ والی باذغیس نے ڈر کر مسلمان قیدیوں کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر قتیبہ نے والی باذغیس کو دعوت دی۔ والی باذغیس نے آنے سے انکار کیا۔ اس پر قتیبہ[1] نے جھلا کر کہا "میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم میرے پاس نہ آؤ گے تو میں تم پر جہاد کروں گا اور جہاں پر پاؤں گا تم کو گرفتار کر لوں گا اس میں خواہ فتح یاب ہوں یا اسی جستجو میں مر جاؤں"۔ والیٔ باذغیس یہ خط پڑھ کر کانپ اٹھا۔ سلیم سے جو یہ خط لے کر گیا تھا قتیبہ سے ملنے کی بابت مشورہ کیا۔ سلیم نے جواب دیا "قتیبہ بہت بڑا باسطوت شخص ہے۔ اس کے ساتھ نرمی کی جائے گی تو وہ نرم ہو جائے گا اور اگر سختی کی جائے گی' تو وہ سخت مزاج ہو جائے گا۔ تم اس خط عتاب آموز سے خائف نہ ہو' تمہارے ساتھ وہ سختی کا برتاؤ نہ کرے گا" اس کے بعد والیٔ باذغیس نے حاضر ہو کر اس شرط پر کہ "قتیبہ باذغیس میں داخل نہ ہو" مصالحت کر لی۔

بیکن داد کا تاراج: والی باذغیس سے مصالحت کر کے قتیبہ نے بیکن داد (بکیند) بلا بخارا پر براہ نہر ۸۷ھ میں حملہ کیا۔ اہل بیکن داد نے اہل صغد اور ان کے گرد و نواح کے ترکوں سے امداد طلب کی۔ اہل صغد ایک جم غفیر لے کر پہنچ گئے اور چاروں طرف سے راستہ گھیر لیا۔ دو مہینے تک قتیبہ اور مسلمانوں میں خط و کتابت بند رہی۔ بالآخر قتیبہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور قتل و غارت و قید کرتا ہو منہدم کرنے کی غرض سے شہر پناہ تک پہنچ گیا۔ محصورین نے ڈر کر صلح کی درخواست پیش کی قتیبہ نے منظور کر لی اور عامل مقرر کر کے واپس ہوا تھوڑا ہی راستہ (تقریباً پانچ فرسخ) طے کیا ہو گا کہ اہل شہر نے بدعہدی سے قتیبہ کے عامل کو مع اس کے ہمراہیوں کے قتل کر ڈالا۔ قتیبہ یہ خبر پا کر آگ بگولا ہو کر لوٹا۔ شہر پناہ منہدم کر کے زمین دوش کر دیا۔ جنگ آوروں کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا۔ آلات حرب' ظروف طلائی و نقرئی بے حد و بے شمار ہاتھ آئے اس سے پیشتر اس قدر کبھی مال غنیمت نہ ملا تھا۔

ترکوں کی پسپائی: پھر ۸۸ھ میں نومکشت (نومشکت) و رامسہ (رامثنہ) پر فوج کشی کی اہل نومکشت و رامسہ نے جزیہ

---

[1] کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۲۱۸

دے کر مصالحت کر لی۔ واپسی کے وقت ترک صغد اور اہل فرغانہ نے دو لاکھ کی جمعیت سے بسر افسری کور بغا بور ہمشیر زاد بادشاہ چین قتیبہ کے مقدمۃ الجیش پر جو عبدالرحمٰن بن مسلم کے کمان میں تھے دفعۃً حملہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن مسلم نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا۔ قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی موت کی طرح ان کے سروں پر آ پہنچا۔ فوراً لڑائی کا انداز بدل گیا ابتداً عساکر اسلامی سخت خطرناک حالت میں مبتلا ہو گئے تھے لیکن قتیبہ کے آتے ہی سب نے اللہ اکبر کہہ کر ایک پر جوش حملہ کیا جس سے ترک کے قدم استقامت اکھڑ گئے۔ ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔ قتیبہ بھی اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے (نہر ترمذ کے قریب عبور کر کے) مرو آ پہنچا۔

حجاج نے ۸۹ھ میں وردان خذاہ بادشاہ بخارا پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قتیبہ نے نہر کو مقام زم پر عبور کیا۔ صغد اہل کش اور نسف سے مفاورہ پر مڈبھیڑ ہوگئی ایک خون ریز لڑائی کے بعد قتیبہ نے ان کو شکست دے کر بخارا کا رخ کیا اور (خرقانہ سفلے) دائیں بائیں جانب مورچہ قائم کیا' متعدد لڑائیاں ہوئی لیکن جب کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو مرو کو واپس آیا۔

تعمیر مسجد نبوی ﷺ: ولید بن عبدالملک نے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو امارت مدینہ منورہ سے (آٹھویں ربیع الاول) ۸۷ھ میں اس کی امارت کے چوتھے برس معزول کیا تھا اور اس کی جگہ عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا تھا۔ پس اس نے مدینہ منورہ میں وارد ہو کر مروان کے مکان میں قیام کیا۔ فقہاءِ مدینہ منورہ سے دس[1] فقیہوں کو بلا کر جس میں فقہا سبعہ مشہورہ (سات فقیہہ) بھی تھے ارباب شوریٰ مقرر کیا۔ بغیر ان کے مشورے کے کوئی اپنی رائے سے نہ کرتے تھا اور ان لوگوں کا یہ کام تھا کہ اہل غرض کی حاجتیں' مظلوموں کی فریادیں اور عمال کے ظلم و جور کی شکایتیں عمر بن عبدالعزیز کے گوش حق نیوش تک پہنچایا کرتے تھے۔ اہل مدینہ نے اس حسن انتظام کا شکریہ ادا کیا اور ہر کس و ناکس اس کے حق میں دعائیں دینے لگا۔

پھر ۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے لکھا کہ ''امہات المومنین کے حجروں اور نیز ان مکانات کو جو قرب میں ہیں خرید کر مسجد نبوی میں شامل کر دو تا کہ دوسو ذراع کا مربع ہو جائے اور جو شخص اپنا مکان دینے سے انکار کرے تو از روئے انصاف جو اس کی قیمت تجویز کی جائے دے کر منہدم کرا دو تم کو اس معاملہ میں عمر و عثمان (رضی اللہ عنہما) کی پیروی کرنی چاہئے''۔ عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو جمع کر کے اس خط کو پڑھا۔ لوگوں نے بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ مناسب قیمتیں لے کے اپنے اپنے مکانات دے دیئے۔ ولید نے اسی زمانے میں بادشاہ روم کو لکھا تھا کہ میرا ارادہ مسجد نبوی کے تعمیر کرنے کا ہے۔ پس اس نے ایک لاکھ مثقال سونا اور ایک سونا مور کاریگر اور چالیس اونٹ فسیفار[2] روانہ کیا۔ ولید بن عبدالملک نے یہ

[1] جن دس فقہاء رحمہم اللہ کو عمر بن عبدالعزیز نے ارباب شوریٰ (یا ممبر پارلیمنٹ) مقرر کیا تھا۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) عروہ بن زبیرؒ (۲) ابوبکر بن سلیمان بن خثیمہؒ (۳) عبیداللہ بن عتبہ بن مسعودؒ (۴) ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارثؒ (۵) سلیمان بن یسار (۶) قاسم بن محمدؒ (۷) سالم بن عبداللہ بن عمرؒ (۸) عبداللہ بن عبیداللہ بن عمرؒ (۹) عبداللہ بن عامر بن ربیعہؒ (۱۰) خارجہ بن زید۔ کامل ابن اثیر جلد چہارم صفحہ ۴۱۸

[2] فسیفساء۔ فسفسۃ اقرب الموارد میں لکھا ہے کہ چھوٹے چھوٹے رنگین ٹکڑے پتھر وغیرہ کے جو ایک دوسرے سے وصل کر دیئے جاتے ہیں جس سے مکانات کے دیواروں کے اندرونی حصے بنائے جاتے ہیں اور شیخ عطار کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے رنگین پتھر ہوتے ہیں۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۶۰

سب کا سب عمر بن عبدالعزیز کے پاس بھیج دیا۔ مکانات اور امہات المؤمنین کے حجرے منہدم کرا کے تعمیر شروع کر دی۔ ان کاریگروں کے علاوہ شام کے بھی مشہور مشہور صناع شریک تعمیر تھے۔ ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ پر خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کیا۔

دیبل کی فتح: حجاج نے سرحد سندھ پر اپنے چچازاد بھائی محمد بن قاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کو بسرافسری چھ ہزار جنگ آوروں کے مامور کیا تھا۔ محمد بن قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر مکران پہنچا اور تھوڑے روز قیام کر کے فیروز پور کا رخ کیا۔ اہل فیروز پور برسر مقابلہ آئے۔ لڑائی ہوئی محمد بن قاسم نے بہ زور تیغ فتح کر کے ارمایل کے دروازے پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ والی ارمایل نے ہر چند کوشش کی لیکن ایک بھی پیش نہ گئی۔ محمد بن قاسم نے قبضہ حاصل کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی اور جمعہ کے دن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

شہر دیبل کے وسط میں ایک بہت بڑا رفیع الشان بت خانہ تھا جس میں ایک بت رکھا ہوا تھا اور بت خانہ کے گنبد پر ایک نہایت طویل منارہ تھا اور منارے پر ایک نیزہ گڑا ہوا تھا۔ جس میں سرخ حریر کا پھریرہ اڑ رہا تھا۔ جو تمام شہر پر اپنا سایہ کیے ہوئے تھا۔ محمد بن قاسم نے شہر پر سنگ باری شروع کر دی اتفاق سے پہلے ہی نیزہ ٹوٹ کر گرا جس سے اہل دیبل کو اپنی شکست کا یقین ہو گیا۔ شہر سے نکل کر باہر صف آراء ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے ان کو شکست دی۔ اہل دیبل بھاگ کر شہر میں آ رہے اور شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا۔ بالآخر بزور تیغ کھولا گیا۔ محمد بن قاسم نے دیکھتے ہی دیکھتے چار ہزار لشکر کو شہر میں اتار دیا۔ تین روز[1] تک لڑائی ہوتی رہی' والی دیبل شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

راجہ داہر کا خاتمہ: کامیابی حاصل کرنے کے بعد محمد بن قاسم نے ایک جامع مسجد بنوائی اور دو چار روز قیام کر کے نیروز کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ اہل نیروز نے پہلے سے بذریعہ خط و کتابت حجاج سے مصالحت کر لی تھی۔ اس وجہ سے وہ رسد و غلہ لئے ہوئے محمد بن قاسم سے ملنے کو آ رہے تھے۔ اثناء راہ میں ملاقات ہوئی' نہایت احترام و عزت سے اپنے شہر میں لے گئے۔ دعوت کی بعد ازاں محمد بن قاسم نے ملک سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا۔ جو آسانی سے فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ مہران پر پہنچے۔ بادشاہ سندھ (داہر بن صصعہ) لوگوں کو جمع کر کے پھر مقابلے پر آیا۔ عساکر اسلامیہ نے نہر پر پل باندھا اور نہایت اطمینان و استقلال سے عبور کر کے داہر کی فوج پر جا پڑے۔ داہر ایک ہاتھی پر سوار تھا اور اس کے اردگرد سینکڑوں ہاتھی کالے کالے پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ جن کی تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایک خفیف سی جنبش ہو جاتی تھی اور جس طرف وہ رُخ کرتے تھے' صف کی صف درہم برہم ہو جاتی تھی۔ اسلامی تیر اندازوں نے تیر باری شروع کر دی۔ سواران فیل تیر اجل کے نشانہ ہو ہو کر گرنے لگے اور ہاتھیوں کا جھنڈ بھاگ کھڑا ہوا۔ داہر مجبوراً پیادہ پا لڑتا ہوا عساکر اسلامیہ کی طرف بڑھا۔ ایک مسلمان سپاہی نے لپک کر ایک ہی وار سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بقیہ کفار میدان جنگ سے گرتے پڑتے

---

[1] تاریخ کامل جلد چہارم صفحہ ۲۲۵

بھاگ کھڑے ہوئے۔

ملتان پر قبضہ: مسلمانوں نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور بڑے بڑے سورما پہلوانوں' جنگ آوروں کو پامال کیا۔ داہر کی بیوی بھاگ کر شہر رار میں جا چھپی اور پھر جب مسلمانوں نے رار کا قصد کیا تو اس نے بہ خوف گرفتاری اپنے آپ کو مع اپنے خوصواں کے جلا کر خاک کر ڈالا۔ عساکر اسلامیہ نے پہنچ کر رار پر بھی قبضہ کر لیا۔ لشکر کفار کے شکست خوردہ گروہ نے شہر بدہمتا باد قدیم میں جا کر پناہ لی جو منصورہ سے دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ منصورہ میں ان دنوں ایک گنجان باغ کیلے کا تھا عساکر اسلامیہ نے بھی اس کو بھی بزور تیغ فتح کر لیا' جس کو پایا قتل کر ڈالا' شہر کو ویران کر دیا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے سندھ کے بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کر کے نہر ساسل کو جس سے اہل ملتاء (ملتان) سیراب ہوتے تھے کاٹ کر دوسری طرف بہا دیا اور ملتان کا محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی اور عساکر اسلامیہ نے نہایت مردانگی سے اس کو بھی فتح کر لیا اور وہاں لڑنے والوں اور مجاوروں و محافظین بت کو جن کی تعداد چھ ہزار تھی قتل کر ڈالا۔ بت خانے میں ایک کمرہ جو طولاً دس ذراع اور عرضاً آٹھ ذراع تھا سونے سے بھرا ہوا پایا۔

ملتان کا بُت خانہ بہت بڑا اور عظیم الشان تھا شہروں سے بڑے بڑے چڑھاوے آتے تھے۔ سال میں ایک مرتبہ لوگ اس کی زیارت کو آتے سر اور ڈاڑھی منڈواتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ ایوب نبی (علیہ السلام) ہیں۔

ملتان کے فتح ہوتے ہی سندھ کا تمام علاقہ محمد بن قاسم کے قبضہ وتصرف میں آ گیا۔ مالِ غنیمت سے جو خمس (پانچواں حصہ) روانہ کیا گیا تھا وہ ایک کروڑ بیس لاکھ تھا اور فوج کشی میں جو صرف ہوا تھا اس کا نصف تھا۔

بخارا پر فوج کشی: اس سے پیشتر ہم لکھ آئے ہیں کہ ۸۹ھ میں قتیبہ نے بخارا پر فوج کشی کی تھی اور بے نیل ومرام واپس آیا تھا۔ ۹۰ھ میں حجاج نے ناکامی کے ساتھ لوٹ آنے پر ملامت کی اور دوبارہ جہاد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ قتیبہ مع نیزک طرخان والی باذغیس کے بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ بخارا (وردان اخذاہ) اپنے گردونواح کے سلاطین صغد وترک سے امداد کا خواستگار ہوا جب وہ لوگ مسلمانوں کے ہاتھوں سے اس کو بچانے کو آ گئے۔ تو یہ مسلمانوں کے مقابلے پر آیا۔ لڑائی چھڑ گئی عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر ازدھا۔ اتفاق سے اس کو شکست ہوئی اور ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اسلامی لشکر گاہ سے بھی آگے بڑھ گیا۔ لیکن پھر بھی سنبھل کر حملہ کی غرض سے لوٹا۔ اس حملے میں اسلامی میمنہ ومیسرہ نے ان کا ساتھ دیا۔ ترک مجبور ہو کر اپنے مورچے کی طرف لوٹے۔

خاقان کی پسپائی: بعد ازاں بنو تمیم نے ایسی بے جگری سے حملہ کیا کہ ان میں اور ترکوں میں امتیاز باقی نہ رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد گرد چھٹی تو معلوم ہوا کہ بنو تمیم نے ترکوں کے مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ عساکر اسلامی اور ترکوں کے مابین ایک نہر حائل تھی جس کو عبور کرنے پر سوائے بنو تمیم کے اور کسی نے جرأت نہ کی۔ پس جب بنو تمیم نے ترکوں کو ان کے مورچوں سے ہٹا دیا اور نہر کو بھی عبور کر گئے تو ان کی دیکھا دیکھی کچھ اور لوگوں نے بھی نہر عبور کر کے ترکوں پر نہایت تیزی سے خون ریزی کا بازار گرم کر دیا خاقان اور اس کا لڑکا زخمی ہوا۔ ہزاروں ترک میدان جنگ میں کام آئے۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو فتح

نصیب کی اور قتیبہ نے بشارت فتح حجاج کو لکھ بھیجی۔

نیزک کی اطاعت و سرکشی: شکست کے بعد طرخون والیٔ صغد مع دو سواروں کے اسلامی کیمپ کے قریب آیا اور درخواست صلح اس شرط پر پیش کی کہ زر جزیہ سالانہ ادا کرتا رہے گا۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور عہد نامہ لکھ دیا۔ بعد ازاں مع نیزک کے واپس ہوا۔ نیزک کو چونکہ اس کی کثرتِ فتوحات سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اثناء راہ سے جس وقت کہ وہ آمد میں پہنچ چکا تھا۔ اجازت حاصل کر کے طخارستان کی طرف روانہ ہوا اور نہایت تیزی سے قطع مسافت کرنے لگا۔ اس کے بعد ہی مغیرہ بن عبداللہ حسب حکم قتیبہ اس کو گرفتار اور قید کر لانے کو روانہ ہوا۔ ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہا نیزک طخارستان پہنچ کر باغی ہو گیا۔ اصبہند بادشاہ بلخ دباذان بادشاہ مروردذ و بادشاہ طالقان فاریاب و جورجان کو قتیبہ سے لڑنے کو طلب کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے قتیبہ سے جنگ کرنے کا باہم عہد و پیمان کیا اور بادشاہ کابل کو بھی خط و کتابت اور مال و اسباب بھیج کر اپنا ہمدرد بنا لیا اور بہ وقت ضرورت و اضطرار مدد دینے کا اقرار کر لیا۔

فتح طالقان: نیزک جیغونہ والیٔ طخارستان کے پاس مقیم ہوا اور بہ حکمت عملی اس کو گرفتار کر کے قتیبہ کے گورنر کو شہر سے نکال دیا۔ قتیبہ کو یہ خبر موسم سرما سے پہلے ملی۔ جب کہ اسلامی فوجیں متفرق ہو کر اپنے اپنے شہروں کو چلی گئی تھیں مگر پھر بھی اس کے پر جوش دل کو اس خبر کے سننے کے بعد چین نہ آیا۔ اس نے اسی وقت اپنے بھائی عبدالرحمن بن مسلم کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ بروقان کی طرف روانہ کیا اور کسی سے اپنا خیال ظاہر کئے بغیر وہیں قیام پذیر رہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہا کہ جب موسم سرما تمام ہو جائے تو فوراً طخارستان پر حملہ کر دینا میں بھی تمہارے قریب رہوں گا۔ چنانچہ بعد موسم سرما کے ختم ہوتے ہی قتیبہ نے اسلامی فوجیں غیشاپور وغیرہ روانہ کیں جنہوں نے طالقان پر پہنچ کر بہت بڑی خون ریزی کے بعد بزور تیغ فتح کر لیا اور تسلط کے بعد بلوائیوں اور رہزنوں کو گرفتار کر کے چار فرسنگ تک ایک سلسلہ میں سولی دے دی اور اپنے بھائی محمد بن مسلم کو والی مقرر کر کے فاریاب کا رخ کیا۔ بادشاہ فاریاب یہ خبر پا کر مطیع ہو کر حاضر خدمت ہوا۔ قتیبہ نے بہ عزت و احترام اس سے ملاقات کی اور اس کو بحال رکھ کے جورجان کی طرف بڑھا۔ اہل جورجان نے اطاعت قبول کر لی اور وہاں کا بادشاہ پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا۔ قتیبہ نے عامر بن مالک حمانی کو اپنا نائب بنا کر بلخ پر حملہ کیا۔ اہل بلخ نے بھی مطیع و فرماں بردار ہو کر ملاقات کی۔

نیزک کا قتل: قتیبہ کا بھائی عبدالرحمن بن مسلم نیزک کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا نیزک پہاڑوں سے اتر کر بغلان میں آ گیا اور اپنے سپاہیوں کو پہاڑ کی ایک تنگ و تاریک گھاٹی میں چھپا دیا۔ جس کا راستہ اسلامی لشکر میں کسی کو معلوم نہ تھا اور باقی اپنا مال و اسباب گھاٹی کی دوسری طرف جو قلعہ تھا اس میں رکھ دیا ایک مدت تک قتیبہ اس گھاٹی میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ کوئی رہبر نہ ملتا تھا۔ جو اس راستہ کا خضر ہو جاتا یہاں تک کہ ایک عجمی مرد نے قلعہ کا راستہ بتلا دیا۔ جہاں سے اسلامی لشکر سرنگ کھود کر قلعہ میں گھس گیا۔ اکثر قلعہ والے مارے گئے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے۔ اس کے بعد عساکر اسلامیہ نے سنجان پر چڑھائی کی اور اپنا مال و اسباب بادشاہ کابل کے پاس بھیج دیا۔ قتیبہ نے یہ خبر پا کر نیزک کا تعاقب کیا۔ نیزک نے نہایت تیزی سے وادی فرغانہ طے کر کے گرز میں قلعہ بندی کر لی۔ گرز کا راستہ ایک ہی تھا اور وہ بھی بے حد دشوار گزار جس کو گھوڑے و خچر بھی بہ وقت تمام

طے کر سکتے تھے۔ قتیبہ دو مہینے تک محاصرہ کیے رہا۔ یہاں تک کہ نیزک کے پاس جو کچھ سامان کھانے پینے کا تھا ختم ہو گیا اور اس کے لشکری چیچک میں مبتلا ہو گئے۔

موسم سرما بھی قریب آ گیا اور قتیبہ نے اپنے ایک خاص مصاحب کو جس پر نیزک کو بھی اعتماد تھا بلا کر کہا ''تم نیزک کے پاس جاؤ اور اس کو بلا امان جس حیلہ سے ممکن ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور اگر اس میں تم کو کامیابی نہ ہو تو امن دے دینا' غرض جس صورت سے ہو اس کو اپنے ہمراہ لاؤ ورنہ میں تم کو سخت سزا دوں گا''۔ یہ شخص قتیبہ کے پاس سے رخصت ہو کر نیزک کے پاس گیا' نیزک کو قتیبہ سے ملنے کی رائے دی اور یہ ظاہر کیا کہ اس کا قصد کلبہ حملہ کرنے کا ہے اور اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا ہے کہ جس طرح ممکن ہو گزر پر قبضہ کر لو' نیزک نے گھبرا کر کہا ''مجھے قتیبہ سے ملنے میں اپنی جان کا خوف ہے''۔ اس شخص نے کہا ''تم کو اس کے پاس چلنا ہی چاہئے اور اس سے بغیر ملے ہوئے تمہاری گلوخلاصی نہ ہو گی''۔ نیزک نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور وہ شخص برابر اس کو سمجھاتا جاتا تھا اور نیزک' قتیبہ اور اس کے ہمراہیوں سے ملنے میں گریز کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے مجبور ہو کر کہہ دیا'' میں تم کو امان دیتا ہوں''۔ نیزک کے مشیروں نے جو کہ اس شخص کو سچا یاور کرتے تھے اس کے کہنے پر عمل کرنے کی رائے دے دی۔ چنانچہ نیزک مع جیفونہ بادشاہ طخارستان کے جس کو اس نے قید کر لیا تھا اس شخص کے ساتھ ہو لیا یہ لوگ جس وقت گھاٹی سے نکل کر ایک کھلے میدان میں پہنچے تو اسلامی سواروں نے چاروں طرف سے گھیر کر قید کر لیا۔ جن کو قتیبہ نے پہلے سے چھپا رکھا تھا۔ قتیبہ نے حجاج کو اس سے مطلع کیا اور نیزک کے قتل کی اجازت طلب کی۔ چالیس روز کے بعد نیزک کے قتل کا حکم پہنچا۔ قتیبہ نے اس کو اور اس کے صول طرخون نائب جیفونہ و برادرزادہ نیزک کے قتل کا حکم دے دیا۔ علاوہ ان کے اسی روز سات سو آدمیوں کو اس کے ہمراہیوں میں سے صلیب دے دی' نیزک کا سر اتار کر حجاج کے پاس اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور جیفونہ کو رہا کر دیا۔

والی جورجان کی اطاعت: اس واقعہ کے بعد قتیبہ مرو میں واپس آیا۔ بادشاہ جورجان نے امان کی درخواست کی۔ قتیبہ نے بشرط حاضری منظور کر لیا۔ جانبین سے چند لوگ بہ طور ضمانت ایک دوسرے کے سپرد کر دیے گئے اور بادشاہ جورجان بے خوف و خطر حاضر ہوا۔ پھر رخصت ہو کر اپنے ملک کو واپس ہوا اثناء راہ میں مقام طالقان پر پہنچ کر ۹۱ھ میں مر گیا۔

شومان کا محاصرہ: چونکہ والی شومان نے قتیبہ کے عامل کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا اور اس کے قاصد کو جو مقررہ خراج وصول کرنے کو گیا تھا قتل کر ڈالا تھا۔ اس وجہ سے قتیبہ نے بادشاہ جورجان سے مصالحت کرنے کے بعد شومان پر فوج کشی کی اور شومان کے قریب پہنچ کر اپنے بھائی صالح کو والی شومان کے پاس بھیجا۔ صالح اور والی شومان میں بہت بڑی دوستی تھی' صالح نے اس کو بہت کچھ سمجھایا لیکن وہ انکار کر کے سوا لفظ اقرار اپنی زبان پر نہ لایا۔ قتیبہ نے صلح سے ناامید ہو کر شومان کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کرا کے سنگ باری کا حکم دے دیا۔

فتح شومان کی گہرائی: والی شومان نے یہ سمجھ کر میں اس قلعے کو حریف کے حملہ نہ بچا سکوں گا۔ قلعہ میں جو مال و اسباب و جواہرات تھے سب کو جمع کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا جس کی گہرائی نامعلوم تھی بعد ازاں قلعہ کا دروازہ کھول کر لڑتا ہوا قتیبہ

کی طرف چلا۔ عساکر اسلامی نے چاروں طرف سے گھیر کر چند لمحوں میں اس کو قتل کر ڈالا اور قتیبہ نے قلعے میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ جس قدر جنگ آور ہاتھ آئے مار ڈالے گئے۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ پھر اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو طرخون بادشاہ صغد کے پاس خراج لینے کو روانہ کیا۔ اس نے وہ مقررہ خراج جس پر اس سے مصالحت ہوئی تھی ادا کر دیا۔ اس کے بعد قتیبہ کش ونسف کی طرف بڑھا۔ اہل کش ونسف نے صلح کر لی۔ بہ وقت مراجعت قتیبہ اور اس کے بھائی سے بخارا میں ملاقات ہوئی اور یہ سب کے سب مرو کی جانب واپس ہوئے۔

اہل صغد نے عبدالرحمٰن کی واپسی کے بعد بادشاہ طرخون کو خراج دینے کی وجہ سے معزول کر کے قید کر دیا اور بجائے اس کے غورک کو تخت نشین کیا اس وجہ سے طرخون نے خودکشی کر لی۔

خوارزم شاہ: قتیبہ ۹۲ھ میں سجستان کی طرف بہ قصد رتبیل روانہ ہوا۔ رتبیل نے فوراً مصالحت کر لی۔ قتیبہ اس مہم سے واپس ہوا۔ بادشاہ خوارزم پر اس کا بھائی خرزاد جو اس سے چھوٹا تھا اس قدر غالب ہو چکا تھا کہ بادشاہ خوارزم شاہ شطرنج کی طرح نام کا بادشاہ رہ گیا تھا۔ خرزاد جو چاہتا تھا کرتا تھا' رعیت کے مال وعزت پر دست درازی کرتا اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا۔ بادشاہ خوارزم چونکہ اس کی مدافعت نہ کر سکتا تھا اس نے قتیبہ کو اپنے ملک کے حالات لکھ بھیجے اور یہ لکھا ''اگر تم میں قوت ہے تو میرے ملک پر آ کر میرے بھائی اور مخالفین سے لڑ کر قبضہ لے لو''۔ قتیبہ نے اس کو منظور کر لیا اور بادشاہ خوارزم نے اس راز سے اپنے ملک کے کسی فرد کو مطلع نہ کیا۔

قتیبہ اور خوارزم شاہ کی مصالحت: ۹۳ھ میں قتیبہ نے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کرنے کے لئے صغد (مرو سے) خروج کیا۔ اہل خوارزم نے نہ تو جنگ کی تیاری کی اور نہ مورچے قائم کیے اور نہ دھس ودمدمے باندھے۔ قتیبہ نے خوارزم کے قریب پہنچ کر ہزارسب میں پڑاؤ کیا۔ اس وقت بادشاہ خوارزم کے مشیروں اور ارکان سلطنت کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے بادشاہ خوارزم کو قتیبہ سے جنگ کرنے کو کہا۔ بادشاہ خوارزم نے جواب دیا ''ہم میں اس سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ دے کر ہم مصالحت کریں جیسا کہ اور والیان ملک نے کیا ہے''۔ اراکین دولت نے اس سے اتفاق کیا۔ بادشاہ خوارزم صلح کرنے کی غرض سے شہر فیل میں آیا جو ایک نہر کے کنارے آباد اور اس کے مضبوط بلاد سے تھا اور نہر کے دوسرے کنارے پر قتیبہ اپنا لشکر لئے ہوئے پڑا تھا۔ باہم خط وکتابت صلح کی گفتگو ہونے لگی بالآخر دس ہزار غلام اور اسی قدر قیمتی کپڑے واسباب پر مصالحت ہوگئی اور اس صلح نامہ میں ایک شرط یہ اور بھی تھی کہ مہم خام جرد میں بادشاہ خوارزم عساکر اسلامیہ کو کمک دے گا۔ بعض کا بیان ہے کہ ایک کروڑ غلاموں پر صلح ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

خام جرد کا قتل: بادشاہ خوارزم سے صلح کرنے کے بعد جو قتیبہ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو خام جرد کی طرف روانہ کیا۔ جو بادشاہ خوارزم کا جانی دشمن تھا۔ خام جرد نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اثناء جنگ میں خام جرد عبدالرحمٰن کے ہاتھوں مارا گیا۔ عبدالرحمٰن اس کے ملک پر قابض ہو گیا اور اس کے چار ہزار سپاہیوں کو قید کر کے قتل کر ڈالا۔ قتیبہ نے بادشاہ خوارزم کو اس کے بھائی اور اس کے مخالفین کو گرفتار کر کے دے دیا۔ بادشاہ خوارزم نے ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان کے مال و

اسباب کو جمع کر کے قتیبہ کے حوالے کر دیا۔

صغد پر فوج کشی: اس کے بعد مجشر بن مخازم سلمی نے صغد پر حملہ کرنے کی رائے دی اور یہ کہا "اگر صغد پر تمہارا قصد حملہ کرنے کا ہے تو یہ موقع بہت مناسب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال ہے کہ تمہارے اور ان کے درمیان میں بہت بڑی مسافت ہے"۔ قتیبہ نے یہ رائے پسند کی اور اخفائے راز کرنے کو کہا۔ دوسرے دن اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بسر افسری نامور اور تجربہ کار سواروں اور تیر اندازوں کے آگے بڑھنے کا حکم دیا اور مال و اسباب کو مرو کی جانب بھیج دیا۔

سمرقند کا محاصرہ: عبدالرحمٰن کی روانگی کے بعد قتیبہ نے اپنے لشکریوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور صغد کی زرخیزی اور سرسبزی کا ذکر کر کے اللہ کے دشمنوں سے اس کے چھین لینے کی ترغیب دی۔ سب کے سب لبیک پکار اٹھے' قتیبہ نے سامان سفر درست کر کے کوچ کر دیا اور عبدالرحمٰن کے پہنچنے کے تیسرے روز پہنچ کر سمرقند کا محاصرہ کر دیا۔ اہل شہر نے حصار سے گھبرا کر بادشاہ شاش' خاقان اور اخشاد فرغانہ سے امداد طلب کی۔ ان لوگوں نے نامور مشہور شہزادوں مرزبانوں اور شہسواروں کو منتخب کر کے بسر افسری پسر خاقان' عساکر اسلامیہ پر شب خون مارنے کو روانہ کیا۔ قتیبہ کو اس کی اطلاع ہوگئی اس نے بھی اپنے لشکر سے چھ سو سواروں کو منتخب کیا اور اپنے بھائی صالح کو امیر مقرر کر کے اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام پر مامور کیا۔ شب کے وقت مڈبھیڑ ہوئی فریقین جی توڑ کر لڑے۔ چار گھنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر سخت خون ریزی کے بعد خاقان کا لڑکا مارا گیا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے جو اس واقعہ سے جان بر ہوئے وہ نہایت قلیل تھے مال و اسباب جو کچھ تھا مسلمانوں نے لوٹ لیا۔ طلوع آفتاب کے قریب اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔

قلعہ پر قبضہ: قتیبہ کی قلعہ شکن منجنیقیں جو قلعہ کے محاذات پر نصب کی گئی تھیں۔ سنگ باری کرنے لگیں۔ میدان کارزار اسلامی جنگ آوروں سے بھرا ہوا تھا۔ قلعہ کی دیواروں پر دھڑا دھڑ پتھر پڑ رہے تھے اور اہل قلعہ عساکر اسلامیہ پر تیروں کا مینہ برسا رہے تھے۔ مگر ان کو اس کی کچھ بھی پروانہ تھی' سینہ سپر ہو کر قلعہ کی طرف دوڑے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد سنگ باری کے صدمے سے قلعہ کی دیوار میں ایک بہت بڑا شگاف ہو گیا جس پر کمال تیزی سے مسلمانوں نے پہنچ کر قبضہ کر لیا' اس وقت اہل قلعہ نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست پیش کی۔ بائیس لاکھ مثقال سالانہ پر مصالحت ہوگئی۔

مسجد کی تعمیر: سال رواں میں علاوہ اس کے تیس ہزار غلام دینے کی شرط اور اضافہ کی گئی اور یہ بھی اقرار لے لیا گیا کہ شہر لشکریوں سے قتیبہ کے رہنے کیلئے خالی کر دیا جائے تاکہ یکسوئی کے ساتھ مسجد بنا کر نماز ادا کی جائے۔ پس جب حسب شرائط شہر خالی کر دیا گیا تو قتیبہ مع اپنے لشکریوں کے شہر میں وارد ہوا۔ مسجد بنائی' نماز ادا کی' بعض کا بیان ہے کہ اہل قلعہ سے یہ بھی اقرار لے لیا گیا تھا کہ بت اور آتش کدوں کے اسباب بھی مسلمانوں کو دے دیئے جائیں گے۔ چنانچہ مسلمانوں نے پچاسی ہزار مثقال زیورات طلائی اور اسباب کو لے لیا اور بتوں کو جلا ڈالا۔ بشارت فتح کے ساتھ ایک عورت بھی جو یزدجرد کی نسل سے تھی حجاج کے پاس بھیج دیا اور حجاج نے ولید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا جس سے یزید بن مہلب پیدا ہوا۔

اہل خوارزم کی سرکشی: ان واقعات کے بعد فورک کے کہنے سے قتیبہ نے سمرقند سے مرو کی جانب مراجعت کی۔ ایاس

بن عبداللہ کو جنگ پر عبیداللہ بن ابی عبیداللہ (مسلم کے غلام آزاد) کو صیغہ مال پر مامور کیا۔ اہل خوارزم نے ایاس سے سرکشی شروع کی اور اس کی مخالفت پر مجمع کرنے لگے۔ قتیبہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے عبداللہ بن مسلم کو سند گورنری دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ایاس و حیان نبطی کو سو سو درے پٹوانا اور ان کے سروں کو منڈوا دینا۔ پس جب عبداللہ مع مغیرہ بن عبداللہ کے خوارزم کے قریب پہنچا اور ان کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو ان کا بادشاہ بخوف جان بلاد ترک کی طرف بھاگ گیا۔ مغیرہ ایک معمولی جنگ کے بعد شہر میں داخل ہوا۔ جو لوگ لڑے ان کو قید کر لیا اور باقی جو رہے انہوں نے جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ قتیبہ نے اپنی واپسی کے بعد مغیرہ کو نیشاپور کا والی مقرر کیا۔

شاش کی فتح : ۹۴ھ میں قتیبہ نے ماوراء النہر پر چڑھائی کی اور اہل بخارا و کش و نسف و خوارزم سے امدادی فوجیں طلب کیں۔ بیس ہزار لشکر فوراً آ کے جمع ہو گیا۔ قتیبہ نے ان سب کو شاش پر بھیج دیا اور خود خجندہ پر جا اترا۔ لشکر کفار بار بار حملہ کر کے آئے اور متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ وہ لشکر جو شاش کی طرف گیا ہوا تھا اس نے بھی شاش کو بزور تیغ فتح کیا اور قتیبہ کے پاس لوٹ آیا اس وقت کشان شہر فرغانہ میں اترا ہوا تھا اس کے بعد مرو واپس آیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حجاج نے ایک لشکر عراق سے قتیبہ کے پاس بھیجا تھا اور شاش پر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق قتیبہ شاش کی طرف گیا اور جب اس کو حجاج کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو مرو واپس آیا۔

یزید بن مہلب : ۸۰ھ میں حجاج نے یزید اور اس کے بھائیوں کو قید اور حبیب بن مہلب کو کرمان سے معزول کر دیا تھا۔ یہ لوگ قید میں ۹۰ھ تک رہے اس کے بعد حجاج تک یہ خبر پہنچی کہ اکراد نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ حجاج ان کی گوشمالی کی غرض سے بصرے کے قریب لشکر مرتب کرنے لگا اور بنو مہلب کو قید خانے سے نکال کر لشکر گاہ کے قریب ایک خیمے میں اہل شام کی حراست میں ٹھہرایا۔ پھر ان لوگوں سے ساٹھ لاکھ زر جرمانہ طلب کیا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ایذائیں اور تکالیف دینے کا حکم دیا۔ یزید کی بہن ہند بنت مہلب زوجہ حجاج اپنے بھائیوں کی تکلیفیں دیکھ کر رو پڑی حجاج نے طلاق دے دی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بنو مہلب کی تکلیف دہی سے رک گیا لیکن بدستور سابق قید ہی میں رکھا اور زر جرمانہ کا تقاضا کرتا رہا۔

بنو مہلب کا فرار : بنو مہلب نے موقع پا کر اپنے بھائی مروان کے پاس جو بصرے میں تھا خفیہ طور سے کہلا بھیجا کہ ہمارے لئے فلاں وقت فلاں روز گھوڑے تیار رکھنا۔ چنانچہ ایک روز شب کے وقت یزید بن مہلب نے محافظین قید خانے کے لئے اچھے اچھے کھانے پکوائے اور عمدہ و نفیس شراب منگوائی۔ جب محافظین جیل کھانے پینے میں مصروف ہوئے اور شراب پی پی کر بدمست ہو گئے تو یزید و مفضل و عبدالملک قید خانے سے بہ تبدیل لباس نکل کھڑے ہوئے۔ حبیب بن مہلب بصرے کی جیل میں تھا وہ بدستور اپنے مصائب کے دن کاٹتا رہا۔

بنو مہلب کی شام کی روانگی : صبح ہوئی تو نگہبانوں نے اس کی اطلاع حجاج کو دی۔ حجاج نے اس خیال سے کہ مبادا بنو مہلب خراسان پر قبضہ نہ کر لیں۔ ایک سریع السیر قاصد کو قتیبہ کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنو مہلب کی چالوں سے ہوشیار رہنا وہ لوگ بڑے فتنہ پرداز اور فسادی ہیں۔ یزید مع اپنے بھائیوں سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا جو پہلے سے اس کے لئے مہیا

کی گئی تھی۔ جس وقت بطائح کے قریب پہنچا۔ مروان کے بھیجے ہوئے گھوڑے ملے۔ سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہو کر بہ ہمراہی ایک رہبر جو بنو کلب سے تھا۔ براہ سماوہ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے ایک قاصد ولید بن عبدالملک کے پاس دوڑا دیا۔

بنو مہلب اور سلیمان بن عبدالملک: بنو مہلب مسافت طے کرنے کے بعد فلسطین پہنچے۔ وہب بن عبدالرحمن ازدی کے مکان پر اترے۔ سلیمان بن عبدالملک کی نظروں میں وہب کی بہت بڑی عزت تھی۔ اس نے سلیمان کے پاس جا کر بنو مہلب کی مظلومیت اور حجاج کے ظلم اور جور کو بیان کیا اور یہ کہا ''وہ لوگ حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر تمہارے ظل عاطفت میں پناہ گزیں ہونے کو آئے ہیں''۔ سلیمان بن عبدالملک نے نہایت تشفی آمیز الفاظ میں جواب دیا ''تم ان لوگوں کو میرے پاس لاؤ میں نے ان کو پناہ دی''۔ حجاج کو اس کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے ولید کو لکھ بھیجا کہ بنو مہلب نے اللہ تعالیٰ کے مال میں خیانت کی ہے اور میری حراست سے بھاگ کر سلیمان سے جا ملے ہیں۔ ولید کے دل میں جو کچھ رنج و غبار بنو مہلب کی طرف سے تھا۔ وہ جاتا رہا کیونکہ اس کیونکہ وہ بھی حجاج کی طرح بنو مہلب سے خراسان کے معاملے میں ڈر رہا تھا۔ اب غصہ اس کو صرف مال کی خیانت کرنے کا رہ گیا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے بھائی ولید بن عبدالملک کو اس مضمون کا خط لکھا ''یزید میرے پاس موجود ہے اور میں نے اس کو امان دے دی ہے۔ چونکہ حجاج نے اس کو ساٹھ لاکھ جرمانہ کیا ہے۔ لہٰذا نصف میں دوں گا اور نصف تم ادا کرو''۔ ولید نے جواباً تحریر کیا ''جب تک اس کو تم میرے پاس نہ بھیج دو گے میں اس کو امان نہ دوں گا''۔ سلیمان نے لکھا ''میں خود اس کو لے کر حاضر ہوں گا''۔ ولید نے جواب میں لکھا ''اب میں اس کو امان نہ دوں گا''۔ اس پر یزید نے سلیمان سے کہا ''اب تم مجھے ولید کے پاس بھیج دو میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم دونوں بھائیوں میں نااتفاقی پیدا ہو۔ البتہ تم ایک خط اس مضمون کا لکھ کر میرے ساتھ کر دو۔ کہ جہاں تک ممکن ہو امیر المومنین اس کے ساتھ نرمی و ملاطفت کا برتاؤ کریں''۔

بنو مہلب کو امان: سلیمان نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا اور اپنے لڑکے ایوب کو یزید کے ساتھ روانہ کیا۔ چونکہ ولید نے لکھا تھا کہ یزید کو مقید روانہ کرنا۔ اس وجہ سے سلیمان نے اپنے لڑکے ایوب کو فہمائش کر دی کہ تم بھی یزید کے ساتھ قیدیوں کی طرح پابہ زنجیر ولید کے روبرو جانا۔ ولید اپنے بھتیجے کو یزید کے ساتھ پابہ زنجیر دیکھ کر بولا ''ہمارے کان تک سلیمان کی یہ باتیں پہنچی ہیں''۔ ایوب نے اپنے باپ کا خط نکال کر ولید کو دیا جس میں یزید کی سفارش اور مال کی ضمانت تھی۔ ولید اس کو غور سے پڑھنے لگا اور ایوب اپنے باپ کی طرف سے یزید کی سفارش کر رہا تھا اور یزید بھی معذرت کرتا جاتا تھا۔ بالآخر ولید نے یزید کا قصور معاف کر کے امان دے دی اور حجاج کو بنو مہلب سے تعرض نہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ حبیب والی عسنہ جو اس کی نگرانی میں تھا رہا کر دیا گیا اور یزید سلیمان کے پاس واپس آیا۔ اکثر تحائف و نذرانے اس کے پاس بھیجتا تھا اور دعوتیں بھی کرتا تھا۔

عمر بن عبدالعزیز کی معزولی: ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے حجاج کے ظلم و جور و بدکرداری کی شکایت ولید کو لکھی۔

حجاج کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بھی ایک عرض داشت بھیج دی جس میں لکھا ہوا تھا کہ ''اکثر فتنہ پرداز، شورہ پشت، منافق عراق سے جلاوطن ہو کر مدینہ منورہ، مکہ معظمہ میں جا کر مقیم ہوئے ہیں، عمر بن عبدالعزیز ان کے گرفتار کرنے سے مانع ہیں اس امر سے حکومت و سلطنت میں ایک قسم کا ضعف پیدا ہوگا۔ مناسب ہے کہ یہ حجاز سے معزول کر دیئے جائیں''۔ چنانچہ ولید نے شعبان ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز کو حکومت حجاز سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ افسری کو مکہ معظمہ اور عثمان بن حیان کو مدینہ منورہ پر مامور کیا۔ خالد نے مکہ معظمہ میں پہنچ کر کل اہل عراق کو بجبر نکال باہر کیا اور ان لوگوں کو جو عراقیوں کو اپنے گھروں میں ٹھہراتے یا ان کو کرائے پر مکان دیتے تھے۔ تحکمانہ ڈرایا دھمکایا۔

سعید بن جبیر کی گرفتاری: عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ حکومت میں اکثر اہل عراق حجاج کے ظلم و جور سے تنگ آ کر مکہ معظمہ میں چلے آتے تھے اور وہ یہاں اس کے شر سے بچ جاتے تھے۔ از انجملہ سعید بن جبیر بھی تھے۔ جو حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے۔ ان کو حجاج نے اس فوج کے وظائف و رسد دینے پر مامور کیا تھا۔ جس کو بسر افسری عبدالرحمٰن بن اشعث جنگ رتبیل پر بھیجا تھا۔ پس جب عبدالرحمٰن نے حجاج کی مخالفت پر کمر باندھی تو سعید بھی اس کے ہم آہنگ ہو گئے۔ عبدالرحمٰن شکست اٹھا کر رتبیل کے ملک میں بھاگ گیا اور سعید اصفہان چلے آئے۔ حجاج نے گورنر اصفہان کو ان کے گرفتار کرنے کو لکھا۔ گورنر اصفہان نے سعید بن جبیر کو در پردہ حجاج کے حکم سے آگاہ کر دیا۔ سعید اصفہان سے آذربائیجان چلے آئے۔ ایک مدت ٹھہرے رہے، پھر یہاں سے گھبرا کر مکہ آ گئے۔ مکہ معظمہ میں ان کے جیسے بہت سے آدمی حجاج کے خوف سے بھاگ آئے تھے۔ جن کا نام و نشان حجاج کے آدمیوں کو کوئی نہ بتلاتا تھا۔ خالد وارد مکہ معظمہ ہوا تو ولید کا یہ حکم صادر ہوا کہ اہل عراق کے مزاریوں کو گرفتاری کر کے حجاج کے پاس بھیج دو اس نے سعید بن جبیر، مجاہد اور طلق بن حبیب کو گرفتار کر کے حجاج کے پاس روانہ کیا۔ طلق نے تو اثناء راہ میں داعی اجل کو لبیک کہا، باقی رہے سعید و مجاہد وہ کوفہ پہنچے حجاج کے روبرو پیش کئے گئے۔

سعید بن جبیر کی شہادت: حجاج نے سعید کو گالیاں دیں سخت وسست کہہ کر بولا ''میں جانتا تھا کہ تو مکہ میں ہے اور فلاں مکان میں ہے''۔ کیا میں نے تجھے اپنے کام میں شریک نہیں کیا تھا؟ اور کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی تھی؟ سعید نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا پھر بولا ''اچھا پھر کس چیز نے تجھے میری مخالفت پر ابھارا؟'' جواب دیا ''میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے کبھی غلطی ہو جاتی ہے''۔ حجاج یہ سن کر خوش ہو گیا تھوڑی دیر تک ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا۔ اتفاقاً سعید کی زبان سے اثناء کلام میں یہ نکل آیا کہ میری گردن میں اس کی (عبدالرحمٰن) کی بیعت تھی۔ حجاج کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا، غضبناک ہو کر بولا ''کیا میں نے تجھ سے مکے میں ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک کی بیعت نہیں لی تھی؟ اور پھر اس کی تجدید میں نے کوفے میں نہیں کی تھی؟ غرض میں نے تجھ سے دو بار بیعت لی''۔ سعید نے اقراری جواب دیا۔ حجاج نے کہا ''تو نے امیر المؤمنین کی دو بیعتیں توڑیں اور رزیل ابن رزیل (عبدالرحمٰن) کی ایک بیعت کا حق ادا کیا واللہ میں تجھے مار ڈالوں گا''۔ بولے بے شک اب میں سعید ہوں جیسا کہ میری ماں نے میرا نام رکھا ہے (یعنی میں اسم بامسمیٰ ہوں) حجاج نے لپک کر گردن اڑا دی اور جوش مسرت سے تین بار تہلیل کی پہلی مرتبہ نہایت فصاحت سے اور دو بار جلد جلد۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج اس دن بالکل مخبوط ہو گیا تھا بار بار قیود نا قیود نا کہتا تھا لوگوں نے یہ سمجھ کے کہ اس کا مقصود سعید بن جبیر کی قیود ہے۔ سعید بن جبیر کا پاؤں نصف ساق سے کاٹ ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حجاج جب سوتا تھا تو سعید بن جبیر کو خواب میں دیکھتا تھا کہ اس کا وہ دامن پکڑ کر کہتا ہے ((یا عدو الله فیما قتلتی)) ''اے اللہ کے دشمن تو نے مجھے کس جرم میں قتل کیا ہے'' اور حجاج خوف زدہ ہو کر جاگ اٹھتا تھا اور کہتا تھا ((مالی و لسعید بن جبیر))۔

حجاج کی وفات: ماہ شوال ۹۵ھ میں گورنری عراق کے بیسویں برس حجاج کا پیام اجل آ پہنچا۔ پس وقت وفات اپنے بیٹے عبداللہ بن حجاج کو اپنا قائم مقام اور یزید بن ابی کبشہ کو افواج کوفہ و بصرے پر اور یزید بن ابی مسلم کو صیغہ مال پر مامور کیا۔ اس کے مرنے کے بعد ولید بن عبدالملک نے اس تقرری کو اور نیز کل عمال حجاج کو بحال و برقرار رکھا اور قتیبہ بن مسلم گورنر خراسان کو اس مضمون کا خط لکھا:

((قد عرف امیر المؤمنین بلاءک و جهدک و جهادک اعداء المسلمین و امیر المؤمنین رافعک صانع بک الذی تحب فاتمم مغازیک و انتظر ثواب ربک و لا تغب عن امیر المؤمنین کتبک حتی کانی انظر الیٰ بلادک و الثغر الذی انت فیه))

''بے شک امیر المؤمنین اعداء المسلمین کے خلاف تمہاری جدوجہد سے واقف ہیں۔ امیر المؤمنین تمہارے اعزاز اور مرتبہ کو بلند کرنے والے ہیں۔ جس کی تمہیں تمنا ہے اپنے مغازی کو تمام کرو اور اجر باری تعالیٰ منتظر رہو۔ تم اپنی تحریرات اور مکاتیب کو امیر المؤمنین سے مت چھپاؤ حتی کہ میں تمہارے مستقر اور شہر کو دیکھ نہ لوں''۔

محمد بن قاسم کی معزولی: جن دنوں محمد بن قاسم ملتان آیا اسی زمانے میں وہیں حجاج کے مرنے کی خبر پہنچی۔ رور و بغرور کی طرف جس کو یہ فتح کر چکا تھا لوٹا۔ پھر یہاں سے لشکر مرتب کر کے بسر افسر حبیب سلماس[1] پر چڑھائی کی۔ اہل سلماس نے اور اس کے ساتھ ہی اہل سرشت نے بھی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد محمد نے کیرج[2] پر فوج کشی کی اور دوہر مقابلے پر آیا۔ لڑائی ہوئی محمد نے اس کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور بزور تیغ شہر پر قبضہ کر کے جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا اور کچھ لوگوں کو قید کر لیا۔ اس زمانے میں محمد بن قاسم ہی سندھ کا گورنر رہا۔ یہاں تک کہ سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس نے محمد بن قاسم کو معزول کر کے یزید بن ابی کبشہ سکسکی کو مامور کیا۔

محمد بن قاسم کی اسیری: یزید بن ابی کبشہ نے محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا۔ صالح بن عبدالرحمٰن نے واسطہ کے قید خانے میں ڈال دیا اور حجاج کے اعزہ و اقارب کے ساتھ اس کو بھی تکلیفیں دینے لگا۔ اس وجہ سے کہ حجاج نے صالح کے بھائی آدم کو خوارزم کی تحریر سے قتل کر ڈالا تھا اور جب یزید بن ابی کبشہ سندھ میں آنے کے اٹھارہویں روز مر گیا تو سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سند گورنری سند مرحمت کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سندھ اپنے اپنے ممالک پر پھر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور جیشہ داہر برہمناباد[3] واپس آیا تھا حبیب نے کنارہ مہران پر قیام کیا۔ اہل رود نے حاضر ہو کر اطاعت

[1] کامل ابن اثیر میں بجائے سلماس سلیمان لکھا ہوا ہے۔ جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر سادہ جگہ ہے یہ نام میں نے کامل ابن اثیر سے نقل کیا ہے جلد چہارم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۲

[3] کامل ابن اثیر صفحہ ۲۸۲ جلد چہارم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے اصل کتاب میں یہ خالی جگہ ہے۔

قبول کر لی اور جو لوگ لڑے ان کو حبیب نے پامال کیا۔ اس اثناء میں سلیمان بن عبدالملک مر گیا اور عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ملوک سندھ کو خط لکھا۔ اسلام کی دعوت دی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے پر ان کا ملک اور ان کی جائیداد دینے اور عفو تقصیر اور مسلمانوں جیسا مساویانہ برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس تحریر کے مطابق جیشہ بن داہر اور کل ملوک سندھ مسلمان ہو گئے اور اپنے غیر اسلامی نام تبدیل کر کے اسلامی عربی نام رکھے۔

جنید بن عبدالرحمٰن: اس سرحد پر عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے عمر بن مسلم باہلی مامور تھا۔ اس نے ہند کے بعض شہروں پر جہاد کیا اور کامیابی حاصل کی۔ بعد از ان عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں جنید بن عبدالرحمٰن سندھ کا گورنر ہوا۔ دریائے مہران پر پہنچا تو جیشہ بن داہر نے عبور کرنے سے روکا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور مجھے ایک مرد صالح نے اس بلاد پر حکمران بنایا ہے۔ میں تم سے مطمئن نہیں ہوں لہٰذا تم مجھے ضمانت دو''۔ جنید نے ضمانت نہ دی جیشہ باغی ہو گیا۔ لڑائی چھڑ گئی جیشہ نے ہر چند روک تھام کی لیکن جنید نے لڑ بھڑ کر اپنی فوج خشکی پر اتاردی اور اس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ صعصعہ بن داہر نے جنید کی بدعہدی کی شکایت کرنے کو دارالخلافت کا قصد کیا۔ جنید نے اس کو نرمی وملاطفت سے بلایا۔ جب وہ آ گیا تو اس کو بھی قتل کر ڈالا۔

کیرج اور کباش پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد جنید نے کیرج (ہندوستان کے آخری حصے) پر عہد شکنی کی وجہ سے فوج کشی کی اور کباش[1] کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر میں گھس گیا۔ جس قدر سپاہی ملے سب کو قتل کر ڈالا' عورتوں اور مردوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنالیا۔ مال واسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد عمال کو مرند' مندل' دہنج اور بریدج کی طرف روانہ کیا اور ایک لشکر ارین پر شب خون مارنے کو بھیجا۔ جس نے ارین کے شہروں کو لوٹ لیا اور جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ ان لڑائیوں میں جو مال غنیمت جنید کو حاصل ہوا اس کی تعداد چالیس کروڑ بیان کی جاتی ہے۔

جنید کی وفات: چونکہ جنید روزانہ لڑائیوں سے تھک گیا تھا۔ آرام کرنے کی غرض سے اس نے تمیم بن زید قینی کو عارضی طور پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ دیبل کے قریب تھوڑے دنوں بعد مر گیا تمیم نہایت سست وکاہل تھا۔ اس کے زمانے میں امراء اسلام عساکر اسلامیہ بلاد ہند کو چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے تھے۔ اس کے بعد حکم بن عوام کلبی ان ممالک کا گورنر ہوا۔

المنصورہ کی تعمیر: ان دنوں اہل ہند میں بغاوت پھوٹ نکلی تھی۔ اہل قصہ کے علاوہ سب باغی ہو گئے تھے۔ حکم نے ایک شہر بنام محفوظہ آباد کیا۔ جو فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے چھاؤنی کا کام دیتا تھا۔ عمر بن محمد قاسم فاتح سندھ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ بڑے بڑے ذمہ داری کے کام اس کے سپرد تھے۔ محفوظ سے اس نے کئی مرتبہ جہاد کیا اور مظفر ومنصور ہو کر واپس آیا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ والیان ملک کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک دوسرا شہر آباد کیا جس کا نام المنصورہ رکھا۔ یہ وہی

---

۱ کامل ابن اثیر مصر جلد چہارم صفحہ ۲۸۳۔

۲ کباش زمانہ قدیم میں ایک آلہ لکڑی اور لوہے کا بنایا جاتا تھا اور اس کو بحکمت عملی آہستہ آہستہ چلاتے تھے جس سے بڑی بڑی مضبوط دیواریں منہدم ہو جاتی تھیں اور اب یہ آلہ منجنیق کی طرح معدوم ہو گیا۔

المنصورہ ہے جو امراء سندھ کا دار الحکومت رہا ہے تھوڑے ہی عرصہ میں دشمنانِ دین کے قبضہ سے سندھ کے تمام علاقے پھر چھین لئے اور اپنے عدل و انصاف سے اہل ملک کو خوش کر دیا۔ کچھ عرصے بعد حکم مار ڈالا گیا اور دولت امویہ انتظام مملکت ہند سے مجبور و معذور ہو گئی۔ بقیہ حالات سندھ کے' مامون الرشید کے حالات میں بیان کئے جائیں گے۔

فتح کاشغر: ۹۶ھ میں قتیبہ نے بہ قصد ملک چین لشکر آرائی کی اور لشکریوں کو مع ان کے اہل و عیال کے لے کر نکلا اور سمرقند پہنچ کر ان لوگوں کے قیام کا انتظام کر کے فارغ البالی کے ساتھ چین پر دھاوا کیا۔ نہر عبور کر کے مسلحہ[1] کو گھاٹ پر ٹھہرایا کہ لشکریوں کو بلا اجازت واپس نہ آنے دے' فوج کے مقدمۃ الجیش کو کاشغر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جس نے کاشغر کو بہ زور تیغ فتح کیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا قیدیوں کی گردنوں پر غلامی کی مہریں کر دیں۔

قتیبہ اور شاہ چین: قتیبہ فتح یابی اور جہاد کے جوش میں چین تک بڑھتا چلا گیا۔ بادشاہ چین نے لکھ بھیجا ''چند آدمیوں کو شرفاء عرب سے ہمارے پاس بھیج دو جو تمہارے حالات اور مذہب سے ہم کو آگاہ کریں''۔ قتیبہ نے عرب کے دس مشہور آدمیوں کو جس میں ہبیرہ بن شمرج کنانی بھی تھا نفیس پوشاکیں عمدہ عمدہ گھوڑوں پر مختلف ساز و سامان کے ساتھ بادشاہ چین کے پاس روانہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ بادشاہ چین سے کہہ دینا کہ اگر وہ مسلمان نہ ہوا تو قتیبہ جب تک اس کے ملک کو پامال نہ کر لے گا اور اس سے خراج نہ لے لے گا ہرگز واپس نہ جائے گا۔ پہلے روز بادشاہ چین کے دربار میں یہ لوگ اس ہیئت سے گئے کہ عمدہ و قیمتی زنجیریں گلے میں پڑی ہوئی تھیں۔ نفیس نفیس چادریں اوڑھے ہوئے تھے بالوں میں خوشبودار تیل پڑا ہوا تھا۔ موزے پہنے' عطر لگائے ہوئے تھے۔ بادشاہ چین ایک سکوت کے عالم میں بیٹھا ان لوگوں کو دیکھتا رہا اور حاضرین دربار بھی ان سے ہم کلام نہ ہوئے واپسی کے بعد کہنے لگے ''یہ لوگ مرد نہیں ہیں بلکہ عورتیں ہیں یہ کیا لڑیں گے''۔ دوسرے روز پھر یہ لوگ گئے لیکن آج دوسرے لباس اور ہیئت میں تھے۔ مخطط و رنگین چادریں اوڑھے ہوئے تھے سروں پر ریشمی عمامے اور لمبی لمبی عبائیں زیب بدن تھیں' بادشاہ چین نے کچھ گفتگو نہ کی۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس آئے۔ مراجعت کے بعد یہ رائے قائم کی کہ آج ان کی صورتیں مردوں سے ملتی ہیں۔ پھر تیسرے روز بلائے گئے تو اس صورت سے کہ سروں پر بجائے عمامہ کے خود تھا' زرہ' بکتر' چار آئینہ پہنے ہوئے کمر سے تلوار لگی ہوئی۔ نیزے آڑے کئے ہوئے ترکش اور کمانوں کو پشت پر لگائے ہوئے عربی گھوڑوں پر سوار گئے اور کھڑے ہی کھڑے واپس آئے۔ آج کا منظر ایسا تھا کہ بادشاہ چین کے دل میں ان کی ہیبت سما گئی درباری دیکھ کر سہم گئے۔

بادشاہ چین نے ان کے سردار ہبیرہ بن شمرج کو بلا کر مختلف لباس میں آنے کی وجہ دریافت کی۔ ہبیرہ نے جواب دیا ''پہلے روز ہم جس لباس میں آئے تھے وہ لباس گھروں میں پہننے کا ہے۔ دوسرا لباس وہ ہے جس کو ہم اپنے امراء کی خدمت میں جانے کے وقت زیب تن کرتے ہیں اور تیسرا وہ ہے جس کو ہم دشمن کے مقابلے پر پہن کر جاتے ہیں''۔ بادشاہ چین یہ سن کر ہنس پڑا اور پھر کچھ سوچ کر کہنے لگا ''تم نے میرے ملک کی وسعت دیکھ لی ہے اور تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مجھ کو کوئی شخص تم

[1] مسلحہ لشکر کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو کسی ضرورت کے لحاظ سے راستہ پر ٹھہرا دیا جاتا ہے۔

سے نہیں روک سکتا اور مجھے تمہاری کمی کا حال معلوم ہے لہٰذا تم اپنے امیر سے جا کر کہہ دو کہ وہ یہاں سے الٹے پاؤں لوٹ جائے ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کروں گا جو تم سب کو ہلاک کر ڈالیں گے''۔

شاہ چین سے مصالحت: ہبیرہ نے ترش رو ہو کر کہا ''ہم تم سے کسی طرح کم نہیں ہیں' ہمارے سواروں کا پہلا حصہ تمہارے ملک میں ہوگا اور اس کا آخری حصہ زیتون کے باغوں میں' باقی رہی قتل کی دھمکی۔ اس سے ہم کو کچھ اندیشہ نہیں ہے اور نہ اس سے ہم ڈرتے ہیں۔ ہماری موت کا دن مقرر ہے جب وہ آ جائے گا تو ہم اس سے متجاوز نہ ہوں گے اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے امیر نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمہاری زمین کو پامال نہ کر لے گا اور تمہارے ملوک کی گردنوں پر مہریں نہ لگا لے گا اور تم سے خراج نہ لے لے گا ہرگز واپس نہ ہوگا''۔ بادشاہ چین بولا ''ہم تمہارے امیر کی قسم پوری کر دیں گے۔ تھوڑی مٹی بھیجے دیتے ہیں اس کو وہ پامال کر دیں اور ہمارے لڑکوں کی گردنوں پر مہریں لگا دیں اور ہم ایسا ہدیہ بھیجیں گے جس سے وہ خوش ہو جائے گا''۔ ہبیرہ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ بادشاہ چین نے ایک ٹوکری مٹی منگوا کر ساتھ کر دی اور تحائف و ہدیے دے کر رخصت کیا۔ قتیبہ کے پاس پہنچے تو اس نے مٹی کو اپنے پاؤں سے روندا۔ لڑکوں پر غلامی کا نشان بنا کر لوٹا دیا اور جزیہ (خراج) جو اس نے بھیجا تھا قبول کر لیا۔

ولید بن عبدالملک کی وفات: اس کے اگلے دن اپنے ملک کو واپس ہوا اور ہبیرہ کو وفد بنا کر ولید کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ فرات پر پہنچا تو ولید کے مرنے کی خبر ملی۔ ۱۵ جمادی الثانی ۹۶ھ کو (دمشق میں) ولید[1] بن عبدالملک نے وفات پائی۔ عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بہترین خلفاء بنی امیہ تھا اس نے تین مسجدیں بنوائیں مسجد منورہ' مسجد قدس و بیت المقدس اور مسجد دمشق[2]۔ مسجد دمشق کی جگہ پر کلیسا تھا جس کو ولید نے تڑوا کر مسجد بنوائی تھی عمر بن عبدالعزیز سے اس کی شکایت کی گئی تو یہ جواب دیا کہ ''ہم تمہارا یہ کلیسا تم کو دے دیں گے البتہ کلیسا توما ء منہدم کرا دیں گے کیونکہ شہر کے باہر ہے اور بہ زور تیغ فتح کیا گیا ہے اور وہاں پر مسجد بنوائیں گے''۔ عیسائی یہ سن کر خاموش اور اپنے دعوے سے دست کش ہو گئے۔

ولید کے زمانے خلافت میں اندلس[3] کاشغر' ہند[4] وغیرہ مفتوح ہوئے۔ نفیس مزاج اور ضیاع[5] کو پسند کرتا تھا۔ سبزی

۱۔ ابوالعباس اس کی کنیت تھی اڑتالیس برس کی عمر پائی نو برس آٹھ مہینے حکومت کی۔ بہ وقت وفات چودہ اولادیں اس کی موجود تھیں۔ المعارف لابن قتیبہ' مطبوعہ مصر' صفحہ ۱۲۳۔

۲۔ ۸۷ھ میں جامع دمشق کی بنا پڑی تھی۔ تاریخ الخلفاء' علامہ سیوطی' مطبوعہ لاہور' صفحہ ۱۵۲۔

۳۔ اندلس بہ تمامہ ۹۲ھ میں مفتوح ہوا تھا۔ طارق بن زیاد' موسیٰ بن نصیر کے آزاد غلام نے بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے چڑھائی کی تھی اس کے بادشاہ کا نام آدر نوق تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر' جلد چہارم' مطبوعہ مصر۔

۴۔ علاوہ ان ملکوں کے اسی کے عہد خلافت ۸۷ھ میں بیکند' بخارا' سردانیہ' مطمورہ' قمقیم' بحیرہ فرسان اور ۸۸ھ میں جرثومہ' طوانہ اور ۸۹ھ میں جزیرہ منورقہ' میورقہ اور ۹۱ھ میں نسف' مخشب' کش' شومان' مدائن اور آذربائیجان کے چند قلعہ اور ۹۲ھ میں ملک اندلس وشہر ارمائیل' قتربوں اور ۹۳ھ میں ہیبل' کیرج' برہم' جنہ' بیضا' خوارزم' سمرقند' سغد اور ۹۴ھ میں کابل' فرغانہ' شاش' سندھ اور ۹۵ھ میں موقان' باب اور ۹۶ھ میں طوس مفتوح ہوئے۔ تاریخ الخلفاء' علامہ سیوطی' مطبوعہ لاہور' صفحہ ۲۵۲۔

۵۔ ضیاع ایک خوشبو کا نام ہے۔

فروش کی طرف گزر ہوتا تو اس سے دریافت کرتا تھا'' یہ ڈھیر ترکاریوں کی کس قیمت کا ہے؟'' جو کچھ وہ بتلاتا تھا اس سے دو چند کر کے کہتا اس کو اتنی قیمت پر فروخت کرنا' قرآن شریف کی تلاوت تین دن میں اور رمضان میں دو روز میں ختم کرتا تھا۔ اس نے اپنے بھائی سلیمان کو ولی عہدی سے معزول کرنے اور اپنے لڑکے عبدالعزیز کی بیعت لینے کا قصد کیا لیکن سلیمان نے اس سے انکار کیا۔ ولید نے اپنے گورنروں سے اس کی بابت خط و کتابت کی۔ کسی نے سوائے حجاج و قتیبہ اور بعض خاص خاص امراء کے قبول نہ کیا۔ پھر ولید نے سلیمان کو معزول کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اس نے آنے میں تاخیر کی۔ تب خود ولید اس کے پاس جانے پر تیار ہو گیا۔ وہ تیاری ہی کر رہا تھا کہ پیام اجل آ پہنچا۔

باب : ۶

سلیمان بن عبدالملک ۹۶ھ تا ۹۹ھ

بیعت خلافت: ولید بن عبدالملک کے مرنے کے بعد اسی دن سلیمان بن عبدالملک کے ہاتھ پر لوگوں نے مقام ایلہ میں بیعت کی۔ تخت خلافت پر بیٹھتے ہی انتظام میں مصروف ہوا۔ عثمان بن حیان کو آخری رمضان ۹۶ھ میں مدینہ منورہ سے معزول کر کے ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مامور کیا۔ حجاج کے مقرر کیے ہوئے گورنروں کو ولایت عراق سے معزول کر کے یزید بن مہلب کو مصرین (کوفہ و بصرہ) کی حکومت بجائے یزید بن ابی مسلم کے مرحمت کی۔ پس یزید نے اپنے بھائی زیاد کو عمان کا والی بنا کر بھیج دیا۔

چونکہ سلیمان بن عبدالملک کو حجاج اور اس کے گورنروں سے ایک قسم کا ملال تھا اور اس کے ظلم و جور کی شکایتیں اکثر پہنچا کرتی تھیں۔ اس وجہ سے اس نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی یزید بن مہلب کو آل بی عقیل (یعنی قوم حجاج) کے ذلیل و خوار کرنے کا حکم دیا اور طرح طرح کی سزائیں ان کے لئے مقرر کیں۔ یزید نے اپنی طرف سے عبدالملک بن مہلب کو اس کام پر مامور کیا۔

قتیبہ کی مخالفت: جوں ہی سلیمان بن عبدالملک تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ قتیبہ کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ کیونکہ اس نے سلیمان کے معزول کرنے میں ولید کی موافقت کی تھی۔ اسنے اس خیال سے کہ مبادا سلیمان خراسان کی گورنری مجھ سے چھین کر یزید بن مہلب کو نہ دے دے' لوگوں کو اس کی مخالفت اور خلع خلافت پر ابھارنے لگا۔ اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک خط

[1] تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۵ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے کہ قتیبہ نے تین خط یکے بعد دیگرے سلیمان کو تحریر کئے تھے اور ہر سہ خطوط کو ایک ہی قاصد کی معرفت بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر سلیمان پہلا خط پڑھ کر یزید کو دے دے تو دوسرا خط دینا۔ پس اگر اس کو بھی پڑھ کر یزید کو دے دے تو تیسرا خط دینا اور اگر پہلا ہی خط پڑھ کر خاموش ہو جائے اور خط کو یزید کے حوالے نہ کرے تو ان دونوں پچھلے خطوط کو نہ دینا۔ پہلے خط میں سلیمان کو تخت خلافت پر بیٹھنے کی مبارکباد اور اپنے حسن خدمات و کارگزاریوں کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی اسی خط میں تحریر کیا تھا کہ اگر مجھے آپ میرے عہدے پر بحال رکھیں گے تو میں اسی طرح رہوں گا جیسا کہ عبدالملک و ولید کا فرماں بردار تھا۔ دوسرے خط میں اپنی عظمت و جلال و ہیبت اور ملوک عجم کے زیر کرنے کا حال اور اہل مہلب کی برائیاں لکھی تھیں اور اس امر کو بھی ظاہر کیا تھا کہ اگر تم یزید بن مہلب کو خراسان کا گورنر مقرر کرو گے تو میں اس کو معزول کر دوں گا۔ تیسرے خط میں لکھا تھا کہ اگر تم میری مخالفت کرو گے تو میں تمہاری خلع خلافت کر دوں گا۔ سلیمان نے پہلا اور دوسرا خط پڑھ پڑھ کر یزید کو دے دیا۔ لیکن تیسرے خط کو پڑھتے ہی چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور اس کو سر بمہر کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور رات کے وقت قاصد کو بلا کر جائزہ دیا اور سند گورنری خراسان لکھ کر اپنے خاص قاصد

اس مضمون کا کہ ''اگر تم مجھے میں جس عہدے پر ہوں بحال نہ رکھو گے اور امان نہ دو گے تو میں بے شک تم کو خلافت سے معزول کر دوں گا اور اس قدر سوار اور پیادوں کو جمع کر دوں گا کہ تمہارا قافیہ تنگ ہو جائے گا''۔ لکھ کر قاصد کی معرفت سلیمان کے پاس روانہ کیا۔ سلیمان نے اس کو امان دی اور سند گورنری خراسان لکھ کر اپنے قاصد کے حوالے کر دیا اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنا ایک خاص قاصد ہمراہ کر دیا۔ حلوان میں یہ دونوں قاصد پہنچے تو معلوم ہوا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے (اس وجہ سے سلیمان کا قاصد لوٹ آیا) قتیبہ نے قاصد روانہ کرنے کے بعد سلیمان کی معزولیت کی بابت اپنے بھائیوں سے مشورہ کیا عبدالرحمن بن مسلم (اس کے بھائی) نے کہا ''خط کے جواب کا تو انتظار کر لو اور اگر خلع خلافت مدِ نظر ہے تو سمرقند چل کر قیام کر و اور وہاں پر اس کام کو چھیڑ و عبداللہ بن مسلم (اس کے دوسرے بھائی) نے رائے دی کہ جہاں تک ممکن ہو اس کام کو عجلت کے ساتھ انجام دو۔ قتیبہ نے اس رائے سے اتفاق کیا اور لوگوں سے سلیمان اور اس کے عمال کی برائیاں بیان کر کے خلع خلافت کرنے کو کہا مگر کسی نے منظور نہ کیا۔ قتیبہ کو غصہ آ گیا اور ایک ایک قبیلہ کو گالیاں دے کر ان کی برائیاں اور مذمتیں بیان کیں۔ اپنی اور اپنے باپ کے قبیلہ وشہر کی تعریف کی۔ اس سے لوگوں کے تیور بدل گئے غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ سب کے سب سلیمان کے خلع خلافت کی بجائے قتیبہ کے خلع امارت و مخالفت پر تل گئے۔ قتیبہ کے دوست اور مشیر ملامت کرنے لگے۔ قتیبہ نے جواب دیا'' جب تم لوگوں نے میری بات منظور نہ کی تو مجھے غصہ آ گیا اور اس غصے کی حالت میں میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہہ گیا''۔

قتیبہ اور حیان نبطی: سب سے پہلے ازد نے سرگوشیاں شروع کیں حصین بن منذر کے پاس گیا اور یک زبان ہو کر کہنے لگا ''تمہاری کیا رائے ہے قتیبہ تو ہم کو فتنہ و فساد فی الدین کی طرف بلاتا ہے اور گالیاں دیتا ہے''۔ حصین نے ان کی کارگزاریوں اور لڑائیوں کی تعریف کر کے کہا ''خراسان میں مضر زیادہ ہیں اور اکثر تمیم بھی وہیں موجود ہیں اور یہ لوگ سوائے اپنے اور کسی کی سرداری پر راضی نہ ہوں گے اگر تم ان سے مخالفت کرو گے تو یہ لوگ قتیبہ کے معاون و مددگار ہو جائیں گے اور میں اس کام کے لئے وکیع کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں'' اور چونکہ قتیبہ نے وکیع کو معزول کر کے ضرار بن حصین ضبی کو بجائے اس کے مامور کیا تھا اس وجہ سے وکیع قتیبہ سے کشیدہ خاطر تھا۔ حیان نبطی (مولی بنی شیبان) نے بھی حصین بن منذر کی تائید کی۔ لوگ درپردہ ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور اس کی بابت سرگوشیاں کرنے لگے۔ حیان نبطی نے وکیع کو راضی کرنے کا بیڑا اٹھالیا۔ قتیبہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے خادم کو یہ حکم دیا کہ جس وقت حیان میرے پاس آئے قتل کر ڈالنا اتفاق سے دوسرے خادم نے اس کو سن لیا اور اس نے حیان کو اس سے آگاہ کر دیا۔ جب قتیبہ نے اس کو بلایا تو بیماری کا بہانہ کر کے حاضر نہ ہوا۔

قتیبہ کے خلاف سازش: اس اثناء میں لوگ جمع ہو کر وکیع کے پاس گئے اور قتیبہ کی معزولیت اور مخالفت کرنے کی غرض سے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ مبایعین میں اہل بصرہ و عالیہ کے جنگ آور نو ہزار بکر کے سات ہزار جن کا سردار حصین بن منذر تھا۔ تمیم کے دس ہزار جن پر ابن زحر امیر تھا موالی (آزاد غلام) سات ہزار جو حیان نبطی کے ماتحت تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ دیلم سے تھا اور نبطی لکنت کی وجہ سے کہتے تھے۔ اس نے وکیع سے یہ شرط کر لی تھی کہ شرقی جانب نہر بلخ کا خراج جب تک میں زندہ ہوں مجھے معاف کر دیا جائے۔ وکیع نے اس کو منظور کر لیا رفتہ رفتہ یہ خبر قتیبہ کے کان تک پہنچ گئی۔ ضرار بن سنان ضبی

نے بھی در پردہ جب وکیع کے ہاتھ پر بیعت کی تو بھی قتیبہ تک یہ خبر پہنچائی گئی۔ قتیبہ نے وکیع کو بلا بھیجا۔ وکیع نے بیماری کا حیلہ کیا قتیبہ نے صاحب شرطہ (سپرنٹنڈنٹ پولیس) کو وکیع کے گرفتار کرلانے کو بھیجا اور یہ حکم دیا کہ اگر وہ آنے سے انکار کرے تو سر اتار لانا۔ وکیع یہ پیام سن کر گھوڑے پر سوار ہوا اور لوگوں میں منادی کرادی ہر چہار طرف سے لوگ جمع ہو کر آ پہنچے۔ قتیبہ کے پاس بھی اس کے گھرانے والے اور خواص واحباب و بنواعمام آ کر جمع ہو گئے۔ منادی ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر پکارنے لگا۔ سب کے سب الٹا پلٹا جواب دینے لگے پھر جب وہ کہتا ''این بنوفلاں'' تو وہ لوگ بول اٹھتے تھے'' کیسے تم نے ذلیل کیا'' پھر منادی نے قتیبہ کے کہنے سے پکار کر کہا'' اللہ کو یاد کرو رحمی تعلقات کا خیال کرو''۔ بلوائیوں نے جواب دیا'' تم نے صلہ رحمی کو منقطع کیا''۔ پھر منادی نے ندا دی'' تم پر میرا اعتاب ہے''۔ بلوائی بولے'' نہیں اللہ ہمارے لئے ہے''۔

قتیبہ کا قتل: قتیبہ نے ان لوگوں کی اعانت سے ناامید ہو کر سواری کے لئے اپنا گھوڑا طلب کیا' بلوائیوں نے روک دیا۔ مجبور ہو کر قتیبہ اپنے شہ نشین میں چلا آیا اس عرصے میں حیان نبطی عجمیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا۔ عبداللہ برادر قتیبہ نے بلوائیوں پر حملہ کرنے کو کہا حیان نے حیلہ حوالہ کر دیا اور اپنے لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا'' دیکھنا جب میں اپنی ٹوپی الٹ دوں اور میں لشکر وکیع کی طرف مائل ہوں تو تم عجمی لشکر لے کر فوراً آ جانا''۔ پس جب حیان نے اپنی ٹوپی الٹ دی تو عجمی لشکر صف باندھ کر وکیع کے پاس جا پہنچا۔ صالح برادر قتیبہ کو تیر مارا زخمی ہو کر قتیبہ کے پاس اٹھا لے گئے۔ بعد ازاں بلوائیوں نے ہلڑ مچا دیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے عبدالرحمٰن تک پہنچ گئے۔ جس جگہ قتیبہ کے اونٹ اور سواری کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اس میں آگ لگا دی اور لوٹتے ہوئے خیمہ تک جا پہنچے اور رسیاں کاٹ دیں خیمہ گر گیا قتیبہ کا بدن زخموں سے پاش پاش ہو گیا۔ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا بلوائیوں نے فوراً سر اتار لیا۔ اس واقعہ میں اس کے ساتھ اس کے بھائی عبدالرحمٰن' عبداللہ' صالح' حصین عبدالکریم' مسلم اور اس کے بہت سے لڑکے مارے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ عبدالکریم قزوین میں مارا گیا۔

غرض وہ لوگ جو قتیبہ کے خاندان سے تھے اور اس واقعہ میں کام آئے گیارہ مرد تھے۔ عمر بن مسلم برادر قتیبہ اپنے ماموں بنوتمیم کی وجہ سے بچ گیا۔

قتیبہ کے قتل کے بعد وکیع منبر پر چڑھا اور اپنی اور اپنے کاموں کی تعریف میں اشعار پڑھے اور قتیبہ کی مذمت بیان کی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا۔ بعد ازاں قتیبہ کا سر اور انگوٹھی ازد سے طلب کی اور نہ دینے پر دھمکایا۔ پس بنوازد نے سر اور انگوٹھی کو پیش کر دیا۔ وکیع نے سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا اور حیان نبطی سے جو وعدہ و اقرار کیا تھا۔ اس کو پورا کیا۔

یزید بن مہلب کا امارت عراق پر تقرر: جب سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلب کو صوبہ عراق کی گورنری مرحمت کی اور صیغہ جنگ و امامت و خراج پر بھی اسی کو مامور کرنا چاہا تو اس نے اس خیال سے کہ اگر میں خراج کے وصول کرنے میں لوگوں پر سختی کروں گا تو حجاج کی طرح میری بھی برائیاں عالمگیر ہو جائیں گے اور اگر کوتاہی و نرمی کا برتاؤ کروں گے تو سلیمان کو ناگوار گزرے گا اس خدمت کے قبول کرنے سے معذرت کی اور سلیمان بن عبدالملک نے یزید کی تحریک سے صالح

بن عبدالرحمن (خادم تمیم) کو صیغہ مال (خراج) پر متعین کر کے یزید سے قبل روانہ کر دیا۔ پس جب یزید وارد عراق ہوا تو صالح نے اسے تنگ کرنا شروع کیا اور تو کچھ بن نہ پڑا یزید کی فضول خرچی پر معترض ہوا (اس کے دستر خوان پر ہزار خوان آتے تھے ان کی قیمت مجرا کرنے کو کہا) یزید اس کی تنگ ظرفی سے تنگ ہی ہو رہا تھا کہ خراسان سے قتیبہ کے مارے جانے کی خبر آئی اور اس کے دل میں خراسان کی گورنری کا شوق پیدا ہوا فوراً عبداللہ بن الاہتم کو سمجھا بجھا کر سلیمان کے پاس ایک قاصد کے ہمراہ روانہ کیا اور یہ تاکید کر دی کہ سلیمان پر میری تمنا ظاہر نہ ہونے پائے۔

یزید بن مہلب بحیثیت گورنر خراسان: سلیمان بہ وقت ملاقات علی سبیل تذکرہ کہنے لگا ''یزید نے مجھے لکھا ہے کہ تم عراق (وخراسان) کا حال خوب جانتے ہو''۔ عبداللہ بن الاہتم نے جواب دیا ''ہاں! اے امیر المومنین میں وہیں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پائی''۔ سلیمان یہ سن کر گورنری خراسان کی بابت مشورہ کرنے لگا۔ جس جس کو نام زد کرتا تھا عبداللہ بن الاہتم ان پر ایک نہ ایک عیب لگا دیتا تھا۔ موقع پا کر وکیع کی بدعہدی اور بے وفائی کا بھی ذکر کر دیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کر کہا ''اچھا تم ہی کسی کو نام زد کر دو''۔ عبداللہ بن الاہتم نے کہا ''اگر امیر المومنین اخفاء راز کا وعدہ فرمائیں اور یہ بھی اقرار کریں کہ میں جس کو نامزد کروں گا اگر اس کو یہ معلوم ہو جائے تو مجھ کو اس کے شر سے آپ بچائیں گے کیونکہ وہ اس کو پسند نہ کرے گا''۔ سلیمان بن عبدالملک نے کہا ''میں یہ سب شرطیں منظور کرتا ہوں''۔ عبداللہ بن الاہتم نے کہا ''وہ یزید بن مہلب ہے''۔ سلیمان بن عبدالملک کو اس سے تعجب ہوا متحیر ہو کر بولا ''اس کو تو عراق زیادہ پسند ہے''۔ عبداللہ بن الاہتم نے کہا ''میں یہ جانتا ہوں کہ اس کو یہ ناگوار ہوگا لیکن جب آپ کا حکم صادر ہوگا تو چار ناچار عراق پر کسی کو اپنا نائب بنا کر خراسان کی گورنری پر چلا جائے گا''۔ چنانچہ سلیمان بن عبدالملک نے اس مشورے کے مطابق یزید بن مہلب کے نام سند گورنری خراسان لکھ دی اور ایک قاصد کی معرفت بہ ہمراہی عبداللہ بن الاہتم روانہ کیا۔

یزید بن مہلب نے سند گورنری خراسان پاتے ہی پہلے اپنے لڑکے مخلد کو خراسان کی طرف روانہ کیا۔ بعد ازاں واسطہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اپنا نائب بنایا۔ بصرہ پر عبداللہ بن بلال کلابی کو اور کوفہ پر حرملہ بن عمیر لخمی کو مامور کر کے خراسان کی طرف کوچ کیا لیکن اس کو چند مہینوں کے بعد معزول کر کے بشیر بن حیان نہدی کو مقرر کیا' چونکہ قیس کا یہ خیال تھا کہ قتیبہ نے سلیمان بن عبدالملک کی خلافت سے انکار نہیں کیا اس وجہ سے وہ لوگ خون قتیبہ کا معاوضہ طلب کر رہے تھے۔ سلیمان بن عبدالملک نے یزید کو ایک ہدایتی خط لکھ بھیجا کہ اگر بنو قیس قتیبہ کے خلع خلافت نہ کرنے پر شہادت پیش کر کے ثابت کر دیں تو وکیع کو قید کی سزا دینا۔

بیرونی مہمات: زمانہ وفات امیر معاویہؓ سے بوجہ حادثات فتنہ وفساد خانہ جنگیوں کے صوائف[1] شام بالکل بیکار و معطل ہو گئے۔ عہد حکومت عبدالملک میں جس وقت آپس کی نااتفاقی حد سے متجاوز ہو گئی تھی رومیوں نے موقع پا کر مسلمانان شام پر لشکر

---

[1] صوائف وہ لشکر ہے جو موسم صیف (گرمی) میں حدود مملکت اسلامیہ کی حفاظت اور کفار سے جنگ کرنے پر مامور ہوتا ہے۔

کشی کر دی تھی۔ عبدالملک نے والی قسطنطنیہ سے دب کر اس شرط سے مصالحت کر لی تھی کہ ہر جمعہ کو ایک ہزار دینار ادا کیا کرے گا یہ واقعہ ۷۰ھ کا ہے۔ جب کہ امیر معاویہ کو وفات کئے ہوئے دس برس گزر چکے تھے۔ پھر جب مصعب شہید کئے گئے اور خانہ جنگیوں کا استیصال ہو گیا تو موسم گرما ۷۱ھ میں لشکر روانہ کیا گیا جس نے قیساریہ کو فتح کیا۔ اس کے بعد عبدالملک نے ۷۳ھ میں جزیرہ و آرمینیہ پر اپنے بھائی محمد بن مروان کو مامور کیا۔

رومیوں کو شکست: موسم گرما کے آتے ہی محمد بلاد روم میں گھس پڑا اور بہت بری طرح سے رومیوں کو شکست فاش دی۔ ارمینیہ کی دوسری جانب سے عثمان بن ولید بسر افسری چار ہزار فوج کے داخل ہو رہا تھا۔ رومیوں نے ساٹھ ہزار فوج سے مقابلہ کیا لیکن میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ عثمان بن ولید نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کر کے ہزاروں کو قتل و قید کر لیا۔ اس کے بعد ۷۴ھ میں محمد بن مروان نے بلاد روم پر دوبارہ فوج کشی کی اور جہاد کے جوش میں انبولیہ تک بڑھتا چلا گیا۔

ملطیہ پر فوج کشی: دوسرے سال لشکر صائفہ کے ساتھ براہ مرعش بلاد روم کی طرف بڑھا ان کے اکثر شہروں کو پامال کیا۔ پھر رومیوں نے اگلے سال عتیق کی طرف خروج کیا محمد بن مروان نے دوبارہ مرعش کی جانب سے ان کی روک تھام کی پھر ۷۶ھ میں براہ ملطیہ جہاد کیا اور ۷۷ھ میں صائفہ کے ساتھ ولید بن عبدالملک بھی بلاد روم میں داخل ہوا اور نہایت سخت خون ریزی کے بعد واپس آیا۔ ۷۹ھ میں رومی بادشاہ اہل انطاکیہ پر شب خون مار کر کامیابی کے ساتھ اپنے ملک کو لوٹ آیا۔ پس عبدالملک نے ۸۱ھ میں اپنے لڑکے عبیداللہ کو بلاد روم پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ عبداللہ نے فالیقلا کو فتح کیا۔

ارمینیہ کی فتح: ۸۲ھ میں ارمینیہ والوں میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ محمد بن مروان اس کو فرو کرنے کے لئے گیا۔ لڑائی ہوئی۔ بالآخر حسب درخواست اہل ارمینیہ سے مصالحت ہوگئی اور ابو شیخ عبداللہ اس کا والی بنایا گیا۔ جس کو اہل ارمینیہ نے عہد شکنی کر کے مار ڈالا۔ تب محمد بن مروان نے ۸۵ھ میں ان پر جہاد کیا۔ موسم گرما و سرما میں برابر لڑتا رہا۔ بعدہٗ مسلمہ بن عبدالملک نے بلاد روم پر چڑھائی کی اور دو چار شہروں کو فتح کر کے واپس آیا اور ۸۷ھ میں براہ مصیصہ پھر بلاد روم کو واپس گیا۔ متعدد قلعات کو کامیابی کے ساتھ فتح کیا۔ از انجملہ قلعہ لولق، اخزم، بولس اور قمیقم تھا اور ایک ہزار عرب مستعربہ کے لڑنے والوں کو تہ تیغ کر کے ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی غلام بنا لیا۔ پھر ۸۹ھ میں اس نے اور عباس بن ولید نے بلاد روم پر جہاد کیا۔

مسلمہ اور عباس کی فتوحات: مسلمہ نے قلعہ سوریہ اور عباس نے قلعہ اردولیہ کو فتح کیا، رومیوں کے ایک ٹڈی دل لشکر سے اس قلعہ پر مڈبھیڑ ہوئی۔ عباس نے نہایت مردانگی سے ان کو پسپا کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ مسلمہ نے عموریہ پر دھاوا کیا۔ رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کی حمایت کو آیا۔ لیکن مسلمہ نے ان کو شکست دے کر ہرقلعہ وقمولیہ پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانے میں دوسری جانب سے صائفہ کیساتھ عباس نے جہاد کیا تھا۔ پھر ۸۹ھ میں مسلمہ بن عبدالملک نے آذربائیجان کی طرف سے ترکوں پر حملہ کیا۔ چند قلعے اور شہر فتح ہوئے ۹۰ھ میں سوریہ کے پانچ قلعات کو بزور تیغ لڑ کر فتح کیا اور عباس جہاد کرتا ہوا اردن و سوریہ تک چلا گیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی فتوحات: ۹۱ھ میں عبدالعزیز بن ولید صائفہ پر بہ ہمراہی مسلمہ بن عبدالملک حملہ آور ہوا اور چونکہ ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو معزول کر کے جزیرہ وارمینیہ پر مسلمہ کو مامور کیا تھا۔ لہٰذا اس نے ترکوں پر براہ آذر بائیجان جہاد کیا اور فتح کرتا ہوا باب تک پہنچ گیا۔ پھر ۹۲ھ میں جہاد کیا اور تین قلعے فتح کر کے اہل سرسنہ کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر دیا۔ بعدہ ۹۳ھ میں عباس و مروان بن ولید و مسلمہ نے بلاد روم کا رخ کیا۔ عباس نے سبیطلہ کو مروان نے خنجر تک مسلمہ نے ماشیر و حصین الحدید و غزالہ کو ملطیہ کی جانب فتح کر لیا اور ۹۴ھ میں عباس کے ہاتھ سے انطا کیہ اور عبدالعزیز بن الولید کے ہاتھ سے دوبارہ غزالہ فتح ہوا۔

اہل ہرقلعہ کی بغاوت: اسی زمانے میں ولید بن ہشام معیطی مروج الحمام تک اور یزید بن ابی کبشہ زمین سوریہ تک فتح کرتا ہوا پہنچ گیا تھا۔ ۹۵ھ میں ہرقلعہ والوں نے عساکر اسلامیہ کو دوسری طرف مصروف دیکھ کر سرتابی کی عباس نے ان کے جوش کو فرو کر کے دوبارہ فتح کیا۔ آغاز ۹۷ھ میں مسلمہ نے سرزمین رضاحیہ پر جہاد کر کے جس کو رضاع نے اس سے پیشتر فتح کیا تھا مفتوح کیا۔ عمر بن ہبیرہ نے براہ دریا سرزمین روم پر فوج کشی کی اور ایام سرما وہیں منقضی کیا۔

قلعہ مراۃ پر قبضہ: ایام گرما کے آتے ہی سلیمان بن عبدالملک نے بسرافسری اپنے لڑکے داؤد کے ایک لشکر ان کی کمک پر روانہ کیا۔ جس نے قلعہ مراۃ کو لڑ کر فتح کیا۔ ۹۸ھ میں بادشاہ روم کا انتقال ہو گیا القون (یا الیھون) نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی اور روم کے فتح کرانے کا بیڑہ اٹھایا۔

قسطنطنیہ کا محاصرہ: سلیمان بن عبدالملک یہ سن کر وابق چلا آیا اور یہاں سے ایک عظیم الشان لشکر اپنے بھائی مسلمہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا۔ قسطنطنیہ کے قریب پہنچ کر مسلمہ نے اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ ہر شخص دو دو مد غلہ[1] اپنے ہمراہ لیتا چلے اور لشکرگاہ میں لے جا کر جمع کرے۔ پس بات کی بات میں پہاڑوں کی طرح غلہ کا انبار ہو گیا۔ پھر مسلمہ نے لکڑی اور پتھر سے لشکریوں کے رہنے کے لئے مکانات بنوا دیئے اور کاشت کاری کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس کے محاصرہ بھی ڈال دیا عساکر اسلامی نے گرمی جاڑا وہیں تمام کیا۔ کھیتی اور لوٹ مار کا غلہ صرف میں لاتے تھے اور پہلے سے جو جمع کیا گیا تھا وہ انبار کا انبار رکھا ہوا تھا۔ اہل قسطنطنیہ نے محاصرہ اٹھا دینے کی ہر چند کوشش کی لیکن ناکام رہے مجبور ہو کر فی نفر ایک دینار جزیہ دینے پر مصالحت کی درخواست کی۔ مسلمہ نے اس کو منظور نہ کیا۔

مسلمہ کے خلاف سازش: تب والی قسطنطنیہ نے القون سے سازش کی اور یہ کہلا بھیجا کہ ”اگر تم مسلمانوں کو کسی حکمت عملی سے ٹال دو تو ہم تم کو نصف حصے پر قبضہ دے دیں“۔ القون مسلمہ کے پاس آیا اور پٹی دی کہ اگر تم اپنے کھیتوں اور غلہ کو جلا دو گے تو رومی یہ یقین کر کے تم ان سے بالضرور جنگ کرو گے شہر سے باہر آ جائیں گے اس وقت تم نہایت آسانی سے ان

---

[1] مد بالضم ایک وزن ہے جو اہل عراق کے نزدیک دو رطل اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رطل و ثلث رطل کا ہوتا ہے اور مغرب میں ہے کہ شام میں مد اس پیمانے کو کہتے ہیں جس میں پندرہ مکوک سما جائے اور ملوک ڈیڑھ صاع کا اور صاع سوا سیر یعنی سو روپیہ بھر کا ہوتا ہے۔ اقراب الموارد جلد دوم مطبوعہ بیروت صفحہ ۱۱۹۴۔

کو گرفتار کرلو گے اور موجودہ حالت میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس غلہ رہے گا اور تم لوگ کاشتکاری کرتے رہو گے صف آرائی نہ کرو گے''۔ سادہ لوح مسلمہ نے اس دم پٹی میں آ کے کھیتوں اور غلے کے انباروں کو جلا دیا۔ رومیوں کو اس سے بہت بڑی قوت پہنچ گئی اور الیون عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر رومیوں میں جا ملا صبح ہوئی تو لڑائی کا دروازہ کھلا۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ عساکر اسلامیہ شدت گرسنگی سے مرنے لگے۔ گھوڑوں اور کھالوں اور درخت کی جڑوں پتوں کو کھانا شروع کر دیا۔

صقالبہ پر قبضہ: سلیمان بن عبدالملک ان دنوں وابق میں مقیم تھا۔ اس اثناء میں موسم سرما بھی آ گیا۔ اس وجہ سے سلیمان ان غریب الوطن عساکر اسلامیہ کو کمک نہ بھیج سکا۔ یہاں تک کہ مر گیا۔ برجان نے مسلمہ کو گرفتار مصیبت دیکھ کر حملہ کر دیا اگرچہ مسلمہ کی جماعت قلیل اور کمزور تھی لیکن کمال مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور صرف مقابلہ ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کو شکست دے کر اس کے شہر (صقالبہ) پر قبضہ کر لیا۔ اس سنہ میں ولید بن ہشام اور داؤد بن سلیمان نے روم پر حملہ کیا۔ چنانچہ داؤد نے قلعہ مراۃ پر جو ملطیہ کے قریب تھا دوبارہ فتح کیا۔

ملطیہ کا تاراج: اور ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ کو جن دنوں وہ سرزمین روم میں تھا جہاد کرنے کا فرمان بھیجا۔ ساتھ ہی اس کے کثیر التعداد مسلمانوں کو کل مال غنیمت دینے کا وعدہ کر کے ساز و سامان اور گھوڑے اور بار برداری کے جانوروں کے ساتھ روانہ کیا اور عام مسلمانوں کو ان کی امداد و کمک کی فہمائش کر دی' بعد ازاں اہل طرندہ[1] کو ملطیہ کی طرف جانے اور اس کے ویران کر دینے کا حکم صادر کیا۔ اس سے پیشتر عبداللہ بن عبدالملک نے مسلمانوں کو طرندہ میں ٹھہرایا تھا اور اہل جزیرے سے یہ اقرار لے لیا تھا کہ موسم سرما میں تا انقضائے سرما ان کے پاس آ کے قیام کیا کریں گے۔ چونکہ یہ شہر بلاد روم سے بہت زیادہ ملحق و متصل تھا اس وجہ سے عمر بن عبدالعزیز نے ویران کر دیا اور ملطیہ پر جعونہ بن حرث کو (بنو عامر صعصعہ سے) مامور کیا اور ۱۰۰ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے ولید بن ہشام معیطی و عمر بن قیس کندی کو صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

قہستان کی فتح: یزید بن مہلب کے دل میں جرجان و طبرستان کی فتح کا غیر معمولی جوش بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ یہ دونوں شہر اس وقت تک کفار کے قبضہ میں تھے اور فارس و خراسان کے درمیان واقع تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی دیواروں تک اسلامی فتوحات کی موجیں نہیں پہنچی تھیں۔ جن دنوں یزید شام میں سلیمان بن عبدالملک کی خدمت میں تھا جب کبھی قتیبہ کی فتوحات خراسان و ماوراء النہر کا تذکرہ آتا تو بے ساختہ کہہ اٹھتا ''اس نے کچھ بھی نہیں کیا' جرجان اب تک کفار کے قبضہ میں ہے جس نے قومس و نیشاپور کا راستہ بند کر رکھا ہے۔ یہ فتوحات کسی شمار میں نہیں ہیں جرجان کا فتح کرنا بہت ضروری امر ہے''۔ پس جب سلیمان نے یزید کو والی خراسان بنایا تو اس نے باستثناء موالی[2] و منظوعہ[3] کے ایک لاکھ فوج عراق و شام و خراسان سے جمع

[1] طرندہ ایک شہر کا نام ہے جو ملطیہ سے تین منزل کے فاصلے پر تھے۔ عبداللہ بن عبدالملک نے فوجی ضرورتوں کے لحاظ سے اس کو چھاؤنی قرار دیا تھا اور ملطیہ ان دنوں ویران پڑا ہوا تھا

[2] موالی۔ مولیٰ کی جمع ہے بمعنی آزاد غلام

[3] منظوعہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو بلا تنخواہ جنگ اور لڑائی کا کام دیتا ہے جیسا کہ والنٹیر۔

کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ جرجان ان دونوں معمور شہر نہ تھا بلکہ پہاڑ اور درے تھے۔ دروں کے دروازے پر ایک شخص کھڑا ہو کر بڑی فوج کو داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ یزید بن مہلب نے جرجان کی فتح قہستان سے شروع کیا اور سب سے پہلے اسی پر محاصرہ کیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جو اس قلعہ میں مقیم تھا روزانہ لڑنے کو آتا اور شکست اٹھا کر واپس چلا جاتا۔ ایک مدت تک اسی طور سے لڑائی جاری رہی' چودہ ہزار ترک اس معرکے میں مارے گئے۔ بالآخر دہقان قہستان نے یزید بن مہلب سے مصالحت کر لی۔ شہر اور جو کچھ مال واسباب وخزانہ وقید تھے سب کو یزید بن مہلب کے حوالے کر دیا اس لئے نامہ بشارت فتح سلیمان عبدالملک کی خدمت میں بھیجا۔ اس کے بعد جرجان کی طرف قدم بڑھائے۔

جرجان کی فتح: اس سے پیشتر سعید بن العاص نے اہل جرجان سے ایک لاکھ سالانہ جزیہ پر مصالحت کر لی تھی لیکن اہل جرجان کبھی تو سو دیتے تھے اور کبھی دو سو اور کبھی تین سو گاہے اس رقم کو بھی نہ دیتے تھے۔ کچھ عرصے بعد باغی ہو گئے اور خراج کے نام سے ایک حبہ بھی نہ دینے لگے۔ چونکہ سعید بن العاص کے بعد کسی نے جرجان کا رخ نہ کیا اس وجہ سے انہوں نے خراسان کا راستہ بند کر دیا۔ کوئی شخص اس راستے سے خراسان نہ جا سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ وہ فارس وسلماس ہو کر جاتا۔ بعد ازاں قتیبہ خراسان کا گورنر ہو کر آیا اس نے تومس تو فتح کر لیا لیکن جرجان باقی رہ گیا یہاں تک کہ یزید بن مہلب کو خراسان کی امارت دی گئی۔ تب اہل جرجان نے فتح قہستان کے بعد مصالحت کر لی۔

طبرستان کی مہم: مہم جرجان وقہستان سے فارغ ہو کر یزید نے ساسان وقہستان میں عبداللہ بن معمر یشکری کو بسر افسری چار ہزار سواروں کے مامور کیا اور خود بہ قصد طبرستان' جرجان کے راستے سے روانہ ہوا۔ آمد میں پہنچا' راشد بن عمر کو ایزدسایر مع چار ہزار فوج کے متعین کر کے بلاد طبرستان میں داخل ہوا۔ اصبہند والی طبرستان نے صلح کا پیغام بھیجا جس کو یزید نے بہ امید کامیابی نامنظور کر کے اپنے لشکر کو چاروں طرف اس طرح سے پھیلا دیا کہ ایک طرف تو اپنے بھائی ابوعیینہ کو' دوسری طرف اپنے لڑکے خالد کو (تیسری طرف ابوجہیم کلبی کو) روانہ کیا اور بہ وقت اجتماع ابوعیینہ کو امیر لشکر بنانے کا حکم دیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے مقابلے پر رہا۔ اصبہند نے اہل جیلان ودیلم سے امدادی لشکر طلب کیا جب وہ لوگ اس کی کمک پر آ گئے تو اصبہند نے نکل کر مقابلہ کیا پہلے ہی حملے میں مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے۔ عساکر اسلامیہ نے پہاڑ کی گھاٹی تک تعاقب کیا مشرکین پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ عساکر اسلامیہ نے بھی چڑھنے کا قصد کیا لیکن نہ چڑھ سکے۔ البتہ ابوعیینہ مع اس فوج کے جو اس کی رکاب میں تھا چڑھ گیا۔ مگر راستہ نہ جاننے کی وجہ سے نقصان کے ساتھ شکست اٹھا کر لوٹا اور مشرکین نے کسی مصلحت سے تعاقب نہ کیا۔

مرزبان کی بغاوت: اس کے بعد اصبہند نے اہل جرجان اور اس کے سردار مرزبان سے خط وکتابت کر کے سازش کر لی اور ان کو عمدہ وکافی معاوضہ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اہل جرجان اور اس کے مرزبان نے اصبہند کے اشارہ وتحریک سے ان کل مسلمانوں کو مع عبداللہ بن معمر رات کے وقت بحالت غفلت کاٹ ڈالا جو اس کے پاس جرجان میں مقیم تھے اور اصبہند کو لکھ بھیجا کہ ''تم بھی مسلمانوں کو چاروں طرف سے اپنے محاصرے میں لے لو''۔ اس خبر نے یزید اور اس کے ہمراہیوں کو پریشان کر

دیا۔ ''نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن'' کا مضمون ہو گیا۔

حیان نبطی کی حکمت عملی: یزید نے مجبور ہو کر حیان نبطی کو (جس سے یزید نے دو لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا تھا۔ اس جرم میں اس نے اس کے لڑکے مخلد کو جو خط لکھا تھا اس میں اس نے اپنا نام پہلے لکھ دیا تھا) بلا کر کہا ''برادرِ من! غالباً تم کو کسی قومی کام کرنے کو وہ امر نہ روک سکے جو مجھ سے تمہاری خدمت میں بہ نظر تنبیہ عامہ مسلمین سرزد ہوا ہے۔ تم نے وہ خبر جو جرجان سے آئی ہے سن لی ہوگی اور اب ہم جس حالت میں ہیں اس کو تم بچشم خود دیکھ رہے ہو۔ لہٰذا ایسی چال چلو کہ مصالحت ہو جائے''۔ حیان نبطی یہ سن کر سیدھا اصبہند کے پاس آیا اور اپنا نام و عجمی نسب ظاہر کر کے اپنا فقرہ دیا کہ اصبہند نے ساٹھ لاکھ درہم، چار سو غلام (جن کے ہاتھوں میں ایک ایک ڈھال اور طیلسان اور چاندی کا ایک ایک جام اور خرقہ حریر ولباس ہو) اور چار سو قرز عفران یا اس کی قیمت پر مصالحت کر لی یزید نے حیان نبطی کا شکریہ ادا کیا اور مال و اسباب لے کے واپس چلا آیا۔

صول ترکی کا جرجان پر قبضہ: بعض نے جرجان کی طرف جان کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ صول ترکی قہستان و بحیرہ میں رہتا تھا۔ بحیرہ ایک جزیرہ تھا جو قہستان سے سات کوس کے فاصلے پر تھا۔ درحقیقت یہ دونوں مقامات جرجان کے مضافات کے تھے جن کی سرحد خوارزم سے ملتی تھی۔ صول ترکی آئے دن فیروز بن قولقول مرزبان جرجان سے برسرِ جنگ رہتا تھا اور اس کے ملک کو لوٹ لیتا تھا۔ بالآخر فیروز تنگ ہو کر خراسان میں یزید کے پاس بھاگ آیا۔ صول نے خالی میدان پا کر جرجان پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں یزید نے فیروز کے کہنے پر اصبہند کو لکھا کہ اگر تم صول کو جرجان میں روک رکھو یہاں تک کہ اس کا محاصرہ کر لیا جائے تو تم کو بے شمار مال دوں گا۔ جس سے تم مالا مال ہو جاؤ گے۔ اصبہند نے یہ خط صول کے پاس بھیج دیا۔ صول اسی وقت جرجان چھوڑ کر بحیرہ چلا آیا۔

بحیرہ پر یزید کا قبضہ: یزید بن مہلب کو اس کی خبر لگی تو اس نے خراسان پر اپنے لڑکے مخلد کو سمرقند' کش' نسف اور بخارا پر اپنے دوسرے لڑکے معاویہ کو طخارستان پر' حاتم بن قبیصہ بن مہلب کو مامور کیا اور خود مع فیروز کے جرجان پر آ اترا۔ کسی متنفس نے قبضہ حاصل کرنے سے نہ روکا۔ ہمدان نے بحیرہ کا رخ کیا جہاں پر صول ٹھہرا ہوا تھا۔ مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ حتیٰ کہ صول نے باستثناء اپنی جان و مال اور اپنے ہی خاندان کے تین سو ممبروں کے بحیرہ دے کر مصالحت کر لی۔ یزید نے اس معرکے میں چودہ ہزار ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد ادریس بن حنظلہ عمی کو بحیرہ کے مال و اسباب و غلہ کے شمار کرنے پر متعین کیا۔ لیکن یہ اس کے بے شمار و فہرست مرتب کرنے پر قادر نہ ہوا کیونکہ بحیرہ میں گیہوں' جو' چاول' شہد' تل بے حد و بے شمار بھرا ہوا تھا اور اسی قدر چاندی اور سونا تھا۔

اہل جرجان کی سرکوبی: صول سے مصالحت کرنے کے بعد یزید نے پھر جرجان پر بغاوت کی وجہ سے چڑھائی کی اور قسم شرعی کھائی کہ اگر اہل جرجان پر کامیابی حاصل ہو جائے گی تو ان کے خون کے سیلاب پر پن چکی بنا کر آٹا پسوا کے کھاؤں گا۔ سات مہینے تک محاصرہ ڈالے رہا۔ اہل جرجان روزانہ لڑنے کو آتے دو دو ہاتھ لڑ کے واپس چلے جاتے تھے۔ چونکہ ان لوگوں نے پہاڑوں کو اپنا ماوا و مامن بنا رکھا تھا جس کا راستہ کسی کو معلوم نہ تھا اس وجہ سے عساکر اسلامیہ ان کی سرکوبی اور جوش

بغاوت کے فرو کرنے پر قادر نہ تھے۔ اتفاق سے ایک عجمی خراسانی شکار کھیلتے ہوا پہاڑ پر چڑھ گیا۔ رفتہ رفتہ اہل جرجان کے لشکر گاہ تک پہنچ گیا۔ واپسی کے وقت پہچاننے کی غرض سے درختوں پر کپڑا لپیٹتا اور نشانات بناتا چلا آیا اور یزید بن مہلب کو اس سے آگاہ کیا۔ یزید بن مہلب اسی وقت تین سو آدمیوں کو منتخب کر کے بسرگروہی اپنے لڑکے خالد وجہم بن ذخر عجمی مخبر کے ہمراہ روانہ کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ "کل عصر کے وقت ہم لڑائی کے میدان میں آئیں گے تم بھی پیچھے سے حملہ کرنا"۔

اگلے دن ظہر کے وقت یزید نے لشکر گاہ میں جس قدر لکڑی تھی سب کو جمع کر کے جلا دیا۔ اہل جرجان نے یہ دیکھ کر صف آرائی کی یزید نے قدر انداز وں کو تیر باری کا حکم دیا۔ تقریباً عصر کے وقت تک لڑائی برابر کی ہوتی رہی اس اثناء میں خالد اپنا چھوٹا سا لشکر لئے ہوئے اہل جرجان کے پیچھے سے تکبیر کہتا ہوا آ پڑا اہل جرجان کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگے۔ سواران اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کر دیا۔ آخر الامر مجبور ہو کر ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ یزید نے ان کے لڑنے والی فوج کو نیست و نابود کر کے عورتوں اور لڑکوں کو قید کر لیا اور بارہ ہزار آدمیوں کو وادی جرجان کی طرف جلا وطن کر دیا۔ عین معرکے کے وقت جس وقت مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں کفار کی گردنوں پر تیر رہی تھیں مینہ آ گیا۔ میدان کارزار میں خون پانی مل کر اس طغیانی سے رواں ہوا کہ پن چکی بنائی گئی آٹا پیسا گیا' روٹی پکی اور یزید نے کھایا مقتولین کی تعداد جو اس واقعہ میں مارے گئے چالیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔

فتح یابی حاصل کر کے یزید نے شہر جرجان کا بنیادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا گو اس سے پیشتر اس شہر کا کوئی وجود نہ تھا اور جہم بن ذخر جعفی کو جرجان پر اپنی طرف سے مقرر کر کے خراسان کو واپس آیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ یزید نے جرجان کے جنگ آوروں کو قتل کرنے کے بعد دائیں بائیں دورویہ دو فرسنگ تک صلیب پر چڑھایا تھا۔

سلیمان بن عبدالملک کی وفات: ان واقعات کے بعد سلیمان[1] بن عبدالملک نے مقام والق سرزمین قنسرین ماہ صفر ۹۹ھ میں وفات پائی۔

[1] ۲۰ صفر ۹۹ھ کو اس کا انتقال ہوا۔ دو برس پانچ مہینے پانچ دن اس نے خلافت کی۔ عمرؓ بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھائی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر۔

باب : ۷

عمر بن عبدالعزیز ۹۹ھ تا ۱۰۱ھ

سلیمان کا عہد نامہ: مرض الموت میں اس نے اپنے لڑکے داؤد کو ولی عہد بنانے کا قصد کیا تھا۔ رجاء بن حیواۃ نے عرض کیا: ''امیر المؤمنین آپ کا لڑکا اس وقت موجود نہیں ہے بلکہ قسطنطنیہ میں ہے جس کی حیات و موت کی کچھ خبر نہیں ہے''۔ سلیمان یہ سنتے ہی عمر بن عبدالعزیز کی طرف مائل ہو گیا اور رجاء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ''واللہ میں یہ جانتا ہوں کہ داؤد کی ولی عہدی میں بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا اور لوگ ان کو (عمرؓ بن عبدالعزیز) کو اپنا امیر ضرور بنائیں گے۔ مگر یہ کہ میں خود کسی کو اپنے لڑکوں میں سے اس کے بعد ولی عہد بنا جاؤں اور عبدالملک تو اس کو ولی عہد بنا ہی گئے تھے''۔ رجاء یہ سن کر خاموش ہو گیا' سلیمان نے کاغذ منگوا کر بسم اللہ کے بعد یہ مضمون ذیل لکھا:

((ھذا کتاب من عبداللّٰہ سلیمان امیر المؤمنین لعمر بن عبدالعزیز انی قد ولیتک الخلافۃ من بعدی و من بعدک یزید بن عبدالملک فاسمعوا لہ و اطیعوا و اتقوا اللّٰہ و لا تختلفوا فیطمع فیکم))

''یہ اللہ کے بندے سلیمان امیر المؤمنین کا فرمان ہے بنام عمر بن عبدالعزیز کے' میں نے بے شک اپنے بعد تم کو اور تمہارے بعد یزید بن عبدالملک کو خلافت کا ولی عہد مقرر کیا۔ پس تم لوگ اس کو سنو اور اطاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ اور لوگ اس سے منتفع ہونے کی امید کریں''۔

اور سر بمہر کر دیا کعب بن جابر عبسی صاحب شرطہ (افسر پولیس) کو اپنے خاندان والوں کے جمع کرنے کا حکم دیا اور رجاء بن حیواۃ سے کہا ''اس خط کو اسی طرح لوگوں کے روبرو پیش کر کے کہو کہ امیر المؤمنین نے اس میں جس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے اس کی بیعت کرو''۔ چنانچہ کل بنو امیہ یکے بعد دیگرے بیعت کر کے منتشر ہو گئے۔ اس کے بعد ہی عمر بن عبدالعزیز رجاء کے پاس پہنچے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلا کر کہنے لگے ''اگر میں ولی عہدی کے لئے نامزد کیا گیا ہوں تو تم مجھے بہ نظر رسم سابقہ بتلا دو کہ میں ابھی سے اس سے مستعفی ہو جاؤں''۔ رجاء نے بتلانے سے انکار کیا۔ عمر بن عبدالعزیز اٹھ کر چلے گئے۔ ہشام بن عبدالملک آ پہنچا اور اپنے حقوق و محبت دیرینہ کا اظہار کر کے مضمون خط دریافت کیا۔ لیکن رجاء نے نہ بتلایا۔ ہشام اس خیال سے کہ بنو عبدالملک سے شاید خلافت نکل جائے گی کف افسوس ملتا ہوا واپس آیا۔

بیعت خلافت: اس کے بعد سلیمان کا انتقال ہوگیا۔ رجاء نے خاندان سلطنت کو جمع کیا اور سلیمان بن عبدالملک کا خط کھول کر پڑھا تو اس میں عمر بن عبدالعزیز کا تذکرہ تھا۔ ہشام بن عبدالملک نے جھلا کر کہا "ہم اس کی بیعت نہ کریں گے"۔ رجاء نے ڈانٹ کر کہا "واللہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا"۔ ہشام بن عبدالملک بجبر واکراہ کف افسوس ملتا ہوا عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا۔ جس وقت کہ رجاء نے ان کو منبر پر بٹھا دیا تھا اور وہ اپنی غلطی پر نادم تھے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے۔ ہشام بن عبدالملک کی بیعت کرنے کے بعد اور لوگوں نے بھی بیعت کی اور عمر بن عبدالعزیز نے نماز جنازہ پڑھ کر سلیمان کو دفن کرادیا۔

عبدالعزیز بن ولید کی اطاعت: چونکہ عبدالعزیز بن ولید انتقال سلیمان کے وقت موجود نہ تھا اور نہ اس کو عمر بن عبدالعزیز کی بیعت کا حال معلوم ہوا تھا۔ اس وجہ سے اس نے ایک علم نصب کیا اور مدعیٔ خلافت ہو کے دمشق کی طرف آیا۔ پھر جب سلیمان کے عہد نامہ لکھنے کا حال معلوم ہوا تو عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی "کہ مجھے سلیمان کے عہد نامہ لکھنے کی خبر نہیں پہنچی تھی مجھے مال واسباب کے تلف ہو جانے کا خیال دامن گیر تھا"۔ عمر بن عبدالعزیز بولے "اگر تم زمام حکومت کے لینے پر مستعد ہوتے تو میں لڑائی کے قریب نہ جاتا اور اپنے گھر بیٹھ رہتا" عبدالعزیز بن ولید نے عرض کیا "واللہ میں آپ کے سوا اس کام کے لئے دوسرے شخص کو نہیں پسند کرتا"۔ عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گئے اور عبدالعزیز بن ولید نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔

عمر بن عبدالعزیز کا کردار: تکمیل بیعت کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے اپنی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک سے فرمایا کہ اسباب و مال، زیور، جواہر اور قیمتی کپڑے جو تمہارے ہوں وہ سب بیت المال میں بھیج دو۔ میں اور یہ (یعنی مسلمانوں کا مال) ایک مکان میں نہیں رہ سکتا۔ فاطمہ بنت عبدالملک نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ پس جب ان کا بھائی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے بیت المال سے اپنی بہن کا مال واسباب جس کو عمر بن عبدالعزیز نے جمع کرادیا تھا واپس کیا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر کے کہا "جب کہ میں ان کی اطاعت حالتِ حیات میں کرتی تھی تو ان کے مرنے پر بھی اطاعت کروں گی"۔ یزید نے اس کو اپنے اہل وعیال کو دے دیا۔

بنو امیہ ایک مدت مدید سے امیر المؤمنین علی (کرم اللہ وجہہ) کی شان میں علانیہ کلمات ناملائم کہا کرتے تھے عمر بن عبدالعزیز نے زینہ خلافت پر قدم رکھتے ہی ممانعت کر دی اور مسلمہ کو جو کہ سرزمین روم پر جہاد کرنے کو لکھ بھیجا۔

یزید بن مہلب کی گرفتاری: مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے ۱۰۰ھ میں یزید بن مہلب کو لکھا "تم کسی کو اپنی گورنری پر مامور کر کے چلے آؤ"۔ یزید بن مہلب نے اس حکم کے مطابق اپنے لڑکے مخلد کو اپنا نائب بنا خراسان سے واسط آیا اور واسط سے کشتی پر سوار ہو کر بصرے کی طرف روانہ ہوا۔ بصرے پر عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ فزاری کو، کوفے پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب وابوالزناد کو مامور کیا تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز کو یزید بن مہلب کی روانگی کی خبر پہنچی تو اس کو گرفتار کر کے دارالخلافت بھیجنے کا ایک فرمان بنام عدی بن ارطاۃ بھیج دیا، عدی بن ارطاۃ نے اس

حکیم کی تعمیل پر موسیٰ بن وجیہہ حمیری کو مامور کیا۔ نہر معقل پر پل کے قریب یزید سے ملاقات ہوئی موسیٰ بن وجیہہ نے گرفتار کر کے پابہ زنجیر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیج دیا۔

یزید بن مہلب سے جواب طلبی: عمر بن عبدالعزیز کو اس سے کوئی ذاتی کاوش نہ تھی لیکن اس کے ظلم وتعدی سے بیزار تھے اور اس کو اور اس کے خاندان والوں کو ظالم و جابر فرمایا کرتے تھے۔ پس جب آپ نے جرجان کے مال غنیمت کا خمس طلب فرمایا جس کی اطلاع یزید بن سلیمان بن عبدالملک کو دی تھی تو یزید نے بے تامل کہہ دیا ''میں نے تو لوگوں کو سنانے کی غرض سے لکھا تھا اور میں یہ جانتا تھا کہ اس مال کو سلیمان مجھ سے نہ لے گا''۔ عمر بن عبدالعزیز نے چیں بہ چیں ہو کر ارشاد کیا'' اللہ تعالیٰ سے ڈر یہ مسلمانوں کے حقوق ہیں میری یہ مجال نہیں ہے کہ میں اس سے درگزر کر جاؤں''۔ پھر جب وہ مال مطلوبہ ادا نہ کر سکا تو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور جراح بن عبداللہ حکمی کو اس کی جگہ خراسان کی گورنری پر بھیج دیا۔

مخلد بن یزید کی سفارش: مخلد بن یزید خراسان سے دربار خلافت میں آ کر حاضر ہوا اور اپنے باپ کی رہائی کی سفارش کی اور یہ گزارش کی کہ ''اگر وہ (یعنی یزید بن مہلب) کوئی حجت و دلیل پیش کرے تو اس کو قبول فرمایئے یا اس کو حلف دیجئے اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہ ہوں تو اس سے یا مجھ سے جس بات پر آپ چاہیں مصالحت کر لیں''۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کو منظور نہ کیا لیکن مخلد کے شکر گزار ہوئے پھر جب یزید نے خمس جرجان ادا نہ کیا تو ادنیٰ جبہ پہنا کر اونٹ پر دہلک کی طرف روانہ کیا گیا۔ لوگوں طرف سے ہو کر گزرا تو چلانے لگا ''کیا میرا کوئی عزیز وقریب نہیں ہے جو دہلک کی طرف جانے سے مجھے بچالے؟''۔ سلامہ بن نعیم خولانی نے حاضر ہو کر عرض کیا ''آپ یزید کو قید خانے میں پھر واپس بھیجئے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی قوم اس کو چھین لے گی کیونکہ وہ سخت غصے میں بھری ہوئی ہے''۔ عمر بن عبدالعزیز نے فوراً اس کو قید خانے بھیج دیا' حتیٰ کہ وہ قید خانے سے بھاگ نکلا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جراح بن عبداللہ کی معزولی: جس وقت یزید گورنری خراسان سے معزول کیا گیا تھا اس زمانے میں جہم بن ذخر جعفی جرجان کا والی تھا۔ عراق کے گورنر نے یزید کی معزولی کے بعد ایک شخص کو جرجان کا والی بنا کر بھیجا۔ جہم بن ذخر نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پس جب جراح بن عبداللہ حکمی گورنر خراسان ہو کر آیا تو اس نے عامل جرجان کو رہا کر دیا اور جہم کی اس حرکت سے ناراض ہو کر کہنے لگا ''اگر تمہاری[1] قرابت مجھ سے نہ ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کرتا''۔ بعد ازاں جہم کو لڑائی پر بھیج دیا اور ایک وفد عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں روانہ کیا۔ کسی نے اہل وفد میں سے یہ جڑ دیا کہ ''جراح'' موالی کو بلا وظیفہ ورسد کے جہاد پر بھیج دیتا ہے اور ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو جاتے ہیں ان سے بھی خراج لیتا ہے اور درحقیقت وہ ظلم وتعدی میں حجاج کا پیرو ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے لکھ بھیجا کہ ''جو شخص نماز ادا کرتا ہو اس کا جزیہ معاف کر دو''۔ لوگ یہ سنتے ہی جزیہ کے خوف سے جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ جراح نے ان لوگوں کا ختنہ سے امتحان

[1] جہم وجعفر دونوں سعد العشیرۃ کے لڑکے تھے۔

لیا اور عمر بن عبدالعزیز کو اس سے مطلع کیا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ ''اللہ جل شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داعی مبعوث کیا ہے نہ کہ خاتن (ختنہ کرنے والا)''۔

اس واقعہ کے بعد امیر المؤمنین عمرؓ بن عبدالعزیز نے جراح کو بلا بھیجا اور یہ بھی حکم صادر کیا کہ اپنے ہمراہ ابومخلد کو لیتے آنا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم بحیثیت گورنر خراسان: پس جراح عبدالرحمٰن بن نعیم قشیری کو حرب خراسان پر اپنا نائب بنا کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ حضوری کے وقت عمر بن عبدالعزیز نے دریافت فرمایا ''کس وقت تم خراسان سے روانہ ہوئے تھے؟'' عرض کیا ''ماہ رمضان میں''۔ ارشاد کیا ''جس نے تجھے ظالم بتایا ہے وہ سچا ہے۔ تو نے قیام کیوں نہ کیا تا کہ ماہ صیام کے بعد سفر کرتا''۔ پھر ابومخلد سے مخاطب ہو کر عبدالرحمٰن بن عبداللہ کا حال دریافت کیا ابومخلد نے عرض کیا ''اپنے ہم جنسوں کی رعایت کرتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ عداوت اور جو شخص اس کا موافق ہوتا ہے اس کو دوسروں پر مقدم کرتا ہے''۔ پھر عبدالرحمٰن بن نعیم کا حال استفسار فرمایا عرض کیا ''وہ عافیت کو دوست رکھتا ہے اور عافیت اس کو مل بھی جاتی ہے''۔ فرمایا ''وہ مجھے زیادہ محبوب ہے''۔ اس قدر ارشاد کر کے عبدالرحمٰن بن نعیم کو نماز و حرب پر اور عبدالرحمٰن قشیری کو خراج پر مامور فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن نعیم ایک مدت تک خراسان کی گورنری پر رہا۔ یہاں تک کہ یزید بن مہلب مارا گیا اور مسلمہ کو اس کی حکومت دی گئی۔ پس یہ تقریباً ڈیڑھ برس یا اس سے زیادہ خراسان کا والی رہا۔

جراح ہی کے عہد گورنری میں دعاۃ (ایلچیوں) بنو عباس کا خراسان میں ظہور ہوا یہ وہ لوگ تھے جن کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے اطراف و جوانب مملکت اسلامیہ کی طرف روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم دولت عباسیہ میں بیان کریں گے۔

عمر بن عبدالعزیز کی وفات: دوسری صدی ہجری کے پہلے سال رجب کے مہینہ میں عمر بن عبدالعزیز[1] نے دو برس پانچ مہینے خلافت کر کے مقام دیر سمعان میں وفات پائی۔ جب کہ اپنی عمر کے چالیس مرحلے طے فرما چکے تھے۔ یہ اشج بنو امیہ کہلاتے تھے ان کے چہرے پر چوٹ کا داغ تھا زمانۂ طفولیت میں جانور نے مار دیا تھا جس سے چہرے پر داغ آ گیا تھا۔ پس جب انتقال ہو گیا تو یزید بن عبدالملک (نواں تاجدار بنو امیہ) سلیمان کے عہد نامے کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا۔

[1] عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب تاریخ الخلفاء نے (صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ لاہور) خامس خلفاء راشدین تحریر کیا ہے۔ ان کی کنیت ابوحفص تھی۔ عبدالعزیز بن مروان کے لڑکے تھے۔ موضع حلوان (مضافات مصر) میں جن دنوں ان کے باپ وہاں کے گورنر تھے۔ ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ماں کا نام ام عاصم بنت عاصم بن عمرؓ بن خطاب تھا۔ لڑکپن میں ایک جانور نے مار دیا تھا' چہرے پر زخم آ گیا۔ خون بہنے لگا' عبدالعزیز بن مروان خون پونچھتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا ((ان کنت اشج بنی امیہ انک لسعیہ)) یہ بہت بڑے دین دار' متقی' عادل' علم دوست تھے۔ زمانہ مرض الموت میں ولید بن ہشام نے عرض کیا تھا کہ ''آپ علاج کیوں نہیں کرتے''۔ آپ نے جواب دیا ''اگر مجھے اس وقت جب کہ مجھے زہر پلا دیا گیا تھا۔ یہ معلوم ہو جاتا کہ میری شفا کان کی لو کے مس کرنے میں ہے تو میں ہرگز مس نہ کرتا۔ چونکہ اس بزرگ سیرت خلیفہ نے تقریباً کل بنو امیہ سے کام لے لیا تھا اور ان کو ظلم و تعدی سے مانع تھے اور ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے غلام سے سازش کر کے زہر دلوا دیا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے غلام کو بلا کر زہر دینے کی وجہ دریافت کی۔ غلام نے عرض کی ''ہزار دینار مجھے دیئے گئے ہیں''۔ آپ نے فرمایا ''اس کو میرے سامنے لا''۔ غلام نے ہزار دینار لا کر پیش کر دیئے۔ آپ نے بیت المال میں داخل کرا دیا اور غلام سے فرمایا تو ایسی جگہ بھاگ جا جہاں کوئی تجھے نہ دیکھ سکے۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔

جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

حالت احتضار میں لوگوں نے عمر بن عبدالعزیز سے گزارش کی کہ یزید بن عبدالملک کو کچھ بطور وصیت لکھ جایئے آپ نے فرمایا ''میں کیا وصیت کروں وہ تو عبدالملک کے خاندان سے ہے''۔ بعدازاں کچھ سوچ کر تحریر فرمایا:

((اما بعد ! فاتق یا یزید الصرعة بعد الغفلة حین لا تقال العثرة و لا تقدر علی الرجعة انک تترک ما اترک لمن لا یحمدک و تصیر لولیٰ من لا یعذرک و السلام))

''اے یزید غفلت میں ٹھوکر کھانے سے ہوشیار رہنا نہ تو وہ قابل معافی ہوگی اور نہ تم ان کی پاداش پر قوت رکھو گے۔ میری طرح تمہیں بھی خلافت سے علیحدہ ہونا پڑے گا اور وہ بھی کسی ایسے شخص کے حق میں جو نہ تمہاری ستائش کرے گا اور نہ تمہارے حق میں کوئی معذرت پیش کرے گا''۔

باب: ۸

یزید بن عبدالملک ۱۰۱ھ تا ۱۰۵ھ

نظم و نسق کی تبدیلی: یزید بن عبدالملک نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی ابو بکر بن محمد بن عمر بن حزم کو مدینہ منورہ سے معزول کر کے عبدالرحمٰن بن ضحاک بن قیس فہری کو مامور کیا اور عمر بن عبدالعزیز کے کل انتظامات اور کاموں کو الٹ پلٹ دیا۔ ازانجملہ یمن کا خراج تھا محمد برادر حجاج بن یوسف نے اہل یمن پر ایک نیا ٹیکس لگا دیا تھا۔ جس کو عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ خلافت میں معاف کر کے عشر (دسواں حصہ) یا نصف عشر (بیسواں حصہ) قائم کیا اور یہ ارشاد کیا کہ ''مجھے اس نئے خراج کو قائم کرنے سے یہ پسند ہے کہ یمن سے ایک ذرہ برابر خراج آئے''۔ پس جب یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اس ٹیکس کو پھر جاری کر دیا اور اپنے گورنر کو لکھ بھیجا کہ اہل یمن سے اس کو ضرور وصول کرو گو اس کو یہ ناگوار ہو۔ انہیں دنوں اس کے چچا محمد بن مروان کی بھی موت آ گئی۔ اس نے اس کی جگہ اپنے دوسرے چچا مسلمہ بن عبدالملک کو جزیرہ آذربائیجان اور ارمینیہ پر مامور کیا۔

یزید بن مہلب اور یزید بن عبدالملک: یاد ہو گا کہ عمر بن عبدالعزیز نے یزید بن مہلب کو خمس جرجان کے نہ دینے کی وجہ سے قید کر دیا تھا۔ پس اس وقت سے یہ برابر قید رہا۔ حتیٰ کہ عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ وفات قریب آ گیا۔ یزید بن مہلب نے بخوف یزید بن عبدالملک جیل سے بھاگنے کی فکر کی۔ یزید بن عبدالملک کی بیوی' حجاج کے بھائی کی لڑکی تھی' سلیمان بن عبدالملک نے حجاج کے اعزہ و اقارب کو سزا دہی کی غرض سے یزید بن مہلب کے سپرد کیا تھا اور یہ ان کو بلقاء سے قید کر کے دمشق کی طرف لایا تھا۔ جس میں یزید بن عبدالملک کی بیوی بھی تھی اور اس کو بھی سزا دی جاتی تھی۔ یزید بن عبدالملک اپنی بیوی کی سفارش کرنے کو یزید بن مہلب کے مکان پر گیا' لیکن اس نے کچھ خیال نہ کیا تو یزید بن عبدالملک نے کہا ''اچھا میں وہ تاوان جو تم نے اس پر مقرر کیا ہے ادا کروں گا تم اس کو سزا نہ دو''۔ یزید بن مہلب نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب یزید بن عبدالملک نے کہا ''اچھا اس وقت تم میرا کہنا نہیں مانتے ہو میں جب خلیفہ ہوں گا تو سمجھ لوں گا''۔ یزید بن مہلب نے جواب دیا ''اگر تو خلیفہ ہوا تو ایک لاکھ تلواریں تیرے لئے میں نیام سے باہر کر دوں گا''۔ گویا ہم باتیں نوک جھونک کی ہو گئیں مگر بالآخر یزید بن مہلب نے ایک لاکھ دینار تاوان لے کر یزید بن عبدالملک کی بیوی کو رہا کر دیا۔

یزید بن مہلب کا فرار: پس جب عمر بن عبدالعزیز کے مرض میں شدت پیدا ہوگئی تو یزید بن مہلب نے اس مناقشہ کے خیال سے اپنے آزاد غلاموں کو کہلا بھیجا کہ کل صبح فلاں مقام پر اونٹ گھوڑے موجود رکھے جائیں اور عامل حلب اور محافظین قید خانہ کے پاس بہت سا مال بھیج دیا جس کی وجہ سے ان لوگوں نے یزید بن مہلب سے تعرض نہ کیا اور یہ اپنی سواری کے پاس آیا۔ سوار ہوا بصرہ پہنچ کر عمر بن عبدالعزیز کو ایک عرضداشت لکھی جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہو جاتا تو میں ہرگز آپ کے قید خانہ سے نہ بھاگتا لیکن یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ آپ کے بعد یزید مجھے نہایت بری طرح قتل کر ڈالے گا''۔ یہ عرضی اس وقت پہنچی جب کہ عمر بن عبدالعزیز دم توڑ رہے تھے۔ خط پڑھ کر فرمایا ''اے اللہ تعالیٰ اگر یزید بن مہلب مسلمانوں کے ساتھ برائی کرنے کو بھاگا تو اس کو اس کی سزا دے کیونکہ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے''۔

یزید بن مہلب کی بصرے میں آمد: یزید بن عبدالملک نے بیعت لینے کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن والی کوفہ اور عدی بن ارطاۃ والی بصرہ کو یزید بن مہلب کے بھاگ جانے کا حال اور اس کے اہل و عیال کے دوبارہ گرفتار کرنے کو لکھا۔ چنانچہ عدی بن ارطاۃ نے مفضل و مروان پسران مہلب کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اس اثناء میں یزید بن مہلب بھی قریب بصرہ آ پہنچا اور عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے ایک لشکر بسر افسری ہشام بن مساحق بن عامر یزید کے گرفتار کر لانے کو روانہ کیا۔ جب لشکر حذیب پہنچا تو یزید بن مہلب جاتا ہوا دکھائی دیا لیکن لشکریوں نے اس سے کچھ تعرض نہ کیا۔ وہ سیدھا بصرے کی طرف چلا گیا۔ عدی بن ارطاۃ نے بھی اہل بصرہ کو جمع کر رکھا تھا اور گرد شہر کے خندق کھدوا دی تھی۔ سواران بصرہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل کو مقرر کر دیا تھا۔ یزید بن مہلب مع اپنے ہمراہیوں کے بصرے کے قریب پہنچا اور محمد بن مہلب مع اپنی قوم کے استقبال کو آیا' عدی بن ارطاۃ یہ سن کر اپنی فوج از سر نو مرتب کرنے لگا۔ بصرے کے ہر دستۂ فوج پر جدا جدا ایک ایک شخص کو مامور کیا۔ ازد پر مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی کو' تمیم پر محرز بن حمدان سعدی کو' بکرہ پر نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو' عبدالقیس پر مالک بن منذر بن جارود کو۔ اہل عالیہ[1] پر عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کو۔ مگر ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی یزید بن مہلب سے متعرض نہ ہوا اور وہ اپنے مکان میں جا اترا۔ لوگ اس سے ملنے کو آنے لگے' یزید نے عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ ''تم میرے بھائیوں کو قید سے رہا کر دو تا کہ میں ان کے ساتھ چندے بصرے میں قیام کر کے کسی طرف چلا جاؤں اور پھر خروج کر کے یزید بن عبدالملک سے خاطر خواہ اپنا مقصد حاصل کروں''۔ عدی بن ارطاۃ نے منظور نہ کیا تب اس نے حمید بن عبدالملک بن مہلب (اپنے بھتیجے کو) امان حاصل کرنے کی غرض سے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

بنو مہلب کو امان نامہ: یزید بن عبدالملک نے بہ نظر ترحم خسروانہ بنو مہلب کو امان نامہ لکھ دیا اور بوقت واپسی حمید' خالد قسری و عمر بن یزید حکمی کو ساتھ کر دیا۔ ہنوز حمید واپس نہیں آنے پایا تھا کہ سونے و چاندی کے ٹکڑوں (یعنی یزید بن مہلب کی داد و دہش) نے لوگوں کو اس کی طرف مائل کر دیا کیونکہ عدی بن ارطاۃ نہایت بخیل تھا۔ کسی کو دو درہم سے زیادہ نہ دیتا تھا۔

---

[1] قریش' کنانہ' ازد' بجیلہ' خثعم' قیس عیلان' مزینہ کو اہل عالیہ کہتے ہیں اور اہل عالیہ و کوفہ کو ربع اہل مدینہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم

رفتہ رفتہ یزید اور عدی میں کشیدگی بڑھ گئی۔ یزید کے ہمراہیوں نے عدی کے ہواخواہوں پر حملہ کر دیا۔ اتفاق سے عدی کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی۔ یزید بن مہلب کے بھائیوں نے یہ سن کر قید خانے کا دروازہ بند کر لیا اس خوف سے کہ مبادا یزید کے آنے سے پہلے عدی ان لوگوں کو قتل نہ کر ڈالے۔ دروازہ بند کرنے کے بعد ہی (عبداللہ بن دینار) عدی کے داروغہ جیل نے آ کر اس کے کھولنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس عرصے میں یزید کے ہمراہی آ پہنچے۔ عبداللہ بن دینار بھاگ گیا۔ یزید کے بھائی قید خانہ کھول کر نکل آئے۔

عدی بن ارطاۃ کی گرفتاری: یزید بن مہلب دارالامارت کے قریب مسلم بن زیاد کے مکان میں قیام پذیر ہوا۔ اس کے ہمراہی قصر امارت پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گئے اور عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر لائے۔ یزید بن مہلب نے اس کو قید کر دیا۔ رؤسا بصرہ قبیلہ ہائے تمیم قیس اور مالک بن منذر کوفہ وشام کی طرف چلے گئے۔ مغیرہ بن زیاد بن عمر عتکی شام کی جانب بھاگا۔ اثناء راہ میں خالد قسری عمر بن یزید سے ملاقات ہوئی۔ جو یزید بن مہلب کے لئے حمید بن عبدالملک کے ساتھ امان لئے آ رہے تھے۔ مغیرہ بن زیاد نے خالد وعمر کو یزید بن مہلب کے غلبہ وتصرف بصرہ اور عدی کے قید کرنے سے آگاہ کیا۔ پس خالد و عمر لوٹ کھڑے ہوئے۔ ہر چند حمید نے قسم ولائی لیکن ان دونوں نے ایک بھی نہ سنی خالد بن یزید بن مہلب وحماد بن ذحر کو عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے کوفہ سے گرفتار کر کے شام بھیج دیا۔ جس کو یزید بن عبدالملک نے قید کر دیا یہاں تک کہ قید ہی کی حالت میں ان دونوں نے جان بحق تسلیم کی۔

شامی لشکر کی کوفہ کو روانگی: ان واقعات کے بعد یزید بن عبدالملک نے اہل کوفہ کے لئے جائزہ انعامات روانہ کئے۔ ان کی خیر خواہی کی تعریف لکھی۔ ان کے وظائف بڑھانے کا وعدہ کیا۔ اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادرزادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کو ستر ہزار یا اسی ہزار جنگ آوران شام وجزیرے کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ ان لوگوں نے کوفے میں پہنچ کر نخیلہ میں قیام کیا۔ ایک روز عباس بن ولید اور حیان نبطی باتوں باتوں آپس میں لڑ پڑے۔

یزید بن مہلب کی ناکامی: یزید بن مہلب کو مسلمہ اور اہل شام کے آنے کی خبر پہنچی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اہل شام کو جنگ پر ابھارا۔ بزدلی ونامردانگی کے عواقب امور سے ڈرایا اور اس امر کا ان کو یقین دلایا کہ ان میں اکثر میرے ہواخواہ ہیں یہ خیال اہل بصرہ نے اس کے دل میں پیدا کیا تھا اس کے بعد یزید بن مہلب نے اپنے عمال کو اہواز' فارس اور کرمان کی طرف روانہ کیا۔ خراسان کی طرف مدرک بن مہلب کو بھیجا۔ خراسان کی گورنری پر عبدالرحمٰن بن نعیم تھا اس نے بنو تمیم کو اہل خراسان کے روکنے پر مامور کیا' ازد نے مدرک کی آمد سن کر راس الفازہ پر ملاقات کی اور اس سے واپس جانے کو کہا اور اپنے انجام پر نظر رکھتے ہوئے ساتھ دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ مدرک بے نیل ومرام خراسان سے لوٹ آیا۔ بعد ازاں یزید بن مہلب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں اس نے ان کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی دعوت دی اور جہاد پر ابھارا اور یہ کہ اہل شام پر جہاد کرنا ترک ودیلم پر جہاد کرنے سے افضل ہے حسن بصری اور نضر بن انس بن مالک نے اس سے مخالفت کی اور عوام الناس نے محض اس رائے سے اتفاق ہی نہیں کیا بلکہ یزید کا منہ پکڑ کر بٹھا دیا اور مسجد سے نکل آئے۔

عبدالملک بن مہلب کی پسپائی: یزید بن مہلب اپنے بھائی مروان بن مہلب کو بصرے پر اپنی طرف سے مامور کر کے واسطہ چلا آیا۔ کچھ عرصہ قیام کرتے کے بعد ۱۰۲ھ میں اپنے لڑکے معاویہ کو وہاں کا امیر بنا کر پھر خروج کیا۔ اس کا بھائی عبدالملک بن مہلب کوفے کی طرف بڑھا۔ عباس بن ولید نے نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں سے استقبال کیا۔ عبدالملک بن مہلب مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ بالآخر عبدالملک شکست اٹھا کر یزید بن مہلب کے پاس لوٹ آیا۔ اس اثناء میں مسلمہ کنارۂ فرات پر پہنچ گیا اور پل باندھ کر دریائے فرات عبور کر کے یزید بن مہلب پر آ پڑا۔ یزید بن مہلب کے پاس اس وقت ایک بڑا لشکر مرتب ہو گیا تھا۔ جس میں اکثر اہل کوفہ اور کچھ لوگ مختلف سرحدوں کے تھے۔ جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن اپنی فوج آراستہ کئے ہوئے نخیلہ میں پڑا ہوا تھا۔ جاسوسوں اور محافظوں کو اہل کوفہ پر مامور کر دیا تھا کہ وہ لوگ ابن مہلب کے پاس نہ جانے پائیں اور چھوٹا سا لشکر بسرافسری صبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف بن مسلمہ کی کمک پر روانہ کیا۔ مسلمہ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو امارت کوفہ سے معزول کر کے محمد بن عمر بن ولید بن عقبہ کو مامور کیا۔ یزید بن مہلب نے ایک لشکر اپنے بھائی محمد کے ساتھ مسلمہ کی فوج پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کرنے کا قصد کیا۔ لیکن ہمراہیوں نے اختلاف کر کے کہا ''ہم نے تو لوگوں کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی غرض سے جمع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی اسی کا وعدہ کیا ہے۔ اب تم شب خون مارنے کو کہتے ہو ہماری یہ ہمت نہیں ہے کہ ہم ان سے بدعہدی کریں''۔ یزید بن مہلب نے جواب دیا ''تف ہو تم پر تم لوگ ان کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ کتاب وسنت پر عامل ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ تم کو دھوکا دیتے ہیں اور تمہارے ساتھ فریب کرتے ہیں پس تم کو چاہئے کہ فریب دہی میں تم ان سے بڑھ جاؤ۔ واللہ مروان کے خاندان میں اس زرد ٹڈی (مسلمہ) سے مکار و بدعہد کوئی زیادہ نہیں ہے''۔ حاضرین نے اس کے کہنے پر مطلق خیال نہ کیا۔

حسن بصری کی مخالفت: مروان بن مہلب بصرے میں لوگوں کو یزید بن مہلب کے ساتھ دینے پر ابھار رہا تھا اور حسن بصری مخالفت کر رہے تھے۔ حکومت وقت کی مخالفت سے ڈرا رہے تھے مروان کو یہ خبر لگی ان لوگوں کو سختی کے ساتھ بلوا بھیجا۔ جو لوگ حسن بصریؒ کے پاس آیا جایا کرتے تھے یہ خبر پا کر منتشر و متفرق ہو گئے اور مروان بھی ان کی تکلیف دہی سے رک گیا۔

یزید بن مہلب کا قتل: آٹھ روز تک مسلمہ بن عبدالملک اور یزید بن مہلب ایک دوسرے کے مقابلے پر بلا جدال وقتال پڑے رہے۔ نویں روز جمعہ کے دن نصف صفر ۱۰۲ھ کو یزید بن مہلب نے صف آرائی کی اور عباس بن ولید نے بھی ایسا ہی کیا۔ جنگ چھڑتے ہی حد سے زیادہ سخت ہو گئی۔ مسلمہ نے پل کو جلوا دیا میدان جنگ دھوئیں سے بھر گیا۔ یزید بن مہلب کی فوج یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ یزید اور اس کے ہمراہی شکست خوردوں کو مارنے لگے' لیکن ہمت ہارے ہوئے سپاہی نہ لوٹے' یزید ان کی مراجعت سے ناامید ہو کر لوٹا اور پیادہ پا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ میدان جنگ کا راستہ لیا۔ لوگوں نے کہا ''تمہارا بھائی حبیب مارا گیا''۔ یزید بن مہلب نے آہ سرد کھینچ کر کہا ''لطف زندگی نہ اس کے بعد ہے اور نہ شکست کے بعد'' اور شمشیر بکف لشکر شام کو مارتا اور ان کی صفوں کو چیرتا ہوا مسلمہ کی طرف بڑھا۔ لشکر شام نے چاروں طرف سے گھیر کر اس کو اور

اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا جس میں اس کا بھائی محمد بھی تھا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد مسلمہ نے یزید کا سر خالد بن ولید بن عقبہ کے ہمراہ یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔ بعض کا بیان ہے کہ یزید کو ہذیل بن زفر بن حرث بن کلابی نے قتل کیا تھا لیکن بہ وجہ تکبر گھوڑے سے سر کاٹنے کو نہ اترا اسی وجہ سے کسی غیر شخص نے یزید کا سر اتار دیا تھا۔

مفضل بن مہلب کی واپسی: مفضل بن مہلب دوسری جانب لڑ رہا تھا۔ اس کو نہ یزید کے قتل کا حال معلوم تھا اور نہ اس کے ہمراہیوں کے بھاگنے کا۔ تھوڑی دیر تک جنگ کرتا رہا کسی وقت اس کے ہمراہی پسپا ہو کر بھاگ کھڑے ہوتے تھے اور کسی وقت سینہ سپر ہو کر حملہ کرتے تھے یہاں تک کہ مفضل کو ان لوگوں کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی لوگ یہ سنتے ہی متفرق و منتشر ہو گئے اور مفضل واسط کی جانب چلا گیا۔

اسیران جنگ کا انجام: مفضل جونہی میدان جنگ سے ہٹا۔ اہلِ شام یزید بن مہلب کے لشکر گاہ میں گھس پڑے۔ تھوڑی دیر تک ابو رو بہ سردار مرجیہ اپنے ہمراہیوں کو لئے ہوئے لڑتا رہا۔ آخر الامر لشکر شام کا مقابلہ نہ کر سکا میدان جنگ خالی چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مسلمہ نے تین سو آدمیوں کو گرفتار کر کے کوفے کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد یزید بن عبدالملک کا ایک فرمان بنام محمد بن عمر بن ولید قیدیوں کے قتل کی بابت آ پہنچا۔ محمد بن عمر بن ولید نے عریان بن ہیثم (افسر پولیس) کو ان کے قتل پر مامور کیا۔ اسی آدمی بنو تمیم کے مارے جا چکے تھے کہ یزید بن عبدالملک کا دوسرا فرمان قیدیوں کی خطائیں معاف کرنے کو آ گیا اور باقی ماندہ قیدی چھوڑ دیئے گئے۔

بنو مہلب کی روانگی قندابیل: کامیابی حاصل کرنے کے بعد مسلمہ' حیرہ میں آ کر مقیم ہوا۔ واسط میں یزید کے مارے جانے کی خبر آئی تو اس کے لڑکے معاویہ نے عدی بن ارطاۃ' محمد بن عدی بن ارطاۃ' مالک وعبدالملک پسران مسمع کو مع تیں آدمیوں کے قتل کر ڈالا اور مال وخزانہ لے کر بصرے کا رخ کیا اس کا چچا مفضل بھی یہ خبر پا کر اس سے آ ملا اور کل بنو مہلب کو کشتیوں پر سوار کرا کے قندابیل کو روانہ ہو گیا۔ قندابیل میں وداع بن حمید ازدی والی تھا۔ جس کو یزید بن مہلب نے مامور کیا تھا اس شرط پر کہ اگر اس کو بمقابلہ مسلمہ کے شکست ہوگی۔ تو وداع بن حمید اس کے اہل وعیال کو پناہ دے گا۔ غرض رفتہ رفتہ مفضل و معاویہ اپنے اہل وعیال کے جبال کرمان میں جا اترے اور شکست خوردہ چاروں طرف سے آ آ کر جمع ہونے لگے۔ مسلمہ نے مدرک بن حبیب کلبی کو مفضل کے گرفتار کر لانے پر مامور کیا۔ مفضل اور اس کے ہمراہی لڑائی پر آمادہ ہوئے مدرک بھی لشکر کی صفیں مرتب کر کے بھڑ گیا۔ مفضل کے ہمراہیوں میں سے نعمان بن ابراہیم بن اشتر' محمد بن اسحٰق بن محمد بن اشعث مارے گئے اور ابن صول والی قہستان گرفتار کر لیا گیا۔ عثمان بن اسحٰق بن محمد بن اشعث بھاگ کر حلوان پہنچا۔ لیکن اس اجل رسیدہ کو حلوان بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمہ کے آدمیوں نے سر اتار کر حیرہ میں مسلمہ کے پاس بھیج دیا۔ چند لوگ ابن مہلب کے ہمراہیوں میں سے اپنے کئے پر پشیمان ہو کر واپس آئے۔ امان چاہی' مسلمہ نے ان کو امان دی' منجملہ امان چاہنے والوں کے مالک بن ابراہیم بن اشتر اور ورد بن عبداللہ بن حبیب سعدی تمیمی تھا بقیہ آل مہلب مع اپنے ہمراہیوں کے قندابیل روانہ ہو گئے۔ قندابیل کے قریب پہنچے تو وداع بن حمید نے قندابیل میں داخل ہونے سے روکا مگر اس قدر ضرور سلوک کیا کہ آلِ مہلب کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو نکلا۔

معرکۂ قندابیل: مسلمہ نے شکست کے بعد آل مہلب، مدرک بن حبیب کلبی کو جبال کرمان کی طرف واپس کر دیا اور آل مہلب کے تعاقب میں ہلال بن احوز تمیمی کو روانہ کیا تھا۔ مقام قندابیل میں آل مہلب سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جنگ کا بازار ہنوز گرم نہ ہونے پایا تھا کہ ہلال بن احوز تمیمی نے ان کا جھنڈا اڑا دیا۔ وداع بن حمید و عبدالملک بن ہلال (جو آل مہلب کے میمنہ و میسرہ پر تھے) امان کی طرف جھک پڑے۔ لوگ یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مگر آل مہلب کی غیرت نے یہ تقاضا نہ کیا کہ میدان جنگ کو خالی چھوڑ کر بھاگ جاتے' سب کے سب تلواریں نیام سے کھینچ کر کود پڑے اور تھوڑی دیر لڑ کر فرش زمین پر موت کی نیند سو رہے تھے۔ مفضل' عبدالملک' زیاد' مروان' پسران مہلب' معاویہ بن یزید بن مہلب منہال بن ابی عیینہ بن مہلب عمرو و مغیرہ پسران قبیصہ بن مہلب اس معرکے میں کام آئے اور ابو عیینہ بن مہلب' عمر بن یزید بن مہلب' اور عثمان بن مفضل بھاگ کر رتبیل بادشاہ کے پاس جا پہنچے۔

بنو مہلب کا انجام: خاتمہ جنگ کے بعد ہلال بن احوز نے مقتولین کے سر مع عورتوں اور قیدیوں کے مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیج دیا۔ مسلمہ نے یزید بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ یزید نے ان سب کو عباس بن ولید کے ہمراہ حلب میں بھیج دیا۔ عباس نے مقتولین کے سروں کو شارع عام پر نصب کر دیا۔ مسلمہ نے آل مہلب کی عورتوں کو فروخت کرنے کا قصد کیا۔ چنانچہ جراح بن عبداللہ حکمی نے ایک لاکھ درہم پر خرید کر کے رہا کر دیا۔ لیکن مسلمہ نے جراح سے یہ رقم نہ لی۔ باقی رہے بنو مہلب کے قیدی[1] وہ جس وقت یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچے اور یہ تعداد میں تیرہ آدمی تھے۔ یزید بن عبدالملک نے قتل کا حکم دیا یہ سب مہلب کی نسل کے تھے۔ عیینہ بن مہلب کو اس کی بہن ہند بنت مہلب نے امان حاصل کر کے بچالیا اور عمرو عثمان ایک زمانہ دراز تک رتبیل کے پاس مقیم رہے۔ یہاں تک کہ ان کو اسد بن عبداللہ قسری نے امان دی اور وہ اس کے پاس خراسان میں آ گئے۔

امارت عراق و خراسان پر مسلمہ کا تقرر: جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جنگ بنو مہلب سے فارغ ہوا۔ یزید بن عبدالملک نے اس کو عراق و خراسان کی گورنری مرحمت کی' بصرہ و کوفہ کی حکومت بھی اس کے سپرد کر دی۔ پس اس نے اپنی طرف سے کوفے پر محمد بن عمر بن ولید کو مامور کیا۔ اس سے پیشتر بعد بنو مہلب کے امارات بصرہ پر شبیب بن حرث تمیمی متعین تھا بجائے اس کے مسلمہ نے عبدالرحمٰن بن سلیم کلبی کو روانہ کیا۔ پولیس کی افسری عمر بن یزید تمیمی کو دی عبدالرحمٰن بن سلیم نے بصرہ میں پہنچ کر بنو مہلب کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں سے میل جول بڑھایا۔ مسلمہ نے اس کو معزول کر کے عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرے کی امارت پر مامور کیا اور عمر بن یزید کو محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا اور خراسان پر اپنے داماد سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العباس ملقب بہ حذینہ[2] کو مامور کیا۔

سعید بن عبدالعزیز: سعید بن عبدالعزیز نے خراسان پہنچ کر شعبہ بن ظہیر نہشلی کو سمرقند کی ولایت پر بھیج دیا۔ شعبہ بن ظہیر

---

[1] قیدیان بنو مہلب جو بحکم یزید بن عبدالملک مارے گئے۔ ان کے اسماء یہ تھے معارک و عبداللہ و مغیرہ و مفضل و منجاب اولاد یزید بن مہلب اور درید و حجاج و غسان و شبیب و فضل اولاد مفضل بن مہلب اور مفضل بن قبیصہ بن مہلب کامل ابن اثیر جلد پنجم۔

[2] سعید حذینہ کے لقب سے اس وجہ سے ملقب ہوا تھا کہ یہ نہایت عشرت پسند اور نازک طبیعت تھا۔ ایک مرتب کا ذکر ہے کہ ایک عرب اس کے پاس خراسان میں گیا اس وقت یہ رنگین کپڑے پہنے ہوئے بیٹھا تھا اس کے پاس رنگین منبر رکھا ہوا تھا۔ عرب جب باہر آیا تو لوگوں نے دریافت کیا تو نے امیر کو کیسا دیکھا؟ جواب دیا ''حذینہ'' اور حذینہ دہقانہ مالک مکان کو کہتے ہیں۔ منہ

حوالے کر دیا تھا۔ ترکوں نے تمہاری آمد کی خبر سن کر ان کو قتل کر ڈالا ہے اور کل بالضرور وہ جنگ کریں گے۔ میرے ساتھ تین سو جنگی سپاہی ہیں اور وہ تمہاری کمک کو حاضر ہیں''۔

عبدالملک بن وثار: مسیب نے قصر باہلی کی طرف دو شخص (ایک عجمی اور ایک عربی) کو خبر لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ رات نہایت تاریک تھی ہاتھ کو ہاتھ نہ پہچان سکتا تھا قصر کے قریب پہنچ کر ان دونوں شخصوں نے پکارا اہل قصر میں سے کسی نے ڈانٹ کر کہا ''چپ ہو جاؤ کیوں شور مچاتے ہو''۔ مخبروں نے جواب دیا ''تم فلاں شخص (عبدالملک بن وثار) کو بلاؤ ہم ان سے کچھ کہنے کو آئے ہیں''۔ عبدالملک بن وثار آ گیا ان لوگوں نے مسیب کے لشکر کے آنے کا حال بتلایا اور دریافت کیا کہ ''کیا تم میں اتنی قوت ہے کہ کل ترکوں کا مقابلہ کر سکو گے؟'' عبدالملک بن وثار نے کہا ''مقابلہ کا کیا ذکر ہے ہم نے تو اپنے کو مردہ سمجھ لیا ہے''۔ مخبروں نے واپس ہو کر مسیب کو اس سے مطلع کیا۔ مسیب نے ترکوں پر شب خون مارنے کا قصد کیا۔ ہمراہیوں نے کہا ہم لوگ مر کر میدان جنگ سے اٹھنے پر بیعت کرتے ہیں مسیب نے کوچ کا حکم دیا۔ پورا دن چلنے ہی میں گزارا۔ رات آتے ہی ٹھہر گیا اپنے لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا۔ قریب صبح پھر ان کو ایک پر جوش تقریر سے ابھار کر بولا کہ دیکھو تمہارا اشعار ''یا محمد'' ہوگا۔ تم لوگ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا' سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں جانا اور اپنے جانوروں کو ذبح کر ڈالو۔ تاکہ میدان جنگ سے فرار کا خیال بھی رفع ہو جائے اور جی توڑ کر لڑو تم میں کچھ کمی نہیں ہے۔ سات سو اسلامی تلواریں ایک لشکر کے تباہ کرنے کو کافی ہیں گو وہ کیسا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

ترکوں کی پسپائی: لشکریوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی اور سپیدئ سحر کے نمودار ہونے سے تھوڑا پہلے لشکر ترک پر برق کی طرح ٹوٹ پڑے۔ مسیب اپنے لشکر کے آگے آگے رجز کے اشعار پڑھتا جاتا تھا اور اس کے ہمراہی حملے پر حملے کرتے جاتے تھے۔ ترکوں کو جواب دینا دشوار ہو گیا۔ بڑے بڑے نامور ترک اس معرکے میں کام آ گئے۔ باقی ماندہ میدان جنگ سے جی چرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسیب کے منادی نے پکار کر کہا ''بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کرو' قصر کی طرف بڑھو اور ان میں جس کو اپنا مخالف پاؤ قتل کر ڈالو' جس طرح ممکن ہو نہر کا پانی نکال ڈالو جو شخص کسی عورت یا ضعیف یا لڑکے کو اپنے ہمراہ لے جائے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ دے گا اور اگر اس کو اس پر قناعت نہ ہوگی تو چالیس درہم دیئے جائیں گے''۔ پس مسیب کے سپاہیوں نے دیکھتے ہی دیکھتے اہل قصر کو سمرقند اٹھا لائے اور ترکی فوج اگلے دن اپنا سامنہ لے کر لوٹ گئی ایک ترک بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ عساکر اسلامیہ میدان مقتولین کی کثرت دیکھ کر کہتے تھے ((کم من الذین جانوا بالامس))

جنگ صغد: صغد کی عہد شکنی اور ترکوں کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ آنے کے بعد سعید نے ان پر حملہ کرنے کے قصد سے عساکر اسلامیہ کا جائزہ لیا اور سامان ضروری مہیا کر کے نہر عبور کی۔ ترکوں اور صغد کے ایک گروہ سے مقابلہ ہو گیا۔ عساکر اسلام نے ان کو پہلے ہی حملے میں شکست دی۔ سعید نے لشکریوں کو ان کے تعاقب سے یہ کہہ کر کہ ''یہ لوگ جنابیہ[1] امیر المومنین ہیں''۔ روکا ابتداً لشکر رک تو گئے لیکن پھر اس وادی کی طرف بڑھ گئے جو ان کے اور مرج کے درمیان میں واقع تھی اور طرہ

[1] ''جنابیہ امیر المومنین'' کے معنی یہ ہیں کہ امیر المومنین ان سے مال لیتے ہیں ان کے استیصال میں امیر المومنین کا نقصان ہے۔ حاشیہ ابن خلدون جلد سوم صفحہ ۸۱ مطبوعہ مصر

نے سمرقند پہنچ کر صغد پر چڑھائی کی۔ اہل صغد زمانہ حکومت عبدالرحمٰن بن نعیم میں باغی ہو گئے تھے۔ شعبہ کے پہنچتے ہی پھر مصالحت کر لی۔ شعبہ نے عرب کو جو وہاں مقیم تھے سخت دست کہا اور بزدلی کا الزام لگایا ان لوگوں نے معذرت کی کہ یہ بزدلی ان کے امیر علی بن حبیب عبدی کی وجہ سے سرزد ہوئی۔ اس کے بعد سعید بن عبدالعزیز نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے عمال کو قید کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کو رہا کر کے یزید بن مہلب کے مقرر کئے ہوئے عمال کو قید خانے میں بھیج دیا۔ اس الزام میں کہ ان لوگوں نے مال میں خیانت کی ہے بعض ان میں سے حالت قید ہی میں مر گئے اور بعض قید خانے میں مصائب کے دن جھیلتے رہے یہاں تک کہ ترک وصغد نے سعید سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کی اس وقت سعید نے ان کو بھی رہا کر دیا۔

ہشام اور ولید کی ولی عہدی: جن دنوں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک اور برادر زادہ عباس بن ولید بن عبدالملک کے ساتھ ایک لشکر یزید بن مہلب کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا تھا۔ عباس نے کہا کہ اہل عراق بڑے غدار ہیں ہم کو اندیشہ ہے کہ آپ کے بعد یہ لوگ ہاتھ پاؤں پھیلائیں گے اور اس وجہ سے ہمارے قویٰ مضمحل ہو جائیں گے۔ پس آپ عبدالعزیز بن ولید کو ولی عہد بنا جائیے۔ مسلمہ کو اس کی خبر ہوئی اس نے حاضر ہو کر عرض کیا ''امیر المؤمنین! آپ کا بھائی ولی عہدی کا زیادہ مستحق ہے کیونکہ آپ کا لڑکا ابھی سن شعور کو نہیں پہنچا۔ مناسب ہے کہ آپ ہشام اور اس کے بعد اپنے لڑکے ولید کو ولی عہد مقرر فرمائیے''۔ ولید کی عمر اس وقت گیارہ برس کی تھی۔ چنانچہ یزید بن عبدالملک نے ہشام بن عبدالملک اور ہشام کے بعد ولید بن یزید کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اتفاق سے یزید بن عبدالملک کی حیات ہی میں ولید بالغ ہو گیا جب وہ اس کو دیکھتا تھا تو کہہ اٹھتا تھا ((بینی و بین من جعل ھشاماً بینی و بینک))

ترکوں کی شورش: سعید بن عبدالعزیز گورنر خراسان ہو کر آیا تو اہل خراسان نے اس کی عشرت پسندی کی وجہ سے اس کو کمزور خیال کر کے خزینہ کے لقب سے ملقب کیا۔ اس نے سمرقند پر شعبہ کو ابتداء مامور کیا تھا۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں پھر اس کو معزول کر کے عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن شخیر کو مقرر کیا۔ ترکوں نے اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ خاقان نے ان سب کو جمع کر کے صغد کی طرف بسرافسری کوصول روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ قصر باہلی پہنچے وہاں ایک سو خاندان تھے جن میں ان کی عورتیں بھی تھیں ان لوگوں نے عثمان بن عبداللہ والی سمرقند کو اس سے مطلع کیا اور پھر اس خوف سے کہ کمک کے آنے میں شاید تاخیر ہوگی۔ چالیس ہزار پر ترکوں سے مصالحت کر لی اور ستر ہ آدمیوں کو بطور ضمانت ان کے حوالے کر دیا۔

مسیب بن بشر: عثمان بن عبداللہ نے ترکوں کی شورش کی خبر سن کر لشکر کو مرتب کیا اور چار ہزار آدمیوں کے ساتھ (جس میں ہر قبیلہ کے آدمی تھے) مسیب بن بشر ریاحی کو روانہ کیا۔ مسیب نے تھوڑی دور چل کر اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا ''جو شخص جنگ کا قصد رکھتا ہو اور موت پر صبر کر سکتا ہو اس کو لازم ہے کہ آگے بڑھے''۔ ہمراہیوں میں ایک ہزار آدمی لوٹ کھڑے ہوئے۔ کوس ڈیڑھ کوس چل کر مہلب نے پھر اس فقرے کو دہرایا ایک ہزار اور لوٹ پڑے۔ پھر ایک کوس ڈیڑھ کوس طے کرنے کے بعد اسی فقرے کو کہا تو ایک ہزار آدمیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ الغرض مسیب نے باقی ماندہ فوج لئے ہوئے ترکوں سے دو کوس کے فاصلے پر قیام کیا۔ ایک دہقان نے حاضر ہو کر عرض کیا ''جن کو اہل قصر باہلی نے بطور ضمانت ترکوں کے

اس پر یہ ہوا کہ لشکر کا بعض حصہ اس وادی کو بھی طے کرنے لگا ترک پہلے ہی سے کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے عساکر اسلام کو وادی سے گزرتا ہوا دیکھ کر نکل پڑے۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی بھاگ کر وادی کے کنارے پر پہنچے۔

بعض کا بیان ہے کہ جن کو شکست ہوئی وہ مسلمانوں کے مسلحہ تھے اور منجملہ ان لوگوں کے جو اس اتفاقی واقعہ میں کام آئے۔ شعبہ بن ظہیر مع پچاس آدمیوں کے تھا۔ ہنوز ترکوں کے ہاتھ مسلمانوں کے قتل و غارت سے نہ رکنے پائے تھے اور وہ بیچارے اس ناگہانی زبردست حملہ سے پریشان ہو کر بھاگے جا رہے تھے کہ امیر لشکر مع بقیہ فوج کے آ گیا ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ منہ کے بل ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی لشکر شب خون مارنے کو بھیجتا اور وہ کامیاب ہو کر مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس آتا تو قیدیوں کو رہا کرا دیتا اور لشکریوں پر بھی ناراض ہوتا تھا۔ سعید کی انہیں حرکات نے لوگوں میں بددلی پیدا کر رکھی تھی اور اسی وجہ سے وہ لوگ اس کے کمزور کرنے کی کوشش میں تھے۔

حیان نبطی کا خاتمہ: اسی جنگ میں سورہ بن الحجر اور حیان نبطی میں ناچاقی ہو گئی تھی (اور یہی سبب اس کی موت کا ہوا) اس وجہ سے کہ سعید نے جس وقت عساکر اسلام کو صغد کے تعاقب سے روکنے کا حکم دیا تھا سورہ نے پکار کر کہا تھا ''اے حیان ان لوگوں کے تعاقب سے واپس آ'' حیان بولا ''اللہ تجھے غارت کرے میں ان کو نہ چھوڑوں گا''۔ سورہ نے پھر چلا کر کہا ''اے نبطی لوٹ آ'' حیان نے چلا کر جواب دیا ''اللہ تجھے روسیاہ کرے کیوں چلاتا ہے''۔ سورہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی واپسی کے بعد سعید کو یہ فقرہ دیا کہ اسی (حیان) نے خراسان کو قتیبہ کا مخالف بنایا تھا اور عجب نہیں کہ تم پر بھی یہ کوئی وار کرے اور کسی قلعہ مستحکم میں جا کر پناہ گزیں ہو جائے''۔ سعید اس دم پٹی میں آ کر سورہ سے کہنے لگا دیکھو ان باتوں کو کوئی سننے نہ پائے۔ بعد ازاں حیان کو اپنی مجلس میں بلا کر دودھ پینے کو دیا جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پیتے کے ساتھ ہی پاؤں لڑکھڑا گئے۔ سعید نے ایک لات مار کر گرا دیا چند راتیں زندہ رہ کر مر گیا۔

مسلمہ کی معزولی: مسلمہ بن عبدالملک شروع زمانہ گورنری سے عراق و خراسان کے خراج کا کوئی حصہ دارالخلافہ دمشق کو نہیں بھیجتا تھا اور یزید بن عبدالملک اس کے معزول کرنے سے حجاب کرتا تھا۔ لیکن ایک مدت کے غور و فکر کے بعد لکھ بھیجا کہ کسی کو اپنے صوبے پر مامور کر کے چند روز کے لئے چلے آؤ۔ چنانچہ مسلمہ ۱۰۲ھ یا ۱۰۳ھ میں دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں عمر بن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی۔ عند الاستفسار عمر بن ہبیرہ نے کہا ''مجھے امیر المومنین نے بنو مہلب کے مال و اسباب کے ضبط کرنے کو بھیجا ہے''۔ مسلمہ اس فقرے میں آ گیا لیکن ایک ہمراہی[1] اس کو تاڑ گیا۔ تخلیہ میں مسلمہ سے کہنے لگا ''امیر المومنین کا ابن ہبیرہ کو جزیرے سے طلب فرما کر ایسے متبذل کام کے لئے عراق روانہ کرنا نہایت تعجب خیز امر ہے''۔ مسلمہ نے کچھ جواب نہ دیا تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ ابن ہبیرہ نے مسلمہ کے مقرر کئے ہوئے عمال کو معزول کر دیا۔

عمر بن ہبیرہ: عمر بن ہبیرہ بہت چالاک اور ہوشیار آدمی تھا۔ حجاج اس کو لشکر کے ساتھ اکثر روانہ کرتا تھا۔ جن دنوں مطرف

[1] اس کا نام عبدالعزیز بن حاتم بن نعمان تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم

بن مغیرہ نے حجاج سے سرکشی کی تھی' حجاج نے جو لشکر مطرف کی طرف سرکوبی کو بھیجا تھا اس میں عمر بن ہبیرہ بھی تھا بیان کیا جاتا ہے کہ یہی مطرف کو قتل کر کے سر اتار لایا تھا اور حجاج نے اس کا سر لے کر عبدالملک کے پاس روانہ کیا۔ عبدالملک نے اس صلے میں دمشق کے قریب ایک مسلم قریہ (گاؤں) جاگیر میں دے دیا تھا۔ اس کے بعد حجاج نے عمر ہبیرہ کو کردم ابن مرثد فراری کے پاس مال لینے کو بھیجا۔ عمر بن ہبیرہ اس سے مال وصول کر کے حجاج کے پاس نہ گیا۔ بلکہ عبدالملک کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا اور یہ بہانہ کیا کہ میں نے حجاج کے چچازاد بھائی کو مار ڈالا ہے۔ اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ عبدالملک نے اس جال میں آ کر پناہ دے دی۔ حجاج کو یہ خبر لگی تو اس نے ابن ہبیرہ کا کردم سے مال وصول کرنے اور بھاگنے کا حال لکھ بھیجا اور اس کے گرفتار کرنے کی درخواست کی۔ لیکن عبدالملک نے اس پر توجہ نہ کی یہ اور اس کے لڑکے برابر ابن ہبیرہ کی عزت افزائی کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور انہوں نے اپنی طرف سے ابن ہبیرہ کو روم پر آرمینیہ کی جانب سے حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابن ہبیرہ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی۔ رومیوں کے سات سو آدمیوں کو ایک خون ریز لڑائی کے بعد گرفتار کر لایا۔ پھر یزید بن عبدالملک کے دور خلافت میں ابن ہبیرہ نے اس کی محبوبہ ''حبابہ'' سے گورنری عراق کی سفارش کرائی۔ چنانچہ مسلم بن عبدالملک کی جگہ پر مامور کر دیا گیا۔

سعید خذینہ کی معزولی: ابن ہبیرہ جوں ہی خراسان وعراق کی گورنری سے ممتاز کیا گیا۔ مجشر بن حزاحم سلمی اور عبداللہ بن عمر لیثی ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ سعید خذینہ کی شکایت پیش کی۔ جو خراسان وعراق کا مسلمہ کی طرف سے والی اور اس کا داماد تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر کے سعید بن عمر حریشی[1] کو مقرر کیا۔ سعید کے پہنچتے ہی سعید خذینہ چارج دے کر بلا کسی تعرض کے خراسان سے روانہ ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلامی عساکر اور دشمنانِ دین میں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور مسلمانوں کے پاؤں ڈگمگا چلے تھے۔ سعید حریشی نے سب کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جہاد کی فضیلت بیان کی اور ان کو سینہ سپر ہو کر لڑنے پر ابھارا۔ صغد یہ سن کر ڈر گئے کیونکہ انہوں نے خذینہ کے عہد حکومت میں ترکوں کا ساتھ دیا تھا۔ بادشاہ صغد نے کہا ''ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے بقایا خراج ادا کر دو اور آئندہ خراج دینے اور آباد ہونے اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کا وعدہ کرو' مزید اطمینان کے لئے چند لوگوں کو اس کے سپرد کر دو''۔ اہل صغد نے اس کو منظور نہ کیا اور اس بات پر راضی اور متفق ہوئے کہ بادشاہ فرغانہ سے پناہ طلب کی جائے اور اسی کے جوار میں چل کر قیام کیا جائے۔ مجبوراً بادشاہ صغد بھی اہل صغد کے ساتھ اپنا ملک چھوڑ کر خجندہ پہنچا اور بادشاہ فرغانہ سے شعب عصام میں ٹھہرنے کی اجازت طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے کہلا بھیجا کہ تیس یا چالیس روز تک صبر کرو کہ شعب عصام تمہارے لئے خالی کیا جائے۔ فی الحال ہمارے پاس تمہارے ٹھہرنے کے لائق کوئی مقام نہیں ہے۔

اصل صغد پر فوج کشی: ہنوز میعاد تمام نہ ہونے پائی تھی کہ ۱۰۴ھ کا دور آ گیا اور سعید حریشی نے اہل صغد پر چڑھائی کر

[1] یعنی حریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھا۔ منہ

دی۔ نہر کو عبور کر کے قصر ریح پر جا ٹھہرا جو دبوسیہ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا۔ بادشاہ فرغانہ کے چچازاد بھائی نے حاضر ہو کر اہل صغد کے حال سے آگاہ کیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ وہ لوگ ابھی خجندہ میں ہیں اور اس وقت تک بادشاہ فرغانہ کے امان میں داخل نہیں ہوئے۔ سعید حریشی نے اس کو ساتھ عبدالرحمٰن قشیری کو بسرافسری ایک لشکر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چل کھڑا ہوا اور جب اسلامی لشکر خجندہ پر پہنچا۔ اہل صغد مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی۔ بالآخر اہل صغد شکست کھا کر بھاگے اور بمصداق ''چاہ کندرا چاہ درپیش'' غلطی سے اس راستہ کو اختیار کیا جس میں خندق کھود کر مٹی اور نے سے مسلمانوں کے گرنے کے لئے پاٹ دیا تھا۔ اللہ جل شانہ نے ان ہی لوگوں کو خندق میں گرا دیا تھا۔ باقی جو رہے ان کو حریشی نے اپنے حصار میں لے لیا۔ اہل صغد نے گھبرا کر بادشاہ فرغانہ سے امان طلب کی۔ بادشاہ فرغانہ نے صاف جواب دے دیا کہ ''تمہاری اور ہماری یہ شرط قرار پائی تھی کہ قبل میعاد مقررہ ہم تم کو امان نہ دیں گے اور ہنوز وہ میعاد تمام نہیں ہوئی''۔ انہوں نے مجبور ہو کر سعید حریشی سے ان شرائط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔ ایک یہ کہ جس قدر عرب ان کے قید میں ہیں حریشی کو واپس دے دیں گے۔ دوسرے یہ کہ بقایا خراج ادا کر دیں گے۔ تیسرے یہ کہ کوئی شخص خجندہ میں قیام پذیر نہ ہوگا۔ چوتھے یہ کہ اگر کوئی امر خلاف معاہدہ کریں یا کسی قسم کی پیش قدمی کریں تو ان کا خون مباح ہو جائے گا۔ حریشی نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

اہل صغد کا انجام: اہل صغد خجندہ سے نکل کر لشکر گاہ اسلام میں آئے اور ان کے امن کے جھنڈے کے نیچے فروکش ہوئے۔ اس کے بعد ہی حریشی کو یہ خبر لگی کہ اہل صغد میں سے ایک شخص نے ایک قیدی عورت کو قتل کر ڈالا ہے۔ حریشی نے تفتیش کے بعد قاتل کو سزائے قتل دی اس بنا پر رؤساء صغد میں سے ایک شخص نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ چند سپاہیوں نے اس کے فرو کرنے کی کوشش کی لیکن نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے اہل صغد نے مسلمان قیدیوں کو جو ان کے پاس تھے اور تعداد میں تقریباً ڈیڑھ سو تھے قتل کر ڈالا عساکر اسلامیہ کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ نہایت سختی سے ان کا محاصرہ کر کے لڑنے لگا۔ اہل صغد کے پاس آلات حرب نہ تھے وہ لکڑیوں اور پتھروں سے مقابلہ کر رہے تھے۔ تین ہزار یا سات ہزار اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ لڑ کر میدان جنگ میں تلوار اور نیزے کے سائے میں موت کی نیند سو رہے تھے۔ حریشی نے ایک اطلاعی عرضی یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو اس سے مطلع نہ کیا۔ یہی امر ایسا واقع ہوا کہ جس سے عمر بن ہبیرہ کو حریشی سے کشیدگی پیدا ہوگئی۔

اہل کش سے مصالحت: اس کامیابی کے بعد سعید حریشی نے ایک چھوٹا سا لشکر بسرافسری سلیمان بن ابی السری قلعہ صغد کی طرف روانہ کیا۔ جس میں خوارزم شاہ و بادشاہ آجرون و سومان وغیرہ بھی تھے۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مسیب ابن بشر ریاحی تھا۔ اہل قلعہ ان کی آمد سن کر لڑنے کو آئے اور پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر قلعہ میں جا چھپے۔ سلیمان نے محاصرہ ڈال دیا۔ اہل قلعہ نے مجبور ہو صلح کی درخواست کی۔ شرط یہ قرار پائی کہ اہل قلعہ سے تعرض نہ کیا جائے جو مال و اسباب ہے اس کو لے لیں۔ سلیمان نے اس شرط سے مصالحت کر لی اور حریشی کو اس سے مطلع کیا۔ حریشی نے ایک شخص کو اس کام کی انجام دہی

پر مامور کیا۔ پس اہل قلعہ حسب قرارداد شرط قلعہ چھوڑ کر نکل گئے اور مسلمانوں نے ان کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد حریشی نے کش پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑا اہل کش نے دس ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی۔ حریشی نے اس کے وصول کرنے پر نصر بن سیار کو متعین کیا اور کش ونسف کے جنگ و مال کی سلیمان بن السری کو افسری دی۔ اس کے بادشاہ قشقری کو امان دے کر قلعہ سے بلایا اور اپنے ہمراہ لئے ہوئے مرو کو روانہ ہوا اثناء راہ میں اس سے بدظن ہو کر قتل کر ڈالا۔

معرکہ مرج حجارہ: جزیرہ وارمینیہ سے ابن ہبیرہ کے چلے جانے کے بعد ثبیت بہرانی عساکر اسلامیہ کا امیر بنایا گیا۔ خزر (یعنی ترکمان) نے اس کے مقابلے کی غرض سے بہت بڑا لشکر مرتب کیا۔ ترک کے مختلف اقوام مثل قبچاق وغیرہ نے اپنے بھائیوں کی کمک پر کار آزمودہ جنگ آوروں کو بھیجا۔ مقام مرج حجارہ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں عساکر اسلامیہ کو شکست ہوگئی ترکوں نے مسلمانوں کے لشکر گاہ میں گھس کر جو پایا لوٹ لیا۔

جراح بحیثیت گورنر آرمینیہ وجزیرہ: مسلمانوں کا لشکر شکست پا کر دمشق میں یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ یزید بن عبدالملک نے ارمینیہ و جزیرہ کی سند گورنری جراح بن عبداللہ الحکمی کو دی اور ایک بہت بڑے لشکر کو اس کی امداد پر متعین کیا۔ چنانچہ جراح حسب حکم یزید بن عبدالملک خزر سے لڑنے کو چلا۔ خزر یہ سن کر باب وابواب کی طرف لوٹ گیا اور جراح نے بروعہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر ان کی طرف کوچ کیا۔ نہر کو عبور کر کے پڑاؤ کر دینے کی خبر مشہور کر دی تاکہ ترکوں کے جاسوس واپس چلے جائیں۔ جوں ہی رات ہوئی جراح نے ''الراحیل'' ''الراحیل'' کی ندا کرا دی اور نہایت تیزی سے صبح ہوتے ہی شہر باب پر پہنچ کر جنگ کا نیزہ گاڑ دیا۔ ترک بھی نہایت مردانگی سے ان کے مقابلے پر آئے اس لشکر کا سرداران کا شاہزادہ تھا۔ نہر زمان[1] پر لڑائی ہوئی۔ ایک بڑی خون ریزی کے بعد ترکمان کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کر قلعہ حصین پر دھاوا کر دیا۔ اہل قلعہ نے جزیہ دے کر اپنی جان بچائی اور جراح نے ان لوگوں کو قلعہ سے نکال کر دوسرے شہر بھیج دیا۔

بلنجر کی فتح: اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد جراح نے شہر برغوا پر فوج کشی کی چھ روز تک محاصرہ کئے ہوئے شہر کے اردگرد چکر لگاتا رہا۔ ساتویں روز اہل شہر نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ جراح نے انتظاماً ان سے بھی شہر خالی کرا کے دوسرے مقام پر بھیج دیا اور لشکر کو از سر نو مرتب کر کے بلنجر پر جا پہنچا۔ ترکوں نے بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا۔ لیکن عساکر اسلامیہ کی خارا شگاف تلواروں اور نوک دار نیزوں نے بلنجر کے قلعہ کو ہزاروں ترکوں کا خون بہا کر فتح کر لیا۔ فتح مند لشکر نے جو کچھ قلعہ میں تھا لوٹ لیا۔ تقسیم کے وقت تین تین سو دینار سواروں کے حصے میں آئے۔ جو قیمت میں تقریباً تین ہزار تھے۔ اس کے بعد جراح نے والی قلعہ بلنجر کو اپنی طرف سے قلعہ سپرد کر دیا اور اس کے اہل وعیال اور مال واسباب کو واپس دے دیا۔ اس خدمت کے صلے میں کہ وہ کفار کی حرکات وسکنات سے مسلمانوں کو خبردار کرتا رہے گا۔ والی قلعہ بلنجر نے کمال تشکر کے ساتھ اس خدمت کو منظور کیا اور جراح بلنجر سے کوچ کر کے قلعہ دبید[2] پر جا اترا۔ جہاں کہ ترکوں کے ایک ہزار خاندان

---

[1] کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم میں ران لکھا ہے۔
[2] کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر میں وبندر لکھا ہے۔

آباد تھے۔ اہل قلعہ نے فوراً تاوان جنگ اور جزیہ دے کر مصالحت کر لی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ترکمانوں نے جمع ہو کر عساکر اسلامیہ کے راستے روک لئے والی قلعہ بلنجر نے جراح کو اس سے آگاہ کیا۔ جراح نے رستاق ہی میں قیام کیا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں ایک اطلاعی عرض داشت بھیج دی۔ جس میں اپنی فتوحات کو بالتفصیل لکھا تھا اور ترکوں کی بدعہدی کا تذکرہ کر کے امداد طلب کی تھی۔ یزید بن عبدالملک کی عمر کا یہ آخری مرحلہ تھا اس وجہ اس کے انتقال کے بعد ہشام بن عبدالملک نے کمک بھیجی اور اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک کی معزولی: عبدالرحمٰن بن ضحاک زمانہ عمر بن عبدالعزیز سے حجاز کی گورنری پر تھا۔ تین برس تک اس عہدے پر رہا۔ بعد ازاں فاطمہ بنت الحسین کی لڑکی سے عقد کرنے کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا۔ بے دھڑک خطبہ کرنے کی غرض سے خدمت علیا میں جا پہنچا۔ آپ نے اس سے انکار کیا اور اس پر عبدالرحمٰن بن ضحاک نے یہ دھمکی دی کہ ''میں تمہارے لڑکے عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو شراب خوری کے الزام میں درے پڑواؤں گا''۔ فاطمہ بنت الحسین اس وقت یہ سن کر خاموش ہو گئیں۔

مدینہ منورہ کی دیوان پر ایک شخص ابن ہرمز نامی شام کا رہنے والا تھا۔ جو اسی زمانہ میں یزید بن عبدالملک کی خدمت میں حساب سمجھانے کو جا رہا تھا۔ فاطمہ بنت الحسین کی صاحبزادی نے اس سے رخصت ہوتے تک بر سبیل تذکرہ فرما دیا تھا کہ جو تکلیفیں مجھے ابن ضحاک سے پہنچ رہی ہیں اور جس قسم کی وہ مجھے دھمکی دے رہا ہے امیر المومنین کو اس سے آگاہ کر دینا۔ ابن ہرمز کے چلے جانے کے بعد آپ نے ایک قاصد بھی مع اپنے نامہ کے یزید کے پاس بھیجا حسن اتفاق سے یہ قاصد یزید بن عبدالملک کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابن ہرمز بیٹھا ہوا تھا۔ مدینہ کے حالات بیان کر رہا تھا حاجب نے حاضر ہو کر عرض کیا ''فاطمہ بنت الحسین کا قاصد حاضری کی اجازت چاہتا ہے''۔ یہ سنتے ہی ابن ہرمز نے فاطمہ بنت الحسین کا پیام جس کو وہ بھول گیا تھا عرض کر دیا یزید بن عبدالملک نے چیں بہ چیں ہو کر کہا ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اس قسم کا پیام لے کر آیا اور اس سے مجھے مطلع نہیں کرتا''۔ ابن ہرمز نے معذرت کی اس اثناء میں فاطمہ بنت الحسین کے قاصد نے حاضر ہو کر خط دیا۔ یزید بن عبدالملک کا چہرہ خط پڑھتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ہاتھ میں خیزران کی ایک چھڑی تھی اس سے زمین کو کھودنے لگا' پھر غضب آلود ہو کر بولا ''ابن ضحاک نے ایسی بڑی دلیری کی کیا کوئی ایسا شخص ہے جو اس ابن ضحاک کو اس قدر تکلیف دے کہ اس کی آواز میرے کان تک آئے''۔ حاضرین نے عرض کیا ''عبدالواحد بن عبداللہ قسری'' یزید نے اپنے دست خاص سے عبدالواحد کو لکھا ''میں نے تجھے مدینہ کی گورنری دی اس خط کے دیکھتے ہی ابن ضحاک کے پاس جا اور اس کو معزول کر دے اور اس سے چالیس ہزار دینار جرمانہ وصول کر اور اس قدر اذیت دے کہ اس کی آواز مجھے سنائی دے۔ درآنحالیکہ میں اپنے بستر استراحت پر ہوں''۔

امارت حجاز پر عبدالواحد کا تقرر: قاصد یہ فرمان لئے ہوئے سیدھا عبدالواحد کے پاس گیا۔ ابن ضحاک یہ سن کر اٹھا اور قاصد کو بلا کر ایک ہزار دینار دیئے قاصد نے کل واقعہ بیان کیا۔ ابن ضحاک اسی وقت مدینہ منورہ چھوڑ کر مسلمہ بن

عبدالملک کے دامن عاطفت میں جا چھپا۔ مسلمہ بن عبدالملک نے یزید بن عبدالملک سے ابن ضحاک کی سفارش کی۔ یزید بن عبدالملک نے معافی سے انکار کیا۔ تب مسلمہ بن عبدالملک نے اس کو عبدالواحد کے پاس مدینہ منورہ واپس کر دیا۔

ابن ضحاک کا انجام: عبدالواحد اس کو حسب ہدایت یزید بن عبدالملک طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگا۔ دانے دانے کو محتاج ہو گیا بالوں کا جبہ پہنے لوگوں سے سوال کرتا پھرتا تھا۔ چونکہ اس نے انصار کو اپنے زمانہ حکومت میں بے حد ستایا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کی ہجو میں قصائد لکھے۔ عبدالواحد قسری اہل مدینہ سے بحسن سلوک پیش آتا تھا۔ چھوٹے بڑے سب اس سے راضی تھے۔ قاسم و سالم پسران عبداللہ بن عمرؓ اس کے ہر کام میں مشیر تھے۔ اس کی تقرری اور ابن ضحاک کی معزولی شوال ۱۰۴ھ میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔

سعید حریشی کی معزولی: سعید حریشی جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ ابن ہبیرہ کی طرف سے خراسان کا عامل تھا۔ لیکن اس سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا۔ جب کبھی عرض و معروض کی ضرورت ہوتی' براہ راست خلیفہ کی خدمت میں اپنے مراسلات بھیج دیتا تھا اور براہ طنز ابن ہبیرہ کی کنیت ابوالمثنیٰ رکھ لی تھی۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی۔ حریشی پر ایک جاسوس مقرر کر دیا۔ حریشی کے حالات اس سے زیادہ دیکھے اور پائے گئے جو ابن ہبیرہ کو پہلے معلوم ہو چکے تھے۔ اس وجہ سے ابن ہبیرہ نے اس کو معزول کر دیا اور اس قدر ایذا دی کہ اس نے زر جرمانہ ادا کر دیا اور بایں ہمہ اس کے قتل کا بھی قصد کر لیا تھا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر رک گیا۔

مسلم بن سعید کی تقرری: حریشی کی معزولی کے بعد مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو خراسان کی ولایت سپرد کی گئی۔ اس نے خراسان میں پہنچ کر حریشی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور تکلیف دینے لگا۔ پھر جب اس واقع کے بعد ابن ہبیرہ عراق سے بھاگا تو خالد قسری نے ابن ہبیرہ کو گرفتار کر لانے پر حریشی کو مامور کیا۔ حریشی نے فرات پر ابن ہبیرہ کو جا گھیرا اور اس سے ہنس کر کہنے لگا' کیوں بھائی تمہارا میری نسبت کیا خیال ہے؟'' جواب دیا'' مجھے یقین ہے کہ تم اپنی قوم کے ایک شخص کو اس کے حوالے نہ کرو گے' جو قسر کے خاندان کا ہے''۔ حریشی نے یہ کہہ کر کہ'' ہاں ایسا ہی معاملہ ہے''۔ چھوڑ دیا اور لوٹ آیا۔

یزید بن عبدالملک کی وفات: یزید[1] بن عبدالملک اپنی خلافت کے چوتھے برس شعبان ۱۰۵ھ میں جان بحق ہوا۔ اس کا بھائی ہشام بن عبدالملک اسی کی ولی عہدی کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوا جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔

---

[1] یزید بن عبدالملک نے چالیس برس کی عمر پائی۔ ابو خالد اس کی کنیت تھی سل کے مرض میں انتقال ہوا۔ حبابہ ایک لونڈی تھی جس پر یہ فریفتہ تھا۔ اس کی موت سے یزید کو ایسا صدمہ ہوا کہ پندرہ یا چالیس یوم کے بعد علی اختلاف الروایت خود بھی مر گیا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر۔

باب : ۹

ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ تا ۱۲۵ھ

تخت نشینی: ہشام بوقت وفات یزید بن عبدالملک حمص میں تھا۔ موت کی خبر پا کر دمشق میں آیا اور تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی ابن ہبیرہ کو حکومت عراق سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو سند گورنری مرحمت کی۔ خالد سند گورنری حاصل کر کے اسی روز عراق کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلم وافشین کی جنگ: ۱۰۵ھ میں مسلم بن سعید والی خراسان بقصد جنگ ترک نہر عبور کر کے ان کے بلاد پر جا پہنچا۔ دو ایک لڑائیاں لڑیں لیکن کوئی شہر فتح نہ ہوا اور وہ بے نیل و مرام واپس ہوا۔ ترکوں نے تعاقب کیا اور نہر کے قریب مسلم سے جا بھڑے۔ مسلم نہایت تیزی سے مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر گیا اور ترک خاک چاٹ کر اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ پھر اسی سنہ کے آخری مہینے میں اس نے ترکوں پر چڑھائی کی اور افشین پر چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ مجبور ہو کر افشین نے چھ ہزار آدمیوں پر مصالحت کر لی اور مصالحت کے بعد قلعہ بھی سپرد کر دیا۔

بختری بن درہم: پھر مسلم ۱۰۶ھ میں بقصد جہاد لشکر مرتب کرنے لگا لیکن لوگوں نے خروج میں تاخیر کی۔ منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے جہاد پر جانے میں تاخیر کی تھی بختری بن درہم تھا۔ مسلم نے نصر بن سیار کو لوگوں کے جمع کرنے اور جہاد پر بھیجنے کی غرض سے بلخ کیطرف روانہ کیا (بلخ کا عامل ان دنوں عمر بن قتیبہ مسلم کا بھائی تھا) نصر نے بختری اور زیاد بن طریف باہلی کے دروازے جلا دیئے۔ اس کے بعد عمر بن قتیبہ نے ان لوگوں کو بلخ میں داخل ہونے سے روکا اور سعید اس وقت نہر عبور کر چکا تھا اور نصر بن سیار بروقان میں ڈیرے ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ ربیعہ اور ازد بروقان میں نصر سے نصف فرسنگ کے فاصلے پر آ کر جمع ہوئے۔ مضر نے نصر کی طرف اور عمر بن مسلم نے ربیعہ وازد کی طرف خروج کیا۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرانے کی کوشش کی۔ نصر نے مراجعت کا قصد کیا لیکن بختری وعمر بن مسلم نے نصر پر حملہ کر دیا پھر کیا تھا نصر بھی ٹوٹ پڑا۔ اٹھارہ آدمیوں کو ان میں سے قتل کر ڈالا۔ بختری وعمر بن مسلم کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عمر بن مسلم، بختری، زیاد بن طریف گرفتار ہو کر حاضر کیے گئے۔ نصر نے ان کو سو سو درے لگوائے۔ ان کے سروں اور ڈاڑھیوں کو منڈوا کر مردہ جانوروں کی کھالیں پہنائیں۔

بعض کا بیان ہے کہ عمر بن مسلم کو تمیم کی شکست کی وجہ سے سزا دی گئی تھی اور بعض کہتے ہیں ربیعہ وازد کی شکست کے باعث۔ بہر کیف اس واقعہ کے بعد نصر نے ان لوگوں کو امان دے کر مسلم بن سعید کے پاس چلے جانے کا حکم دے دیا۔

مسلم کی فرغانہ کی جانب پیش قدمی: نہر عبور کرنے کے بعد مسلم کے پاس اس کے بقیہ ہمراہی جب آ ملے تو اس نے بخارا کی طرف کوچ کیا۔ بخارا میں خالد بن عبداللہ کا خط پہنچا۔ جس میں اس نے مسلم کو عراق کا والی بنایا تھا اور جہاد کی عزیمت تمام کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ مسلم نے اسی وقت فرغانہ کی طرف قدم بڑھائے وہیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ خاقان بھی بقصدِ جنگ قدم بڑھا رہا ہے۔ مسلم نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ تین منزل مسافت طے کی تھی کہ خاقان اور عساکر اسلامیہ کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مسلمانوں کی جماعت قلیل تھی اور خاقان کا لشکر بڑا' مسلمانوں کو شکست ہوئی' ترکی سپاہی اسلامی لشکر گاہ میں گھس پڑے اور خاقان نے عساکر اسلامیہ کے اردگرد چکر لگانا شروع کیا۔ مسلمانوں میں سے اس ناگہانی واقعہ میں مسیب ابن بشیر ریاحی اور براء (سواران مہلب سے) کام آئے غورک کا بھائی مارا گیا۔ مسلمانوں کو اس سے انتقام لینے کا جوش پیدا ہو گیا تلواریں نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے اور ترکوں کو چند لمحوں میں اپنے لشکر گاہ سے نکال دیا۔ اس کے بعد مسلم نے کوچ کر دیا۔ آٹھ روز تک برابر سفر کرتا رہا اور ترک اس کو گھیرے ہوئے تھے۔ نویں شب کو قیام کا قصد کیا۔ ترک مزاحم ہوئے لشکریوں نے مسلم کے حکم سے اپنے کل مال واسباب کو جس کی قیمت تقریباً دس لاکھ تھی جلا دیا۔

ترکوں کی شکست: صبح ہوتے ہی نہر پر پہنچے وہاں پر اہل فرغانہ و شاش کو جمع پایا۔ مسلم نے حملے کا حکم دے دیا۔ اہل فرغانہ و شاش کی آنکھیں مسلمانوں کی چمکتی ہوئی تلواریں دیکھ کر جھپک گئیں۔ بلا جدال و قتال نہر چھوڑ کر ہٹ گئے۔ مسلم نے لب نہر پڑاؤ ڈالا۔ رات بھر آرام سے رہے اگلے دن صبح ہوتے ہی نہر عبور کر گئے۔ خاقان کا لڑکا جو عساکر اسلامیہ کے تعاقب میں آ رہا تھا اس سے حمید بن عبداللہ سے جو ساقہ پر تھا اور نہر کے کنارے پر پہنچ چکا تھا لڑائی ہوگئی۔ حمید نے مسلم کو انتظار کرنے کو کہلا بھیجا اور خود مصروف جنگ ہو گیا۔ اگرچہ وہ آپ زخمی تھا اور روزانہ سفر کے مصائب سے چور چور ہو رہا تھا لیکن اس کے باوجود کمال مردانگی سے ترکوں کے مقابلے پر آیا اور ان کو نیچا دکھایا۔ ترکوں اور صغد کے مشہور و معروف سپہ سالار قید کر لئے گئے۔ اس واقعہ کے بعد حمید کو ایک تیر آ لگا جس کے صدمے سے وہ مر گیا اور اسلامی فوجیں خجندہ جا پہنچیں۔ یہاں پر ان کو ایک بہت بڑے دشمن سے مقابلہ کرنا پڑا جس کی مقاومت کی ان کو طاقت نہ تھی وہ قحط تھا۔ مگر مسلمانوں نے نہایت استقلال و ثابت قدمی سے اس کا بھی مقابلہ کیا۔

امارت خراسان پر اسد قسری کا تقرر: اس اثناء میں دارالخلافہ سے ایک فرمان آ پہنچا جس میں اسد بن عبداللہ قسری برادر خالد کو خراسان کی گورنری اور عبدالرحمن بن نعیم کو اس کی نیابت دی گئی تھی۔ مسلم بن سعید نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور بسر و چشم اس کی تعمیل کی۔ جس وقت خالد بن عبداللہ نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کی سند گورنری دی اور یہ وارد خراسان ہوا ان دنوں مسلم ابن سعید فرغانہ میں تھا۔ نہر پر پہنچ کر اسد نے عبور کرنے کا قصد کیا' اشہب بن عبداللہ تمیمی جو آمد کا امیر البحر تھا عبور کرنے سے مانع ہوا۔ اسد بن عبداللہ نے جب اپنی سند امارت دکھلائی تو اشہب بن عبداللہ نے عبور کی

اجازت دی۔ چنانچہ اسد نہر عبور کر کے مرج میں آ ٹھہرا' ہانی بن ہانی جو والی سمرقند تھا اس کی آمد کی خبر سن کر مع رؤسائے شہر کے آیا اور اسد کو کمال احترام وعزت سے سمرقند لے گیا۔ اسد نے سمرقند سے امارت لشکری کی سند عبدالرحمٰن بن نعیم کے نام ایک شخص کی معرفت روانہ کی' پس یہ عساکر اسلامی کو لئے ہوئے سمرقند آیا۔ اس کے بعد اسد ہانی بن ہانی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے حسن بن ابی عمرطہ کندی کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد مسلم بن سعید بن عبداللہ خراسان وارد ہوا۔ اسد اس کی بہت عزت کرتا تھا پھر ابن ہبیرہ کی طرف اسد کا گزر ہوا جس وقت کہ وہ بھاگنے کا قصد کر رہا تھا مگر کچھ سوچ سمجھ کر اس نے اپنے کو اسد کے حوالے کر دیا۔

غور پر فوج کشی: اس کے بعد اسد نے غور (یعنی جبال ہرات) پر جہاد کیا۔ اہل ہرات نے اپنے مال و اسباب کو پہاڑ کی کھوہ میں رکھ دیا جس کا کوئی راستہ معلوم نہ تھا۔ اسد نے صندوق بنوا کر آدمیوں کو اس میں بٹھلایا اور زنجیروں کے ذریعہ سے اس کو کھوہ کی تہ تک پہنچایا جہاں تک نکال سکے ان لوگوں نے ان کے مال و اسباب کو برآمد کیا (یہ واقعہ [1] ۱۰۷ھ کا ہے) ۱۰۸ھ میں [2] اسد نے پھر نہر عبور کی۔ خاقان یہ سن کر مقابلے پر آیا لیکن فریقین میں لڑائی نہیں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اسد ختل سے شکست کھا کر لوٹ آیا تھا۔ اس کے بعد غوریوں کی طرف گیا اور ان سے صف آراء ہوا۔ نصر بن سیار و مسلم بن احوز نے اس جنگ میں نامورئی کا بہت بڑا حصہ لیا۔ بالآخر مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے جو کچھ ان کے لشکر گاہ میں تھا' لوٹ لیا۔

اسد بن عبداللہ کی معزولی: اسد بن عبداللہ کے دماغ میں بہ زمانہ گورنری خراسان تحکم بے جا کا نشہ ایسا چڑھ گیا تھا کہ لوگ اس سے متنفر ہوتے جاتے تھے اور اس کو کچھ دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ نصر بن سیار کو درے لگوائے' عبدالرحمٰن بن نعیم' سورہ بن ابجر' بختری' ابن ابی درہم' عامر بن مالک حمانی وغیرہ کے سر منڈا کر اپنے بھائی کے پاس شہر بدر کر کے بھیج دیا اور یہ الزام لگایا کہ ان لوگوں نے مجھ پر حملہ کرنے کا قصد و مشورہ کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ نے اسد بن عبداللہ کو ملامتانہ خط لکھا اور یہ بھی اس میں تحریر کیا کہ ان لوگوں کا سر میرے پاس بھیجنا تھا تم نے ان کو ناحق بھیجا۔ ایک روز اسد نے خطبہ دیتے ہوئے اہل خراسان پر لعن طعن کیا۔ اتفاق سے یہ خبر دارالخلافہ دمشق تک پہنچ گئی۔ ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اسد بن عبداللہ کے معزول کرنے کا فرمان لکھ دیا۔

امارت خراسان پر اشرس کا تقرر: ماہ رمضان ۱۰۹ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے حکم بن عوانہ کلبی کو مامور کیا۔ چونکہ حکم نے بہ زمانہ صیف کسی طرف بقصد جہاد خروج روانہ نہ کیا اس وجہ سے ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کی اور اس کو یہ حکم دیا کہ تم ہر اہم امور میں خالد بن عبداللہ کے ساتھ مشورہ لیتے رہنا۔ پس اشرس کی نیک مزاجی اور سخاوت نے اہل خراسان کو آنے کے ساتھ ہی خوش کر دیا۔

---

1. کامل ابن اثیر جلد پنجم
2. کامل ابن اثیر جلد پنجم

اہل سمرقند کا قبول اسلام: ۱۱۰ھ میں اشرس نے ابوالصیداء صالح بن ظریف (بنوضبہ کے آزاد غلام) اور ربیع بن عمران تمیمی کو سمرقند و ماوراء النہر کی طرف دعوتِ اسلام کی غرض سے روانہ کیا۔ جو شخص ان میں سے بہ رضاء و رغبت دائرہ اسلام میں داخل ہوا اس کا جزیہ معاف کر دیا جائے۔ ان دنوں سمرقند وغیرہ کے صیغہ جنگ و مال پر حسن بن عمرطہ کندی تھا پس ابوالصیداء وغیرہ نے اہالی سمرقند کو اسلام کی دعوت دی اور بشرط اسلام جزیہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا۔ اہالی سمرقند جوق در جوق مذہب اسلام میں داخل ہو گئے۔ غورک نے اشرس کو خراج کی کمی اور وصول نہ ہونے کی شکایت لکھی۔ اشرس نے حسن بن عمرطہ کندی کو تحریر کیا ''مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل صغد وغیرہ نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول نہیں کیا بلکہ وہ جزیہ کے خوف سے مسلمان ہو گئے ہیں پس تم دیکھو کہ جس نے ختنہ کرایا ہو اور فرائض کو ادا کرتا ہو اور قرآن کی کوئی سورۃ بھی اس کو یاد ہو اس کا خراج معاف کر دو ورنہ وصول کرو''۔ اس کے بعد اشرس نے حسن بن عمرطہ کو صیغہ مال کے کام سے سبک دوش کر کے ہانی ابن ہانی کو مامور کیا۔

نومسلموں سے جزیہ کی وصولی: ابوالصیداء نے اس کو ان لوگوں سے جزیہ لینے سے روکا' جو مسلمان ہو چکے تھے۔ ہانی نے ایک اطلاعی خط اشرس کے پاس بھیجا۔ مضمون یہ تھا ''کہ اہل صغد مسلمان ہو گئے ہیں اور مساجد بنا لی ہیں''۔ اشرس نے اس کو اور اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ جن لوگوں سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا ان سے اب بھی وصول کیا جائے خواہ وہ مسلمان بھی ہو گئے ہوں۔ اہل صغد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی جزیہ دینا تو درکنار' سات ہزار کی جمعیت سے علیحدہ ہو گئے۔ سمرقند سے چند فرسنگ کے فاصلے پر بیٹھ رہے۔ ابوالصیداء' ربیع بن عمران' ہثیم شیبانی' ابوفاطمہ ازدی' عامر بن قشیر' بشیر جحدری' بنان عنبری' اسمٰعیل بن عقبہ بھی انہیں لوگوں میں مل گئے۔ اشرس نے یہ سنتے ہی حسن بن عمرطہ کو معزول کر کے مجشر بن مزاحم سلمی اور عمیرہ بن سعد شیبانی کو مامور کیا۔ مجشر نے ابوالصیداء کو مع اس کے ہمراہیوں کے بلا بھیجا۔ جب وہ اور ثابت قطنہ آیا تو ان دونوں کو قید کر کے اشرس کے پاس بھیج دیا۔ ابوالصیداء کی گرفتاری کے بعد اہل صغد نے ہانی سے جنگ کرنے کی غرض سے ابوفاطمہ کو امیر بنایا لیکن ہانی نے ان لوگوں کو اشرس سے خط و کتابت کرنے کے بہانے سے جنگ سے روک دیا اور اشرس نے اہل صغد کا جزیہ معاف کر دینے کو لکھ بھیجا اہل صغد کا جوش فرو ہو گیا۔

صغد و بخارا کی بغاوت: تھوڑے دنوں کے بعد اہل صغد کے کاموں میں ضعف پیدا ہو چلا۔ آپس میں پھوٹ پڑ گئی اشرس ایک ایک کو گرفتار کر کے قید اور بجبر و تعدی جزیہ وصول کرنے لگا۔ رؤسا عجم اور دہقانوں کی ذلت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان کے کپڑے جلوائے پیٹیوں کو گردنوں میں پہنوایا۔ سروں پر کانٹوں کے تاج رکھوائے جو لوگ اسلام قبول کر چکے تھے ان سے بھی جزیہ وصول کیا۔ صغد اور بخارا میں اس سے پھر ایک جوش پیدا ہوا اور یہ سب کے سب باغی ہو گئے۔ ترکوں سے سازش کر کے لشکر مرتب کیا۔ اشرس اس طوفان بے تمیزی کے فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آمد میں پہنچ کر قیام کیا مہینوں ٹھہرا رہا۔ بالآخر قطن ابن قتیبہ بن مسلم کو دس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھایا۔ نہر عبور کرتے ہی ترکوں اور اہل صغد و بخارا کا سامنا ہو گیا (ان لوگوں کے ساتھ خاقان بھی آیا ہوا تھا) اہل صغد و بخارا نے قطن کے لشکر گاہ پر محاصرہ کر لیا اور

ترکوں نے مسلمانوں کے کمسریٹ پر چھاپہ مارا۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمر کی ضمانت پر ثابت قطنہ کو رہا کر کے دستہ فوج سواران کے ساتھ ترکوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ ثابت نے آگے بڑھ کر ترکوں سے جو مال و اسباب وہ لے گئے تھے' چھین لیا۔ بعد میں اشرس مع اپنے ہمراہیوں کے نہر عبور کر کے قطن سے جاملا۔ فریق مخالف سے مقابلہ ہوا لیکن وہ پسپا ہو کر بھاگ گئے اور اشرس اپنی فوج لیے ہوئے بیکند پر جا پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے پانی بند کر دیا شدت تشنگی سے گھبرا کر اشرس نے شہر کی طرف کوچ کیا۔ اثناء راہ میں مخالفین سے جنگ چھڑ گئی۔ بہت بڑی خون ریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے ترکوں کو چشمہ آب سے ہٹایا۔ حرث بن شریح اور قطن بن قتیبہ بڑے بڑے خطرات میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ثابت قطنہ' صخر بن مسلم بن نعمان عبدی' عبدالملک بن وثار باہلی اس معرکے میں کام آئے۔ ہنوز جنگ کا انداز نہیں بدلا تھا کہ قطن بن قتیبہ نے ایک دستہ فوج کے ساتھ جس نے مرنے اور مارنے پر عہد و پیمان کر لیا تھا۔ حملہ کیا' ترکوں کے پاؤں اس حملہ سے اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے پیچھے کیا رات تک کشت و خون کا بازار گرم رہا۔

<u>بخارا کا محاصرہ</u>: کامیابی کے بعد اشرس بخارا کی جانب لوٹا اور ایک لشکر بسر افسری حرث بن شریح ازدی اس کے محاصرے کو روانہ کیا۔ خاقان نے بھی شہر کرجہ (صوبہ خراسان کا ایک بہت بڑا شہر) پر حصار ڈالا۔ یہاں پر مسلمانوں کی جماعت کثیر تھی۔ مسلمانوں نے پل کو جو خندق پر تھا توڑ ڈالا۔ ابن جسر دابن یزدگرد نے اہل شہر کو مخاطب کر کے کہا ''اے گروہ عرب! تم لوگ اپنے کو کیوں ہلاک کرتے ہو؟ خاقان میری سلطنت مجھے واپس دینے کو آیا ہے میں تمہارے لئے اس سے امان حاصل کر سکتا ہوں''۔ اہل شہر اس کو گالیاں دینے لگے اس اثناء میں بزعزی دو سو آدمیوں کو لئے ہوئے آیا۔ یہ بہت بڑا عظیم المرتبت شخص تھا خاقان اس کی رائے سے کبھی مخالفت نہ کرتا تھا۔ اس کے بلانے سے یزید بن سعد باہمی گفتگو کرنے کو آئے۔ بزعزی نے کہا ''اگر تم لوگ ہم سے سازش اور مصالحت کر لو تو ہم تم لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں دو چند کر دیں گے اور کبھی تم سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کریں گے''۔ یزید نے نہ تو اس کا اقرار کیا اور نہ اس سے انکار۔ نرمی کے ساتھ جواب دے کر شہر میں واپس آئے اور اہل شہر سے کہا کہ یہ لوگ تم کو مسلمانوں سے جنگ کرنے کو بلاتے ہیں۔ اہل شہر نے جنگ کرنے انکار کر دیا۔ خاقان نے جھلا کر خندق کو تر لکڑیوں سے پاٹنے کا حکم دیا۔ اہل شہر نے اس پر خشک لکڑیاں ڈال دیں۔ خندق بھر گئی رات ہوئی تو آگ لگا دی ہوا تیز چل رہی تھی ایک ہی ساعت میں جل کر خاک و سیاہ ہو گئی۔

<u>ترکوں سے مصالحت</u>: جب خاقان کو اس تدبیر میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو اس نے اپنے لشکریوں کو بھیڑ بکریاں دیں اور یہ حکم دیا کہ ان کا گوشت کھا کر ان کی کھالوں میں مٹی بھر بھر کر خندق کو پاٹ دو۔ قریب تھا کہ خندق زمین کے برابر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ابر بھیج دیا جس سے ایسا پانی برسا کہ خندق میں جو کچھ تھا وہ سب کا سب بہہ کر نہر اعظم میں چلا گیا۔ اسی حالت میں مسلمانوں نے تیر باری شروع کر دی۔ اتفاق سے ایک تیر بزعزی کے گلے میں جا کر ترازو ہو گیا۔ جس کے صدمے سے وہ اسی شب کو مر گیا۔ دن ہوا ترکوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ مسلمانوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تو وہ بھی ان کے قیدیوں کو قتل کرنے لگے۔ لشکر اسلام نے فرغانہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ترکوں نے یہ خبر پا کر نہایت سختی سے جنگ

چھیڑ دی۔ اہل شہر بھی کمال مردانگی سے جواب دیتے رہے۔ بالآخر ساٹھ دن کے حصار کے بعد مسلمانوں نے کرجہ ترکوں کو دے کر مصالحت کر لی اور خود سمرقند و دبوسیہ کی طرف چلے آئے اور اطمینان کے لئے فریقین نے فریقین کے چند آدمیوں کو بطور کفیل ضامنی کے زیر حراست رکھا۔ مصالحت کے بعد تقریباً کل ترکی لشکر واپس گیا۔ البتہ خاقان تھوڑی سی فوج لئے ہوئے تا زمانہ خروج اہل شہر ٹھہرا رہا اور کورصول کو مسلمانوں کے ہمراہ کر دیا تا کہ وہ ان کو ان کے جائے امن پر پہنچا آئے۔ دبوسیہ میں پہنچنے کے بعد فریقین نے ایک دوسرے کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔

جنید بحیثیت گورنر خراسان: ااا ھ میں ہشام بن عبدالملک نے اشرس بن عبداللہ کو گورنری خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن عمر بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کو مامور کیا۔ اس کی تقرری کا سبب یہ تھا کہ اس نے ام حکیم بنت یحییٰ بن حکم زوجہ ہشام کو ایک ہار جواہرات کا بطور تحفہ کے دیا تھا۔ ہشام اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ جنید نے یہ سن کر ایک دوسرا ہار اسی طرح کا ہشام کے سامنے پیش کر دیا۔ ہشام نے اس صلے میں جنید کو گورنری خراسان کی سند مرحمت کر دی اور پانچ سو سواروں کے ساتھ خراسان کی طرف روانہ کیا۔

جنید کی روانگی: جنید خراسان میں پہنچا تو خطاب بن محرز سلمی کو اشرس کی نیابت میں پایا۔ دو ایک روز قیام کرنے کے بعد خطاب کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے۔ ماوراءالنہر کی طرف روانہ ہوا اور اپنی جانب سے مرو میں مجشر بن مزاحم سلمی کو بلخ پر سورہ بن الجبر تمیمی کو مامور کیا اور اشرس کے پاس جس وقت کہ وہ اہل بخارا و صغد سے میدان کارزار میں مصروف جدال وقتال تھا۔ کہلا بھیجا کہ ایک چھوٹا سا لشکر ہمارے پاس بھیج دو تا کہ اثناء راہ میں مخالفین شرارت نہ کریں۔ اشرس نے اس حکم کے مطابق عامر بن مالک حمانی کو روانہ کیا۔ ترکوں اور صغد کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ آگے بڑھ کر عامر کو روکا لڑائی شروع ہوگئی۔ عامر نے اپنے ہمراہیوں کے ایک بڑے حصے کو دائرے کی صورت میں پھیلا کر ترکوں اور صغد کو حلقے میں لے لیا اور سامنے سے چھوٹے حصے کو لے کر لڑنے لگا۔ ترکوں اور صغد کو شکست ہوئی اور عامر (نہر[1] عبور کر کے) جنید سے جا ملا اور پھر اس کے ہمراہ واپس ہوا۔

خاقان کی پسپائی: جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حزیم تھا (بیکند[2] سے دوڈھائی کوس نکل آیا ہوگا) کہ ترکوں نے جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ عمارہ نے نہایت مردانگی اور تیزی سے ان کو پسپا کر دیا۔ دوسری طرف سے خاقان نے سمرقند کی جانب سے ساقہ پر حملہ کیا جس کا افسر قطن بن قتیبہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے خاقان کو بھی شکست ہوئی۔ مسلمانوں نے اس کے بھائی کو گرفتار کر کے ہشام بن عبدالملک کے پاس بھیج دیا۔ ان ہی واقعات پر ااا ھ تمام ہو جاتا ہے اور جنید مظفر و منصور مرو لوٹ آتا ہے۔

مسلم بن عبدالرحمٰن کی معزولی: واپسی کے بعد جنید نے قطن بن قتیبہ کو بخارا پر ولید بن قعقاع عبسی کو ہرات پر حبیب

1. کامل ابن اثیر جلد پنجم
2. کامل ابن اثیر جلد پنجم

بن مرہ عبسی کو پولیس پر اور مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی کو بلخ پر مامور کیا۔ اس سے پیشتر بلخ میں نصر بن سیار تھا۔ مسلم نے اس کو سوتے ہوئے گرفتار کرا کے بلا پاجامہ محض قمیص پہنے ہوئے جنید کے پاس بھیج دیا۔ جنید کو مسلم کی یہ حرکت پسند نہ آئی۔ نصر کو اس حالت میں دیکھ کر بولا ''مصر کے سردار کو مسلم نے اس حالت سے روانہ کیا ہے''۔ کسی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ جنید نے مسلم کو حکومت بلخ سے معزول کر کے یحییٰ بن ضبیعہ کو مامور کیا اور ایک وفد ان غزوات کے حالات کی اطلاع دینے کے لئے ہشام بن عبدالملک کی خدمت میں روانہ کیا۔

معرکہ مرج اردبیل: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جراح حکمی ۱۰۴ھ میں بلاد خزر میں جہاد کرنے کی غرض سے داخل ہوا تھا اور اس نے ان کو شکست دی تھی اور بہ کمال سختی ان لوگوں سے پیش آیا تھا اور بلنجر پر قبضہ حاصل کر کے پھر ان کے سابق حکمران کو واپس دے دیا تھا اور ہشام بن عبدالملک نے اس کے عہدے پر اس کو بحال رکھا تھا۔ بعد ازاں ارمینیہ کی گورنری پر مامور کیا۔ پس وہ ۱۱۱ھ میں تفلیس کی جانب سے بلاد ترکمان پر جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ان کے مشہور شہر بیضاء کو فتح کر کے کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔ خزر و ترک کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے لان کی جانب سے طوفان شور انگیز کی طرح بڑھے۔ جراح نے بھی مقابلہ کی غرض سے ۱۱۲ھ میں خروج کیا مقام مرج اردبیل میں صف آرائی کی نوبت آئی فریقین بڑی بے جگری سے لڑنے لگے۔ مسلمانوں کی تعداد بہ مقابلہ ان کے مخالفین کے بہت کم تھی۔ اثناء جنگ میں جراح مع اپنے ہمراہیوں کے شہید ہو گیا اور اپنی شہادت سے پہلے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو اپنا نائب مقرر کر چکا تھا۔ خزر (یعنی ترکمان) کا دل اس سے ہاتھوں بڑھ گیا۔ جوش کامیابی میں موصل کے قریب تک پہنچ گئے اور بعض کہتے ہیں کہ جراح بلنجر میں مارا گیا۔

محاصرہ خلاط: بہر کیف جب یہ خبر دارالخلافت دمشق میں پہنچی تو ہشام بن عبدالملک نے سعید حریشی کو بلایا اور بہ سبیل تذکرہ کہنے لگا ''دیکھا جراح ترکمانوں سے شکست کھا کر بھاگ نکلا''۔ سعید حریشی نے عرض کیا ''امیر المومنین! یہ نہیں ہو سکتا جراح کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف شکست کھا کر بھاگنے سے زیادہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور شہید ہو گیا آپ مجھے چالیس سواروں کے ساتھ روانہ فرمائے اور میرے بعد روزانہ چالیس آدمی میری کمک پر بھیجتے رہئے۔ امرائے لشکر کے نام ایک گشتی فرمان بھیج دیجئے کہ وہ میری عندالضرورت مدد کریں''۔ ہشام بن عبدالملک نے ان کل امور کو منظور کر لیا اور سعید حریشی سامان سفر درست کر کے روانہ ہو گیا جس شہر میں جاتا تھا اہل شہر کو جمع کر کے جہاد کی ترغیب دیتا تھا جس کے دل میں جہاد کا شوق ہوتا تھا وہ ہمراہ ہو جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ شہر ازود (ارزن) پہنچا۔ جراح کے ہمراہیوں میں سے چند آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو معرکہ جنگ سے شکست اٹھائے آ رہے تھے۔ سعید حریشی نے ان کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور خلاط پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ کامیابی کے بعد حریشی نے اس کے مال غنیمت کو تقسیم کر کے شہروں اور قلعات کو فتح کرتا ہوا برذعہ کا رخ کیا اور برذعہ میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔

مسلمان قیدیوں کی رہائی: ابن خاقان ان دنوں بلاد آذربائیجان کو زیر و زبر کر رہا تھا اور شہر ورثان پر محاصرہ کئے ہوئے

تھا۔ سعید حریشی نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو اہل ورثان کے پاس مسلمانوں کی آمد کی خبر دینے کو روانہ کیا اور ترکمانوں کے محاصرے کو جنگ کی دھمکی دے کر اٹھا دیا۔ محاصرہ اٹھ جانے کے بعد حریشی نے اہل ورثان سے ملاقات کی۔ دوسرے روز ترکمانوں کے تعاقب میں اردبیل تک چلا گیا۔ ایک جاسوس نے حاضر ہو کر خبر دی کہ لشکر اسلام سے چار کوس کے فاصلے پر ترکمانوں کا دس ہزار کا لشکر پڑا ہوا ہے جس کے ہمراہ مسلمانوں کے پانچ ہزار خاندان قید و گرفتاری کی مصیبت جھیل رہے ہیں۔ سعید کی آنکھوں میں یہ سنتے ہی خون بھر آیا۔ جوش انتقام کو بجبر واکراہ شام تک دبائے رکھا شب ہوتے ہی دھاوا کر دیا۔ ان دس ہزار ترکمانوں میں سے ایک کو بھی جان بر نہ ہونے دیا اور مسلمانوں کو ان کے پنجۂ غضب سے چھڑا لیا۔ صبح ہوئی تو جابروان کی طرف روانہ ہوا۔ ایک دوسرے جاسوس نے پہنچ کر ترکمان کے ایک دوسرے اجتماع کی خبر دی۔ سعید نے اسی وقت اس طرف کوچ کر دیا اور حالتِ غفلت میں ان کے سروں پر پہنچ کر سب کو موت کی نیند سلا دیا اور مسلمان قیدیوں کو چھڑا کر باجروان واپس آیا۔ ان ہی قیدیوں میں جراح کے اہل وعیال اور لڑکے بھی تھے۔

نہر بیقان کا محاصرہ: اس کے بعد انتقام لینے کی غرض سے خزر نے بہ ہمراہی اپنے شاہزادے کے مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کی۔ سرزمین زرند میں مقابلہ ہوا۔ جس وقت جنگ زور وشور سے ہو رہی تھی۔ لشکر گاہ کفار سے مسلمان قیدیوں نے چلا چلا کر تکبیر کہنا اور دعا وزاری شروع کر دی۔ اہل اسلام میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے دل میں ان کی ہمدردی کا جوش نہ بھر آیا ہو اور اس کی آنکھیں پرنم نہ ہو گئیں ہوں۔ سب نے مجموعی قوت سے اللہ اکبر کا نعرہ مار کر حملہ کیا۔ میدان جنگ سے خزر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے نہر ارس تک تعاقب کیا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ مسلمان قیدی جوان کے پنجۂ ظلم میں گرفتار تھے رہا ہو کر باجروان پہنچا دیئے گئے۔ شاہزادہ خزر نے اس شکست کی شرمندگی دفع کرنے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کے خیال سے پھر اپنی قوم کو جمع کیا اور کمال جوش سے حریشی کی طرف روانہ ہوا۔ نہر بیقان پر پہنچ کر قیام کیا۔ حریشی نے یہ خبر پا کر موت کی طرح اس کے سر پر پہنچ کر لڑائی شروع کر دی۔ ہمراہیان خزر نہایت استقلال سے جواب دینے لگے۔ بالآخر حریشی کا زبردست حملہ برداشت نہ کر سکے۔ میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ میدان جنگ میں جس قدر مارے گئے اس سے کہیں زیادہ نہر میں ڈوب ڈوب کر مر گئے۔ خاتمہ جنگ پر حریشی مال غنیمت جمع کر کے مظفر ومنصور باجروان کی طرف لوٹا اور باجروان پہنچ کر مال غنیمت تقسیم کیا فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ خمس دار الخلافہ دمشق کی طرف روانہ کیا۔ کچھ عرصے بعد ہشام بن عبدالملک نے حریشی کو بلا بھیجا اور اپنے بھائی مسلمہ کو ارمینیہ وآذربائیجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

جنید کی روانگی طخارستان: ۱۱۲ھ میں جنید نے خراسان سے بہ قصد جہاد طخارستان خروج کیا۔ ایک طرف سے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار کی جمعیت سے اور دوسری جانب سے ابراہیم بن سام کو دس ہزار فوج کے ساتھ بڑھنے کا حکم دیا۔ ترکوں کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی لشکر جمع کر کے بسرافسری خاقان سمرقند کی طرف دوڑ پڑے۔ سمرقند کا والی ان دنوں سورہ بن بجر تھا۔ اس نے جنید کو خاقان کی فوج کشی اور اہل سمرقند کی مقاومت نہ کر سکنے کی کیفیت لکھ بھیجی اور کمک طلب کی۔ پس جنید نے

لشکریوں کو کوچ کرنے اور نہر عبور کرنے کا حکم دیا۔ مجشر بن مزاحم سلمی اور ابن بسطام ازدی نے مخالفت کی اور یہ کہا کہ ترک اور قوموں کی طرح کمزور نہیں ہیں۔ آپ کا سارا متفرق و منتشر ہو رہا ہے۔ مسلم بن عبدالرحمٰن بیروز کوہ میں' بختری ہرات میں' عمان بن حریم طخارستان میں پڑا ہوا ہے۔ پچاس ہزار فوج سے کم کے ساتھ آپ نہر عبور کرنے کا قصد نہ کیجئے۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس میں عجلت نہ کیجئے پہلے عمارہ کو طلب کر لیجئے۔ بعد ازاں ترکوں کے مقابلے پر کمر باندھئے۔ جنید نے آہ سرد کھینچ کر کہا ''یہ بالکل ناممکن ہے۔ میرے بھائی سورہ کی جان سمرقند میں کس چپقلش میں پھنسی ہوگی اور وہاں کے مسلمانوں پر کیا کچھ نہ گزرا ہوگا''۔ مجشر اور ابن بسطام یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ جنید نے تیاری کا حکم دیا اور نہر عبور کر کے کش جا اترا۔ روانگی کی تیاری ہی کر رہا تھا کہ ترکوں نے آمد کی خبر پا کر کش کے راستہ میں بہت سے کنویں کھود دیئے۔ اتفاق سے جنید دوسرے راستے سے روانہ ہوا۔

سمرقند پر حملہ: خاقان کے ہمراہ بہت بڑا لشکر تھا۔ صغد' فرغانہ اور شاش نے بھی سازش کر لی تھی۔ مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جس کا سردار عثمان بن عبداللہ بن شخیر تھا حملہ کیا عثمان بن عبداللہ پسپا ہو کر لشکر اسلام کی طرف لوٹا۔ لشکر ترک سے ایک چھوٹے حصہ نے اس کا تعاقب کیا اور باقی ماندہ فوج نے سمرقند پر دھاوا کیا۔ جنید نے اہل شہر کی کمک پر نصر بن سیار کو روانہ کیا۔ نصر نے لشکر کفار کو گھیر کر نہایت شدت سے لڑائی جاری کر دی اور ان کے بڑے بڑے سورما سرداروں کو قتل کر کے خاک و خون میں ملا دیا۔ جنید لشکریوں کو بڑھاوا دیتا ہوا میمنہ پر جا پہنچا اور ازد کے جھنڈے کی طرف متوجہ ہوا۔ علم بردار نے جنید سے مخاطب ہو کر کہا ''کیا تم اب ہماری عزت افزائی کو آئے ہو' یہ یاد رکھو کہ ہمارے جیتے جی تم تک کوئی نہ پہنچ سکے گا''۔ جنید نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ علم بردار رجز کے اشعار پڑھتا ہوا اپنے گروہ کو لئے ہوئے آگے بڑھا اور اس سختی سے لڑا کہ تلواریں بیکار ہو گئیں اس وقت ان کے غلاموں نے درختوں کے ڈالے کاٹ لئے اور اس سے دشمنان پر وار کرنے لگے' لڑتے لڑتے فریقین ایک دوسرے سے ایسا گتھ گئے کہ دور سے دیکھنے والے کو تمیز باقی نہ رہی۔ البتہ تھوڑی دیر کے بعد تکبیر کی دل دہلانے والی آواز اسلام و کفر کا تفرقہ پیدا کر دیتی تھی۔

اس واقعہ نمونہ قیامت میں ازد کے اسی آدمی کام آئے جس میں عبداللہ بن بسطام' محمد بن عبداللہ بن حوذان' حسین بن شیخ اور یزید بن مفضل حرانی وغیرہ تھے۔

سورہ بن ابجر کی طلبی: فریقین ہنوز گتھے ہوئے لڑ رہے تھے کہ خاقان کے لشکر کا پہلا حصہ آتا ہوا دکھائی دیا۔ جنید کے منادی نے الارض الارض کو ندا دی۔ سواران اسلام اس آواز کے سنتے ہی پیادہ پا ہو گئے اور منادی کی دوسری آواز پر ہر شخص گڑھا کھود کر چھپ رہا۔ خاقان نے لشکر اسلام پر جس طرف بکر بن وائل تھے حملہ کیا جن کا سردار زیاد بن حرث تھا' بکر بن وائل نے اس سختی سے جواب دیا کہ خاقان کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ مگر جنگ کا انداز لحظہ بہ لحظہ خوفناک ہوتا جاتا تھا۔ جنید نے اپنے ہمراہیوں کے کہنے سے شدت جنگ اور ترکوں کی قوت تقسیم کرنے کی غرض سے سورہ بن ابجر کو سمرقند میں کہلا بھیجا کہ شہر سے نکل کر ترکوں پر پیچھے سے حملہ کرو' سورہ نے خروج کرنے سے انکار کیا۔ جنید نے جھلا کر کہلا بھیجا ''اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تم کو سخت سزا دوں گا' تم کو چاہئے کہ اس پیام کے پہنچتے ہی سمرقند سے خروج کر دو اور نہر کے کنارے کنارے چلے آؤ دیکھنا خبردار نہر کا راستہ

نہ چھوڑنا میرے اور تمہارے درمیان میں صرف دوراتوں کا راستہ ہے''۔

خاقان کا حملہ: سورہ بجبر واکراہ اس حکم کی تعمیل پر آمادہ ہوا۔ سمرقند میں موسیٰ بن اسود حنظلی کو اپنا نائب بنا کر بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔ مگر نہر کے راستہ کو دور سمجھ کر اختیار نہ کیا۔ جس وقت سورہ اور جنید کے لشکر میں ایک کوس کی مسافت باقی رہ گئی۔ صبح کے وقت خاقان آ پہنچا اور ان کے اور پانی کے مابین حائل ہو گیا۔ جنگل' جھاڑیوں اور درختوں میں جو مسلمانوں کے اردگرد تھے آگ لگا دی مسلمانوں نے تن بہ تقدیر تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر بھڑ گئے۔ ترکوں کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ میدان جنگ کے غبار اور دھوئیں سے سارا عالم تاریک ہو گیا۔ کسی کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ لشکر اسلام دھڑادھڑ گرنے لگا جس طرف جاتا تھا آگ ہی آگ تھی۔ سورہ بھی گرا' ران ٹوٹ گئی۔ ترکوں نے دوسری طرف مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کرنا شروع کر دیا۔ پیچھے ہٹتے تھے تو ترک تھے آگے بڑھتے تھے تو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان کثیر التعداد مسلمانوں میں سے تھوڑے سے آدمی جاں بر ہوئے۔ مہلب بن زیاد عجلی بقیۃ السیف کو جس کی تعداد چھ سو یا ایک ہزار تھی بہ ہزار خرابی و دقت بچا کر رستاق مرغاب لے گیا۔ ان ہی لوگوں میں قریش بن عبداللہ عبدی بھی تھا لیکن رستاق مرغاب میں بھی ان غریبوں کو لڑائی سے پناہ نہ ملی۔ اہل رستاق مرغاب آمادہ بہ جنگ ہوئے۔ اس معرکہ میں مہلب بن زیاد کام آ گیا۔ تب ان لوگوں نے رجب بن خالد کو امان دے کر خاقان کے پاس بھجوا دیا۔ خاقان نے اس کی امان دہی منظور نہ کی' سب کو کمال بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ ایک بھی ان میں سے زندہ نہ بچا۔

جنید کی روانگی سمرقند: اس واقعہ کے بعد جنید پہاڑ کی گھاٹی سے نکل کر سمرقند کی طرف چلا' تھوڑی دور چل کر مجشر بن مزاحم کے کہنے سے قیام کر دیا۔ اتفاق سے ترکوں کا لشکر بھی آ پہنچا لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے نہایت استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا۔ غلاموں نے ایسی جاں نثاریاں کیں اور وہ جوہر مردی دکھلائے کہ دیکھنے والے عش عش کرنے لگے۔ ترکوں کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی۔ جنید سمرقند میں داخل ہوا اور مسلمانوں کے اہل و عیال کو مرو میں لا کر ٹھہرایا۔ چار مہینے کامل صغد کے مقابلے پر ٹھہرا رہا۔ خراسان کی ان لڑائیوں میں مجشر بن مزاحم سلمی' عبدالرحمٰن بن صبح مخزومی اور عبیداللہ بن حبیب ہجری وغیرہ جیسے تجربہ کاروں سے مشورہ لیا جاتا تھا اور ان ہی کے مشورے اور رائے سے جنگ کے اہم امور انجام پاتے تھے۔

شاہی کمک: ترکوں کے ٹوٹ جانے کے بعد جنید نے نہار بن توسع بن تیم اللہ اور زمیل بن سوید بن شیم کو ان واقعات کے عرض کرنے کی غرض سے دارالخلافت کو روانہ کیا۔ ساتھ ہی اس کے سورہ بن الجبر کی نافرمانی اور نہر کا راستہ اختیار نہ کرنے کی وجہ سے دشمنوں کے کامیاب ہونے کی شکایت بھی لکھ بھیجی۔ ہشام بن عبدالملک نے لکھا ''میں نے تمہاری امداد کے لئے دس ہزار فوج بصرے سے اور اسی قدر کوفے سے اور تیس ہزار نیزے اور اسی قدر تلواریں روانہ کر دی ہیں۔ تم باطمینان تمام دشمنوں پر جہاد کرو''۔ جنید کو اس فرمان کے آنے سے یک گونہ تسلی ہو گئی اور مصلحتاً سمرقند میں ٹھہرا رہا۔

معرکہ کرمینیہ: اس کے بعد خاقان نے بخارا کا رخ کیا۔ بخارا کی حکومت قطن بن قتیبہ کے سپرد تھی۔ جنید کو اس سے اندیشہ

پیدا ہوا کہ اہل بخارا کے ساتھ بھی وہی معاملہ نہ پیش آئے جو سورہ پر گزر چکا ہے۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ (مولی بنی سلیم) سے رائے طلب کی۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا ''میں آپ کو رائے مناسب دے سکتا ہوں مگر آپ عمل نہ کریں گے''۔ جنید نے جواب دیا ''اگر رائے صائب ہوگی تو میں ضرور عمل کروں گا''۔ عبداللہ نے مشورہ دیا کہ جو لوگ سورہ بن ابجر کے ہمراہ شہید ہو گئے ہیں ان کے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ سمرقند لے جاؤ۔

عثمان بن عبداللہ بن شخیر کو مع چار سو سواروں اور چار سو پیادوں کے چھوڑتے جاؤ اور ہر شخص کے لئے کافی طور سے سرمایہ اور کھانے پینے کا سامان دے دو۔ جنید نے اس رائے کے مطابق عثمان بن عبداللہ کو مع چار سو پیادوں کے سمرقند میں کافی ذخیرہ کے ساتھ چھوڑا اور خود مع اہل وعیال اور اسلامی لشکر کے دشمنوں کی زد سے بچتا ہوا بخارا کی طرف روانہ ہوا۔ رفتہ رفتہ طواویس کے قریب پہنچا۔ یکم رمضان ۱۱۲ھ کو مقام کرمینیہ میں خاقان سے مقابلہ ہو گیا۔ ایک معمولی لڑائی کے بعد ترک لوٹ گئے۔ اگلے دن لشکر اسلام نے کوچ کیا۔ پھر خاقان نے دوبارہ ساقہ پر حملہ کیا۔ جنید نے میمنہ کے ایک دستہ فوج کو ساقہ کی کمک پر بھیج دیا جس کی امداد سے ساقہ نے ترکوں کو نیچا دکھا دیا۔ اس معرکے میں ترکوں کے ناموروں میں سے مسلم بن احوز مارا گیا۔ خاقان گھبرا کر طواویس سے لوٹ آیا اور جنید لشکر اسلام لئے ہوئے بخارا میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد ہی بصرہ اور کوفہ کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں۔ جھٹ پٹ جنید نے ان کے ساتھ مع ان لوگوں کے جنہوں نے جہاد پر جانا پسند کیا۔ حورثہ بن زید عنبری کو شب خون مارنے کو بھیج دیا۔

جنید کی معزولی: ۱۱۶ھ میں ہشام بن عبدالملک تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ جنید بن عبدالرحمٰن عامل خراسان نے فاضلہ بنت یزید بن مہلب سے عقد کر لیا ہے۔ چونکہ اس کو بنو مہلب سے کشید گی تھی۔ اس وجہ سے جنید کا یہ فعل اس کو ناگوار گزرا اور اسی سبب سے اس کو معزول کر کے اس کی جگہ عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ اگر جنید میں تھوڑی سی بھی جان پانا تو اس کو بار حیات سے سبکدوش کر دینا۔ لیکن اتفاق یہ کہ جس روز عاصم وارد خراسان ہوا' جنید بہ عارضہ استسقاء جان بحق ہو چکا تھا۔

مروان بن محمد بحیثیت گورنر ارمینیہ وآذربائیجان: جنید اور عاصم میں پہلے سے عداوت تھی۔ اس کے مقرر کئے ہوئے عمال کو ایذائیں دی گئیں اور عمارہ بن حریم کو (جسے جنید نے بوقت وفات اپنا نائب بنایا تھا) قید کر دیا۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک جہاد خزر (یعنی ترکمان) سے ممالک اسلامیہ میں واپس آیا۔ مروان بن محمد بن مروان جو اس لشکر میں تھا چھپ کر ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا۔ مسلمہ کی شکایتیں کیں کہ ''وہ جہاد سے جی چراتا ہے اس وجہ سے لشکر اسلام میں ایک قسم کی کاہلی آ گئی ہے اور دشمنوں کے دل بڑھ گئے ہیں مہینوں تیاری کرتا رہا۔ بارے خدا خدا کر کے کفار کے ملک میں داخل بھی ہوا تو صلح اور سلامتی کو اس قدر عزیز رکھا کہ دشمنان دین پر کچھ سختی بھی نہ کی آپ اگر مجھے ان پر جہاد کرنے کا حکم دیں تو میں ان سے بہت اچھا انتقام لوں۔ بشرطیکہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگ آوروں سے میری مدد کیجئے اور اس راز کو پوشیدہ رکھئے''۔ ہشام نے اس کو منظور کر لیا اور ارمینیہ کی سند گورنری مرحمت کر دی۔

مروان بن محمد کی فتوحات: چنانچہ مروان بن محمد ارمینیہ کی طرف روانہ ہوا اور ہشام نے شام عراق اور جزیرہ سے امدادی فوجیں بھیج دیں۔ مروان نے یہ ظاہر کر کے کہ لان پر جہاد کیا جائے گا' بادشاہ خزر سے مصالحت کی درخواست کی۔ خزر اس پر راضی ہو گیا اور شرائط صلح وعہد نامہ لکھنے کی غرض سے چند آدمیوں کو بطور قاصد کے روانہ کیا۔ مروان نے ان کو روک لیا یہاں تک کہ اپنے اپنے لشکر کو پورے طور سے مرتب کر لیا۔ اس وقت اعلان جنگ کر کے ان کو رہا کیا اور خود قریب ترین راستہ کو طے کر کے بادشاہ خزر کے ملک میں پہنچ گیا۔ بادشاہ خزر موجودہ حالت میں جنگ کرنا نامناسب سمجھ کر اپنے ملک کے آخری حصہ کی طرف چلا گیا اور مروان قتل و غارت اور قید و مال غنیمت جمع کرتا ہوا ملک کے آخری حصہ تک بڑھ گیا۔ انہیں فتوحات کے دوران میں بادشاہ سریر کے ملک پر بھی دھاوا کر کے اس کے قلعات کو بہ زور تیغ فتح کر لیا تھا۔ لیکن اہل قلعہ نے ایک ہزار آدمیوں (پانچ سو غلام اور پانچ سو لونڈیوں) اور ایک لاکھ مدبر پر مصالحت کر لی جس کو وہ خود باب تک پہنچا دیں گے۔ ان کی دیکھا دیکھی اہل توبان نے بھی ایک غلام اور بیس ہزار مد بر پر صلح کر لی۔ اس کے بعد مروان سرزمین وردکران میں داخل ہوا۔ اہل وردکران سے بھی مصالحت ہو گئی۔ پھر حمرین کا رخ کیا اور بہ زور تیغ فتح کر کے سبدان پر جا پہنچا جو بہ صلح وامان فتح ہوا۔ بعد ازاں قلعہ لکز کے جزیہ نہ دینے کی وجہ سے قلعہ لکز کا قصد کیا۔ والیٔ قلعہ یہ خبر پا کر بادشاہ خزر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا۔ اثناء راہ میں تیر لگا اور مر گیا اہل لکز نے مروان سے مصالحت کر لی۔ مروان لکز پر ایک عامل مقرر کر کے سروان پر جا پہنچا' اہل سروان نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ سروان سے روانہ ہو کر رودانیہ پر دھاوا کیا اور ایک خون ریز جنگ لڑنے کے بعد واپس ہوا۔

حرث کا خروج: خراسان میں ازد کا نامور سردار حرث بن شریح تھا۔ ۱۱۶ھ میں سیاہ کپڑے پہنے اور لوگوں کو اتباع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیعت امام رضا کی دعوت دی (جیسا کہ بنو عباس کے دعاۃ (مشنریز) خراسان میں عمل درآمد کر رہے تھے) اور اس کام کی انجام دہی کے لئے فاریاب میں گیا' عاصم بن عبداللہ کے قاصد مقاتل بن حیان نبطی' خطاب بن محرز سلمی جب آئے تو ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا لیکن موقع پا کے یہ دونوں قید خانہ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ حرث بن شریح نے چار ہزار فوج جمع کر کے بلخ کا رخ کیا۔ ان دنوں بلخ پر نصر بن سیار تجیبی تھا۔ دس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ نصر بن سیار کی فوج میدان جنگ سے پسپا ہو گئی۔ حرث نے بلخ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن حازم کو مامور کر کے جوزجان کی طرف بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے مرو کا رخ کیا۔ اس اثناء میں عاصم کو یہ خبر پہنچ گئی کہ اہل مرو حرث سے خط و کتابت کرتے اور اس سے سازش رکھتے ہیں۔ عاصم نے لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا امیر المؤمنین کے عقاب وعتاب سے ڈرایا۔ مرو سے باہر نکل کر لشکر آراستہ کیا اور حفاظت کی غرض سے پل کو تڑوا ڈالا اور کشتیوں کو ہٹوا دیا۔ جوں ہی عاصم ان انتظامات سے فارغ ہوا ساٹھ ہزار کی جمعیت سے حرث آ پہنچا۔ جس میں ازد وتمیم کے نامی گرامی نبرد آزما شہسوار اور جوزجان' فاریاب اور طالقان کے سربرآوردہ دہقان بھی موجود تھے۔ حرث کے ہمراہیوں نے دیکھتے ہی پل باندھ کر نہر عبور کیا اس کے بعد معلوم نہیں کہ کس وجہ سے محمد بن مثنیٰ ازد کی دو ہزار

آدمیوں کو اور حماد بن عامر حمانی بھی تمیم کے اسی قدر آدمیوں کو لے کر عاصم سے جاملا۔ مقابلہ کی نوبت آئی ایک بہت بڑی خون ریز لڑائی کے بعد حرث کو شکست ہوئی اس کے اکثر ہمراہی نہر مرو میں ڈوب کر مر گئے۔ منجملہ ان کے حازم بن عبداللہ بن عبداللہ بن حازم تھا۔ حرث نے جوں توں نہر عبور کر کے اپنی جان بچائی اور منازل رہبان کے قریب پہنچ کر اپنا خیمہ نصب کیا۔ تقریباً تین ہزار سوار اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ لیکن عاصم نے تعاقب نہ کیا۔

اسد کی تقرری: ۱۱۷ھ میں عاصم نے ہشام بن عبدالملک سے تحریک کی کہ خراسان کا انتظام اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک عراق کا صوبہ بھی اس سے ملحق نہ کر دیا جائے۔ تاکہ ضرورت کے وقت بہ آسانی تمام کمک پہنچ سکے۔ پس ہشام نے خراسان کو خالد بن عبداللہ قسری کے سپرد کر دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ تم اپنے بھائی کو انتظام کی غرض سے خراسان بھیج دو۔ چنانچہ خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک ہمدانی تھا۔ عاصم نے یہ سن کر حرث بن شریح سے اس امر پر مصالحت کر لی کہ بالاتفاق دونوں ہشام بن عبدالملک کو ایک خط مشتمل کتاب وسنت پر عمل کرنے کے لئے لکھ کر روانہ کریں۔ اگر وہ (ہشام) کتاب وسنت کی اتباع سے انکار کرے تو دونوں متفق ہو کر اس کے مخالف ہو جائیں۔ خراسان کے بعض رؤسا نے اس رائے سے مخالفت کی۔ جس سے عاصم وحرث میں ان بن ہوگئی اور اس درجہ یہ کشیدگی بڑھی کہ تلواریں نیام سے کھینچ لی گئیں جنگ شروع ہوگئی۔ خوبی قسمت سے حرث کو شکست ہوئی۔ اکثر ہمراہی اس کے گرفتار کر لئے گئے جن کو عاصم نے قتل کر ڈالا اور فتح کا بشارت نامہ ہشام کی خدمت میں محمد بن مسلم عنبری کی معرفت روانہ کیا' رے میں اس سے اسد بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ خراسان میں پہنچا تو اس نے عاصم کو گرفتار کر کے ایک لاکھ درہم طلب کئے اور عمارہ بن حزیم اور جنید کے عمال کو رہا کر دیا۔

حرث بن شریح: اسد جس وقت وارد خراسان ہوا تھا۔ ان دنوں عاصم کا عمل دخل نہ خراسان میں تھا اور نہ نیشاپور میں۔ مرورود پر حرث متصرف تھا اور آمد پر خالد بن عبداللہ ہجری جو حرث ہی کا مطیع اور اس کی رائے پر عمل درآمد کرتا تھا۔ اسد نے اس کی قوت توڑنے کی غرض سے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لشکر کوفہ وشام کے ساتھ حرث کی طرف روانہ کیا اور خود بقیہ لشکر لئے ہوئے آمد کا رخ کیا۔ زیاد قرشی (حیان نبطی کا آزاد غلام) آمد سے نکل کر مقابلہ پر آیا۔ لیکن اسد سے شکست کھا کر شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ اسد نے شہر کا محاصرہ کر لیا چاروں طرف سے منجنیقیں نصب کرا کے سنگ باری شروع کر دی۔ بالآخر اہل شہر نے امان طلب کی اور شہر کو اسد کے سپرد کر دیا۔ اسد نے یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی کو مامور کر کے بلخ کی طرف قدم بڑھائے۔ چونکہ اہل بلخ سلیمان بن عبداللہ بن حازم کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے' اسد نے بلخ پہنچ کر ترمذ کا رخ کیا۔ جو ان دنوں حرث کے محاصرے میں تھا اور اسی وجہ سے اسد اہل ترمذ کو کمک نہیں پہنچا سکا۔ مجبور ہو کر پھر بلخ کی طرف واپس ہوا۔ اہل ترمذ نے شہر سے نکل کر حرث پر حملہ کیا اور ایک سخت جنگ کے بعد اس کو پسپا کر کے اس کے اکثر ہمراہیوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ اس کے بعد اسد نے سمرقند کی جانب کوچ کیا قلعہ زم پر پہنچا۔ اہل قلعہ سے (جو حرث کے ہوا خواہ تھے) کہلا بھیجا "تم لوگ ہم سے

شاید اس خیال سے متنفر ہو کہ ہم کج خلق ہیں لیکن اس کی برائی اس حد تک نہیں ہے جیسا کہ سمرقند پر مشرکین نے قبضہ کر لیا ہے میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم مجھے وہاں جانے دو کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرو ورنہ اگر تم مجھ سے آمادۂ پیکار ہو گئے تو یہ یاد رکھو کہ میں تم کو ہرگز ہرگز امان نہ دوں گا''۔ والی قلعہ یہ پیام پا کر اسد سے آملا اور اس کے ہمراہ سمرقند چلا گیا اور ان لوگوں کو امان دلا کر اسد سے ملا دیا۔ پھر سمرقند سے اسد بلخ میں واپس آیا اور جدیع کرمانی کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ طخارستان کے اس قلعے پر دھاوا کرنے کو بھیجا جہاں پر حرث کا مال واسباب تھا اور اس کے ہمراہی تھے۔ جدیع نے محاصرہ کر کے اسے بہ زور تیغ فتح کیا۔ عام قیدیوں کو تو بازار بلخ میں فروخت کر دیا اور جنگ آوروں کو مار ڈالا۔ جس میں بنو بزری ثعلبی حرث کے دوستوں میں تھا۔

جریر بن میمون کا انجام: اس واقعہ کے بعد حرث سے ساڑھے چار سو آدمی جو اس کے خاص خاص ہمراہیوں میں سے تھے۔ مخالف ہو گئے۔ جس کا سردار جریر بن میمون قاضی تھا حرث نے کہا ''اگر تم لوگ مجھ سے جدا ہونا ہی چاہتے ہو اور یقین ہے کہ مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گے تو میری موجودگی میں اسد سے امان طلب کر لو اور اگر میرے کوچ کر جانے کے بعد امان طلب کرو گے تو تم کو امان نہ ملے گی''۔ جریر اور اس کے ہمراہیوں نے اس سے انکار کیا اور حرث کے چلے جانے کے بعد اسد سے امان طلب کی اسد نے انکار کر دیا اور جدیع کرمانی کو چھ ہزار کی جمعیت سے ان کے محاصرے پر بھیج دیا۔ یہاں تک کہ اس کے حکم پر قلعہ چھوڑ کر باہر آئے۔ جدیع نے ان میں سے پچاس آدمیوں کو جس میں جریر بن میمون قاضی بھی تھا اسد کے پاس روانہ کر دیا۔ اسد نے ان سب کو قتل کرا دیا اور بقیہ لوگوں کے قتل کر ڈالنے کا حکم جدیع کرمانی کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اس نے بلخ کو اپنا دارالحکومت بنایا اور دیوان (دفتر) کو بلخ میں منتقل کرالیا۔ اس کے بعد طخارستان وسرزمین حبونہ پر جہاد کیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا ہزاروں آدمی گرفتار ہوئے۔

اسد بن عبداللہ اور ابن سایجی: ۱۱۹ھ کا دور شروع ہوا اسد بن عبداللہ بلاد ختل میں جہاد کرتا ہوا داخل ہوا۔ متعدد قلعات کو بہ زور تیغ فتح کیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گئے۔ ابن سایجی والی بلاد ختل نے اسد کے آنے اور شہروں پر قبضہ کرنے کا حال خاقان کو لکھ بھیجا اور کمک طلب کی خاقان نے فوراً تیاری کا حکم دیا۔ ابن سایجی کو جب یہ معلوم ہوا تو اسد کو خاقان کے آنے کی دھمکی دی اسد نے یقین نہ کیا۔ ابن سایجی نے دوبارہ کہلا بھیجا کہ میں نے ہی خاقان کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا ہے کیونکہ تم میرے ملک کو ویران وتباہ کر رہے تھے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تمہارے مارے جانے کے بعد عرب کو جب تک ان میں سے ایک شخص بھی باقی رہے گا مجھ سے قطعی دشمنی ہو جائے گی اور خاقان سے مجھے ہمیشہ اپنی غرض کے لئے دبنا پڑے گا اور عرب کے خوف سے مجھے اکثر اس کا دست نگر رہنا ہوگا۔ اسد کو اس کے کہنے پر یقین ہو گیا۔ جھٹ پٹ مال واسباب کو باربرداریوں پر بار کرا کے ابراہیم بن عاصم عقیلی والی بجستان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اس کے ہمراہ کثیر بن امیہ ابوسفیان بن کثیر خزاعی اور فضیل بن حیان مہری وغیرہ کو بھی نگرانی ومحافظت کے خیال سے روانگی کا حکم دیا اور پھر ان سب کی کمک وامداد پر دوسرا لشکر مامور کیا۔ اس کے بعد خود ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ حتیٰ کہ نہر بلخ پر پہنچ کر اس وقت

ابراہیم بن عاصم مع اسباب و مال و قیدیوں کے نہر عبور کر چکا تھا' شام ہوگئی تھی قیام کر دیا۔ صبح ہوئی تو لشکری نہر عبور کرنے لگے۔ ابھی پورا لشکر نہر عبور نہ کر سکا تھا کہ ترکوں کا لشکر آ پہنچا۔ از دو تمیم سامنے آ گئے لڑائی شروع ہوگئی۔ خاقان نے اپنے پُر زور حملے سے ان کے موروں پر قبضہ کر لیا۔

خاقان کا تعاقب: اسد اور اس کے ہمراہی اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے اور ترکوں کے حملے سے بچنے کی غرض سے اپنے ارد گرد خندق کھود لی اور یہ غلط اطمینان کر کے خاقان نہر عبور نہ کرے گا' کمریں کھول دیں آرام کرنے لگے خاقان بے خرخشہ نہر عبور کر کے اسلامی لشکر پر آ پڑا' عساکر اسلامیہ اپنے لشکر گاہ سے جواب دینے لگے تمام رات لڑائی کی یہ صورت رہی کہ ترک ان کو گھیرے ہوئے تھے اور یہ ان کے حملوں کا جواب اپنے لشکر گاہ سے دیتے جاتے۔ صبح ہوئی تو ترکوں کا ایک متنفس بھی نہ دکھائی دیا' اسد نے یہ گمان کر کے کہ شاید ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں چلے گئے ہیں۔ طلایع (پٹرول) کو حال دریافت کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور امراء لشکر کو مشورہ کرنے کے لئے اپنے خیمے میں بلایا۔ سب نے قیام کی رائے دی لیکن نصر بن سیار نے آزادانہ طور سے ترکوں کا تعاقب کرنے اور مال و اسباب کو ان کے تصرف سے بچانے کی رائے ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ بفرض محال اگر آپ اس کے ضائع ہونے کے بعد پہنچیں گے تو راہ کی وہ مشقت جس کا برداشت کرنا ناگزیر ہے تمام ہو جائے گی۔ اسد نے اس رائے کے بموجب کوچ کر دیا اور ایک شخص کو ابراہیم بن عاصم کے پاس خاقان کے تعاقب کرنے کا حال ظاہر کرنے کو بھیج دیا۔

خاقان کی پسپائی: اسد کا وہ خیال کہ ترک مال و اسباب اور قیدیوں کے تعاقب میں گئے ہیں بالکل صحیح نکلا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابراہیم نے اپنی حفاظت کے لئے خندق کھود لی تھی مورچے قائم کر لئے تھے خاقان نے صغد کو جنگ کرنے کا حکم دیا۔ مسلمانوں کے مسلحہ نے ان کو شکست دی۔ اس وقت خاقان ایک ٹیلے پر مسلمانوں کے لشکر کا حال دریافت کرنے اور ان پر حملہ کرنے کے مواقع دیکھنے کے لئے چڑھ گیا۔ دیکھ بھال کر اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سامنے کا راستہ قطع کر کے چار کوس کا چکر کاٹ کر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کرو۔ ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی مسلمانوں سے دست بدست لڑنے لگے۔ صاغان خذاہ اور اس کے ہمراہی اس معرکے میں کام آئے۔ ان کے مال و اسباب پر ترکوں نے قبضہ کر کے ابراہیم کے ہمراہیوں پر حملہ کیا۔ اس وقت مسلمانوں کا لشکر غیر مرتب ہو گیا تھا' سب کے سب یکجا ہو کر جمع ہو کر لڑ رہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ان کو اپنی ہلاکت کا احساس بھی ہو رہا تھا کہ دفعۃً دور سے ایک گرد نمایاں ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ترکوں کے ہاتھ لڑتے لڑتے شل ہو گئے تھے مگر آہستہ آہستہ کامیابی کے غرور میں بڑھتے چلے آتے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد غبار ہٹا تو اسد کی صورت دکھائی دی کہ وہ اپنا لشکر لئے ہوئے آ رہا ہے ترکوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ اسد نے نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے اس ٹیلے پر قبضہ کر لیا جس پر خاقان چڑھ گیا تھا۔ ابراہیم کے بقیہ ہمراہی اور صاغان خذاہ کی بیوی اسد کے پاس آئی اور خاقان مسلمان قیدیوں' اونٹ' بکریوں اور مال و اسباب کو لئے ہوئے پہاڑ کی طرف چلا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جنگ کا قصد کیا لیکن اسد کے روکنے سے رک گئے' جاتے جاتے خاقان کے لشکریوں میں سے ایک شخص جو حرث بن شریح کے ساتھیوں میں سے تھا اسد سے خطاب کر

کے بولا' ماوراء النہر کا ملک تمہارے جہاد کے لئے کافی تھا لیکن تم نے اس پر اکتفا نہ کی بلاد ختل پر چڑھ آئے جو ہمارے باپ دادا کا ملک تھا' آخر کار تم نے اپنی اس جرأت کا نتیجہ دیکھ لیا شاید آئندہ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا انتقام لے''۔

حرث اور خاقان کا اتحاد: ترکوں کے چلے جانے کے بعد اسد بلخ واپس آیا اور اس کے پر فضا میدان میں لشکر مرتب کرنے لگا۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا مجبور ہو کر شہر میں چلا گیا اور وہیں ایام سرما گزارے۔ حرث بن شریح اطراف طخارستان میں تھا خط و کتابت کر کے خاقان سے جاملا اور اس کو جنگ خراسان کی ترغیب دے کر بلخ پر فوج کشی کر دی۔ اسد نے نماز عید الاضحیٰ کے بعد ایک طویل خطبہ دیا جس میں یہ بھی بیان کیا کہ حرث بن شریح نے کفار سے سازش کر لی ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے ظلم و بغاوت کی تاریکی سے بجھادے اور اس کے دین متین کو اپنی نفسانی خواہشوں سے بدل دے تم لوگوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ سے بندے کا اس وقت زیادہ قرب ہوتا ہے جب کہ وہ سجدے میں رہتا ہے اسد اس فقرے کو مکمل کر کے سجدے میں چلا گیا اس کے ساتھ حاضرین بھی سجدے میں چلے گئے اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا کرنے لگے۔ دعا و سجدے سے فارغ ہو کر اسد نے بہ قصد مقابلہ خاقان خروج کیا۔

خاقان کی شکست: خاقان کی کمک پر اہالیان ماوراء النہر و طخارستان و جبونہ تھے۔ مجموعی تعداد اس کی فوج کی تیس ہزار تھی۔ اسد کو اس کی خبر لگی تو اس نے سرداران لشکر کو مشورے کی غرض سے طلب کیا۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ شہر بلخ میں قلعہ بند ہو کر لڑنا اور خالد و ہشام سے کمک طلب کرنا چاہئے لیکن اسد نے اس رائے سے مخالفت کی۔ نصر بن سیار اور قاسم بن نجیب وغیرہ نے بھی شہر سے نکل کر لڑنے کی رائے دی جس سے اسد کا عزم مصمم ہو گیا۔ بلخ پر کرمانی بن علی کو مامور کر کے یہ حکم دیا کہ کوئی شخص شہر بلخ سے باہر نہ نکلنے پائے اگر چہ ترک شہر بلخ کے دروازے پر آ جائیں اور خود جامع مسجد میں جا کر لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی اور بعد فراغت نماز دعا میں مصروف ہو گیا۔ حاضرین بھی اس کے ساتھ ساتھ دعا کر رہے تھے نماز و دعا سے فارغ ہو کر شہر کے باہر ایک کھلے میدان میں آ کر ٹھہر گیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو بسم اللہ کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ اتفاق سے خاقان کا ہراول سے سامنا ہو گیا ایک خفیف لڑائی کے بعد ان کے سردار کو گرفتار کر لیا اور راتوں رات جورجان سے دو کوس کے فاصلے پر پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ صبح ہوئی تو ترکوں اور مسلمانوں کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے پر نظر آئیں' اسد نے فوراً جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور لشکر کی صفوں کو مرتب کرنے لگا اس معرکے میں اسد کے ہمراہ والی جورجان بھی تھا۔ ترکوں کے میمنہ نے لشکر اسلام کے میسرہ پر ایسا حملہ کیا کہ اہل میسرہ مجبور ہو کر قلب لشکر تک پہنچ چلے آئے اس وقت لشکر اسلام کا میمنہ جس میں اسد اور والی جورجان تھا ترکوں پر ٹوٹ پڑا اور پے در پے ایسے زبردست حملے کئے کہ ترکوں کو سنبھلنے کی مہلت نہ ملی' خاقان اور حرث بن شریح مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کھڑے ہوئے اور تین کوس تک فتح مند گروہ قتل و غارت کرتا ہوا تعاقب میں چلا گیا۔ ڈیڑھ لاکھ بکریاں اور بہت سے جانور بار برداری کے پکڑ لائے۔

عثمان بن عبداللہ کا حملہ: خاقان نے شکست کے بعد معمولی راہ چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا اور حرث بن شریح حفاظت کی غرض سے اس کے ہمراہ تھا۔ والی جورجان ان راستوں سے واقف تھا۔ اسد سے اجازت حاصل کر کے عثمان بن

عبداللہ بن شخیر کو ہمراہ لیا اور قریب ترین راستہ کو طے کر کے خاقان کے سر پر پہنچ گیا۔ جس وقت کہ وہ لشکر اسلام کے حملے سے مطمئن ہو گیا۔ ترک والی جورجان کے اچانک حملے سے گھبرا کر پکتی ہوئی ہانڈیاں تک چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' ان کا لشکر گاہ' مال و اسباب' عرب کی عورتوں (جن کو اس نے قید کر رکھا تھا) ترک کی عورتوں کی لونڈیوں' سونے چاندی کے ظروف اور قیمتی قیمتی اسباب سے بھرا ہوا تھا۔ خوش قسمتی سے یہ سب مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خاقان مسلمانوں کی نظریں بچا کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ حرث بن شریح لوگوں سے خود بچتا اور اس کو بچاتا ہوا نکل گیا۔ خاقان کی بیگم نے سوار ہونے میں تاخیر کی تو خواجہ سرا نے جو اس کی خدمت پر مامور تھا اس کا کام تمام کر دیا۔

خاقان کا خاتمہ: اس تائید غیبی کے بعد اسد پانچ روز تک میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا۔ وہاں تین خراسان سے زر فدیہ لے کر ان کے قیدیوں کو رہا کرتا رہا۔ چھٹے روز اپنے خروج کے نویں دن بلخ کی طرف واپس ہوا جورجان میں پہنچ کر قیام کیا۔ خاقان بھاگا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ طخارستان میں پہنچ کر جبونہ خزیمی کے پاس وہ کچھ عرصہ آرام کر کے اپنے ملک کو روانہ ہوا۔ سنہ میں پہنچا تو کاوش افشین کا دادا آ کے ملا اگرچہ ان دونوں میں کسی قدر کشیدگی تھی لیکن رسم پیدا کرنے کے خیال سے جو کچھ اس سے ہو سکا پیش کیا۔ جس کو خاقان نے نہایت خوشی سے قبول کیا پھر اس سے رخصت ہو کر اپنے دارالحکومت میں داخل ہوا اور اسی وقت سے لشکر کی تیاری و ترتیب میں مصروف ہو گیا۔ جس وقت اس کو اپنی فوجی قوت پر کامل بھروسہ ہو گیا تو سمرقند پر چڑھائی کر دی حرث بن شریح نے اپنے ہمراہیوں میں سے پانچ ہزار منتخب آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کر کے کمک پر بھیجا۔ ہنوز سمرقند کے محاصرے کی نوبت نہ آئی تھی کہ ایک روز اتفاق سے خاقان اور کودصول نرد کھیلنے کو بیٹھ گئے۔ باتوں باتوں میں دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ کودصول نے خاقان کا ہاتھ اس زور سے دبایا کہ خاقان کا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ خاقان غصے میں بھرا ہوا اٹھ کر چلا آیا اور کودصول کے ہاتھ توڑ ڈالنے کی قسم کھائی کودصول کو اس کی اطلاع ہو گئی' رات کے وقت خاقان کے لشکر پر شب خون مار کر اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ ترک اس غیر متوقع مصیبت سے ایسا گھبرا کر بھاگے کہ خاقان کے گور و کفن کا بھی ان کو خیال نہ رہا۔ اس واقعہ کے دوسرے روز چند سرداران ترک نے آ کر خاقان کو دفن کیا۔

مقاتل بن حیان: اس واقعہ سے قبل اسد نے بلخ سے فتح کی خوش خبری خالد بن عبداللہ کے پاس بھیجی تھی اور اس نے اس کی اطلاع ہشام کو دی۔ ہشام کو باور نہ ہوا پھر اس کے بعد ہی قاسم بن نجیب کو خاقان کے مارے جانے کی خبر دے کر دارالخلافہ کو روانہ کیا۔ قیس کو اسد و خالد کی کامیابیوں پر رشک پیدا ہوا۔ ہشام سے جڑ دیا کہ مقاتل بن حیان کو طلب کر لیجئے اس سے اصل واقعہ کا انکشاف ہو جائے گا۔ چنانچہ ہشام بن عبدالملک نے خالد کو لکھا اور خالد نے اسد کو۔ پس جب مقاتل بن حیان دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت ہشام کے پاس اس کا وزیر ابرش بیٹھا ہوا تھا۔ مقاتل نے اول سے آخر تک کل واقعات عرض کیے ہشام نے خوش ہو کر مقاتل سے کہا ''مانگ کیا مانگتا ہے؟'' عرض کیا یزید بن مہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم ظلماً وصول کیے تھے آپ اس کی واپسی کا حکم صادر فرمائیے۔ ہشام نے اسد کے نام ایک فرمان ان درہم کے واپسی کا لکھ دیا مقاتل نے ان درہم کو ورثاء حیان میں تقسیم کر دیا۔

ختل پر فوج کشی: خاقان کے مارے جانے کے بعد اسد نے ختل پر فوج کشی کی اور مصعب بن عمر خزاعی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ قلعہ بدر طرخان پر پہنچا۔ بدر طرخان نے اسد کی خارا شگاف تلوار سے ڈر کر امان طلب کی۔ مصعب نے امان دے کر اسد کے پاس بھیج دیا۔ بدر طرخان نے ایک ہزار درہم پیش کئے اور اس ذریعہ سے دھوکا دینے کی کوشش کی۔ اسد نے لینے سے انکار کیا اور مصعب کے پاس واپس کر دیا کہ اس کو اس کے قلعہ میں پھر لوٹا دو۔ اتفاق سے مصعب کی خدمت میں اس وقت مسلمہ بن ابی عبداللہ (موالی سے تھا) حاضر تھا عرض کیا ''امیر المؤمنین اس کے رہا کر دینے پر نادم ہوں گے''۔ مصعب نے کچھ جواب نہ دیا مگر مسلمہ نے اس کو اپنے پاس قید رکھا۔ اس کے بعد اسد اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے آ پہنچا اور جشر بن مزاحم سے حالات دریافت کرنے لگا۔ جشر نے کہا ''بدر طرخان کل ہمارے قبضہ میں تھا آپ نے اس پر نہ کچھ سختی کی اور نہ اس سے کچھ قول وقرار لیا مزید برآں رہا کر کے اس کے قلعہ میں اس کو پہنچا دیا''۔ اسد یہ سن کر اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور مصعب سے بدر طرخان کا حال دریافت کرایا۔ معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبداللہ کے پاس ہے اسد نے اس کی حاضری کا حکم دیا جب روبرو لایا گیا تو اسد کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ کاٹے گئے اس کے بعد ازد کے ایک شخص کو جس کے باپ کو اس نے شہید کیا تھا گردن مارنے کا حکم دے دیا۔ پس اس ازدی مرد نے بدر طرخان کو بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔

بدر طرخان کے قتل کے بعد اسد نے اس کے قلعہ پر آسانی سے قبضہ حاصل کر کے اسلامی لشکر کو ملک ختل میں پھیلا دیا۔ لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت اور لونڈی وغلام سے بھر گئے۔ لیکن بدر طرخان کے لڑکے ایک چھوٹے سے قلعہ میں ''جو شہر کے بالائی حصے میں تھے'' باقی رہ گئے وہاں تک عساکر اسلامیہ کی فتوحات کی موجیں نہ پہنچیں۔ انہیں واقعات پر اس سنہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ۱۲۰ھ کے شروع ہوتے ہی ماہ ربیع الاول ۱۲۰ھ مقام بلخ میں اسد بن عبداللہ قسری کا پیغام موت آ گیا۔ وفات کے وقت اس نے جعفر بن حنظلہ نہروانی کو اپنا جانشین کیا تھا جس نے چار مہینے امارت کی۔ اس کے بعد ماہ رجب میں نصر بن سیار کی گورنری کا دور آ گیا۔

خالد کی معزولی: ۱۲۰ھ میں ہشام بن عبدالملک نے ابوالمثنیٰ وحسان نبطی کے کہنے سننے سے خالد کو کل صوبجات کی حکومت سے معزول کر دیا۔ یہ دونوں ہشام بن عبدالملک کی املاک کی تولیت سے معزول کر کے اشدق کو مامور کیا۔ حسان وابوالمثنیٰ عراق سے دمشق میں چلے آئے اور یہ حکمت عملی ہشام بن عبدالملک کے کان تک یہ خبر پہنچا دی کہ خالد کی ایک لاکھ تیس ہزار سالانہ آمدنی ہے۔ ہشام کے دل میں یہ خیال جاگزین ہو گیا۔ بلال بن ابی بردہ اور عریان بن ہیثم کو چونکہ ان واقعات کی اطلاع ہو گئی تھی انہوں نے خالد سے کہا کہ تم اپنی کل جائیداد ہشام کے نذر کر دو کہ جس کو وہ پسند کرے لے لے ہم اس کو رضامند کر دینے کے ذمہ دار ہیں لیکن خالد نے اس کو منظور نہ کیا اس کے بعد عمرو بن العاص کی اولاد میں سے کسی شخص نے خالد کی شکایت کی کہ اس نے اپنی مجلس میں مجھ سے سخت کلامی کی ہے۔ ہشام نے ایک فرمان خالد کے پاس روانہ کیا جس میں اس کو سخت ودرشت کلمات سے خطاب کیا تھا اور پیادہ پا دارالخلافہ میں اس شخص (یعنی عمر بن العاص کی اولاد) کو راضی

کرنے اور اس سے معافی چاہنے کو بلایا تھا۔

خالد کی گرفتاری: ہنوز خالد دارالخلافت دمشق میں حاضر نہ ہوا تھا کہ اس کی بابت اکثر لوگوں نے شکایتیں کیں اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ خالد گورنری عراق کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے۔ ہشام نے ایک دوسرا عتاب آموز فرمان لکھا جس کا یہ مضمون تھا ''اے پسر مادر خالد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو کہا کرتا ہے کہ گورنری عراق میری باعث عزت نہیں اے غیر مختون زادے! عراق کی گورنری تجھے باعث فخر کیسے نہیں ہوسکتی تو بجیلہ کے قبیلہ سے ہے۔ جو نہایت ذلیل وقلیل ہے واللہ مجھے یہ گمان ہے پہلا جو شخص تیرے ہاتھ کو تیری گردن میں باندھے گا وہ قریش کے قبیلے کا ایک مرد ہوگا''۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد یوسف بن عمر ثقفی کو جو ان دنوں یمن میں تھا' سند گورنری مرحمت کر کے تیس ہمراہیوں کے ساتھ عراق روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یوسف بن عمر ثقفی فوراً کوفے کی طرف روانہ ہوا اور قریب کوفہ پہنچ کر قیام کیا۔ اتفاق سے اسی زمانے میں طارق (خالد کے نائب) نے کوفے میں اپنے لڑکے کا ختنہ کیا تھا اور اس تقریب کی خوشی میں علاوہ مال اور قیمتی کپڑوں کے بہ تعداد کثیر لونڈی وغلام تحفہ میں خالد کے پاس بھیجے تھے۔ اتفاق سے چند عراقی یوسف کی طرف سے ہو گزرے بروقت استفسار یوسف نے صاف جواب نہ دیا۔ عراقیوں کو ان پر خوارج ہونے کا شبہ ہوا۔ یوسف شب کے وقت سوار ہو کر ثقیف کے مکانات میں چلا آیا۔ ثقیف نے اس راز کو چھپایا صبح ہوتے ہی یوسف نے مسجد میں ان لوگوں کو جمع کیا جو وہاں پر مضر کے قبیلہ کے تھے۔ نماز سے فارغ ہوا تو آدمی بھیج کر خالد وطارق کو گرفتار کرا لیا۔

یوسف کی تقرری: بعض کا یہ بیان ہے کہ خالد ان دنوں واسط میں مقیم تھا کسی نے دمشق سے یہ خبر اپنے ایک دوست کو واسط میں لکھ بھیجی وہ سوار ہو کر خالد کے پاس گیا اور امیر المؤمنین ہشام کے پاس جانے اور معذرت کرنے کی رائے دی۔ خالد نے جواب دیا ''میں یہ کام بلا اجازت نہیں کر سکتا''۔ اس نے پھر عرض کیا ''آپ مجھے اجازت دیجئے میں امیر المؤمنین کے پاس جا کر آپ کی حاضری کی اجازت لے آؤں''۔ خالد بولا ''یہ بھی ناممکن ہے''۔ اس شخص نے کہا ''اچھا اس سال جس قدر آمدنی میں کمی ہوئی ہے اس کا معاوضہ دے دو میں تمہاری بحالی کی سند لا دوں گا اور اس کی تعداد ایک کروڑ ہے''۔ خالد نے جواب دیا ''میرے پاس دس لاکھ سے ایک حبہ زیادہ نہیں ہے''۔ اس شخص نے کہا ''اگر آپ اجازت دیں تو اس رقم کو میں اور فلاں فلاں اشخاص ادا کروں''۔ خالد نے اس کو بھی منظور نہ کیا تب طارق نے کہا ''بہتر ہے کہ ہم اپنے کو اور تم کو مال دے کر بچا لیں تاکہ یہ عہدہ ہمارا اور تمہارا برقرار رہے یہ اس سے بہتر ہے کہ کوئی غیر شخص آ کر ہمارے مال واسباب پر قبضہ کرے اور وہ اس وقت کوفے میں ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم لوگ مار ڈالے جائیں گے اور مال واسباب نصیب دشمناں ہو جائے گا''۔ خالد نے اس میں سے کسی بات کو منظور نہ کیا۔ طارق روتا ہوا رخصت ہو کر کوفے کو لوٹا اور خالد جمہ میں چلا آیا۔

اس اثناء میں ہشام کا فرمان گورنری عراق یوسف کے نام آ پہنچا۔ جس میں ابن نصرانیہ یعنی خالد اور اس کے عمال کو گرفتار کرنے اور ایذائیں دینے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ یوسف اسی دن ایک رہبر کو لے کر کوفے کو روانہ ہو گیا اور اپنے لڑکے صلت کو یمن پر مامور کر گیا۔ جمادی الثانی ۱۲۰ھ میں کوفے کے قریب پہنچ کر نجف میں قیام کیا اور اپنے خادم کیسان کو طارق

کے گرفتار کر لانے کو بھیجا۔ حیرہ میں طارق سے ملاقات ہوئی۔ کیسان نے گرفتار کر کے یوسف کے روبرو پیش کیا' یوسف نے کوڑوں سے پٹوایا۔ بعد ازاں کوفے میں داخل ہوا اور عطاء بن مقدم کو خالد کے لانے کے لئے جمہ کی طرف روانہ کیا۔ پس عطار دنے جمہ میں پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ ابان بن ولید اور اس کے دوستوں نے ستر ہزار دے کر خالد کو چھڑوایا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابان بن ولید سے ایک لاکھ لئے گئے تھے۔ خالد کی حکومت عراق میں پندرہ برس رہی جس وقت سے یوسف عراق کا گورنر ہوا۔ اسی زمانے سے عراق میں عرب میں ذلیل ہوئے اور ذمی کل امور کے متولی ومتصرف ہو گئے۔

نصر بن سیار بحیثیت گورنر خراسان: اسد بن عبداللہ کے مرنے پر ہشام بن عبدالملک نے نصر بن سیار کو رجب ۱۲۰ھ میں خراسان کا (گورنر مقرر کیا اور سند گورنری عبدالکریم بن سلیط حنفی کی معرفت روانہ کی اس سے پیشتر جعفر بن حنظلہ نے جس کو وفات کے وقت اسد نے اپنا نائب بنایا تھا) نصر کو حکومت بخارا پر مامور کرنے کا قصد کیا تھا لیکن بختری بن مجاہد (بنوشیبان کا آزاد غلام) اس رائے کا مخالف ہوا اور نصر کو اس خدمت کے قبول کرنے سے روکا اور کہا تم تو خراسان میں مضر کے شیخ ہو تم ہی کو اس ملک کی گورنری کا عہدہ دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس جب نصر کو خراسان کی گورنری دی گئی تو اس نے بلخ پر مسلم بن عبدالرحمٰن کو مرورود پر شاج بن بکیر بن وشاج کو ہرات پر حرث بن عبداللہ بن حشرج کو نیشاپور پر زیاد بن عبدالرحمٰن قسری کو خوارزم پر ابوحفصہ کو اور صغد پر قطن بن قتیبہ کو مامور کیا۔ چار برس تک خراسان میں عہدہ ہائے جلیلہ پر سوائے مضری کے اور کوئی شخص کسی قبیلہ کا مامور نہ کیا گیا۔

نصر کی فتوحات: اس کے زمانہ گورنری میں خراسان کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ ہزارہا بے مثل عمارتیں تعمیر ہو گئیں' اعلیٰ ادنیٰ اس سے خوش رہے۔ اس کے باوجود سرکاری جمع میں کمی نہ ہوئی بلکہ بہ نسبت سابق ترقی پر رہی۔ متعدد جہاد بھی کئے۔ سب سے پہلے بلخ سے براہ باب حدید ماوراء النہر پر حملہ کیا اور پھر وہاں سے واپس ہو کر مرو میں آیا۔ ذمیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور جن کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی ان کا جزیہ معاف کر کے ان پر عشر قائم کیا اور جن مشرکین پر جزیہ کم تھا ان کا جزیہ بڑھا دیا اس تدبیر سے آمدنی بڑھ گئی۔ دوبارہ سمرقند پر اور سہ بارہ مرو سے شاش پر جہاد کیا اس مرتبہ بادشاہ بخارا' اہالیان سمرقند' کش اور نسف بیس ہزار کی جمعیت سے نصر کے ہمراہ تھے' نہر شاس پر پہنچا تو نہر اور نصر کے مابین کورصول حائل ہو گیا۔ رات تاریک تھی نصر نے منادی کرادی کہ کوئی شخص لشکر گاہ سے باہر نہ نکلے۔ صبح ہوتے ہی عاصم بن عمیر نے لشکر سمرقند کے ساتھ خروج کیا سواران ترک مقابلہ پر آئے۔ جس میں کورصول بھی تھا عاصم اس کو نصر کے پاس گرفتار کر لایا۔ نصر نے اس کو قتل کر کے نہر کے کنارے پر صلیب دے دی ترکوں کو اس سے سخت صدمہ ہوا اس کے خیموں کو جلا دیا گھوڑوں کی دم اور ایال اور بالوں کو کاٹ ڈالا۔ نصر نے واپسی کے وقت کورصول کی ہڈیاں جلا دینے کا حکم دیا تا کہ اس کی مراجعت کے بعد ترک اس کو اٹھا نہ لے جائیں۔ اس کے بعد فرغانہ کی طرف گیا ایک ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لایا۔ پھر یوسف بن عمران نے حرث بن شریح پر شاش میں حملہ کرنے کو لکھا اور یہ ہدایت کی کہ اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو ان کے شہروں کو تباہ کر دینا اور سرداران کو قید کر

لینا۔ چنانچہ نصر اس ہدایت کے مطابق روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر یحییٰ بن حصین تھا۔ حرث بن شریح نے بہت بڑی دلیری سے مقابلہ کیا۔ بڑے بڑے نامور جنگ آزما ترک مارے گئے۔ بالآخر ترک میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ بادشاہ شاش تحائف و نذرانے لے کر حاضر خدمت ہوا اور صلح کی درخواست کی نصر نے اس شرط پر مصالحت کی کہ حرث بن شریح کو اپنے ملک سے نکال دے۔ پس بادشاہ شاش نے حرث کو فاریاب کی طرف نکال باہر کیا۔ نصر شاس پر نیزک بن صالح (عمرو بن العاص کے آزاد غلام) کو مامور کر کے سرزمین فرغانہ میں جا پہنچا۔ والی فرغانہ نے گھبرا کر اتمام صلح کی غرض سے اپنی ماں کو نصر کی خدمت میں بھیجا نصر نے اس کو عزت سے بٹھایا اور حسب قرارداد شرائط صلح نامہ لکھ دیا۔

خاقان کے مرنے کے بعد صغد نے بھی اپنے ملک کے واپس لینے کی خواہش کی لیکن جوں ہی نصر کو گورنری خراسان دی گئی اس نے ان کو دبا دیا اور اپنی خواہش کے مطابق شرائط منظور کرائیں۔ ان کی دیکھا دیکھی اہل خراسان نے بھی اپنی شرائط سے انحراف کیا۔ از انجملہ یہ تھا کہ جو شخص اسلام سے مرتد ہو جائے اس کو سزا دی جائے اور بلا دلیل و حجت کوئی شخص ان کا قیدی نہ کیا جائے۔ لوگوں نے نصر کو ان شرائط کے منظور کرنے پر برا بھلا کہنا شروع کیا۔ نصر نے جواب دیا "اگر تم لوگ مجھے ان کی شکایتوں کو جو ان کو مسلمانوں سے پیدا ہوئی ہیں اس طرح دیکھتے جس طرح میں نے دیکھی ہیں تو تم لوگ مجھے ملزم نہ ٹھہراتے" یہ کہہ کر اس کی اجازت ہشام بن عبدالملک سے منگوالی۔ یہ واقعہ ۱۲۳ھ کا ہے۔

زید بن علی کا ظہور: ۱۲۳ھ میں زید بن علی نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف خروج کیا۔ کتاب و سنت کی اتباع، کفار اور ظالموں پر جہاد، مظلوموں کی فریاد رسی، محروموں کے وظائف مقرر کرنے اور جس سے بہ زور و جبر کوئی چیز چھین لی گئی ہے اس کو واپس کرنے اور اہل بیت کی امداد کے مدعی ہوئے۔

زید بن علی اور عبداللہ بن حسن: لوگوں نے ان کے خروج کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زید بن علی، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب عہد گورنری خالد بن عبداللہ قسری میں عراق گئے تھے۔ خالد بن عبداللہ نے ان لوگوں کی بڑی عزت کی تھی اور معقول طور سے جانی اور مالی ان کی خدمت کی تھی۔ پس جب یوسف بن عمر ثقفی گورنر عراق ہوا تو اس نے ہشام بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ خالد قسری اہل بیت کا ہوا خواہ ہے اور اس نے زید بن علی سے ایک زمین مدینہ منورہ میں دس ہزار دینار قیمت ادا کر کے خریدی تھی اور پھر اس زمین کو واپس دے دیا۔ اس کے زمانہ گورنری میں یہ زید بن علی وغیرہ عراق گئے تھے تو اس نے ان کو اور ان کے ہمراہیوں کو بہت سا مال دے کر رخصت کیا تھا۔ ہشام نے عامل مدینہ کے ذریعہ سے اس کی تحقیقات کرائی اور خالد کے مقابلے میں تصدیق کرانے کی غرض سے ان لوگوں کو یوسف کے پاس عراق روانہ کیا۔ چنانچہ انتہائی مجبوری میں یہ لوگ عراق گئے اور خالد کے روبرو جو کچھ اس نے دیا تھا اس کا اظہار کیا۔ خالد نے اس کی تصدیق کی بعد ازاں یہ لوگ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے۔ قادسیہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ اہل کوفہ نے یہ خبر پا کر خط و کتابت کی۔ پس زید بن علی ان کی طرف چلے گئے۔ بعض اس کا سبب بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی بن حسین اور ان کے چچا زاد بھائی جعفر بن حسن بن حسن بن علی میں ایک مال موقوفہ علیؓ میں نزاع تھی۔ ہنوز وہ جھگڑا طے نہ ہوا تھا کہ جعفر بن حسن بن

حسنؓ کا انتقال ہو گیا۔ پس زید بن علی بن حسین اور جعفر کے بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن میں منازعت قائم ہو گئی۔ رفع نزاع کی غرض سے یہ دونوں بزرگ اکثر عامل مدینہ خالد بن عبدالملک بن حرث کے پاس جایا کرتے تھے۔

ہشام اور زید بن علیؓ: ایک روز اتفاق سے خالد کی مجلس میں دونوں بھائی گتھ گئے باتوں باتوں میں طعن وتشنیع کی نوبت آ گئی اور خالدان دونوں بزرگوں کو حکمتِ عملی سے مشتعل کرتا جاتا تھا۔ زید کو اس کا یہ فعل ناگوار گزرا سخت وناملائم کلمات کہہ کر اٹھ آئے دوسرے دن مدینہ سے دمشق کی جانب روانہ ہو گئے۔ ایک مدت تک ہشام نے حاضری کی اجازت نہ دی۔ حیلہ حوالہ کر کے ٹالتا رہا۔ بالآخر عرصہ دراز کے بعد اجازت دی' دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اثناءِ کلام میں ہشام نے کہا ''میں نے سنا ہے کہ تم میری مخالفت کرتے ہو اور خلافت کے متمنی ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں ہو''۔ پھر کچھ سوچ کر کہا ''اور اگر تمہارا یہ خیال قائم ہو گیا تو بسم اللہ ہم پر خروج کرو''۔ آپ نے جواب دیا ''ہاں! میں ایسا خروج نہ کروں گا جو تم کو خبر نہ گزرے''۔ ہشام یہ سن کر خاموش ہو گیا اور آپ دمشق سے کوفے کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

زید بن علی کا کوفہ میں قیام: محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہا ''تم کوفہ جاؤ ان کے قول وقسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے انہوں نے ہمارے تمہارے جدامجد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے''۔ زید بن علیؓ نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ جب وہ کوفہ پہنچے تو پوشیدہ طور پر قیام کیا۔ ایک مکان سے دوسرے مکان ٹھہرتے پھرتے تھے اور شیعان علیؓ راتوں کو اور دن کو چھپ چھپ کر آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ رفتہ رفتہ رؤسا کوفے سے ایک گروہ نے بیعت کر لی' ازانجملہ مسلمہ بن کہیل' نصر بن خزیمہ عیسیٰ اور معاویہ بن اسحٰق بن حارثہ انصاری تھے۔ جب اہل کوفہ بیعت کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے تھے تو آپ اپنی بیعت کا مضمون سنا کر فرماتے تھے ((اتبایعون علیٰ ذلک)) ''کیا تم اس پر بیعت کرتے ہو' جب وہ کہتے ہیں ہاں! اس وقت آپ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھتے اور فرماتے ((عهد اللّٰه عليک و ميثاقه و ذمته و ذمة بيعتى و لتقاتلنى مع عدوى و لتنصحن لى فى السروا لعلانيه)) ''اللہ اور اس کے رسول میرے اور تمہارے اقرار کا ذمہ دار ہے کہ تم اپنی بیعت کو پورا کرو گے اور میرے ساتھ ہو کر میرے دشمنوں سے لڑو گے اور ظاہر وباطن میرے دوست بنے رہو گے''۔ جب وہ اس کا بھی اقراری جواب دیتا تو آپ اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھو کر ارشاد کرتے ((اللّٰهم اشهد)) زیادہ دن نہ گذرنے پائے تھے کہ پندرہ ہزار اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس ہزار آدمیوں نے بیعت کر لی۔ آپ نے ان لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور یہ راز دلوں سے زبانوں اور زبانوں سے کانوں تک پہنچ گیا۔

زید بن علی کا کوفہ سے اخراج: بعض کہتے ہیں کہ زید بن علیؓ نے کوفے میں کھلم کھلا قیام فرمایا تھا اور آپ کے ہمراہ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی تھے۔ جب کہ آپ خالد سے تصدیق کرنے کو آئے تھے۔ پس شیعان علیؓ آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کر لی' رفتہ رفتہ اس کی خبر یوسف بن عمر تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کو کوفہ سے شہر بدر کر دیا۔ شیعہ قادسیہ میں ملنے کو آئے۔ داؤد بن علی نے ان لوگوں کے ہمراہ کوفے کی طرف واپس جانے پر زید بن علیؓ کو بہت کچھ سمجھایا۔

حسین بن علیؓ کا ماجرا بتلایا شیعہ بولے" یہ خود امیر بننا چاہتے ہیں اس وجہ سے آپ کو کوفے میں جانے سے روکتے ہیں"۔ زید بن علیؓ اس فریب میں آ کر کوفہ واپس آ گئے اور داؤد بن علیؓ مدینہ منورہ کو واپس روانہ ہو گئے۔

زید بن علیؓ کی واپسی: زید بن علیؓ جوں ہی وارد کوفہ ہوئے۔ مسلمہ بن کہیل نے حاضر ہو کر روکا' آپ نے کچھ خیال نہ فرمایا تب مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا" اہل کوفہ آپ کو دھوکا دیں گے اور ایفاء وعدہ نہ کریں گے آپ کے دادا کے ہمراہ اس سے دو چند آدمی تھے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بھی اپنا عہد واقرار پورا نہ کیا۔ حالانکہ وہ آپ سے زیادہ ان کی آنکھوں میں عزیز تھے"۔ آپ نے جواب دیا" اہل کوفہ میری بیعت کر چکے اب ایفائے عہد مجھ پر اور ان پر فرض ہو گیا"۔ مسلمہ بن کہیل نے عرض کیا" اچھا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شہر سے کسی دوسری جگہ چلا جاؤں مبادا کوئی حادثہ پیش آ جائے۔ میں اپنی جان کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا"۔ آپ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ مسلمہ یمامہ کی طرف چلا گیا اس کے بعد عبداللہ بن حسن بن حسن نے زید بن علیؓ کو ایک خط نصیحتاً لکھا اور اس ارادے سے روکا لیکن زید بن علیؓ نے کوئی توجہ نہ کی۔ ایک عورت سے کوفے میں نکاح کر لیا۔ عورت و مرد بہ کثرت آتے اور بیعت کرتے تھے تھوڑے ہی دنوں میں ایک معقول جماعت ہو گئی آپ نے تیاری کا حکم دیا۔

اہل کوفہ کی بدعہدی: یوسف کو یہ خبر لگی تو اس نے آپ کو تلاش کرایا لیکن آپ نہ ملے آپ نے یوسف کے خوف سے خروج میں تعجیل کی۔ یوسف ان دنوں حیرہ میں تھا کوفے میں حکم بن الصلت امارت کر رہا تھا اور پولیس کا افسر عمر بن عبدالرحمٰن بن قاہرہ تھا۔ اس کے ساتھ عبیداللہ بن عباس کندی مع چند سرداران اہل شام کے کوفے میں موجود تھا۔ شیعان علیؓ نے یہ سن کر کہ یوسف آپ کو تلاش کر رہا ہے۔ حاضر ہو کر عرض کیا" آپ شیخین کی بابت کیا فرماتے ہیں"۔ جواب دیا" اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ان دونوں کی مغفرت کرے میں نے اپنے بزرگوں سے ان کی تعریف کے سوا کچھ نہیں سنا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ہم اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان لوگوں کی نسبت امارت وخلافت کے زیادہ مستحق تھے لیکن انہوں نے ہم سے چھین لیا اور یہ امر کفر کی حد نہیں پہنچ سکتا۔ بلاشبہ ان لوگوں نے اپنے عہد خلافت میں انصاف سے کام لیا اور کتاب وسنت پر عمل کیا۔ شیعان علیؓ بولے" یہ سب ایسی بات تھی تو ان لوگوں نے آپ پر کچھ ظلم نہیں کیا۔ پھر آپ ہم کو کیوں ان سے لڑنے کی ترغیب دیتے ہیں"۔ آپ نے فرمایا" یہ لوگ ان کی طرح نہیں ہیں وہ لوگ اور تھے اور یہ اور ہیں ان لوگوں نے کل مسلمانوں پر ستم کیا ہے۔ پس ہم تم لوگوں کو کتاب وسنت کی دعوت دیتے ہیں اور احیاء سنت اور اطفائے آتش بدعت کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم منظور کر لو گے تو تمہاری سعادت مندی ہے اور اگر انکار کرو گے تو میں تمہارے فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں"۔ شیعان علیؓ یہ سن کر علیحدہ ہو گئے۔ بیعت توڑ دی اور یہ کہنے لگے کہ گویے سبقت امام برحق (یعنی محمد باقر) لے گئے اور اب ان کے بعد جعفر ان کے لڑکے ہمارے امام ہیں اس کے بعد شیعوں نے زید بن علیؓ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ آپ نے فرمایا" رفضونی" تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ چنانچہ اسی وقت سے شیعہ رافضیہ کے نام سے موسوم ہوئے۔

زید بن علی کا خروج: ان واقعات کے بعد حکم بن الصلت نے یوسف کے حکم سے اہل کوفہ کو جامع مسجد میں جمع کیا۔ زید بن علیؓ کو معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ کے مکان میں تلاش کرایا۔ آپ رات ہی کے وقت نکل کھڑے ہوئے چند شیعوں نے آپ کے پاس جمع ہو کر آگ روشن کی اور یا منصور کی ندا دی حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔ اتفاقیہ جعفر بن ابی عباس کندی کو زید بن علیؓ کے دو ہمراہی مل گئے جو اپنے شعار کی ندا کر رہے تھے۔ جعفر نے ان میں سے ایک کو مار کر دوسرے کو گرفتار کر لیا اور حکم بن الصلت کے روبرو پیش کیا۔ حکم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور مسجد کے دروازے بند کرا کے یوسف کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ یوسف یہ خبر پاتے ہی کوفے کے قریب آ پہنچا اور ریاف بن مسلمہ اراشی کو بسر افسری دو ہزار سواروں اور تین سو پیادوں کے کوفے کی طرف بڑھنے کو کہا۔ شیعہ یہ سن کر دائیں بائیں آنکھیں چرا گئے۔ زید بن علیؓ نے دریافت کیا ''یہ سب لوگ کہاں گئے؟'' جواب دیا ''جامع مسجد میں محصور ہیں''۔ حاضرین شمار کیے گئے تو دو سو بیس نکلے۔ افسر پولیس اپنے سواروں کو مرتب کر کے بہ قصد جنگ زید بن علیؓ کی طرف آ رہا تھا۔ اثناء راہ میں نصر بن خزیمہ عبسی سے ملاقات ہوگئی۔ اتفاق سے یہ بھی زید بن علیؓ سے ملنے کو آ تا تھا۔ نصر نے افسر پولیس پر حملہ کیا اور زید بن علیؓ نے اہل شام پر اہل شام کو شکست ہوئی۔ زید بن علیؓ لڑتے بھڑتے انس بن عمر ازدی کے مکان تک پہنچے یہاں پر چونکہ اس نے بھی بیعت کی تھی۔ آپ نے آواز دی' باہر آ تا تو در کنار جواب تک نہ ملا۔ رفتہ رفتہ کناسہ پہنچے اہل شام کا جمگھٹ تھا۔ آپ نے ان پر بھی حملہ کیا۔ اہل شام شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔ آپ آگے بڑھے تو ریاف بن مسلمہ نے پھر لوگوں کو جمع کر کے تعاقب کیا۔ کوفے کی گلیوں میں ہلڑ سا مچا ہوا تھا۔ آگے آگے زید بن علیؓ تھے اور پیچھے پیچھے ریاف بن مسلمہ' زید بن علیؓ اہل کوفہ کے ایفاء بیعت سے ناامید ہو کر نصر بن خزیمہ سے بولے ''افسوس ہے کہ تم لوگوں نے میرے ساتھ بھی میرے دادا حسینؓ کا جیسا برتاؤ کیا''۔ نصر نے عرض کیا ''لیکن میں! واللہ میں تمہارے ساتھ جان دوں گا۔ بقیہ ہمراہی آپ کے مسجد میں ہیں' میرے ساتھ مسجد کی طرف چلئے شاید کچھ کام نکل آئے''۔

زید بن علیؓ کی شہادت: زید بن علیؓ اور نصر بن خزیمہ لوگوں کو پکارتے ہوئے مسجد کی طرف گئے۔ ایک متنفس باہر نہ آیا۔ مزید برآں مسجد پر سے پتھر برسائے مجبور ہو کر زید مع نصر کے واپس ہوئے۔ شام ہوگئی تھی دار الرزق میں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یوسف بن عمر نے عباس بن سعد مزنی کو بسر گروہی لشکر شام زید بن علیؓ کے مقابلے پر بھیجا۔ آپ کمال مردانگی سے میدان جنگ میں آئے۔ نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق بن زید بن ثابت دونوں بازوؤں پر تھے اور آپ قلب پر تھے۔ ایک سخت خون ریز لڑائی کے بعد نصر مارے گئے۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے مجموعی قوت سے عباس کے لشکر پر حملہ کیا۔ عباس کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ستر آدمی کام آئے۔ مغرب کا وقت قریب آ گیا تھا۔ لڑائی موقوف ہوگئی۔ عشاء کے وقت یوسف بن عمر نے پانے ہمراہیوں کو دوبارہ مرتب کر کے زیاد بن علیؓ پر شب خون مارنے کو بھیجا۔ لیکن زید بن علیؓ کے جان نثاروں نے نہایت دلاوری سے پسپا کر دیا۔ یوسف بن عمر نے یہ رنگ دیکھ کر قدر اندازوں کو تیر باری کا حکم دیا۔ جنگ کا انداز بدل گیا۔ لڑائی نہایت سختی سے جاری ہوگئی۔ معاویہ بن اسحٰق مارے گئے۔ بعد ازاں ایک تیر آپکے بائیں ابرو پر آ لگا جو

سید ھاد مانع تک پہنچ گیا۔ لڑائی خود بخود رات ہونے کی وجہ سے موقوف ہوگئی تھی۔ اہل شام بھی واپس جارہے تھے اور آپ بھی واپس آئے۔ جوں ہی تیر کا پھل نکالا گیا۔ آپ نے جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ آپ کے ہمراہیوں نے آپکو ایک گڑھے میں دفن کر کے چھپانے کی غرض سے پانی ڈال دیا۔ صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا۔ حکم بن صلت اپنے زخمیوں کو گلیوں میں اور مکانات میں تلاش کر رہا تھا۔ کسی غلام نے زید بن علیؓ کی قبر کا پتہ بتلا دیا۔ حکم نے قبر کھدوا کر لاش نکالی اور سر کاٹ کر یوسف کے پاس حیرہ میں اور یوسف نے ہشام کی خدمت میں دمشق بھیج دیا۔ ہشام نے دروازۂ دمشق پر نصب کرا دیا۔ یوسف نے حکم کو لکھ بھیجا کہ زید نصر بن خزیمہ اور معاویہ بن اسحٰق کی لاشوں کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دو اور چند آدمیوں کو اسکی حفاظت پر مامور کر دو۔ پس جب ولید بن یزید بن عبدالملک نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی تو اسنے لاشوں کے جلا دینے کا حکم دے دیا۔

زید بن علیؓ کی شہادت کے بعد آپ کے لڑکے یحییٰ بن زید کربلا کی طرف چلے گئے نینوا جا کر عبدالملک بن بشیر بن مروان کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ یہاں تک کہ شور و غوغا کم ہو گیا۔ اس وقت یحییٰ بن یزید مع چند زیدیوں کے خراسان کی طرف چلے گئے۔

دعوت خلافت عباسیہ: جو لوگ خراسان میں مسلمانوں کو خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دے رہے تھے وہ اپنے کاموں کو اس زمانے سے پوشیدہ طور پر کر رہے تھے جس زمانے میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے دعاۃ (ایلچیوں) کو ۱۰۰ھ میں عہدہ خلافت عمر بن عبدالعزیز میں ممالک اسلامیہ کی جانب روانہ کیا تھا۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کسی ضرورت سے سلیمان بن عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے۔ بوقت واپسی حمیمہ (مضافات بلقاء) محمد بن علی کی طرف ہو کر گزرے اور اسی مقام پر جاں بحق ہوگئے۔ بوقت وفات محمد بن علی کو خلافت اسلامی حاصل کرنے کی وصیت کر گئے۔

ابو ہاشم عبداللہ بن محمد: چونکہ اس سے پیشتر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد نے اپنے ہوا خواہان عراق و خراسان کو سمجھا رکھا تھا کہ آئندہ ایک نہ ایک دن خلافت اسلامیہ پر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد کا قبضہ ہو جائے گا۔ اس وجہ سے ابو ہاشم کی وفات کے بعد ان کے ہوا خواہوں کی آمد و رفت محمد کے پاس شروع ہوئی اور در پردہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تب انہوں نے دعاۃ کو ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ کیا۔ از انجملہ میسرہ کو عراق کی جانب محمد بن جیش عکرمۃ السراج (یعنی ابو محمد صادق) اور حیان عطار (ابراہیم بن سلمہ کا ماموں) کو خراسان کی جانب روانہ کیا گیا۔ چنانچہ یہ لوگ خراسان پہنچ کر در پردہ لوگوں کو خلافت عباسیہ کی ترغیب دینے لگے اکثر آدمیوں نے قبول و منظور کر لیا۔ چند دنوں کے بعد محمد بن جیش وغیرہ ان لوگوں کے خطوط لے کر میسرہ کے پاس آئے جنہوں نے ان کی دعوت قبول کی تھی۔ میسرہ نے ان خطوط کو محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس کے بعد ابو محمد صادق نے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کے لئے بارہ نقیب منتخب کئے۔ جن کے یہ اسماء تھے سلیمان بن کثیر خزاعی لاہز بن قریظ تمیمی قحطبہ بن شبیب طائی موسیٰ بن کعب تمیمی خالد بن ابراہیم قاسم بن مجاشع تمیمی ابو النجم عمران بن اسمٰعیل (ابو معیط کے آزاد غلام) مالک بن ہیثم خزاعی طلحہ بن زریق خزاعی ابو حمزہ بن عمر بن اعین (خزاعہ کا آزاد غلام) ابو علی شبل بن طہمان ہروی (بنو حنیفہ کا آزاد غلام) عیسیٰ بن اعین اور ان کے بعد ستر آدمیوں کو

خلافت عباسیہ کی قائم کرنے کی ترغیب دینے کے لئے انتخاب کیا۔

محمد بن علیؓ: محمد بن علیؓ نے ایک ہدایت آمیز خط ان لوگوں کو لکھ کر مرحمت کیا تا کہ اسی کے مطابق ان لوگوں کو دعوت دیں اور عمل درآمد کریں۔ ایک مدت تک یہی معمول رہا۔ بعد ازاں ۱۰۲ھ زمانہ گورنری سعید خزینہ عہد خلافت یزید بن عبدالملک میں میسرہ نے اپنے ایلچیوں کو عراق سے خراسان کی طرف روانہ کیا۔ اتفاق سے راز افشا ہو گیا۔ سعید خزینہ نے میسرہ کے ایلچیوں کو گرفتار کر لیا۔ ایلچیوں نے اپنے کو سوداگر ظاہر کیا۔ ربیعہ و یمن کے چند لوگوں نے ان کی ضمانت کر لی اور وہ لوگ رہا کر دیئے گئے۔ ۱۰۴ھ میں محمد بن علی کا لڑکا عبداللہ سفاح پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں ابو محمد صادق دعاۃ خراسان کے ایک گروہ کو لئے ہوئے محمد بن علی سے ملنے کو آیا۔ محمد بن علی نے عبداللہ سفاح کو باہر نکال کر ابو محمد صادق وغیرہ کو دکھلا کر کہا ''اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دو۔ یہی تمہارا سردار ہوگا اسی کے ہاتھ سے یہ کام انجام پزیر ہوگا''۔ اس وقت عبداللہ سفاح کی عمر پندرہ یوم کی تھی۔

بکیر بن ہامان: پھر اس دعوت میں بکیر بن ہامان بھی سندھ سے آ کر شریک ہو گیا۔ یہ جنید کے ساتھ سندھ میں تھا۔ جب جنید معزول کیا گیا تو بکیر کوفے میں چلا آیا۔ ابو عکرمہ ابو محمد صادق محمد بن جیش اور عماری عبادی (ولید ارزق کے ماموں) سے ملاقات ہوگئی ان لوگوں نے بنو ہاشم کی خلافت کی دعوت کا تذکرہ کیا۔ بکیر نے بطیب خاطر منظور کر لیا (یہ واقعہ اواخر ۱۰۵ھ کا ہے) اس زمانہ ۱۰۷ھ کے بعد گورنری اسد قسری و عہد خلافت ہشام میں بکیر نے ابو عکرمہ محمد صادق محمد بن جیش عماری عبادی اور زیاد کو مع چند دیگر شیعوں کے خراسان کی طرف خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے کو روانہ کیا۔ کسی نے اسد قسری تک یہ خبر پہنچادی اسد نے جن جن کو ان میں سے پایا ان کے ہاتھ کٹوا کر صلیب دے دی عمار بھاگ کر بکیر کے پاس چلا آیا۔ بکیر نے یہ واقعہ محمد بن علی کو لکھ بھیجا۔ آپ نے جواباً تحریر کیا:

((الحمدللّٰہ الذي صدق دعوتکم و مقالتکم و قد بقیت منکم قتلی مستعد))

''سب تعریف اس ذات کو زیبا ہے کہ جس نے تیرے دعوے اور قول کو سچا کیا البتہ میرا قتل باقی رہا۔ قریب ہے کہ تو اس کے لئے بھی تیار ہو جائے''۔

ابو محمد زیاد کا قتل: بعض کا بیان ہے کہ پہلا شخص جو محمد بن علی کی جانب سے وارد خراسان ہوا۔ وہ ابو محمد زیاد (ہمدان کا آزاد غلام) تھا اس کو ۱۰۹ھ میں زمانہ گورنری اسد عہد خلافت ہشام میں محمد بن علی نے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کی تھی کہ یمن میں قیام کرنا مضر سے بہ نرمی و ملاطفت پیش آنا اور غالب نیشاپوری سے جو کہ ہوا خواہ بنو فاطمہؓ ہے احتراز کرنا۔ پس زیاد نے ایام سرما مرو میں گزارے۔ شیعان علیؓ اس کے پاس آتے جاتے رہے۔ اتفاق سے کسی نے اسد سے اس کی اطلاع کر دی اسد نے زیاد کو طلب کر کے حال دریافت کیا زیاد نے کہا ''میں تجارت پیشہ ہوں مجھے کسی کی خلافت کی دعوت دینے سے کوئی سروکار نہیں ہے''۔ اسد نے چھوڑ دیا۔ زیاد نے اپنے قیام گاہ پر پہنچ کر پھر اپنا کام شروع کر دیا۔ اسد یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً گرفتار کر کے مع اور دس آدمیوں کے جو کوفے کے رہنے والے تھے قتل کر ڈالا اس کے بعد خراسان میں کوفہ کا ایک شخص کثیر نامی آیا اور ابی شحم کے مکان پر مقیم ہوا دو تین برس تک دعوت دیتا رہا۔

عمار بن زید خراش: اسد بن عبداللہ نے ۱۱۷ھ اپنے دوبارہ گورنری کے زمانے میں سلیمان بن کثیر، مالک بن ہیثم، موسیٰ بن کعب اور لاہز بن قریظ کو گرفتار کرا کر تین تین سو کوڑے لگوا کر قید کر دیا لیکن حسن بن زید ازدی کی شہادت صفائی دینے سے رہا کر دیا۔ ۱۱۸ھ کے شروع ہوتے ہی بکیر نے عمار بن زید کو ہوا خواہان بنو عباس کا سردار بنا کر خراسان کی جانب روانہ کیا۔ مرو میں پہنچ کر اس نے اپنے کو خراش کے نام سے موسوم و مشہور کیا۔ جب لوگ اس کے مطیع ہو چکے تو حرمیہ کی تعلیم دینے لگے۔ عورتوں کو مباح کر دیا، صوم و صلوٰۃ اور حج کی تاویل کر کے کہنے لگا کہ صوم کے معنی یہ ہیں کہ ذکر امام کا روزہ رکھو اور اس کا نام کبھی بھول کر بھی زبان پر نہ لاؤ اور صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ اس کے لئے دعا کرو، حج یہ ہے کہ اس کی طرف قصد کرو۔ مالک بن ہیثم اور حریش بن سلیم نے اس کی باتوں پر عمل کیا، اسد کو اطلاع ہوئی تو خراش کو گرفتار کرا کے پھانسی دے دی۔ محمد بن علی تک یہ خبر پہنچی تو انہوں نے خراسان سے خط و کتابت بند کر دی اس وجہ سے کہ ان لوگوں نے خراش کی تقلید کر لی تھی۔

سلیمان بن کثیر: ۱۲۰ھ میں اہل خراسان کی طرف سلیمان بن کثیر حالات عرض کرنے اور عفو تقصیر کرانے کی غرض سے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک خط اہل خراسان کے نام لکھ کر اس کے حوالے کیا جس میں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ اور نہ تھا۔ اہل خراسان یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوئے اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خراش کے کرتوتوں کی بدولت امام وقت ہم سے ناراض ہو گئے ہیں۔ سلیمان کی واپسی کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ہامان کو ایک خط دے کر روانہ کیا۔ جس میں خراش کی مذمت اور برائیاں تھی۔ اہل خراسان نے باور نہ کیا بکیر مجبور ہو کر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ تب آپ نے چند عصا مرحمت فرما کر دوبارہ بھیجا۔ بعض پر لوہا اور بعض پر تانبا لگا ہوا تھا۔ بکیر نے سب کو جمع کر کے ہر ایک کو عصا دیا۔ ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اس سے یقین ہو گیا۔ اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور توبہ کی۔

ابراہیم بن محمد بن علی: ۱۲۴ھ کا جوں ہی دور شروع ہوا محمد بن علی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ مرتے وقت اپنے لڑکے ابراہیم کو اپنا جانشین بنا گئے اور دعاۃ کو ان کی تقلید کی وصیت کر گئے۔ اسی وجہ سے ہوا خواہان دولت عباسیہ ان کو امام کہا کرتے تھے۔ بکیر بن ہامان، محمد بن علیؒ کی خبر موت اور امام ابراہیم کی ہدایتیں وعالے کر خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ مرو میں پہنچ کر قیام کیا۔ شیعان علیؓ اور نقبا کو جمع کر کے امام ابراہیم کی ہدایتیں سنائیں سب نے بسر و چشم قبول و منظور کیا اور جو کچھ ان لوگوں کے پاس زر نقد جمع ہو گیا تھا سب کا سب بکیر کے حوالے کر دیا جس کو بکیر نے ابراہیم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

ابراہیم بن عثمان: ان واقعات کے بعد اسی ۱۲۴ھ میں ابو مسلم کو خراسان کی طرف بھیجا گیا۔ لوگوں نے اس کے متولی بنانے اور ابراہیم امام یا ان کے باپ محمد بن علی سے ملنے کے اسباب میں اختلاف کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بزرچ مہر کی اولاد سے تھا اصفہان میں پیدا ہوا تھا۔ عیسیٰ بن موسیٰ السراج اس کے باپ کی وصیت کے مطابق جس وقت یہ سات برس کا تھا کوفہ لے آیا۔ یہیں اس نے نشو و نما پائی رفتہ رفتہ ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوا دریافت فرمایا ''تمہارا نام کیا ہے؟'' عرض کیا ''ابراہیم بن عثمان بن بشار'' ابراہیم امام نے کہا ''نہیں تمہارا نام عبدالرحمٰن ہے''۔ کچھ عرصے بعد آپ نے اس کا

عقد ابونجم عمران بن اسمٰعیل کی لڑکی سے کر دیا (جو شیعان علیؓ سے تھا) خراسان میں رسم عروسی ادا کی گئی اور ابومسلم نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح محرز بن ابراہیم سے اور دوسری لڑکی اسماء کا فہم بن محرز سے کر دیا۔ فاطمہ کی نسل تو چلی نہیں اور یہی خزیمہ کے لقب سے یاد کی جاتی ہے لیکن اسماء صاحب اولاد ہوئی۔

ابراہیم امام اور ابومسلم: بعض مؤرخ ابراہیم امام سے ابومسلم کے ملنے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں۔ ابومسلم موسیٰ سراج کے پاس رہتا تھا اور اس سے زین (چارجامہ) بنانا سیکھا تھا۔ اکثر اصفہان جبال جزیرہ اور موصل تجارت کی غرض سے زین لے کر جاتا تھا۔ اسی زمانے میں یوسف بن عمران عجلی نے عاصم بن یوسف عجلی (رفیق عیسیٰ بن سراج) اور اس کے دونوں بھتیجوں عیسیٰ وادریس پسران معقل کو دعاۃ بنوعباس کے الزام میں خالد قسری کے عمال کے ساتھ قید کر دیا اور ابومسلم خدا جانے کس طرح ان لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے قید خانے میں پہنچ گیا اور ان کی ترغیب سے بنوعباس کا ہواخواہ ہو گیا اور بعض کا یہ بیان ہے کہ اس ذریعہ سے ابومسلم ابراہیم امام کے پاس نہیں پہنچا' بلکہ یہ بنوعجلی کا اصفہان یا کسی پہاڑی میں مملوکات سے تھا اور ان کے وسیلہ سے ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اس کا نام ابراہیم تھا اور لقب حیکان ابراہیم امام نے اس کو عبدالرحمٰن کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابومسلم رکھی۔

ابومسلم کے متعلق مختلف آراء: اور بعض یہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن کثیر' مالک بن ہیثم' لاہز بن قریط اور قحطبہ قحط بن شبیب خراسان سے ابراہیم امام کے پاس مکہ جا رہے تھے۔ عاصم بن یونس اور عیسیٰ وادریس پسران معقل' عجلی کی طرف سے (جہاں یہ قید تھے) ہو کر گزرے ابومسلم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ عاصم وعیسیٰ سے اس کو مانگ لیا۔ مکہ پہنچے ابراہیم امام سے ملے۔ آپ کو بھی ابومسلم بہت پسند آیا۔ آپ نے بھی اس کو سلیمان سے اپنی خدمت کرنے کو لے لیا اس کے بعد نقبا ابراہیم امام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ اپنی جانب سے کسی شخص کو خراسان روانہ فرمائیے۔ آپ نے ابومسلم کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ پس جب ابومسلم کو خراسان میں رہتے ہوئے ایک زمانہ گزر گیا اور اس کے قیام کو ایک گونہ استحکام ہو گیا تو یہ دعویٰ کر بیٹھا کہ میں سلیط بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے ہوں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس کی ایک لونڈی کے بطن سے ایک لڑکا ناجائز حمل سے پیدا ہوا۔ آپ نے لونڈی پر حد شرعی جاری کی اور اس کے لڑکے کو سلیط کے نام سے موسوم کر کے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ سن رشد پر پہنچنے کے بعد اس سے اور ولید بن عبدالملک سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے۔ مناسب موقع پا کر اس نے دعویٰ کر دیا کہ میں عبداللہ بن عباس کا لڑکا ہوں اور اس کی تائید میں شہادتیں پیش کیں قاضی دمشق نے بھی دعویٰ کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد سلیط نے علی بن عبداللہ بن عباس سے عبداللہ کی خدمت میں عمرالدن رہتے تھے جو ابورافع خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے سلیط کی زیادتیوں سے تنگ آ کر اس کے قتل کا قصد کیا لیکن علی بن عبداللہ نے منع کر دیا۔ ایک روز اتفاق سے سلیط' علی بن عبداللہ اور عمرالدن ایک باغ میں گئے علی بن عبداللہ تو سو گئے' سلیط اور عمرالدن میں باتوں باتوں میں جھگڑا ہو

گیا۔ عمرالدن نے سلیط کو مار کر ایک گڑھے میں دفن کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ولید تک پہنچی۔ ولید نے علی بن عبداللہ کو طلب کر کے سلیط کا حال دریافت کیا۔ آپ نے لاعلمی ظاہر کی اس پر ولید نے باغ کی زمین کو کھدوایا ایک گڑھے سے سلیط کی لاش برآمد ہوئی۔ ولید جھلا کر علی بن عبداللہ کو درے لگوانے لگا کہ عمرالدن کا پتہ بتلاؤ۔ عباد بن زیاد نے سفارش کر کے جان بچائی اور دمشق سے حمیمہ کی طرف بھیج دیا۔ جب سلیمان بن عبدالملک مسند خلافت پر متمکن ہوا تو پھر حمیمہ سے دمشق میں بلوالیا۔

بعض کا یہ بیان ہے کہ ابومسلم عجلیوں کا غلام تھا اور بکیر بن ہامان جو سندھ کے کسی گورنر کا کاتب (سیکرٹری) تھا کسی ضرورت سے وارد کوفہ ہوا اور کسی جرم میں دعاۃ بنو عباس کے ساتھ یہ بھی قید کر دیا گیا۔ اسی قید خانے میں چند عجلی اور ابومسلم عیسیٰ بن معقل اور یونس ابوعاصم بھی قید تھا۔ بکیر نے ان لوگوں پر اپنے خیالات ظاہر کیے ان لوگوں نے اس رائے کی تائید کی اور بہ خوشی خاطر اس کو منظور کر لیا۔ بکیر کی نظر ابومسلم پر پڑی تو اس نے اس کو ایک کارآمد پرزہ خیال کر کے عیسیٰ بن معقل سے چار سو درہم کے عوض خرید لیا اور قید خانے سے نکال کر ابراہیم امام کی خدمت میں بھیج دیا۔ ابراہیم امام نے اپنے مرید خاص موسیٰ سراج کے پاس بھیج دیا۔ جس سے اس نے حدیث کی سماعت کی اور قرآن شریف حفظ کیا۔ ابراہیم امام کے خطوط لے کر خراسان آتا جاتا تھا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ابومسلم کسی ہرات کے رہنے والے کا غلام تھا۔ جس سے ابراہیم امام نے خود خرید کیا۔ دو برس تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اکثر خطوط لے کر خراسان جایا کرتا تھا۔ بعد ازاں ابراہیم امام نے اپنے مریدوں کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں کو اس کی اطاعت کی ہدایت کی۔ ابوسلمہ حلال کو جو کوفے میں خلافت عباسیہ قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا لکھ بھیجا کہ میں نے ابومسلم کو شیعان خراسان کا امیر مقرر کیا ہے۔ تم اس کو نہایت احترام وعزت سے خراسان روانہ کر دو۔ چنانچہ ابومسلم سلیمان بن کثیر کے مکان پر جا کر مقیم ہوا۔ اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اس کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اس کے بعد ۱۲۷ھ میں سلیمان بن کثیر' لاہز بن قریط اور قحطبہ مکہ معظمہ میں ابراہیم امام سے ملنے کو آئے۔ تیس ہزار دینار' دو لاکھ درہم اور کئی نافے مشک مع قیمتی قیمتی اسباب کے نذر کیے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ ابومسلم بھی آیا ہوا تھا۔ سلیمان بن کثیر وغیرہ نے ابومسلم کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا یہ آپ کا خادم ہے۔ اسی سنہ میں بکیر بن ہامان نے لکھ بھیجا کہ میں بستر موت پر پڑا ہوں اور میں نے اپنے بعد ابوسلمہ حفص بن سلیمان خلال کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ وہ بھی اس امر پر راضی ہے۔ ابراہیم امام نے ابومسلم حفص بن سلیمان کو دعوت خلافت عباسیہ جاری رکھنے اور اپنے ہواخواہوں کو اس کی اطاعت کرنے کو لکھ بھیجا۔ اہل خراسان نے بسر وچشم اس حکم کی تعمیل کی اور جو کچھ ان کے پاس خمس وزکوٰۃ وصدقہ کی رقوم جمع تھیں' ابراہیم امام کے پاس بھیج دیا۔ پھر ۱۲۸ھ میں آپ نے اپنے خادم ابومسلم کو خراسان کی جانب روانہ کیا اور اپنے ہواخواہوں کو اس مضمون کا خط لکھا ''میں نے ابومسلم کو ایک خاص کام پر مامور کیا ہے۔ اس کو بہ گوش ہوش سنو اور اس کی اطاعت کرو' میں نے اس کو خراسان پر اور جس پر یہ متصرف ہو اس پر امیر مقرر کیا ہے''۔ لیکن ہواخواہان خلافت عباسیہ نے ابومسلم سے مشتبہ ہو کر (مشکوک ہو کر) اس کے کسی حکم کی تعمیل نہ کی۔ اگلے سال بطور وفد ابراہیم امام کے پاس مکہ معظمہ میں آئے۔ ابومسلم بھی ساتھ ساتھ آیا تھا۔ ابومسلم

نے ان لوگوں کی اطاعت قبول نہ کرنے کی شکایت کی ابراہیم امام نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں نے تم لوگوں سے ایک کام کے انجام دینے کو کہا' تم لوگوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا (یہ سلیمان بن کثیر و ابراہیم بن مسلمہ کی طرف اشارہ تھا) اور میری رائے ابو مسلم کی رائے سے متفق ہے وہ ہم میں سے اور ہمارے خاندان سے ہے۔ اس کے کہنے پر عمل کرو اور اس کی اطاعت میں سر جھکا دو''۔ پھر ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولے ''دیکھو یمن میں جا کر قیام کرنا اور اہل یمن سے بہ عزت و احترام پیش آنا۔ کیونکہ انہیں لوگوں سے کام انجام پائے گا اور انہیں لوگوں سے بیعت لو۔ باقی رہے مضر یہ دشمن جانی اور مار آستین ہیں جس سے کچھ مشکوک و مشتبہ ہونا فوراً اس کو قتل کر ڈالنا اور اگر ممکن ہو تو خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والے کو باقی نہ رکھنا اور جب کوئی امر اہم پیش آ جائے تو سلیمان بن کثیر سے ضرور مشورہ کرنا اور اگر تم دونوں میں اختلاف ہو تو میرے حکم کی تعمیل پر اکتفا کرنا''۔ اس تقریر کے ختم ہونے پر ابو مسلم اور حاضرین جلسہ ابراہیم امام سے رخصت ہو کر خراسان کو روانہ ہو گئے۔

ہشام بن عبدالملک کی وفات: ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں جس وقت کہ ہشام بن عبدالملک مقام رصافہ میں مقیم تھا۔ پیام اجل آ پہنچا۔ بیس برس حکومت کی اس کے بعد ولی (اس کے بھائی یزید بن عبدالملک کا بیٹا) بہ ولی عہدی یزید بن عبدالملک تخت نشین ہوا۔

باب : ۱۰

ولید بن یزید

ہشام بن ولید بن یزید: ہشام بن عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک حسب ولی عہدی یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ ابتداء سن شعور سے اوباش مزاج' کھلاڑی' شرابی اور عیش پرست تھا۔ انہیں وجوہات سے ہشام بن عبدالملک نے اس کو ولی عہدی سے معزول کر دینے کا قصد کیا تھا لیکن اس پر قادر نہیں ہو سکا۔ تاہم جس کو اس کی صحبت میں آتا جاتا دیکھ کر سن لیتا تھا درے لگواتا تھا۔ چنانچہ یزید ایک مرتبہ اپنے مصاحبین اور خدام کے ہمراہ دمشق باہر ¹ کہیں چلا گیا تھا اور اپنے میرمنشی عیاض ابن مسلم کو روزانہ حالات لکھنے کی غرض سے چھوڑ گیا تھا۔ ہشام نے اس کو درے لگوا کے قید کر دیا۔ اسی زمانے سے یزید برابر دمشق سے باہر پڑا رہا یہاں تک کہ ہشام کا زمانۂ موت قریب آ گیا اور اس کا آزاد غلام ابومحمد سفیانی قاصدوں کے لباس میں سالم بن عبدالرحمن صاحب دیوان کا خط لئے ہوئے ہشام کی علالت کی خبر دینے کو آیا۔ ولید نے اپنے میرمنشی عیاض کا حال دریافت کیا۔ جواب دیا'' قید میں ہے''۔ یزید نے اسی وقت خزانچی سے کہلایا کہ '' جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اس کو بہت حفاظت سے رکھو اگر ہشام بھی کوئی چیز طلب کرے تو نہ دو''۔ پھر جب ہشام مر گیا تو عیاض نے قید خانے سے نکل کر خزانہ کی جانچ پڑتال کی۔ دروازوں پر قفل لگایا اور ولید نے اسی وقت اپنے چچا عباس بن عبدالملک کو لکھ بھیجا کہ رصافہ میں جا کر ہشام اور اس کے لڑکوں' نوکروں اور خادموں کے مال واسباب کی ایک فہرست تیار کر کے اس کو اپنے قبضے میں کر لیا جائے۔ مگر مسلمہ بن ہشام سے معترض ہونے کو منع کر دیا کیونکہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنے کو کہا کرتا تھا۔ عباس نے اس کی تعمیل کی۔

بیعت خلافت: اس کے بعد ولید نے عمال کو ردوبدل کر کے نئے انتظامات کئے اور اپنے ممالک محروسہ میں بیعت لینے کو لکھ بھیجا۔ عمال نے اپنے اپنے صوبوں میں بیعت لے کر اطلاع بھیج دی۔ مروان بن محمد نے اپنی بیعت لکھ بھیجی اور حاضری کی اجازت طلب کی۔ بیعت خلافت لینے کے بعد ولید نے اسی سال ۱۲۵ھ میں اپنے لڑکوں حکم اور عثمان کی ولی عہدی کی بھی بیعت کر لی اور ان کو اپنا ولی عہد بنایا اور ایک گشتی فرمان کے ذریعہ عراق وخراسان میں اس کو مشتہر کرا دیا۔

¹ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ازرق سرزمین اردن میں جہاں کہ اس کا تالاب تھا چلا آیا۔ جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴

نصر بن سیار: ولید نے اپنی حکومت کے پہلے ہی سال ۱۲۵ھ میں تنہا نصر بن سیار کو خراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ بعد ازاں ولید کے پاس یوسف بن عمر آیا۔ منت وساجت کر کے نصر اور اس کے عمال کو معزول کرا دیا اور ولید سے خراسان کی گورنری اپنے نام لکھالی اور نصر کو لکھ بھیجا کہ اپنے اہل وعیال اور تحائف واموال لے کر چلے آؤ۔ ولید نے بھی اس کو اسی مضمون کا ایک فرمان لکھ بھیجا۔ نصر کو آنے میں تامل ہوا یوسف کے ایلچی نے تعمیل حکم پر مجبور کرنا چاہا تو نصر نے کچھ لالچ دے کر اسے راضی کر لیا۔ یوسف نے یکے بعد دیگرے ایلچی روانہ کئے۔ نصر نے مجبور ہو کر روانگی کے قصد سے خراسان پر عصمت بن عبداللہ اسدی کو شاس پر، موسیٰ بن ورقاء کو سمرقند پر، حسان کو جو کہ اہل صغانیاں سے تھا اور آمد پر مقاتل بن علی صغدی کو مقرر کیا اور یہ سمجھا دیا کہ جس وقت تم کو میرے متعلق کوئی بری خبر ملے تو فوراً ترکوں کو براہ ماوراء النہر خراسان میں بلا لینا تاکہ ولید مجھے پھر خراسان کی جانب واپس بھیج دے۔ ہنوز عراق کے راستہ ہی میں تھا کہ مقام بیہق میں بنولیث کا ایک آزاد غلام ملا اور اس نے ہشام کے مارے جانے، شام میں فتنہ وفساد برپا ہونے، منصور بن جمہور کے عراق جانے اور یوسف بن عمر کے بھاگنے کی خبر دی۔ نصر نے جب یہ احوال سنا تو واپس ہو گیا۔

یحییٰ بن زید: یحییٰ بن زید اپنے باپ زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بعد خراسان کی طرف چلے گئے اور بلخ میں پہنچ کر حریش بن عمرو کے مکان پر مقیم ہوئے تھے۔ جب ولید تخت نشین ہوا تو یوسف نے نصر کو لکھ بھیجا کہ حریش کے مکان سے یحییٰ بن زید کو گرفتار کر کے بھیج دو۔ نصر نے حریش سے یحییٰ کے متعلق دریافت کیا۔ حریش نے صاف جواب دے دیا۔ نصر نے جھلا کر چھ سو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ پھر بھی حریش نے یحییٰ کا پتہ نہ بتلایا۔ قریش بن حریش سے اپنے باپ کی سزا نہ دیکھی گئی حاضر ہو کر یحییٰ کا پتہ بتا دیا اور نصر نے یحییٰ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک اطلاعی عرض داشت ولید کے پاس بھیج دی۔ مگر ولید نے یحییٰ اور ان کے ہمراہیوں کے رہا کر دینے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ نصر نے یحییٰ کو قید خانے سے رہا کر کے ولید کے پاس چلے جانے کی ہدایت کی۔ یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے بلخ سے روانہ ہو کر سرخس میں پہنچے اور وہیں قیام کیا۔ نصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو عبداللہ بن قیس بن عباس کو شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن قیس نے یحییٰ کو بیہق کی طرف نکال دیا۔ غریب یحییٰ کے قدم بیہق میں بھی یوسف بن عمر کے خوف سے نہ جم سکے مجبور ہو کر نیشاپور کی میں چلے آئے۔

یحییٰ بن زید کی شہادت: ان دنوں عمرو بن زرارہ نیشاپور میں حکمران تھا۔ یحییٰ کے ساتھ ستر آدمی تھے چونکہ روزانہ سفر کی صعوبتوں سے سب کے سب تھک گئے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے چند سواریاں خرید لی تھیں۔ عمرو بن زرارہ نے یحییٰ کے آنے اور سواری کے لئے جانوروں کے خریدنے کا حال لکھ بھیجا۔ نصر ان لوگوں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر تو پڑا ہی تھا جنگ کرنے کا حکم بھی دے دیا۔ عمر بن زرارہ دس ہزار کی جمعیت سے یحییٰ کے مقابلے پر آیا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ اس معرکے میں عمرو بن زرارہ اور بہت سے اس کے ہمراہی مارے گئے۔ میدان جنگ یحییٰ کے ہاتھ رہا۔ خاتمہ جنگ کے بعد یحییٰ نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ ہرات پہنچے لیکن اہل ہرات سے معترض نہیں ہوئے۔ آگے بڑھے نصر نے یہ خبر پا کر مسلم بن احوز مازنی کو یحییٰ کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مقام جوزجان میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس خون ریز جنگ میں یحییٰ مارے گئے اور آپ کے کل ہمراہی بھی

میدان جنگ میں تلواروں کے سایوں کے نیچے موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے۔انا اللہ و انا الیہ راجعون۔

مسلم بن احور نے یحییٰ کا سر ولید کے پاس دمشق میں بھیج دیا اور نعش کو جورجان میں صلیب پر چڑھا دیا۔ ولید نے یوسف عمر کے نام ایک فرمان لکھ بھیجا کہ زید کو جس نے کہ یحییٰ کو دغا دی ہے جلا دو اور خاکستر دریائے فرات میں بہا دو۔ باقی رہی یحییٰ کی نعش وہ برابر پھانسی پر چڑھی رہے یہاں تک کہ ابومسلم خراسانی خراسان پر مستولی ہوا اور اس نے نعش کو پھانسی پر سے اتار کر دفن کر دیا۔ بعد ازاں اس دیوان کی جانچ پڑتال کی جو لوگ یحییٰ کے قتل میں شریک تھے اور اس وقت وہ زندہ بھی تھے ان کو قتل کر ڈالا اور جو لوگ مر چکے تھے ان کے اہل و عیال کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔

<u>خالد بن عبداللہ</u>: یوسف بن عمر نے گورنری عراق سے ممتاز ہوتے ہی خالد اور اکثر اہل عراق و خراسان کو جو خالد کے ہواخواہ تھے قید کر دیا۔ چنانچہ خالد اٹھارہ مہینے تک مع اپنے بھائی اسمٰعیل اور لڑکے یزید بن خالد اور بھتیجے منذر بن اسد حیرہ کے قید خانے میں قید رہا۔ زمانۂ قید میں یوسف نے ہشام بن عبدالملک سے خالد کو اذیت دینے کی اجازت طلب کی۔ ہشام نے اجازت تو دے دی لیکن شرط یہ لگا دی کہ اگر خالد اثناء ایذا دہی میں مرگیا تو تمہاری جان کی بھی خیر نہیں ہے۔ یوسف نے اس شرط سے گھبرا کر خالد کو معمولی ایذاء دے کر پھر قید خانے میں بھیج دیا۔ اس کے بعد <u>۱۲۱ھ</u> میں ہشام نے خالد کی رہائی کا حکم دے دیا۔ خالد قید خانے سے آزاد ہو کر رصافہ کے سامنے ایک گاؤں میں آ ٹھہرا یہاں تک کہ <u>۱۲۲ھ</u> میں امام زید نے خروج کیا اور شہید کر دیئے گئے۔ ان کی شہادت کے بعد اس کا کام بھی تمام ہو گیا۔ یوسف بن عمر نے ہشام سے یہ کہہ دیا کہ " خالد ہی کی سازش سے زید نے خروج کیا تھا اور اسی کی مدد سے خلافت پناہی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا گیا تھا ورنہ بنو ہاشم کب کے بھوکوں پیاسوں مر گئے ہوتے"۔ ہشام نے یوسف کی باتوں پر مطلق توجہ نہ کی قاصد کو جو پیام لے گیا تھا جھڑک کر نکال دیا اور جوش میں آ کر بول اٹھا (لسنا فتھم خالدا فی طاعۃ) "ہم خالد کی اطاعت میں متہم نہیں کریں گے"۔

<u>خالد کے خلاف سازش</u>: خالد کے کانوں تک یہ خبر پہنچی خوش خوش دمشق میں آیا اور اپنے اہل و عیال کو ٹھہرا کر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کو چلا گیا۔ ان دنوں کلثوم بن عیاض قشیری دمشق کا امیر تھا۔ اس کو خالد سے خصومت تھی۔ اتفاق سے ایک رات کے وقت دمشق کے ایک محلے میں آگ لگ گئی۔ کلثوم نے ہشام کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ غلامانِ خالد بیت المال کو لوٹنا چاہتے ہیں اور اپنے اس مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے ہر روز وقت شب دمشق کے اکثر محلوں میں آگ لگاتے پھر رہے ہیں۔ ہشام نے بلاتحقیق اس رپورٹ پر لکھ بھیجا کہ آلِ خالد کے چھوٹے بڑے اور اس کے کل خادموں کو قید کر دو۔ کلثوم نے یہ حکم پاتے ہی خالد کے متعلقین کو قید کر دیا۔ چند روز کے بعد ولید بن عبدالرحمٰن عامل خراج (افسر صیغہ مال) نے ہشام کی خدمت میں ایک عرض داشت روانہ کی۔ جس میں ان لوگوں کے نام بقیہ قبائل و بطون درج کئے گئے تھے جو آگ لگانے کے مرتکب ہو رہے تھے اور آلِ خالد کا کہیں ذکر و تذکرہ تک نہ تھا۔ ہشام اس عرض داشت کو پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ کلثوم کو ڈانٹ کا ایک فرمان لکھ بھیجا کہ خادمان و آل خالد کو رہا کر دو۔ جب خالد صائفہ سے واپس آیا اہل دمشق اس کے ملنے کو آئے تو اس نے ترش رو ہو کر کہا " بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہشام میرے اہل و عیال کو آئے دن قید خانے میں بھیجتا ہے میں تو بہ نظر اطاعت و فرماں برداری جہاد پر چلا جاتا ہوں اور وہ میرے اہل و عیال کو اہل جرائم کے ساتھ قید کر دیا کرتا ہے جیسا کہ مشرکین کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ تم میں سے کسی نے دم تک نہ مارا۔ کیا تم لوگ جان کے ڈر سے خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے

ڈر کو رفع کرے۔ کیا اچھا ہوتا کہ ہشام کو اس زیادتی سے کوئی شامی الدر حجازی الاصل شخص (یعنی محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس) روکتا''۔ ہشام نے یہ سن کر کہا ''ابوالہیثم مخبوط الحواس ہو گیا ہے''۔ اس کے بعد یوسف بن عمر کے خطوط ہشام کی خدمت میں بہ طلب یزید بن خالد آنے لگے۔ ہشام نے کلثوم کو یزید بن خالد کے بھیجنے کو لکھ بھیجا' یزید تو یہ سن کر بھاگ گیا اور کلثوم نے خالد کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

خالد بن عبداللہ کا قتل: ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کلثوم کو ایک ملامت آمیز فرمان لکھا اور خالد کی رہائی کا حکم دیا۔ جب ولید بن یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ تو اس نے خالد کو بلوایا اور اس کے لڑکے کا حال دریافت کیا۔ خالد نے عرض کیا ''ہشام کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور ہم لوگ تو امیر المومنین کی خلافت کے منتظر ہی تھے' شکر ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت مرحمت فرمائی۔ غالباً میرا لڑکا اپنے ہم وطنوں کے پاس بلاد شراۃ چلا گیا ہو''۔ ولید بولا ''نہیں! بلکہ تو نے اس کو فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے چھوڑ دیا ہے''۔ خالد نے عرض کیا ''امیر المومنین کا یہ خیال درست نہیں' ہم لوگ ایسے خاندان سے ہیں جو ہمیشہ خلافت پناہی کے مطیع رہے ہیں''۔ ولید نے جھلا کر کہا ''بہتر یہ ہے کہ تم اس کو حاضر کرو ورنہ تمہارا سر تمہارے پاؤں پر ہوگا''۔ خالد نے کڑک کر جواب دیا ''واللہ اگر میرا لڑکا میرے قدموں کے بھی نیچے ہوتا' تو میں اپنے قدموں کو ہرگز نہ اٹھاتا''۔ ولید یہ سن کر غصے سے سرخ ہو گیا اور درے لگوا کر قید کر دیا۔ یہاں تک کہ یوسف بن عمر عراق سے بہت سامان و اسباب لے کر دمشق میں آیا۔ ولید نے خالد کے پاس کہلا بھیجا کہ ''یوسف بن عمر تم کو پانچ ارب میں خریدنا چاہتا ہے مناسب ہے کہ تم خود اس رقم کو ادا کر دو قبل اس کے کہ میں تم کو اس کے حوالے کروں''۔ خالد نے جواب دیا ''عرب کبھی فروخت نہیں کیا گیا۔ واللہ اگر تم مجھ سے واپس آنے پر بھی ضمانت طلب کرتے تو میں ہرگز ضمانت نہ دیتا''۔ ولید نے یہ جواب پا کر خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا۔ یوسف نے خالد کے کپڑے اتروا کر کمبل کی کفنی پہنوائی۔ طرح طرح کی ایذائیں دیں۔ خالد کمال استقلال سے ان تکالیف کو برداشت کرتا گیا۔ چند دنوں بعد یوسف نے خالد کو کوفے کی طرف روانہ کر دیا۔ بالآخر انہیں تکالیف کے صدمے سے جان بحق ہو گیا اور اسی کمبل کی کفنی میں لپیٹ کر دفن کر دیا گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ کسی تیز آلے سے خالد مارا گیا تھا۔ جو اس کی پیشانی میں رکھ دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے پاؤں پر لکڑیاں رکھ دی گئی تھیں۔ جس پر تنومند و جسیم آدمی سوار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ اس صدمے سے خالد کے پاؤں ٹوٹ گئے اور راہیِ ملک عدم ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۶ھ کا ہے۔

ولید کا کردار: چونکہ ولید نے بیعت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی اپنے خصائل رذیلہ و عادات خبیثہ نہیں چھوڑے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر افعال ناشائستہ و حرکات ناپسندیدہ اس کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں مثلاً ولید نے ایک بار کلام مجید کھولا اتفاق سے اس کی ناپاک نظر آیہ وخاب کل جبار عنید پر پڑ گئی۔ جھلا اٹھا قرآن شریف کو پھینک دیا۔ تیروں اور تلواروں سے مارا اس واقعہ میں اس کے دو شعر[1] بھی پڑھے جاتے ہیں جن کو میں نے بہ وجہ نامطبوع و خراب ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ لوگوں نے اس کی نسبت

---

[1] مورخ ابن اثیر مذکورہ بالا متن میں ولید کے یہ دو شعر نقل کرتا ہے جس کا مورخ ابن خلدون نے ذکر نہیں کیا اور اس کو ہم ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

تھددنی بجبار عنید فھا انا ذاک جبار عنید

اذا ما جئت ربک یوم حشر فقل یارب مزقنی الولید

تو مجھے جبار عنید سے ڈراتا ہے خبردار ہو جا کہ اس وقت میں جبار عنید ہوں قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جانا تو کہہ دینا کہ اے رب مجھے ولید نے پھاڑا ہے۔

بکثرت سے برائیاں منسوب کی ہیں اور اکثر مؤرخین نے اس سے انکار بھی کیا ہے۔ اس بیان سے کہ دشمنانِ ولید نے براہ عداوت اس کی طرف ان ناشائستہ امور کو منسوب کر دیا ہے۔

مدائنی کہتا ہے کہ ایک روز عمر بن یزید (برادر ولید) کا لڑکا خلیفہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا' خلیفہ رشید نے دریافت کیا ''تو کون ہے؟'' جواب دیا ''قرشی ہوں'' پھر استفسار کیا ''قریش کے کس نسب سے ہو؟'' ابن عمر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلیفہ رشید بولا ''جواب دو میں تم کو امان دیتا ہوں تم خواہ مروان ہی کیوں نہ ہو''۔ عرض کیا ''میں عمر بن یزید کا لڑکا ہوں''۔ خلیفہ رشید نے کہا ''اللہ تعالیٰ ولید پر رحم کرے اور یزید ناقص پر لعنت کرے کیونکہ اس نے ایک ایسے خلیفہ کو قتل کیا ہے جس پر امت مرحومہ نے اتفاق کر لیا تھا۔ خیر تم اپنی حاجت بیان کرو''۔ ابن العمر نے اپنی حاجت بیان کی جو پوری کر دی گئی۔

شعیب بن شیبہ بیان کرتا ہے کہ ہم لوگ خلیفہ مہدی کے پاس بیٹھے ہوئے تھے باتوں باتوں میں ولید کا ذکر آ گیا۔ مہدی بولا ''وہ تو زندیق تھا''۔ ابن علانہ فقیہہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ''اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ بہت بڑا عادل ہے وہ کبھی کسی زندیق کو نبوت کی خلافت اور امت مرحومہ کی حکومت نہ عطا فرمائے گا' مجھ سے ایک ایسے شخص نے جو لہو لعب' مجلس مے نوشی اور حالت طہارت وصلوٰۃ میں اس کا جلیس وندیم رہتا تھا۔ یہ بیان کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جاتا تھا تو رنگین وخوشبودار کپڑوں کا اتار کر سفید شفاف کپڑے پہنتا تھا' باقاعدہ وضو کرتا' اس کے بعد اپنے رب کے سامنے نماز پڑھنے کو کھڑا ہوتا کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھے گا وہ ایسے کام کرے گا؟'' مہدی نے کہا ''اے ابن علانہ اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص (ولید) اپنے ہم چشموں میں حسد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور از راہ حسد اس کی طرف طرح طرح ناشائستہ حرکات منسوب کر دی گئی ہیں۔ البتہ وہ اپنے دوستوں کے جلسوں میں پرمذاق اشعار پڑھا کرتا تھا''۔ اس کے بہترین کلام سے یہ ہے کہ جب مسلمہ مر گیا تھا اور وہ ہشام کے یہاں تعزیت کرنے کو گیا تھا:

يا امير المؤمنين ان عقبي لمن بقي لحوق من مضى و قد اقفر بعد مسلمة" الصيد لمن رمى

و اختل الثغر فهوى و على اثر من سلف يمض" من خلف فتزودوا فان خير زاد التقوى"

ہشام نے یہ سن کر منہ پھیر لیا اور حاضرین خاموش ہو گئے۔

ولید کے خلاف الزامات: باقی رہا اس کا واقعہ قتل وہ اس طرح واقع ہوا کہ اس کی رذیل حرکات وخسیس عادات سے تنگ ہو کر اس کے بنو اعمام بات بات پر الجھنے لگے اور ایک گونہ اپنے مقصد دلی کے حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ سب سے زیادہ بددلی ان واقعات سے پھیلی کہ پہلے تو اس نے سلیمان بن ہشام (اپنے چچا زاد بھائی) کو گرفتار کرا کے درے لگوائے اور سر اور ڈاڑھی منڈوا کر معان (سرزمین شام) کی جانب جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ اس کے انقضاء زمانہ حکومت تک سلیمان وہیں قید رہا۔ اس کے بعد یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ علاوہ ان دو واقعات کے ولید کے ایک لڑکے کو اس کی بیوی سے علیحدہ کر دیا اور ولید کے اکثر لڑکوں کو قید خانہ میں بھیج دیا مجبور ہو کر ان لوگوں نے اس کو فسق وکفر سے متہم اور علاتی ماں کو مباح کر لینے کو اس کی طرف منسوب کیا اور یہ بھی الزام لگایا کہ اس نے بنو امیہ کی سو جامع مسجدوں پر قبضہ کر لیا ہے اور باوجود صغر سنی

کے اپنے لڑکوں حکم وعثمان کو ولی عہد مقرر کیا ہے۔ ان معاملات میں یزید بن ولید کو بہت زیادہ دلچسپی تھی اور عوام اس کے کہنے کو وقعت کی نظروں سے بھی دیکھتے تھے۔

قضاعہ کی بغاوت: اس کے بعد خالد قسری کے قید کی وجہ سے یمانیہ کو اس کے برافروختگی پیدا ہوئی۔ ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اس نے خالد قسری کو اس وجہ سے قید کیا ہے کہ اس نے اس کے لڑکوں کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ ان کی دیکھا دیکھی قضاعہ میں بھی بغاوت ہوگئی۔ لشکر شام میں اکثر قضاعہ اور یمنی ہی تھے۔ ولید کو اس سے سخت تشویش پیدا ہوئی اور عوام کا میلان طبع یزید کی طرف یوماً فیوماً بڑھتا گیا۔ یمانیہ نے یزید کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرنے کا قصد ظاہر کیا۔ یزید بن ولید بن عبدالملک نے عمر بن زید حکمی سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ عمر بن زید نے رائے دی کہ تم اپنے بھائی عباس سے بیعت کرنے کو کہو اگر اس نے تمہاری بیعت کر لی تو کوئی شخص بھی مخالفت نہ کرے گا ورنہ یہ ظاہر کر دینا کہ اس نے میری بیعت کر لی ہے کیونکہ عوام الناس علی العموم اور امراء بالخصوص اس کے مطیع ہیں۔ یزید نے عباس کے روبرو اس رائے کو پیش کیا عباس نے اس رائے کی مخالفت کی لیکن اس نے مطلقہ توجہ نہ کی۔ درپردہ لوگوں سے بیعت لیتا اور اپنے دعاۃ کو اطراف جوانب بلاد اسلامیہ کی طرف بھیجتا رہا۔ ان دنوں یزید بادیہ میں مقیم تھا۔

یزید بن ولید: رفتہ رفتہ اس کی خبر مروان تک ارمینیہ میں پہنچی' سعید بن عبدالملک کو یہ خبر لکھ بھیجی اور عواقب امور اور آئندہ خطرات سے ڈرایا۔ سعید کو یہ امر شاق گزرا۔ بجنسہ عباس کے پاس مروان کا خط بھیج دیا۔ عباس نے اپنے بھائی یزید کو بلا کر دھمکایا ڈرایا۔ یزید نے اپنے راز کو چھپایا عباس کو یقین ہوگیا۔ جب یزید نے اپنا انتظام درست کر لیا تو لباس تبدیل کر کے سات سواروں کے ساتھ دمشق کا رخ کیا اور رات کے وقت داخل دمشق ہوا۔ اکثر اہل دمشق و اہل مرہ نے خفیہ طور سے بیعت بھی کر لی۔ ان دنوں امیر دمشق عبدالملک بن محمد بن حجاج اور کوتوال شہر ابوالعاج کثیر بن عبداللہ سلمی تھا۔ عبدالملک کسی وجہ سے اپنے لڑکے محمد کو اپنا نائب بنا کر دمشق سے قطن میں چلا آیا تھا۔ اتفاق سے ابوالعاج تک یہ خبر پہنچی۔ بازاری افواہ سمجھ کر باور نہ کیا۔ جمعہ کے روز یزید نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ بعد مغرب باب الفرادیس کے قریب چھپے رہنا' نماز عشاء کے بعد حملہ ہوگا۔ چنانچہ اس کے ہوا خواہ و مصاحبین ایک کونے میں بیٹھے رہے۔ نماز عشاء کی اذان ہوتے ہی مسجد میں داخل ہوئے۔ ادائے نماز کے بعد مسجد کے محافظین نے ان لوگوں کے نکالنے کا قصد کیا۔ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے۔

ابوالعاج کی گرفتاری: یزید بن عنبسہ دوڑتا ہوا یزید بن ولید کے پاس آیا۔ حالات بیان کئے یزید ڈھائی سو آدمیوں کو لے کر مسجد میں آ گیا اور باب المقصورہ کو کھلوا کر دارالامارت میں داخل ہوا۔ ابوالعاج اس وقت شراب کے نشہ میں پڑا ہوا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا اور خزانوں اور بیت المال پر قبضہ کر کے محمد بن عبدالملک بن محمد بن حجاج کو بھی گرفتار کرا لیا۔ جامع مسجد اور سلاح خانے میں جس قدر آلاتِ حرب تھے سب پر قابض ہوگیا۔ صبح ہوئی تو قرب و جوار کے امراء و رؤسا اہل مرہ' سکاسک' اہل داریا اور عیسیٰ بن شبیب ثعلبی رئیس اہل دومہ و حرستا' حمید بن حبیب لخمی رئیس دیر مران اور اہل جرش و حدیثہ و برزکا اور ربعی بن ہشام حارثی غزہ وسلامان کی جماعت لئے ہوئے اور یعقوب بن محمد بن ہانی عبسی و جہینہ مع اپنے ہوا خواہوں کے ساتھ

بیعت کرنے کو دوڑ پڑے۔

ولید کی روانگی: ان لوگوں سے بیعت لینے کے بعد یزید بن ولید نے عبدالرحمٰن بن مصارف کو دو سو سواروں کا افسر مقرر کر کے عبدالملک بن محمد بن حجاج کی گرفتاری پر مامور کیا۔ عبدالملک بن محمد نے امان حاصل کر کے قصر کا دروازہ کھول دیا۔ اس سے پیشتر ایک اور لشکر ولید[1] کی طرف بھی مقام بادیہ ہی سے عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک و منصور بن جمہور کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا تھا۔ ولید کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو دمشق کی حفاظت کو بھیجا تھوڑا سا راستہ طے کر کے ٹھہر گیا اور کچھ سوچ سمجھ کر یزید کی بیعت کر لی۔ ولید کے دوستوں اور مشیروں نے پے در پے ان وحشت ناک خبروں کو سن کر حمص چلے جانے اور وہیں قلعہ بند ہونے کی رائے دی اس رائے کا دینے والا یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا۔ عبداللہ بن عنبسہ نے اس سے اختلاف کر کے کہا "خلیفہ وقت کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے لشکر و حرم کو بلا جدال وقتال چھوڑ کر کہیں چلا جائے اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی مدد کرے گا"۔ ولید نے دل مضبوط کر کے کوچ کر دیا اس کے ہمراہ اس وقت علاوہ اس کے لشکر کے ضحاک کی اولاد کے چالیس نفر تھے۔

عباس بن ولید کی گرفتاری: قصر نعمان بن بشیر میں جس وقت پہنچا تو عباس بن ولید کا یہ پیام پہنچا کہ "گھبرانا نہیں میں تمہاری مدد کو پہنچا چاہتا ہوں"۔ ہنوز عباس پہنچنے نہ پایا تھا کہ عبدالعزیز و منصور پہنچ گئے اور قبل جنگ زیاد بن حصین کلبی کو بہ غرض دعوت کتاب وسنت ولید کے پاس بھیجا۔ ولید کے دوستوں نے اس کو مار ڈالا فریقین میں لڑائی نہایت سختی کے ساتھ چھڑ گئی۔ عبدالعزیز یہ خبر پا کر کہ عباس ولید کی کمک پر آ رہا ہے منصور بن جمہور کو اس کے روکنے پر مامور کیا۔ چنانچہ منصور بہ جبر واکراہ عباس کو عبدالعزیز کے پاس گرفتار کر لایا۔ اثناء جنگ میں ولید نے عبدالعزیز کو یہ پیام بھیجا کہ میں تم کو پچاس ہزار دینار اور ولایت حمص کی حکومت دے دوں گا تم مجھ سے نہ لڑو"۔ عبدالعزیز نے اس سے انکار کیا اور پہلے سے زیادہ سختی کے ساتھ لڑنے لگا۔ بالآخر ولید کے لشکر کو شکست ہوئی چاروں طرف سے مار مار کی آواز آ رہی تھی۔ فتح مند گروہ شکست خوردوں کا خون نہایت دریا دلی سے بہا رہا تھا۔

ولید بن یزید کا قتل: ولید یہ رنگ دیکھ کر قصر میں گھس گیا۔ دروازے بند کر لئے اور قصر پر چڑھ کر مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے ایک آدمی کو بلایا۔ یزید بن عنبسہ سکسکی قریب گیا۔ ولید نے مصالحت کرنے کو کہا یزید بن عنبسہ نے جواب دیا "ہم کچھ اپنا معاوضہ تم سے نہیں لیتے بلکہ یہ انتقام اس کا ہے کہ جو تم نے محرمات شرعی شراب اور نکاح امہات اولاد پدر کو جائز کر لیا تھا اور ارکان وحدود اللہ کو خفیف وذلیل سمجھتے تھے"۔ ولید نے جواب دیا "اے برادر سکاسک! اللہ تجھے ہدایت دے جو کچھ تو نے ذکر کیا ہے اس میں بہت بڑی گنجائش رکھی ہے"۔ یزید بن عنبسہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ ولید اپنی نشست گاہ میں واپس آیا قرآن شریف کھول کر پڑھنے لگا لوگوں کو دیوار پر چڑھتے ہوئے دیکھ کر بولا "آج کا دن ایسا ہی ہے جیسے کہ امیر

---

[1] یہ ان دنوں سرزمین عمان میں تھا۔ کامل ابن اثیر جلد پنجم صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ مصر

المؤمنین عثمانؓ کا دن تھا''۔ یہ فقرہ ہنوز تمام نہ ہونے پایا تھا کہ لوگ دیواریں پھاند کر ولید کے پاس پہنچ گئے۔ یزید بن عنبسہ قید کرنے کے ارادے سے ہاتھ پکڑ کر لے چلا اتنے میں منصور بن جمہور ایک گروہ کو لئے ہوئے آ پہنچا۔ چاروں طرف سے لوگوں نے مارنا شروع کیا۔ بالآخر سر کاٹ کر یزید کے پاس لے گئے۔ یزید نے حکم دیا کہ شارع عام پر لٹکا دیا جائے یزید بن فردہ (بنومرہ کے غلام) نے بمنت وسماجت عرض کیا ''یہ تمہارا چچا زاد بھائی اور خلیفہ تھا خوارج کے سر لٹکائے جاتے ہیں علاوہ اس کے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے اعزہ واقارب میں شورش پیدا ہو جائے گی''۔ یزید اس پر مطلق ملتفت نہ ہوا نیزہ پر سر رکھ کر دمشق میں تشہیر کرا کر اس کے بھائی سلیمان بن یزید کے حوالہ کر دیا جو اس شورش میں یزید کا شریک تھا۔ یہ واقعہ آخر جمادی الآخر ۱۲۶ھ کا ہے جب کہ اس کی خلافت کو دو برس تین ماہ گزر چکے تھے۔

باب : ۱۱

یزید بن ولید

یزید کا خطبہ: ولید کے قتل ہونے کے بعد یزید نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں ولید کی برائیاں بیان کر کے کہا ''اسی وجہ سے یہ مارا گیا ہے اور میں تم کو امید دلاتا ہوں کہ آئندہ تمہارے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے گا۔ تمہارے وظائف تم کو ہمیشہ وقت پر دیئے جائیں گے اور جب تک حدود بلاد اسلامیہ کو مضبوط اور عدل وانصاف سے اپنے ممالک محروسہ کو آباد نہ کرالوں گا کسی شخص کو بلاضرورت جاگیر نہ دی جائے گی اور جب میں حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو بھی موقوف کردوں گا اگر میں ایسا نہ کروں گا تو تم کو اختیار ہے کہ مجھ کو مسند خلافت سے اتار دو''۔

ولی عہدی کی بیعت: چونکہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھنے کے ساتھ ہی جس قدر وظائف ولید نے لوگوں کے زیادہ مقرر کئے تھے کم کر دیئے تھے اور ہشام کے عہد خلافت میں جو دیا جاتا تھا وہی جاری کیا تھا اس وجہ سے اس کو یزید الناقص بھی کہا کرتے تھے۔ ولید کے زمانے میں ہر شخص کو علاوہ وظائف سابقہ کے دس دس درہم زیادہ دیئے جاتے تھے۔ ان واقعات سے فارغ ہو کر یزید نے اپنے بھائی ابراہیم اور بعد ابراہیم عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک کی ولی عہدی کی بیعت لی۔ اس امر پر اس کے احباب قدریہ نے آمادہ کیا تھا۔

بغاوت حمص: اس سنہ سے بنوامیہ کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا۔ آئے دن فتنہ وفساد برپا ہونے لگے۔ سلیمان بن ہشام قتل ولید کی خبر سن کر عمان کے قید خانے سے نکل آیا۔ مال واسباب' نقد وجنس جو وہاں موجود تھا سب کا سب لے کر دمشق کو روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد اہل حمص کے کانوں تک یہ خبر اس طرح پہنچی کہ عباس بن ولید نے ولید بن یزید کو قتل کرایا ہے یہ سن کر برہم ہو گئے۔ عباس کا مکان ڈھا دیا مال واسباب لوٹ لیا اور گالیاں دیتے ہوئے ولید کے خون کا انتقام لینے کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے۔ عباس یہ خبر پا کر اپنے بھائی یزید کے پاس چلا گیا۔ اہل حمص نے عساکر اسلامیہ کو خون ولید کے انتقام لینے کو لکھا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ومعاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر کو اپنا امیر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے یزید سے اس معاملے میں خط وکتابت کی یزید نے ان کے قاصد کو مار کر نکلوا دیا اور ان کے بھائی مسرور کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ مسرور نے دمشق سے نکل کر حوارین میں پڑاؤ ڈال دیا۔

مروان بن عبداللہ کا قتل: اس کے بعد سلیمان بن ہشام عمان سے وارد دمشق ہوا۔ یزید نے بہ نظر تالیف قلوب جو کچھ ولید نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا واپس کر دیا اور ایک لشکر کا امیر بنا کر اہل حمص کے مقابلے پر بھیج دیا اور مسرور کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ اہل حمص کا قصد دمشق پر حملہ کرنے کا تھا۔ مروان نے کہا ''مناسب یہ نہیں ہے کہ اس لشکر کو چھوڑ کر دمشق پر چڑھ جاؤ بلکہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اس سے نپٹ لو اگر تم نے اس کو شکست دے دی تو اس کے بعد جس سے مقابلہ ہوگا وہ آسان ہے''۔ سمیط بن ثابت بولا ''یہ تو تمہارا مخالف معلوم ہوتا ہے اس کا مقصد یزید و قدریہ کے ساتھ دینا کا ہے''۔ اہل حمص یہ سنتے ہی مروان پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے ابو محمد سفیانی کے سر پر امارت کا تاج رکھ دیا اور دمشق کی طرف بڑھے۔ سلیمان بن ہشام نے مقام عذراء میں تیر اور نیزوں سے استقبال کیا۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ ہنوز فریقین کی قسمت کا فیصلہ نہ ہوا تھا اور نہ ان کے توانا بازو جنگ کرنے سے تھکے تھے۔ جنگ جس تیزی سے شروع ہوئی تھی اسی طرح جاری تھی کہ اتنے میں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک تین ہزار کی جمعیت سے ثنیۃ العقاب کی جانب سے اور ہشام بن مصاد ڈیڑھ ہزار لشکر لیے ہوئے سلامیہ کی گھاٹی سے حملہ آور ہوا۔

اہل حمص کی اطاعت: ان دونوں سپہ سالاروں کو یزید نے بعد روانگی سلیمان کمک کی غرض سے روانہ کیا تھا۔ اہل حمص کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔ یزید بن خالد بن عبداللہ قشیری چلا کر بولا ((اللہ اللہ علی قومک یا سلیمان)) ''اے سلیمان للہ فللہ اپنی قوم پر رحم کر''۔ سلیمان نے اپنے لشکریوں کو قتل و غارت و تعاقب سے روک دیا۔ سپاہیوں نے جھٹ پٹ یزید کی بیعت کر لی اور ابو محمد سفیانی و یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ گرفتار کر کے یزید بن معاویہ بن عبدالملک کے پاس بھیج دیے گئے۔ یزید نے ان دونوں کو قید کر دیا اور حمص پر معاویہ بن یزید بن حصین کو مامور کیا۔

اہل فلسطین و اردن کی شورش: اسی زمانے میں ولید بن یزید کے قتل ہوتے ہی اہل فلسطین میں بھی شورش پیدا ہوگئی۔ سعید و ضبعان پسران روح نے عوام الناس کو جمع کر کے اپنے گورنر سعید بن عبدالملک کو نکال دیا اور سلیمان بن عبدالملک کے لڑکوں میں سے جوان دنوں فلسطین ہی میں تھے یزید بن سلیمان کو طلب کر کے اپنا امیر بنا لیا۔ اہل اردن نے یہ سن پایا تو انہوں نے محمد بن عبدالملک کے سر پر تاج امارت رکھ دیا اور اہل فلسطین کے ہمراہ ہو کر یزید الناقص کے مخالف بن گئے۔ رفتہ رفتہ دارالخلافت دمشق میں یہ خبر پہنچی یزید نے سلیمان بن ہشام کو بسر افسری اہل دمشق و اہل حمص جو سفیانی کے ہمراہ تھے اور جن کی تعداد اسی ہزار تھی۔ فلسطین و اردن کی بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا اور سعید و ضبعان پسران روح کے پاس خفیہ پیام بھیجا کہ تم لوگ اس معرکے سے دست کش ہو جاؤ تم کو خلاف پناہی سے حکومت و سرداری دی جائے گی علاوہ بریں انعام و اکرام سے بھی مالا مال کر دیے جاؤ گے' سعید و ضبعان اس بشارت آمیز کے پیام کے سنتے ہی مع اہل فلسطین لوٹ گئے۔

باقی رہے اہل اردن ان کے مقابلے پر سلیمان بن ہشام نے پانچ ہزار لشکر کو طبریہ کی جانب سے بڑھنے کا حکم دیا۔

لشکری جو گاؤں وقصبہ راہ میں پڑتا تھا اس کو لوٹتے ہوئے طبریہ کی طرف بڑھے۔ اہل طبریہ نے بھی یہ رنگ دیکھ کر یزید بن سلیمان ومحمد بن عبدالملک کے مال واسباب پر اپنا ہاتھ صاف کیا۔ جن کو اہل فلسطین واردن نے اپنا اپنا امیر بنالیا اور اپنے اپنے مکانات پر میدان جنگ سے واپس آئے۔

اہل فلسطین واردن کی جماعت منتشر ہونے کے بعد سلیمان بن ہشام صبرہ میں داخل ہوا۔ اہل اردن نے حاضر ہو خلافت یزید پر بیعت کی۔ بعدازاں طبریہ رملہ میں آیا اور وہاں کے رہنے والوں سے بھی بیعت لی۔ اس واقعہ کے بعد ضبعان بن روح فلسطین کا اور ابراہیم بن ولید اردن کا عامل مقرر ہوا۔

منصور بن جمہور بحیثیت گورنر عراق وخراسان: یزید الناقص نے مسند حکومت پر متمکن ہونے کے بعد منصور بن جمہور کو عراق وخراسان کی گورنری پر مامور کیا۔ حالانکہ منصور دیندار وں میں سے نہ تھا لیکن اس کو یہ عزت اس وجہ سے دی گئی تھی کہ اس نے یزید کی رائے سے غیلانیہ میں موافقت کی تھی اور قتل خالد میں یوسف کا معین تھا۔ جس وقت یوسف کو قتل ولید کی اطلاع پہنچی اپنی معزولی کا خطرہ پیش نظر رکھ کر یمانیہ کو قید کر دیا تا کہ مضریہ اس کی رائے سے متفق ہو جائیں۔ پس جب یوسف نے ان کو اپنا مخالف نہ پایا تو یمانیہ کو رہا کر دیا اس اثناء میں منصور آ پہنچا اور مقام عین التمر سے سپہ سالاران شام کو جو حیرہ میں تھے۔ یوسف اور اس کے عمال کو گرفتار کرنے کو لکھ بھیجا۔ یوسف نے یہ خبر پا کر بہ غرض اظہار اطاعت یزید کا نام خطبہ میں پڑھا اور جب منصور سر پر آ پہنچا تو عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے مکان میں چھپ رہا اور وہاں سے بہ تبدیل لباس چھپ کر شام کی طرف روانہ ہو گیا۔ یزید الناقص کو اس کی آمد کی خبر ہوئی تو اس نے پچاس سواروں کو یوسف کی گرفتاری پر مامور کیا۔ یوسف یہ سن کر بھاگ کھڑا ہوا اور عورتوں میں جا کر چھپ گیا۔ لیکن سواروں نے سراغ لگا لیا اور گرفتار کر کے یزید کے پاس لائے۔ یزید نے ولید کے لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا۔ یہاں تک کہ یزید بن خالد قشیری کے ایک آزاد غلام نے اس کو قتل کر ڈالا۔

منصور بن جمہور کی معزولی: منصور بن جمہور جس وقت کوفے میں داخل ہوا تھا ماہ رجب کے چند دن گزر چکے تھے۔ لوگوں کے روزینے تقسیم کئے اور حسب مدارج انعامات دیئے۔ عمال اور اہل خراج جس قدر قید خانے میں تھے سب کو رہا کر دیا۔ انتظاماً رے وخراسان پر اپنے بھائی کو اپنی طرف سے امارت دی مگر نصر بن سیار سابق گورنر خراسان نے چارج دینے سے انکار کیا ہنوز یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ یزید نے منصور بن جمہور کو اس کی حکومت کے دوسرے مہینے معزول کر دیا اور گورنری عراق پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو یہ کہہ کر روانہ کیا کہ اہل عراق کے قلوب تمہارے باپ کی طرف زیادہ مائل ہیں اور سپہ سالاران شام میں سے چند لوگوں کو ہمراہ رکاب کر دیا۔ منصور بن جمہور عراق کا چارج دے کر شام کی جانب لوٹ گیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن غضبان بن قبعثرا کو محکمہ پولیس وخراج سواد ومحاسبات کا افسر مقرر کیا اور نصر بن سیار کو گورنری خراسان پر بحال رکھا۔

اہل یمامہ کی بغاوت: زمانہ قتل ولید میں یوسف بن عمر کی جانب سے علی بن مہاجر' یمامہ کا امیر تھا۔ مہیر بن سلمان بن ہلال نے (جو بنو دول بن حنیفہ سے تھا) لوگوں کو جمع کر کے علی بن مہاجر کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ علی بن مہاجر اس وقت اپنے قصر امارت بقاع ہجر میں تھا۔ مقابلے کی نوبت آئی علی بن مہاجر کے ہمراہیوں میں سے اکثر آدمی مارے گئے۔ علی بن مہاجر بھاگ کر اپنے قصر میں گیا اور وہاں سے مدینے کی طرف بھاگ گیا۔ مہیر نے یمامہ پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد مر گیا اور وقت وفات عبداللہ بن نعمان (بنو قیس بن ثعلبہ دولی) کو اپنا قائم مقام کر گیا۔ عبداللہ بن نعمان نے مندلب بن ادریس حنفی کو فلج کی طرف (جو بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قریہ ہے) روانہ کیا۔ بنو کعب بن ربیعہ بن عامر اور بنو عمیر نے جمع ہو کر مقابلہ کیا۔ مندلب اور اس کے اکثر ہمراہی میدان جنگ میں کام آ گئے۔

معرکۂ فلج: عبداللہ بن نعمان نے ایک بہت بڑی فوج بنو حنیفہ کی وغیرہ کی جمع کر کے فلج پر چڑھائی کر دی۔ بنو عقیل و بنو بشیر و بنو جعدہ کو شکست ہوئی۔ ہزارہا آدمی مارے گئے۔ شکست خوردہ گروہ نے پھر جمع ہو کر مقابلہ کا ارادہ کیا۔ اس مرتبہ بنو نمیر بھی ان کے ہمراہ تھے۔ معدن الصخراء میں مڈبھیڑ ہوئی۔ جس قدر بنو حنیفہ مقابلے پر آئے سب کو ان لوگوں نے قتل کر ڈالا۔ عورتوں کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ عمر بن وازع حنفی کو اس کی خبر ہوئی لشکر جمع کر کے خروج کیا اور جوش مردانگی میں آ کر بولا" میں عبداللہ بن نعمان نہیں ہوں یہ کام میرا تھا اس میں سطوت شاہی کی ضرورت تھی"۔ فلج کے قریب پہنچ کر اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا۔ بات کی بات میں اس کے لشکریوں کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے۔ مظفر و منصور لوٹا ہوا آ رہا تھا کہ دفعتہً بنو عامر مقابلے پر آ گئے۔ لڑائی ہوئی بنو حنیفہ کے قدم استقامت ڈگمگا گئے۔ اکثر بشدت تشنگی سے مر گئے۔ بنو عامر قیدیوں اور عورتوں کو لئے ہوئے میدانِ جنگ سے واپس آئے اور عمر بن وازع سیمامہ جا پہنچا۔ اس واقعہ کے بعد عبید اللہ بن مسلم حنفی نے ایک گروہ جمع کر کے قشیر و عکل پر حملہ کر دیا۔ بیس ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد پھر بنو حنیفہ کو جمع ہونے کا موقع نہیں ملا۔ یہاں تک کہ مثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ اپنے باپ (یزید بن عمر بن ہبیرہ) کی طرف سے جس وقت کہ اس کو مروان الحمار نے عراق کا والی مقرر کیا تھا۔ امیر یمامہ ہو کر آیا' یہ زمانہ مصالحت کا تھا کسی سے لڑائی جھگڑا نہ تھا۔ بنو عامر نے بنو حنیفہ کی زیادتیوں کی شکایت اور شہادت گزرانی۔ مثنیٰ نے بنو حنیفہ کے چند آدمیوں کو پٹوایا اور سر اور ڈاڑھی منڈوا دی۔ چاروں طرف امن قائم ہو گیا اور عبید اللہ بن مسلم حنفی روپوش رہا۔ یہاں تک کہ کسریٰ بن عبید اللہ ہاشمی بنو عباس کی طرف سے یمامہ کا والی ہو کر آیا۔ لوگوں نے اس کا پتہ بتا دیا مار ڈالا گیا۔

جدیع بن علی بن کرمانی: جن ایام میں ولید مارا گیا اور گورنری خراسان پر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز والی عراق نے نصر بن سیار کو بحال کیا تھا۔ جدیع بن علی کرمانی باغی ہو گیا تھا۔ یہ درحقیقت ازدی تھا لیکن کرمانی اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا۔ نصر بن سیار کی بحالی کا حال سن کر اپنے دوستوں سے بولا" دیکھو! یہ لوگ فتنہ میں پڑے رہے ہیں تم لوگ اپنے کاموں کے لئے کسی کو منتخب کر لو"۔ لوگوں نے اسی کو منتخب کیا۔ چونکہ کرمانی نے عہد امارت اسد بن عبداللہ میں نصر کے ساتھ سلوک و احسانات کئے تھے اور نصر نے والی ہونے کے ساتھ ہی اس کو امارت سے معزول کر کے دوسرے آدمیوں کے ساتھ

مامور کیا تھا اس وجہ سے کرمانی اور نصر کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے غبار تھا صفائی نہ ہوئی تھی کہ نصر کے ہمراہی کرمانی کے حالات سن سن کر اس کے قتل وقید کی بابت اصرار کرنے لگے۔ کہنے سننے سے نصر کا دل بھی کرمانی کے قید کرنے پر مائل ہو گیا۔

بدیع کرمانی کی گرفتاری: چنانچہ اپنے جان نثاروں کے فوج کے دستہ کے سردار کو کرمانی کی گرفتاری پر مامور کیا۔ ازد نے روک ٹوک کرنے کا قصد کیا لیکن خود کرمانی نے ان کو منع کر دیا اور نصر کے پاس چلا آیا۔ نصر نے کہا ''کیوں کرمانی میرے احسانات تجھ پر کیا کم تھے؟ کیا یوسف بن عمر کا خط تیرے قتل کی بابت نہیں آیا تھا؟ کیا میں نے تیرے عوض تاوان نہیں ادا کیا؟ کیا میں نے تیرے لڑکے کو سرداری نہیں دی؟ پھر کیا ان سب احسانات کا معاوضہ یہی فتنہ و فساد ہے؟''۔ کرمانی نے معذرت کی اور ان احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا ''امیران سلوک کا ذکر نہ فرمائیں اس سے زیادہ میرے بھی احسانات ہوں گے''۔ نصر کے دل میں رحم چلا آیا مگر سالم بن احور اور عصمت بن عبداللہ اسدی کے کہنے سے درے لگوا کے ستائیسویں رمضان ۱۲۶ھ میں قید کر دیا۔

کرمانی اور نصر: چند روز بعد نقب لگا کر کرمانی قید خانے سے نکل آیا۔ بات کی بات میں تین ہزار آدمی جمع ہو گئے اور اس سے پیشتر ازد نے کتاب وسنت پر عبدالملک بن حرملہ کی بیعت کر لی تھی۔ پس جب کرمانی قید سے نکل آیا تو عبدالملک نے کرمانی کو بڑھنے کا حکم دیا۔ نصر یہ سن کر باب مروالروذ میں لشکر کی آراستگی میں مصروف ہوا جس وقت لشکر جمع ہو گیا۔ سالم بن احور کو کرمانی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے درمیان میں پڑ کر کرمانی کے لئے نصر سے امان حاصل کر لی۔ چنانچہ کرمانی نصر کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ نصر نے خانہ نشینی کی ہدایت کی۔ تھوڑے دن بعد لگانے بجھانے والوں نے کرمانی کو نصر سے پھر برہم کر دیا۔ خیالات سابقہ دوبارہ تازہ ہو گئے۔ صلح پسند لوگوں نے کہہ سن کر نصر سے کرمانی کی پھر امان حاصل کر لی۔

کرمانی کی جلاوطنی: کرمانی نصر سے ملنے کو آیا۔ نصر نے اس کے ہمراہیوں کو دس دس درہم مرحمت کیے لیکن جس وقت جمہور بن منصور حکومت عراق سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دی گئی تو نصر نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ اثناء خطبہ میں جمہور کی برائیاں اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی خوبیاں بیان کیں۔ کرمانی جمہور کی برائی بیان کرنے سے برافروختہ ہو کر مال وآلات حرب جمع کرنے لگا۔ روزانہ تو نہیں البتہ جمعہ میں ہزار ڈیڑھ ہزار کی جمعیت سے جامع مسجد میں آتا۔ مقصورہ کے باہر نماز ادا کر کے نصر کے پاس جاتا تھا اور سلام کر کے چلا آتا تھا۔ چند روز بعد آنا جانا بند کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ نصر نے اس کے سمجھانے بجھانے کی غرض سے سالم بن احور کو روانہ کیا کرمانی نے نہایت بداخلاقی و ترش روئی سے لوٹا دیا۔ مگر مصالحت جو طبیعتوں نے فریقین سے گفتگو کر کے اس شرط پر صلح کرا دی کہ کرمانی خراسان چھوڑ دے' کرمان نے اس قرارداد شرط کے مطابق جرجان کا قصد کیا۔

حرث بن شریح: جن دنوں خراسان میں مابین نصر و کرمانی مخالفتیں ہو رہی تھیں۔ نصر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا کرمانی حرث بن شریح سے سازش کر کے اس سے امداد کا خواہاں ہو جائے۔ جو بلاد ترک میں تقریباً بارہ برس سے مقیم تھا۔ جیسا کہ

اوپر بیان کیا گیا۔ اس خطرے سے محفوظ رہنے کے خیال سے مقاتل بن حیان نبطی کو بلاد ترک سے حرث کے پاس واپس لانے پر مامور کیا اور خالد بن زیاد ترمذی و خالد بن عمرہ (مولیٰ بنو عامر) کو یزید بن ولید کے پاس حرث کے لئے امان نامہ لکھانے کو روانہ کیا۔ یزید بن ولید نے حسب درخواست نصر امان نامہ لکھ دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز گورنر عراق نے بھی حرث کے واپس آنے کا اجازہ لکھ دیا۔ نصر نے ان دونوں عہد ناموں کو حرث کے پاس بھیج دیا۔

اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں نصر کا قاصد ملا جس وقت مقاتل بن حیان نبطی مع حرث اور اس کے ہمراہیوں کے واپس آ رہا تھا۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۱۲۷ھ کا ہے۔ نصر نے حرث کو مرورود میں ٹھہرایا اور جو کچھ اس کے لئے لیا تھا بطور ہدیہ پیش کیا۔ علاوہ اس کے روزانہ پچاس درہم دینا رہا اور اس کے اہل و عیال کو رہا کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے یہ درخواست کی کہ میں تم کو جس شہر کو پسند کرو والی کر دوں گا اور ایک لاکھ دینار دوں گا"۔ حرث نے نامنظور کر کے کہا" میں دنیا اور اس کی لذتوں کا خواہاں نہیں ہوں' میں تو کتاب و سنت پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اسی وجہ سے میں تمہارے دشمنوں کے مقابلے پر تمہاری مدد کروں گا۔ میں ظلم و تعدی ہی سے پریشان ہو کر تیرہ برس ہوئے کہ ان شہروں سے نکل گیا تھا۔ پھر اب کیسے میں اسی امر کو قبول کر سکتا ہوں"۔ نصر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور حرث نے کرمانی کے پاس کہلا بھیجا" اگر نصر نے کتاب و سنت پر عمل کیا تو میں اللہ تعالیٰ کے کاموں میں اس کا معاون و مددگار رہوں گا ورنہ میں تیرا ساتھی ہوں بشرطیکہ تو نے کتاب و سنت پر عمل و قیام کرنے کا اقرار کیا"۔ اس کے بعد قبائل تمیم کو اپنی امارت کی طرف بلایا انہوں نے اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی منظور کر لیا۔ تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ حرث نے بالفعل اس امر پر اکتفا کیا۔

مروان بن محمد کی مخالفت: مروان بن محمد بن مروان ارمینیہ میں اور عبدة بن ریاح غسانی جزیرہ میں امارت کر رہا تھا۔ اسی زمانے میں ولید نے صائفہ کے ساتھ اپنے بھائی عمر بن یزید کو روانہ کیا تھا اور مروان نے اپنے لڑکے عبدالملک کو اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ جس وقت ولید مارا گیا ہے ان دنوں عبدالملک صائفہ سے واپس آ کر حران میں قیام پذیر تھا۔ عبدة بن ریاح قتل ولید کی خبر پا کر جزیرہ سے ملک شام کو چلا۔ عبدالملک نے میدان خالی دیکھ کر حران و جزیرہ پر قبضہ کر کے سرحدی مقامات پر بھی قبضہ کرنے کی غرض سے متعدد آدمیوں کو روانہ کر دیا اور اپنے باپ کو یہ واقعہ لکھ کر اس امر کی تحریک کی کہ خون ولید کے بدلہ لینے کو کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اس شورش میں ثابت بن نعیم جذامی بھی شریک حال تھا جو اہل فلسطین سے تھا اس وجہ سے کہ اس کو ہشام نے لشکر افریقہ میں بغاوت پھیلانے کے جرم میں بوقت قتل کلثوم بن عیاض قید کر دیا تھا اور چند روز بعد مروان نے سفارش کر کے رہا کرا دیا تھا۔ لیکن جس وقت عبدالملک بن مروان نے خون ولید کے بدلہ لینے پر کمر ہمت باندھ کر ارمینیہ سے خروج کیا تو ثابت بن نعیم نے لشکر اہل شام کو فریب دے کر شام کی طرف براہ فرات واپس جانے پر آمادہ کر دیا۔

مروان کی اطاعت: چنانچہ مروان کے اکثر سردار لشکر اور لشکری ثابت سے آ ملے۔ بجائے یزید بن ولید سے جنگ کرنے کے ثابت ہی سے جنگ ٹھہر گئی۔ بالآخر لشکریان مروان نے جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے مغلوب ہو کر اطاعت قبول کر لی اور ثابت بن نعیم مع اپنی اولاد کے قید کر دیا گیا اس واقعہ کے بعد مروان نے لشکر کو دوبارہ مرتب و آراستہ کر کے شام کی طرف

روانہ کیا اور خود جزیرے سے بیس ہزار فوج لے کر بہ قصد معاوضہ خون ولید یزید کی طرف بڑھا۔ یزید تک یہ خبر پہنچی، گھبرا کر لکھ بھیجا کہ "تم میری بیعت کر لو میں تم کو جزیرہ، موصل اور آذربائیجان کی حکومت دے دوں گا"۔ مروان نے بیعت کر لی اور یزید نے سند حکومت بھیج دی۔ دمشق تک جانے کی نوبت نہ آنے پائی۔ راستے ہی سے مروان واپس آیا۔

وفات یزید و خلافت ابراہیم: ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۶ھ کو یزید بن ولید اپنی حکومت کے پانچویں مہینہ (مقام دمشق میں) داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قدریہ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن اکثر آدمیوں نے اس سے اختلاف کیا اور بیعت عامہ نہ ہونے پائی۔ کبھی یہ خلیفہ کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اور کبھی امیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ غرض اسی تذبذب کی حالت میں تقریباً تین ماہ گذر گئے۔ بعد ازاں مروان بن محمد نے اس کو مسند خلافت سے اتار دیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا اور ۱۳۲ھ میں مر گیا۔

مروان کی دمشق پر فوج کشی: یزید کے انتقال کے بعد جس وقت لوگوں نے اس کے بھائی ابراہیم کو مسند خلافت پر بٹھایا۔ اسی وقت مروان نقض امن کر کے بہ قصد جنگ دمشق کی طرف چل کھڑا ہوا۔ رفتہ رفتہ قنسرین پہنچا۔ ان دنوں بشیر بن ولید والی قنسرین تھا جو یزید بن ولید کے زمانہ حکومت سے اس عہدہ پر تھا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی مسرور بھی وہیں موجود تھا۔ مروان نے بشر و مسرور سے بیعت کرنے کو کہا انہوں نے انکار کیا۔ صف آرائی کی نوبت آئی چونکہ یزید بن عمر بن ہبیرہ کا میلان طبع پہلے ہی مروان کی جانب ہو گیا تھا۔ بنو قیس کو لے کر مروان سے جا ملا اور بشر و مسرور کو گرفتار کر کے مروان کے حوالے کر دیا۔ مروان نے ان دونوں کو قید کر دیا اور اہل قنسرین کو بھی اپنے ہمراہ لئے ہوئے حمص کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل حمص پر ان دنوں عبدالعزیز بن حجاج بن عبدالملک بسر افسری لشکر دمشق محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے ابراہیم کی بیعت خلافت سے اختلاف کیا تھا مگر جوں ہی مروان کا لشکر حمص کے قریب پہنچا۔ عبدالعزیز اپنا بوریا سنبھال چلتا پھرتا نظر آیا۔ اہل حمص نے بطیب خاطر مروان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابراہیم کو ان حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے سلیمان بن ہشام کو ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے مروان کے مقابلے پر بھیجا۔ مروان کے پاس اس وقت اسی ہزار فوج تھی۔ جنگ چھڑنے سے پیشتر مروان نے صلح کا پیام دیا اس شرط سے کہ ہم خون ولید کے معاوضہ سے دست کش ہوتے ہیں تم اس کے لڑکوں حکم و عثمان ولی عہدوں کو رہا کر دو۔ سلیمان بن ہشام اور اس کے ہمراہیوں نے انکار کیا جنگ شروع ہو گئی طلوع آفتاب کے وقت سے عصر کے وقت تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی اس اثناء میں مروان کے تین ہزار سواروں نے لشکر سلیمان پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ دمشقی لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اہل حمص تلواریں نیام سے کھینچ کر دوڑ پڑے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو خیار و کدو کی طرح کاٹ ڈالا اور اتنے ہی آدمی قید کر لئے گئے۔

دمشق پر قبضہ: خاتمہ جنگ کے بعد مروان نے دمشق کا رخ کیا اور کل لوگوں سے حکم و عثمان پسران ولید کی بیعت لے لی۔ یزید بن عفار کلبی اور ولید بن مضاد کلبی کو قید کر دیا (جو بحالت قید مر گئے۔ یہ منجملہ ان لوگوں کے تھے جو قتل ولید کے واقعے میں

شریک تھے) یزید بن خالد قسری منہزمین کے ساتھ بھاگ کر دمشق پہنچا۔ ابراہیم (خلیفہ کا امیر دمشق) یزید بن خالد اور عبدالعزیز بن حجاج وغیرہ جمع ہو کر حکم وعثمان پسران ولید کے قتل کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ اس خیال سے کہ مبادا مروان ان لوگوں کو لڑ بھڑ کر رہا نہ کر دے اور یہ لوگ اپنے باپ کے خون کا معاوضہ نہ طلب کرنے لگیں۔ بالآخر یزید بن خالد ان دونوں امیر زادوں کے قتل پر مامور کیا گیا۔ اس نے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کو متعین کیا جس نے ان دونوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ساتھ ہی اس کے بعد یوسف بن عمر کو بھی قید خانے سے نکال کر مار ڈالا۔ باقی رہا ابو محمد سفیانی' اس نے قید خانے میں گھس کر ایک مکان کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ ہر چند کوشش کی گئی مگر نہ کھلا اس اثناء میں سواران مروان کے آنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ ابراہیم اور اس کے کل ہوا خواہ بھاگ کھڑے ہوئے سلیمان بھی چلتے چلاتے جو کچھ بیت المال میں تھا لے دے کر بھاگ گیا۔

باب : ۱۲

مروان

<u>بیعت خلافت</u>: مروان اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا۔ حکم وعثمان پسران ولید اور یوسف بن عُمر کی لاش پیش کی گئی۔ نہایت افسوس کے ساتھ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرا دیا۔ بعدہ ابومحمد سفیانی مقید حاضر کئے گئے۔ مروان نے کہا ''خلافت مبارک'' ابومحمد سفیانی بولے ''نہیں!'' دونوں ولی عہدوں (یعنی حکم وعثمان) نے اپنے بعد تم ہی کو مقرر کیا ہے''۔ مروان یہ سن کر خاموش ہو گیا ابومحمد سفیانی اور حاضرین دربار نے مروان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص نے بیعت کی تھی۔

تکمیل بیعت کے بعد مروان اپنے جائے قیام حران میں چلا آیا۔ چند صلح جو لوگوں نے درمیان میں پڑ کر ابراہیم بن ولید اور سلیمان بن ہشام کے لئے امان حاصل کر لی۔ چنانچہ ابراہیم وسلیمان مع اپنے بھائی، لڑکوں، عورتوں اور خادمان ذکوانیہ کے تدمر سے مروان کی خدمت میں چلے آئے اور بیعت کر لی۔

<u>اہل حمص کی سرکشی</u>: دمشق سے حران میں مروان کے واپس آنے کے بعد ثابت بن نعیم فلسطین سے مروان کی مخالفت کرنے کے خطوط اہل حمص کے پاس بھیجنے لگا۔ تھوڑے دنوں بعد اہل حمص راضی ہو گئے اور تدمر سے بنو کلب کو بھی طلب کیا۔ اصبغ بن ذوالہ کلبی مع اپنی اولاد کے اور معاویہ سکسکی شہسوار اہل شام وغیرہ ایک ہزار سواروں کو ہمراہ لئے ہوئے عید الفطر ۱۲۷ھ کے شب کو حمص کو آ پہنچے۔ مروان نے اپنا لشکر مرتب کر کے حران سے اس فتنہ وشورش کے روکنے کو نکل کھڑا ہوا۔ اس کے ہمراہ ابراہیم (معزول خلیفہ) اور سلیمان بن ہشام بھی تھا۔ عید الفطر کے تیسرے دن حمص کے قریب پہنچا۔ اہل حمص نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ مروان کے منادی نے پکار کر کہا (ما دعاکم الی النکث) ''تم کو کس چیز نے بیعت توڑنے پر آمادہ کیا''۔ اہل حمص نے جواب دیا (نحن لم ننکث و نحن علی الطاعة) ''ہم نے بیعت شکنی نہیں کی اور ہم مطیع ہی ہیں'' اور دروازے کھول دیئے۔ عمر بن وضاح تین ہزار کی جمعیت سے شہر میں داخل ہوا۔ مخالفین نے مقابلہ کیا لیکن جب عہدہ برآ ہوتے نظر نہ آئے دوسرے دروازے سے نکل گئے۔ مروان ان کے تعاقب میں دوڑ کر دروازے کے اوپر چڑھ گیا اور تقریباً پانچ سو آدمیوں کو مار ڈالا اور شہر پناہ کو تین سو دراع کے قریب منہدم کرا دیا۔ اصبغ بن ذوالہ اور اس کا لڑکا فرافصہ

جان بچا کر بھاگ گیا۔

اہل غوطہ کی سرکوبی: اس واقعہ کے بعد مروان کو جب کہ وہ حمص میں تھا اہل غوطہ کی بغاوت کا حال معلوم ہوا کہ انہوں نے یزید بن خالد قسری کو اپنا امیر بنا کر والی دمشق زامل بن عمر کا محاصرہ کر لیا ہے۔ فوراً ابوالورد بن کوثر بن زفر بن حرث اور عمر بن وضاح کو بسر افسری دس ہزار فوج کے والی دمشق کی کمک کو روانہ کیا۔ دمشق کے قریب پہنچ کر ابوالورد نے باہر سے اور اہل شہر نے اندر سے حملہ کیا۔ اہل غوطہ کو شکست ہوئی یزید بن خالد مارڈالا گیا اور اس کا سر مروان کے پاس بھیج دیا گیا اور مزہ و برامہ جلا کر خاک وسیاہ کر دیئے گئے۔

ثابت بن نعیم کا خاتمہ: اس فتنے کا فرو ہونا تھا کہ ثابت بن نعیم نے اہل فلسطین کو جمع کے کرطبریہ پر محاصرہ کیا اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم والی طبریہ تھا۔ مروان نے یہ خبر پا کر ابوالورد کو اس طوفان بغاوت کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ جس وقت ابوالورد طبریہ کے قریب پہنچا اہل طبریہ نے شہر سے نکل کر حملہ کیا۔ اہل فلسطین کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ اتفاق سے اثناء شکست میں ابوالورد سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ثابت بن نعیم کو دوبارہ شکست اٹھانی پڑی۔ اس ناگہانی واقعہ سے اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے اور تین لڑکے اس کے گرفتار کر لئے گئے۔ جن کو ابوالورد نے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے فلسطین پر رماحس بن عبدالعزیز کنانی کو مامور کیا۔ دو مہینے بعد اس نے تلاش کرا کے ثابت کو گرفتار کر کے مروان کے پاس بھیج دیا۔ مروان نے اس کو مع اس کے تین لڑکوں کے ہاتھ پاؤں کٹا کر سولی پر چڑھا دیا۔

تدمر پر مروان کا قبضہ: ان واقعات سے فارغ ہو کر مروان نے دیر ایوب میں اپنے لڑکوں عبداللہ وعبیداللہ کی ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لی اور ہشام کی لڑکیوں سے عقد کر دیا۔ بعد ازاں تدمر کا رخ کیا کیونکہ یہی ایک مقام شام میں اس کے قبضہ سے باہر رہ گیا تھا۔ اہل تدمر نے اس کے آنے سے پیشتر پانی کی سطح کو نیچا کر دیا تھا اس وجہ سے مروان کے لشکریوں نے چھاگلیں اور مشکیں بھر لیں اور اونٹوں پر بار کر لیا۔ مروان نے تدمر کے قریب پہنچ کر اپنے وزیر ابرش کلبی کو اہل شہر کے پاس بھیجا ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اور کچھ لوگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ابرش اس کے شہر پناہ کو بھی منہدم کرا کے جو لوگ مطیع ہو گئے تھے ان کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مروان کے پاس چلا آیا۔ بعدہ مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کی جانب ضحاک شیبانی خارجی سے جو کہ کوفے میں تھا جنگ کرنے پر مامور کیا اور متواتر امدادی فوجیں شام سے روانہ ہونے کا حکم دیا اور خود بہ غرض روانگی یزید بن عمر قرقیسیا میں آ ٹھہرا۔

سلیمان بن ہشام اور مروان کی جنگ: اس سے پیشتر سلیمان بن ہشام اجازت حاصل کر کے آرام کرنے کے لئے رصافہ میں قیام پذیر ہو گیا تھا۔ اتفاق سے ایک گروہ کثیر اہل شام کا جن کو مروان نے ابن ہبیرہ کے ساتھ عراق کی طرف روانہ کیا تھا رصافہ کی جانب واپس آیا اور سلیمان بن ہشام کی خدمت میں خلافت قبول کرنے کی درخواست پیش کی۔ سلیمان نے منظور کر لیا ان کے ساتھ ساتھ قنسرین گیا۔ لشکر کو مرتب و آراستہ کر کے اہل شام کو خط لکھا۔ اہل شام چاروں طرف سے بادلوں کی طرح امنڈ آئے۔ مروان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے ابن ہبیرہ کو قیام کر دینے کا فرمان بھیج دیا اور خود قرقیسیا سے

سلیمان کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔ قنسرین کے باہر مقام خساف میں سلیمان بن مروان نے صف آرائی کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلیمان شکست کھا کر بھاگا مروان نے اس کے لشکر گاہ کا مال واسباب اپنے لشکریوں کے لئے مباح کر دیا اور نہایت بے رحمی سے اس کے ہمراہیوں کو جو گرفتار کر لئے گئے تھے قتل کر ڈالا۔ ابراہیم (سلیمان کا بڑا لڑکا) اور خالد بن ہشام مخزومی (ہشام بن عبدالملک کا ماموں) مع تین ہزار فوج کے معرکۂ جنگ میں کام آئے۔

محاصرہ حمص: سلیمان اپنی باقی ماندہ فوج لئے ہوئے حمص بھاگ کر پہنچا اور دوبارہ لشکر کو مرتب کر کے شہر پناہ کی ٹوٹی ہوئی دیواروں کو درست کرایا۔ مروان یہ سن کر حمص پر جا پہنچا۔ سلیمان کے ہمراہیوں میں سے سات سو آدمیوں نے مرجانے پر باہم عہد و پیمان کیا اور اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر کمین گاہ میں بیٹھ رہے۔ جس وقت مروان کے لشکر کا زیادہ حصہ گزر گیا۔ کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً مروان کے ساقہ پر حملہ کر دیا۔ صبح سے عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ مروان نے ان میں سے تقریباً چھ سو آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی جو رہے وہ سلیمان کے پاس چلے آئے۔ سلیمان یہ خبر سن کر اپنے لڑکے سعید کو چھوڑ کر تدمر چلا گیا۔ دس ماہ تک مروان حمص کا محاصرہ کئے رہا۔ تقریباً اسی منجنیقیں نصب کرائیں جن کے ذریعہ سے شب و روز سنگ باری کی جاتی تھی۔ بالآخر اہل حمص نے تنگ آ کر امان طلب کی۔ اس کے بعد مروان ضحاک خارجی سے جنگ کرنے کو کوفہ چلا گیا۔

ضحاک اور ابن ہبیرہ کی جنگ: بعض کا بیان ہے کہ سلیمان بن ہشام قنسرین سے شکست اٹھا کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس عراق چلا گیا تھا اور اس کے ہمراہ ضحاک سے جنگ کرنے کو خروج کیا تھا اور اسی کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی تھی۔ اسی اثناء میں نضر بن سعید والی عراق ہو کر آ گیا۔ پس جب سلیمان و عبداللہ وغیرہ اس سے مستعد جنگ ہوئے تو یہ مروان کی طرف بھاگا۔ اتفاق یہ کہ قادسیہ میں ضحاک کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہوگئی جس کا سردار ابن فلحان تھا۔ نضر نے اس کو قتل کر ڈالا۔ ضحاک نے بجائے اس کے کوفے میں مثنیٰ بن عمران کو والی بنایا اور خود موصل کی جانب چلا گیا۔ ابن ہبیرہ یہ سن کر کوفہ کی طرف بڑھا عین التمر میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ مثنیٰ مقابلے پر آیا' لڑائی ہوئی ابن ہبیرہ نے کمال مردانگی سے شکست دے کر اس کو مع چند سرداران ضحاک کے قتل کر ڈالا۔ اس سے خوارج بھاگ کھڑے ہوئے۔ انہیں لوگوں کے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا۔ کوفے میں پہنچ کر منہزمین نے اپنے منتشر گروہ کو جمع کر کے بقصد مقابلہ ابن ہبیرہ دوبارہ خروج کیا۔ ابن ہبیرہ نے اس مرتبہ بھی ان کو شکست دی اور مظفر و منصور ہو کر کوفے میں داخل ہوا۔ چندے قیام کر کے واسط کی جانب کوچ کر دیا۔ پھر ضحاک نے ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے کو عبیدہ بن سوار ثعلبی کو مامور کیا۔ مقام ضراۃ میں مقابلہ کی نوبت آئی۔ اس معرکے میں بھی خوارج شکست نصیب رہے جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

عبداللہ بن معاویہ: عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ۱۲۷ھ میں اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے ساتھ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس کوفہ چلے آئے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور تین سو درہم یومیہ ان کے لئے مقرر کر دیئے۔ ایک مدت تک اسی حالت میں رہے۔ پس جب ابراہیم بن ولید کی اس کے بھائی یزید کے بعد بیعت خلافت کی گئی اور شام میں آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگے اور مروان نے دمشق کا قصد کیا۔ اس وقت عبداللہ بن عمر نے عبداللہ بن معاویہ کو

اپنے پاس روک رکھا اور مقررہ روزینہ کو بڑھا دیا اور مروان سے یہ وعدہ کر لیا کہ اگر ابراہیم بن ولید پر فتح یابی حاصل کر لو گے تو میں تمہاری بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ مروان نے جس وقت ابراہیم پر فتح حاصل کر لی' اسمٰعیل بن عبداللہ قسری نے کوفے کے قریب جا کر دم لیا (اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابراہیم خلیفہ وقت نے لوگوں کے جمع کرنے کو بھیجا ہے) مگر عبداللہ بن عمر نے ایک نہ سنی اور مقابلے کے لئے نکل آئے۔ اسمٰعیل نے اس خیال سے کہ مبادا افشائے راز کی وجہ سے اس کی فضیحتی نہ ہو اپنے ہمراہیوں کو سمجھایا کہ ''مجھے خون ریزی منظور نہیں ہے اگر عبداللہ بن عمر میرا کہنا نہیں مانتا ہے نہ مانے''۔ اس اثناء میں ابراہیم کی شکست کی خبر طشت از بام ہوگئی اور اہل کوفہ میں نفاق پیدا ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ عبداللہ بن عمر نے مضر و ربیعہ کے بعض آدمیوں کو انعامات دیئے اور وظائف مقرر کئے تھے اور بعض کو کورا ہی رکھا تھا۔ جن لوگوں کے وظائف نہیں مقرر کئے گئے تھے ان لوگوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کیں۔ عبداللہ بن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی عاصم کو جب کہ وہ لوگ دیر ہند میں تھے معذرت کرنے اور سمجھانے کو بھیجا۔ پس وہ لوگ اس بے جا جوش وضد پر نادم ہو کر واپس آئے۔ شام ہوئی تو عبداللہ بن عمر نے ایک لاکھ درہم عمر بن غضبان بن قبعثری کے پاس بھیج دیا اس نے اپنی قوم پر تقسیم کر دیا۔

امارت کوفہ پر عبداللہ بن معاویہ کا قبضہ: اس سے شیعان علیؓ میں شورش پیدا ہوئی اور انہوں نے جمع ہو کر عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی' قصر کوفہ میں لے گئے۔ امارت کی کرسی پر بٹھایا اور عاصم کو نکال دیا۔ عاصم بہ حال پریشاں اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس حیرہ چلا آیا۔ کوفیوں نے علی الاعلان عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کی۔ از انجملہ منصور بن جمہور' اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطا وغیرہ تھے۔ اس کے بعد اہل مدائن کی جانب سے چند لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی رفتہ رفتہ ایک لشکر جمع ہو گیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے سب کو مرتب و مسلح کر کے عبداللہ بن عمر کی طرف جو حیرہ میں تھا خروج کر دیا۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک آزاد غلام کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا اور یہ سمجھا دیا کہ فلاں مقام پر میرے آنے تک ٹھہرے رہنا اور اس کے بعد خود بھی بہ قصد جنگ لشکر لئے ہوئے نکلا۔

عبداللہ بن معاویہ کی پسپائی: جب عبداللہ بن عمر مقام موعود پر پہنچ گئے۔ تو دونوں نے مجموعی قوت سے حملہ کیا۔ اثناء جنگ میں منصور بن جمہور' اسمٰعیل برادر خالد قسری اور عمر بن عطاء جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر کنارہ کش ہو گئے۔ عبداللہ بن عمر نے ان کو راستہ دے دیا وہ تو حیرہ چلے گئے اور عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر کوفہ چلے آئے۔ باقی رہا عمر بن غضبان اس کو عبداللہ بن عمر کے میمنہ نے گھیر رکھا۔ اس نے اپنے ہمراہیوں کو ایک پر جوش تقریر سے ابھار کر ایسا قوی حملہ کیا کہ عبداللہ بن عمر کا میمنہ مجبوراً پیچھے ہٹا اور عمر بن غضبان مع اپنے ہمراہیوں کے کوفہ واپس آیا۔ چند روز تک عبداللہ بن معاویہ کے ساتھ قصر امارت میں ٹھہرا رہا۔ ربیعہ و زیدیہ سکک کے دروازوں پر کمال مردانگی سے عبداللہ بن عمر کا مقابلہ کر رہے تھے۔ بالآخر مصالحت کی گفتگو ہونے لگی۔ ربیعہ نے اپنے اور عبداللہ بن معاویہ اور زیدیہ کے لئے امان حاصل کر لی۔ چنانچہ عبداللہ بن معاویہ ان لوگوں کے ہمراہ مدائن چلے گئے۔ کوفے کے ایک گروہ نے ان کی اتباع کی اور مدائن پہنچ کر جب ان کی حالت اطمینان بخش ہوگئی تو انہوں نے حلوان' جبل' ہمدان' اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کی حالت احاطہ تحریر

میں لائی جائے گی۔

نصر بن سیار اور حرث بن شریح: جس وقت مروان کے قبضہ میں زمام حکومت آ گئی اور اس نے اپنی جانب سے عراق کی گورنری پر یزید بن عمر بن ہبیرہ کو مامور کیا تو ابن ہبیرہ نے خراسان کی نیابت پر نصر بن سیار کو بحال رکھا۔ نصر بن سیار نے مروان بن محمد کی بیعت کی۔ حرث بن شریح کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہ مجھے یزید بن ولید نے امان دی تھی نہ کہ مروان نے' ذہن میں یہ آ نا تھا کہ نکل کھڑا ہوا اور اپنے ہوا خواہوں کو جمع کر کے ایک لشکر مرتب کر لیا۔ نصر سے تحریک کی کہ شریک جماعت رہو جو کام کیا جائے شوریٰ سے کیا جائے نصر نے منظور نہ کیا۔ تب حرث کے کہنے سے جہم بن صفوان نے (جوراسپ کا آزاد غلام اور جہمیہ کا سردار تھا) کھڑے ہو کر نصر کی عادات و خصائل بیان کر کے لوگوں پر اس امر کو جس کی اس کو دعوت دی گئی تھی ظاہر کر دیا اس سے عوام الناس پر بہت برا اثر پڑا یوماً فیوماً جماعت بڑھتی گئی پھر حرث نے نصر کے پاس سالم بن احور افسر پولیس کی معزولی اور دوسرے عمال کی تبدیلی کا پیام بھیجا۔

دونوں آدمیوں میں بہت ردوکد کے بعد یہ طے پایا کہ چار اشخاص مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان من جانب نصر بن سیار اور مغیرہ بن شعبہ جہضمی اور معاذ بن جبلہ۔ حرث کی جانب سے منحصر علیہم پر مقرر کئے جائیں جو طریقہ سیاست بتلائیں اور جن جن عمال کو منحصر علیہم ولایت سمرقند و طخارستان پر مقرر کریں فریقین کو منظور ہوگا۔ چونکہ اکثر حرث کہا کرتا تھا کہ ''میں علم بردار اور عرب کا سردار ہوں۔ دمشق کا شہر پناہ بات کی بات میں زمین دوش اور بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ کر دوں گا'' نصر نے کہلا بھیجا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو بسم اللہ دمشق کا قصد کر دو (اگر کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہارے قبضے میں ہوں ورنہ تم اپنے قبیلہ کو تباہ نہ کرو''۔ حرث نے جواب دیا ''میں تو سچ ہی کہہ رہا ہوں لیکن افسوس ہے کہ میرے ہمراہی اس امر پر بیعت نہ کریں گے''۔ نصر نے کہا ''جب یہ لوگ تمہاری رائے کے پابند نہیں ہیں تو کیوں بیس ہزار ربیعہ و یمن کو معرض ہلاکت میں ڈالتے ہو۔ خیر لو میں تم کو ماوراء النہر کی حکومت دیئے دیتا ہوں ساتھ ہی اس کے تین لاکھ درہم بھی نذر کروں گا''۔ حرث نے اس سے انکار کیا اس وقت نصر نے کرمانی سے مخاطب ہو کر کہا ''تم حرث کا خاتمہ کر دو اگر تم نے اس کو مار ڈالا تو یاد رکھو میں عمر بھر تمہارا مطیع رہوں گا''۔

نصر و حرث میں اختلاف: ان واقعات کے بعد نصر و حرث نے متفق ہو کر جہم بن صفوان و مقاتل بن حیان کو حکم مقرر کیا۔ ان دونوں نے بہ اتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ نصر تو معزول کر دیا جائے اور حکم و احکام شوریٰ سے صادر ہوا کریں۔ نصر نے اس فیصلہ سے انکار کیا۔ حرث نے اس انکار سے مخالفت کی اس فتنہ و فساد کی خبر پا کر چند عمائدین خراسان نصر کے پاس آئے۔ جس میں عاصم بن عمیر خزیمی' ابوالدیال ناجی اور مسلم بن عبدالرحمن وغیرہ تھے اور ان کے ہمراہ خود حرث بھی تھا۔ حرث نے حکم دیا۔ علی روس الاشہاد بازاروں میں' مساجد میں اور اس کے دروازے پر بھی اس کی حرکات' سکنات اور عادات بیان کی جائیں' چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی۔ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ دروازے پر جو حالات بیان کر رہا تھا۔ نصر کے غلاموں نے اس کی مرمت کر دی۔

حرث کی پسپائی: حرث کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو اس نے اعلان جنگ کر کے لڑائی کی تیاری کر دی اور رات کے وقت مرو کے شہر پناہ کو توڑ کر ایک بڑا سا روزن بنا لیا۔ دن ہوا تو اسی راہ سے شہر میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین جی توڑ کر گتھ گئے۔ جہم بن مسعود ناجی اور اعین (مولی حیان) مارے گئے۔ سالم بن احوز کا مکان لوٹ لیا گیا۔ صبح ہوئی تو سالم بن احوز بہ قصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ حرث بھی نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا لیکن اس کی قسمت میں پہلے ہی سے شکست لکھی جا چکی تھی پسپا ہو کر بھاگا۔ سالم بن احوز نے اس کے لشکر گاہ میں گھس کر اس کے کاتب (میر منشی یزید بن داؤد) کو مار ڈالا۔

نصر اور کرمانی کی جنگ: بعد ازاں نصر نے کرمانی کو بلا بھیجا یہ اس وقت از دوربیعہ میں موجود اور حرث کا بہی خواہ تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں پس کرمانی امان حاصل کر کے نصر کے پاس آیا باتوں باتوں میں نصر کے مصاحبین نے کرمانی سے سخت کلامی کی۔ جس سے ان کو نصر کی طرف سے سوءظنی پیدا ہوئی۔ اٹھ کر چل دیا لیکن اس کے ہمراہیوں میں سے جہم بن صفوان کو گرفتار کر کے ان لوگوں نے مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حرث نے اپنے لڑکے حاتم کو کرمانی کے پاس جنگ پر ابھارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کرمانی کے مصاحبین نے کہا" تمہارے یہ دونوں (یعنی حرث و نصر) دشمن جانی ہیں اور ۔

چو دشمن بہ دشمن شود مشتغل
تو با دوست بہ نشین بہ آرام دل

یہ آپ ہی لڑ بھڑ کر خائب و خاسر ہو جائیں گے تم کیوں دخل در معقولات کرتے ہو۔ کرمانی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا دوسرے صبح ہوتے ہی لڑائی شروع کر دی۔ نصر کے لشکر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ مگر کرمانی کے تیز حملوں کی تاب مقادمت نہ لا سکا۔ میدان جنگ سے بھاگ گئے اور تمیم بن نصر اور سالم بن احوز تلوار کے سایوں کے نیچے موت کی ٹھنڈی نیند سو رہے تھے۔

کرمانی کا مرو پر قبضہ: اگلے دن صبح کے وقت نصر نے مرو سے نکل کر حملہ کیا۔ تین روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر کرمانی اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ منادی نے یہ پکار کر ندا دی" اے گروہ ربیعہ و یمن کیوں بھاگ رہے ہو نصر ابن سیار تو مار ڈالا گیا"۔ ربیعہ و یمن یہ ندا سن کر گھبرا گئے اور مضریوں کو جو نصر کی رکاب میں تھے شکست ہوگئی۔ تمیم بن نصر پر غیرت کے مارے سینکڑوں گھڑے پانی کے پڑ گئے فوراً پیادہ پا ہو کر لڑنے لگا۔ جس وقت یمامہ کو شکست نصیب ہوئی تو حرث نے کہلا بھیجا "میں تمہارے لئے کافی ہوں کیونکہ یمانیہ تمہاری شکست دینے میں میری تائید کر رہے ہیں۔ تم اپنے ہمراہیوں کو کرمانی کے مقابلے پر بھیجو"۔ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ میدان جنگ نصر اور اس کے ہمراہیوں سے خالی ہو گیا۔ کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا' مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا مگر اس کا یہ فعل حرث کے خلاف مرضی تھا۔

حرث کا خاتمہ: پھر خاتمہ جنگ کے بعد بجائے اتفاق آپس میں نفاق پیدا ہو گیا۔ بشر بن برموضی پانچ ہزار آدمیوں کو لے کر حرث سے علیحدہ ہو کر کہنے لگا" ہم تو عدل کے خیال سے تمہارے ساتھ ہو کر لڑتے تھے لیکن اگر تم ضد کی وجہ سے کرمانی کی اتباع کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے"۔ حرث نے کرمانی کو شوریٰ کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ کرمانی نے انکار کر دیا۔ تب حرث اس سے جدا ہو کر دوسرے مقام پر چلا آیا۔ چند دنوں عواقب امور پر غور کرتا رہا۔ آخر الامر ایک روز شب کے

وقت شہر پناہ کو توڑ کر شہر میں گھس پڑا۔ کرمانی نے نہایت سختی سے مقابلہ کر کے حرث کو پسپا کر دیا۔ اس معرکے میں حرث اور اس کا بھائی سوادہ مارے گئے اور کرمانی بے غل وغش مرو پر پورے طور سے متصرف ہو گیا۔

بعض کا بیان ہے کہ بشر بن جرموز کی علیحدگی کے بعد کرمانی نے حرث کے ساتھ بہ قصد جنگ خروج کیا۔ جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ حرث کو کرمانی کا ساتھ دینے پر ندامت پیدا ہوئی۔ رات کے وقت اٹھ کر بشر کے لشکر میں چلا آیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔ مضریوں کو جو کرمانی کے لشکر میں تھے خط وکتابت کر کے بلا لیا۔ کرمانی کے ساتھ مضریوں میں سے سوائے سلمہ بن ابی عبداللہ کے اور کوئی نہ رہ گیا۔ لڑائی شروع ہوئی روزانہ اپنے اپنے خندقوں اور مورچوں سے نکل کر لڑتے اور شام ہوتے اپنے اپنے لشکر گاہ میں واپس چلے جاتے تھے۔ چند دنوں بعد حرث مرو کا شہر پناہ توڑ کر گھس پڑا۔ کرمانی نے اس کا تعاقب کیا۔ حرث اور اس کے ہمراہیوں نے کمال مردانگی وجوش سے مقابلہ کیا' اثنائے جنگ میں حرث اور اس کا بھائی اور بشر بن جرموز اور بنو تمیم کا ایک گروہ مارا گیا۔ باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کرمانی نے مرو میں داخل ہو کر مضریوں کے محلے کو کھدوا ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۲۸ھ کا ہے۔

ابومسلم کی مرو کو روانگی: ابومسلم نے ابراہیم امام کے حکم کی تعمیل کی۔ مرو آیا اور امام کا خط جو بنام سلیمان بن کثیر تھا' سلیمان بن کثیر کو دیا۔ اس خط میں دعوت خلافت عباسیہ کے اظہار کی تاکید کی تھی۔ سلیمان بن کثیر کے ہمراہیوں نے ابومسلم کو بہ اظہار اس امر کے کہ یہ شخص اہل بیت سے ہے چندے ٹھہرا رکھا اور لوگوں کو علانیہ خلافت عباسیہ قائم کرنے کی ترغیب دینے لگا اور اطراف وجوانب کے دعاۃ کو دعوتِ خلافت عباسیہ کے ظاہر کرنے کو لکھ بھیجا۔ ابومسلم نے مرو کے مضافات سے ایک گاؤں[1] میں قیام کیا۔ یہ واقعہ شعبان ۱۲۹ھ کا ہے۔ بعد ازاں ابومسلم نے دعاۃ[2] دولتِ عباسیہ کو طخارستان' مرالروذ' طالقان اور خوارزم میں دعوت دینے کی غرض سے پھیلا دیا اور یہ حکم عام دے دیا' کہ اگر مخالفین قبل از وقت پیش دستی کریں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے جہاد وحفاظت جان کے لئے تلواریں نیام سے باہر کر لینا اور جو شخص دشمنان خدا کے ساتھ مصروف ہونے کی وجہ سے وقت پر حاضر نہ ہو سکے گا وہ بعد از وقت اپنی جاں نثاری دکھا سکے گا اس میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

الظل والسحاب: ان لوگوں کی روانگی کے بعد آخری رمضان سنہ مذکور میں ابومسلم قریہ سفیدنج میں سلیمان بن کثیر خزاعی کے پاس جا کر مقیم ہوا۔ جن دنوں کرمانی وشیبانی اور نصر بن سیار سے لڑائی ہو رہی تھی۔ ۲۵ رمضان شب پنج شنبہ کو ابومسلم نے وہ پرچم نکالا جس کو امام ابراہیم نے اس کے پاس بھیجا تھا اور جس کا نام ''الظل'' تھا اور اس کو ایک نیزے پر نصب کیا جس کا طول چودہ ذراع تھا اور دوسرے پرچم کو جس کو امام ابراہیم نے اس کے ہمراہ بھیجا تھا اور ''السحاب'' کے نام سے موسوم تھا دوسرے

---

[1] اس گاؤں کا نام فنین تھا اور ابوالحکم عیسیٰ بن اعین نقیب کے مکان پر ابومسلم نے قیام کیا تھا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۱۶۹

[2] دعاۃ جو مختلف مقامات کی طرف بھیجے گئے ان کے اسماء بقید تقرری مقام حسب ذیل ہیں۔ ابوداؤد نقیب وعمر بن اعین طخارستان واطراف بلخ کی طرف ابوعاصم عبدالرحمٰن بن سلیم طالقان کی جانب۔ نصر بن صبیح تمیمی وشریک بن عقبی تمیمی مروالروذ کی طرف جہم بن عطیہ وعلاء بن حریث خوارزم کی طرف ماہ رمضان المبارک ۱۲۹ھ میں بھیجا گیا۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۶۹

نیزے پر جو طولاً تیرہ ذراع تھا نصب کیا۔ پرچم نصب کرنے کے وقت یہ آیہ کریمہ :

﴿اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا و ان اللّٰہ علی نصرھم لقدیر﴾

پڑھتا جاتا تھا۔ پرچم نصب کرنے کے بعد اس نے اور سلیمان بن کثیر اور اس کے بھائی اور غلاموں اور اہل سفیذنج سے جن لوگوں نے ان کی ہم خیالی قبول کی تھی۔ سیاہ کپڑے پہنے اور رات کے وقت اپنے گروہ کو مطلع کرنے کے خیال سے خرقان میں آگ مشتعل کی۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی چاروں طرف سے ہواخواہان دولت عباسیہ جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے اہل سقادم سات سو پیادوں کی جمعیت سے بسرگروہی ابو وضاح حاضر ہوئے۔ بعد ازاں دعاۃ میں سے ابو العباس مروزی آیا۔ پھر ابو مسلم نے نہایت حزم و احتیاط سے سفیذنج کی قلعہ بندی کی اور اس اثناء میں عید الفطر کا دن آ گیا۔ سلیمان بن کثیر نے نماز پڑھائی اور بلا اذان و اقامت پڑھی اور پہلی رکعت میں چھ تکبیریں کہیں دوسری میں پانچ۔ برعکس اس کے [1] بنوامیہ کرتے تھے اور یہ کل امور وہ تھے کہ ان کے امام اور امام کے باپ نے اس کی ہدایت کی تھی۔ سلیمان بن کثیر اپنے متبعین کے ساتھ نماز پڑھ کر اپنے جائے قیام پر واپس آیا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔

ابو مسلم کا نصر کے نام خط: اس سے پیشتر ابو مسلم جب نصر کو خط لکھا کرتا تھا تو اس کے نام کو سرنامہ میں لکھتا تھا لیکن جس وقت آپس میں ہواخواہان دولتِ عباسیہ کے جمع ہو جانے سے قوت آ گئی تو ایک خط نصر کو تحریر کیا اور اپنے نامہ کو سرنامہ پر لکھا:

عبارتِ خط یہ تھی :

((اما بعد فان اللّٰہ تبارک اسمائوہ غیر قوما فی القران فقال و اقسموا باللّٰہ جھد ایمانھم لئن جاء ھم نذیر لیکون اھدیٰ من احدی الامم فلما جاء ھم نذیر ما زاد ھم الا نفورا استکباراً فی الارض و مکر السئی و لا یحیق المکر السیئی الا باھلہ فھل ینظرون الا سنۃ الاولین فلن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا و لن تجد لسنۃ اللّٰہ تحویلا))

''اما بعد بے شک اللہ تبارک اسماؤہ نے قرآن میں ایک قوم کو بدل دیا ہے۔ پس ارشاد کیا اور قسم کھاتے تھے اللہ کی۔ تاکید کی قسمیں کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرسنانے والا آئے گا تو اور امتوں کی بہ نسبت بیشک ہم بہتر راہ چلیں گے۔ پھر جب ان کے پاس ڈرسنانے والا آیا تو بڑھ گئی ان کی اور نفرت اور غرور کرنا ملک میں اور برے کام میں داؤں کرنا اور برائی کا داؤں برائی کرنے والوں پر لوٹے گا۔ پس کیا اب وہی اگلوں کا سا دستور دیکھا چاہتے ہیں۔ پس تو اللہ کا دستور بدلتا نہ پائے اور نہ پائے گا اللہ کا دستور ٹلتا''۔

نصر اس خط کو پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا بجائے جواب خط اپنے آزاد غلام یزید کو ابو مسلم سے جنگ کرنے کو (ابو مسلم کے ظہور کے اٹھارویں مہینے) روانہ کیا۔

---

[1] بنوامیہ کا دستور یہ تھا کہ خطبہ قبل نماز پڑھتے اور نماز کو اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے اور دوسری میں تین۔ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۱۷۰

دولتِ عباسیہ اور امیہ کے مابین پہلی جنگ: ابو مسلم نے اس کے مقابلے پر مالک بن ہثیم خزاعی کو مامور کیا۔ جنگ چھڑنے سے پہلے مالک نے یزید کو حمایتِ آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت دی۔ یزید نے انکار کیا۔ مالک نے حملہ کرنے کا حکم دے دیا اس وقت اس کے ہمراہی صرف دو سو آدمی تھے۔ تمام دن بہت زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی، اتفاق وقت سے بعد عصر ابو مسلم کے پاس صالح بن سلیمان ضبی، ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ وغیرہ آ گئے۔ ابو مسلم نے ان کو مالک کی کمک پر بھیج دیا جس سے مالک کی قوت بڑھ گئی اور ایک تازہ جوش سے لڑنے لگا۔ عبداللہ طائی نے یزید (نصر کے آزاد غلام) پر دفعۃً حملہ کر کے قید کر لیا اور اس کے قید ہوتے ہی اس کے کل ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ بن طائی نے یزید کو مع مقتولین کے سروں کے ابو مسلم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ابو مسلم نے یزید کو عزت و احترام سے ٹھہرایا علاج کراتا رہا جب زخم مندمل ہو گئے تو کہا ''تمہارا جی چاہے تو میرے پاس قیام کرو اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے گا۔ ورنہ تم اپنے آقا کے پاس لوٹ جاؤ، مگر شرط یہ ہے کہ ہم سے اقرار کر لو کہ آئندہ ہمارے مقابلے پر نہ آؤ گے اور نہ ہم پر جھوٹ کی تہمت لگاؤ گے''۔ یزید نے پچھلی شق اختیار کی اور نصر کے پاس لوٹ آیا۔ نصر تاڑ گیا کہ ان لوگوں نے اس سے کچھ نہ کچھ ضرور اقرار لیا ہو گا۔ یزید نے کہا ''واللہ تمہارا خیال صحیح ہے ان لوگوں نے مجھ سے حلف لیا ہے کہ میں ان کو کذب سے متہم نہ کروں گا اور بے شک وہ لوگ اوقات مقررہ پر نماز اذان و اقامت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اللہ جل شانہ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کرنے کی طرف لوگوں کو رغبت دیتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ ایک نہ ایک روز ضرور کامیاب ہو جائیں گے اگر تم میرے آقا نہ ہوتے تو میں انہیں کے پاس ٹھہرا رہتا''۔ حالانکہ اکثر آدمی ہوا خواہان دولتِ عباسیہ کو بت پرستی اور استحلال حرام سے متہم کرتے ہیں (یہ پہلی لڑائی تھی جو کہ ہوا خواہان دولت امویہ و عباسیہ میں ہوئی)

خازم بن خزیمہ کا خروج: اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مروالروذ پر تصرف کر لیا اور اس کے عامل کو جو نصر بن سیار کی جانب سے مامور تھا قتل کر ڈالا۔ خازم بن خزیمہ قبیلہ تمیم سے تھا اور بنو عباس کا ہوا خواہ تھا جب اس نے مروالروذ پر خروج کرنے کا قصد کیا تو بنو تمیم مانع ہوئے اس نے ان لوگوں کو یہ پٹی پڑھائی کہ ہم اور تم ایک ہی ہیں پس اگر ہم کامیاب ہو گئے تو یہ سب تمہارا ہی ہے اور اگر مارڈالے گئے تو جھگڑا صاف ہو گیا تم کو ہماری مخالفت کی ضرورت ہی نہ رہ جائے گی''۔ بنو تمیم یہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس نے قریہ زاہا میں قیام کر دیا۔ ایک روز بحالتِ غفلت مروالروذ پر حملہ کر کے اس کے عامل بشر بن جعفر سعدی کو قتل کر ڈالا۔ (یہ واقعہ اوائل ذی القعدہ ۱۲۹ھ کا ہے) اور اپنے لڑکے خزیمہ بن خازم کو فتح کا بشارت نامہ دے کر ابو مسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابو مسلم خراسانی اور ابراہیم امام: بعض نے ابو مسلم کے واقعات یوں بھی بیان کئے ہیں کہ ابراہیم امام نے بہ وقت روانگی خراسان ابو مسلم کا عقد ابوالنجم کی لڑکی سے کر دیا تھا اور نقیبوں کو اس کی اطاعت و فرماں برداری کی تاکید کی تھی۔ ابو مسلم سواد کوفہ کا رہنے والا اور ادریس بن معقل عجلی کا قہرمان تھا۔ بعد ازاں محمد بن علی کی خدمت میں رہنے لگا۔ بعدہٗ ان کے لڑکے

ابراہیم بن محمد کی بعدہ اور ایمہ کی خدمت کرتا رہا جوان کی اولاد سے تھا۔ اسی زمانے میں خراسان بھیج دیا گیا۔ سلیمان بن کثیر نے کمسن ہونے کی وجہ سے واپس کر دیا۔ اس وقت ابوداؤد خالد بن ابراہیم نہر بلخ کی پرلی طرف گیا ہوا تھا۔ جب مرو میں واپس آیا اور امام کا خط اس نے پڑھا تو ابومسلم کو دریافت کیا۔ حاضرین نے کہا ''کم سنی کی وجہ سے سلیمان بن کثیر نے اس کو لوٹا دیا ہے کہ یہ کچھ کام نہ کر سکے گا اس سے ہم کو اور ان لوگوں کو جن کی دعوت دی جاتی ہے۔ جان کا خطرہ ہے''۔ ابوداؤد بولا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عامہ خلائق کی طرف مبعوث کیا تھا اور ان پر اپنی کتاب وشریعت نازل فرمائی تھی اور ان کو گذشتہ وآئندہ حالات سے آگاہ کیا تھا اور کمال رحمت سے آپ کا علم آپ کے بعد بھی آپ کی امت کے لئے باقی رکھا ہے اور بلاشبہ آپ کا علم آپ ہی کی عزت واہل بیت کے پاس ہے اور وہی لوگ معدن علم اور ورثاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس چیز کے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا کیا تم لوگوں کو اس میں کچھ شک وشبہ ہے''۔ حاضرین بولے ''نہیں'' ابوداؤد نے کہا ''پھر تم لوگوں کو کیوں شک وشبہ پیدا ہوا جو اس شخص (یعنی ابومسلم) کو امام نے تمہاری طرف کیا بلاسوچے سمجھے بھیجا تھا۔ اے بھائیو جب تک اس کی اہلیت وقابلیت امام نے نہ جانچ لی ہوگی تمہاری طرف اس کو نہ بھیجا ہوگا''۔ حاضرین ابوداؤد کی تقریر سے قائل ہو گئے اسی وقت آدمیوں کو بھیج کر ابومسلم کو واپس بلا لیا اور اپنے کاموں کا اس کو متولی کر دیا اور اس کی اطاعت کرنے لگے۔ اسی وجہ سے ابومسلم کا دل سلیمان بن کثیر کی طرف سے کشیدہ رہتا تھا۔

ابومسلم کی خراسان روانگی: اس کے بعد ابومسلم نے دعاۃ کو اطراف وجوانب بلاد میں پھیلا دیا۔ لوگ جوق در جوق شریک دعوت ہونے لگے۔ ۱۲۹ھ میں امام ابراہیم نے ابومسلم کو لکھ بھیجا کہ اس سال موسم حج میں مجھ سے آ کر مل لینا تاکہ مناسب حکم اظہار دعوت کے بارے میں تم کو دیا جائے اور یہ کہ قحطبہ بن شبیب کو مع مال واسباب کے جس قدر اس کے پاس جمع ہو گیا ہو لیتے آنا۔ چنانچہ ابومسلم مع نقباء اور شیعوں کے امام سے ملنے کو روانہ ہوا۔ قومس پہنچا تو امام کا خط ملا جس میں اس کے واپس جانے اور خراسان میں علانیہ دعوت کی ہدایت تھی۔ ابومسلم نے مال واسباب تو قحطبہ کے ساتھ روانہ کر دیا اور خود خراسان کی جانب لوٹ گیا۔ قحطبہ نے جرجان کا راستہ اختیار کیا۔ اطراف جرجان میں پہنچ کر خالد بن برمک اور ابوعون کو طلب کیا یہ لوگ مع مال واسباب کے فوراً حاضر ہو گئے قحطبہ اس کو بھی لے کر امام کی طرف روانہ ہو گیا۔

قتل کرمانی: اس سے پیشتر ہم بیان کر آئے ہیں کہ کرمانی نے حرث بن سُریج کی پرحوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جس سے مرو میں اس کا کوئی مزاحم باقی نہ رہا۔ نصر بن سیار نے یہ خبر پا کر سالم بن احور کو بسر افسری اپنے معتمدین اور نامی گرامی سواروں کے مرو کی طرف روانہ کیا۔ مرو کے باہر یحییٰ بن نعیم شیبانی ربیعہ کے ایک ہزار جنگ آوروں کو محمد بن مثنیٰ سات سو ازدی سپاہیوں کو ابوالحسن بن الشیخ اپنی قوم کو ایک ہزار جان بازوں اور جرمی سعدی ایک ہزار یمنیوں کو لئے ہوئے ملا۔ سالم و ابن مثنیٰ میں ملامت آمیز باتیں ہونے لگیں۔ اثنائے گفتگو میں سالم نے کرمانی کو گالیاں دیں۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ اس معرکے میں جیت ابن مثنیٰ کے ہاتھ رہی۔ سالم کے ہمراہیوں میں سے تقریباً سو آدمی مارے گئے اور سالم بھاگ کو نصر کے پاس پہنچا نصر نے عصمۃ بن عبداللہ اسدی کو اس مہم پر مامور کیا اس سے اور کرمانی کے ہواخواہوں سے وہی باتیں ہوئیں جو اس سے پیشتر سالم

سے ہوئی تھیں۔ محمد سعدی بسرافسری اہل یمن کے مقابلے پر آیا اور ایک خوں ریز جنگ کے بعد عصمت بن عبداللہ کو شکست دی۔ چار سو ہمراہی اس کے جنگ میں کام آئے۔ عصمت کی شکست کے بعد نصر نے مالک بن عمر تمیمی کو امیر لشکر مقرر کر کے بھیجا۔ محمد بن مثنیٰ کمال مردانگی سے مقابلے پر آیا۔ پہلی ہی جنگ میں مالک کو شکست ہوئی۔ سات سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اور کرمانی کے جان نثاروں میں سے تین سو آدمی عرصۂ کارزار میں مارے گئے۔

ابو مسلم کی حکمت عملی: چونکہ ابو مسلم خراسانی ایسے ہی مواقع کا منتظر تھا۔ واقعات بالا سے اس امر کا یقین کر کے کہ فریقین ایک دوسرے سے سرگرم پیکار ہو رہے ہیں اور ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔ شیبانی خارجی سے خط و کتابت کرنے لگا کبھی یمانیہ کی مذمت کرتا اور کبھی مضریوں کی اور قاصد کو جو مضریوں کی مذمت کا خط لے کر جاتا تھا یہ سمجھا دیتا تھا کہ یمانیہ کو دکھلاتے جانا اور یمانیہ کی مذمت والے قاصد کو ہدایت کر دیتا تھا کہ مضریوں کی نظر سے یہ خط گزار دینا۔ غرض اس فعل کی غایت یہ تھی کہ فریقین کا میلان اس کی طرف ہو جائے۔ جب ان میں اس کو ایک گونہ کامیابی ہوگئی تو نصر بن سیار اور کرمانی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ مجھے امام نے وصیت کی ہے اور میں ان کی رائے کو تمہارے حق میں بہتر سمجھتا ہوں''۔ بعد ازاں اسد بن عبداللہ خزاعی کو نسا سے اور مقاتل بن حکیم بن غزوان کو بلا بھیجا۔ سب سے پہلے انہیں دو آدمیوں نے ابو مسلم کی دعوت پر سیاہ کپڑے پہنے تھے اور یا محمد یا منصور کی ندا کی تھی ان کے بعد اہل ابیورد مرو الروذ اور مرو کے اطراف و جوانب کے قصباتیوں نے اس کی دعوت قبول کی اور سیاہ کپڑے رنگے تھے۔

نصر و کرمانی کی لڑائی: ابو مسلم ان سب کو طلب کر کے کرمانی اور نصر کے مورچوں کے درمیان آٹھہرا۔ فریقین کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ ہنوز کسی کی زبان سے کچھ نہ نکلنے پایا تھا کہ ابو مسلم نے کرمانی کے پاس کہلا بھیجا ''میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ کرمانی نے منظور کر لیا۔ ابو مسلم اس سے جا ملا۔ نصر نے یہ رنگ دیکھ کر کرمانی کو ایک خط تحریر کیا جس میں اس نے کرمانی کو ابو مسلم کے مکر و فریب سے ڈرایا تھا اور مصالحت کی غرض سے مرو میں چلے جانے کی رائے دی تھی۔ چنانچہ کرمانی مرو چلا گیا اور ابو مسلم لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا۔ اگلے دن صبح کے وقت اتمام صلح کی غرض سے کرمانی دو سو سواروں کو لے کر مرو سے باہر آیا۔ نصر نے تین سو سواروں کو بھیج دیا جنہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ کرمانی کا لڑکا علی ابو مسلم کے پاس بھاگ کر چلا آیا اور اس کے ہمراہ ہو کر نصر بن سیار پر حملہ آور ہوا۔ یہاں تک کہ وہ مجبوراً دار الامارت سے نکل کر کسی معمولی حیثیت کے آدمی کے مکان میں جا چھپا۔ ابو مسلم مظفر و منصور مرو میں داخل ہوا۔ علی بن کرمانی نے ہاتھ بڑھا کر بیعت کی ابو مسلم نے حکم دیا کہ تم جس حالت پر ہو بالفعل تا حکم ثانی اسی طرح بدستور قائم رہو۔

نصر بن سیار کا مروان کے نام خط: نصر بن سیار نے اسی زمانے میں مروان بن محمد کی خدمت میں ایک عرض داشت بھیجی تھی جن دنوں ابو مسلم اس کے اور کرمانی کے مورچوں کے مابین آ کر قیام پذیر ہوا تھا اور اس کی قوت و حوصلے کو اندازے سے باہر ترقی پذیر دیکھتا تھا۔ وہو ہذا:

((اری خلل الرماد و میض جمر و یوشک ان یکون لھاضرام فان النار بالعو[1] دین تذکی و ان الحرب اولھا الکلام فان لم قطفوھا تخرجوھا مسجرۃً یشیب لھا الغلام اقول من التعجب لیث شعری أ الفاظ امیۃ ام نیام فان یک قومنا اضحوا نیاماً فقل قوموا فقد حار القیام تعزی عن رحالک ثم قولی علی الاسلام و العرب السلام))

''شرارے نظر راکھ میں آ رہے ہیں نہ ہو شعلہ زن۔ خطرہ یہ ہو رہا ہے کہ دو ہی لکڑیوں سے بھڑکتی ہے آتش مگر جنگ کی باتوں سے ابتداء ہے جہاد' وگرنہ وہ نکلیں گے شعلے ہمیشہ جواں۔ پیر جس سے ہوا بتادے کوئی خاندانِ امیہ کہ ہے جاگتا یا پڑا سو رہا ہے۔ اگر قوم سوتی ہو خوابِ گراں میں تو کہہ دو کہ اٹھنے کا وقت آ گیا ہے کرو تعزیت اپنی اپنوں کو رو دو عرب اور اسلام کا خاتمہ ہے''۔

نصر بن سیار کا یہ خط مروان بن محمد کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ ضحاک بن قیس سے مصروف جنگ تھا اس نے نصر کی عرض داشت پر یہ فقرے لکھ کر واپس کر دیئے ((الشاھد یری مالا یدیٰ الغایب فاحسم الثلول قبلک)) نصر اس حکم کو پڑھ کر لشکریوں سے مخاطب ہو کر بولا ''بھائیو! امیر المومنین تم کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہم تم کو کچھ مدد نہیں دے سکتے ہیں''۔

ابراہیم بن محمد کی گرفتاری: جس وقت نصر کی یہ عرض داشت مروان کی پیشی میں تھی انہیں دنوں ابراہیم امام کا خط جواب خط ابو مسلم روانہ ہو چکا تھا اور اتفاق زمانہ سے یہ خط مروان کے اہلکاروں کے ہاتھ پڑ گیا تھا۔ لکھا تھا ''موقع اور قابو مل جانے سے اگر تم نے نصر و کرمانی کا خاتمہ نہ کر دیا تو سخت نالائقی کی بات ہے اور دیکھو خبردار خراسان پر متصرف ہونے کے بعد خراسان میں کسی عربی زبان بولنے والوں کو باقی نہ رکھنا''۔ مروان اس خط کو پڑھ کر سخت برہم ہوا اور اپنے عامل کو جو بلقاء میں تھا لکھ بھیجا کہ ''حمیمہ جا کر ابراہیم بن محمد کو پابہ زنجیر میرے پاس بھیج دو''۔ چنانچہ عامل بلقاء نے ایسا ہی کیا اور مروان نے ابراہیم بن محمد کو قید کر دیا۔

خلافت عباسیہ کی علانیہ دعوت: جس وقت ابو مسلم علانیہ خلافت عباسیہ کی دعوت دینے لگا جس طرف نظر اٹھتی تھی آدمی ہی آدمی آتے جاتے نظر آتے تھے۔ اہل مرو کی بھی اس کے یہاں آمد و رفت تھی جن کو نصر منع نہیں کرتا تھا۔ کرمانی اور شیبانی خارجی بھی ابو مسلم کے اس فعل سے ناراض نہ تھے کیونکہ اس نے مروان کی خلع خلافت کی سعی کی تھی۔ عوام الناس کا میلان اس کی طرف ان سے اور زیادہ ہو رہا تھا کہ اس کے دروازے پر نہ کوئی محافظ تھا اور نہ حاجب اور نہ امراء و ملوک کی طرح دربانوں کی سختیاں تھیں۔ بے روک ٹوک جب جس کا جی چاہتا تھا آتا تھا۔

نصر و شیبان خارجی: نصر نے شیبان خارجی کے پاس کہلا بھیجا کہ ''آؤ ہم اور تم صلح کر کے ابو مسلم سے جنگ کریں اور اگر یہ منظور نہ ہو تو سر دست ہم سے جنگ موقوف کر دو۔ یہاں تک کہ ہم اس سے نپٹ لیں۔ بعد ازاں جو جھگڑا ہمارے اور

---

1 عرب میں لوگ دو طرح سے آگ نکالتے تھے۔ چقماق سے یا دو لکڑیوں کی رگڑ سے۔ پس شاعر نے عودین سے چقماق کے نیچے کی لکڑی اور چقماق پر جس سے مارتے ہیں اس کے دستے کو تعبیر کیا ہے یا ان دو لکڑیوں کو مراد لیا ہے جس کی رگڑ سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ (مترجم)

تمہارے درمیان پڑا ہے اس کو طے کر لیں گے''۔ شیبان خارجی ان امور کے منظور کرنے میں پس و پیش کر ہی رہا تھا کہ ابومسلم کو اس پیام کی اطلاع ہوگئی۔ فوراً ایک خفیہ پیام ابن کرمانی کے پاس بھیج دیا کہ ''دیکھو شیبان خارجی کو نصر سے صلح نہ کرنے دینا ہم کو معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ اس کی ہمدردی کی وجہ سے نہیں تم تو اپنے باپ کا بدلہ لے رہے ہو۔ اگر صلح ہو جائے گی تو یہ مقصد فوت ہو جائے گا''۔ ابن کرمانی اس فریب میں آ کر ہو شیبان خارجی کے پاس گیا اور اس کی ثنا و صفت کر کے نصر سے صلح نہ کرنے پر آمادہ کر دیا۔

ابومسلم کا ہرات پر قبضہ: جب ابومسلم کو یہ معلوم ہوا کہ نصر و کرمانی میں مصالحت نہیں ہوئی۔ تو اس نے نضر بن نعیم ضبی کو ہرات کی طرف روانہ کیا۔ جس نے حالت غفلت میں ہرات پہنچ کر بہ آسانی تمام قبضہ کر لیا اور اس کے عامل عیسیٰ بن عقیل بن معقل لیثی کو جو نصر کی جانب سے مامور تھا ملاص دغا۔ یحییٰ بن نعیم بن ہبیرہ شیبانی یہ سن کر ابن کرمانی اور شیبان کے پاس گیا اور اس کو نصر سے مصالحت کرنے کی ہدایت کی اور یہ فقرہ دیا کہ اگر تم نے نصر سے مصالحت کر لی تو یہ یاد رکھو کہ ابومسلم اس سے بھڑ جائے گا اور تم سے متعرض نہ ہوگا کیونکہ خراسان مضر کے قبضہ میں ہے اور اگر تم نے نصر سے مصالحت نہ کی تو ابومسلم اس سے مصالحت کر کے تم سے صف آرائی کرے گا۔ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نصر کو ہی آگے بڑھا دو''۔ شیبان خارجی کے ذہن میں یہ باتیں مرتسم ہوگئیں۔

نصر و شیبان خارجی میں مصالحت: نصر کے پاس صلح کا پیام بھیج دیا۔ نصر تو اس کا منتظر ہی تھا منظور کر لیا۔ مسلم بن احوز صلح نامہ مرتب کرنے کے لئے شیبان کے پاس آیا سب نے بالاتفاق ایک صلح نامہ تحریر کیا۔ ابومسلم کو اس سے آگاہی ہوئی تو اس نے نصر و شیبان میں نفاق پیدا کرنے کی غرض سے کہلا بھیجا کہ ''تین ماہ کی میعاد بہت ہوتی ہے تم نے نصر سے اتنی بڑی مدت کیوں مقرر کی''۔ ابن کرمانی بولا ''میں نے نصر سے مصالحت نہیں کی' مصالحت کی ہے تو شیبان نے کی ہے میں تو اپنے باپ کا عوض لینا چاہتا ہوں''۔ شیبان نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور ابن کرمانی نے دوبارہ لڑائی کا دروازہ کھول دیا لیکن شیبان خارجی نے یہ کہہ کر کہ میں بدعہدی نہ کروں گا اس کا ساتھ نہ دیا۔

ابومسلم کی پیش قدمی: ابن کرمانی نے ابومسلم سے امداد طلب کی۔ ابومسلم نے بطیب خاطر منظور کر لیا اور قیام سفیذنج کے بیالیسویں روز سفیذنج سے ماخزان میں آ ٹھہرا۔ اپنے لشکر کے لئے مورچے قائم کئے۔ دمس باندھے' خندق کھودی اور خندق کے دو دروازے بنائے۔ اس کی پولیس کا مالک بن ہیثم افسر اعلیٰ تھا۔ محافظت پر ابو اسحاق خالد بن عثمان' دیوان لشکر پر ابو صالح کامل بن مظفر' خبر رسانی پر اسلم بن صبیح اور محکمہ قضاء و افتاء پر قاسم بن مجاشع نقیب مامور تھا۔ قاسم بن مجاشع ابومسلم کے ساتھ نماز پڑھتا اور عصر کے بعد بنو ہاشم اور متقدمین بنو امیہ کے فضائل بیان کرتا تھا۔

ابومسلم اور ابن کرمانی: ابومسلم نے ماخزان میں قیام کرنے کے بعد ابن کرمانی کے پاس کہلا بھیجا ''گھبرانا نہیں! میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ اس پر ابن کرمانی نے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ ابومسلم اس سے ملنے کو آیا' دو روز تک اس کے پاس ٹھہرا رہا بعد ازاں لوٹ آیا۔ یہ واقعہ اوائل (یعنی پانچویں تاریخ) محرم ۱۳۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد ابومسلم نے اپنے لشکر کی

جانچ پڑتال کی تو تعداد میں سات ہزار آدمی نکلے۔ کامل بن مظفر کو ایک رجسٹر میں ان کے اسماء وانساب لکھنے پر مامور کیا۔

ابومسلم کے خلاف قبائل مضر و یمن کا اتحاد: ان واقعات کے بعد ہی قبائل ربیعہ' مضر اور یمن نے متفق ہو کر اس امر کا معاہدہ کیا کہ آپس کے جھگڑے منقطع کر دیئے جائیں اور سب کے سب ابومسلم سے جنگ کرنے پر کمریں باندھ لیں"۔ ابومسلم یہ سن کر گھبرا گیا۔ قیام ماخران کے چوتھے مہینے طبسین چلا آیا کیونکہ ماخران ایسے مقام پر تھا کہ وہاں پر پانی اوپر سے آتا تھا خطرہ یہ پیدا ہوا کہ مبادا نصر پانی نہ روک دے اور ماخران میں پہنچ کر خندق' مورچے اور دمدمے باندھ لئے۔ نصر بن سیار نے نہر عیاض پر لشکر آرائی کی اور اپنے عمال کو اطراف و جوانب خراسان میں پھیلا دیا اور ابوالدیال اپنا لشکر لئے ہوئے طوسان میں جا ٹھہرا اور اہل طوسان کو ایذائیں دینے لگا۔ اس وجہ سے کہ اکثر اہل طوسان ابومسلم کے ہمراہ خندق میں تھے۔ ابومسلم نے ایک دستہ فوج ان کی حمایت پر بھیج دیا۔ لڑائی ہوئی اور ابومسلم کے ہمراہیوں کو فتح ہوئی۔ تقریباً تیس آدمی ابوالدیال کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کر لئے گئے۔ ابومسلم نے ان کو رہا کرا دیا۔ بعدہ محرز بن ابراہیم کو شیعان علی کے ایک گروہ کے ساتھ مضر کی امدادی فوج روکنے پر مامور کیا۔ اس نے نصر اور مروالروذ' بلخ اور طخارستان کے درمیان خندق کھود کر مورچہ قائم کیا رفتہ رفتہ اس کے پاس ایک ہزار کی جمعیت ہوگئی اس نے ان بلاد سے نصر کی آمد و رفت اور کمک موقوف کر دی۔

عبداللہ بن معاویہ کی بیعت: جیسا کہ بیان کیا گیا کہ عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کی بیعت خلافت کوفہ میں کی گئی تھی لیکن عبداللہ بن عمر بن عبداللہ بن معاویہ مدائن چلے گئے اور ان کے پیچھے پیچھے اکثر اہل کوفہ وغیرہ بھی چلے آئے تھے۔ پس انہوں نے جبال کا رخ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے حلوان' قومس' اصفہان اور رے پر بھی قابض و متصرف ہو گئے اور اصفہان میں قیام کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ اور محارب بن موسیٰ: محارب بن موسیٰ (بنو یشکر کا آزاد غلام) فارس میں بہت ہی بڑا عظیم الشان شخص سمجھا جاتا تھا اس نے دارالامارت اصطخر میں پہنچ کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے گورنر کو نکال دیا۔ لوگوں نے اس کے دباؤ سے عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ بعدازاں اس نے کرمان پر شب خون مارا اور اہل شام کے چند امراء لشکر اس سے آملے جس سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی۔ سالم بن مسیب عامل شیراز پر چڑھائی کر دی جو عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے مامور تھا اور اس کو ۱۲۸ھ میں قتل کر ڈالا۔ پھر اس مہم سے فارغ ہو کر اصفہان گیا اور عبداللہ بن معاویہ کو وہاں سے منتقل کر کے اصطخر میں لا ٹھہرایا۔ بنو ہاشم وغیرہ یہ خبریں سن سن کر اس کے پاس چلے آئے اس نے محکمہ مال کی جانچ پڑتال کی۔ عمال کا عزل و نصب کیا۔ منصور بن جمہور اور سلیمان بن ہشام بھی اس کے ہمراہ تھا۔ پھر شیبان بن عبدالعزیز خارجی بھی اس سے آملا۔ بعدازاں ابوجعفر المنصور و عبداللہ و عیسیٰ (علی بن عبداللہ بن عباس کے لڑکے) آئے اور جب یزید بن عمر بن ہبیرہ والی عراق ہو کر آیا اور نباتہ بن حنظلہ کلابی کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اہواز کی طرف بھیجا۔ سلیمان بن حبیب نے جو کہ اہواز میں مقیم تھا یہ خبر پا کر داؤد بن حاتم کو نباتہ بن حنظلہ کی روک تھام پر مامور کیا' لڑائی ہوئی داؤد بن حاتم مارا گیا۔ سلیمان بن حبیب اہواز سے نیشاپور بھاگ آیا۔ اکراد نے جو کہ اکثر و بیشتر وہاں موجود تھے نباتہ بن حنظلہ سے مقابلہ

کر کے پسپا کر دیا اور عبداللہ بن معاویہ کی بیعت کر لی۔ عبداللہ بن معاویہ نے اپنے بھائی یزید بن معاویہ کو نیشاپور بھیج دیا۔

محارب کا قتل: ان واقعات کے بعد محارب بن موسیٰ اور عبداللہ بن معاویہ سے ان بن ہو گئی۔ محارب نے لشکر جمع کر کے نیشاپور کا قصد کیا۔ یزید بن معاویہ مقابلے پر آئے لڑائی ہوئی محارب کو شکست ہوئی بھاگ کر کرمان پہنچا اور محمد بن اشعث کے آنے تک ٹھہرا رہا۔ جب وہ آ گیا تو اس کا ہم نوالہ و ہم پیالہ ہو گیا۔ تھوڑے دنوں بعد اس سے بھی کشیدگی پیدا کر لی۔ محمد بن اشعث نے اس کو مع اس کے چوبیس لڑکوں کے بار حیات سے سبک دوش کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ کی شکست: پھر یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ کے بعد اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو بسرافسری ایک عظیم الشان لشکر کے عبداللہ بن معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر داؤد بن ضبارہ تھا۔ داؤد نے اصطخر کے قریب پہنچ کر معن بن زائدہ کو دوسری طرف سے جنگ چھیڑنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن معاویہ عرصہ کارزار میں آئے داؤد نے دو طرف سے لڑائی چھیڑ دی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ بن معاویہ کو شکست ہوئی بہت سے ان کے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے اور اکثر مار ڈالے گئے۔ منصور بن جمہور سندھ کی طرف' عبدالرحمٰن بن یزید عمان کی طرف اور عمر بن سہیل بن عبدالعزیز مروان مصر کی طرف بھاگا۔ قیدی یزید بن عمر بن ہبیرہ کے پاس بھیج دیئے گئے۔ جن کو ابن عمر بن ہبیرہ نے رہا کر دیا۔ عبداللہ بن معاویہ نے خراسان میں جا کر دم لیا۔ معن بن زائدہ نے منصور بن جمہور کا تعاقب کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ منجملہ ان لوگوں کے جو عبداللہ بن معاویہ کے ہمراہیوں میں سے گرفتار کئے گئے تھے۔ عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ بھی تھے۔ حرث بن قطن ہلالی نے (جو عبداللہ بن علی کے ماموں ہوتے تھے) اس کی سفارش کی داؤد بن ضبارہ نے ان کو رہا کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ کا قتل: رہائی کے بعد عبداللہ بن علی نے عبداللہ بن معاویہ کے معائب بیان کئے اور ان کے ہمراہیوں کو خلاف وضع فطرت افعال کرنے سے متہم کیا۔ ابن ضبارہ نے ان کو یزید بن ہبیرہ کے پاس ان حالات کے بیان کرنے کے لئے بھیج دیا اور خود عبداللہ بن معاویہ کی تلاش میں شیراز کو جا گھیرا۔ عبداللہ بن معاویہ مع اپنے چند ہمراہیوں اور بھائی حسن و یزید کے شیراز کو خیر باد کہہ کر بھاگ نکلے۔ کرمان کے سنسان میدانوں کو طے کرتے ہوئے بامید امداد ابومسلم خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ کیونکہ ابومسلم لوگوں کو حمایت آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دیتا تھا اور خراسان پر متصرف بھی ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ اطراف ہرات میں پہنچے۔ ابونصر مالک بن ہیثم خزاعی ہرات کا والی تھا۔ اس نے آپ کا نسب دریافت کیا آپ نے بتلایا مالک نے کہا ''عبداللہ و جعفر کو تو میں جانتا ہوں۔ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء سے ہیں لیکن معاویہ کو میں نہیں جانتا کہ ان بزرگوں میں سے کسی کا نام رہا ہو''۔ عبداللہ بن معاویہ نے جواب دیا ''میرے دادا عبداللہ بن جعفر جن دنوں شام میں معاویہ کے پاس تھے۔ میرے باپ پیدا ہوئے۔ معاویہ نے ایک لاکھ درہم اس تقریب سعید میں بھیج دیئے مگر شرط یہ کی کہ مولود کو میرے نام سے موسوم کرو''۔ مالک بولا ''چونکہ تم لوگوں نے اسماء خبیثہ کو نہایت ذلیل و کم قیمت پر خرید کیا ہے لہٰذا تمہارا کوئی حق ہم پر نہیں ہے''۔ بعد ازاں ابومسلم کو عبداللہ بن معاویہ کے آنے سے مطلع کیا اس نے لکھ بھیجا کہ عبداللہ

کومع ان کے ہمراہیوں کے قید کرلو۔ پھر کچھ عرصہ بعد ان کے بھائیوں حسن وزید کی رہائی اوران کے قتل کا حکم بھیج دیا۔ چنانچہ مالک بن ہثیم خزاعی والی ہرات نے اس کی تعمیل کردی۔

علی بن کرمانی کی عہد شکنی: جس وقت نصر'ابن کرمانی اورقبائل ربیعہ یمن اورمضر نے ابومسلم سے جنگ کرنے پر متفق ہو کر کمریں باندھ لیں۔ابومسلم اوراس کے ہمراہیوں کواس سے خطرہ پیدا ہوا اپنی کل فوج کو جمع کر کے شمشیر بکف ہوگیا۔ سلیمان بن کثیر نے ابن کرمانی کو یہ فقرہ دیا کہ ''کل تو نصر نے تمہارے باپ کوقتل کیا ہے اورآج تم اس کے ہمراہ ہوکر ابومسلم سے جنگ کرنے کو آئے ہو''۔ابن کرمانی اس فریب میں آ کرنصر سے علیحدہ ہوگیا ادھر نصر نے عہد شکنی کے بعد ابومسلم سے مضریوں کی موافقت کرنے کوکہلا بھیجا ادھر ابن کرمانی کے ہمراہیوں نے بھی یہی پیام دیا۔ابومسلم نے فریقین کے وفود کوانتخاب کرنے کی غرض سے طلب کیا۔شیعوں نے وفود کے آنے سے پہلے ابومسلم سے کہہ رکھا تھا کہ مضر مروان کے ہمدرد ہوا خواہ اوراس کے عمال ہیں اورانہیں لوگوں میں یحیٰی بن زید کے قاتلین بھی ہیں۔پس جب ابومسلم کی خدمت میں وفود آئے تو سلیمان بن کثیرو یزید بن شقیق سلمی نے اسی قسم کی باتیں کیں اور یہ بھی بیان کیا کہ نصر بن سیار مروان کا عامل ہے اور یہ اس کوامیرالمؤمنین کے لقب سے یاد کرتا اوراس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے یہ اوراس کے ہمراہی راہ ہدایت پر ہرگزنہیں ہیں۔مناسب یہ ہے کہ علی بن کرمانی اوراس کے ہمراہیوں کواختیار کیجئے''۔سلیمان ویزید کی تقریر ختم ہوتے ہوئے ستر شیعوں نے اس کی تائید کی نصر کے وفود خائب وخاسر اورابن کرمانی کے ہشاش بشاش واپس ہوئے اورابومسلم ابین سے ماخران لوٹ آیا اورشیعہ کومکانات بنانے کا یہ کہہ کرحکم دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں اتفاق پیدا کرنے سے ہم کومستغنی کردیا ہے اب عرب کے فتنے کا ہم کو خوف باقی نہیں رہا۔

ابومسلم کا مرو پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد علی بن کرمانی نے ابومسلم کو یہ پیام دیا کہ تم مرو میں ایک جانب سے داخل ہو اور میں اپنی قوم کی جمعیت کے ساتھ دوسری طرف سے داخل ہوں گا۔ابومسلم اس پر مطمئن نہ ہوا کہلا بھیجا کہ پہلے تم نصر سے لڑائی شروع کرو پس علی بن کرمانی اورنصر میں جنگ چھڑ گئی اورکرمانی لڑتا بھڑتا مرو میں ایک طرف سے گھس پڑا۔ابومسلم نے بعض نقیبوں کوعلی بن کرمانی کے ہمراہ کردیا تھا جواس کے ساتھ ساتھ مرو میں داخل ہوگئے۔اس کے بعد خود ابومسلم نے مرو کارخ کیا۔اس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ خزاعی تھا' میمنہ پر مالک بن ہثیم اورمیسرہ پر قاسم بن مجاشع' غرض ابومسلم مرو میں داخل ہوا۔جس وقت کہ فریقین مصروف جدال وقتال تھے۔سیدھا دارالامارت کی طرف آیہ کریمہ ﴿و دخل المدینة علی حین غفلة من اهلها فوجد فیها رجلین یقتلان هذا من شیعته و هذا من عدوه﴾ پڑھتا ہوا چلا گیا اورفریقین کوجنگ موقوف کردینے اورواپس چلے جانے کا حکم دے دیا۔فریقین اپنے اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آئے اورمرو پر ابومسلم نے قبضہ کر کے لشکریوں سے بیعت لینے کا حکم صادر کیا۔چنانچہ ابومنصور طلحہ بن رزیق' ابومسلم کی طرف سے بیعت لینے لگا۔یہ منجملہ ان نقیبوں کے تھا جن کو محمد بن علی نے شیعوں سے انتخاب کر کے ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں خراسان کی طرف روانہ کیا تھا۔

عباسی نقیبوں کے نام: یہ نقباء تعداد میں بارہ نفر تھے۔خزاعہ سے سلیمان بن کثیر' مالک بن ہثیم' زیاد بن صالح' طلحہ بن

رزیق اور عمر بن اعین ۔ طے سے قحطبہ بن شبیب بن خالد بن سعدان ۔ تمیم سے ابوعیینہ موسیٰ بن کعب' لاہز بن قریظہ' قاسم بن مجاشع اور اسلام بن سلام ۔ بکر بن وائل سے ابوداؤد خالد بن ابراہیم شیبانی اور ابوعلی ہروی' اس کو شبل بن طھمان بھی کہتے تھے ۔ عمر بن اعین بجائے موسیٰ بن کعب کے مامور تھا اور ابوالنجم اسمٰعیل بن عمران بجائے ابوعلی ہروی کے اور یہ ابومسلم کا داماد بھی تھا ۔ نقیبوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کا باپ زندہ رہا ہو ۔ بجز ابومنصور طلحہ بن رزیق کے ۔ کہ وہ ابوزینب خزاعی تھا ۔ جنگ ابن اشعث میں شریک ہوا تھا اور مہلب کی صحبت پائی تھی اور اس کے ساتھ ہو کر لڑا تھا ۔ ابومسلم اکثر امور میں اس سے مشورہ لیا کرتا تھا اور لوگوں سے جس پر بیعت لیتا تھا اس کی عبارت یہ تھی :((ابایعکم علی کتاب اللّٰه و سنة رسوله محمد صلی اللّٰه علیه وسلم و الطاعة للرضا من ال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علیکم بذلک عهد اللّٰه و میثاقه و الطلاق و العتاق و المشی الی بیت اللّٰه الحرام و علی ان لا تسئالوا رزقاً و لا طمعاً حتی تبداء کم و لا تکم)) یہ واقعہ ۱۳۰ھ کا ہے ۔

نصر بن سیار کا فرار : مرو پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ابومسلم نے لاہز بن قریظ کو ایک گروہ کے ساتھ نصر بن سیار کے پاس بیعت لینے کو بھیجا ۔ نصر نے یہ سمجھ کر کہ ابومسلم کا قبضہ مرو میں ہو ہی گیا ہے اور اس سے جنگ کرنے کی طاقت نہ مجھ میں ہے اور نہ میرے ہمراہیوں میں ۔ یہ حیلہ کیا "میں کل شام کو دارالامارت میں حاضر ہو کر بیعت کر لوں گا" ۔ لاہز یہ سن کر واپس آیا اور نصر نے اپنے ہمراہیوں سے کہلا بھیجا کہ "کل کی خبر نہیں ہے آج ہی شب کو کسی محفوظ مقام میں چلا جانا چاہیے" ۔ اسلم بن احوز نے کہا "شب کے آنے کا انتظار فضول ہے' غالباً یہ موقع ہاتھ نہ آئے گا ۔ شام سے پہلے ہی مرو کو چھوڑ دینا چاہیے" ۔ نصر نے اس پر توجہ نہ کی ۔ ظہر کا وقت آیا تو ابومسلم نے پہلے اپنے لشکر کو مرتب کیا ۔ بعد ازاں لاہز قریظ کو دوبارہ نصر کے پاس بیعت لینے کو بھیجا نصر نے کہا "بھائی تم نے اس قدر عجلت کیوں کی وعدہ تو ابھی پورا نہیں ہوا" ۔ لاہز نے جواب دیا بات یہ ہے کہ "ہمارے گروہ والے تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں" ۔

نصر یہ سن کر مکان کے اندر گیا اور شام ہوتے ہی مکان کے پیچھے سے نکل کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا لڑکا تمیم اور حکیم بن نمیلہ نمیری اور اس کی بیوی مرزبانہ تھی ۔ لاہز ان لوگوں کے بھاگ جانے کے بعد مکان میں داخل ہوا ۔ کسی کو نہ پایا ۔ ابومسلم کو اطلاع دی ۔ اسی وقت ابومسلم نصر کے لشکرگاہ میں آیا اور اس کے ہمراہیوں کو قید کر لیا از انجملہ سالم بن احوز' افسر پولیس ۔ بختری کاتب اور اس کے دو لڑکے یونس' ابن عبدربہ اور محمد بن قطن وغیرہ تھے ۔ ابومسلم و ابن کرمانی نے نصر کا تعاقب کیا تمام رات سفر کرتے رہے صبح کے وقت نصر کی بیوی مرزبانہ کو پا گئے ۔ جس کو خود نصر چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تھا ۔ پس ابومسلم و کرمانی مرو میں واپس آئے اور نصر سرخس جا پہنچا پھر سرخس سے طوس چلا گیا ۔ پندرہ روز تک ٹھہرا رہا ۔ پھر نیشاپور چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا اور علی ابن کرمانی ابومسلم کے ساتھ رہنے لگا اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتا تھا ۔

شیبان خارجی کا خاتمہ : پھر ابومسلم نے نصر کے فرار ہونے پر شیبان حروری سے بیعت کرنے کو کہلا بھیجا شیبان نے جواب دیا "تم ہی میری بیعت کر لو" ۔ اس پر ابومسلم نے پیام دیا کہ اگر تم میری بیعت نہیں کرنا چاہتے ہو تو یہاں سے کوچ کر

جاؤ شیبان خارجی نے یہ سن کر ابن کرمانی سے امداد طلب کی اس نے انکار کر دیا تب شیبان سرخس چلا گیا۔ ایک گروہ بکر بن وائل کا جمع ہو گیا۔ ابو مسلم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے شیبان کے پاس کہلا بھیجا کہ ''تم اس فعل سے باز آؤ''۔ شیبان نے پیامبروں کو قید کر دیا اس پر ابو مسلم نے بسام بن ابراہیم مولیٰ بنی لیث کو جس کی کنیت ابو وردتھی۔ شیبان خارجی پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ غرض بسام اور شیبان میں لڑائی ہوئی۔ شیبان شہر میں بھاگ آیا۔ بسام نے اس کا تعاقب کیا بکر بن وائل نے ان قاصدوں کو قتل کر ڈالا۔ جن کو ابو مسلم نے شیبان کے پاس پیام دے کر بھیجا تھا اور بسام نے شیبان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم نے اپنے پاس سے ایک لشکر بسر افسری خزیمہ بن خازم و بسام بن ابراہیم شیبان سے جنگ کرنے کو بھیجا تھا۔ واللہ اعلم

ابو مسلم کی فتوحات: پھر چند روز بعد ابو مسلم نے نقیبوں میں سے موسیٰ بن کعب کو ابیورد کی طرف روانہ کیا اس نے اس کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو بلخ کی جانب بھیجا۔ ان دنوں بلخ میں زیاد بن عبدالرحمٰن قشیری والی تھا۔ اس نے ابو داؤد کے آنے کی خبر پا کر اہل بلخ، ترمذ اور لشکر طخارستان کو جمع کر لیا اور بہ انتظار ابو داؤد جوزجان میں آ ٹھہرا۔ ابو داؤد نے یہاں پہنچ کر حملہ کر دیا۔ زیاد کو پہلے ہی معرکے میں شکست ہوئی۔ ابو داؤد نے شہر بلخ پر قبضہ کر لیا اور زیاد مع اپنے ہمراہیوں کے ترمذ بھاگ آیا۔ ابو مسلم نے ابو داؤد کو واپس بلا بھیجا اور بجائے اس کے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلا کو بلخ پر مامور کیا۔ زیاد بن عبدالرحمٰن نے خط و کتابت کر کے اس سے سازش کر لی اور ابو مسلم سے جنگ کرنے کی غرض سے زیاد، مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی، عیسیٰ بن زرعہ سلمی، اہل بلخ، ترمذ، ملوک طخارستان اور ماوراء النہر جمع ہو کر بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلے پر آ اترے۔ یحییٰ بن نعیم مع اپنے ہمراہیوں کے ان لوگوں سے آ ملا۔ مضر و ربیعہ و یمن اور عجمیوں میں سے جو ان کے ہمراہ تھے سب نے متفق الکلمہ ہو کر سیاہ پرچم والوں (یعنی دعاۃ بنی عباسیہ) سے جنگ کرنے کو کمر ہمت باندھ لی اور اس خیال سے کہ مبادا آپس میں نفاق نہ پیدا ہو جائے مقاتل بن حیان نبطی کو امیر لشکر بنایا۔

معرکہ نہر سرجناں: ابو مسلم نے یہ سن کر ابو داؤد کو دوبارہ بلخ کی طرف روانہ کیا۔ نہر سرجناں پر فریقین نے صف آرائی کر کے لڑائی شروع کر دی۔ زیاد اور اس کے ہمراہیوں نے ابو سعید قرشی کو بطور مسلحہ ساقہ میں رکھا تھا اس نظر سے کہ مخالفین پس لشکر سے حملہ آور نہ ہوں۔ اتفاق سے اس کے لشکر کا بھی پرچم سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے ہمراہی زیاد وغیرہ یہ بھول گئے تھے۔ میدان کارزار گرم ہو جانے پر ابو سعید نے حملہ کیا زیاد اور اس کے ہمراہی یہ سمجھ کر کہ یہ سیاہ پرچم والوں کا لشکر ہے بھاگ کھڑے ہوئے لشکر کا زیادہ حصہ نہر میں ڈوب کر مر گیا اور جو باقی رہ گئے وہ تیز تلواروں کی نذر ہو گئے۔ ابو داؤد مظفر و منصور ان کے لشکر گاہ کو لوٹتا ہوا بلخ میں داخل ہوا اور بدنصیب زیاد یحییٰ مع اپنے ہمراہیوں کے ترمذ کی طرف چلے گئے۔

پسران کرمانی کا انجام: اس کے بعد ابو مسلم نے ابو داؤد کو طلب کر لیا اور بجائے اس کے نضر بن صبیح مزنی کو بلخ پر مامور کیا۔ ابو داؤد نے ابو مسلم کو علی و عثمان پسران کرمانی کے ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینے کی رائے دی۔ ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کی گورنری پر بھیج دیا۔ عثمان نے بلخ میں پہنچ کر فرافضہ بن ظہیر عیسیٰ کو اپنا نائب بنایا اور خود مع نضر بن صبیح کے مرو الروذ چلا گیا۔

مسلم بن عبدالرحمٰن باہلی یہ خبر پا کر مضریوں کو ترمذ سے اپنے ہمراہ لئے ہوئے بلخ پر آ پہنچا اور بہ زور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ عثمان و نصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے بلخ کا قصد کیا۔ عبدالرحمٰن کے ہمراہی یہ سن کر اسی شب کو بھاگ گئے۔ نصر نے اس خوف سے کہ ان کا استیصال نہ ہو جائے تعاقب نہ کیا لیکن عثمان کے ہمراہیوں نے دوسری طرف لڑائی چھیڑ دی اور خود ہی شکست اٹھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ایک گروہ کثیر ان کا اس معرکے میں کام آ گیا۔ بعد ازاں ابوداؤد نے بلخ کی جانب مراجعت کی اور ابومسلم نیشاپور کی طرف چلا اس کے ہمراہ علی بن کرمانی تھا چونکہ ابوداؤد سے پسران کرمانی کے قتل کا مشورہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے ابوداؤد نے عثمان کو بلخ پہنچ کر قتل کر ڈالا اور ابومسلم نے علی بن کرمانی کو نیشاپور کے راستہ میں بار حیات سے سبک دوش کر دیا۔

قحطبہ کی فتوحات: ۱۳۰ھ میں قحطبہ بن شبیب' امام ابراہیم کی جانب سے ابومسلم کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ وہ پرچم تھا جن کو دشمنوں سے جنگ کرنے کے لئے منعقد کیا تھا۔ ابومسلم نے اس کو مقدمۃ الجیش میں رکھا اور ایک دستہ فوج اس کے ہمراہ کر دیا اور عزل و نصب اسی کے اختیار میں رکھا اور کل لشکریوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔

نیشاپور کی فتح: اس سے پیشتر بہ وقت قبضہ خراسان ابومسلم نے اپنے عمال کو بلاد اسلامیہ پر اس طور سے مامور کیا تھا۔ سباع بن نعمان ازدی کو سمرقند پر' ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان پر' محمد بن اشعث خزاعی کو طبسین پر' مالک بن ہیثم کو پولیس پر اور قحطبہ کو طوس پر۔ قحطبہ کے ہمراہ چند سرداروں' سپہ سالاران لشکر ابوعون' عبدالملک بن یزید' خالد بن برمک' عثمان بن نہیک اور خازم بن خزیمہ وغیرہ تھے۔ اہل طوس کو پہلے ہی میدان میں شکست ہوئی قحطبہ نے بہت بے رحمی سے ان کو قتل کیا۔ اس کے بعد ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو نیشاپور کی طرف براہ محجہ روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر سے سوذقان میں جنگ کرنے کو لکھا اور دس ہزار لشکر کو بسرافسری علی بن معقل کمک پر روانہ کیا۔ تمیم کے ساتھ نابلیٔ بن سوید اور شیبان کے بقیۃ السیف ہمراہی تھے۔ قحطبہ نے تمیم بن نصر پر حملہ کی تیاری اور قبل حملہ کے جس امر کی سب کو دعوت دیتا تھا تمیم کو دعوت دی۔ جب اس نے اس کو قبول نہ کیا تو حملہ کر دیا۔ تمیم بن نصر اور ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا جن کی تعداد تیس ہزار بیان کی جاتی ہے' عرصہ جنگ میں مارا گیا۔ لشکر گاہ میں مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا گیا۔ باقی ماندہ فوج شہر میں جا کر پناہ گزیں ہوئی۔ قحطبہ کے راستے شہر میں داخل ہوا بہت بڑی خون ریزی کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ خالد بن برمک کو مال غنیمت کے جمع کرنے پر مامور کر کے نیشاپور کا رخ کیا۔ نصر بن سیار نیشاپور سے قومس بھاگ آیا۔

جرجان پر قبضہ: اسی اثناء میں اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے۔ پس نصر بن سیار قومس سے جرجان کی طرف روانہ ہو گیا' جہاں پر نباتہ بن حنظلہ تھا۔ جس کو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نصر کی کمک پر روانہ کیا تھا۔ فارس' اصفہان' اور رے ہوتا ہوا جرجان پہنچا اور قحطبہ نے رمضان یا شوال کی بارہ تاریخ تھی داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ باقی رہے اس کے ہمراہی وہ ہمدان چلے گئے۔

رے پر قبضہ: نصر بن سیار کی وفات کے بعد حسن بن قحطبہ نے خزیمہ بن خازم کو سمنان کی طرف مامور کیا۔ اسی اثناء میں

قحطبہ جرجان سے آ گیا اور زیاد بن زرارہ قشیری ابومسلم کی اطاعت قبول کر لینے پر نادم ہو رہا تھا۔ آگے آگے بقصد اصفہان ابن ضبارہ سے ملنے کی غرض سے چلا جا رہا تھا۔ قحطبہ نے مسیّب بن زہیر ضبی کو اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ مسیّب بن زہیر ضبی نے لڑ کر اس کو شکست دی۔ زیاد کے اکثر ہمراہی جنگ میں کام آ گئے۔ مسیّب قحطبہ کے پاس لوٹ آیا اور قحطبہ رے میں اپنے لڑکے حسن کے پاس چلا گیا۔ حبیب بن یزید نہشلی اور اہل شام یہ خبر پا کر بلا جدال و قتال رے چھوڑ کے نکل گئے اور حسن ماہ صفر میں داخل ہوا۔ قحطبہ نے فتح رے کی خوش خبری ابومسلم کو لکھی اور رے میں قیام کر دیا۔ چونکہ اکثر اہل رے کا میلان طبع بنو امیہ کی طرف تھا ابومسلم کے متصرف ہو جانے سے رے چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے ابومسلم نے سب کا مال و اسباب ضبط کر لیا جس کو سفاہ نے بہت دنوں بعد واپس کیا۔

اصپہبد کی اطاعت: اس کے بعد ابومسلم نے اصپہبد طبرستان کو اطاعت قبول کرنے اور خراج دینے کو لکھا۔ اصپہبد نے منظور کر لیا بعد ازاں مصمغان والی دنباوند و کبیر دیلم کو اسی مضمون کا خط لکھا۔ اس نے نہایت سختی سے اس کا جواب دیا۔ ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو رے سے روانہ ہونے کو تحریر کیا۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب بموجب اس حکم کے مصمغان سے لڑنے کو گیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ دیلم روزانہ موسیٰ سے جنگ کرنے کو آتے اور شام کو واپس جاتے تھے رفتہ رفتہ موسیٰ کے لشکریوں میں بہت سے آدمی زخمی ہو گئے اور اکثر معرکے میں کام بھی آ گئے اس پر طرہ یہ ہوا کہ مصمغان نے ان کی رسد و امداد بھی بند کر دی۔ مجبور ہو کر موسیٰ رے لوٹ آیا۔ مصمغان نے اس وقت سے برابر عہد حکومت المنصور تک عباسیوں کی اطاعت نہ قبول کی یہاں تک کہ حماد بن عمر ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور اس کے دنباوند کو فتح کیا۔

نہاوند کا محاصرہ: جس وقت قحطبہ کا خط جس کا ذکر اوپر آیا ہے ابومسلم کے پاس وارد ہوا مرو سے کوچ کر کے نیشاپور آ ٹھہرا بعد ازاں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو قیام رے کے تیسری شب کو ہمدان کی طرف روانہ کیا۔ مالک ابن ادہم اور کل اہل شام و خراسان ہمدان چھوڑ کر نہاوند چلے آئے۔ حسن نے ہمدان پر قبضہ کر کے نہاوند کا قصد کیا اور شہر سے چار فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا۔ قحطبہ نے ابوجہم بن عطیہ (باہلہ کے آزاد غلام) کو بسر گروہی سات سو فوج کے حسن کی کمک پر مامور کیا۔ جس وقت ابوجہم حسن کے پاس پہنچ گیا حسن نے نہایت مضبوطی سے نہاوند کا محاصرہ کر لیا۔ نیشاپور میں گذرانا' اوائل ذی القعدہ میں جرجان کی طرف کوچ کیا۔ اس کا لڑکا حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش پر تھا جو رفتہ رفتہ جرجان تک پہنچ گیا۔ اس وقت جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے ہمراہ اہل شام بھی موجود تھے۔ اہل خراسان کو ان کی جمعیت سے خوف پیدا ہوا۔ قحطبہ نے ان کو جمع کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا جس میں یہ ظاہر کیا کہ امام نے پیش گوئی کی ہے کہ تم لوگ اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کرو گے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ان پر فتح یاب بھی ہو گے"۔ لشکریوں کا دل اس پیشین گوئی کے سننے سے بڑھ گیا۔ قحطبہ نے لشکر کو مرتب کیا۔ میمنہ پر اپنے لڑکے حسن کو مامور کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہو گیا لشکر شام کو شکست ہوئی۔ نباتہ ابن حنظلہ مع دس ہزار فوج کے مارا گیا۔ خاتمہ جنگ پر نباتہ کا سر کاٹ کے ابومسلم کے پاس بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۰ھ کا ہے۔

اہل جرجان کی سرکوبی: قحطبہ کو جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ اہل جرجان بغاوت پر آمادہ ہیں۔ پس اس

نے ان میں سے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد نصر بن سیار خوار الرے کی طرف چلا آیا۔ خوار الرے کا امیر ابوبکر عقیلی تھا اور یزید بن عمر بن ہبیرہ سے جو کہ واسط میں تھا امداد طلب کی یزید بن عمر بن ہبیرہ نے اس کے قاصد کو روک رکھا۔ یہاں تک کہ مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کا حکم دیا۔ پس ابن ہبیرہ نے ایک بہت بڑا لشکر نصر کی کمک پر روانہ کیا جس کا سردار ابن غطیف تھا۔

نصر بن سیار کی وفات: اسی اثناء میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو خوار الرے کی طرف ۱۳۱ھ میں نصر کے محاصرہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور بسر افسری ابوکامل ابوالقاسم محرز بن ابراہیم اور ابوالعباس مروزی ایک لشکر اس کی کمک کو بھیجا لیکن جس وقت یہ لوگ حسن کے لشکر کے قریب پہنچے تو ابوکامل اپنے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو کر نصر سے جا ملا اور اس کے لشکر کی روانگی و قیام سے مطلع کر دیا۔ جس سے قحطبہ کے لشکر کو سخت شکست ہوئی اور بہت سا مال و اسباب نصر کے ہمراہیوں کے ہاتھ آیا۔ نصر نے مال غنیمت کو ابن ہبیرہ کے پاس مع فتح کا بشارت نامہ روانہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ نصر کے قاصد اور ابن غطیف سے رے میں ملاقات ہوگئی۔ ابن غطیف نے قاصد سے خط اور مال غنیمت لے لیا اور رے میں قیام کر دیا۔ نصر کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی اور جب نصر نے رے کا قصد کیا (ان دنوں رے کا امیر حبیب بن یزید نہشلی تھا) تو ابن غطیف ہمدان روانہ ہو گیا۔ چونکہ ہمدان کا امیر مالک بن ادہم بن محرز باہلی تھا۔ ہمدان سے اعراض کر کے عامر بن ضبارہ کے پاس اصفہان چلا گیا۔ نصر دو روز تک رے میں مقیم رہا۔ تیسرے روز بیمار ہو گیا۔ بیمار ہوتے ہی رے سے کوچ کر دیا جوں ہی سادہ پہنچا۔ ربیع الاول ۱۳۱ھ کو وفات ہو گیا۔

اصفہان کی فتح: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ابن ہبیرہ نے اپنے لڑکے داؤد بن یزید کو عبداللہ بن معاویہ سے جنگ کرنے کو اصطخر بھیجا تھا اور عامر بن ضبارہ کو اس کے ہمراہ کر دیا تھا۔ پس ان لوگوں نے عبداللہ بن معاویہ کو شکست دی اور ۱۲۹ھ میں کرمان تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے اور جب ابن ہبیرہ کو ۱۳۰ھ میں نباتہ بن حنظلہ کے جرجان میں مارے جانے کی خبر پہنچی تو اپنے لڑکے داؤد اور ابن ضبارہ کو قحطبہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ داؤد ابن ضبارہ پچاس ہزار کی جمعیت سے کرمان سے روانہ ہو کر اصفہان پر جا اترے۔ قحطبہ نے ان لوگوں کے مقابلے پر اپنے سرداران لشکر کے ایک گروہ کو مامور کیا جس کا سردار مقاتل بن حکیم کعبی تھا۔ ان لوگوں نے قم میں قیام کیا ابن ضبارہ نے یہ خبر پا کر کہ حسن بن قحطبہ نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے ہے۔ نہاوند کے بچانے کو روانہ ہوا مقاتل بن حکیم نے قحطبہ کو اس سے آگاہ کیا قحطبہ نے یہ سن کر رے سے نہاوند کی طرف اپنے لڑکے حسن کی کمک کو روانہ کیا۔ یہاں تک کہ مقاتل سے جا ملا۔ بعد ازاں دونوں نے داؤد اور ابن ضبارہ سے جنگ کرنے کی تیار کر دی۔ ابن ضبارہ کی رکاب میں ایک لاکھ لشکر تھا اور قحطبہ تیس ہزار کی جمعیت سے تھا۔ ماہ رجب ۱۳۱ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ قحطبہ اور اس کے ہمراہیوں نے مجموعی قوت سے ایسا حملہ کیا کہ ابن ضبارہ کو شکست ہوگئی۔ اثناء دار و گیر میں خود بھی مارا گیا۔ قحطبہ نے ابن ضبارہ کے لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا اور اپنے لڑکے حسن کے پاس فتح کی خوش خبری بھیجی۔

فتح نہاوند: پھر قحطبہ اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اصفہان چلا گیا۔ بیس روز قیام کر کے اپنے لڑکے حسن کے پاس نہاوند چلا آیا اور حسن کے ساتھ شریک محاصرہ نہاوند رہا۔ تین مہینے تک اہل نہاوند محاصرے میں رہے آخری شوال ۱۳۱ھ میں قحطبہ نے اہل خراسان کو جو کہ نہاوند میں تھے کہلا بھیجا کہ ''میں تم کو امان دیتا ہوں جہاں چاہو چلے جاؤ''۔ لیکن ان لوگوں نے منظور نہ کیا۔ تب قحطبہ نے یہی پیام اہل شام کو دیا اہل شام نے منظور کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ ''تم اہل شہر کو اپنی جنگ میں مصروف کر لو شہر کا دروازہ جس جانب ہم ہیں ہم کھول دیں گے''۔ قحطبہ نے ایسا ہی کیا اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ دروازہ کھلتے ہی اہل خراسان بھی شامیوں کے ساتھ نکلے مگر ان کے لئے امان تو تھی ہی نہیں سب کے سب قتل کر دیئے گئے از انجملہ ابو کامل' حاتم بن شریح' ابن نصر بن سیار' عاصم بن عمیر' علی بن عقیل اور بیہس تھا۔

حلوان پر قبضہ: اسی واقعہ کے اثناء میں قحطبہ نے اپنے لڑکے حسن کو اطراف حلوان میں بھیجا تھا۔ امیر حلوان عبداللہ بن علاء کندی تھا اس پر حسن کا خوف اس قدر غالب ہوا کہ بلا کسی چھیڑ چھاڑ کے حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

شہر روز کی فتح: پھر قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید (خراسانی) اور مالک بن طرافہ (خراسانی) کو چار ہزار کی جمعیت سے شہر روز پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ شہر روز کا عثمان بن سفیان عامل تھا اس کے مقدمۃ الجیش پر عبداللہ بن مروان بن محمد تھا ابوعون عبدالملک اور عثمان بن سفیان سے آخری ذی الحجہ تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر عثمان کو شکست ہوئی اور اثنائے شکست میں خود بھی مارا گیا۔ پس ابوعون عبدالملک نے بلاد موصل پر قبضہ کر لیا۔ بیان کیا گیا کہ عثمان بن سفیان جنگ شہر روز سے شکست اٹھا کر عبداللہ بن مروان کے پاس چلا گیا تھا اور ابوعون نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے اکثر ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور قحطبہ نے بہ نظر احتیاط امداد مزید بھی بھیجی تھی۔ عبداللہ بن مروان بن محمد ان دنوں خراسان میں تھا۔ اس وحشت ناک خبر کو سن کر اہل شام' جزیرہ اور موصل کو جمع کر کے ابوعون عبدالملک کی طرف بڑھا۔ زاب اکبر میں پہنچ کر قیام کیا اور ابوعون عبدالملک محرم ۱۳۲ھ میں شہر روز چلا آیا۔

قحطبہ اور ابن ہبیرہ کی لڑائی: جس وقت داؤد بن یزید جنگ حلوان سے شکست اٹھا کر اپنے باپ یزید بن ہبیرہ کے پاس آیا' ابن ہبیرہ یہ سن کر ضبط نہ کر سکا ایک عظیم الشان فوج کو جمع کر کے خروج کر دیا اور مروان نے بھی حوثرہ بن سہیل باہلی کو اس کی امداد پر بھیجا۔ ابن ہبیرہ نے مع حوثرہ بن سہیل کے حلوان پہنچ کر قیام کیا اور اس خندق کو کھودا جسے اہل فارس نے زمانہ جنگ فارس میں کھودا تھا۔ قحطبہ نے خبر پا کر حلوان کا رخ کیا۔ بعد ازاں دجلہ کو انبار کی طرف عبور کیا۔ ابن ہبیرہ نے بھی کوفہ کی طرف مراجعت کی اور اپنی روانگی سے پیشتر حوثرہ بن سہیل کو پندرہ ہزار کی جمعیت سے کوفے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ قحطبہ نے انبار سے ۸ محرم ۱۳۲ھ کو دریائے فرات عبور کیا۔ اس وقت ابن ہبیرہ دہانہ فرات پر تیئس فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا حوثرہ اور ابن ضبارہ کے بقیۃ السیف ہمراہی اس کے ہمراہ تھے۔ اس کے مشیروں نے یہ رائے دی کہ کوفے کو چھوڑ کر خراسان کا قصد کرو' قحطبہ نے مجبوراً کوفے سے اعراض کر کے تمہارا تعاقب کرے گا۔

ابن ہبیرہ نے اس رائے سے اختلاف کر کے دجلہ کو مدائن سے عبور کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حوثرہ سر لشکر تھا۔

دونوں فریق ایک دوسرے کے روبروفرات کے دونوں جانب بقصد کوفہ سفر کرنے لگے۔ قحطبہ ایک مقام پر پہنچ کر کہنے لگا ''مجھ سے امام نے فرمایا ہے کہ اس مقام پر لڑائی ہوگی اور فتح نصیب ہمارا گروہ ہوگا''۔ لوگوں نے فرات کے ایک پایاب مقام کا پتہ بتایا جس سے اس نے عبور کیا حوثرہ اور محمد ابن نباتہ مقابلے پر آئے۔

قحطبہ کا خاتمہ: اس لڑائی میں گو اہل شام کو شکست ہوئی لیکن ہوا خواہان دولت بنی عباسیہ قحطبہ کو کھو بیٹھے۔ مقاتل عتکی نے شہادت دی کہ قحطبہ نے اپنے بعد اپنے لڑکے حسن کو بسر افسری عساکر کی وصیت کی ہے۔ لشکریوں نے سردست حسن کے بھائی حمید بن قحطبہ کی بیعت کر لی اور حسن کو جو کہ ان دنوں اپنے باپ قحطبہ کے حکم سے ایک سریہ میں گیا ہوا تھا طلب کر کے امیر لشکر بنالیا۔ اس کے بعد قحطبہ کی جستجو شروع ہوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک گڑھے میں اس کی اور حرث بن سالم بن اخور کی لاشیں پائی گئیں۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ جس وقت قحطبہ بعد عبور فرات مصروف جدال وقتال ہوا معن بن زائدہ نے ایک ایسا وار کیا کہ قحطبہ گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ وصیت کی تھی کہ اگر میں مرجاؤں تو میری لاش دریا میں ڈال دینا۔ اس کے بعد محمد بن نباتہ اور اہل شام بھاگ کھڑے ہوئے اور قحطبہ مر گیا اور بوقت وفات کوفہ میں شیعوں کی امارت کی وصیت بحق ابوسلمہ خلال وزیر آل محمد کر گیا۔ ابن نباتہ وحوثرہ شکست کے بعد ابن ہبیرہ کے پاس جا پہنچے۔ ابن ہبیرہ ان کی شکست سے پریشان خاطر ہو کر واسط کی طرف بھاگا۔ حسن ابن قحطبہ نے جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

اہل کوفہ کا خروج: اس واقعہ کی خبر کوفہ پہنچی تو محمد بن خالد قسری نے شیعان علیؑ کو جمع کر کے شب عاشورا ۱۳۲ھ میں خروج کر دیا۔ ان دونوں زیاد بن صالح حارثی والی کوفہ اور عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی افسر پولیس تھا۔ جونہی محمد بن خالد قصر امارت کے قریب پہنچا زیاد مع اہل شام کے جو اس وقت اس کے ہمراہ تھے قصر امارت چھوڑ کر نکل آیا۔ محمد بن خالد قصر میں داخل ہوا۔ حوثرہ نے یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف مراجعت کی۔ اتفاق سے کوفے میں یہ خبر مشہور ہوگئی، عوام الناس جو محمد کے ہمراہ تھے یہ خبر سن کر علیحدہ ہو گئے لیکن محمد نے قصر امارت کو نہ چھوڑا۔ اس اثناء میں حوثرہ کے ہمراہیوں میں سے بجلیہ کا ایک گروہ آیا اور ہوا خواہان دولت عباسیہ میں شریک ہو گیا۔ بعد ازاں کنانہ و بجدل والے یکے بعد دیگرے آئے اور انہوں نے بھی اس دعوت کو قبول کر لیا۔ حوثرہ نے اپنے ہمراہیوں کا یہ رنگ دیکھ کر واسط کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن قحطبہ کی کوفہ روانگی: محمد نے اس واقعہ کی اطلاع حسن کو دی کیونکہ اس کو قحطبہ کے مرنے کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ حسن نے امراء لشکر کے روبرو اس خط کو پڑھ کر کوفہ کی جانب کوچ کر دیا اور روانگی کی چوتھی صبح کو پہنچ گیا۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ حسن بن قحطبہ، ابن ہبیرہ کی شکست کے بعد کوفہ روانہ ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن بن بشیر عجلی والی کوفہ پر ایسا خوف غالب ہوا کہ حسن کے پہنچنے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خالد نے خالی میدان پا کر گیارہ آدمیوں سے خروج کیا۔ اہل شہر سے بیعت لی، اسی عرصے میں حسن بن قحطبہ پہنچ گیا۔ سب کے سب جمع ہو کر ابوسلمہ کے پاس آئے اور بنوسلمہ سے خروج کرنے کی درخواست کی۔ ابوسلمہ راضی ہو گیا۔ نخیلہ میں آ کر لشکر مرتب کیا اور وہاں سے کوچ کر کے حمام اعین میں آ اترا۔ بعدہ حسن بن قحطبہ کو

بغرض جنگ ابن ہبیرہ واسط کی طرف روانہ کر دیا۔ ابوسلمہ کی طرف سے حفص بن سلیمان خلال وزیر آل محمد نے لوگوں سے بیعت لی اور محمد بن خالد قشیری کوفے پر مامور کیا گیا۔ اہل کوفہ اس کو امیر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ابوالعباس سفاح مسند خلافت پر متمکن ہوا۔

مسلم بن قتیبہ اور معاویہ بن سفیان کی لڑائی: اس کے بعد ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو مع چند سرداران لشکر مدائن کی طرف' مسیب بن زہیر و خالد بن برمک کو دیر قناء کی جانب' شراجیل کو عین التمر اور بسام بن ابراہیم بن بسام کو اہواز کی جانب روانہ کیا۔ اہواز میں عبدالرحمٰن بن عمر بن ہبیرہ امیر تھا۔ اس سے اور بسام سے لڑائی ہوئی۔ عبدالرحمٰن شکست کھا کر بصرہ کی طرف بھاگا۔ بصرے میں اس کے بھائی کی طرف سے مسلم بن قتیبہ باہلی عامل تھا بسام نے عبدالرحمٰن کی شکست کے بعد سفیان بن معاویہ بن یزید بن مہلب کو والی بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ مسلم نے یہ سن کر بنو قیس' مضر اور بنوامیہ کو جمع کیا۔ اتفاق وقت سے ایک سپہ سالار' سپہ سالاران ابن ہبیرہ سے دو ہزار فوج لے کر آ گیا۔ سفیان نے بھی یمانیہ اور ان کے خلفاء ربیعہ کو یک جا کیا۔ صفر ۱۳۲ھ میں لڑائی ہوئی۔ معاویہ بن سفیان عین معرکۂ کارزار میں مارا گیا جس سے سفیان کے قدم استقامت ڈگمگا گئے اور میدان جنگ مسلم قتیبہ کے ہاتھ رہا۔ اس کے بعد مسلم کے پاس چار ہزار امدادی فوج مروان کے یہاں سے آ گئی۔ اس نے ازد پر چڑھائی کی اور ان کے مکانات کو منہدم کر دیا' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

سفیان بن معاویہ بحیثیت امیر بصرہ: مسلم اس واقعہ کے بعد سے برابر بصرے ہی میں رہا یہاں تک کہ اس کو ابن ہبیرہ کے قتل کی خبر پہنچی' پریشان ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ میدان خالی دیکھ کر حرث بن عبدالملک کے لڑکے جمع ہو کر محمد بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو چند روز تک اپنا امیر بنائے رہے اس اثناء میں ابومالک عبداللہ بن اسید خزاعی ابومسلم کی جانب سے وارد بصرہ ہوا اور جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کی گئی تو بصرے کی حکومت سفیان بن معاویہ کو دی گئی۔

باب : ۱۳

دولتِ عباسیہ کا آغاز

ابوالعباس کی کوفہ کو روانگی: اس سے پیشتر دعاۃ بنی عباسیہ' امام ابراہیم بن محمد کی گرفتاری اور حران میں مروان کے حکم سے قید کیے جانے کی تفصیلی حالات ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ امام ابراہیم نے خود ہی اپنی موت کی خبر اپنے اہل کو دی تھی اور ان لوگوں کو کوفہ چلے جانے کی ہدایت اور اپنے بھائی ابوالعباس عبداللہ بن حرثیہ[1] کو اس کی وصیت کی تھی۔ پس ابوالعباس مع اپنے اہل بیت اور بھائیوں ابوجعفر المنصور' عبدالوہاب اور برادرزادگان محمد بن ابراہیم' عیسیٰ بن موسیٰ اور اعمام (چچوں) داؤد' عیسیٰ' صالح' اسمٰعیل' عبداللہ' عبدالصمد' پسران علی عبداللہ بن عباسؓ اور برادرزادہ موسیٰ بن داؤد اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کے ماہ صفر میں کوفہ چلا گیا۔ ابوسلمہ اور شیعانِ علی کوفے کے باہر حمام اعین تک استقبال کو آئے۔ ابوسلمہ نے ان لوگوں کو ولید بن سعد (بنو ہاشم کے آزاد غلام) کے مکان پر ٹھہرایا اور کل سپہ سالاران و شیعان علیؓ سے اس راز کو چالیس دن تک مخفی رکھا۔ ابوسلمہ نے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے اس امر کی کوشش کی تھی کہ زمامِ خلافت آل ابی طالب کے سپرد کی جائے۔ لیکن شیعوں میں سے ابوجہم نے مخالفت کر کے سمجھایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہے عجلت نہ کرو۔

ابوالعباس اور حمید: ایک روز سابق خوارزمی (یہ امام ابراہیم بن محمد کا خادم تھا) اور ابوحمید محمد بن ابراہیم حمیری سے آتے جاتے کہیں ملاقات ہو گئی۔ امام ابراہیم کے حالات دریافت کیے۔ جواب دیا ''امام ابراہیم تو آغوشِ لحد میں سو گئے ہیں اور اپنی جانشینی کی بابت اپنے بھائی ابوالعباس کو وصیت فرمائی ہے اور وہ ان دونوں مع اپنے اہل بیت کے کوفے ہی میں ہیں''۔ اس پر ابوحمید نے اشتیاقِ ملاقات ظاہر کیا۔ سابق خوارزمی بولا ''میں ابھی وعدہ نہیں کر سکتا۔ اجازت حاصل کرنے کا مجھے موقع دیجیے اور کل اسی مقام پر مجھ سے ملئے گا''۔ اتنی باتیں ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ابوحمید' ابوجہم کے پاس لشکر ابوسلمہ میں آیا اور ان واقعات سے اس کو آگاہ کیا۔ ابوجہم نے کہا ''دیکھو جہاں تک ممکن ہو' خوشامد درآمد سے ان لوگوں سے ملنے کی ضرور کوشش کرنا''۔ اگلے دن حسب وعدہ ابوحمید مقام مقررہ پر آیا اور سابق خوارزمی کے ہمراہ بنو عباس کے پاس گیا۔ دریافت کیا خلیفہ کون اور کہاں ہیں؟ داؤد بن علی بن ابوالعباس کی طرف اشارہ کر کے بولے ''یہ تمہارے امام اور خلیفہ ہیں''۔ ابوحمید نے بڑھ کر دست بوسی کی' خلیفہ ہونے کی مبارک باد دی' امام ابراہیم کے انتقال پر افسوس کرتے ہوئے

[1] چونکہ ابوالعباس عبداللہ کی ماں ربطہ بنت عبیداللہ بن عبداللہ' عبدالمدان حارثی کی لڑکی تھی۔ اس وجہ سے باعتبار نسب مادری ابوالعباس عبداللہ کو ابن حارثیہ تحریر کیا ہے۔

تعزیت بھی کی اور لوٹ آیا۔

ابوسلمہ اور ابوالعباس: اس کے ساتھ ساتھ ایک خادم بھی ان کے خادموں سے ابوجہم کے پاس چلا آیا اور ان لوگوں کے جائے قیام سے اس کو آگاہ کیا اور یہ کہا کہ ابوالعباس نے مجھے ابوسلمہ کے پاس بھیجا ہے اور اونٹوں کا کرایہ طلب کیا ہے۔ جن پر سوار ہو کر تشریف لائے ہیں۔ ابوسلمہ نے اس پر مطلق توجہ نہ کی اس سے ابوجہم' ابوحمید اور وہی خادم برداشتہ خاطر ہو کر موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور ان حالات سے اس کو آگاہ کیا۔ سب نے متفق ہو کر دو سو دینار خادم کی معرفت ابوالعباس کی خدمت میں بھیج دیئے۔ اس کے بعد کل اراکین دولت عباسیہ کی رائے یہ ہوئی کہ امام سے ضرور ملنا چاہیے۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب' ابوجہم' عبدالحمید بن ربعی' سلمہ بن محمد' عبداللہ طائی' اسحاق بن ابراہیم' شراحیل' ابوحمید' عبداللہ بن بسام' محمد بن ابراہیم' محمد بن حصین اور سلیمان بن الاسود ابوالعباس عبداللہ بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بحیثیتِ خلیفہ ہونے کے سلام کیا اور امام ابراہیم کے انتقال کی تعزیت کی۔

موسیٰ بن کعب اور ابوجہم تو لوٹ آئے اور باقی امام کے پاس رہ گئے۔ چلتے وقت موسیٰ و ابوجہم اپنے ہمراہیوں کو ہدایت کر گئے کہ دیکھنا خبردار! ابوسلمہ اگر آئے تن تنہا امام کے پاس آئے' سب کو اپنے ہمراہ لے کر ہرگز ہرگز نہ آنے پائے''۔ رفتہ رفتہ ان لوگوں کے آنے کی خبر ابوسلمہ تک پہنچ گئی۔ چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر ابوالعباس کے در دولت پر حاضر ہوا اور تن تنہا جیسا کہ وہ لوگ ہدایت کر گئے تھے۔ امام کے پاس گیا اور بطور خلیفہ سلام کیا۔ تھوڑی دیر بعد ابوالعباس نے اس کو لشکر گاہ میں واپس جانے کو ارشاد کیا۔

ابوالعباس کا خطبہ: صبح ہوئی تو جمعہ کا دن تھا اور ربیع الاول ۱۳۳ھ کی ۱۲ تاریخ تھی۔ لشکریوں اور ہواخواہان دولت عباسیہ مسلح ہو کر خالی سواریاں لئے ہوئے ابوالعباس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو مع اہل بیت کے سوار کرا کر دارالامارت میں لے گئے۔ پھر ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر مسجد میں آیا اور خطبہ دیا نماز باجماعت پڑھی۔ حاضرین نے بطیب خاطر بیعت کی۔ بیعت لینے کے بعد دوبارہ منبر کے اوپر زینہ پر چڑھ گیا اور اس کا چچا داؤد اس کے نیچے کے زینے پر کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے خطبہ[1] دیا' جو نہایت بلیغ و مشہور ہے جس میں اپنے کو مستحق خلافت اور وارث ہونا بیان کیا تھا اور لوگوں

---

[1] ابوالعباس کا یہ خطبہ نہایت طویل تھا اور اس کی عبارت نقل کرنے اور پھر اس کا ترجمہ کرنے میں طوالت بہت زیادہ ہو جاتی اس وجہ سے محض ترجمہ پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ مترجما کامل لابن اثیر صفحہ ۱۹۶ جلد خامس مطبوعہ مصر۔ جمیع ستائش اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے لئے اسلام کو برگزیدہ کیا ہے اور اس کو مکرم مشرف اور معظم کیا ہے اور ہمارے لئے اس کو منتخب فرمایا۔ پس اس کو ہمارے ہی ذات سے حیات دائمی دی اور ہم کو اس کا اہل و معدن وقلعہ بنایا اور یہ ساری قوتیں ہماری اُسی سے ہیں اور ہم کو اس کا محافظ و ناصر بنایا۔ پس اس نے اپنی ذات پر تقویٰ کو واجب کر لیا اور اصل یہ ہے کہ اس نے ہم کو اس کا مستحق اور اہل بنایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت و عزیز داری سے مخصوص کیا اور ہم کو ہمارے آباء سے پیدا کیا اور ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے شجرۃ النسب اور آپ ہی کے عمود نسل سے متفرع و منشعب کیا۔ اور ان کو اللہ جل شانہ نے ہماری ذاتوں سے ان امور پر غالب کیا جو ہم کو فساد میں ڈالے ہوئے تھے۔ ہمارے نفع رسانی پر حریص اور مومنین پر روف الرحیم ہیں اور اسلام و اہل اسلام میں رفیع الشان کیا اور آپ ہی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے اہل اسلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ منجملہ اس کے کہ اس نے اپنی کتاب محکم میں نازل فرمایا ہے' ارشاد کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اہل بیت سے پلیدی دور کیا چاہتا ہے اور طاہر و اطہر بنائے گا۔ پھر ارشاد فرمایا ؎

کے وظائف بڑھا دیئے چونکہ اس وقت ابوالعباس تپ واعضا شکنی میں مبتلا تھا' تکلیف کی شدت سے بیٹھ گیا۔ اس کا چچا داؤد اٹھا اور منبر کے اوپر کے زینہ پر چڑھ کر خطبہ دیا جیسا کہ ابوالعباس نے دیا تھا اور بنوامیہ کی مذمت کرتے ہوئے لوگوں کو کتاب

خمس ہے جو مال کفار قریٰ کا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دے اس میں سے اللہ اور رسول اور ان کے اعزہ واقارب کے لئے ہے۔ پھر ارشاد کرتا ہے اور تم لوگ جان رکھو کہ جو تم کو مالِ غنیمت حاصل ہو تو بلاشک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے اور رسول اور اسکے قرابت والوں اور یتیموں کے لئے ہے۔ پس اللہ جل شانہ نے ہماری فضیلت سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا اور ان پر ہمارے ادائے حقوق اور محبت واجب کردی اور محض ہماری بزرگی اور فضیلت کی وجہ سے مالِ غنیمت میں ہمارا حصہ مقرر کردیا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا بزرگی وعظمت والا ہے۔ شامی گمراہوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ ہمارے سوا اور کوئی ریاست وسیاست وخلافت کا مستحق نہیں ہے۔ پس ان کے چہرے خاک آلودہ ہو گئے اور اے حاضرین! اللہ تعالیٰ نے ہماری ذات سے گمراہی کے بعد آدمیوں کو ہدایت دی اور نابینائی کے بعد بینا کیا اور ہلاکت کے بعد بچایا اور ہماری ہی وجہ سے حق کو غالب اور باطل کو مغلوب فرمایا اور جو فساد ان میں پیدا ہو گیا تھا اس کی ہماری ذات سے اصلاح کردی اور ان کی عاداتِ رذیلہ کو دور اور نقصانات کو پورا فرمادیا اور تفرقہ واختلاف کو ایسا دفع کیا کہ دشمنی کے بعد دنیا میں اہلِ جود ولطف احسان رہیں گے اور آخرت میں بھائیوں کی طرح تختوں پر ایک دوسرے کے رُو برو بیٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی عنایات و شفقت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس امر کو منکشف کردیا تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلالیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کے ہاتھ میں زمامِ حکومت آئی اور ان لوگوں کا کام شوریٰ سے ہوتا تھا تو وہ لوگ مواریث امم پر حاوی ہو گئے اور اس میں انہوں نے انصاف سے کام لیا' ہر ایک کے قریب کا لحاظ اور اس کو اس پر قائم رکھا' جس کا جو حق تھا اس کو وہ دیا اور اس سے وہ خود ذاتاً منقطع نہ ہوئے۔ بعد ازاں بنوحرب (امیر معاویہ کی طرف اشارہ ہے) اور بنومروان کود پڑے اور ان لوگوں نے اس پر مطلق توجہ نہ کی اور اس کو اپنا موروثی مال سمجھ کر خوب تصرف کیا اور اس کے حاصل کرنے میں ظلم وجور اور ناانصافی سے بھی کام لیا اور اس قدر لوگوں کو ستایا کہ ان کا جی اکتا گیا اور جب ان کا جی اکتا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے اس کا انتقام ان سے لیا اور ہمارے حقوق ہم پر لوٹا دیئے اور ہماری وجہ سے ہمارے گروہ کی تلافیٔ مافات کردی اور ہماری امداد اور استحکامِ حکومت کا آپ خود متولی ہو گیا۔ تا کہ ہماری ذات سے ان لوگوں پر اپنا احسان کرے' جو دنیا میں ضعیف وناتوان ہو رہے ہیں اور ہماری ہی ذات پر اس کو ختم کیا' جیسا کہ ہم سے اس کی ابتداء کی تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ تم پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا' کیونکہ تمہاری بہتری کا زمانہ آ گیا ہے اور نہ تم فتنہ وفساد میں پڑے رہو گے کیونکہ تمہارا مصلح وتدبر تم میں آ گیا ہے اور اصل یہ ہے کہ ہم اہل بیت کو اللہ تعالیٰ ہی اس کی توفیق دینے والا ہے۔

اے اہلِ کوفہ! تم لوگ ہماری محبت کے مقام اور ہماری مودت کے مکان ہو تم ہی ایک ایسے ہو کہ اس سے اس وقت تک نہ پھرے اور نہ ظالموں کا ظلم تم کو اس سے پھیر سکا۔ یہاں تک کہ تم نے ہمارا زمانہ پالیا اور ہمارے ظلِ عاطفت وسایۂ دولت میں آ گئے۔ پس تم لوگ ہماری بدولت کل آدمیوں سے خوش نصیب اور ہمارے نزدیک سب سے اکرم وافضل ہو میں اس صلے میں تمہارے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کرتا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں سفاح خون ریز اور بڑے زور وشور سے بدلہ لینے والا ہوں۔ سفاح اس قدر خطبہ دینے کے بعد چونکہ پہلے ہی مبتلائے تپ ودرد تھا۔ شدتِ تکلیف سے بیٹھ گیا اور اس کا چچا داؤد بجائے اس کی منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: "جمیع ستائش اللہ کے لئے ہے' جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہم کو ہماری میراث' جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھی مرحمت فرمائی۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں رفع ہو گئیں اور اس کے پردے کھل گئے' زمین وآسمان روشن ہو گئے' آفتاب وماہتاب اپنے اپنے مطالع سے نکل آئے اور قوس کو اس کے بنانے والے نے لے لیا اور تیر جہاں سے نکلا پھر وہیں لوٹ آیا اور حق اپنے منبع میں تمہارے نبی کے اہل بیت میں واپس آیا' جو تم پر مہربان ورحیم ہے۔

اے لوگو! ہم لوگ اس حکومت کے حاصل کرنے کو نہیں نکلے کہ ہماری ثروت ودولت بڑھے اور بڑی بڑی نہریں کھودیں' محل بنائیں بلکہ اس وجہ سے ہم نے خروج کیا ہے کہ انہوں نے ہمارے حقوق چھین لئے ہیں اور ہمارے چچا کے لڑکوں کو ستایا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تم پر ظلم کیا اور ناعاقبت اندیشی سے تم پر حکومت کر رہے تھے اور ہم خاموشی کی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہے تھے۔ حالانکہ بنواُمیہ کا یہ برتاؤ کہ تم لوگوں سے وہ کج اخلاقی سے پیش آتے اور تم کو ذلیل سمجھتے اور تمہارے مالِ غنیمت اور صدقات کو دبا لیتے تھے' ہم کو سخت ناگوار اور شاق گزرا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا ذمہ ہے کہ ہم تم میں وہی احکام جاری کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں اور ☜

اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی ہدایت کی اور نماز کے بعد دوبارہ سفاح کے منبر پر جانے کی یہ معذرت کی کہ اس کا قصد یہ تھا کہ کلام جمعہ غیر جمعہ کے کلام سے مخلوط نہ ہو جائے اور اب جو وہ بغیر اہتمام کلام بیٹھ گیا ہے تو اس کی وجہ شدت تکلیف بخار و درد ہے۔ تم کو چاہئے کہ اس کی صحت کی دعا کرو۔ اس قدر کہنے کے بعد مروان کی بے حد مذمت کی اور اہل خراسان کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی بیان کیا کہ کوفہ ان دارالامارت ہے جہاں سے وہ لوگ کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور یہ کہ اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا۔ (اس فقرے کے کہتے وقت سفاح کی طرف اشارہ کیا تھا) اور یہ خلافت وحکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم کے سپرد کر دیں گے۔

؎ تمہاری قضایا و محصوبات میں کتاب اللہ پر عملدرآمد کریں گے اور کیا خاص و عام سب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا برتاؤ کریں گے۔ مرے تباہ ہوئے بنی حرب، بنی امیہ اور بنی مروان کہ انہوں نے اپنے اس قلیل مدت خلافت میں مقاصد دنیاوی کو مقاصد اخروی پر مقدم کر دیا اور اس دار فانی دار الباقی پر۔ پس وہ ان کے امور کے مرتکب ہوئے جن کا کرنا ان کو مباح نہ تھا خلق اللہ پر ظلم کیا۔ محرمات شرعی کو جائز رکھا' جرائم کو پھیلایا۔ اللہ کے بندوں اور ملک میں اپنی عادت اور طریقہ کے مطابق ظلم سے کام لیا۔ معاصی کی طلب میں نکلے اور گمراہی کے میدان میں اللہ کے استدراج اور اس کے انتقام سے بے خوف ہو کر جہالت سے دور پڑے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر شاشب آ گیا اور وہ سوہی رہے تھے صبح ہوئی تو اسی غم میں مبتلا تھے اور ان کی قوت پارہ پارہ ہوگئی۔ دوری ہوئی رحمت الٰہی سے ظالموں کی قوم کو۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو مروان کے پنجۂ غضب سے نکالا۔ اس کو اس کا غرور دھوکے میں ڈالے ہوئے تھا۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن کی سرکوبی کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ خود منہ کے بل گر پڑا۔ چونکہ اس دشمن خدا نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اس پر کوئی قادر نہ ہوگا۔ اس وجہ سے اس نے اپنے گروہ کو پکارا اپنے شیطانی لشکر کو جمع کیا اور سواروں کو ادھر ادھر پھیلا دیا لیکن اپنے آگے' دائیں اور بائیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور انتقام کو جمع پایا جس نے اس سے اس کے افعال ناشائستہ' ناپسندیدہ حرکات کا انتقام لیا اور برائی کا بار اسی کی گردن پر ڈال دیا۔ ہماری عزت ہمارے شرف کو زندہ کر کے ہمارے حق اور وراثت کو ہماری طرف واپس کر دیا۔ اے لوگو! امیر المومنین اللہ تعالیٰ ان کی بہت بڑی مدد کرے گا۔ بعد ادائے نماز پھر منبر پر اس وجہ سے چڑھ گئے تھے کہ کلام جمعہ غیر جمعہ کے کلام سے مل جل نہ جائے اور اس کلام کو شدت تپ و اعضا شکنی کی وجہ سے ناتمام چھوڑا ہے۔ دعا کرتے جاؤ کہ امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بجائے مروان دشمن رحمٰن خلیفہ شیطان کے' جس کے متبع وہ کمینے تھے۔ جنہوں نے اصلاح کے بعد ملک میں دین بدل کر اور محرمات اسلام کو مباح کر کے فساد برپا کیا تھا اس کو مقرر کیا جو جوان اور سرمہ لگائے ہوئے تھے اور ان اسلاف ابرار و اخیار کا مقتدی ہے جنہوں نے فساد کے بعد ملک میں بذریعہ معالم ہدایے و مناہج تقویٰ اصلاح پھیلائی۔ (اس فقرے کے تمام ہوتے ہی کل حاضرین دعا کرنے لگے) پھر داؤد نے کہا اے اہل کوفہ! واللہ ہم لوگ ایک زمانہ مدید سے مظلوم و مقہور اور اپنے حق سے محروم تھے یہاں تک کہ خراسان کے ہمارے شیعوں نے اس کو ہمارے لئے مباح کیا۔ پس ان کی وجہ سے ہمارے حقوق زندہ' ہمارے دلائل واضح اور ہماری دولت پاک ہوگئی اور ان ہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کیا جس کے تم منتظر بھی نہ تھے۔ وہ کیا ہے کہ تم میں بنو ہاشم میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا' جس کی وجہ سے تمہارے چہرے روشن ہو گئے اور اہل شام پر تم کو غالب کیا اور تمہاری طرف حکومت کو منتقل کیا اور اسلام کو غالب بنایا اور تم پر ایسے امام کے مقرر کرنے سے احسان کیا جو عدالت کا بانی ہے اور اس کو خلعت حکومت عنایت فرمایا۔ پس تم لوگ جو تمہیں وہ دے شکریے کے ساتھ قبول کرو اور ہماری اطاعت اپنے پر فرض سمجھو اور دیکھو تم ہی خود فریب نہ کرنا' کیونکہ اصل کام تمہارا ہی ہے۔

ہر ایک خاندان والے کا ایک منزل و مقام ہوتا ہے اور تم ہماری ماویٰ و مسکن ہو۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے اس منبر پر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی خلیفہ سوائے امیر المومنین علی بن ابی طالب اور امیر المومنین عبداللہ بن محمد کے نہیں چڑھا (اس فقرہ کو یہاں کہنے کے وقت ہاتھ سے ابوالعباس سفاح کی طرف اشارہ کیا) اور جان رکھو کہ یہ حکومت ہمارے ہی خاندان میں رہے گی یہاں تک کہ ہم اس کو عیسیٰ ابن مریم کے سپرد کر دیں۔ الحمد للہ علی ما

بیعت خلافت ابوالعباس: خطبہ دینے کے بعد ابوالعباس و داؤد منبر سے اترا' آگے آگے ابوالعباس اور پیچھے داؤد قصر امارت میں آیا اور اس کا بھائی ابوجعفر مسجد میں بیٹھا ہوا لوگوں سے بیعت لینے لگا۔ یہاں تک کہ رات آ گئی اور ابوالعباس دارالامارت سے نکل کر ابوسلمہ کے لشکر میں گیا اور اس کے ساتھ اس کے خیمہ میں مقیم ہوا۔ مگر دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل تھا۔ ان دنوں سفاح کا حاجب (لارڈ چیمبرلین عبداللہ بن بسام تھا)۔

امدادی فوج کی روانگی: کوفے میں بیعتِ عامہ لینے کے بعد سفاح نے کوفہ اور سرزمین کوفہ کی اپنے چچا داؤد کو نیابت دی اور امدادی فوجیں بلادِ مختلفہ کی طرف اس طرح پر روانہ کیں۔ عبداللہ بن علی اپنے چچا کو ابوعون بن یزید کی کمک پر شہرزور اور اپنے برادرزادہ عیسیٰ بن موسیٰ کو حسن بن قحطبہ کی کمک پر درآنحالیکہ حسن بن قحطبہ ابن ہبیرہ پر واسط میں محاصرہ ڈالے ہوئے تھا۔ واسط اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کی امداد پر مدائن اور ابویقطان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کی پشت پناہی پر اہواز اور سلمہ بن عمر بن عثمان کو مالک بن طواف کی طرف روانہ کیا اور خود چند دنوں تک لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے شہر ہاشمیہ کے دارالامانت میں آ کر قیام پذیر ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا لڑکا موسیٰ شام میں بہ وقت روانگی بنوعباس بجانب کوفہ موجود نہ تھے۔ اتفاق وقت سے جبکہ یہ دونوں شام جا رہے تھے' مقام دومۃ الجندل میں ابوالعباس سے ملاقات ہوگئی اور ابوالعباس بقصد کوفہ سفر کر رہا تھا' داؤد اس کے قصد سے آگاہ ہو کر بولا ''تم نے کوفہ کا قصد کیوں کیا ہے مروان بن محمد بنوامیہ کا سردار حران میں اہل شام و جزیرہ کو لئے ہوئے پڑا ہے' جس کی سرحد عراق سے ملتی ہے اور یزید بن ہبیرہ شیخ عرب عراق میں ہے''۔ ابوالعباس نے جواب دیا'' عمو جان! جس شخص نے زندگی کو دوست رکھا' وہ ذلیل ہوا''۔ داؤد اس برجستہ جواب سے قائل ہو گیا اور شام کا خیال دل سے دور کر کے مع اپنے لڑکے کے ساتھ ہولیا۔

ابراہیم امام کی اسیری: اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے کہ مروان بن محمد نے امام ابراہیم کو حران میں قید کر دیا تھا اور ان کے ساتھ سعید بن ہشام بن عبدالملک اور اس کے دونوں لڑکے عثمان و مروان اور عباس بن ولید بن عبداللہ بن عبدالعزیز اور ابومحمد سفیانی بھی قید کر دیا گیا تھا۔ چند دنوں بعد حران میں وبائی بیماری پیدا ہوگئی جس سے بہ حالت قید عباس بن ولید' عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ابراہیم امام مر گئے۔ اسی اثناء میں سعید بن ہشام مع اور قیدیوں کے دروازۂ جیل کو قتل کر کے نکل کھڑا ہوا۔ جن کو اہل حران کے بلوائیوں نے یورش کر کے قتل کر ڈالا۔ منجملہ ان لوگوں کے جو اس واقعہ میں مارے گئے شراحیل بن مسلمہ بن عبدالملک' عبدالملک بن بشر التغلبی اور بطریق ارمینیہ موسوم بہ کوشان تھا۔ ابومحمد سفیانی اس شور و غل کے زمانے میں قید خانے سے نہ نکلا' ایک کمرے کا دروازہ بند کر کے بیٹھ رہا۔ جب مروان زاب سے شکست اٹھا کر حران میں آیا تو اس نے اس کو مع اور قیدیوں کے رہا کیا۔

ابراہیم امام کا انتقال: بعض کا بیان ہے کہ شراحیل بن مسلمہ اور ابراہیم امام ایک ساتھ قید کئے گئے تھے' ان دونوں میں حسن اتفاق سے راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی ایک دوسرے سے ملاقات اور تحائف بھیجتے رہتے تھے۔ ایک روز ابراہیم امام کے پاس

ایک شخص دودھ لے کر آیا جس میں زہر ملا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ شراحیل نے بھیجا ہے۔ ابراہیم نے پی لیا۔ پینا تھا کہ دست پر دست آنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ شراحیل کو اس کا علم نہ تھا اور اس نے ابراہیم کا یہ حال سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ ابراہیم کو کسی نے بحیلہ ومکر زہر دے دیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے' صبح ہوئی تو ابراہیم امام مردہ تھے۔

مروان کی زاب کو روانگی: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ قحطبہ نے ابوعون عبدالملک بن یزید ازدی کو شہر روز پر حملہ کرنے کو بھیجا تھا اس نے عثمان بن سفیان کو قتل کر کے اطراف موصل میں قیام کیا تھا اور مروان بن محمد اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت سے حران سے موصل کی جانب بڑھا تھا اور زاب میں پہنچ کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کی تھی۔ ابوعون تک یہ خبر پہنچی تو اس نے بھی زاب کا رخ کیا اور ابوسلمہ نے اس کی کمک پر عینیہ بن موسیٰ' نہان بن قبان اور اسحاق بن طلحہ کو بسرافسری تین تین ہزار لشکر کے روانہ کیا۔ پس جب ابوالعباس سفاح کی بیعت خلافت کوفے میں لی گئی تو اس نے مسلمہ بن محمد اور عبدالحمید بن ربعی طائی کو دو دو ہزار کی جمعیت سے عبداللہ طائی کو پندرہ سو کی جمعیت سے اور دراس بن فضلہ کو پانچ سو کی جمعیت سے ابوعون کی امداد کو روانہ کیا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد اپنے خاندان والوں سے مخاطب ہو کر بولا "میرے اہل بیعت سے کون شخص مروان کے مقابلے پر جانا چاہتا ہے"۔ عبداللہ بن علی نے کھڑے ہو کر جواب دیا "میں اس کی سرکوبی کو تیار ہوں"۔ ابوالعباس سفاح نے ایک لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن علی کو بھی روانہ کر دیا۔ عبداللہ بن علی نے پہنچتے ہی ابوعون کے خیمہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر نصب کرایا۔ بعد ازاں عینیہ بن موسیٰ کو پانچ ہزار لشکر کے ساتھ یکم جمادی الثانی ۱۳۲ھ میں نہر زاب عبور کر کے مروان سے لڑنے کا حکم دیا۔

مخارق و ولید کی لڑائی: چنانچہ عینیہ بن موسیٰ صبح سے شام تک لشکر مروان سے جنگ کرتا رہا۔ رات ہوتے ہی عبداللہ بن علی کے پاس واپس آیا۔ صبح ہوئی تو مروان نے نہر زاب پر کشتیوں کا پل بنوا کے عبور کیا اور اپنے لڑکے عبداللہ کو بڑھنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن علی نے اس کے مقابلے پر مخارق بن غفار کو مامور کیا۔ اس کی رکاب میں چار ہزار فوج تھی' عبداللہ بن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم کو مخارق پر حملہ کرنے کو کہا' ولید و مخارق میں بہت دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر مخارق کی فوج کو شکست ہوئی اور مخارق مع قیدیوں اور مقتولین کے سروں کے مروان کے پاس بھیج دیا گیا۔ مروان نے مخارق کو مخاطب کر کے کہا "کیا تو ہی مخارق ہے؟" جواب دیا "نہیں" پھر دریافت کیا "کیا ان سروں میں تو مخارق کا سر بھی دیکھ رہا ہے" مخارق نے ایک سر کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہے کہ مروان نے مخارق کو رہا کر دیا بعض کا بیان ہے کہ مخارق نے سروں کو دیکھ کر مخارق کے سر ہونے سے انکار کیا تھا' مروان نے اس کو رہا کر دیا۔

معرکہ زاب: عبداللہ بن علی کو اس شکست کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے اس خطرے کو پیش نظر رکھ کر اس سے لشکر میں بد دلی پیدا ہو گئی' نہایت تیزی سے اس خبر کے مشہور ہونے سے پیشتر لڑائی کی تیاری کر دی۔ ان کے میمنہ پر ابوعون تھا اور اس کے میسرہ پر ولید بن معاویہ' تقریباً بیس ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار فوج اس کی کمان میں تھی۔ جونہی دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ مروان نے عبداللہ بن علی کے پاس کہلا بھیجا کہ سردست یک شب کے لئے لڑائی ملتوی کر دی جائے"۔ چونکہ عبداللہ بن

علی ان کے نقصانات کو پہلے ہی سمجھ چکے تھے انکار کیا' تب ولید بن معاویہ بن مروان نے (جو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ کا داماد تھا) حملہ کر دیا' ابو عون سینہ سپر ہو کر اپنی رکاب کی فوج لئے ہوئے مقابلے پر آیا۔ لڑائی ہوئی' میدان جنگ ولید بن معاویہ کے ہاتھ رہا اور ابو عون شکست اٹھا کر عبداللہ بن علی کے پاس چلا آیا۔ عبداللہ بن علی نے جنگ کا نقشہ بگڑتا ہوا دیکھ کر اپنے لشکر کو پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا اور خود پیادہ پا ((یالثارات ابراھیم یا محمد یا منصور)) کہتا ہوا مروان کے لشکر پر حملہ آور ہوا۔ مروان نے بھی اپنے لشکر کے ہر حصے کو پیادہ پا ہو کر حملہ کرنے کو کہا' کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ یہاں تک کہ اس کے افسر پولیس نے بھی انکار کیا۔ جب مروان پر لشکریوں کی یہ دغا بازی ظاہر ہو گئی تو اس نے نقد و جنس جو اس وقت موجود تھا میدان میں پھیلا کر یہ حکم دیا کہ لڑو اور اس نقد و جنس کو لے لو۔ لشکر یک قلم جنگ سے دست کش ہو کر نقد و جنس کے لینے پر مائل ہو گئے۔

مروان کی پسپائی: مروان نے جھلا کر اس طوفانِ بے تمیزی کے روکنے پر اپنے لڑکے عبداللہ کو مامور کیا' روکنا تھا کہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ دونوں لشکروں میں شکست شکست کا شور برپا ہو گیا۔ مجبوراً مروان بھی میدانِ جنگ سے پسپا ہو کر بھاگا۔ فریق مخالف کے ایک دستہ فوج نے پل کو توڑ دیا جس سے ہزارہا آدمی' جن کی تعداد مقتولین سے کہیں زیادہ تھی' نہر زاب میں ڈوب مرے۔ منجملہ ان لوگوں کے جو غریق ہو گئے تھے' ابراہیم بن ولید معزول خلیفہ بھی تھا (بعضے کہتے ہیں کہ اس کو عبداللہ بن علی نے شام میں قتل کیا ہے) اسی معرکے میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بھی مارا گیا۔ یہ واقعہ (یوم شنبہ گیارہ) جمادی الثانی ۱۳۲ھ کا ہے۔ فتح یابی کے بعد سات روز تک عبداللہ بن علی میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا مروان کے لشکر کا مال و اسباب جمع کراتا رہا۔ آلاتِ حرب' نقد اور جنس اندازے سے بہت زیادہ ہاتھ آیا۔ فتح کی خوشخبری کا خط ابو العباس سفاح کی خدمت میں روانہ کیا۔

مروان کا فرار: مروان بن محمد شکست اٹھا کر موصل پہنچا۔ ہشام بن عمر تغلبی اور بشر بن خزیمہ اسدی والیٔ موصل تھا۔ ان لوگوں نے پل توڑ دیا اور مروان کو عبور کر کے موصل میں آنے سے روکا۔ ہمراہیوں نے پکار کر کہا ((ھذا امیر المؤمنین)) "یعنی امیر المؤمنین ہیں موصل میں داخل ہونے سے مانع نہ ہو"۔ ان لوگوں نے تجاہل عارفانہ سے جواب دیا "امیر المؤمنین جنگ سے نہیں بھاگتے ہیں"۔ یہ کہہ کر سخت و سست الفاظ کہنے لگے۔ مروان ان لوگوں کی کج ادائی سے پریشان ہو کر حران چلا آیا۔ جہاں پر ان کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد تھا۔ تقریباً بیس روز تک ٹھہرا رہا پھر جب عبداللہ بن علی کی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو اس نے حمص کی طرف کوچ کیا۔

اہل حمص کی عہد شکنی: اس کے جانے کے بعد ہی عبداللہ بن علی حران کے قریب پہنچ گئے۔ ابان بن یزید سیاہ کپڑے پہنے اور سیاہ پرچم لئے ہوئے ملنے کو آیا۔ ابو العباس سفاح کی خلافت کی بیعت کی۔ عبداللہ بن علی نے ان کو امان دی۔ بعد ازاں اہل جزیرہ نے بھی حاضر ہو کر بطیب خاطر بیعت کر لی اور مروان نے حمص پہنچ کر تین دن قیام کیا۔ اہل حمص پہلے تو مطیعانہ پیش آئے۔ خوشی خوشی ٹھہرایا' لیکن پیچھے سے مروان کی جمعیت کی قلت و کمی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس کے مال و اسباب کو نظر پر چڑھایا۔ مروان نے ان کی نظریں پہچان کر کوچ کر دیا۔ ایک میل راستہ طے کیا ہو گا کہ اہل حمص شور و غل مچاتے

ہوئے آ پہنچے۔ مروان نے لطائف الحیل سے ٹالنے کی کوشش کی۔ جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو شمشیر بکف ہو کر لڑنے لگا۔ آخر الامر اہل حمص کو مار کر پسپا کر دیا اور خود منزل بہ منزل نہایت تیزی سے کوچ کرتا ہوا دمشق پہنچ گیا۔

فتح دمشق: ان دنوں دمشق میں ان کا چچازاد بھائی ولید بن معاویہ بن مروان بن حکم تھا۔ اس کو مخالفین دولت امویہ سے جنگ کرنے کی ہدایت کر کے فلسطین کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ فلسطین پر حکم بن ضبعان جذامی نے قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے نہر ابوفطرس پر ٹھہر کے عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی سے فلسطین میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اپنی چند روزہ بقیہ زندگی کے بسر کرنے کو فلسطین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔ عبداللہ بن علی اس قید خانے کے منہدم کرنے کے بعد جس میں اس کا بھائی امام ابراہیم قید تھا' حران سے روانہ ہو کر ملنج پہنچا' اہل ملنج نے فوراً اطاعت قبول کر لی۔ اس مقام پر اس کا بھائی عبدالصمد بن علی جس کو سفاح نے آٹھ ہزار کی جمعیت سے اس کی کمک پر روانہ کیا تھا' آ ملا۔ اس کے آنے کے دوسرے دن عبداللہ بن علی قنسرین اور بعل بک ہوتا ہوا دمشق میں اترا اور سردارانِ شیعہ[1] کو دمشق کے شہر پناہ کے دروازوں پر محاصرے کی غرض سے متعین کر دیا۔ چند روز کے محاصرے کے بعد (یوم چہار شنبہ) ۵ رمضان ۱۳۲ھ کو بزور تیغ دمشق میں گھس پڑا۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا' دمشق کی گلیوں میں خون کی ندیاں بہنے لگیں۔ ولید بن معاویہ (گورنر دمشق) اس معرکے میں مارا گیا۔

عبداللہ بن علی کی فلسطین کو روانگی: عبداللہ بن علی اس خداداد کامیابی کے بعد پندرہ روز تک دمشق میں مقیم رہا۔ سولہویں روز دمشق سے بقصد فلسطین کوچ کیا۔ مروان یہ خبر پا کر فلسطین سے عریش چلا آیا۔ عبداللہ بن علی نہر ابوفطرس پر پہنچا تو سفاح کا اس مقام پر ایک فرمان اس مضمون کا ملا کہ مروان کے تعاقب پر صالح بن علی کو مامور کرو چنانچہ صالح بن علی ذیقعدہ ۱۳۲ھ کو مروان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ابوعون اور عامر بن اسمٰعیل حارثی تھا۔ مروان عریش سے نیل کی طرف چلا آیا اور نہر نیل سے صعید چلا گیا اور صالح نے فسطاط میں پڑاؤ کر کے لشکر کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق یہ کہ مروان کے سواروں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ سوارانِ مروان پہلے ہی سے شکستہ دل ہو رہے تھے ایک ساعت بھی مقابلہ نہ کر سکے' میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگے۔ ان میں سے چند سوار گرفتار کر لئے گئے اور انہیں لوگوں نے بتلا دیا کہ مروان بوصیر میں فلاں مقام پر مقیم ہے۔

مروان کا قتل: ابوعون یہ سنتے ہی بوصیر پر جا پہنچا اور شب کے وقت بحالتِ غفلت اس خوف سے کہ صبح کو کمی ہمراہیوں کی وجہ سے شکست اٹھانی پڑے گی' بوصیر پر شب خون مارا۔ مروان اس اچانک حملہ سے گھبرا کر مکان سے باہر نکل آیا۔ ایک شخص نے جو غالباً اسی تاک میں کھڑا تھا' برچھے کا وار کیا۔ مروان چکرا کر زمین پر گر پڑا۔ کوئی شخص چلا کر بولا ''افسوس امیر المومنین مارے گئے''۔ ابوعون کے ہمراہی یہ سن کر دوڑ پڑے' سر اتار کر ابوعون کے پاس لے گئے اور ابوعون نے ابوالعباس سفاح کی

---

[1] خود عبداللہ بن علی دمشق کے باب شرقی پر محاصرہ کئے ہوئے تھا اور صالح بن علی جابیہ پر' ابوعون باب کیسان پر' بسام بن ابراہیم باب صغیر پر' حمید بن قحطبہ باب توما پر اور عبدالصمد' یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب فرادیس پر مامور تھا۔ سب سے پہلے پناہ کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے عبداللہ طائی اور باب صغیرہ کی جانب سے بسام بن ابراہیم چڑھ گیا تھا۔ کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۰۲' ۲۰۳

خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ آخری ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۲ھ کا ہے۔

آل مروان کا انجام: قتل مروان کے بعد اس کے لڑکے عبداللہ وعبیداللہ سرزمین حبشہ کی طرف بھاگے۔ حبشیوں نے بھی ان کو امان نہ دی' جنگ کی نوبت آ گئی' عبیداللہ مارا گیا اور عبداللہ مع اپنے چند ہمراہیوں کے بچ گیا جو زمانہ خلافت مہدی تک باقی رہا اور جس کو عامل فلسطین نے گرفتار کر کے مہدی کے دربار خلافت میں بھیج دیا اور مہدی نے قید کر دیا۔ ابوعون کے طلیعہ (پٹرول) پر عامر بن اسمٰعیل حارثی مامور تھا۔ اس نے کلیسہ بوصیر کا قصد کیا' جہاں پر مروان کی عورتیں اور لڑکیاں قتل کی غرض سے نظر بندی کر دی گئی تھیں سب کو قید کر کے صالح بن علی کے پاس بھیج دیا۔ عورتوں نے اپنی رہائی کی درخواست پیش کی۔ صالح نے بنوامیہ کے ساتھ ہو کر جنگ کرنے پر ان کو ملامت کی اور پھر کچھ سوچ کر عفو تقصیر کر کے حران بھیج دیا۔

مروان بن محمد کو مروان الحمار بھی کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ مواقع جنگ پر نہایت برداشت وتحمل اور دلیری سے کام لیتا تھا اور اس کے مخالفین اس کو جعدی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے مذہب کی تعلیم پائی تھی اور یہ خلق قرآن کا قائل تھا اور زندقہ کی طرف مائل تھا۔ اس کو خالد قسری نے ہشام کے حکم سے قتل کیا تھا۔

سلیمان بن ہشام کا قتل: بنوعباس نے کامیابی حاصل کر کے بنوامیہ کے قتل پر کمریں باندھ لیں۔ بچے بچے کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگے۔ ایک روز سدیف بن میمون' ابوالعباس سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بھی موجود تھا' جس کو اس کے باپ نے امان دی تھی۔ سدیف سلیمان کو دیکھ کر جل بھن گیا۔ ابوالعباس سے خطاب کر کے ذیل کے اشعار پڑھنے لگا۔

قد اتتک الوفود من عبد شمس

مستعدین یوجعون المطیا غفوة

ایها الخلیفة لا عن طاعة بل تخوفو

المشرفیالا یغزنک ما تری من رجال

ان بین الضلوع داء دویا فضع

السیف و ارفع السوط حتی لا تری فوق ظهرها امویا

''تمہارے پاس بنوعبد شمس (امیہ) کے مہمان آتے ہیں۔ تیار ہو کر اپنی سواروں کو تکلیف دیتے ہوئے اے خلیفہ! وہ دھوکے سے آئے ہیں طاعت کی وجہ سے نہیں آئے بلکہ تلوار کے خوف سے۔ تم ان لوگوں کو دیکھ کر نازاں نہ ہو جانا۔ ان کے دلوں میں تمہاری طرف سے غبار باطنی بھرا ہوا ہے۔ پس ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دو۔ چشم نمائی کا خیال چھوڑ دو یہاں تک کہ ان سواروں کی پشت پر کوئی بنوامیہ نہ دکھائی دے''۔

سلیمان اس کے فحوائے کلام کو سمجھ کر بولا ''کیوں چچا! تم نے تو میرے قتل کا سامان کر دیا''۔ سدیف جواب نہ دینے پایا تھا کہ سفاح نے اشارہ کر دیا۔ فوراً سلیمان بن ہشام کی گردن اتار لی گئی۔

بنو اُمیہ کا قتل عام: اس واقعہ کے چند دن بعد عبداللہ بن علی مع اسی یا نوے نفوس بنی اُمیہ کے نہر ابی فطرس کے کنارے ایک دستر خوان پر بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ اتفاقاً شبل بن عبداللہ (بنو ہاشم کا آزاد غلام) آ گیا۔ بنو اُمیہ کو اس عزت و احترام سے دیکھ کر فی البدیہہ اشعار ذیل پڑھنے لگا

اصبح الملک فی ثبات الاساس
بالبھا لیل من بنی العباس
طلبوا و تر ھاشم فلفوھا
بعد میل من الزمان و باس
لا تقیلن عبدشمس عثارا فاقطعن کل و قلة و غراس
قلنا اظھر التود و منھا
و بھا منکم کجزا المواسی
فلقد غاضنی و غاض سوای
قربھم من منابر و کراسی
انزلوھا بحیث انزلھا اللّٰہ
بدار الھوان و الاتعاس
و اذکروا مصرع الحسین و زیدا
و قتیلا بجانب الھراس
والقتیل الذی بحران الضحیٰ
تجحل الطیر حولہ فی الکناس

''نہایت استقلال و استحکام سے تم بادشاہ ہو گئے۔ جوانمردان بنو عباس کی وجہ سے۔ ان لوگوں نے ہاشمیوں کا بدلہ طلب کیا۔ پس اس کو پا گئے ایک زمانہ گزرنے اور خوف کے بعد۔ تم ہرگز بنو عبد شمس (اُمیہ) کے انتقام لینے سے نہ درگزر نہ کرنا' ان کے ہر درخت اور پودے کو کاٹ ڈالنا۔ ہم کو انہیں ہاشمیوں سے کھلم کھلا دوستی ہے اور انہیں کے قتل کی وجہ سے تمہارا سر منڈا گیا ہے۔ بے شک اللہ مجھے اور میرے سوا اور لوگوں کو بھی غصہ پیدا ہوا ہے۔ منبر اور کرسیوں سے بنو اُمیہ کے قریب ہونے سے تم دیکھو ہیں رکھو جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بدبختی کے مکان اور اسفل درجہ میں رکھا ہے۔ یاد کرو حسین و زید کے قتل ہونے کو اور اس کے قتل کو یاد کرو جو مہراس میں مارا گیا اور مقتول کو یاد کرو جو حران میں قتل ہوا تھا۔ جس کی لاش پر پرند اس طرح آتے تھے' جیسا کہ اپنے گھونسلے کو جاتے ہیں''۔

آلِ عباس کی سفاکی: ان اشعار کے سنتے ہی عبداللہ بن علی کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہو گئیں خادموں کو حکم دیا کہ ''ان جان بدبختوں کو مار مار کر فرش کر دو''۔ خادموں نے ایسا ہی کیا پس جب وہ سب کے سب بدحواس ہو کر زمین پر لمبے لمبے لیٹ گئے تو ان کے اوپر نطاع بچھا کر دوبارہ دستر خوان پر کھانا چنا گیا۔ عبداللہ بن علی مع اپنے اور ہمراہیوں کے کھانا کھانے لگے اور

ان زخمیوں کے کراہنے کی آواز برابر آ رہی تھی' یہاں تک کہ مر گئے۔ منجملہ ان مقتولین کے محمد بن عبدالملک بن مروان' معتز بن یزید' عبدالواحد بن سلیمان' سعید بن عبدالملک اور ابو عبیدہ بن ولید بن عبدالملک تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ ابراہیم معزول خلیفہ بھی انہیں لوگوں کے ساتھ مارا گیا اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اسدیف ہی نے ان اشعار کو سفاح کے روبرو پڑھا تھا اور اسی نے ان لوگوں کو قتل کیا تھا۔

بنواُمیہ کی لاشوں کا حشر: اس واقعہ کے بعد سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے بصرے میں بنواُمیہ کے ایک گروہ کو قتل کر کے لاشوں کو راستوں میں پھنکوا دیا۔ جس کو مدتوں کتے کھاتے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ عبداللہ بن علی نے خلفاء بنواُمیہ کی قبروں کو کھدوا دیا تھا۔ قبروں میں راکھ کے مشابہ چیز کے سوا کچھ نہ نکلا۔ امیر معاویہ بن ابی سفیان کی قبر میں ایک موہوم ساخط نکلا' عبدالملک کی قبر سے اس کی کھوپڑی برآمد ہوئی اور کسی کسی قبر میں بعض بعض اعضا بھی ملے۔ مگر ہشام بن عبدالملک کا لاشہ جوں کا توں نکلا۔ صرف ناک کی اونچائی جاتی رہی تھی۔ نعش پر کوڑے لگوا کر صلیب پر چڑھایا اور پھر اس کو جلا کر راکھ کو ہوا میں اُڑا دیا۔ واللّٰہ اعلم بصحة ذلک

اس عام خون ریزی میں بنواُمیہ کا کوئی متنفس جان بر آ نہ ہوا' سوائے شیر خور بچوں یا ان لوگوں کے جو اُندلس کی طرف بھاگ گئے تھے۔ مثلاً عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام وغیرہ مع اپنے اعزہ اقارب اور متعلقین کے جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کو احاطۂ تحریر میں لائیں گے۔

اُموی بیرونی مہمات: صوائف کے حالات ہم عہد خلافت عمر بن عبدالعزیز تک بیان کر آئے ہیں۔ ۱۰۲ھ میں زمانہ حکومت یزید بن عبدالملک میں عمر بن ہبیرہ نے جن دنوں جزیرہ کا حکمران تھا۔ قبل گورنری عراق روم پر ارمینیہ کی طرف سے جہاد کیا تھا اور رومیوں کو شکست دے کر ایک گروہ کثیر کو قید کر لایا تھا۔ منجملہ ان کے سات سو قیدیوں کو قتل بھی کیا تھا۔ اس سنہ میں عباس بن ولید نے روم پر چڑھائی کی تھی اور ایک سال کی جنگ کے بعد روم کے قلعہ دلسہ کو فتح کر لیا تھا۔ اس کے بعد ۱۰۳ھ میں پھر عباس بن ولید نے بقصدِ جہاد خروج کر کے شہر رسلہ کو بزورِ تیغ مفتوح کیا۔

عہدِ خلافت ہشام بن عبدالملک ۱۰۵ھ میں جراح حکمی نے فوج کشی کی اور حصون بلنجر کی پرلی طرف تک فتح کرتا ہوا چلا گیا' مالِ غنیمت بے شمار ہاتھ آیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے سرزمینِ روم پر جہاد کیا۔ ایک ہزار جنگ آوروں کا ایک سریہ روانہ کیا۔ اتفاق سے سب کے سب کام آ گئے۔ پھر اسی سنہ میں مروان بن محمد نے صائفہ یمنی کے ساتھ سرزمینِ روم پر جہاد کیا اور شہر قونیہ وکخ پر بزورِ تیغ قبضہ حاصل کیا۔ ۱۰۶ھ میں سعید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک والئ جزیرہ نے روم پر جہاد کیا اور شہر قیساریہ کو فتح کیا۔ اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے روم کے ایک قلعہ پر اور معاویہ بن ہشام نے جزیرۂ قبرص پر قبضہ کر لیا تھا' پھر ۱۰۹ھ میں معاویہ بن ہشام نے قلعہ طبسہ کو فتح کیا۔ ۱۱۰ھ میں صائفہ کے ساتھ عبداللہ بن عقبہ فہری جہاد کی غرض سے اُٹھا۔ بحری لشکر کا سردار عبدالرحمٰن بن معاویہ بن خدیج تھا اور ۱۱۱ھ میں صائفہ یسری کے ساتھ معاویہ بن ہشام اور صائفہ یمنی کے ساتھ سعید بن ہشام اور براہ دریا عبداللہ بن ابی مریم نے جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے ۱۱۲ھ میں شہر خرشفہ

پر کامیابی حاصل کی۔ اسی سنہ میں عبداللہ بطال نے بھی فوج کشی کی تھی اور میدان جنگ سے شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ مگر عبدالوہاب مع اپنی رکاب کی فوج کے لڑتا رہا یہاں تک کہ مارا گیا اور معاویہ بن ہشام مرعش کی جانب سے زمین روم میں داخل ہو گیا۔

۱۱۴ھ میں صائفہ یسریٰ کے ساتھ جہاد کرتا ہوا ربض اقرن تک پہنچ گیا اور عبداللہ بطال، قسطنطین پر جا ٹھہرا اور اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ اسی سنہ میں سلیمان بن ہشام نے بھی بسرافسری صائفہ یمنی جہاد شروع کیا اور قیساریہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا اور اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کو شکست دے کر باب الباب پر قبضہ کر لیا۔ ۱۱۵ھ میں معاویہ بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ اور ۱۱۷ھ میں سفیان بن ہشام نے صائفہ یسریٰ کے ساتھ اور سلیمان بن ہشام نے صائفہ یمنی کے ساتھ جزیرہ کی طرف سے جہاد کیا اور سرزمین روم میں متواتر سرایا روانہ کئے اور اسی سنہ میں مروان بن محمد کو ارمینیہ سے (جن دنوں یہ والیٔ ارمینیہ تھا) رومیوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ پس ان لوگوں نے سرزمین لان کو فتح کر لیا۔ ۱۱۸ھ میں معاویہ بن ہشام، سلیمان بن ہشام اور مروان بن محمد نے ارمینیہ سے بقصدِ جہاد فوج کشی کی اور تین طرف سے سرزمینِ ورقیس (ورنیس) میں گھس گئے۔ ورقیس بھاگ کر خزر کے قلعہ میں جا چھپا۔ مروان نے لوٹ کر خزر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر کے سنگ باری شروع کر دی۔ ایک روز اسی کے کسی مصاحب نے قتل کر کے سر مروان کے پاس بھیج دیا، مروان نے نیزے پر نصب کر کے قلعہ کے چاروں طرف پھرایا، اہل قلعہ یہ دیکھ کر سہم گئے اور دروازہ کھول دیا۔ مروان نے جنگ آوروں کو قتل کر کے باقی آدمیوں کو قید کر لیا۔ آغاز ۱۱۹ھ میں مروان بن محمد نے ارمینیہ سے پھر جہاد شروع کیا اور بلادِ لان و بلادِ خزر ہوتا ہوا بلنجر و سمندر کو طے کر کے خاقان کے دارالسلطنت تک پہنچ گیا۔ خاقان اپنے کو مقابلے سے مجبور سمجھ کر بھاگ گیا۔

۱۲۰ھ میں سلیمان بن ہشام نے صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور سندرہ کو فتح کر کے واپس آیا۔ اسی سنہ میں اسحاق بن مسلم عقیلی نے تومانشاہ پر فوج کشی کی۔ اس کے اکثر قلعوں کو فتح کر کے اس کے شہر کو ویران کر ڈالا۔ ۱۲۱ھ میں مروان بن محمد نے قلعہ بیت السر پر حملہ کیا اور کامیابی حاصل کر کے دوسرے قلعہ کا رُخ کیا اور اس کو بھی فتح کر کے غرسک میں داخل ہوا، اس قلعہ میں خود بادشاہ رہتا تھا۔ مروان بن محمد کے پہنچتے ہی بادشاہ اس قلعہ کو چھوڑ کر جرج چلا گیا، اس قلعہ میں سونے کا تخت تھا۔ مروان نے اس پر بھی محاصرہ کر لیا۔ بالآخر بادشاہ نے ایک ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ دینار سالانہ خراج پر مصالحت کر لی۔ مروان اس مہم سے فارغ ہو کر سرزمین ارزق، نصران اور تومان پر بہ مصالحت قبضہ کرتا ہوا احمد ین جا پہنچا۔ اس کو بہ زورِ تیغ فتح کر کے احمدین کے ایک قلعہ کا ایک مہینہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ یہاں تک کہ اہل قلعہ نے مصالحت کر لی۔ بعد ازاں سرزمین مداد و گیلان کو بھی بہ مصالحت فتح کیا، یہ بلاد دریا کے کنارے کنارے ارمینیہ سے طبرستان تک آباد تھے۔ اسی سنہ میں مسلمہ بن ہشام رومیوں پر حملہ آور ہوا اور مطامیر کو فتح کر کے واپس چلا گیا۔

اس کے بعد ۱۲۲ھ میں عبدالرحمٰن بن حسین انطاکی معروف بہ بطال نے پھر بلادِ روم پر جہاد کیا۔ اس نے بلادِ روم پر

بکرات ومرات جہاد کئے۔ مسلمہ بن ہشام نے اس کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے بلادِ روم پر جہاد کرنے کو مامور کیا تھا۔ چنانچہ یہ بلادِ روم پر برابر جہاد کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس سنہ میں شہید ہو گیا۔ ۱۲۴ھ میں سلیمان بن ہشام نے اپنے باپ کے زمانے میں بہ ہمراہی صائفہ جہاد کیا۔ الیون بادشاہِ روم سے مقابلے کی نوبت آئی۔ سلیمان نے اس کو شکست دے کر اس کا بہت سا مال واسباب لوٹ لیا۔

۱۲۵ھ میں رومیوں نے قلعہ؟؟ خروج کیا' جس کو حبیب بن مسلمہ فہری نے فتح کیا تھا اور ایک غیر مستحکم قلعہ تعمیر کیا' جو زمانۂ مروان میں ویران کر دیا گیا۔ پھر اس کو خلیفہ رشید نے دوبارہ تعمیر کرایا اور پھر رومیوں نے مامون کے زمانے میں اس کو منہدم کر دیا۔ پھر مامون نے اس کو نہایت استحکام سے بنوایا اور چاروں طرف نہریں اور خندقیں کھدوائیں۔ زمانۂ معتصم میں رومیوں نے پھر اس کو زمین دوز کر دیا۔ یہ واقعہ مشہور ومعروف ہے۔ اسی ۱۲۵ھ میں ولید بن یزید نے اپنے بھائی انعمر کو صائفہ کی افسری پر مامور کیا اور اسود بن بلال محازلی کو بسر عسکری ایک لشکر کے براہ دریا قبرص کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ اہل قبرص کو رومیوں کی دست برد سے بچائیں۔ چنانچہ اہل قبرص دو فریق ہو کر ایک شامیوں کے ظل عاطفت میں آ گئے اور دوسرا رومیوں کے' مروان کے زمانہ حکومت میں ۱۳۰ھ میں بہ ہمراہی صائفہ ولید بن ہشام نے بقصد جہاد خروج کیا اور عمق پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور قلعہ مرعش کو تعمیر کرایا۔

باب : ۱۴

بنو اُمیہ کے عمّال

بنو اُمیہ کے عمّال: معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے شروع زمانہ خلافت میں ۴۰ھ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کو کوفے کا والی مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد معزول کر دیا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ کو نماز پڑھانے پر اور ربیع کو خراج پر مامور کیا تھا اور کوفے میں نقباء کا سردار شریح تھا۔ چونکہ زمانہ مصالحت حسنؓ و معاویہؓ میں حمران بن ابان نے بصرہ پر دفعتہً قبضہ کر لیا تھا۔ اس وجہ سے معاویہ نے بسر بن ارطاۃ کو امیر بصرہ مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کی روانگی کے بعد امدادی فوجیں بھی روانہ کیں۔ اس معرکے میں زیاد بن پدر معاویہ کی اولاد ماری گئی جو کہ علی بن طالب کی طرف سے فارس کا گورنر تھا۔ پس یہ اسی زمانے میں وارد بصرہ ہوا جیسا کہ اس سے پیشتر ہم نے اس کے حالات بنی زیاد کے ذیل میں بیان کئے ہیں۔

عبداللہ بن عامر: اس کے بعد بصرے کی امارت پر عبداللہ بن عامر بن کریز بن حبیب بن عبد شمس کو دی اور خراسان و سجستان کی حکومت بھی اسی کے ساتھ شامل کر دی۔ اس کے پولیس افسری کا افسر اعلیٰ حبیب بن شہاب اور محکمہ قضاء کا متولی عمر بن بتری تھا اور قیس کے حالات خراسان کے اخبار کے ضمن میں ہم بیان کر آئے ہیں۔

عقبہ بن نافع: عمرو بن العاص جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے' مصر کے گورنر تھے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ۴۱ھ میں افریقیہ عقبہ بن نافع بن عبد قیس کو مامور کیا (یہ عمرو بن العاص کے خالہ زاد بھائی تھے) پس عقبہ لواتہ و مزاتہ تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ پہلے تو اہلِ افریقیہ نے اطاعت قبول کر لی' لیکن بعد چند روز کے باغی ہو گئے عقبہ نے ان پر جہاد کر دیا اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو قتل و قید کیا۔ بعد ازاں ۴۲ھ میں غدامس پر اور ۴۳ھ میں بلدوان پر بزورِ تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔

مروان بن الحکم اور حبیب بن مسلمہ: ۴۲ھ میں معاویہ نے مدینہ کی سندِ گورنری مروان بن الحکم کو دی اور قضا کا عہدہ عبداللہ بن حرث بن نوفل کے سپرد کیا اور مکہ کا اسی سنہ میں خالد بن العاص بن ہشام کو والی بنایا۔ انہیں دنوں حبیب بن مسلمہ فہری ارمینیہ کی گورنری پر تھا۔ معاویہ ہی نے اس عہدے پر اس کو مامور کیا تھا۔ جب ۴۲ھ میں یہ مر گیا تو بجائے اس کے [1]۔

ابن عامر اور حرث بن عبداللہ: اسی سنہ میں ابن عامر نے حدودِ ہند پر عبداللہ بن سوار عبدی کو امیر بنایا تھا۔ کہا جاتا

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

ہے کہ معاویہ نے اس کو بھی مامور کیا تھا۔ اسی سنہ میں ابن عامر نے قیس بن ہثیم کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ بن حازم کو مامور کیا تھا۔ بعدازاں ۴۴ھ میں معاویہ نے عبداللہ بن عامر کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے حرث بن عبداللہ ازدی کو مقرر کیا۔ پھر چار مہینے بعد اس کو ۴۵ھ میں معزول کر کے بصرہ اس کے بھائی زیاد کو اور خراسان پر حکم بن عمر غفاری کو متعین کیا اور محکمۂ مال کو اسلم بن زرعہ کلابی کے سپرد کیا۔ پھر ۴۷ھ میں حکم بن عمر غفاری کے مرنے پر خلید بن عبداللہ حنفی کو اور اس کے بعد ۴۸ھ میں غالب بن فضالہ لیثی کو مامور کیا۔

<u>عمرو بن العاص اور زیاد</u>: مصر کی گورنری پر ۴۹ھ تک عمرو بن العاص رہے۔ بعدازاں سعید بن العاص کو مامور کیا گیا اور عبداللہ بن حرث کو عہدۂ قضا سے برطرف کر کے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو قاضی بنایا۔ ۵۰ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفے کو بھی اپنے بھائی زیاد کی حکومت میں شامل کر دیا۔ پس زیاد نے بصرے کی نیابت سمرہ بن جندب کو مرحمت کی اور خود چھ ماہ بصرے میں رہتا تھا اور چھ ماہ کوفہ میں۔

<u>معاویہ بن خدیج اور ابوالمہاجر</u>: اسی ۵۰ھ میں امیر معاویہ نے معاویہ بن خدیج کو جو مصر میں تھا' افریقہ میں جاگیر دی اور عقبہ بن نافع فہری کو دس ہزار کی جمعیت سے اقصائے افریقہ میں اسلامی پرچم اڑانے کا حکم دیا اور اس لشکر کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کر دیا جو بربر میں دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ پس اس نے افریقہ کے بلاد کو اُلٹ پلٹ کر دیا اور قیروان میں ایک بہت بڑا لشکر گاہ بنا کر عساکر اسلامیہ کو اس میں ٹھہرایا۔ بعدازاں امیر معاویہ نے مصر و افریقہ کی گورنری اپنے آزاد غلام ابوالمہاجر کو دی۔ ابوالمہاجر نے عقبہ کی معزولی کو بہت ناشائستہ طریقہ سے ظاہر کیا۔ عقبہ بحال پریشان دارالخلافہ شام چلا آیا اور امیر معاویہ سے کل حالات بیان کئے۔ امیر معاویہ نے معذرت کی' گورنری افریقہ پر بحال کرنے کا وعدہ کیا۔ لیکن اس کے ایفاء کی نوبت نہ آئی راہیٔ ملک بقاء ہو گئے۔ پس جب یزید تخت نشین ہوا تو اس نے اپنے زمانہ حکومت ۶۲ھ میں اس کو والی مقرر کیا۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ ۶۲ھ میں عقبہ کو گرفتار کرا کر قید کر دیا۔ پھر یزید کے حکم سے رہا کیا گیا۔ قید سے رہا ہوتے ہی عقبہ وفد ہو کر یزید کے پاس آیا۔ اس نے اس کو گورنری پر بحال کر دیا۔ پس اس نے بھی ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور بقصدِ جہاد خروج کر کے کسیلہ کو مار ڈالا۔ جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

<u>خلید بن عبداللہ حنفی اور ضحاک بن قیس</u>: ۵۱ھ میں خراسان پر ربیع بن زیاد بن حرث کو بجائے خلید بن عبداللہ حنفی کے متعین کیا اور ۵۳ھ میں خود داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر عالم آخرت کا راستہ اختیار کیا اور بوقتِ وفات بصرے میں سمرہ بن جندب کو اور کوفے میں عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنی نیابت میں چھوڑ گیا۔ اس کے بعد ۵۵ھ میں ضحاک بن قیس والی مقرر کیا گیا۔ اسی سنہ میں ربیع بن زیاد عامل خراسان قبل وفاتِ زیاد مر گیا اور اپنے لڑکے عبداللہ کو اپنا نائب بنایا گیا تھا جو دو مہینے بعد جاں بحق ہو گیا اور خلید بن یربوع حنفی کو بوقتِ انتقال اپنا جانشین کیا اور صقار یبرو دیلمی من جانب امیر معاویہ مامور تھا۔ جس کا انتقال ۵۳ھ میں ہوا۔

<u>ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عمر</u>: ۵۴ھ میں امیر معاویہ نے مدینہ منورہ کی گورنری سے سعید بن العاص کو معزول کر کے

مروان بن الحکم کو مامور کیا۔ بعد ازاں ۵۷ھ میں اس کو معزول کر کے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو مقرر کیا اور ۵۹ھ میں۔ حکومتِ بصرہ سے ابن جندب کو معزول کر کے عبداللہ بن غیلان کو متعین کیا اور خراسان کی حکومت عبیداللہ بن زیاد کو دی۔ بعدہ ۵۵ھ میں بجائے عبداللہ بن عمر بن غیلان کے بصرے کی حکومت سے بھی ممتاز کیا۔

سعید بن عثمان اور ابن ام حکم: ۵۶ھ میں سعید بن عثمان بن عفان کو خراسان کی گورنری دی گئی اور ۵۸ھ میں امیر معاویہ نے حکومتِ کوفہ سے ضحاک بن قیس کو علیحدہ کر کے ابن ام حکم (اُم حکم امیر معاویہ کی بہن تھیں) یعنی عبدالرحمٰن بن عثمان ثقفی کو مقرر کیا لیکن اہل کوفہ نے اس کو نکال دیا۔ تب امیر معاویہ نے مصر پر اس کو مامور کیا۔ مگر معاویہ بن خدیج نے مصر میں بھی اس کو بھی داخل نہ ہونے دیا۔

نعمان بن بشیر اور عبدالرحمٰن بن زیاد: ۵۹ھ میں کوفے کی گورنری نعمان بن بشیر کو اور خراسان کی عبدالرحمٰن بن زیاد کو دی گئی۔ قیس بن ہثیم سلمی اس سے ملنے کو خراسان گیا۔ اسلم بن زرعہ نے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تین لاکھ درہم جرمانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا انتقال ہو گیا۔ بلادِ اسلامیہ میں ان کے عمال یہی تھے جن کا ابھی ذکر کیا گیا۔ علاوہ اس کے بجستان پر عباد بن زیاد کرمان پر شریک بن اعور تھا۔

زہیر بن قیس: ۶۲ھ میں یزید نے عقبہ بن نافع کو افریقیہ کی طرف امیر بنا کر روانہ کیا۔ اس نے ابوالمہاجر کو قید کر دیا اور قیروان کی امارت زہیر بن قیس بلوی کو دی جیسا کہ اس کے حالات کے ذیل میں بیان کیا جائے گا۔ اسی سنہ میں مسلمہ بن مخلد انصاری امیر مصر نے وفات پائی اور ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ بھی مر گیا۔

عامر بن مسعود اور عتاب بن ورقا: اہل عراق نے عبیداللہ بن زیاد کو والی بنانا چاہا' لیکن اہل بصرہ نے عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنی زمامِ حکومت سپرد کر دی۔ ابن زیاد عراق سے بھاگ کر شام چلا آیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے عامر بن مسعود امیر کوفہ ہو کر واردِ کوفہ ہوا۔ اس اثناء میں اہل رے کی بغاوت کی خبر مشہور ہوئی جہاں کا فرخان والی تھا۔ عامر نے محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب کو ان کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے اس کو شکست دے دی۔ تب عامر نے عتاب بن ورقاء کو مامور کیا۔ اس نے ان لوگوں کی کماحقہ گوشمالی کی۔ ان واقعات کے بعد مروان نے بیعت لی اور مصر کی طرف روانہ ہوا۔

عمر بن سعید اور عبداللہ بن عبدالملک: عبدالرحمٰن بن حمام قرشی (ابن زبیر کا داعی) امیر مصر تھا۔ مروان نے مصر کو اس کے قبضے سے نکال کر عمر بن سعید کے سپرد کیا۔ بعد ازاں اسی کو مصعب بن زبیر سے جنگ کرنے کو بھیجا۔ جن دنوں مصعب نے اپنے بھائی عبداللہ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا اور نظامِ ملکی حکومت قائم و جاری رکھنے کی غرض سے مروان نے اپنے لڑکے عبدالعزیز کو مصر کا والی مقرر کیا۔ یہاں تک کہ اسی عہدے پر ۸۵ھ میں انتقال ہو گیا۔ تب عبدالملک نے مصر پر اپنے لڑکے عبداللہ بن عبدالملک کو مقرر کیا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبدالرحمٰن بن حازم: اہل خراسان نے یزید کے بعد سالم بن زیاد کو بارِ حکومت سے سبک

دوش کر دیا اس وقت مہلب بن ابی صفرہ کو خراسان کی گورنری دی گئی۔ بعدازاں مسلم نے عبدالرحمٰن بن حازم کو والی بنایا ایک زمانے تک خراسان میں آتش بغاوت مشتعل رہی۔ انہیں ایام میں اہل کوفہ نے عمر بن حریث ابن زیاد کے نائب کو نکال کر ابن اثیر کی بیعت کر لی تھی اور ان کی طرف سے مختار بن ابی عبید چھ ماہ بعد انتقال یزید امیر کوفہ ہو کر وارد کوفہ ہوا تھا اور شریح اس زمانہ وفساد میں عہدہ قضا سے علیحدہ رہے تھے[1]۔

مصعب بن زبیر: عبداللہ بن زبیر نے مدینہ منورہ پر ۶۵ھ میں بجائے اپنے بھائی عبداللہ کے اپنے دوسرے بھائی مصعب کو متعین کیا اور بنو تمیم خراسان میں عبداللہ بن حازم پر طوفان بے تمیزی کی طرح امنڈ آئے۔ چنانچہ بکیر بن وشاخ خراسان پر اور مختار کوفہ میں اپنے مطیع گورنر ابن زبیرؓ پر ۶۶ھ میں متصرف وغالب ہو گیا۔

عہد عبدالملک وابن زبیرؓ جابر بن اسود اور خالد بن عبداللہ: ۶۵ھ میں مروان مر گیا تو عبدالملک تخت نشین ہوا۔ ابن زبیرؓ نے اپنے بھائی مصعب کو بصرے پر اور مدینہ منورہ میں بجائے اس کے جابر بن اسود بن عوف زہری کو مقرر کیا۔ پھر ۷۱ھ میں عبدالعزیز نے عراق پر قبضہ کر کے بصرے کی حکومت خالد بن عبداللہ بن اسد کو اور کوفہ کی ولایت اپنے بھائی بشر بن مروان کو دی۔

بکیر بن وشاح و تمیمی: ان دنوں خراسان میں عبداللہ بن حازم ابن زبیر کی طرف سے ان کی حکومت قائم کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔ بکیر بن وشاح تمیمی نے اس کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور عبدالملک کی حکومت کی جانب لوگوں کو مائل کر کے حملہ کر دیا۔ عبداللہ بن خازم عرصہ جنگ میں مارا گیا۔ عبدالملک نے اس حسن خدمت کے صلہ میں بکیر کو خراسان کی گورنری دے دی۔

طارق بن عمر: مدینہ منورہ میں جابر بن اسود کے بعد عبداللہ بن زبیر کی طرف سے طلحہ بن عبداللہ بن عوف دعوت دے رہا تھا۔ عبدالملک نے طارق بن عمر (عثمان کے آزاد غلام) کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ طارق نے بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد ۷۳ھ میں عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے اور خلافت وحکومت کا عبدالملک بلا مزاحمت غیرے مالک ہو گیا۔

محمد و بشر پسران مروان: عبدالملک نے بالاستقلال خلافت پانے کے بعد جزیرہ وارمینیہ پر اپنے بھائی محمد کو مقرر کیا اور خالد بن عبداللہ کو حکومت بصرہ سے علیحدہ کر کے اپنے بھائی بشر کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ بشر کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نائب بنا کر بصرہ چلا گیا۔

حجاج بن یوسف: حجاج یمن اور یمامہ کی حکومت حجاج بن یوسف کو دی اور اسی کو کوفے سے ابن زبیر سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اور اسی اثناء میں طارق کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر دیا تھا۔ ۷۳ھ میں ابوادریس خولانی کو قاضی مقرر کرنا چاہا تھا اور اپنے بھائی بشر بن مروان کو مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ جنگِ ازارقہ پر بھیجا تھا اور خراسان کی گورنری سے بکیر بن

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر دو سطروں کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

وشاخ کو معزول کر کے امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید کو مامور کیا تھا۔

عبداللہ بن اُمیہ: پس امیہ نے اپنے لڑکے عبداللہ کو بجستان کی طرف روانہ کر دیا اور ۶۹ھ میں بربر نے زہیر بن قیس بلوی کو جو افریقہ میں تھا قتل کر ڈالا چونکہ عبدالملک ان دنوں مہم ابن زبیر میں بذاتہ مصروف تھا جب اس سے اس کو فراغت ہوئی تو اس نے ۷۴ھ میں حسان بن نعمان قیسانی کو ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر کے ساتھ افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ حسان نے افریقہ میں پہنچ کر نہایت سختی سے لڑائی چھیڑ دی۔ روم و بربر کی فوجیں متفرق و منتشر ہو گئیں انہیں معرکوں میں کاہنہ مارا گیا جیسا کہ حالاتِ افریقیہ میں بیان کیا جائے گا۔

پھر عبدالملک نے ۷۵ھ بن حجاج بن یوسف کو صرف عراق کی گورنری عنایت کی اور سندھ کی گورنری سعید بن اسلم زرعہ کو دی۔ سندھ ہی کی لڑائیوں میں سعید بن اسلم مارا گیا اور اسی سنہ میں خوارج نے خروج کیا۔ ۷۶ھ میں مدینہ منورہ کی حکومت ابان بن عثمان کو دی گئی۔ ان دنوں قضا کوفہ پر شریح قضاء بصرہ پر زارہ بن اوفی بعد ہشام بن ہبیرہ کے اور قضاء مدینہ منورہ پر عبداللہ بن قیس بن مخزمہ تھے۔ انہیں ایام میں خوارج سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

مہلب بن ابی صفرہ اور عبداللہ بن ابی صفرہ: ۷۸ھ میں عبدالملک نے امیہ بن عبداللہ کو خراسان و بجستان کی حکومت سے معزول کر کے ان صوبجات کو حجاج بن یوسف کی گورنری میں شامل کر دیا۔ حجاج نے اپنی طرف سے خراسان پر مہلب بن ابی صفرہ کو بجستان پر عبداللہ بن ابی بکرہ کو مقرر کیا اور عہدہ قضاء بصر موسیٰ بن انس کو مرحمت کیا اور جب شریح بن حرث نے قضاء کوفہ سے استعفاد یا تو بجائے ان کے ابو بردہ بن موسیٰ کو مامور کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن اذینہ کو بصرے کا قاضی بنایا۔

ابن اشعث: حجاج نے اس تقرری کو بحال رکھا۔ اسی سنہ میں عبدالملک نے ابان بن عثمان کو مدینہ منورہ کی گورنری سے معزول کر کے ہشام بن اسمٰعیل مخزومی کو مامور کیا۔ ہشام نے نوفل بن مساحق کو عہدہ قضاء مدینہ سے موقوف کر کے عمر بن خالد رزمی کو قاضی بنایا۔

قتیبہ بن مسلم: اسی سنہ میں حجاج نے شہر واسط کو آباد کیا۔ ۸۵ھ میں حجاج نے یزید بن مہلب کو گورنری خراسان سے سبکدوش کر دیا۔ ہشام نے بجائے اس کے چند دنوں کے لئے اس کے بھائی مفضل کو بعد ازاں قتیبہ بن مسلم کو مامور کیا۔

عہد ولید بن عبدالملک: عبدالملک کے مرنے کے بعد ولید تخت نشین ہوا اس نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہشام بن اسمٰعیل کو حکومت مدینہ منورہ سے معزول کر کے عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا۔ پس عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن عمر بن خرم کو مدینہ منورہ کا عہدہ قضاء مرحمت کیا اور حجاج نے بصرے کی گورنری پر جراح بن عبداللہ حکمی کو اور عہدہ قضاء پر عبداللہ بن اذینہ کو قضا کوفہ پر ابوبکر بن ابوموسیٰ اشعری کو مامور کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری اور محمد بن قاسم: ۸۹ھ میں ولید نے مکہ معظمہ کی حکومت خالد بن عبداللہ قسری کو دی۔ ان

دنوں سرحدِ سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچازاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ کو فتح اور اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ مصر کا عبداللہ بن عبدالملک گورنر تھا۔ اس کو اس کے باپ نے مامور کیا تھا۔ اہالیانِ مصر اس کی بداخلاقی سے کشیدہ خاطر ہوئے، ولید نے اسی سنہ میں اس کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مامور کیا اور خالد کو حکومتِ حجاز سے علیحدہ کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر: ٩١ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو گورنری جزیرہ و ارمینیہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مامور کیا۔ اقصائے مغرب مقام طنجہ پر طارق بن زیاد گورنری کر رہا تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے بلادِ اندلس پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعہ ٩٢ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خالد بن عبداللہ: ٩٣ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکومتِ حجاز سے معزول کر دیئے گئے اور بجائے ان کے خالد بن عبداللہ مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مامور کیے گئے۔ ٩٥ھ میں حجاج مر گیا۔ بعد ازاں ٩٦ھ میں ولید کے وجود سے دنیائے اسلام پاک ہوئی۔ اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم بوجہ انتقاضِ سلیمان مارا گیا۔ سلیمان نے بجائے اس کے یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرہ بن شریک نے بھی وفات پائی تھی۔

ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید: مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم، مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید، قضاء کوفہ پر ابوبکر بن موسیٰ اور قضاء بصرہ پر عبدالرحمٰن بن اذینہ تھا۔ ٩٧ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو حکومتِ افریقیہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مامور کیا۔ اسی اثناء میں سلیمان مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے بجائے اس کے اسمٰعیل بن عبداللہ کو مامور کیا۔

یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ: طبرستان و جرجان، عہد حکومت سلیمان بن عبدالملک ٩٨ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ٩٩ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے بصرے پر عدی بن ارطاۃ فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کے ال رکھنے کی ہدایت کی۔ پس عدی نے قضاء بصرہ پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مامور کیا اور فے کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن یزید بن خطاب کو اور مدینہ منورہ پر عبدالعزیز بن ارطاۃ کو، خراسان پر جراح بداللہ حکمی کو مقرر کیا۔

الرحمٰن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ: بعد ازاں ١٠٠ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمٰن بن نعیم قرشی مامور کیا گیا۔ کا گورنر عمر بن ہبیرہ فزاری تھا اور افریقیہ کا اسمٰعیل بن عبداللہ (بنو مخزوم کا آزاد غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی تھا۔ ــــھ میں حکومتِ افریقیہ سے اسمٰعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے یزید بن ابی اسلم (حجاج کا

قام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

دنوں سرحدِ سندھ پر محمد بن قاسم بن محمد بن حکم بن ابی عقیل ثقفی (حجاج کا چچازاد بھائی) مامور تھا۔ اسی نے سندھ کو فتح اور اس کے بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ مصر کا عبداللہ بن عبدالملک گورنر تھا۔ اس کو اس کے باپ نے مامور کیا تھا۔ اہالیانِ مصر اس کی بداخلاقی سے کشیدہ خاطر ہوئے' ولید نے اسی سنہ میں اس کو معزول کر کے قرہ بن شریک کو مامور کیا اور خالد کو حکومت حجاز سے علیحدہ کر کے حجاز کو عمر بن عبدالعزیز کی گورنری میں شامل کر دیا۔

مسلمہ بن عبدالملک اور موسیٰ بن نصیر: ۹۱ھ میں ولید نے اپنے چچا محمد بن مروان کو گورنری جزیرہ وارمینیہ سے معزول کر کے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو مامور کیا۔ اقصائے مغرب مقام طنجہ پر طارق بن زیاد گورنری کر رہا تھا جو موسیٰ بن نصیر عامل قیروان کی طرف سے مامور تھا۔ طارق نے دریا عبور کر کے بلادِ اندلس پر نہایت کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہ واقعہ ۹۲ھ کا ہے جیسا کہ اندلس کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

خالد بن عبداللہ: ۹۳ھ میں عمر بن عبدالعزیز حکومتِ حجاز سے معزول کر دیئے گئے اور بجائے ان کے خالد بن عبداللہ مکہ معظمہ پر اور عثمان بن حیان مدینہ منورہ پر مامور کیے گئے۔ ۹۵ھ میں حجاج مر گیا۔ بعد ازاں ۹۶ھ میں ولید کے وجود سے دنیائے اسلام پاک ہوئی۔ اسی سنہ میں قتیبہ بن مسلم بوجہ انتقاض سلیمان مارا گیا۔ سلیمان نے بجائے اس کے یزید بن مہلب کو مامور کیا۔ اسی زمانے میں قرہ بن شریک نے بھی وفات پائی تھی[1]۔

ابوبکر بن محمد اور محمد بن یزید: مدینہ منورہ پر ابوبکر بن محمد بن عمر بن حزم' مکہ معظمہ پر عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید' قضاء کوفہ پر ابوبکر بن موسیٰ اور قضاء بصرہ پر عبدالرحمٰن بن اذینہ تھا۔ ۹۷ھ میں سلیمان نے موسیٰ بن نصیر کو حکومتِ افریقیہ سے علیحدہ کر کے محمد بن یزید قرشی کو مامور کیا۔ اسی اثناء میں سلیمان مر گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے بجائے اس کے اسمٰعیل بن عبداللہ کو مامور کیا۔

یزید بن مہلب اور عدی بن ارطاۃ: طبرستان و جرجان' عہد حکومت سلیمان بن عبدالملک ۹۸ھ میں یزید بن مہلب کے ہاتھ سے فتح ہوا تھا۔ ۹۹ھ میں عمر بن عبدالعزیز نے بصرے پر عدی بن ارطاۃ فزاری کو متعین کیا اور یزید بن مہلب کے بحال رکھنے کی ہدایت کی۔ پس عدی نے قضاء بصرہ پر حسن بن ابوالحسن بصری کو اس کے بعد ایاس بن معاویہ کو مامور کیا اور کوفے کی حکومت پر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن یزید بن خطاب کو اور مدینہ منورہ پر عبدالعزیز بن ارطاۃ کو' خراسان پر جراح بن عبداللہ الحکمی کو مقرر کیا۔

عبدالرحمٰن بن نعیم اور عمر بن ہبیرہ: بعد ازاں ۱۰۰ھ میں یہ معزول کر دیا گیا اور عبدالرحمٰن بن نعیم قرشی مامور کیا گیا۔ جزیرہ کا گورنر عمر بن ہبیرہ فزاری تھا اور افریقیہ کا اسمٰعیل بن عبداللہ (بنو مخزوم کا آزاد غلام) اور اندلس کا سمح بن مالک خولانی گورنر تھا۔ ــــھ میں حکومتِ افریقیہ سے اسمٰعیل بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ بجائے اس کے یزید بن ابی اسلم (حجاج کا

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں خالی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ (مترجم)

سیکرٹری) والی بنایا گیا۔ پس یہی افریقیہ کا برابر والی رہا یہاں تک کہ مار ڈالا گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک: ۱۰۲ھ میں یزید بن عبدالملک نے اپنے بھائی مسلمہ کو عراق وخراسان کی حکومت مرحمت کی۔ اس نے اپنی طرف سے خراسان پر سعید بن عبدالعزیز بن حرث بن حکم بن ابی العاص بن امیہ کو مقرر کیا' اسی کو سعید خذینہ بھی کہا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد مسلمہ کی پاس خاطر سے اس کو معزول کر کے ابن یزید بن ہبیرہ کو مامور کیا۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک اور عبدالواحد بن عبداللہ: پس اس نے قضاء کوفہ پر قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کو اور قضاء بصرہ پر عبدالملک بن یعلی کو مامور کیا اور مصر پر قرہ بن شریک کے بعد اسامہ بن زید کو اور خراسان پر ابن ہبیرہ نے سعید حریشی کو بجائے خذیفہ کے مامور کیا۔ ۱۰۳ھ میں مکہ و مدینہ کی حکومت عبدالرحمٰن بن ضحاک کو دی اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد کو حکومت مکہ وطائف سے معزول کیا۔ طائف میں بجائے اس کے عبدالواحد بن عبداللہ بصری امیر بنایا گیا۔

جراح بن عبداللہ اور مسلم بن سعید: ۱۰۴ھ میں یزید نے ارمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مقرر کیا اور عبدالرحمٰن بن ضحاک کو گورنری کے تیسرے برس حکومت مکہ ومدینہ سے علیحدہ کر کے بجائے اس کے عبدالواحد نضری کو مامور کیا۔ ابن ہبیرہ نے سعید حریشی کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر کے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کلابی کو امارت عنایت کی اور عہد قضاء کوفہ حسین ابن حسین کندی کو دیا گیا۔

عہد ہشام اور خالد بن عبداللہ قسری: ۱۰۵ھ میں یزید بن عبدالملک مر گیا تو ہشام تخت نشین ہوا۔ اس نے عمر بن ہبیرہ کو معزول کر کے حکومت عراق پر خالد بن عبداللہ قسری کو روانہ کیا۔ خالد نے مسلم بن سعید کو معزول کر کے اپنے بھائی اسد کو ۱۰۶ھ میں امیر خراسان بنا کر خراسان بھیجا اور بصرے پر عقبہ بن عبدالاعلیٰ کو اس کے قضاء پر ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو اور سندھ پر جنید بن عبدالرحمٰن کو مقرر کیا۔

حر بن یوسف اور ابراہیم بن ہشام: انہیں دنوں ہشام نے موصل کی گورنری حر بن یوسف کو دی اور عبدالواحد نضری کو حکومت حجاز سے معزول کر کے ابراہیم بن ہشام بن اسماعیل مخزومی کو مقرر کیا اور مدینہ منورہ کا عہدۂ قضاء محمد بن صفوان جمحی کو دیا گیا۔ پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے صلت کندی کو قاضی بنایا۔ جراح بن عبداللہ تو حکومت ارمینیہ وآذربائیجان سے معزول کیا گیا تو بجائے اس کے ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ کو ارمینیہ وآذربائیجان کی گورنری دی۔ اس نے اپنی طرف سے حرث بن عمر الطائی کو والی بنایا۔

یوسف بن عمر اور اشرس بن عبداللہ: ۱۰۸ھ میں یمن کا گورنر یوسف بن عمر تھا۔ ۱۰۹ھ میں خالد اور اس کا بھائی اسد حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے ہشام نے اشرس بن عبداللہ سلمی کو مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ خالد کو اپنا کاتب بنالینا۔ خالد کی معزولی کا یہ سبب تھا کہ اس نے اپنے بھائی کی جگہ پر حکم بن عوانہ کلبی کو خراسان پر مقرر کر دیا۔ ہشام کو یہ تقرری پسند نہ آئی فوراً خالد کو معزول کر دیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: ۱۰۹ھ میں عامل قیروان بشر بن صفوان مر گیا۔ ہشام نے بجائے اس کے عبیدہ بن عبدالرحمٰن بن اعز سلمی کو مقرر کیا۔ پس اس نے یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حکومت اندلس سے علیحدہ کر کے حذیفہ بن احوص اشجعی کو مامور کیا۔ پھر چھ مہینے بعد اس کو بھی معزول کر کے عثمان بن ابی تسعہ خثعمی کو اندلس کی امارت دی۔

خالد قسری اور جنید بن عبدالرحمٰن: ۱۱۰ھ میں خالد قسری نے بصرے کی امامت' پولیس' قضاء اور صیغہ مال کی زمام حکومت بلال بن ابی بردہ کو دی اور ثمامہ کو عہدۂ قضاء بصرے سے معزول کر دیا۔ ۱۱۱ھ میں ہشام نے اسرش بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے جنید بن عبدالرحمٰن بن حرث بن خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مزنی کو مقرر کیا اور ارمینیہ پر جراح بن عبداللہ حکمی کو مسلمہ کی معزولی کے بعد متعین کیا۔ اس سنہ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن عامل افریقیہ نے عثمان بن ابی تسعہ کو اندلس کی حکومت سے معزول کر کے ہثیم بن عبید کنانی کو مقرر کیا۔

سعید حریشی اور عبید بن عبدالرحمٰن: ۱۱۲ھ میں ترکمانوں نے جراح بن عبداللہ والیٔ ارمینیہ کو مار ڈالا تو ہشام نے بجائے اس کے سعید حریشی کو متعین کیا اور ہثیم والیٔ اندلس کے انتقال پر اہل اندلس محمد بن عبداللہ اشجعی کو دو مہینے تک اپنا امیر بنائے رہے۔ بعد ازاں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقیہ کی جانب سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ غافقی امیر اندلس مقرر کیا گیا۔ اس نے افرنجہ پر چڑھائی کی اور اسی جنگ میں مارا گیا۔ تب عبیدہ نے بجائے اس کے عبدالملک بن قطن فہری کو متعین کیا۔ اس کے بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن حکومت افریقیہ سے علیحدہ کر دیا گیا اور بجائے اس کے عبیداللہ بن حجاب مقرر ہوا۔ یہ مصر کا والی تھا۔

مروان بن محمد اور خالد بن عبدالملک: ۱۱۴ھ میں یہ داخل افریقیہ ہوا۔ اسی سنہ میں ہشام نے مسلمہ کو حکومت ارمینیہ سے معزول کر کے مروان بن محمد بن مروان کو مقرر کیا اور ابراہیم بن ہشام کو امارت حجاز سے موقوف کر کے مدینے کی حکومت خالد بن عبدالملک بن حرث بن حکم کو دی اور مکہ و طائف کی محمد بن ہشام مخزومی کو۔

عاصم بن عبداللہ: ۱۱۶ھ میں ہشام نے جنید بن عبدالرحمٰن مزنی کو حکومت خراسان سے معزول کر کے عاصم بن عبداللہ بن یزید ہلالی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں عبداللہ بن حجاب نے عقبہ بن حجاج قیسی کو بجائے عبدالملک بن قطن کے امارت اندلس پر بھیجا۔ پس اس نے خلیقہ کو فتح کیا۔

خالد بن عبداللہ قسری: ۱۱۷ھ کا دور آیا تو ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو حکومت خراسان سے معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو مقرر کیا۔ خالد نے اپنی نیابت اپنے بھائی اسد کو دی۔ عبیداللہ بن حجاب جس کو ہشام نے گورنری مصر سے افریقیہ کی گورنری پر بھیجا تھا۔ اس نے بوقت روانگی مصر پر اپنے لڑکے کو مقرر کیا تھا۔ افریقیہ پہنچ کر اندلس پر عقبہ بن حجاج کو اور طنجہ پر اپنے دوسرے لڑکے اسمٰعیل کو مقرر کیا اور حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ بن نافع کو جہاد کی غرض سے بلادِ مغرب کی طرف روانہ کیا۔ پس حبیب جہاد کرتا ہوا سوس اقصیٰ اور سرزمین سودان تک فتح کرتا ہوا چلا گیا۔ بے شمار مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ۱۲۲ھ میں اس نے صقلیہ پر جہاد کیا۔ اس کے اکثر شہر فتح ہو گئے۔ تکمیل فتح نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ضرورت کی وجہ سے واپس بلا لیا گیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن ہشام اور نصر بن سیار: ۱۱۸ھ میں ہشام نے مدینہ منورہ کی حکومت سے خالد بن عبدالملک بن حرث کو معزول کر کے محمد ہشام بن اسماعیل کو مقرر کیا۔ ۱۲۰ھ میں اسد بن عبداللہ خرانی کے مرنے پر نصر بن سیار مقرر کیا گیا۔ اس سنہ میں ہشام نے خالد قسری کو کل صوبجات عراقین وخراسان کی حکومت سے معزول کر کے یوسف بن عمر ثقفی کو ولایت یمن سے طلب کر کے بجائے خالد کے مامور کیا۔ اس نے نصر بن سیار کو حکومتِ خراسان پر بحال رکھا۔ ان دنوں عہدۂ قضاء کوفہ پر ابن شرمہ اور قضاء بصرہ پر عامر بن عبیدہ تھا۔ یوسف بن عمر نے ابن شرمہ کو بجستان کی حکومت پر بھیج دیا اور بجائے اس کے کوفے میں محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی کو اور قضاء بصرہ پر ایاس بن معاویہ بن قرہ کو مامور کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی سنہ میں ایاس کا انتقال ہو گیا۔

عبدالملک بن قطن: ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض جس کو ہشام نے جنگ پر آمادہ کیا تھا۔ اثناء جنگ میں مارا گیا اور عقبہ بن حجاج امیر اندلس بھی مر گیا۔ بعض کا بیان ہے کہ اہل اندلس نے یورش کر کے عقبہ بن حجاج کو حکومت اندلس سے سبک دوش کر دیا تھا تب عبدالملک بن قطن دوبارہ حکومت اندلس پر بھیجا گیا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی: ۱۲۴ھ میں اطراف خراسان میں ابو مسلم (داعیٔ بنو عباس) ظاہر ہوا اور اسی سنہ میں بلج نے اندلس پر حملہ کیا اور کچھ عرصہ بعد مر گیا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جو کلثوم بن عیاض کے ہمراہیوں سے تھا۔ جبکہ بربر نے اس کو قتل کر ڈالا تو یہ اندلس بھاگ گیا تھا۔ خلیفہ ہشام نے اندلس پر ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی کو مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ نیابت کا عہدہ حنظلہ بن صفوان کو دینا مگر اس سے پیشتر بلج کے مرنے پر اہل اندلس نے ثعلبہ بن خزاعہ بن سلامہ عجلی کو اپنا امیر بنالیا تھا۔ پس جب ابوالخطار حسام بن ضرار کلبی وارد اندلس ہوا تو اس نے ثعلبہ کو معزول کر کے حنظلہ بن صفوان کو مقرر کیا۔

اسی سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو امارتِ حجاز کا معزز عہدہ دیا۔

منصور ابن جمہور اور عبداللہ بن عمر: ۱۲۶ھ کے دور میں ولید بن یزید مارڈالا گیا اور یزید بن ولید تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے حکومت عراق سے یوسف بن عمر کو معزول کر کے منصور ابن جمہور کو متعین کیا۔ منصور بن جمہور نے اپنے ایک نائب کو خراسان کی طرف روانہ کیا جس کو نصر بن سیار نے بجائے خراسان کے چارج دینے کے لئے خراسان میں داخل تک نہ ہونے دیا۔ کچھ عرصے بعد یزید بن ولید نے منصور بن جمہور کو حکومت عراق سے برطرف کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گورنری دی۔

عبدالعزیز بن عمرو اور نضر بن سعید حریشی: مدینہ منورہ کی حکومت سے یوسف بن محمد بن یوسف ثقفی کو موقوف کر کے عبدالعزیز بن عمرو بن عثمان کو مامور کیا۔ ۱۲۷ھ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے خروج کر کے کوفے پر قبضہ حاصل کر لیا اور مروان نے حجاز پر عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق پر نضر بن سعید حریشی کو مقرر کیا لیکن ابن عمر نے نضر بن سعید حریشی کو حکومت سپرد کرنے سے انکار کیا۔ آپس میں نزاعات وجنگ کا دروازہ کھل گیا۔ ابن عمر خوارج سے جا ملا جیسا کہ اخبار خوارج کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری اور عبدالواحد: اسی اثناء میں بنو عباس خراسان پر متولی ومتصرف ہو گئے۔ ۱۲۹ھ میں

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری بعد نوابہ بن سلامہ کے امیر اندلس مقرر کیا گیا جس کا تذکرہ آئندہ حالات اندلس میں آئے گا۔ اسی سنہ میں مروان نے حجاز کی عبدالواحد[1] کو اور عراق کی یزید بن عمر بن ہبیرہ کو سندِ گورنری مرحمت کی۔

ابو مسلم خراسانی: ۱۳۰ھ میں ابو مسلم نے پورے خراسان پر بلا مزاحمت غیرے قبضہ کر لیا اور نصر بن سیار اپنا بوریا بستر سمیٹ کر بھاگ گیا اور ۱۳۱ھ میں اطراف ہمدان میں مر گیا۔ اسی سنہ میں سیاہ پرچم والے بھی وارد خراسان ہوئے جن کا سردار قحطبہ تھا۔ ان دنوں ابن ہبیرہ والی عراق تھا۔ فریقین سے لڑائی ہوئی۔ بالآخر ابن ہبیرہ کو شکست اٹھانا پڑی اور اہل خراسان نے ابوالعباس سفاح اول خلیفہ بنو عباس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد عباسیوں نے شام و مصر کو مروان آخری خلیفہ بنو امیہ سے چھین کر اس کو بھی مار ڈالا اور اس کے مارے جانے سے بنو امیہ کی حکومت شام و مصر و عرب سے منقرض ہو گئی اور حکومت و خلافت کی زمام بنو عباس کے ہاتھ میں لوٹ آئی۔

((والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء من عبادہ))

یہ حالات بنو اُمیہ کے ابو جعفر طبری کی کتاب سے خلاصہ کر کے لکھے گئے ہیں۔ اب ہم نے جیسا کہ اپنی کتاب کا نظام قائم کیا ہے اور اس سے پیشتر وعدہ کر آئے ہیں خوارج کے حالات و اخبار لکھتے ہیں۔

((واللّٰہ المعین لا رب غیرہ))

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

باب : ۱۵

خوارج

خوارج اور حضرت علیؓ: اس سے پیشتر ہم جنگ صفین میں تقرر حکمین اور خوارج کے علیحدہ ہونے اور امیر المومنین علیؓ سے بوجہ تقرر حکمین جدا ہونے کے حالات بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ جناب محتشم الیہ نے خوارج کے واپس بلانے میں نہایت نرمی و ملاطفت سے کام لیا اور بغرض اظہار حق بہ کمال دانائی ان لوگوں سے مناظرہ بھی کیا لیکن خوارج نے ایک بھی نہ مانا جنگ پر آمادہ ہوئے اور اپنا شعار و نداء ((لا حکم الا لله)) مقرر کر کے عبیداللہ بن وہب راہبی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امیر المومنین علیؓ مقام نہروان پر برسر جنگ آئے ایک خون ریز جنگ کے بعد آپ نے سب کو پامال کر ڈالا۔ الا ما شاء اللہ

بعد ازاں خوارج کے بقیۃ السیف میں سے ایک گروہ انبار کی طرف چلا گیا۔ امیر المومنین علیؓ نے ان کی پامالی کے لئے لشکر بھیج دیا۔ جس نے ان کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ ان کے علاوہ ایک چھوٹا سا گروہ ہلال میں علیہ کے ساتھ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔ ان کے استیصال پر آپ نے معقل بن قیس کو مامور فرمایا چنانچہ انہوں نے ہلال کے کل ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ تیسرے گروہ کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا گیا۔ چوتھے کے ساتھ مدائن میں جنگ ہوئی۔ پانچویں کے ساتھ شہرزور میں۔ غرض یکے بعد دیگرے جہاں جہاں یہ گئے ان کا دہیں پر سر پکڑ کر رگڑ دیا گیا۔ معدودے چند جن میں ذرا دم خم باقی تھا ان کا شریح بن ہانی نے خاتمہ کر دیا۔ ضعیف جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا جو پچاس نفر سے زائد نہ تھے۔ انہوں نے امان حاصل کر لی۔ ان صدمات سے خوارج کے گروہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔

عبدالرحمٰن بن ملجم: اس کے بعد ان میں سے وہ تین اشخاص ایک جگہ پر جمع ہوئے جنہوں نے علی و معاویہ و عمرو بن العاص کے قتل کا بیڑا اٹھایا تھا۔ ان تینوں شخصوں میں سے عبدالرحمٰن بن ملجم تو اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ یعنی اس نے امیر المومنین علیؓ کو شہید کر کے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر لیا۔ باقی اس کے دو ہمراہی ان کے ہاتھوں سے معاویہ و عمرو بن العاص صحیح سلامت بچ رہے۔ ۴۱ھ میں جماعت مسلمین نے متفق ہو کر امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جس سے امیر معاویہؓ مستقل طور پر خلافت اسلام کے خوش نما لباس سے آراستہ و پیراستہ ہو گئے۔

فروہ بن نوفل اشجعی: انہیں دنوں فروہ بن نوفل اشجعی نے علی و حسن (رضی اللہ عنہما) سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور پانچ سو

کی جمعیت سے شہرزور میں آ ٹھہرا تھا۔ جب امیر معاویہ کی خلافت کی بیعت ہوگئی تو فروہ نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر
کہا ''اب اظہارِ حق کا وقت آ گیا ہے۔ اٹھو اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کو جہاد کرو''۔ چنانچہ اپنے گروہ کو لئے
ہوئے قریب کوفہ نخیلہ میں آ اترا۔ امیر معاویہؓ نے یہ خبر پا کر اہل کوفہ کو فروہ سے جنگ کرنے کا حکم دے دیا۔ اہلِ کوفہ نے
مقابلہ کے قصد سے نخیلہ کی جانب خروج کیا۔ خوارج نے اہل کوفہ سے درخواست کی ''کہ تم درمیان میں نہ پڑو معاویہ کو اور ہم
کو باہم نپٹ لینے دو''۔ اہل کوفہ نے اس کو منظور نہ کیا۔ تب قبیلہ اشجع فروہ کے پاس جمع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہو کر لڑنے کے
لئے لکا کوفے میں بزور جبر گھس پڑا۔

عبداللہ بن ابوالحریثی: خوارج نے اس کے بعد طے سے عبداللہ بن ابوالحریثی کو امیر بنایا۔ اہل کوفے سے ایک
گھمسان کی لڑائی ہوئی اور ابن ابوالحریثی ان کے ہمراہ تھا۔ بعدازاں خوارج نے حوثرہ بن وداع اسدی کے پاس اجتماع کیا
اور ڈیڑھ سو کی جمعیت سے نخیلہ کی طرف بڑھے۔ اس گروہ میں ابن ابوالحریثی کے باقی ماندہ ہمراہی بھی شریک تھے۔ امیر
معاویہ نے حوثرہ کے پاس اس کے باپ کو روکنے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن حوثرہ نہ مانا۔ امیر معاویہ نے ان کی سرکوبی کو عبداللہ
بن عوف کو بسرافسری ایک لشکرِ جرار کے مامور کیا۔ پس اس نے اس کو اور اس کے کل ہمراہیوں کو باستثناء پچاس آدمیوں کو مار
ڈالا جو جان بچا کر کوفہ پہنچے اور متفرق و منتشر ہو گئے۔ یہ واقعہ جمادی الثانی ۴۱ھ کا ہے۔

ابن نوفل اشجعی کا قتل: اس واقعہ کے بعد امیر معاویہ کوفے میں مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب مقرر کر کے شام چلے گئے۔ فروہ
بن نوفل اشجعی نے میدان خالی سمجھ کر پھر خروج کیا۔ مغیرہ نے ایک دستہ سواروں کا اس کی سرکوبی پر مقرر کیا جس کا سردار ابن
ربعی اور بقول بعض مغفل بن قیس تھا۔ شہرزور میں مقابلے کی نوبت آئی۔ ابن ربعی نے فروہ کو بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔

شبیب بن ابجر کا خاتمہ: اس کے بعد مغیرہ نے شبیب بن ابجر کی طرف سے اس شخص کو روانہ کیا جس نے اس کو قتل کر
ڈالا۔ شبیب بن ابجر ابن ملجم کے دوستوں سے تھا۔ یہی امیر معاویہ کے پاس علی بن ابی طالب کی خوش خبری لے کر آیا تھا۔ امیر
معاویہ نے اس خیال سے کہ مبادا یہ مجھ پر بھی اپنا ہاتھ نہ صاف کرے، شبیب کے قتل کا حکم دے دیا۔ شبیب یہ خبر پا کر کوفہ کے
اطراف و جوانب میں چھپ رہا اور لوگوں کو امیر معاویہ کے خلاف ابھارنے لگا۔ یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس کے قتل پر
ایک شخص کو مامور کر دیا جس نے اس کو مار ڈالا۔

معن بن عبداللہ محاربی کا انجام: بعدازاں مغیرہ کو یہ خبر لگی کہ خوارج میں سے چند لوگ حملے کا قصد کر رہے ہیں اور ان
کا سردار معن ابن عبداللہ محاربی ہے۔ مغیرہ نے معن کو گرفتار کرا کے قید کر دیا اور اس سے امیر معاویہ کے لئے خلافت کی بیعت
طلب کی معن نے انکار کیا، مغیرہ نے مار ڈالا۔

ابومریم مولی ابولیلی کا قتل: اس کے بعد مغیرہ پر ابومریم مولی بنی حرث بن کعب نے خروج کیا۔ اس کے ساتھ عورتیں
بھی لڑنے کو نکلی تھیں۔ مغیرہ نے چند آدمیوں کو ان کے قتل کر ڈالا۔ پھر ابولیلیٰ نے مسجد میں عام لوگوں کے روبرو خروج کا حکم دیا
اور اپنے چند خدام کے ساتھ خروج کر دیا۔ مغیرہ نے معقل بن قیس ریاحی کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ چنانچہ ۴۲ھ میں معقل

نے اس کو کوفہ کے شہر پناہ کے پاس مار ڈالا۔

سہم بن غانم جہنی کا قتل: ان واقعات کے بعد ابن عامر والی بصرہ پر بصرہ میں سہم بن غانم جہنی نے ستر آدمیوں کی جمعیت سے خروج کیا۔ جس میں حطیم یعنی یزید بن عالک الباہلی بھی تھا۔ بصرہ اور ان دونوں پلوں کے مابین خوارج نے قیام کیا۔ اتفاق سے بعض صحابہ کا اس طرف سے گزر ہو گیا جو جہاد سے واپس آ رہے تھے انہوں نے سہم اور اس کے لڑکے اور بھتیجے کو قتل کر ڈالا یہ کہہ کر یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ اس اثناء میں ابن عامر بھی آ پہنچا۔ اس نے بھی ان میں سے اکثر آدمیوں کو قتل کر ڈالا جو باقی رہ گئے انہوں نے امان حاصل کر لی۔

حطیم کا خاتمہ: جب ۴۵ھ میں زیاد وارد بصرہ ہوا تو حطیم اہواز کی طرف بھاگ گیا اور وہاں سے ایک گروہ کو جمع کر کے بصرے کی طرف لوٹا۔ بصرے کے قریب پہنچ کر اس کے ہمراہی بخوف جان اس سے علیحدہ ہو گئے۔ مجبور ہو کر ادھر ادھر جان بچانے کی کوشش کرنے لگا۔ زیاد سے امان طلب کی۔ زیاد نے امان نہ دی۔ کسی نے اس کا پتہ بتا دیا زیاد نے گرفتار کرا کے قتل کیا اور اسی کے مکان میں سولی دے دی۔ بعض کا بیان ہے کہ اس کو عبداللہ بن زیاد نے ۵۴ھ میں قتل کیا ہے۔

مستورد بن عقلہ تیمی: پھر خوارج کا اجتماع کوفے میں مستورد بن عقلہ تیمی (قبیلہ تیم الرباب) حیان بن ضبیان سلمی اور معاذ بن جوین الطائی کے پاس ہوا۔ یہ لوگ جنگ نہروان کے بقیۃ السیف تھے جو کسی قدر زخمی ہو کر مقتولین میں دب دبا کر رہ گئے تھے۔ کوفے میں بعد شہادت امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب داخل ہو کر چار سو کی جمعیت سے حیان بن ضبیان کے مکان پر جمع ہوئے اور خروج کی بابت مشورہ اور امارت کے لئے لوگوں کو منتخب کرنے لگے۔ چنانچہ بحث و مباحثہ کے بعد سب نے مستورد بن عقلہ تیمی کو امیر بنایا اور ماہ جمادی الثانی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ہنوز خروج کی نوبت نہ آئی تھی کہ مغیرہ نے یہ خبر پا کر مستورد کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ حیان اور چند لوگ گرفتار ہو گئے جن کو مغیرہ نے قید کر دیا۔ باقی رہا مستورد وہ بھاگ کر حیرہ پہنچا۔ رفتہ رفتہ خوارج بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

جنگ مذار: مغیرہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور خوارج کو دھمکیاں دیں۔ معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر کہا "امیر کسی کو جداگانہ انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر سردار اپنے اپنے قبیلہ کا ذمہ دار بنایا جائے"۔ مغیرہ نے اس رائے کو پسند کیا' مجلس برخاست ہوگئی۔ صعصعہ بن صوحان' عبدالقیس کے پاس آیا اور یہ جانتا تھا کہ خوارج سلیم بن مخدوج عبدی کے مکان پر آتے جاتے ٹھہرتے ہیں مگر یہ اپنے بھائی اور خاندان والوں کو مغیرہ کے سپرد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تن بہ تقدیر تین سو آدمیوں کی جمعیت سے کوفے سے نکل کر صراۃ پہنچا۔ معقل بن قیس نے تین ہزار آدمیوں کو سامانِ سفر و اسباب جنگ دے کر خوارج کی جنگ پر روانہ کیا۔ (ان پر ان لوگوں کو سردار بنایا جو امیر المؤمنین علیؓ کے ہوا خواہوں سے تھے) اور خود بھی شیعہ کے ساتھ خروج کیا۔ خوارج نے یہ سن کر مدائن کی طرف نہر عبور کرنے کا قصد کیا۔ مدائن کے عامل سمال بن عبد العبسی نے روکا اور ان لوگوں کو بہ شرطِ اطاعت امان دینے کو کہا۔ خوارج نے انکار کیا اور مدائن سے مڑ کر مذار کی طرف روانہ ہوئے۔

بصرے میں ابن عامر تک یہ خبر پہنچی فوراً تین ہزار شیعوں کے ساتھ شریک بن اعور حارثی کو روانہ کر دیا اس عرصے میں معقل بن قیس مدائن پہنچا جب کہ خوارج مذار کو روانہ ہو گئے تھے۔ معقل نے ابوالروع شاکری کو تین سو کی جمعیت سے بطور مقدمۃ الجیش بڑھنے کا حکم دیا۔ ابوالروع نے نہایت تیزی سے طے منازل کر کے خوارج کو مذار میں جا گھیرا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ شام ہوتے ہوتے معقل بن قیس بھی بقیہ آدمیوں کو لئے ہوئے پہنچ گیا۔ خوارج کے ایک گروہ نے معقل پر بھی حملہ کر دیا۔ معقل کے ہمراہیوں نے نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔ تقریباً نصف شب تک لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر فریقین امید و بیم کی حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد خوارج کو جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ شریک بن اعور بصرے سے آ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی۔ رات ہی کے وقت کوچ کر دیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف معقل کی رکاب کی فوج تھی اور خوارج کے لشکر کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔

معرکہ جرجان: دن چڑھے شریک بن اعور بھی آ پہنچا۔ معقل نے شریک کے مشورہ سے ابوالروع کو بسرافسری چھ سو آدمیوں کے خوارج کے تعاقب کو روانہ کیا۔ جرجان میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ میدان ابوالروع کے ہاتھ رہا۔ خوارج کا لشکر شکست کھا کر ساباط کی طرف بھاگا اور ابوالروع ان کے تعاقب میں تھا۔ مستورد یہ تاڑ کر کہ معقل کے جاں نثاروں و کارآزمودہ سردار ابوالروع کے ہمراہ ہیں اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر معقل کی فوج کی طرف لوٹا۔ ابوالروع کو اس کا احساس نہ ہوا۔ وہ برابر ان کے تعاقب میں چلا جا رہا تھا۔

مستورد اور معقل کا خاتمہ: پس جس وقت مستورد معقل کے لشکرگاہ کے قریب پہنچا دفعتۃً حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے لڑنے لگا۔ معقل کے اکثر ہمراہی اس ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اتفاق یہ کہ ابوالروع سے ملاقات ہو گئی۔ ابوالروع سمجھا بجھا کر واپس لایا اور دوبارہ نہایت استقلال و استحکام سے جنگ کی بنیاد قائم کی۔ اثناء جنگ میں مستورد نے لپک کر معقل کے پیٹ میں برچھا مارا۔ معقل نے برچھے کو نکال کر پھینک دیا اور آگے بڑھ کر مستورد کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ دماغ کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دونوں حریف تیورا تیورا کر گر پڑے اور ایک ساتھ دم توڑ دیا۔ عمر بن محرز بن شہاب تمیمی نے بہ ہدایت معقل پرچم کو سنبھالا۔ بعد ازاں سنبھل کر لوگوں نے خوارج پر دوبارہ حملہ کر دیا جس سے باستثناء پانچ یا چھ آدمیوں کے ایک شخص بھی جاں بر نہ ہوا۔ ابن کلبی کا یہ خیال ہے کہ مستورد قبیلہ بنو رباح کے تیم سے تھا اور بصرے میں بہ زمانہ حکومت زیاد خروج کیا تھا۔ قریب ازدی اور جلف طائی اس کی خالہ کے لڑکے تھے۔ ان دنوں بصرے میں سمرہ بن جندب تھا۔ بنوضبہ کے چند لوگ اور بنو علی سے شبان و بنو راسب بر سر مقابلہ آئے اور اس معرکہ میں بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اثناء جنگ میں قریب مارا گیا۔ عبداللہ بن اوس طائی اس کا سر لے کر زیاد کے پاس آیا۔ زیاد اور سمرہ خوارج کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے لگے اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔

ابن خراش عجلی کا خروج: اس کے بعد ۵۲ھ میں ابن خراش عجلی نے تین سو آدمیوں کی جمعیت سے سواد میں زیاد پر خروج کیا۔ زیاد نے سعد بن حذیفہ کو بسرگروہی چند دستہ سواران مقابلہ پر روانہ کیا۔ جنہوں نے ان سب کو مار ڈالا۔

حیان بن ضبیان اور معاذ طائی: اسی زمانے میں مستورد کے ہمراہیوں میں سے حیان بن ضبیان اور معاذ طائی نے بھی علم بغاوت بلند کیا تھا جن کی سرکوبی پر وہ لوگ متعین کئے گئے جو ان کے قتل کا باعث ہوئے اور بعض کا یہ بیان ہے کہ خوارج نے امان طلب کر لی تھی اور امان حاصل کرنے کے بعد متفرق و منتشر ہوئے تھے۔

خوارج اور ابن زیاد: ۵۸ھ میں مقام بصرہ میں خوارج کے ستر آدمیوں نے عبدالقیس کے قبیلے سے خروج کیا اور طواف کے ہاتھ پر ابن زیاد کے قتل کرنے کی بیعت کی۔ وجہ یہ تھی کہ ابن زیاد نے خوارج کے ایک گروہ کو بصرے میں قید کر دیا تھا۔ از انجملہ طواف بھی تھا۔ رہائی یافتہ خوارج کو اس فعل سے ندامت ہوئی۔ مقتولین کے ورثاء کے پاس گئے معافی چاہی اور دیت پیش کی۔ ورثاء مقتولین نے لینے سے انکار کیا۔ تب بعض علماء خوارج نے ان لوگوں کو بدلیل قول اللہ عزوجل

﴿ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا و صبروا ان ربک من بعدھا لغفور الرحیم﴾

جہاد کا فتویٰ دیا۔ پس ان سب نے جمع ہو کر خروج کر دیا۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ابن زیاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے چند لوگوں کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ خوارج ان کو نیچا دکھا کر جلجاء کی طرف چلتے پھرتے نظر آئے۔ ابن زیاد نے جھلا کر پولیس اور جنگی سپاہیوں کو بڑھنے کا حکم دیا۔ خوارج نے پولیس کو شکست دی۔ بعد ازاں جب مخالفین کی جمعیت بڑھ گئی تو سب کے سب لڑ کے مر گئے۔ اس واقعہ کے بعد ابن زیاد نے خوارج پر سختی شروع کی اور ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ از انجملہ عروہ بن ادیہ برادر مرداس اور ادیہ جریر بن تمیم وغیرہ تھے۔

جریر بن تمیم کا قتل: جریر بن تمیم نے ایک روز ابن زیاد کو نصیحت کرتے ہوئے کہا((اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون)) ابن زیاد کو اس سے یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں فوراً گرفتار کرا کے بوٹی بوٹی اڑا دی۔ ساتھ ہی اس کے دونوں لڑکوں کو بھی قتل کرا دیا۔ اس کا بھائی مرداس نامور رؤسا اور مشہور عابدوں اور حاضرین جنگ نہروان میں سے تھا۔ عورتوں کو جہاد میں شریک ہونے کو حرام سمجھتا تھا اور نہ لڑنے والوں سے لڑنے کو ممنوع جانتا تھا۔ اس کی بی بی بنو یربوع کی عورت تھی اور اپنے زمانے کی عابدات سے تھی۔ ابن زیاد نے اس کو بھی گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا اور خوارج کی جستجو و گرفتاری و قتل میں بہت بڑی کوشش کی لیکن مرداس کو بہ وجہ زہد و عبادت رہا کر دیا۔

مرداس بن تمیم کا خاتمہ: مرداس خوف جان سے اہواز کی طرف چلا گیا جس طرف اس کا گذر ہوتا تھا مسلمانوں کا مال و اسباب چھین کر اپنے ہمراہیوں کو دے دیتا تھا۔ جو کچھ باقی رہ جاتا وہ صاحب مال کو واپس کر دیتا تھا۔ ابن زیاد نے اس کی روک تھام کرنے کو اسلم بن زرعہ کلابی کو دو ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ اسلم نے ان لوگوں کو شریک جماعت ہونے کو بلایا۔ خوارج نے انکار کیا لڑائی ہوئی۔ اتفاق یہ کہ اسلم اور اس کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ تب ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کو روانہ کیا جس نے توج میں پہنچ کر کل خارجیوں کو بحالت نماز کسی کو رکوع میں کسی کو سجدے میں قتل کر ڈالا۔ کسی نے اپنی حالت تک نہ تبدیل کی۔ عباد بن علقمہ ابو ہلال مرداس کا سر لئے ہوئے بصرے کو لوٹا۔

عبیداللہ بن ابی بکرہ اور عروہ بن ادیہ: عبیداللہ بن ہلال نے بہ ہمراہی تین آدمیوں کے قصر امارت کے پاس دریافت حال کی غرض سے تعرض کیا۔ عباد بن علقمہ کے ہمراہیوں نے اس کو مخالف سمجھ کر قتل ڈالا۔ اس سے اہل بصرہ میں ایک شورش سی پیدا ہوگئی۔ ایک گروہ کثیر جمع ہو کر عباد کے مقابلے پر آیا۔ ان دنوں بصرے کی نیابت پر عبیداللہ بن ابی بکرہ تھا۔ ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ خوارج کو چن چن کر قید کر لو۔ چنانچہ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے ایسا ہی کیا اور جس کو قید نہ کیا اس سے ضمانت لے لی اثناء دار و گیر میں عروہ بن ادیہ پیش کیا گیا اس کا کوئی ضامن نہ تھا۔ عبیداللہ نے یہ کہہ کر ''میں تیرا ضامن ہوں''۔ رہا کر دیا اور پھر جب ان کی ابن زیاد کے روبرو پیشی ہوئی تو اس نے ان قیدیوں اور ان لوگوں کو بھی قتل کا حکم دے دیا جو ضمانت پر رہا تھا۔ ان کے قتل کے بعد عبیداللہ بن ابی بکرہ کی طرف متوجہ ہو کر عروہ بن ادیہ کی بابت مواخذہ کرنے لگا' بالآخر عبیداللہ نے عروہ کو لا کر حاضر کر دیا۔ ابن زیاد نے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ۵۸ھ میں پھانسی پر چڑھا دیا۔

خوارج اور عبداللہ بن زبیرؓ: ان واقعات کے بعد یزید مر گیا اور عبداللہ بن زبیرؓ کی حکومت مکہ معظمہ میں مستحکم و مستقل ہوگئی۔ اس سے پیشتر خوارج اس وجہ سے کہ ابن زیاد ان پر سختی کر رہا تھا۔ بعد قتل ابی ہلال مرداس حسب مشورہ نافع بن ارزق' عبداللہ بن زبیر سے جا ملے تھے۔ بایں خیال کہ عبداللہ بن زبیرؓ لشکر یزید پر جواز جہاد کے قائل تھے۔ گو ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ عبداللہ بن زبیر پوری پوری ہماری رائے کے پابند نہیں ہیں لیکن پھر بھی عبداللہ بن زبیرؓ کے ہمراہ ہو کر ان کے مخالفین سے لڑتے رہے۔ پس جب یزید مر گیا اور لشکر میدان جنگ سے واپس آیا تو آپس میں عبداللہ بن زبیرؓ کی رائے کی بابت سرگوشیاں کرنے لگے۔ امیر المومنین عثمانؓ پر طرح طرح کے الزامات قائم کرنے اور اس سے اپنی برأت ظاہر کرنے لگے۔ عبداللہ بن زبیرؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سب کو جمع کر کے ایک بہت بڑا خطبہ دیا جس میں شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ رضی اللہ عنہم کی تعریفیں بیان کیں اور اس امر کی معذرت کی کہ میں ان کے (خوارج کے) خیالات سے مبرا اور بیزار ہوں اور یہ کہ تم لوگ اس امر کے شاہد رہنا کہ میں ابن عفانؓ کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن ہوں''۔

خوارج کی ابن زبیرؓ سے علیحدگی: خوارج یہ سنتے ہی بھڑک اٹھے اور سب کے سب یک زبان ہو کر بولے ''اللہ تعالیٰ تمہارے اس قول و فعل سے بری ہے''۔ آپ نے جواب دیا ''نہیں بلکہ تمہارے اقوال و افعال سے اللہ تعالیٰ بری ہے''۔ ہنوز عبداللہ بن زبیرؓ منبر سے نہ اترنے پائے تھے کہ خوارج کا گروہ آپ کے گروہ سے علیحدہ ہو گیا۔ نافع بن ارزق حنظلی' عبداللہ بن صفار سعدی' عبداللہ بن اباض' حنظلہ بن بیہس اور بنو ماخور اور بنو سلیط بن یربوع سے' عبداللہ و عبیداللہ و زبیر بصرے کی جانب روانہ ہوگئے (یہ سب قبیلہ تمیم سے تھے) اور بنو بکر بن وائل سے ابو طالوت' ابو فدیک' عبداللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ جا پہنچا اور ابو طالوت ہی کے مشورے سے یمامہ پر حملہ کر دیا۔ پھر اس کو وہیں چھوڑ کر نجدہ بن عامر حنفی کی طرف مائل ہوگئے۔

خوارج کے گروہ ازارقہ: اسی مقام سے خوارج چار گروہ پر منقسم ہوگئے۔ ایک ازارقہ' یہ لوگ نافع بن ازرق حنفی کے متبع و مقلد تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ ہم کل مسلمانوں سے بری ہیں اور وہ سب کے سب کافر ہیں ان سے چھیڑ چھاڑ کرنا ان

کے لڑکوں کا قتل کرنا اوران کی امانتوں کو جائز سمجھ کر صرف کر ڈالنا جائز تھا۔ کیونکہ یہ ان کو کفار میں شمار کرتا تھا۔

ب) نجدیہ: دوسرا نجدیہ یہ ازارقہ کے کل عقائد میں مخالف تھے۔

ج) ایاضیہ: تیسرا ایاضیہ' یہ عبداللہ بن ایاض مری کے رائے کے پابند تھے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ عام مسلمین کا حکم منافقین کا حکم ہے اس وجہ سے نہ تو یہ فرقہ اول کے عقائد تک بڑھ جاتے تھے اور نہ دوسرے فرقے کے حالات پر ٹھہر جاتے تھے اور نہ مسلمین کے ساتھ مناکحت اور ان کی موارثت کو حرام سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کا یہ قول قریب قریب اہل سنت کے قول سے ہے۔ اسی فرقہ سے فرقہ بیہسیہ ہے جو ابی بیہس ہیصم بن جابر ضبعی کے مقلدوں میں تھا۔

د) صفریہ: یہ چوتھا صفریہ یہ فرقہ ایاضیہ سے باعتبار عقائد و خیالات کے بہت زیادہ ملتے جلتے ہیں مگر اس قدر فرق ہے کہ ایاضیہ میں سختی زیادہ ہے اور ان میں اس قدر نہیں ہے۔ آگے بڑھ کر ان کے خیالات وعقائد میں تبدیلیاں بھی واقع ہوتی ہیں۔ مؤرخین نے صفریہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف کیا ہے۔ بعض ان کو ابن صفار کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ کثرت عبادت کی وجہ سے وہ زرد رنگ ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کو صفریہ کہنے لگے۔ بہرکیف اس تفرقہ کے پہلے کل خوارج ایک رائے وعقیدے کے پابند تھے۔ اصولاً اختلاف ان میں نہ تھا۔ صرف بعض بعض جزوی اختلافات تھے۔ بعدازاں نافع بن ازرق' ابوبیہس اور عبداللہ بن ایاض میں اختلاف پیدا ہوا' خط و کتابت ہوئی جس کو مبرد نے کتاب الکامل میں ذکر کیا ہے۔ جس کا جی چاہے اس کتاب کو دیکھ لے۔

نافع بن ازرق: ۶۴ھ میں نافع بن ازرق اطراف بصرہ میں پہنچ کر اہواز میں مقیم ہوا آتے جاتے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ موقع و محل دیکھ کر مسافروں کو لوٹنے لگا۔ اس زمانے میں بصرے کی حکومت پر عبداللہ بن حرث بن نوفل بن حرث بن عبدالمطلب تھا۔ اس نے نافع کی گوشمالی کرنے کو اہل بصرہ سے مسلم بن عبس کو بن کو ربیعہ کو بہ مشورہ احنف بن قیس روانہ کیا۔ چنانچہ مسلم نے نافع کو اطرافِ بصرہ سے نکال کر مقامِ اہواز میں صف آرائی کی۔ مسلم کے میمنہ پر حجاج بن باب حمیری تھا' میسرہ پر زبیر بن ماخور تمیمی اثناء جنگ میں پہلے تو مسلم مارا گیا بعدازاں نافع بن ازرق۔

عبداللہ و عبیداللہ پسران ماخور: اہل بصرہ نے حجاج بن باب حمیری کو اپنا امیر بنایا اور خوارج نے امارت کی ٹوپی عبداللہ بن ماخور کے سر پر رکھ دی۔ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد حجاج و عبداللہ بھی راہیٔ عالم بقا ہوئے۔ تب اہل بصرہ نے ربیعہ بن اخدم کو اور خوارج نے عبیداللہ بن ماخور کو امارت کی کرسی پر بٹھا کر لڑائی جاری رکھی۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ اتفاق وقت سے خوارج کی کمک پر کچھ لوگ آ گئے جس سے انہوں نے تازہ دم ہو کر اہل بصرہ پر حملہ کر دیا۔ اہل بصرہ اس ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ربیعہ بن اخدم مارا گیا۔ اہل بصرہ نے بجائے اس کے حارثہ بن بدر کو امیر بنایا۔ حارثہ نہایت تیزی سے منہزمین کو لوٹا کر پھر میدانِ جنگ میں لایا اور کمال چستی سے لڑ کر خوارج کو پسپا کر دیا اور اس خیال سے کہ مبادا خوارج پھر یورش نہ کریں اہواز میں ڈیرے ڈال دیئے۔

خوارج کا بصرے پر حملہ: اس کے بعد عبداللہ بن زبیر نے حکومت بصرہ سے عبداللہ بن حرث کو معزول کر کے قباع یعنی

حرث بن ربیعہ کو مامور کیا۔ خوارج نے فوراً بصرے پر حملہ کر دیا۔ احنف بن قیس نے رائے دی کہ خوارج کی جنگ پر مہلب کو متعین کرنا چاہیے۔ وہی ان کے دانت کھٹے کرے گا۔ لیکن اس سے پیشتر عبداللہ بن زبیرؓ نے مہلب کو خراسان کی گورنری پر بھیج دیا۔ اہل بصرہ نے اس کے متعلق عبداللہ بن زبیر سے خط و کتابت کی۔ عبداللہ بن زبیر نے منظور فرما لیا تب اہل بصرہ نے یہ درخواست کی کہ جن ممالک پر مہلب متصرف ہو جائے ان میں سے جس کی وہ کہے اس کو حکومت دی جائے اور مال و آلاتِ حرب سے اس کی مدد کی جائے۔ عبداللہ بن زبیر نے اس کو بھی منظور کر لیا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ: چنانچہ مہلب لشکرِ اسلام سے بارہ ہزار فوج منتخب کر کے خوارج کی طرف براہ پل روانہ ہوا۔ اس اثناء میں حارثہ بن بدر مع ان لوگوں کے جو جنگ خوارج میں ان کے ہمراہ تھے آ پہنچا۔ حرث بن ربیعہ نے ان کو بھی مہلب کی طرف واپس کر دیا اور حارثہ کشتی پر سوار ہو کر بقصد بصرہ چلا۔ اتفاق یہ کہ کشتی نہر میں ڈوب گئی۔ مہلب کے مقدمۃ الجیش پر اس کا لڑکا مغیرہ تھا اس سے اور خوارج کے مقدمے سے لڑائی ہوئی۔ مغیرہ نے خوارج کے مقدمے کو سوق اہواز سے پسپا کر کے مادر تک پیچھے ہٹا دیا۔ اس وقت مہلب سولاف میں ٹھہرا ہوا تھا۔ خوارج نے مغیرہ سے شکست کھا کر مہلب کے لشکر پر ایک پر زور حملہ کر دیا جس سے مہلب کے رکاب کی فوج تتر بتر ہو گئی۔ لیکن شام ہو جانے کی وجہ سے لڑائی خود بخود رک گئی اور اگلے دن تک بلا کسی تحریک کے لڑائی موقوف رہی۔ اس اثناء میں مہلب فرصت پا کر وجیل کو قطع کر کے عقیل میں آ اترا۔ اس کے بعد وہاں سے کوچ کر کے خوارج کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کر دیا اور اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوالی پترول و جاسوس مقرر کر دیا۔ ایک روز شب کے وقت خوارج کے لشکر سے عبیداللہ بن ہلال و زبیر ماخور لشکر مہلب پر شب خون مارنے کو آئے ہوشیار پا کر واپس چلے گئے۔

خوارج کی پسپائی: اگلے دن مہلب نے بقصد جنگ خروج کیا۔ ازد تمیم اس کے میمنہ پر تھے قبیلہ بکر و عبدالقیس میسرہ میں اور اہل عالیہ قلب میں۔ خوارج کے میمنہ پر عبیدہ بن ہلال یشکری اور میسرہ زبیر بن ماخور تھا۔ فریقین نے نہایت اطمینان و استقلال سے لڑائی شروع کی۔ بعد ازاں لحظہ بہ لحظہ اس کی سختی بڑھتی گئی۔ آخر الامر مہلب کے لشکر کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے ڈگمگا گئے۔ کمالِ ابتری سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ منہزمین نے بھاگ کر ربوہ میں دم لیا۔ مہلب نے ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اپنے بھاگے ہوئے لشکر کو ندا دی جس سے تقریباً تین ہزار آدمی ٹھہر گئے۔ جو اکثر قبیلہ ازد کے تھے۔ مہلب ان کو تسلی اور جوش مردانگی کی داد دیتا ہوا لشکر خوارج پر ٹوٹ پڑا اور اس شدت لڑائی کا آغاز کر دیا کہ خوارج جواب تک نہ دے سکے۔ عبداللہ بن ماخور اور بہت سے سردار مارے گئے۔ باقی جو رہے انہوں نے اطرافِ اصفہان و کرمان میں جا کر دم لیا اور زبیر بن ماخور کو اپنا امیر بنایا۔ خاتمہ جنگ کے بعد مہلب اسی مقام پر مقیم رہا۔ یہاں تک کہ مصعب بن زبیر امیر بصرہ ہو کر آیا اور اس نے مہلب کو معزول کیا۔ یہ سرگزشت تو ازارقہ کی تھی۔ اب نجدہ کی کیفیت ملاحظہ کیجئے۔

نجدہ بن عامر: نجدہ نجدہ بن عامر بن عبداللہ بن سیار بن مفرج حنفی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ یہ نافع بن ازرق کے ہمراہ تھا لیکن جب خوارج میں افتراق پیدا ہوا تو یہ یمامہ کی جانب چلا آیا۔ ابو طالوت نے اس کو اپنی امارت کی دعوت دی۔ (یہ

بکر بن وائل کے قبیلے سے تھا) نجدہ نے اتباع اختیار کر لی اور بنو حنیفہ کے شہر حصارم کو جس میں چار ہزار کے قریب رقیق (غلام) تھے لوٹ لیا اور ان سب کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔ اس کے بعد ایک قافلے سے تعرض کیا جو بحرین سے آ رہا تھا اور ابن زبیرؓ کی خدمت میں جا رہا تھا۔ نجدہ نے اس کو بھی لوٹ کر ابو طالوت کے آگے لا رکھا۔ ابو طالوت نے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان واقعات سے خوارج کے ذہن پر یہ مرتسم ہوا کہ ابو طالوت کی نسبت نجدہ زیادہ خیر خواہ ہے اس امر کا ذہن نشین ہونا تھا کہ سب کے سب ابو طالوت کے مخالف ہو گئے اور اس کی بیعت توڑ کر نجدہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

نجدہ کی غارت گری: بیعت لینے کے بعد نجدہ نے بنو کعب بن ربیعہ پر چڑھائی کی اور نہایت سختی کے ساتھ ان کو پسپا کیا۔ اس کے بعد وہاں سے لوٹ کر یمامہ کی طرف آیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ تین ہزار کی جمعیت تھی۔ پھر ۶۷ھ میں یمامہ سے بحرین چلا گیا۔ بحرین میں جس قدر عبدالقیس تھے وہ اور چند رؤساشہر اس سے جنگ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ عطیف میں صف آرائی کی نوبت آئی لیکن پہلے ہی حملے میں عبدالقیس کو شکست ہوگئی۔ نجدہ اور اس کے ہمراہیوں نے کمال بے دردی سے قتل و قید کیا۔ اس کے بعد ایک سریہ خط کی جانب روانہ کیا جو فتح مند ہو کر واپس آیا۔ پس جب ۶۹ھ میں مصعب ابن زبیرؓ والی بصرہ ہو کر بصرے میں آئے تو انہوں نے عبداللہ بن عمر لیثی اعور کو بیس ہزار کی جمعیت سے نجدہ کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ نجدہ اس وقت عطیف میں تھا فریقین میں لڑائی ہوئی نجدہ نے عبداللہ بن عمر لیثی کو شکست دے کر جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا۔

عطیہ بن اسود حنفی: کامیابی کے بعد خوارج سے عطیہ بن اسود حنفی کو عمان پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ عمان کا ان دنوں عباد بن عبداللہ امیر تھا جو ایک معمر ضعیف آدمی تھا۔ عطیہ نے عمان پر قبضہ کر لیا اور چند مہینے ٹھہرا رہا بعد ازاں خوارج میں سے کسی کو اپنا نائب مقرر کر کے عمان سے کوچ کر دیا۔

عطیہ بن اسود کا قتل: جونہی عطیہ عمان سے نکلا اہل عمان نے اس کے نائب کو قتل کر کے اس کو قتل کر کے سعید وسلیمان پسران عباد کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس کے بعد عطیہ ونجدہ میں مخالفت پیدا ہوگئی۔ عطیہ نجدہ سے علیحدہ ہو کر عمان چلا آیا لیکن اہل عمان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ مجبور ہو کر براہِ دریا کرمان کو روانہ ہوا۔ مہلب نے یہ خبر پا کر ایک لشکر اس کے تعاقب میں بھیج دیا۔ عطیہ یہ سن کر سجستان بھاگ گیا اور وہاں سے سندھ کو روانہ ہو گیا۔ مگر سواران مہلب نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جانبر نہ ہونے دیا۔ مقام قندابیل میں گرفتار کر کے مار ڈالا۔

نجدہ اور ابو فدیک: اس فتنہ کے فرو ہونے پر نجدہ نے چند واقف کاروں کو مختلف دیہات اور قصبات کی طرف بعد شکست ابن عمیر روانہ کیا۔ ان لوگوں کی بنو تمیم سے کاظمہ میں لڑائی ہوئی اور اہل طوطع نے ان کی امداد کی۔ نجدہ نے جھلا کر ایسے جنگ آوروں وسخت مزاجوں کو مامور کیا جنہوں نے بجبر واکراہ صدقات وصول کیے۔ پھر نجدہ نے صنعا پہنچ کر اہل صنعا سے بیعت لی اور اپنے مخالفوں سے صدقات وصول کیے۔ اس کے بعد ابو فدیک کو صدقات وصول کرنے کی غرض سے حضر موت روانہ کیا اور ۶۸ھ میں نو سو آدمیوں کے ساتھ یا بروایت بعض دو ہزار کی جمعیت سے حج کرنے کو آیا اور صلح ہو جانے کی وجہ سے ایک جانب عبداللہ بن زبیرؓ سے علیحدہ ٹھہرا رہا۔ بعد ازاں نجدہ مدینہ منورہ کی طرف گیا۔ اہل مدینہ اس سے آمادہ جنگ ہوئے مجبور

ہوکر طائف لوٹ آیا۔ اثناء راہ میں عبداللہ بن عمر بن عثمان کی ایک لڑکی سے ملاقات ہوگئی۔ خوارج نے اس غریب لڑکی کو پکڑ کر نجدہ کے پاس پہنچا دیا اور پھر بہ نظر امتحان نجدہ سے اس لڑکی کے فروخت کرنے کا سوال کیا۔ نجدہ نے کہا کہ میں نے اس کو آزاد کیا۔ اس پر خوارج نے جواب دیا ''تم اس سے عقد کرلو''۔ بولا ''یہ اپنے نفس کی مختار ہے اور میں تو اس سے عقد کرنا پسند نہیں کرتا''۔ رفتہ رفتہ طائف کے قریب پہنچا تو عاصم بن عروہ بن مسعود نے حاضر ہوکر اپنی قوم کی طرف سے بیعت کی۔ نجدہ نے اس کی قوم پر خارزق کو اور اطراف وجوانب نجران پر سعد الطلایع کو امیر مقرر کر کے بحرین کی طرف مراجعت کی اور حرمین میں غلہ وجنس کے آنے کو روک دیا۔

نجدہ اور ابن عباس: ابن عباس نے تحریر کیا کہ جب ثمامہ بن اثال دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا اور اس نے مکہ میں رسد وغلہ کی آمد روک دی تھی۔ درانحالیکہ اہل مکہ ان دنوں مشرک تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر فرمایا تھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہیں ان کی رسد کو نہ روکو۔ چنانچہ ثمامہ نے اس کی تعمیل کی بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے بھی رسد وغلہ کو روک دیا ہے حالانکہ ہم لوگ مسلمان ہیں''۔ نجدہ اس خط کو پڑھ کر محجوب ہوگیا اور رسد وغلہ کی ممانعت بند کردی۔ اس واقعہ کے بعد نجدہ کے ہمراہیوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ اس وجہ سے کہ ابو سنان حی بن وائل نے اس کو یہ رائے دی تھی کہ جو شخص براہ تقیہ تمہارا مطیع ہو اس کے وجود سے اپنی جماعت کو صاف و پاک کرلو''۔ نجدہ نے جھڑک کر کہا ''ہم تو مامور اس کے ہیں کہ ظاہر حال پر حکم دیں''۔

نجدہ اور عطیہ میں اختلاف: ہنوز یہ امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ عطیہ سے اور اس سے اس بابت چل گئی کہ سریہ خشکی کا سریہ دریا سے غنیمت میں بہتر ہے۔ نجدہ نے طیش میں آ کر گالیاں دیں عطیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔ لیکن اپنے غصے کو ضبط کر کے نجدہ کے سرداروں میں سے ایک شخص پر شراب نوشی جاری کرنے کی درخواست کی۔ نجدہ نے حد جاری کرنے سے انکار کیا۔

عبدالملک اور نجدہ: اس اثناء میں عبدالملک نے اس سے خط وکتابت شروع کی کہ ''تم میری اطاعت قبول کرلو میں تم کو یمامہ کی حکومت دے دوں گا اور اس وقت تک جس قدر خون ریزی ہو چکی ہے اس سے درگزر کروں گا''۔ خوارج کو اس خط وکتابت کا کسی ذریعہ سے پتہ لگ گیا اور اس سے اور اسی قسم کی اور چند حرکات سے متہم کر کے عطیہ نے عمان میں نجدے سے علیحدگی اختیار کرلی۔

نجدہ کا قتل: کچھ عرصے خوارج نے اس سے بھی منحرف ہوکر ابو فدیک عبداللہ بن ثور (قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص کو) اپنا امیر بنالیا۔ نجدہ خوارج سے علیحدہ ہوکر حجر کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں چھپ رہا۔ ابو فدیک نے ہر چند تلاش کی دستیاب نہ ہوا۔ نجدہ یہ خبر پاکر بخوف جان اپنے ماموں کے پاس قبیلہ تمیم میں چلا گیا اور وہاں سے سامان سفر درست کر کے عبدالملک کی طرف روانہ ہوگیا۔ اتفاق یہ کہ ابو فدیک کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے نجدہ کے ہمراہیوں کو جنگ کر کے پامال کر ڈالا اور ابو فدیک کے دوستوں میں سے چند لوگوں نے نہایت بے دردی سے نجدہ کو بھی مار

ڈالا۔ مسلم بن جبیر نے نجدہ کے بچانے کی کوشش کی۔ خوارج نے اس کو بھی بارہ زخم برچھے کے پہنچائے جس کے صدمہ سے مسلم اسی وقت مر گیا اور ابوفدیک اپنی قیام گاہ پر اس کو اٹھا لایا۔

عمر بن عبداللہ اور خوارج کی جنگ: ۶۸ھ میں مصعب بن زبیر نے اپنے بھائی عبداللہ بن زبیرؓ کی جانب سے والیٔ عراقین ہو کر وارد بصرہ ہوا۔ مہلب ان دنوں والی فارس تھا اور جنگ ازراقہ میں مصروف تھا۔ مصعب نے اس خیال کہ مابین میرے اور عبدالملک کے مہلب حائل رہے گا۔ مہلب کو فارس سے طلب کر کے بلادِ موصل' جزیرہ اور ارمینیہ کی حکومت پر بھیج دیا اور حکومتِ فارس و جنگ ازراقہ پر عمر بن عبداللہ بن معمر کو مامور کر دیا۔ اس سے پیشتر خوارج بعد قتل عبداللہ بن ناخور ۶۵ھ میں اس کے بھائی زبیر کو اپنا امیر بنا کر اصطخر چلے آئے تھے۔ عمر بن عبداللہ نے حکومتِ فارس کے زینہ پر قدم رکھتے ہی خوارج کی جنگ پر بھیج دیا۔ خوارج نے اس کو مار ڈالا۔

خوارج کی پسپائی: بعد ازاں زبیر امیر خوارج اور عمر بن عبداللہ والی فارس سے چھڑ گئی۔ عمر بن عبداللہ نے خوارج کو شکست دے کر اُن میں سے ستر آدمیوں کو مار ڈالا۔ قطری بن فجاءة وصالح بن مخراق محاصرہ توڑ کر مع خوارج نیشاپور کی جانب چلے گئے۔ عمر بن عبداللہ نے نیشاپور میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ خوارج نے نیشاپور سے شکست اٹھا کر اصفہان کا قصد کیا۔ اصفہان میں اچھی طرح دم نہ لینے پائے تھے کہ تپ ولرزہ نے مزاج پرسی کر لی۔ گھبرا کر عمر بن عبداللہ کے لشکر کی گزرگاہوں سے بچتے ہوئے فارس کی طرف بڑھے۔ ساجوز دارجان ہوتے ہوئے عراق وارد اہواز ہوئے۔ چونکہ عمر بن عبداللہ والی فارس بھی ان کے پیچھے پیچھے نہایت تیزی سے منازل طے کر رہا تھا اور مصعب کا لشکر پڑاؤ کیے ہوئے پڑا تھا۔

خوارج کا ظلم وستم: اس وجہ سے زبیر نے مع خوارج کے اہواز سے نکل کر سرزمین صرصر کو طے کیا اور مدائن پر متواتر شب خون مارنے لگا۔ اہل مدائن کے لڑکوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ پھاڑ کر بچے نکال کر مارتا تھا۔ والی مدائن مقاومت سے عاری ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ انہیں خوارج کا ایک گروہ قتل وغارت کرتا ہوا کرخ تک پہنچ گیا۔ ابوبکر بن مخنف مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ میدانِ جنگ خوارج کے ہاتھ رہا۔ ابوبکر بن مخنف عین معرکے میں کام آ گیا۔

خوارج کا تعاقب: تب والی کوفہ حرث بن ابی ربیعہ قباع نے خوارج کی سرکوبی کی غرض سے خروج کیا یہاں تک کہ مراۃ پہنچا۔ اس کے ہمراہ ابراہیم بن اشتر' شبیب بن ربعی' اسماء بن خارجہ' یزید بن حارث اور محمد بن عمیر وغیرہ تھے۔ ان لوگوں نے پل باندھ کر خوارج کی طرف عبور کرنے کی رائے دی۔ خوارج یہ خبر پا کر مدائن کی طرف لوٹے۔ حرث نے عبدالرحمٰن بن مخنف کو چھ ہزار کی جمعیت سے حدودِ کوفہ تک خوارج کے تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ خوارج بھاگ کر رے پہنچے۔ ان دنوں یزید بن حرث بن رویم شیبانی والی رے تھا۔ اہل خوارج نے جنگ خوارج میں اس کی اعانت نہ کی۔ یزید بن حرث میدانِ جنگ میں شکست پا کر خوارج کے ہاتھ مارا گیا۔

زبیر امیر خوارج کا قتل: اس کے بعد خوارج نے اصفہان کا رخ کیا۔ اصفہان کا امیر عتاب بن ورقاء تھا۔ چند مہینے اصفہان کا محاصرہ کیے ہوئے شہر پناہ کے دروازے پر روزانہ جنگ کرتے رہے۔ عتاب بن ورقاء طول محاصرہ سے گھبرا کر شہر

پناہ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اور کھلے میدان خوارج کو لڑ کر شکست دے دی۔ زبیر امیر خوارج مارا گیا۔ عتاب نے لشکر خوارج کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ خوارج نے قتل زبیر کے بعد قطری بن فجاءۃ مازنی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جس کی کنیت ابو انعامہ تھی اور اس کے ہمراہ کرمان کی طرف چلے گئے اور پھر وہاں سے جمع ہو کر اصفہان کی جانب لوٹے۔ اصفہان میں تو داخل نہ ہو سکے اہواز جا پہنچے اور وہیں قیام کیا۔

خوارج اور مہلب کی جنگ: اسی اثناء میں مصعب نے مہلب کو موصل وجزیرہ وغیرہ کی حکومت سے واپس بلا کر جنگِ خوارج پر مامور کر دیا اور ابراہیم بن اشتر کو بجائے مہلب حکومت موصل و جزیرہ پر بھیج دیا۔ مہلب کے آنے سے اہل بصرہ میں ایک تازہ روح آ گئی۔ چھوٹے بڑے جان فروشی پر تیار ہو گئے۔ مہلب نے ایک باقاعدہ لشکر مرتب کر کے خوارج کا قصد کیا۔ مقام سولاف میں مقابلے کی نوبت آئی۔ آٹھ ماہ تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ انہیں دنوں مصعب نے عتاب بن ورقاء ریاحی والی اصفہان کو اہل رے پر حملہ کرنے کو لکھ بھیجا۔ کیونکہ ان لوگوں نے یزید بن حرث ابن رویم کا ساتھ نہ دیا تھا۔ چنانچہ عتاب نے اہل رے پر فوج کشی کی۔ ان دنوں رے پر فرخان حکومت کر رہا تھا۔ فرخان و عتاب سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر عتاب نے رے اور اس کے قلعات کو بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے اطراف و جوانب کو باغیوں سے پاک صاف کر دیا۔

عبیداللہ بن حر: عبیداللہ بن حر جعفی صلاح وفضل میں اپنی قوم کے بہترین لوگوں میں سے تھا۔ جب امیر المؤمنین عثمانؓ بلوائیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے تو اس کو سخت صدمہ ہوا اور امیر معاویہ کے ہمراہ امیر المؤمنین علیؓ کے مقابلے پر آیا۔ اس کی بیوی کوفے میں رہتی تھی۔ اس کی طویل غیر حاضری کی وجہ سے اس کی بیوی نے ایک شخص سے نکاح کر لیا تھا۔ شام سے واپس آیا تو امیر المؤمنین علیؓ کے روبرو عبیداللہ اور اس شخص کا مقدمہ پیش ہوا جس نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا تھا۔ امیر المؤمنین علیؓ نے ارشاد کیا ''کیا تم وہی ہو جو جنگ صفین میں معاویہ کے ہمراہ تھے''۔ عبیداللہ نے عرض کیا ''ہاں! کیا یہ امر آپ کے عدل کرنے کو روک دے گا؟''۔ آپ نے فرمایا ''نہیں!'' عبیداللہ یہ سن کر خوش ہو گیا اور آپ نے اس کی بی بی اس کو واپس کرا دی۔ چنانچہ عبیداللہ مع اپنی بیوی کے شام واپس آیا۔ پھر بعد شہادت امیر المؤمنین علیؓ کوفے میں آیا۔ اپنے اعزہ و اقارب سے ملا ان لوگوں نے اس کو علی ومعاویہؓ کی طرف سے بدظن کرا دیا۔

عبیداللہ بن حر اور ابن زیاد: جب امام حسینؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا اس وقت یہ اس واقعہ عظیمہ قتل میں غائب ہو گیا۔ ابن زیاد نے تلاش کرایا لیکن نہ ملا۔ کچھ عرصہ بعد اتفاق سے ملاقات ہو گئی ابن زیاد ملامت کرنے لگا کہ تو میرے دشمنوں کے ساتھ تھا۔ عبیداللہ انکاری جواب دے کر غصے کی حالت میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ عبیداللہ کے چلے آنے کے بعد ابن زیاد نے اپنی شورٰی سے رجوع کیا اور عبیداللہ کو تلاش کرایا مگر نہیں ملا مجبور ہو کر چند لوگوں کو اس کی گرفتاری پر مامور کیا۔ عبیداللہ نے ان لوگوں سے کہا ''ابن زیاد سے جا کر کہہ دو کہ میں تمہارا مطیع ہو کر ہرگز ہرگز نہ آؤں گا''۔ ابن زیاد کے آدمی جونہی واپس ہوئے عبیداللہ اس مقام سے اٹھ کر حمد بن زیاد طائی کے مکان پر چلا آیا اور بات کی بات میں اس کے

ہمراہی' دوست اور ہوا خواہ اس کے پاس جمع ہو گئے۔

عبیداللہ بن حر کا خروج: عبیداللہ نے اسی وقت مدائن کا قصد کر دیا۔ مقتل حسین پر پہنچ کر ان کے اور ان کے ہمراہیوں کے لئے دعا مغفرت کی۔ پھر جب یزید مر گیا اور چاروں طرف سے فتنہ وفساد نے سر اٹھایا تو اس نے اپنے دوستوں کو جمع کر کے اطراف مدائن میں خروج کر دیا۔ رعایا کے جان و مال سے متعرض نہ ہوتا تھا۔ البتہ شاہی مال واسباب سے جب کبھی موقع مل جاتا تھا۔ بقدر اپنے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے روزینہ لے لیتا تھا۔ باقی جو رہ جاتا تھا اس کو صاحب مال کو لوٹا دیتا تھا۔ مختار نے اپنی ڈھائی دن کی حکومت میں اس کی بیوی کو کوفے میں قید کر دیا تھا جب یہ خبر اس کو ملی تو کوفے میں آیا۔ قید خانے سے اپنی بیوی اور ان لوگوں کو بھی نکال لیا جو اس وقت قید کی مصیبت میں مبتلا تھے۔

عبیداللہ بن حر کی اسیری ورہائی: مختار نے اس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ ابراہیم بن اشتر نے اس رائے سے مخالفت کر کے اس کو ابن زیاد سے جنگ کرنے کے لئے موصل بھیج دیا لیکن یہ اس لشکر کے ہمراہ نہ گیا علیحدہ ہو کر مصعب سے جاملا اور ان کے ہمراہ ہو کر جنگ مختار میں شریک ہوا اور اس کو اسی نے قتل بھی کیا۔ اس کے بعد مصعب نے اس کو مشتبہ ومشکوک سمجھ کر قید کر دیا۔ مگر مذحج کے چند رؤسا کی سفارش سے رہا کر دیا۔ لوگ اس کے پاس تہنیت ومبارکباد دینے کو آئے۔ چلا اٹھا ''کہ کوئی شخص اب مستحق خلافت نہیں ہے اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کی بیعت کا طوق ہماری گردنوں میں ڈال جائے۔ ان کو ہم پر کسی قسم کی فضیلت حاصل نہیں ہے' جس سے یہ لوگ مستحق خلافت سمجھے جائیں۔ یہ سب کے سب خطا کار' غاصب دنیا پرست اور ضعیف الآخرت ہیں اور ہم مردانِ جنگ ہیں جو فارس سے نبرد آزما ہوئے تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ ہماری فضیلت اور ہمارے حقوق نہیں پہچانتے۔ خیر اب تو میں کھلم کھلا ان کی عداوت پر کمر باندھتا ہوں''۔ یہ کہہ کر بہ قصد جنگ کھڑا ہوا اور قرب و جوار کے قصبات پر حملہ کر دیا۔

مصعب اور ابن حر: مصعب نے سیف بن ہانی مرادی کی زبانی پیام دیا کہ ''تم میری اطاعت قبول کر لو میں تم کو بلادِ فارس میں جاگیر دے دوں گا''۔ عبیداللہ نے انکاری جواب دیا۔ مصعب نے ابرو بن مروہ ریاحی کو بسر افسری فوج اس سے جنگ کرنے پر مامور کیا۔ عبیداللہ نے پہلے ہی حملے میں ابرو کو نیچا دکھا دیا۔ تب مصعب نے حریث بن زید کو روانہ کیا۔ اس کو بھی عبیداللہ سے شکست نصیب ہوئی اور اثناء شکست میں مارا بھی گیا۔ مصعب نے جھلا کر حجاج بن حارثہ خثعمی اور مسلم بن عمر کو روانہ کیا۔ نہر صرصر پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ عبیداللہ نے ان کو بھی مار بھگایا۔ مصعب نے جب اپنی کامیابی کی صورت نہ دیکھی تو کہلا بھیجا کہ ''میں تم کو امان بھی دیتا ہوں اور حکومت بھی''۔ لیکن عبیداللہ کی فاتحانہ غیرت نے اس کو منظور نہ کیا۔ فرس کی طرف چلا آیا۔ دہقان فرس مع مال واسباب فرس چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ عبیداللہ نے عین التمر تک تعاقب کیا۔ عین التمر میں ان دنوں بسطام بن معقلہ بن ہبیرہ شیبانی تھا۔ عبیداللہ سے لڑنے کو نکلا۔ اتفاق وقت سے حجاج بن حارثہ بھی آپہنچا۔ دونوں نے مل کر عبیداللہ پر حملہ کیا عبیداللہ نے دونوں کو پسپا کر کے دہقانِ فرس کے پاس جو کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا اور تکریت میں آ ٹھہرا۔ خراج وصول کرتا رہا۔

عبیداللہ بن حُر اور عبدالملک: مصعب نے یہ خبر بدسن کر اس طرف سے ابرد بن فردہ ریاحی اور جون بن کعب ہمدانی کو بسرافسری ایک ہزار فوج کے عبیداللہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا اور دوسری طرف سے مہلب نے یزید بن معقل کو پانچ سو کی جمعیت سے ابرد کی کمک کو بھیجا۔ عبیداللہ کے ساتھ اس وقت تین سو آدمیوں کی جمعیت تھی۔ دو روز تک مسلسل جنگ ہوتی رہی۔ تیسرے روز فریقین خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ عبیداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا ''اب یہاں پر ٹھہرنا قرین مصلحت نہیں ہے۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو ساتھ لے کر عبدالملک کے پاس چلا جاؤں''۔ ہمراہیوں نے تیاری کر لی۔ پھر کہا ''مجھے اندیشہ ہے کہ شاید میں مر جاؤں اور مصعب کو کسی خطرے میں نہ ڈال سکوں بہتر ہے کہ کوفہ چلو''۔ ہمراہیوں نے بسرو چشم اس حکم کی تعمیل کی۔ مصعب کا لشکر چاروں طرف سے دل بادل کی طرح امڈ آیا اور یہ شیر دل ان کو برابر شکست دیتا جاتا تھا اور اطراف کوفہ و مدائن میں ان کو قتل کر رہا تھا۔ غرض سواد میں ان کی ذات سے ہل چل سی پڑی ہوئی تھی۔ وقتاً فوقتاً اخراج بھی وصول کر لیتا تھا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر عبدالملک کے پاس چلا گیا۔ عبدالملک نے بڑی تعظیم و توقیر کی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ ایک لاکھ درہم اس کو بطور انعام مرحمت کئے اور اس کے ہمراہیوں کے وظائف مقرر کر دیے۔

عبیداللہ بن حُر کا خاتمہ: ایک روز عبیداللہ نے عبدالملک سے یہ درخواست کی کہ ''آپ میرے ساتھ ایک لشکر مصعب سے جنگ کرنے کو روانہ کیجئے''۔ عبدالملک نے جواب دیا ''تم اپنے ہمراہیوں کو یا جن لوگوں کو تم بلاسکو جنگ مصعب پر لے جاؤ میں تمہاری کمک پر پیادوں کی فوج بھیج دوں گا''۔ عبیداللہ اس پشت گری پر کوفے کو روانہ ہو گیا اور اطراف انبار میں پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا اور اپنے ہمراہیوں کو کوفہ جانے کی اس غرض سے اجازت دیدی کہ اس کے بقیہ ہمراہیوں کو اس کے آنے کی خبر کر دیں۔ حرث بن ربیعہ والی کوفہ نے یہ خبر پا کر ایک عظیم الشان لشکر جنگ کی غرض سے بھیج دیا۔ عبیداللہ نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ چونکہ اثنائے جنگ میں اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو گئے اور کثرتِ زخم نے بھی اس کے بدن کو چور چور کر دیا تھا۔ اس وجہ سے دریا میں کود پڑا۔ دو چار ہاتھ تیر کے ایک کشتی پر سوار ہو کر چل کھڑا ہوا۔ یہاں تک کہ وسط فرات تک پہنچ گیا۔ قضا کار مصعب کے سواروں کا ایک دستہ کشتی پر سوار ہو کر عبیداللہ کی کشتی تک پہنچ گیا۔ عبیداللہ نے گھبرا کر اپنے کو دریا میں ڈال دیا۔ سواروں نے اس جان باختہ اجل رسیدہ کو جانبر نہ ہونے دیا۔ تیر مار کر ڈبو دیا۔

خوارج اور عبدالملک: جس وقت عبدالملک نے حکومت کوفہ خالد بن عبداللہ کو دی اور مہلب ان دنوں ازراقہ سے جنگ کر رہا تھا۔ اس کو خراج اہواز پر مقرر کیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو بہ ہمراہی مقاتل بن مسمع جنگِ خوارج پر بھیج دیا۔ خوارج یہ سن کر اطراف کرمان سے دارابجرد چلے آئے اور یہاں سے قطری بن فجاۃ نے صالح بن مخراق کو نو سو فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اتفاق وقت عبدالعزیز شب کے وقت بلا ترتیب لشکر بغیر ارادہ جنگ آ پہنچا۔ لڑائی چھڑ گئی۔ مقاتل بن مسمع مارا گیا۔ منذر بن جارود کی لڑکی عبدالعزیز کی بیوی کو قید کر لائی۔ خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا۔ عبدالعزیز مع اپنے ہمراہیوں کے بھاگ کر رام ہرمز پہنچا۔

مہلب اور خوارج کی جنگ: خالد بن عبداللہ نے اس واقعہ سے عبدالملک کو آگاہ کیا۔ عبدالملک نے فوراً اپنے بھائی کو

جنگِ خوارج سے معزول کر کے بجائے مہلب کے خراج اہواز پر مقرر کیا اور خالد کو یہ حکم دیا کہ تم بہمراہی مہلب جنگ خوارج پر چلے جاؤ۔ ساتھ ہی اس کے کوفے میں بشر کے نام یہ پیغام بھیجا'' کہ مہلب کو پانچ ہزار آدمیوں سے جس کو وہ پسند کرے امداد کرو اور جب اس کو جنگ خوارج سے فراغت حاصل ہو تو رے میں چلے آنا اور بطور مسلحہ ٹھہرے رہنا''۔ چنانچہ بشر نے پانچ ہزار آدمیوں کا ایک لشکر مرتب کر کے بسر افسری عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث مہلب کی طرف روانہ کیا اور رے کی حکومت کی ایک سند لکھ کر عبدالرحمٰن کو مرحمت کر دی۔ انہیں ایام میں بتعمیل حکم عبدالملک خالد بھی مع اہل بصرہ اور مہلب کے بصرے سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام اہواز میں سب کا اجتماع ہوا۔ اس عرصے میں ازراقہ بھی آ پہنچے اور کشتیوں کو جلا دیا۔ مہلب کے کہنے کے مطابق عبدالرحمٰن بن محمد نے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوالی۔ بیس روز دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل پڑی رہیں۔ اکیسویں شب کو خوارج نے حملہ کیا لیکن کثرتِ مخالفین اور خندق کی وجہ سے پسپا ہو کر بھاگے۔ خالد نے داؤد بن قحذم کو ان کے تعاقب پر مامور کر دیا اور بصرے میں واپس آ کر ایک اطلاعی عرضداشت عبدالملک کی خدمت میں بھیج دی۔ عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو خط لکھ بھیجا کہ لشکر کوفہ سے چار ہزار فوج فارس کی طرف روانہ کر دو کہ ازراقہ کے تعاقب میں داؤد بن قحذم کی مدد کریں۔ بشر نے فوراً چار ہزار فوج کو بسر افسری بشر بن عتاب فارس کی طرف روانہ کر دیا جو نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے داؤد بن قحذم سے جا ملی اور اس کے ہمراہ ہو کر خوارج کے تعاقب میں شریک ہوئی۔ یہاں تک کہ اس کو بہت سے مصائب کا سامنا ہوا اور عام لشکری اہواز کی جانب پیادہ پا لوٹ آئے۔

ابوفدیک کا خروج: اس کے بعد بنوقیس بن ثعلبہ سے ابوفدیک نے خروج کر کے بحرین پر قبضہ کر لیا اور نجدہ بن عامر حنفی کو مار ڈالا (جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں) اور خالد کو شکست دے دی۔ خالد نے عبدالملک کو لکھ بھیجا عبدالملک نے عمر بن عبیداللہ بن معمر کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیجا کہ'' اہل کوفہ و بصرہ کو جنگ ابوفدیک پر آمادہ کر کے ایک لشکر مرتب کر لو اور جنگ خوارج پر روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ عمر بن عبیداللہ کی تحریک سے دس ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ عمر بن عبیداللہ نے ان کو آلاتِ حرب سے مسلح کر کے خوارج کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل کوفہ میمنہ میں تھے جن کا افسر محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ تھا اور اہل بصرہ میسرہ میں' اس کے بھتیجے عمر بن موسیٰ کی ماتحتی میں تھے۔ قلب لشکر میں خود تھا۔ رفتہ رفتہ یہ لشکر بحرین تک پہنچا اور صف آرائی کر کے ابوفدیک اور اس کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملے میں ابوفدیک کا میسرہ پیچھے ہٹا اور یہ لوگ جوش کامیابی میں بڑھتے چلے گئے۔ مگر مغیرہ بن مہلب مجاعہ عبدالرحمٰن اور لشکر سواران اہل کوفہ کی طرف میمنہ میں آ ملے۔ اس اثناء میں اہل میسرہ واپس ہوئے اور اہل میمنہ نے خم ٹھونک کر خوارج پر حملہ کر دیا۔ خوارج کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔ اہل میمنہ ان کے لشکر گاہ میں گھس پڑے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ ابوفدیک کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو ایک خندق میں گھیر لیا یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر نکلے۔ پس ان لوگوں نے ان میں سے چھ ہزار آدمیوں کو قتل کیا اور آٹھ سو کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۷۳ھ کا ہے۔

کوفی لشکر کی واپسی: اس واقعہ کے بعد عبدالملک نے اپنے بھائی بشر کو حکومت بصرہ پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ مہلب کو

جنگ ازارقہ پر بھیج دو اور جن جن کو اہل بصرہ میں سے مہلب پسند کرے ان کو اس کے ہمراہ کر دو اور لڑائی میں اس کو اس کی رائے پر چھوڑ دو۔ ہاں البتہ کوفے سے بھی ایک عظیم الشان لشکر اس کی کمک پر بسرافسری ایسے شخص کے روانہ کرنا جس کو لڑائی کا نشیب و فراز بخوبی معلوم ہو مہلب نے انتخاب فوج کے لئے جدلیع بن سعید بن قبیصہ کو مامور کیا۔ بشر نے اس حکم کی تعمیل کی۔ لیکن یہ حکم شاق گزرا۔ اس خیال سے کہ مہلب کی تقرری عبدالملک کی جانب سے ہوئی اور اس سے اس کے دل کو صدمہ پہنچا۔ لشکرِ کوفہ پر عبدالرحمٰن بن مخنف کو مقرر کر کے روانہ کر دیا اور اس کو خفیہ یہ ہدایت کر دی کہ جنگ میں مہلب سے مشورہ نہ لینا اور جہاں تک ممکن ہو اس سے کشیدگی پیدا کرنا۔ مہلب ان باتوں سے بے خبر رام ہرمز پہنچا۔ خوارج بھی دوسری طرف سے آ گئے اور عبدالرحمٰن بن مخنف نے مع اہل کوفہ پہنچ کر ایک میل کے فاصلے پر خیمہ نصب کرایا کہ جہاں سے دونوں لشکر دکھلائی دیتے تھے۔ اس کے بعد یہ خبر آئی کہ بشر بن مروان نے خالد بن عبداللہ بن خالد کو بصرے میں اور کوفے میں عمر بن حریث کو اپنا نائب مقرر کیا ہے۔ جونہی یہ خبر مشہور ہوئی ایک گروہ کثیر اہل بصرہ و کوفہ کا لشکر مہلب سے جدا ہو کر اہواز چلا آیا۔ خالد بن عبداللہ نے ہر چند تاکیداً لکھا' دھمکایا لیکن کسی نے مطلق توجہ نہ کی۔

اہل کوفہ' کوفہ کی طرف چلے آئے۔ عمر بن حریث نے بہت نصیحت و فضیحت کی۔ مہلب کے پاس لوٹ جانے کو کہا اور کوفے میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ دن کو تو کوفے میں نہ گئے۔ رات ہوتے ہی سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں جا کر ٹھہرے۔

حجاج بن یوسف کا خطبہ: جب ۷۵ھ میں حجاج امیر عراقین ہو کر آیا تو اس نے اہل کوفہ کو جمع کر کے کوفہ میں ایک بلیغ خطبہ دیا جو مشہور و معروف ہے جس کے بعض فقروں کا یہ مضمون تھا ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ مخالف و گنہگار ہو کر مہلب کو چھوڑ کر اپنے شہر میں چلے آئے تھے۔ واللہ میں اس کے لشکریوں میں سے جس کو آج کے تیسرے دن کوفے میں پاؤں گا اسی کی گردن اڑا دوں گا' اس کے گھر کو لوٹ لوں گا اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لوں گا''۔

حجاج نے یہ کہہ کر واقف کاروں کو بلا کر حکم دیا کہ لوگوں کو مہلب کے پاس روانہ کرو اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید مہلب کی دستخطی میرے سامنے لا کر پیش کرو اور دیکھو پل کا دروازہ بند نہ کیا جائے جب تک کہ لشکریان مہلب کوفے سے باہر نہ چلے جائیں۔

عمر بن ضابی کا قتل: عمر بن ضابی نامی ایک شخص نے اس حکم کی تعمیل نہ کی گھر بیٹھ رہا اس کی نسبت بیان کیا گیا کہ یہ شخص قاتلین عثمانؓ میں سے ہے۔ حجاج نے اس کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا۔ میعاد مقررہ تمام نہ ہونے پائی تھی کہ لشکریانِ مہلب کوفہ سے جوق در جوق نکل پڑے۔ پل پر ایک اژدہام ہو گیا اگلے سب کے سب مہلب کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے ساتھ ساتھ حجاج کے بھیجے ہوئے واقف کار بھی مہلب کے پاس پہنچ گئے اور ان لوگوں کے پہنچنے کی رسید اس سے لے لی۔

عبدالرحمٰن بن مخنف کا خاتمہ: بعد ازاں مہلب نے حسب حکم حجاج' خوارج سے لڑائی چھیڑ دی اور ان کو ایک خفیف جنگ کے بعد کازرون کی طرف پسپا کر دیا۔ مہلب و ابن مخنف بھی ان کے پیچھے پیچھے کازرون جا پہنچے۔ مہلب نے مزید احتیاط

کے خیال سے اپنے لشکر کے اردگرد خندق کھدوائی مگر ابن اخنف نے جوش مردانگی میں آ کر خندق نہ کھدوائی۔ خوارج نے شب کے وقت پہلے لشکر مہلب پر حملہ کیا۔ لیکن ان کو ہشیار پا کر ابن مخنف کی طرف جھک پڑے۔ ابن مخنف کے ہمراہی اس اچانک حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن مخنف برابر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ مارا گیا۔ بعض نے اہل کوفہ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جس وقت ان لوگوں نے خوارج کو جنگ پر ابھارا اور وہ لوگ مہلب کی طرف بڑھے اور مہلب بہ حالت اضطرار اپنے لشکر گاہ کی طرف لوٹا تو عبدالرحمٰن بن مخنف نے اپنے عام لشکریوں کو مہلب کی کمک پر بھیج دیا اور خود تھوڑی سی فوج کے ساتھ مورچہ پر ٹھہرا رہا۔ خوارج ابن مخنف کی کمی جماعت کا احساس کر کے ابن مخنف پر ٹوٹ پڑے۔ ابن مخنف مع قراء اور اپنے اکہتر ہمراہیوں کے کمر ہمت باندھ کر میدانِ جنگ میں کود پڑا اور دادِ مردانگی دے کر مع اپنے ہمراہیوں کے جان بحق ہوا۔

دوسرے دن مہلب آیا نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا اور ایک اطلاعی خط حجاج کے پاس بھیج دیا۔ حجاج نے عبدالرحمٰن بن مخنف کے لشکر پر عتاب بن ورقاء کو مامور کیا اور مہلب کی اطاعت کی ہدایت وتاکید کر دی۔ بظاہر عتاب نے اس ہدایت کو قبول کر لیا لیکن اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا۔ ایک روز مہلب اور عتاب سے کچھ جھگڑا ہو گیا۔ مہلب نے مارنے کی غرض سے چھڑی اٹھائی۔ مغیرہ بن مہلب نے لپک کر چھڑی چھین لی۔ عتاب نے حجاج کو اس کی شکایت لکھی اور واپس چلے جانے کی اجازت چاہی۔ اتفاق سے شبیب کا واقعہ پیش آ گیا جس کی وجہ سے عبدالرحمٰن بن مخنف بلا لیا گیا اور مہلب بدستور اسی مقام پر باقی رہ گیا۔

<u>صالح بن سرح تمیمی کا خروج</u>: متذکرہ بالا واقعات کے بعد صالح بن مسرح تمیمی نے (بنو امراء القیس بن زید مناۃ سے) خروج کیا یہ شخص فرقہ صفریہ کے عقائد کا پابند اور عابد وزاہد تھا۔ سرزمین موصل وجزیرہ میں اکثر قیام پزیر رہتا تھا۔ اس کے تلامذہ بھی تھے جن کو یہ قرآن وفقہ کی تعلیم دیتا تھا۔ کبھی کبھی کوفہ میں اپنے احباب اور شاگردوں سے ملنے کو آ جاتا تھا۔ وہ لوگ اس کی ضروریات مہیا کر دیتے تھے۔ حجاج کو اس کی خبر لگی۔ گرفتاری پر لوگوں کو مامور کیا صالح کوفہ چھوڑ کر اپنے شاگردوں کے پاس موصل چلا آیا اور ان لوگوں کو خروج پر ابھارنے لگے۔ اس اثناء میں شبیب بن یزید بن نعیم شیبانی کا ایک خط آ پہنچا جس میں اس نے جنگ کرنے کی ترغیب دی تھی۔ صالح نے جواباً تحریر کیا ''میں تمہارے ہی انتظار میں ہوں جس قدر جلد ممکن ہو جلد آ جاؤ میں ہمہ تن خروج پر آمادہ ہوں''۔ شبیب مع اپنے چند دوستوں کے جس میں اس کا بھائی مضاد اور محلل بن وائل یشکری تھا آ پہنچا اور صالح کی اتفاق رائے سے ماہ صفر ۷۶ھ میں خروج کر دیا۔ لشکریوں کو قبل جنگ دعا کرنے کی ہدایت کی اور خون ریزی اور مال واسباب لوٹنے کا ان کو اختیار دے دیا۔ اتفاق سے جزیرے میں محمد بن مروان کی سواری کے جانور مل گئے جن کو ان لوگوں نے گرفتار کر کے اپنے ہمراہیوں کو سوار کرا دیا۔ محمد بن مروان والی جزیرہ کو خوارج کے خروج اور ان کی اس بے جا حرکت کی اطلاع ہوئی تو اس نے سرکوبی کو ایک ہزار کی جمعیت سے عدی بن عدی کندی کو مامور کیا۔ پس اس نے حران سے نکل کر خوارج کا رخ کیا۔ چونکہ صلح پسندی مزاج میں زیادہ تھی اس وجہ سے جنگِ خوارج کو پسند نہ کرتا تھا۔ قبل آغاز جنگ ایک قاصد خوارج کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے قاصد کو قید کر دیا اور خود مسلح ومرتب ہو کر عدی کے سر پر آ پہنچے۔

صالح بن مسرح کا قتل: عدی اس وقت نماز چاشت پڑھ رہا تھا۔ جوں توں نماز پوری کر کے بلا قصد جنگ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اس کے رکاب کی فوج بھی بے ترتیبی کے ساتھ میدان میں آ گئی۔ خوارج کے میمنہ پر شبیب تھا اور میسرہ پر سوید بن سلیم۔ خوارج نے حملہ کیا عدی کو شکست ہوئی۔ خوارج نے عدی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور آمد تک تعاقب کرتے چلے آئے۔ محمد بن مروان نے یہ خبر پا کر خالد بن حز سلمی اور حرث بن جعونہ عامری کو بسر افسری ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار فوج کے دو مختلف راستوں سے روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تم میں سے جو شخص میدان جنگ میں کامیاب ہو گیا وہی اپنے دوسرے ہمراہی کا امیر اور سردار لشکر سمجھا جائے گا۔ صالح کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے شبیب کو حرث کی طرف روانہ کیا اور خود خالد پر حملہ آور ہوا۔ میدان کارزار نہایت سختی سے گرم ہو گیا۔ محمد بن مروان کے لشکر نے پہلے سے خندق کھود لی تھی اور مورچہ قائم کر رکھا تھا خواہ مخواہ خوارج کو پسپا ہونا پڑا۔ سرزمین جزیرہ و موصل کو دسکرہ تک طے کر گئے۔ حجاج نے اس شکست سے آگاہ ہو کر حرث بن عمیرا بن ذی الشعار کو تین ہزار فوج کوفہ کی جمعیت سے روانہ کر دیا۔ مابین موصل و صرصر کے ملاقات ہو گئی۔ خوارج کے ہمراہ اس وقت صرف نوے آدمی تھے۔ سوید بن سلیم کو شکست ہوئی۔ صالح بن مسرح مارا گیا۔ شبیب زمین پر گر پڑا پھر سنبھل کر اٹھا اور صالح کی لاش پر کھڑے ہو کر اپنے ہمراہیوں کو پکارنے لگا۔ ستر آدمی اس کے قریب جمع ہو گئے۔

شبیب کا فرار: شبیب مع ان لوگوں کے ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ حرث نے قلعہ کا محاصرہ کر کے دروازے کو جلا دیا اور اس قصد سے کہ صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی جائے گی۔ اپنے لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا ''تم اپنے دوستوں میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو اور ہمارے ہمراہ خروج کرو''۔ خوارج نے اس کی بیعت کی اور آگ کو مشتعل ہونے کے خیال سے بجھا کر رات ہی کے وقت خروج کر دیا۔ حرث اس اچانک حملے سے گھبرا کر اٹھا اور اپنے ہمراہیوں کو تیاری کا حکم دے دیا۔ ہنوز وہ تیار نہ ہونے پائے تھے کہ لشکر کا ایک حصہ پسپا ہو کر مدائن کی جانب بھاگا اور شبیب ان کے مال و اسباب لوٹتا ہوا سرزمین موصل کی جانب چلا گیا۔

شبیب اور سلامہ بن سنان: شبیب نے بالک موصل میں پہنچ کر سلامہ بن سنان تیمی سے ملاقات کی سلامہ بن سنان کا فضالہ نامی ایک سپاہی اکابر خوارج سے تھا۔ صالح کے خروج سے پیشتر اٹھارہ آدمیوں کی جمعیت سے خروج کر کے ماء بنی غزہ پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ بنی غزہ نے موقع پا کر ان سب کو قتل کیا اور سب کا سر اتار کر سرخروئی کے خیال سے عبدالملک کے پاس لے گئے تھے۔ شبیب نے جب سلامہ کو خروج کرنے پر ابھارا تو اس نے یہ شرط لگائی کہ تیس سواروں کو منتخب کر کے میرے ہمراہ بنو غزہ پر حملہ آور ہو اور ان سے میرے بھائی کے خون کا بدلہ لو۔ شبیب نے یہ شرط منظور کر لی بنو غزہ پر چڑھ گیا اور نہایت سختی و بے رحمی سے یکے بعد دیگرے اکثر بنو غزہ کو قتل کیا۔ بعد ازاں ستر آدمیوں کے ساتھ داران پہنچا۔ بنو شیبان کا ایک گروہ جو تعداد میں تین ہزار کا تھا بھاگ کھڑا ہوا اور ایک دیر خراب میں مقام محفوظ سمجھ کر قیام کیا۔ ایک روز شبیب کسی ضرورت سے اپنے بھائی مضاد بن یزید کو اپنا نائب بنا کر کہیں چلا گیا۔ مضاد نے ان کے تمیں شیوخ کو قتل کر ڈالا جس میں حوثرہ بن اسد بھی تھا مجبور ہو کر بنو شیبان نے اس غرض سے امان طلب کی کہ حاضر ہو کر ان کی دعوت کو سنیں۔ مضاد نے اس کو منظور کر لیا اور آنے کی

اجازت دے دی۔ چنانچہ کل بنوشیبان جو اس وقت محاصرے میں تھے مضاد کے پاس آ کر جمع ہو گئے اس اثناء میں شبیب آ پہنچا اور بنوشیبان کے اس فعل سے اپنی خوشنودی ظاہر کر کے انہیں میں سے ایک منتخب کردہ کے ساتھ آذربائیجان کا قصد کر دیا۔

سفیان بن ابی العالیہ اور شبیب کی جنگ: اس سے پیشتر حجاج نے سفیان بن ابی العالیہ خثعمی کو بسر افسری ایک ہزار سواروں کے طبرستان کے محاصرے پر بھیج دیا تھا۔ شبیب کے قصد سے مطلع ہو کر سفیان بن ابی العالیہ کو واپس بلا بھیجا (سفیان اہل طبرستان سے صلح کر کے واپس ہوا اور مقام دسکرہ میں پہنچ کر قیام کر کے امداد کا خواستگار ہوا) اور حرث بن عمیرہ ہمدانی قاتل صالح کو معہ لشکر کوفہ و فارس کے اور سورہ بن حر تمیمی کو بھی طلب کر لیا۔ سفیان بلا انتظار حرث و سورہ شبیب کی جستجو میں نکل کھڑا ہوا۔ مقام خانقین میں مڈبھیڑ ہو گئی۔ شبیب نے ایک کمین گاہ میں اپنے بھائی کو بٹھا کر لڑائی چھیڑ دی اور آہستہ آہستہ لڑتا ہوا پیچھے ہٹا۔ سفیان جوش مردانگی میں دامن کوہ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب کمین گاہ سے آگے بڑھا تو شبیب نے پلٹ کر اور اس کے بھائی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ سفیان کا لشکر بلا جنگ کئے ہوئے شکست کھا کر بھاگا مگر سفیان دو سو کی جمعیت سے نہایت استقلال سے لڑتا رہا۔ سوید بن سلیم نے سفیان پر نیزے کا وار کیا۔ سفیان نے خالی وار دے کر تلوار چلائی۔ سوید روک کر لپٹ گیا۔ سفیان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر پٹک دیا۔ اس اثناء میں شبیب آ پہنچا۔ سفیان و سوید ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ سفیان گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا۔ رفتہ رفتہ بابل مہروز پہنچا اور حجاج کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور لشکر سورہ بن الحر کے نہ پہنچنے کی شکایت لکھی۔

سورہ بن الحر کی پسپائی: حجاج نے سورہ بن الحر کو ایک عتاب آموز خط لکھا جس میں یہ حکم تھا کہ مدائن سے پانچ سو سواروں کو لے کر شبیب کا تعاقب کرو۔ چنانچہ سورہ حسب حکم حجاج روانہ ہوا اور شبیب مدائن سے ہوتا ہوا نہروان پہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کے حق میں دعائے خیر کر کے قیام کر دیا۔ سورہ نے اسی مقام پر شبیب پر شب خون مارا لیکن شبیب کے ہمراہیوں کے ہوشیار رہنے کی وجہ سے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوا۔ خود شکست اٹھا کر مدائن کی طرف بھاگا اور شبیب نے تعاقب کیا ہنوز شبیب کا لشکر مدائن کے قریب نہ پہنچا تھا کہ سورہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بہ کمال عجلت مدائن میں داخل ہو گیا۔ ابن ابی عصعی والی مدائن نے ایک تازہ دم فوج مرتب کر کے خارا شگاف اور دل دوز نیزوں سے شبیب کا استقبال کیا۔ شبیب مدائن سے ناامید ہو کر کلواذی ہوتا ہوا تکریت پہنچا اور مدائن کے اکثر لشکری مع سورہ اور اس کے بقیہ ہمراہیوں کے شبیب کی آمد کی خبر سن کر کوفہ بھاگ گئے۔ حجاج نے یہ خبر پا کر سورہ کو قید کر دیا اور کچھ عرصے بعد رہائی کا حکم دے دیا۔

جزل اور شبیب کی لڑائی: اس ناکامی کے بعد حجاج نے عثمان بن سعید بن شرجیل کندی ملقب بہ جزل کو بسر افسری چار ہزار فوج کے جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عجلت نہ کرنا۔ احتیاط و ہوشیاری سے کام لینا۔ اس چار ہزار فوج میں منہزمین میں سے ایک متنفس بھی نہ تھا۔ جزل نے عیاض بن ابی لنبہ کندی کو بطور مقدمۃ الجیش آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ شبیب کے دل میں جزل کی جوانمردی' جنگ آوری اور مردانگی سے خوف پیدا ہو گیا۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بلا ترتیب لشکر بھاگتا پھرتا تھا اور جزل اور اس کے ہمراہی بہ کمال سرگرمی اس کے تعاقب میں تھے۔ جہاں پر جزل قیام کرتا تھا

اپنے لشکر کے اردگرد خندقیں کھدوا کر مورچے و دمدمے اور دہس بندھوالیتا تھا اور جب کوچ کرتا تھا تو نہایت ہوشیاری سے لشکر کو مرتب و مسلح کر کے کوچ کرتا تھا۔ ایک مدتِ دراز اسی حالت سے گزر گئی۔ شبیب نے گھبرا کر اپنے ہمراہیوں کو جن کی تعداد ایک سو ساٹھ سے زیادہ نہ تھی چار گروہ پر منقسم کر کے ہر گروہ پر ایک افسر مقرر کیا اور رات کے وقت جزل کے لشکر پر چھاپا مارا۔ لیکن جزل کے باخبر و ہوشیار ہراولی سے خود منہ کی کھا گیا۔ پھر دوسرے روز پچھلی شب میں شبیب نے شب خون مارا اس میں بھی ناکامی ہوئی۔ تب جزل اپنا لشکر مرتب کر کے بقصد جنگ شبیب پر حملہ آور ہوا شبیب اس کے حملوں سے بچتا ہوا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا اور خراج وصول کرتا تھا۔ حجاج کو جزل کی یہ احتیاط اور تاخیر ناگوار گزری لکھ بھیجا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو شبیب سے جنگ کر کے اس کا وارا نیارا کر دو۔ حجاج کا یہ فرمان جزل تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ سعید بن مجالد کو لشکر جزل کا امیر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

سعید بن مجالد کا خاتمہ: چنانچہ سعید بن مجالد لشکر جزل میں جب کہ وہ نہروان میں مورچے قائم کیے ہوئے تھا پہنچا اور لشکریوں کو جمع کر کے ایک پُرجوش خطبہ دیا۔ تاخیر و سستی پر ملامت کی۔ بعدازاں لشکر کو بقصدِ جنگ مرتب کرنے لگا۔ جزل نے خندق سے نکل کر لڑنے سے منع کیا مگر سعید نے جوشِ مردانگی کی وجہ سے کچھ توجہ نہ کی اس عرصے میں یہ خبر لگی کہ شبیب مقام قطیطیا میں داخل ہو گیا اور دہقان قطیطیا اس کے کھانے کے انتظام میں مصروف ہے۔ سعید یہ سنتے ہی مع چیدہ و منتخب لشکر کے اٹھ کھڑا ہوا اور جزل کو بقیہ لشکر کے ساتھ خندق میں چھوڑ گیا۔ شبیب کھانے سے فارغ نہ ہونے پایا تھا کہ سعید نے قطیطیا کے دروازے پر پہنچ کر صف آرائی کر لی۔ شبیب کو اس کی اطلاع ہوئی نہایت اطمینان سے کھانا تمام کر کے اٹھا وضو کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ بعدازاں ہمراہیوں کو مرتب کر کے سعید پر حملہ کر دیا۔ سعید کے ہمراہی پہلے ہی حملے میں بھاگ کھڑے ہوئے اور سعید نے کمالِ مردانگی سے لڑ کر میدانِ جنگ میں جان دے دی۔ منہزمین نے بھاگ کر جزل کے لشکر میں جان بچائی اور شبیب ان کے تعاقب اور کامیابی کے جوش میں جزل کے لشکر سے جا بھڑا۔ جزل نے اپنے پُرزور حملوں سے اس کو پسپا کر دیا اور خاتمہ جنگ کے بعد ایک اطلاعی عرضداشت حجاج کی خدمت میں بھیج کر مدائن میں پہنچ کر قیام کر دیا۔

شبیب کا تعاقب: شبیب اس شکست کے بعد کرخ چلا گیا اور بقصد سوق بغداد دجلہ عبور کیا اور اہلِ سوق بغداد سے امان حاصل کر کے بغداد پہنچا۔ جن جن چیزوں کی ضرورت تھی ان کو خرید کر کے کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ کوفے کے قریب پہنچا تو حجاج نے یہ سن کر سوید بن عبدالرحمٰن سعدی کو دو ہزار کی جمعیت سے شبیب کے مقابلے پر مامور کیا اور عثمان بن قطن کو سنجہ میں مورچہ بندی کا حکم دیا۔ شبیب نے سوید بن عبدالرحمٰن کی طرف سے مڑ کر اہلِ سنجہ پر جہاں کہ عثمان بن قطن نے مورچہ قائم کیا تھا حملہ کیا اہلِ سنجہ سینہ سپر ہو کر مقابلے پر آئے لیکن کسی کے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ اس اثناء میں سوید بھی شبیب کے پیچھے سے آ پہنچا۔ شبیب نے گھبرا کر لڑائی موقوف کر دی اور کوفہ چھوڑ کر حیرہ کا راستہ اختیار کر لیا۔ سوید نے تعاقب کیا' حیرہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب حیرہ کو بھی چھوڑ کر آگے بڑھ گیا ہے۔ سوید نے حیرہ میں قیام کر دیا۔ حجاج کو اس کی خبر لگی تو اس نے لکھ بھیجا کہ شبیب کے تعاقب سے دست کش نہ ہو۔ جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ یا قتل کر ڈالو۔ سوید چار و ناچار شبیب کے تعاقب پر مستعد ہو کر

روانہ ہوا اور شبیب سیدھا راستہ چھوڑ کر راستوں کو بدلتا ہوا براہ قطقطانہ قصر بنی مقاتل پہنچا۔ پھر قصر بنی مقاتل سے روانہ ہو کر انبار آیا اور انبار سے چل کر دقوقا اور دقوقا سے آذربائیجان کے قرب و جوار میں داخل ہو گیا۔ حجاج یہ خیال کر کے کہ شبیب کوفہ سے بہت زیادہ دور چلا گیا ہے۔ کوفے میں عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کو اپنا نائب بنا کر بصرہ چلا آیا اور اس کے بعد ہی دہقان بابل مہروز کا خط بنام عروہ آیا۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ شبیب کوفے کے قصد سے خالیجار تک آ گیا ہے۔ عروہ نے یہ خط بجنسہٖ حجاج کے پاس بھیج دیا۔

<u>شبیب کی کوفہ کو روانگی</u>: اس اثناء میں شبیب قریب کوفہ پہنچ کر مقام عقرقوبا میں اتر پڑا اور پھر وہاں سے کوچ کر کے کوفے کو اس قصد سے روانہ ہوا کہ حجاج سے پہلے کوفے میں داخل ہو جائے۔ حجاج بھی اسی خیال سے بصرہ سے دو منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتا ہوا کوفے کو آ رہا تھا۔ چنانچہ عصر کے وقت کوفہ پہنچا اور مغرب کے وقت شبیب سنجہ میں وارد ہوا' تھوڑا سا آرام کر کے کھانا کھایا۔ بعد ازاں سوار ہو کر بازار کوفہ میں داخل ہوا اور اسی مقام پر اپنے خیمہ کو نصب کرایا اور اسی وقت خوارج نے مسجد اعظم پر حملہ کر دیا۔ چند صالحین کو بحالت نماز قتل کیا پھر مسجد سے نکل کر پولیس افسر کے گھر پر گئے۔ آواز دی کہ تم کو امیر طلب کر رہے ہیں۔ افسر پولیس نے گھر سے نکل کر سوار ہونے کا قصد کیا۔ مگر اجنبی آدمیوں کو دیکھ کر مشکوک ہوا اور واپس چلا گیا۔ خوارج نے اس کے غلام کو گرفتار کر ڈالا اور وہاں سے شور و غل مچاتے ہوئے مسجد بنی ذہل میں پہنچے اور ذہل بن حرث کو نماز پڑھنے کی حالت میں قتل کر کے کوفے سے نکل کھڑے ہوئے۔

<u>نضیر بن قعقاع کا قتل</u>: اتفاق سے نضر بن قعقاع ابن شور ذہلی آگے آ گیا۔ یہ منجملہ ان لوگوں کے تھا جو حجاج کے ہمراہ بصرے سے آئے ہوئے تھے اور کسی وجہ سے حجاج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ پس جب اس نے شبیب کو دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھا ''السلام علیک یا ایہا الامیر'' شبیب نے کہا ''تجھ پر تف ہو امیر المؤمنین کیوں نہیں کہتا''۔ نضر نے کہا ''بہتر یہی کہوں گا''۔ پھر شبیب اس وجہ سے کہ نضر کی ماں ناجیہ ہانی بن قبیصہ شیبانی کی لڑکی تھی۔ اپنے مذہب کی تعلیم دینے کے قصد سے مخاطب ہو کر بولا ''اے نضر لا الحکم الا اللہ''۔ نضر یہ سمجھ کر یہ خارجی ہے ﴿انا للّٰہ و انا الیہ راجعون﴾ پڑھ کر اٹھا۔ شبیب کے ہمراہی یہ سنتے ہی اس پر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل کر ڈالا۔

<u>ذخر بن قیس اور شبیب کی جنگ</u>: ان واقعات کے بعد حجاج کے منادی نے پکار کر کہا ((یا خیل اللّٰہ ارکبی)) ''اے سواران اللہ سوار ہو تے جاؤ''۔ اس وقت حجاج دروازہ قصر امارت پر تھا۔ سب سے پہلے جو شخص آیا وہ عثمان بن قطن بن عبداللہ بن حصین ذی القصہ تھا۔ بعد ازاں چاروں طرف سے لوگوں کا اژدہام ہو گیا۔ حجاج نے بشر بن غالب اسدی' زائدہ بن قدامہ ثقفی' ابوالفریس مولی بنی تمیم' عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر اور زیاد بن عبداللہ عتکی کو دو دو ہزار فوجوں کے ساتھ جنگ شبیب پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اگر لڑائی کی نوبت آئے تو تمہارا امیر زائدہ بن قدامہ ہو گا۔ انہی لوگوں کے ہمراہ محمد بن موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ والی سجستان کو بھی روانہ کیا تھا۔ اس سے پیشتر اس کو عبدالملک نے سجستان کی سند گورنری مرحمت کر کے حجاج کو حکم دیا تھا کہ اس کا سامان سفر درست کر کے ایک ہزار فوج کے ساتھ اس کے صوبہ مفوضہ کی طرف روانہ کرنا۔ ہنوز

روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ شبیب کا واقعہ پیش آ گیا۔ حجاج نے کہا ’’بہتر ہوگا کہ پہلے تم ان خوارج سے لڑو تمہاری اس میں نیک نامی ہوگی تب اپنے صوبہ مفوضہ کی طرف روانہ ہونا‘‘۔

چنانچہ یہ سب کے سب حجاج سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اور اسفل فرات میں پہنچ کر قیام کیا شبیب نے اس راستے کو جس کی جہت میں یہ لوگ تھے چھوڑ کر قادسیہ کی راہ اختیار کی۔ حجاج نے یہ خبر پا کر اپنے سر برآوردہ اور چنے ہوئے سواروں میں سے ایک ہزار آٹھ سو آدمیوں کو منتخب کر کے بسر افسری ذخر بن قیس کے شبیب کے تعاقب پر مامور کیا اور یہ حکم دیا کہ شبیب کو جہاں پر پانا اگر قیام پذیر ہو یا تمہاری طرف متوجہ ہو تو ضرور جنگ کرنا ورنہ چھوڑ دینا۔ جونہی ذخر اسلیحین میں پہنچا شبیب نے پلٹ کر حملہ کر دیا۔ ذخر نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا بالآخر ذخر تقریباً دس زخم کھا کر گر پڑا۔ اس کے ہمراہی یہ سمجھ کر کہ ذخر مارا گیا بھاگ کھڑے ہوئے۔ ذخر شب بھر میدانِ جنگ میں پڑا رہا۔ صبح کے وقت جب ذرا ٹھنڈ شروع ہوئی تو ہوش آیا گرتے پڑتے قریب کے ایک گاؤں میں گیا اور وہاں سے کوفہ روانہ ہو گیا۔

شبیب کا لشکر کوفہ پر حملہ: ذخر کی شکست کے بعد شبیب نے کوفے کا قصد کیا۔ اس وقت وہ مقام روزبار میں کوفے سے چوبیس فرسنگ کے فاصلے پر تھا۔ اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر بولا ’’اس شکست سے لشکر کوفہ کے سرداروں کے دلوں میں تمہاری مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا ہے اگر تم لوگ کمر ہمت باندھ کر لشکر کوفہ کا قصد کرو اور ان کو بھی شکست دے دو تو کوئی شخص سوائے حجاج کے کوفہ پر قبضہ کرنے سے مانع نہ ہوگا‘‘۔ ہمراہیوں نے بسر وچشم منظور کیا اور اس کے ساتھ ساتھ لشکر کوفہ تک پہنچ گئے۔

زیاد بن عتکی کا فرار: حجاج نے یہ سن کر لشکر کوفہ کو بہ قصد جنگ روانہ کیا' میمنہ پر زیاد بن عمر عتکی تھا اور میسرہ پر بشر بن غالب اسدی' علاوہ ان کے ہر امیر و سردار لشکر اپنے اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اپنے اپنے مقررہ مورچے پر ٹھہرا ہوا تھا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں کو تین حصوں پر منقسم کیا (ایک حصہ کا سوید بن سلیم افسر تھا' جو بہ مقابلہ میمنہ اہل کوفہ تھا۔ دوسرے حصہ کا مضاد برادر شبیب امیر تھا۔ جو میسرہ اہلِ کوفہ کے مقابلے پر تھا۔ تیسرا حصہ شبیب کی ماتحتی میں تھا جو قلب لشکر کوفہ کے سامنے تھا) پس سوید بن سلیم نے زیاد بن عمر عتکی پر حملہ کیا۔ زیاد کے ہمراہی تاب مقاومت نہ لا سکے' پیچھے ہٹے۔ مگر زیاد تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ سوید نے پھر دوبارہ حملہ کیا۔ جس سے اس کے بقیہ ہمراہی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ زیاد پھر بھی کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ بالآخر شام کے وقت یہ بھی زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔

بشر بن غالب کا خاتمہ: اس کے بعد خوارج نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر پر حملہ کیا۔ عبدالاعلیٰ اور اس کے ہمراہیوں پر خوارج کا ایسا رعب غالب ہو گیا تھا کہ بلا جدال وقتال مع اپنے ہمراہیوں کے میدانِ جنگ سے بھاگ کر زیاد بن عمر سے جا ملا۔ پھر خوارج نے لشکر کوفہ پر ایک مجموعی قوت سے حملہ کیا اور جوش کامیابی میں مغرب کے وقت محمد بن موسیٰ بن طلحہ تک پہنچ گئے۔ محمد بن طلحہ کمال دلیری استقلال سے مقابلے پر آیا۔ بعد ازاں مضاد برادر شبیب نے بشر بن غالب اسدی پر میسرہ میں حملہ کیا۔ پچاس آدمیوں کے سوا اور لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ بشر اسی قلیل جماعت کے ساتھ لڑ کر میدان جنگ میں

جان بحق ہوا۔

زائدہ بن قدامہ کا قتل: بشر کے خاتمہ کے بعد خوارج ابوالفریس مولی بنوتمیم پر حملہ آور ہوئے۔ ابوالفریس بھاگ کر اعین کے پاس پہنچا۔ لشکرِ خوارج نے ابوالفریس کو اعین کے پاس بھی پناہ گزیں نہ ہونے دیا' پھر دوبارہ حملہ کر دیا۔ اعین اور ابوالفریس شکست اٹھا کر زائدہ بن قدامہ کے پاس پہنچے۔ زائدہ نے ان لوگوں کے پہنچنے کے بعد لشکریوں کو پیادہ پا ہو کر لڑنے کا حکم دیا۔ صبح تک ایک حالت سے لڑائی ہوتی رہی۔ شبیب نے لڑائی کو طول کھینچتے ہوئے دیکھ کر زائدہ پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں زائدہ کو مع اس کے ہمراہیوں کے مار ڈالا۔ ابوالفریس مع بقیۃ السیف ایک جوسق میں جوان کے قریب تھا جا چھپا۔ یہ وقت فجر کا تھا۔ خوارج نے قتل و غارت سے ہاتھ کھینچ کر شبیب کی بیعت کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے بیعت کر لی۔ بیعت کرنے والوں میں ابو بردہ بن ابوموسیٰ بھی تھا۔

محمد بن موسیٰ کا خاتمہ: اب اس وقت وزراء لشکر کوفہ میں سے صرف ایک محمد بن موسیٰ کو شکست نہیں ہوئی تھی۔ طلوع فجر کے وقت شبیب نے ان کے موذن کی اذان سنی جس سے اس کو محمد بن موسیٰ کے جائے قیام کا علم ہو گیا۔ اذان دلوائی نماز ادا کی اور اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے محمد بن موسیٰ پر حملہ کر دیا۔ ایک گروہ بھاگ کھڑا ہوا اور دوسرا حصہ لشکر کا محمد بن موسیٰ کے ساتھ لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ محمد بن موسیٰ مارا گیا اور یہ بھی پسپا ہو کر بھاگ نکلا۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی بھاگ گئے جنہوں نے شبیب کی بیعت کر لی تھی۔ لشکر خوارج نے جو کچھ اس کے لشکر گاہ میں تھا لوٹ لیا اور لوٹ کر اس جوش میں آیا جہاں کہ اعین و ابوالفریس تھے۔ ایک دن قیام پذیر رہا۔ ہمراہیوں نے کوفے پر قبضہ کرنے کی رائے دی۔ لیکن شبیب نے کسی مصلحت سے کوفے کا رخ نہ کیا۔ خوخی کو دائیں ہاتھ چھوڑتا ہوا نفر پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر صراۃ ہوتا خانیجار میں آ اترا۔ حجاج کو اس خبر سے کہ شبیب نفر کی طرف جا رہا ہے' یہ خیال پیدا ہوا کہ شبیب مدائن کے مقصد سے جاتا ہے اور مدائن' کوفہ اور اکثر سواد کا دروازہ ہے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی عبداللہ بن ابی عصیفر کو معزول کر کے عثمان بن قطن کو مدائن' خوخی اور انبار کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔

بعض نے محمد بن موسیٰ کے قتل کا واقعہ یوں بھی بیان کیا ہے کہ محمد بن موسیٰ جنگ ابوفدیک میں عمر بن عبداللہ بن معمر کے ہمراہ تھا۔ عمر بن عبداللہ نے اس کی مردانگی پر فریفتہ ہو کر اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا تھا اور اس کی بہن عبدالملک کے عقد میں تھی۔ عبدالملک نے اس کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا' اتفاق سے محمد بن موسیٰ کوفہ ہو کر گزرا۔ لوگوں نے حجاج سے کہا کہ ''اگر یہ شخص سجستان کا والی ہو جائے گا تو ہماری طاقت کا اثر سجستان سے جاتا رہے گا۔ جس کو تم طلب کیا کرو گے اس کو یہ روک دیا کرے گا۔ مناسب ہے کہ اس کو شبیب کی جنگ میں مصروف کر دو۔ شاید اللہ تعالیٰ تم کو اس شر سے نجات دے دے''۔ حجاج نے اس رائے کے مطابق محمد کو فریب دے کر جنگ شبیب پر آمادہ کر دیا۔ شبیب نے محمد کے پاس کہلا بھیجا کہ تم حجاج کے فقرے میں نہ آؤ ہم تم سے معترض نہ ہوں گے۔ محمد نے اس کو شبیب کی کمزوری پر محمول کر کے لڑائی کی تیاری کر دی۔ مجبوراً شبیب کو مقابلے پر آنا پڑا۔ لڑائی ہوئی اور معرکۂ جنگ میں مارا گیا۔

عبدالرحمٰن بن اشعث اور شبیب: جس وقت ان امراء کو جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے شکست ہوگئی اور موسیٰ بن محمد بن طلحہ مارا گیا اس وقت حجاج نے عبدالرحمٰن بن اشعث کو طلب کر کے حکم دیا کہ افواجِ کوفہ سے چھ ہزار سواروں کو منتخب کر کے شبیب کو جہاں پاؤ گرفتار کر لاؤ۔ چنانچہ عبدالرحمٰن اس حکم کی تعمیل کرنے کو روانہ ہوا۔ روانگی کے بعد حجاج نے عبدالرحمٰن کو اور اس کے ہمراہیوں کو ایک تاکیدی اور تہدید آمیز خط لکھا کہ ''اگر تم لوگ شکست کھا کر واپس آؤ گے تو تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا''۔ عبدالرحمٰن اپنے رکاب کی فوج لئے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا مدائن پہنچا۔ جزل کی عیادت کو گیا۔ جزل نے شبیب کی ہوشیاری و چالاکی سے بچنے کی ہدایتیں کیں اور چلتے وقت اپنا گھوڑا نذر کیا۔ عبدالرحمٰن جزل سے رخصت ہو کر شبیب کی تلاش میں چلا اور شبیب یہ خبر پا کر دقوقا شہرزور کی طرف روانہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بھی سراغ لگاتا ہوا سرزمین موصل میں وارد ہوا اور اہلِ موصل سے لڑنے کی غرض سے قیام کیا۔ حجاج نے لکھا:

((امابعد فاطلب شبیبا و اسلک فی اثره این سلک حتی تدرکه فاقتله او تنفیه فانما السلطان سلطان امیر المؤمنین و الجند جنده و السلام))

عبدالرحمٰن بن اشعث بموجب حکم حجاج شبیب کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا اور شبیب ایک دشوار گزار مقام سے دوسرے دشوار گزار مقام میں قیام کرتا پھرتا تھا۔ جس وقت عبدالرحمٰن شبیب کے قریب ہو جاتا شبیب شب خون مارنے کے ارادہ سے عبدالرحمٰن کے لشکر پر آتا اور ان کو ہوشیار پا کر کسی دوسرے مقام کی طرف کوچ کر جاتا۔ اس وقت عبدالرحمٰن اس کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوتا۔ غرض فریقین اپنے حریف کو ہوشیار پا کر دائیں بائیں آگے پیچھے ایک دوسرے کی فکر میں سفر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ روزانہ سفر کی تکان سے لشکر کو سخت تکلیف پہنچی۔ سواری کے جانور چلنے سے عاری ہو گئے۔ مجبور ہو کر سرزمین موصل کے ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا۔ مابین اس کے اور کوفہ کے سوائے نہر خولایا کے اور کوئی چیز حائل نہ تھی۔ شبیب نے راذان علی (سرزمین خوخی) میں قیام کیا اور عبدالرحمٰن نے عواقیل نہر میں اپنا لشکر ٹھہرایا۔

ابن اشعث کی معزولی: چونکہ یہ زمانہ عیدالاضحیٰ کا تھا۔ شبیب نے کہلا بھیجا کہ یہ ایام ہمارے اور تمہارے عید کے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تا انقضاء ایام نحر (قربانی) لڑائی موقوف کر دی جائے۔ عبدالرحمٰن نے بقصد مناولت منظور کیا۔ عثمان بن قطن نے اس سے حجاج کو آگاہ کر دیا۔ حجاج کو عبدالرحمٰن کا یہ فعل ناگوار گزرا۔ فوراً عبدالرحمٰن کو معزول کر کے سند امارت لشکر عثمان بن قطن کے نام بھیج دی اور مطرف بن مغیرہ کو بجائے عثمان ابن قطن والی مدائن مقرر کیا۔

عثمان بن قطن اور شبیب کی جنگ: چنانچہ عثمان بن قطن یوم ترویہ کے شب کو عبدالرحمٰن کے لشکر میں پہنچا اور لشکریوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ لشکریوں نے رات ہو جانے کی وجہ سے عذر کیا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث نے اپنے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ پھر عثمان نے اپنے آنے کے تیسرے روز صبح ہوتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ میمنہ میں خالد بن نہیک بن قیس، میسرے میں عقیل بن شداد سلولی اور خود ابن قطن پیادوں کی فوج میں تھا۔ شبیب نے ایک سو بیس آدمیوں کی جمعیت سے نہر عبور کی۔ خود میمنہ میں رہا اور اپنے بھائی مضاد کو قلب کی، سوید بن سلیم کو میسرہ کی سرداری دی۔ پہلے شبیب نے عثمان کے میسرہ پر حملہ کیا۔

اہل میسرہ بھاگ کھڑے ہوئے مگر عقیل بن شداد ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ مارا گیا اور اس کے ساتھ مالک بن عبداللہ ہمدانی بھی جان بحق ہوا۔ بعد ازاں عثمان کے میمنہ پر سوید حملہ آور ہوا۔ اہل میمنہ بھی شکست اٹھا کر بھاگے۔ خالد بن نہیک تھوڑے سے آدمیوں کو لئے ہوئے بہ کمال استقلال لڑتا رہا۔ اس عرصے میں شبیب نے خالد پر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا۔ خالد کے ہمراہیوں کے قدم استقامت میدانِ جنگ سے ڈگمگا گئے اور خالد کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ عثمان بن قطن اپنی فوج کی ابتری کا احساس کر کے مضاد کی طرف بڑھا جو شبیب کے قلب میں تھا۔ لڑائی کا بازار شدت سے گرم ہو گیا۔ شبیب نے ایک جانب سے عثمان پر حملہ کیا اور سوید بن سلیم دوسری طرف سے ٹوٹ پڑا۔ مضاد تو قلب میں تھا عثمان اس کو گھیرے ہوئے تھے اور عثمان کو چاروں طرف سے شبیب و سوید نے محاصرے میں کر رکھا تھا۔ تھوڑی دیر کی لڑائی کے بعد عثمان مارا گیا۔ لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ عبدالرحمٰن بن اشعث زخم کھا کر زمین پر گر پڑا۔ ابن ابی سبرہ جعفی نے پہنچ کر اپنے ساتھ خچر پر سوار کرا لیا اور لوگوں کو پکار کر کہا ((الحقوا بلديد ابى مريم)) شبیب نے یہ سن کر قتل و غارت سے ہاتھ اٹھا لیا اور بیعت کی دعوت دی۔ لشکریوں نے بیعت کر لی۔ ابن اشعث بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ جب تک حجاج نے امان نہ دی روپوش رہا۔

<u>حجاج اور زہرہ بن حوبہ</u>: شبیب خاتمہ جنگ کے بعد ماہ نہروان چلا گیا اور تا انقضاء ایام گرما وہیں قیام کیا۔ اس اثناء میں جس قدر آدمی حجاج کے برخلاف اس کے ہمراہ تھے اس سے آ ملے۔ تب موسم گرما کے تمام ہوتے ہی آٹھ سو آدمیوں کی جمعیت سے مدائن کا قصد کیا۔ ان دنوں مطرف بن مغیرہ مدائن کا والی تھا۔ حجاج کو اس کی خبر لگی تو لوگوں کو جمع کر کے نہایت سختی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تقریر کی۔ زہرہ بن حوبہ نے جو ایک ایسا شخص تھا کہ بلا اعانت سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا' سر اٹھا کر کہا ''اے امیر محض کھڑے ہو کر طول و طویل تقریر کرنے سے کام نہیں چلتا۔ تم اولاً تھوڑی فوج بھیجتے ہو' ثانیاً ایسے لوگوں کو سردار بناتے ہو جو بالکل ناتجربہ کار ہوتے ہیں۔ میری رائے ہے کہ تم کل عساکر اسلام کو دشمنانِ دین کی طرف کوچ کرنے کا حکم دو اور ایسے شخص کو امیر بناؤ جو شجاع ہو' دلیر ہو اور آزمودہ کار ہو' بھاگنے کو عار سمجھتا ہو۔ استقلال و ثابت قدمی کو باعثِ فخر اور اعزاز جانتا ہو''۔ حجاج بولا ''اس کام کے لئے تم ہی زیادہ موزوں ہو''۔ زہرہ نے جواب دیا ''نہیں! اس کام کے لئے وہ شخص مناسب ہو گا جو زرہ پہن سکتا ہو' نیزہ اٹھا سکتا ہو' تلوار چلا سکتا ہو اور گھوڑے پر بیٹھ سکتا ہو اور میں ان امور میں سے ایک کا بھی متحمل نہیں ہو۔ ضعف کا یہ حال ہے کہ بلا اعانت دوسرے کے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ اس پر طرہ یہ کہ کم بخت آنکھوں سے بھی کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ میں امیر کے ساتھ رہوں اور صلاح و مشورہ دوں۔ حجاج نے ((جزاک الله خير اعن الاسلام و اهلـه اول امرک و اخره)) کہہ کر کل اہل کوفہ کو تیاری کا حکم دیا اور عبدالملک کی خدمت میں ایک عرض داشت اس مضمون کی بھیج دی کہ ''شبیب مدائن کے قریب بہ قصد کوفہ پہنچ گیا ہے اور اہل کوفہ اس کے مقابلے سے جی چراتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ اس نے ان کے لشکر کو پیہم شکست دی ہے اور ان کے اکثر علماء کو بھی قتل کر ڈالا ہے۔ لشکر شام سے آپ ان کی امداد کیجئے''۔

<u>شامی فوج کی کمک</u>: عبدالملک نے سفیان بن الابرد کلبی کو چار ہزار کی جمعیت سے اور حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو

بسر افسری دو ہزار فوج کے ساتھ روانہ کیا یہ واقعہ ۷۷ھ کا ہے۔

عتاب بن ورقاء کی طلبی اس کے بعد حجاج نے عتاب بن ورقاء ریاحی کو مہلب کے پاس سے طلب کر لیا (ان دونوں میں جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نزاع ہو گئی تھی) اور جب عتاب آ گیا تو لشکر کی سرداری پر مقرر کیا۔ زہرہ بن حوبہ نے حجاج کی اس رائے کی ستائش کی اور شکریہ ادا کر کے کہا "اب تم نے ان لوگوں کو اچھے سردار کے سپرد کیا ہے۔ واللہ ہم لوگ تمہارے پاس واپس نہ آئیں گے یہاں تک کہ فتح یاب ہوں یا مارے جائیں"۔ حجاج نے لشکر شام کو کہلا بھیجا کہ نہایت احتیاط و ہوشیاری سے مقام عین التمر پر آ کر مقیم ہو۔ میں بہت جلد لشکر کوفہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ چنانچہ حسب حکم حجاج عتاب بن ورقاء نے حمام اعین پر پہنچ کر لشکر آرائی کی۔

شبیب اور مطرف شبیب نے دجلہ کو مدائن کی جانب سے عبور کیا۔ مطرف نے کہلا بھیجا کہ تم اپنے گروہ میں سے کسی سر برآوردہ شخص کو ہمارے پاس بھیجو تا کہ ہم تمہارے خیالات اور تمہاری دعوت پر ہم غور کریں۔ شبیب نے اس امید سے کہ شاید مطرف شریک جماعت ہو جائے بغیث بن سوید کو ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ مطرف کے پاس بھیج دیا۔ چار روز تک ٹھہرے رہے مگر مطرف اور وہ متفق الرائے نہ ہوئے۔ اس اثناء میں عتاب نے شبیب کے قریب پہنچ کر صراۃ میں ڈیرے ڈال دیئے اور مطرف اس خیال سے کہ مبادا ان باتوں کی خبر جو شبیب کے ساتھ ہوئی ہیں حجاج تک نہ پہنچ جائے مدائن سے نکل کر جبال کی طرف چلا گیا۔ شبیب نے خبر پا کر اپنے بھائی مضار کو مدائن کی جانب روانہ کیا۔ اس نے کشتیوں کو جمع کر کے پل بندھوایا اور عتاب نے صراۃ سے کوچ کر کے بازار حکم میں آ کر مورچے قائم کیے۔ اس وقت اسکے ساتھ پچاس ہزار فوج تھی۔

شبیب اور عتاب کی جنگ شبیب اس کی خبر سن کر ایک ہزار کی جمعیت سے ساباط میں آ گیا۔ نماز ظہر ادا کی بعد ازاں اپنے لشکر کو مرتب کر کے مغرب کے وقت عتاب کے لشکر گاہ کے قریب آ پہنچا۔ چار سو آدمی اس کے ہمراہیوں میں سے اس سفر میں اس سے علیحدہ ہو کر بیٹھ رہے تھے۔ بقیہ چھ سو کے ساتھ نماز مغرب پڑھ کر لشکر مرتب کیا۔ دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سوید بن سلیم کو میسرہ میں رکھا اور اسی قدر فوج کو میمنہ میں محلل بن وائل کی ماتحتی میں متعین کیا اور خود دو سو کی جمعیت سے قلب میں رہا۔ عتاب کے میمنہ پر عبدالرحمٰن بن سعید تھا۔ میسرہ پر نعیم بن علیم اور پیادوں کی فوج پر حنظلہ بن حرث یربوعی (عتاب کا چچا زاد بھائی) تھا اور پھر اپنی فوج کو تین حصوں میں منقسم کیا۔ ایک صف میں چمکتی ہوئی تلواریں تھیں دوسری صف میں وہ جنگ آور دلاور تھے جن کو نیزہ بازی میں کمال تھا اور تیسری صف میں نامی گرامی تیر انداز تھے جن کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا تھا۔

عتاب بن ورقا کا خاتمہ: ترتیب لشکر کے بعد بہت دیر تک لشکریوں کو جنگ کی ترغیب دیتا رہا۔ اس کے بعد قلب میں آ کر بیٹھا۔ اس کے ساتھ زہرہ بن مرثد، عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث اور ابوبکر بن محمد بن ابی جہم عدوی تھا۔ نماز عشاء کے بعد جس وقت ماہتاب کی روشنی سے عالم کی تاریکی دفع ہوئی شبیب نے عتاب کے میسرہ پر حملہ کیا جس میں ربیعہ تھا اور اہل میسرہ شکست اُٹھا کر بھاگے مگر اصحاب رایات قبیصہ بن والق، عبید بن جلیس اور نعیم بن علیم اپنے اپنے رایات پر ٹھہرے ہوئے استقلال سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ سب کے سب مارے گئے اس کے بعد شبیب نے عتاب بن ورقاء پر اور سوید بن سلیم

نے میمنہ پر جس میں تمیم و ہمدان تھے اور جن کا سردار محمد بن عبدالرحمٰن تھا' حملہ کیا۔ فریقین نہایت سختی سے ایک دوسرے کے حملوں کا جواب دینے لگا۔ لڑائی کا عنوان بے حد خطرناک نظر آ رہا تھا۔ شبیب حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ عتاب کے لشکر کی ترتیب جاتی رہی۔ صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ عتاب کے رکاب کی فوج عتاب کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالرحمٰن بن اشعث بھی معہ ایک گروہ کثیرہ کے میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ گیا۔ عتاب بن ورقاء مارا گیا۔

زہرہ بن حویہ کا قتل: زہرہ بن حویہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا' تھوڑی دیر تک لڑتا رہا۔ لشکر خوارج میں سے عامر بن عمر تغلبی نے زہرہ کو لپک کر برچھ مارا۔ سواروں نے چاروں طرف سے نیزے کا وار شروع کر دیا۔ جب زہرہ بے دم ہو کر گرا تو فضیل بن عامر شیعبانی نے آگے بڑھ کر سر اتار لیا۔ اتفاق سے شبیب آ پہنچا۔ زہرہ کو خاک وخون پر لوٹتا ہوا دیکھ کر پچھتانے لگا۔ خوارج کو یہ فعل ناگوار گزرا۔ بولے ''کیا تم ایک کافر کے مارے جانے پر افسوس کرتے ہو؟''۔ جواب دیا ''میں اس کو بہت دنوں سے جانتا ہوں تم کو اس کی حالت سے واقفیت نہیں ہے''۔ اب اس وقت لڑائی تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ بھاگنے والے سر پر پاؤں رکھے ہوئے بھاگے جا رہے تھے اور فتح مند گروہ اپنی تیز تلواروں سے ان کی جان وتن کا فیصلہ کر رہا تھا۔ شبیب نے یہ حالت دیکھ کر قتل وغارت کی ممانعت کر دی۔ لوگوں سے بیعت کرنے کو کہا سب نے بیعت کر لی۔ رات آئی تو موقع پا کر بھاگ گئے۔ شبیب نے جو کچھ فریق مخالف کے لشکر گاہ میں پایا' لوٹ لیا۔

حجاج کا کوفیوں کو خطبہ: خاتمہ جنگ کے بعد شبیب کا بھائی مدائن سے آ گیا دو روز تک میدان معرکے میں ٹھہرا رہا۔ تیسرے روز کوفے کی طرف کوچ کر گیا۔ اس اثناء میں سفیان بن ابرد مع لشکر شام حجاج سے آ ملا۔ جس کی وجہ سے اس کو اہل کوفہ کی پرواہ نہ رہی۔ اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ[1] دیا اور نہایت سختی و درشتی سے پیش آیا۔ شبیب نے کوفہ پہنچ کر حمام اعین میں پڑاؤ کیا۔ حجاج نے حرث بن معاویہ ثقفی کو بسر افسری ایک ہزار جنگی پولیس کے جنگ عتاب میں شریک نہ تھا۔ مقابلے کی غرض سے روانہ کیا۔ شبیب نے یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے حرث پر حملہ کر کے مار ڈالا۔ حرث کے ہمراہی اپنے سردار کے مارے جانے سے کوفہ بھاگ آئے۔ دوسرے روز حجاج نے اپنے خدام کو خروج کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے کوفے کی ناکہ بندی کر لی اور شبیب حمام اعین سے کوچ کر کے قریب کوفہ مقام سنجہ میں چلا آیا اور اسی مقام پر ایک مسجد بنوائی۔

ابوالورد کا قتل: حجاج نے اپنے آزاد غلام ابوالورد کو کثیر التعداد خدام کے ساتھ شبیب سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ شبیب نے اس پر بھی حملہ کر کے اس کو بھی مار ڈالا اس شبہ سے کہ یہی حجاج ہے۔ بعد ازاں حجاج نے اپنے دوسرے آزاد غلام طہمان نامی کو مامور کیا اس کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا۔

شامی لشکر اور خوارج کی جنگ: تب حجاج جھلا کر اہل شام کے ساتھ بہ قصد جنگ اٹھ کھڑا ہوا۔ سبرہ بن عبدالرحمٰن بن

---

[1] خطبہ کا مضمون یہ تھا ''اے اہل کوفہ اللہ تعالیٰ اس کو عزت وغلبہ نہ دے جو تمہاری عزت وغلبہ کی کوشش کرے اور نہ اس کی امداد کرے جو تمہاری امداد کا ارادہ کرے ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ منہ کالا کرو اور ہمارے ساتھ ہمارے دشمنوں سے جنگ کرنے کو نہ چلو' جاؤ حیرہ میں یہود ونصاریٰ کے ساتھ قیام پذیر ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ وہی شخص شریک ہو جو عتاب کے ہمراہ لڑائی میں نہ رہا ہو۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۰۶' جلد چہارم مطبوعہ مصر۔

مخنف کو کوفہ کی ناکہ بندی پر مقرر کیا اور خود ایک کرسی پر بیٹھ کر اہل شام کو للکار لڑائی کی ترغیب دی۔ سب کی غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں جھٹ پٹ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور نوک دار خار اشگاف نیزوں کو ہاتھ میں لے کر شبیب کی طرف بڑھے۔ شبیب بھی اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر تقسیم کر کے میدانِ جنگ میں آ گیا۔ ایک گروہ خود اس کے ہمراہ تھا۔ دوسرا سوید بن سلیم کے ساتھ تھا اور تیسرا مخلل بن وائل کے رکاب میں تھا۔ پہلے سوید بن سلیم نے بڑھ کر حملہ کیا۔ اہل شام نے نہایت استقلال سے حملہ کو روکا اور نیزوں کو آڑے کر کے سوید پر ٹوٹ پڑے۔ سوید مع اپنے ہمراہیوں کے پیچھے ہٹ آیا۔ حجاج نے جھلا کر کہا'' بہادرو! تم پر اللہ کی رحمت ہو اللہ تمہاری مدد کرے آگے بڑھو''۔ لوگوں کے دلوں میں اس سے ایک تازہ جوش پیدا ہو گیا۔ ہمراہیوں نے اس کا تخت آگے بڑھایا گیا۔ اس کے بعد مخلل بن وائل حملہ آور ہوا۔ لشکر شام نے اس کو بھی نیچا دکھا دیا۔ مخلل پسپا ہو کر اپنے لشکر سے آ ملا۔ حجاج نے پھر للکار کر کہا'' شاباش بہادرو! اللہ تمہاری مدد پر ہے آگے بڑھو''۔ اس آواز سے لشکرِ شام آگے بڑھا اور اس کا تخت بھی آگے بڑھایا۔ شبیب نے عنوانِ جنگ بدلا ہوا دیکھ کر حملہ کر دیا لیکن لشکر شام کے استقلال و ثابت قدمی سے شکست اٹھا کر اپنے مورچے میں لوٹ آیا اور سوید بن سلیم کو کوفے کے ایک ناکے پر (اشارہ کر کے) حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس ناکے پر عروہ بن مغیرہ مامور تھا۔ سوید بن سلیم کو اس حملے میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ طیش میں آ کر خود شبیب نے حملہ کیا۔ اہل شام نے ایسا آڑے ہاتھوں لیا کہ مجبوراً لوٹ کر آنا پڑا۔

شبیب کی پسپائی و فرار: حجاج بڑھتے بڑھتے شبیب کی مسجد تک پہنچ گیا اور اس کے کل مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ خالد بن عتاب نے شبیب پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ حجاج نے کہا'' کیا مضائقہ اللہ تم کو کامیاب کرے، حملہ کرو''۔ خالد نے ایک کوس کا چکر کاٹ کر شبیب کے لشکر گاہ پر پیچھے سے حملہ کیا۔ اس معرکے میں مضاد برادر شبیب اور اس کی بیوی غزالہ ماری گئی۔ لشکر گاہ جلا کر خاک وسیاہ کر دیا۔ شبیب نے آگے بڑھنے کا قصد کیا تو حجاج کے رکاب کی فوج نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ شبیب کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ شبیب نے اس کے واپس کرنے کی ہر چند کوشش کی اور اسی غرض سے پیچھے بھی رہ گیا مگر کسی نے کچھ خیال نہ کیا۔ حجاج نے اپنے ہمراہیوں کو لشکر خوارج کے سمجھانے کی ہدایت کر کے کوفہ چلا آیا اور اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ کامیابی کی خوشخبری سنائی۔ خطبہ سے فارغ ہو کر حبیب بن عبدالرحمٰن حکمی کو تین ہزار سواروں کی جمعیت سے شبیب کے تعاقب پر روانہ کیا اور اس کے حیلہ و شبخون مارنے سے ہوشیار رہنے کی ہدایت کی۔

شبیب کی کرمان کو روانگی: حبیب، حجاج سے رخصت ہو کر سراغ لگاتا ہوا انبار پہنچا تو معلوم ہوا کہ شبیب اسی کے گرد و نواح میں ہے۔ اس وقت اس کے اکثر ہمراہی اس سے جدا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے کہ حجاج نے عام طور سے امان دینے کا اعلان کر دیا تھا۔ اتفاق سے بہ وقت غروب آفتاب شبیب آ پہنچا۔ حبیب نے اپنے لشکر کو متعدد گروہ پر تقسیم کر رکھا تھا اور ہر گروہ سے موت کی بیعت لے لی تھی۔ شبیب نے پہنچنے کے ساتھ ہی جنگ کا بازار گرم کر دیا۔ یکے بعد دیگرے ہر گروہ سے لڑنے لگا۔ رات کا وقت اور لڑائی کا یہ عالم تھا کہ جو جہاں تھا وہیں پر کوہ کی طرح استقلال کے ساتھ کھڑا لڑ رہا تھا۔ ذرا بھی اپنے قدم کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ لڑتے لڑتے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔ تلواروں کی چمک سے آنکھیں جھپک جاتی تھیں،

تلواروں کی کاٹ کا وہی عالم تھا لیکن ماندگی کی وجہ سے کسی کی گردن پر خط تک نہ پڑتا تھا۔ کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔ آہ وزاری تلواروں کی جھنکاروں کے سوا اور کوئی آواز کان میں نہ آتی تھی مجبور ہو کر فریقین نے لڑائی سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خود بخود لڑنے والے ہاتھ لڑنے سے رُک گئے۔ تیس آدمی شبیب کے اور ایک سو آدمی لشکرِ شام کے معرکہ کارزار میں کام آئے۔ شبیب مع بقیہ اپنے ہمراہیوں کے دجلہ کو عبور کر کے سرزمین خوخی کی طرف چلا۔ پھر دوبارہ دجلہ کو واسط کے قریب عبور کر کے اہواز و فارس کا راستہ اختیار کیا تا کہ کرمان میں پہنچ کر کچھ عرصہ جنگ وگردشِ زمانہ سے آرام حاصل کرے۔

حجاج کو قتیبہ کا مشورہ: اس جنگ میں علاوہ متذکرہ بالا واقعہ کے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حجاج نے جنگ شبیب پر یکے بعد دیگرے امراء مامور کئے اور شبیب نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ از انجملہ اعین والی حمام اعین بھی تھا۔ چونکہ غزالہ زوجہ شبیب نے جامع مسجد کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی' جس میں وہ سورۂ بقرہ وآل عمران پڑھتی تھی اس وجہ سے شبیب شب کے وقت کوفے میں داخل ہوا اور اس کی بیوی نے ایفاءِ نذر کی۔ بعد ازاں شبیب اور اہل کوفہ سے مجادلہ ہوا۔ حجاج نے لوگوں کو جمع کر کے شبیب کی بابت مشورہ طلب کیا۔ قتیبہ نے کھڑے ہو کر کہا'' امیر نے خود ہی اسباب شکست کو جمع کر رکھا ہے۔ آپ ایک سردار کو جنگ پر مامور کرتے ہیں عوام کا ایک انبوہ اس کے ساتھ کر دیتے ہیں' جونہی سردار مارا جاتا ہے' عوام بھاگ کھڑے ہوتے ہیں' مناسب یہ ہے کہ آپ خود مسلح ہو کر میدانِ جنگ میں تشریف لے چلیئے اور معرکہ آراء ہو جائیے' نامہ و پیام سے کام نہ چلے گا''۔ حجاج نے اس رائے کے مطابق صبح ہوتے ہی سبخہ کی طرف خروج کیا۔ اس وقت شبیب وہیں تھا اور اپنے کو چھپانے کی غرض سے بجائے ابوالورد (اپنے آزاد غلام) کو لواء کے نیچے ٹھہرایا۔ شبیب نے اس شبہ سے کہ یہی حجاج ہے ابوالورد پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے خالد بن عتاب پر میسرہ میں' پھر میسرہ سے مڑ کر مطرف بن ناجیہ پر میمنہ میں حملہ کیا اور ان دونوں کو ان کے مورچہ پر سے ہٹا دیا۔ حجاج اور اس کے ہمراہی یہ دیکھ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ حجاج کے ساتھ عنبسہ بن سعید بھی تھا۔

خوارج میں اختلاف: اس اثناء میں اتفاق وقت سے خوارج میں اختلاف پڑ گیا۔ مصقلہ بن مہلل ضبی نے شبیب سے مخاطب ہو کر کہا'' تم صالح بن مسرح کی بابت کیا کہتے ہو؟'' جواب دیا'' بحالت موجودہ میں اس سے بری ہوں''۔ مصقلہ یہ کہہ کر'' تو مصقلہ بھی تم سے بری ہے''۔ شبیب سے جدا ہو گیا۔ حجاج کو اس اختلاف باہمی کا احساس ہو گیا۔ فوراً خالد بن عتاب کو حکم دیا کہ شبیب پر پیچھے سے حملہ کر دو۔ چنانچہ خالد بن عتاب ایک کوس کا چکر کاٹ کر لشکر گاہ پر آ پڑا' اس واقعہ میں غزالہ زوجہ شبیب ماری گئی۔ خالد نے ایک سوار کے ہاتھ اس کا سر حجاج کے پاس بھیجا۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو غزالہ کا سر چھین لانے پر مامور کیا۔ اس شخص نے سوار ہو کر جو غزالہ کا سر لے جاتا تھا قتل کر ڈالا اور غزالہ کا سر شبیب کے روبرو لا کر رکھ دیا۔ شبیب نے اس کو دہلا کر دفن کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد خوارج نے میدان جنگ خالی کر دیا۔ خالد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا' اثناء تعاقب وفرار میں مصاد برادر شبیب بھی کام آ گیا اور شبیب کرمان کی طرف چلا گیا۔

حجاج نے واقعہ جنگ دارالخلافہ شام میں عبدالملک کے پاس لکھ بھیجا اور امدادی فوج طلب کی۔ عبدالملک نے سفیان بن ابرد کلبی کو لشکرِ شام کے ساتھ روانہ کیا۔ حجاج نے سفیان کے ہمراہیوں کو بہت سا مال واسباب دیا اور جنگِ خوارج کے واپسی کے دوسرے مہینے سفیان کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اس کے والیٔ بصرہ حکم بن ایوب (اپنے داماد) کو لکھ بھیجا کہ چار ہزار سوار لشکر بصرہ سے منتخب کر کے سفیان کی کمک پر بھیج دو۔ حکم بن ایوب نے اس حکم کے مطابق چار ہزار سوار بہمراہی زیاد بن عمر عتکی سفیان کی کمک پر روانہ کیا مگر اتفاق سے کچھ ایسا ہوا کہ زیاد بن عمر عتکی بعد اختتام جنگ سفیان کے پاس پہنچا۔

شبیب کا خاتمہ: شبیب نے کرمان میں کچھ عرصہ آرام کرنے کے بعد بہ قصد جنگ مراجعت کی۔ اہواز میں سفیان سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ شبیب نے پل کے ذریعہ سے دجلہ کو عبور کیا اور اپنے ہمراہیوں کو تین گروہ پر منقسم کر کے پیہم بیس حملے کیے لیکن سفیان اور لشکرِ شام نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی' نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرتے رہے اور موقع پا کر خود بھی حملہ کر دیتے تھے۔ بالآخر خوارج نے گھبرا کر بہ قصدِ عبور پل کا رخ کیا۔ شبیب ایک سو کی جمعیت سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ جب شام ہوگئی اور رات نے اپنے سیاہ دامن میں آفتاب عالم تاب کو چھپالیا تو شبیب اور اس کے حریف خود بخود جنگ سے دست کش ہو گئے۔ شبیب نے اس موقع کو غنیمت جان کر مراجعت کی پل کی طرف آیا۔ اس کے ہمراہی آگے آگے تھے یہ سب کے پیچھے آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا۔ جونہی یہ پل پر ہو کر گزرا گھوڑے کے پاؤں کے نیچے ایک پتھر آ گیا ۔گھوڑا بدک کر کشتی کے کنارے پر جا پہنچا۔ شبیب سنبھل نہ سکا پانی میں گر پڑا اور ((کان امر اللہ مفعولا ذلک تقدیر العزیز العلیم)) کہتے ہوئے ڈوب گیا۔

پل کا مالک سفیان کے پاس آیا جس وقت کہ سفیان واپسی کے تہیہ میں تھا۔ عرض کیا ''ابھی باقی پل عبور کرنے کے وقت ایک شخص خوارج میں سے دریا میں گر پڑا تھا اور وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ امیر المؤمنین ڈوب گئے اور یہی کہتے ہوئے اپنے لشکر گاہ کا مال واسباب چھوڑ کر سب کے سب چل دیئے''۔ سفیان اور اس کے ہمراہیوں نے یہ سن کر جوشِ مسرت سے تکبیریں کہیں اور سوار ہو کر پل کی طرف آئے لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں شبیب کو دریا سے نکال کر دفن کر دیا۔ یہ آدمی کثیر الخیرات تھا۔

مطرف بن مغیرہ اور شبیب: جس وقت حجاج والی کوفہ ہو کر وارد کوفہ ہوا اور بنو مغیرہ بن شعبہ کے عادات' اخلاق اور افعال کو شریفانہ پایا تو عروہ کو کوفہ پر' مطرف کو مدائن پر اور حمزہ کو میدان پر اپنی طرف سے مقرر کیا۔ یہ لوگ حجاج کے عمال میں سے بہترین اور نہایت کارگزار عامل اور دشمنوں سے بہ کمال سختی پیش آتے تھے۔ پس جن دنوں شبیب مدائن کی طرف آیا اور بہرشیر پر قیام پذیر ہوا۔ ان دنوں مطرف پرانے شہر میں تھا جہاں کہ ایوان کسریٰ تھا' پل کو عبور کر کے شبیب کے پاس آیا اور کہلا بھیجا ''تم اپنے گروہ میں سے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیجو کہ ہم تمہارے خیالات پر غور کریں''۔ شبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو بھیج دیا۔ مطرف کے دریافت کرنے پر وہ شخص یوں کہنے لگا ''ہم مسلمانوں کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور جس چیز نے ہم کو ہماری قوم سے بدلہ لینے پر ابھارا ہے وہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے حدود شرعی کو بیکار سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ مال غنیمت کو اپنا مال مکسوبہ سمجھ کر تصرف کرتے ہیں اور بہ جبر وقہر خلافت کو حاصل کر لیا ہے"۔ مطرف نے کہا" چونکہ تم حق کی دعوت دیتے ہو اور کھلم کھلا ظلم کی بیخ کنی پر آمادہ ہو لہٰذا ہم تمہارے پیرو و مقلد ہیں۔ ان ظالموں' بے دینوں اور بدعتیوں سے لڑنے پر ہم سے بیعت لے لو اور اس امر پر بھی بیعت کر لو کہ لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کرنے اور شوریٰ سے کام کرنے کی دعوت دیں گے۔ جیسا کہ عمر بن الخطاب نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ کافۂ اسلام جس سے راضی ہوں اس کو اپنا امیر بنائیں کیونکہ عرب کو جب یہ معلوم ہو جائے گا کہ مراد شوریٰ سے قریش کی رضامندی حاصل کرنا ہے تو خواہ مخواہ کسی سے وہ راضی ہو جائیں گے اور تمہاری بیعت کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی"۔ اس شخص نے جواب دیا" سر دست ہم تمہاری اس رائے کو منظور نہیں کر سکتے"۔ مطرف نے اس پر اصرار کیا۔ چار روز تک اسی بابت بحث ہوتی رہی لیکن باہم اتفاق نہ ہوا' مجبوراً شبیب کے پاس چلا آیا۔

مطرف بن مغیرہ کا خروج: اس واقعہ کے بعد مطرف نے اپنے ہمراہیوں کو بلا کر کل سرگذشت بیان کی ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کیا کہ ہماری رائے عبدالملک وحجاج کی خلع خلافت وحکومت کرنے کی ہے۔ بشرطیکہ تم لوگ بھی میری موافقت کرو سب نے بالاتفاق اس راز کے چھپانے کی تاکید کی۔ یزید بن ابی زیاد (مغیرہ پدر مطرف کا آزاد غلام) بولا" واللہ حجاج سے یہ واقعہ ومشورہ مخفی نہ رہے گا اور اگر تم آسمان پر بھی جا چھپو گے تو تم کو حجاج اتار کر ہلاک کر ڈالے گا۔ مناسب یہ ہے کہ اپنی تدبیر کرو"۔ حاضرین کے کان یہ سن کر کھڑے ہو گئے۔ سب نے یزید کی رائے سے اتفاق کیا۔ مطرف نے مال واسباب جمع کر کے مدائن سے جبال کا رخ کیا۔ اثناء راہ میں اپنے بعض ہمراہیوں کو خلع خلافت عبدالملک اور کتاب وسنت کی دعوت دینے اور حکومت و خلافت کو شوریٰ پر منحصر کرنے کی دعوت دی۔ ان میں سے بعض نے اس امر پر بیعت کر لی اور بعض انکار کر کے حجاج کی طرف لوٹ آئے۔ ازانجملہ سبرہ بن عبدالرحمٰن بن مخنف تھا اور مطرف رفتہ رفتہ حلوان پہنچا۔ ان دنوں حلوان میں سوید بن عبدالرحمٰن سعدی تھا اور اکراد کی فوج اس کے رکاب میں تھی۔ ان لوگوں نے تعرض کیا لڑائی کی نوبت آئی۔ مطرف نہایت سختی سے ان کو پامال کر کے ہمدان کے دائیں جانب جھکا۔ اس وقت حمزہ (اس کا بھائی) اسی سمت میں تھا اور مال و آلات حرب کی درخواست کی۔ حمزہ نے خفیہ طور سے بھیج دیا۔ مطرف یہاں سے کوچ کر کے قم وقاشان (کاشان) پہنچا اور اپنے عمال کو اس کے اطراف وجوانب میں پھیلا دیا۔ جوق در جوق لوگ آ پہنچے۔ سوید بن سرحان ثقفی اور بکیر بن ہارون نخعی رے سے ایک سو سپاہی اپنے ہمراہ لایا تھا۔

عدی بن زیاد کی امداد طلبی: ان دنوں رے میں عدی بن زیاد ایادی تھا اور اصفہان میں براء بن قبیصہ۔ اس نے اس واقعہ سے حجاج کو مطلع کیا اور امداد کا خواستگار ہوا۔ حجاج نے اس طرف تو ایک جرار فوج مطرف سے جنگ کرنے کو بھیج دی اور

---

[1] اس شخص کا نام بغیث بن سوید تھا۔ (مترجم)

رے میں عدی کو لکھ بھیجا کہ تم اور براء اس فوج کے ساتھ ہو کر مطرف سے معرکہ آراء ہو۔ چنانچہ چھ ہزار جنگ آور مطرف سے جنگ کرنے کو میدانِ جنگ میں جمع ہوئے۔ ان سب کا سردار عدی بن زیاد تھا اور دوسری جانب قیس بن سعد عجلی کو جو حمزہ کے پولیس کا افسرِ اعلیٰ تھا' ہمدان میں اس مضمون کا فرمان بھیج دیا'' کہ حمزہ کو گرفتار کر کے تم اس کی جگہ پر کام کرو''۔ قیس بموجب اس فرمان کے عجل و ربیعہ کے ایک گروہ کو جمع کر کے حمزہ کے پاس گیا اور حجاج کا فرمان پڑھ کر سنایا۔ حمزہ نے بسر و چشم منظور کر لیا۔ قیس نے گرفتار کرا کے قید کر دیا۔

مطرف بن مغیرہ کا قتل: عدی و براء چھ ہزار کی جمعیت سے مطرف کے مقابلے پر گئے۔ صف آرائی کی نوبت آئی' سخت خون ریز جنگ کے بعد مطرف کے ہمراہی میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ یزید بن ابی زیاد (مطرف کے باپ کا آزاد غلام) مارا گیا۔ اس کے ہاتھ میں مطرف کے لشکر کا پرچم تھا۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عفیف ازدی بھی اس معرکے میں کام آیا۔ یہ شخص نیک و عابد اور مطرف کے خاص دوستوں سے تھا۔ علاوہ اس کے مطرف کے اور ہمراہی اور خود مطرف بھی اس جنگ میں بارِ حیات سے سبک دوش کر دیئے گئے۔ مطرف کو جس نے مارا تھا اس کا نام عمر بن ہبیرہ فزاری تھا۔

خاتمۂ جنگ کے بعد عدی نے اس جنگ میں کارِ نمایاں کرنے والوں کو حجاج کی خدمت میں صلہ دہی کی غرض سے بھیج دیا اور بکیر بن ہارون و سوید بن سرحان کے لئے امان لے لی۔ حجاج اکثر کہا کرتا تھا کہ مطرف مغیرہ کا لڑکا نہیں ہے بلکہ مصقلہ بن سبرہ شیبانی کا ہے۔ کیونکہ اکثر خوارج قبیلہ ربیعہ سے ہیں اور ان میں سے کوئی شخص قیس کے قبیلے کا نہ تھا۔

مہلب کا فارس پر قبضہ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ عتاب کی روانگی کے بعد بجانب حجاج مہلب نے بہ قصدِ جنگ ازارقہ نیشاپور میں قیام کیا تھا اور تقریباً ایک سال وہیں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ کرمان ازارقہ کے قبضے میں تھا اور فارس مہلب کے تصرف میں۔ جب خوارج کی رسد فارس سے بند ہو گئی تو مجبور ہو کر میدانِ جنگ سے کرمان کی طرف لوٹے اور مقام جیرفت میں (کرمان کا ایک شہر ہے) پہنچ کر مورچہ قائم کیا۔ مہلب نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا اور جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ پس جس وقت کل فارس پر مہلب کا قبضہ ہو گیا۔ اس وقت حجاج نے فارس کے صوبجات پر اپنے عمال روانہ کئے۔ عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ ''فسا' دارابجرد اور اصطخر کو مہلب ہی کے قبضہ میں رہنے دو تا کہ جنگِ خوارج میں اس کو ان سے مدد ملتی رہے''۔

مہلب کی خوارج سے جنگ: حجاج نے جنگِ خوارج پر ابھارنے کی غرض سے براء بن قبیصہ کو مہلب کے پاس روانہ کر دیا۔ مہلب براء کی تحریک و ترغیب سے خوارج پر اٹھ کھڑا ہوا۔ صبح سے ظہر کے وقت تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی اور براء ایک بلند مقام پر بیٹھا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ ظہر پڑھ کر مہلب پھر سوار ہوا اور لڑائی چھڑ گئی۔ شام تک اسی شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔ شب کے وقت براء مہلب کے پاس آیا اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی مردانگی اور خوارج سے مقابلہ کرنے کی تعریف کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو حجاج کے پاس واپس چلا آیا اور مہلب کے عذر کی معقولیت ظاہر کی۔ اس جنگ کے بعد مہلب برابر اٹھارہ مہینے تک خوارج سے جنگ کرتا رہا لیکن کبھی کسی قسم کی کامیابی اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اس کے بعد اتفاقِ وقت سے خود ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

خوارج میں اختلاف: بعض نے اس اختلاف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ مقعطر ضبی نامی ایک شخص قطری کی طرف سے کرمان کے کسی شہر کا عامل تھا' اس نے خوارج میں سے ایک شخص کو قتل کر ڈالا۔ خوارج نے قطری سے مقعطر سے قصاص لینے کو کہا قطری نے جواب دیا'' مقعطر سے غلطی ہوگئی ہے اس غلطی کی تاویل کر دینا چاہئے اور یہ سابقین میں سے بھی ہے میں اس کو قتل نہ کروں گا''۔ خوارج میں اس جواب سے اختلاف پیدا ہوگیا اور بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ خوارج کے لشکر میں ایک شخص تھا جو زہر آلود تیر بناتا تھا جس سے مہلب کے لشکر کو بے حد نقصان پہنچتا تھا۔ مہلب نے ایک خط لکھ کر ایک شخص کے حوالہ کیا اور یہ سمجھا دیا کہ اس خط کو خوارج کے لشکر میں اس طرح پر چھوڑ آؤ کہ کوئی شخص تم کو نہ دیکھنے پائے۔ اتفاق سے یہ خط سردار لشکر خوارج کے ہاتھ پڑ گیا۔ کھولا تو لکھا ہوا تھا'' تمہارے زہر آلود تیر بھیجے ہوئے ہمارے پاس پہنچے اس کے صلے میں ہم تم کو ایک ہزار درہم بھیجتے ہیں''۔ سردار لشکر نے تیر ساز کو بلا کر دریافت کیا۔ تیر ساز نے انکاری جواب دیا۔ سردار لشکر نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ عبدربہ الکبیر نے اس تیر ساز کے قتل سے ناراضگی ظاہر کی اور یہی خوارج میں اختلاف کا باعث ہوا۔

بعض یہ کہتے ہیں کہ مہلب نے ایک نصرانی کو قطری کے پاس بھیجا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ قطری کے روبرو جاتے ہی سجدہ کرنا۔ جونہی اس نصرانی نے قطری کو سجدہ کیا خوارج نے اس کو قتل کر ڈالا اور اس الزام کی پاداش میں قطری کو معزول کر کے عبدربہ الکبیر کو امارت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ خوارج کے گروہ کا چوتھا یا پانچواں حصہ قطری کے ہمراہ ہوگیا۔ مہینوں قطری اور عبدربہ الکبیر کے ہواخواہوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ بعد ازاں قطری طبرستان چلا گیا اور عبدربہ الکبیر کرمان میں جا ٹھہرا رہا۔

خوارج کی پسپائی: مہلب نے قطری کے چلے جانے کے بعد لڑائی چھیڑ دی اور جیرفت میں اس پر محاصرہ کر دیا۔ بالآخر عبدربہ الکبیر طول محاصرہ سے گھبرا کر مع اپنے مال وحریم واسباب کے نکل کھڑا ہوا۔ مہلب نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ نامی گرامی جنگ آور خوارج کے مارے گئے۔ لڑتے لڑتے آلات حرب ٹوٹ گئے۔ خوارج کمال بے سروسامانی سے بھاگے' مہلب مظفر ومنصور جیرفت میں داخل ہوا اور چند ساعت آرام کر کے تعاقب کرنے کی غرض سے سوار ہوگیا۔ جیرفت سے چار فرسنگ کے فاصلے پر عبدربہ الکبیر کو جا گھیرا۔ صبح سے دوپہر تک کمال شدت سے لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ لڑنے والے لڑتے لڑتے تھک گئے۔ مہلب نے لڑائی موقوف کر دی مگر محاصرہ کئے رہا۔

عبدربہ الکبیر کا قتل: بعد ازاں خوارج نے مرنے اور مارنے کا باہم عہد وپیمان کر کے دوبارہ لڑائی شروع کر دی اور اس مردانگی سے لڑے کہ مہلب اور اس کے ہمراہیوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اپنی جان بری سے ناامید ہوگیا۔ تب اللہ جل شانہ کی عنایت وامداد سے مہلب کو فتح یابی ہوئی خوارج مارے گئے۔ ازانجملہ خود عبدربہ الکبیر تھا۔ اس معرکہ خون ریز سے خوارج کے گروہ کا کوئی متنفس جانبر نہیں ہوا مگر معدودے چند جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا تھا۔

مہلب کی طلبی وتوقیر: کامیابی کے بعد مہلب نے ایک قاصد بشارت فتح سنانے کو حجاج کی خدمت میں روانہ کیا۔ حجاج کو اس واقعہ کے سننے سے بے حد خوشی ہوئی۔ بنو مہلب کا حال دریافت کیا۔ قاصد نے ایک ایک کی مردانگی کی تعریف کی۔ حجاج نے کہا'' ان سب میں کون شخص زیادہ دلاور وجری تھا؟'' قاصد نے عرض کیا'' اصل یہ ہے کہ بنو مہلب مثل ایک مضبوط حلقہ

کے تھے جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا تھا"۔ حجاج یہ سن کر ہنس پڑا۔ مہلب کو شکریہ کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ "کرمان پر جس کو مناسب سمجھو مقرر کر کے اور اس کی محافظت پر حسبِ ضرورت لشکر ٹھہرا کر چند دنوں کے لئے میرے پاس چلے آؤ"۔ چنانچہ مہلب اپنے لڑکے یزید کو کرمان پر مقرر کر کے حجاج کے پاس چلا آیا۔ حجاج نے اس کی بڑی توقیر کی اپنے قریب بٹھلایا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہا "اے اہل عراق تم لوگ مہلب کے لئے بندۂ بے دام ہو"۔

قطری کا قتل: جن دنوں خوارج میں نزاع پیدا ہو گئی تھی۔ حجاج نے سفیان بن الابرد کلبی کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قطری وعبیدہ بن ہلال اور ان خوارج کی سرکوبی کو جو ان کے ہمراہ تھے طبرستان کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ اتفاق سے اسحاق بن محمد بن اشعث بھی لشکرِ کوفہ کو لئے ہوئے اسی دن طبرستان کے قریب پہنچا۔ جس روز سفیان بن ابرد کلبی وارد ہوا تھا۔ دونوں نے متفق ہو کر قطری سے طبرستان کی ایک گھاٹی میں مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ میں قطری کے ہمراہی قطری سے علیحدہ ہو گئے اور قطری خود گھوڑے سے گر کر ایک غار میں جا پڑا۔ اس عرصے میں ایک عجمی اس طرف سے ہو کر گزرا۔ قطری نے پانی کی خواہش کی، عجمی نے خدمت کا معاوضہ طلب کیا۔ قطری نے اپنے چند آلاتِ حرب دے دینے کا وعدہ کیا۔ عجمی اس سے رخصت ہو کر غار کے اوپر چڑھ گیا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر گرا دیا۔ قطری کا سر زخمی ہو گیا۔ عجمی فرطِ خوشی سے چلا اٹھا۔ چند لوگ اہلِ کوفہ کے دوڑ پڑے۔ جن میں سورہ بن حر تمیمی، جعفر بن عبدالرحمٰن بن مخنف اور صباح بن محمد بن اشعث تھا اور قطری کو مار ڈالا۔ ابوجہم قطری کا سر لے کر اسحاق بن محمد کے پاس گیا۔ اسحاق بن محمد نے حجاج کے پاس اور حجاج نے عبدالملک کی خدمت میں بھیج دیا۔

خوارج کا محاصرہ: قطری کے مارے جانے کے بعد سفیان نے بلا جدال وقتال خوارج کا محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ شدتِ گرسنگی اس درجہ بڑھی کہ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھا گئے۔ جب گھوڑوں اور چارپایوں نے بھی کفایت نہ کی تو مارنے اور مر جانے کی قسمیں کھا کر محاصرہ توڑ کر لڑتے ہوئے نکلے۔ سفیان نے سب کو پامال کر کے ان کے سروں کو حجاج کے پاس بھیج دیا اور خود دنباوند وطبرستان میں جا کر قیام کر دیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ حجاج نے واقعہ دیر جماجم کے کچھ دنوں پہلے اس کو معزول کیا۔

بعض علماء تاریخ کا بیان ہے کہ قطری وعبیدہ کے مارے جانے سے جو آخر رؤسا خوارج تھے، خوارج کی حکومت منقرض ہو گئی۔ پہلا رئیس ان کا نافع بن ارزق تھا۔ تقریباً بیس برس تک ان کا دور دورہ رہا۔ یہاں تک کہ ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اس کو کچے کے واقعات میں بیان کرآئے ہیں۔ اس کے بعد ان کو کسی جماعت نے سر صدی تک گوشۂ گمنامی سے سر نہیں نکالا۔

شوذب کا خروج: عہدِ حکومت عمر بن عبدالعزیز سرصدی پر شوذب خارجی نے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے سرزمین خوخی میں خروج کیا تھا یہ قبیلہ بنو یشکر سے تھا اور اس کا نام بسطام تھا۔ ان دنوں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب گورنر کوفہ تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گورنر کے نام اس مضمون کا فرمان بھیج دیا تھا کہ "جب تک خوارج قتل وخون ریزی اور فتنہ وفساد نہ کریں اس وقت تک ان سے متعرض نہ ہونا اور جب وہ ان افعال کے مرتکب ہوں تو کسی تندخو جوان مرد اور مستقل مزاج

شخص کو ان کی سرکوبی پر مامور کرتا''۔ عبدالحمید نے بموجب اس فرمان کے محمد بن جریر بن عبداللہ بجلی کو بسرافسری دو ہزار فوج کے شوذب کے طوفانِ بےتمیزی کے روک تھام کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک وہ قتل و خون ریزی کا مرتکب نہ ہو' چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ چنانچہ محمد بن جریر نے شوذب کے مقابلے پر پہنچ کر بلاتحریک واشتعال جنگی ڈیرے ڈال دیئے۔

عمر بن عبدالعزیز اور خوارج: عمر بن عبدالعزیز نے اسی زمانہ میں شوذب کے نام بھی ایک خط اس مضمون کا روانہ کیا تھا ''مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشنودی کے خلاف خروج کیا ہے۔ حالانکہ تم اس کے مستحق نہ تھے۔ آؤ ہم تم مناظرہ کریں اگر ہم حق پر ہیں تو تم اس گروہ میں داخل ہو جاؤ۔ جس میں کل لوگ داخل ہیں اور اگر تم حق پر ہو تو ہم تمہاری بابت غور کریں گے''۔ بسطام نے خط پڑھ کر عاصم حبشی (بنو شیبان کے آزاد غلام) اور بنو یشکر کے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کی غرض سے روانہ کیا۔ مقامِ مناظرہ میں یہ دونوں شخص عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے دریافت کیا ''تم لوگوں کو کس امر نے خروج اور انتقام پر مجبور کیا ہے؟''

عاصم: ''ہم کو تمہاری سیرت سے کسی قسم کا اشتعال یا خیالِ انتقام نہیں پیدا ہوا۔ تم بےشک عدل و احسان سے کام لیتے ہو۔ لیکن تم یہ تو بتاؤ کہ کرسیٔ خلافت پر تم کس طرح متمکن ہوئے لوگوں کے مشورے اور رضامندی سے یا بزور غلبہ؟''

عمر بن عبدالعزیز: ''نہ تو میں نے اس کی خواہش کی اور نہ میں نے بہ زور و غلبہ اس کو حاصل کیا مجھ سے پیشتر ایک شخص نے میری ولی عہدی کی لوگوں سے بیعت لی تھی۔ اس بنا پر میں نے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی اور کسی نے اس سے اختلاف و انکار نہ کیا اور تمہارا مذہب بھی یہی ہے کہ امیر المومنین وہی ہے جو لوگوں کی رضامندی سے امیر بنایا جائے اور عادل ہو اور اگر میں حق کا مخالف ہوں تو میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے''۔

عاصم اور اس کے ہمراہی: ''لیکن ایک بات رہ گئی اور وہ یہ ہے کہ تم نے اپنے خاندان والوں کے افعال و حرکات سے مخالفت کی ہے اور اس کو مظالم کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ پس اگر تم ہدایت پر ہو اور وہ ضلالت و بےدینی پر رہے ہیں تو ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان پر لعنت بھیجو''۔

عمر بن عبدالعزیز: ''ہم کہہ سکتے ہیں کہ تم لوگوں نے بہ قصدِ آخرت خروج کیا ہے۔ مگر افسوس ہے اس کا راستہ بھول گئے۔ ہرگز اللہ جل شانہ نے کسی پر لعن کرنا مشروع نہیں کیا اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لعان مبعوث کیا ہے۔ ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) نے کہا ﴿ومن عصانی فانک غفور الرحیم﴾ ''اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو بےشک تو غفور الرحیم ہے''۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اولئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده﴾ ''یہی لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے پس انہیں کی راہوں کی پیروی کر''۔ میں نے ان کے اعمال کو جو مظالم سے تعبیر کیا ہے' پس اس قدر اس کی ندامت کافی ہے اور اگر گنہگاروں پر لعن کرنا واجب ہے تو بےشک تم پر یہ واجب ہے کہ فرعون پر لعن کیا کرو۔ حالانکہ تم اس پر لعن نہیں کرتے اور وہ بدترین خلائق تھا۔ پس میں کیسے اپنے خاندان پر لعن کروں جب کہ وہ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ بےشک ظلم کرنے سے وہ کافر نہیں ہو سکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایمان و شریعت کی طرف بلایا ہے جو اس پر عمل

کرے گا اس سے وہ فعل قبول کیا جائے گا اور جو شخص کسی امر کا احداث کرے گا اس پر حد جاری کی جائے گی''۔

عاصم اور اس کے ہمراہی: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو توحید اور اقرار بما نزل علیہ کی بھی تو دعوت دی ہے''۔

عمر بن عبدالعزیز: ''تو ان لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو اس کا انکار کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل نہ کروں گا۔ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر اپنے کو ورطۂ گمراہی میں ڈال دیا ہے''۔

عاصم: ''تو تم ان سے بیزاری ظاہر کرو اور ان کے احکام کو رد کر دو''۔

عمر بن عبدالعزیز: ''تم لوگ تو یہ جانتے ہو کہ ابوبکرؓ نے اہل ردت سے جس وقت جنگ کی تھی' ان کی خون ریزی بھی کی تھی اور ان کی عورتوں بچوں کو لونڈی اور غلام بھی بنالیا تھا اور عمرؓ نے ان کو فدیہ کے ساتھ واپس کر دیا تھا اور ابوبکرؓ سے بیزاری نہیں ظاہر کی تھی اور تم لوگ بھی ان دونوں میں سے کسی ایک سے بیزاری ظاہر نہیں کرتے ہو۔ اچھا اہل نہروان کی بابت کیا جواب دو گے؟ تم جانتے ہو کہ اہل کوفہ ان لوگوں کے گروہ سے نکل آئے تھے اور پھر وہ نہ لڑے اور نہ ان سے متعرض ہوئے تھے اور جو اہل بصرہ نے خروج کیا تھا تو ان لوگوں نے عبداللہ بن خباب اور ان کی بیوی کو مار ڈالا تھا' جو حاملہ تھیں ان گروہوں میں جو نہیں لڑا تھا اس نے قاتلین و متعرضین سے بیزاری نہیں ظاہر کی اور نہ تم ان میں سے کسی سے بیزاری ظاہر کرتے ہو۔ تم لوگوں کو یہ امر کیونکر نفع بخش ہوگا جب کہ تم جانتے ہو کہ ان کے اعمال میں اختلاف تھا اور تم مجھے میرے خاندان والوں سے بیزاری ظاہر کرنے پر مجبور کرتے ہو حالانکہ مذہب و دین ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود نہ کرو۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو امان دی ہے جس نے شہادت اسلام یعنی ((لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ)) کی دی ہے اور اس کا مال وخون حرام فرمایا ہے اور تم لوگ اسی شخص کو قتل کرتے ہو اور باقی مذہب والوں کو امان دیتے ہو اور ان کے مال وخون کو ناروا سمجھتے ہو''۔

عاصم کا ہمراہی: ''اس شخص کی بابت کیا کہو گے جو ایک قوم کے جان و مال کا متولی بنایا گیا اور اس میں اس نے عدل و انصاف سے کام لیا' مگر بعد اپنے کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جو غیر مامون ہے کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اس شخص نے اس فرض کو ادا کر دیا جو اس پر منجانب اللہ فرض کیا گیا تھا۔ پھر تم کیوں خلافت کو اپنے بعد یزید کے سپرد کرتے ہو باوجود اس علم کے کہ یزید عدل و انصاف سے کام نہ لے گا''۔

عمر بن عبدالعزیز: ''یزید کو میں نے ولی عہد نہیں بنایا بلکہ میرے سوا دوسرے نے اس کو متولی کیا ہے اور مسلمانوں کو میرے بعد اس کا حق حاصل ہوگا''۔

عاصم کا ہمراہی: ''تو کیا جس نے یزید کو ولی عہد بنایا ہے وہ حق پر تھا؟''

عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر رو پڑے اور تین دن تک ان دونوں سے قیام کرنے کو کہا۔ عاصم اور اس کا یشکری ہمراہی عمر بن عبدالعزیز کے دربارِ خلافت سے اٹھ کر اپنی فرودگاہ پر آیا۔ اس کے بعد عاصم پھر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں واپس گیا اور خوارج کے عقائد سے توبہ کر لی۔ یشکری نے عاصم سے کہا جو ابھی میں نے کہا ہے اس کو ان لوگوں کے روبرو پیش کرو اور ان

کی حجت و دلائل پر غور کرو۔ عاصم نے کچھ جواب نہ دیا۔ یشکری سے علیحدہ ہو کر عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں قیام پذیر ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز نے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور چند دنوں بعد انتقال[1] کر گئے اور محمد بن جریر اپنے قاصد کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔

محمد بن جریر کی پسپائی: عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن (امیر کوفہ) نے محمد بن جریر کے پاس شوذب سے جنگ چھیڑ دینے کا حکم بھیج دیا۔ قبل اس کے کہ شوذب کو عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کا حال معلوم ہوتا یا اس کے بھیجے ہوئے آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مباحثہ کو گئے تھے واپس آئے۔ خارجیوں نے محمد بن جریر کو مستعد جنگ دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی کہ بالیقین وہ مردِ صالح (عمر بن عبدالعزیز) انتقال کر گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں نے وعدہ خلافی کی ہے۔ الغرض لڑائی ہوئی چند لوگ خوارج کے اور اکثر آدمی لشکرِ کوفہ کے کام آئے۔ محمد بن جریر شکست کھا کر بھاگا۔ خوارج کوفہ تک تعاقب کر کے پھر اپنے مورچے پر لوٹ آئے۔ اس اثناء میں وہ دونوں آدمی جو عمر بن عبدالعزیز کے پاس مناظرہ کرنے گئے تھے واپس آئے اور عمر بن عبدالعزیز کے انتقال کے واقعہ سے آگاہ کیا۔

شوذب کا قتل: اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے تمیم بن حباب کو بسرافسری دو ہزار فوج کے شوذب کے مقابلے پر روانہ کیا۔ شوذب نے اس کو بھی مع اس کے ہمراہیوں کے شکست دے دی۔ تب یزید بن عبدالملک نے شجاع بن وداع کو دو ہزار کی جمعیت سے جنگ شوذب پر مامور کیا۔ شوذب نے اس کو قتل کر کے اس کے ہمراہیوں کو بھی شکست فاش دے دی۔ مگر اس جنگ میں شوذب کا چچازاد بھائی مارا گیا۔ خوارج اس وقت تک اپنے ہی مورچے پر قائم رہے اور اپنے ہی لشکر گاہ میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ انہی ایام میں مسلمہ بن عبدالملک وارِدِ کوفہ ہوا۔ سعید بن عمر حرشی کو جو ایک نامی سپہ سالار اور نہایت تجربہ کار جنگ آور تھا۔ جنگ شوذب پر متعین کیا۔ خوارج نے پہلے باہم مرنے اور مارنے کا عہد و پیمان کیا۔ بعد ازاں مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے اور ٹکر رسہ کر رسعید کو شکست دی۔ بالآخر سعید نے لشکر شام کو للکار کر ایسا پرزور حملہ کیا کہ خوارج کو آٹے کی طرح سے پیس ڈالا۔ شوذب اور اس کے کل ہمراہی قتل کر ڈالے گئے۔ ایک متنفس بھی اس واقعہ سے جان بر نہ ہوا۔

بہلول بن بشر بن شیبان: اس واقعہ کے بعد خوارج نے مدت مدید تک دم نہیں مارا۔ یہاں تک کہ عہد حکومت ہشام بن عبدالملک ۱۲۰ھ میں بہلول بن بشر بن شیبان الملقب بہ کثارہ نے خروج کیا۔ سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بہلول حج کرنے کو گیا تھا مکہ میں اپنے ہم خیال اور ہم آہنگ لوگوں سے مل جل کر خروج کی رائے قائم کی اور اس مقصد کے حاصل کرنے کو موصل کے ایک قریہ میں ایک وقت مقررہ پر ملنے کا باہم وعدہ و اقرار کیا۔ چنانچہ وقت مقررہ پر سب کے سب جمع ہوئے جن کی تعداد چالیس نفر سے زیادہ نہ تھی اور ان لوگوں نے متفق الرائے ہو کر بہلول کو اپنا سردار بنایا اور اپنے آپ کو چھپا کر یہ ظاہر کرنے لگے کہ ہم لوگ ہشام کے پاس سے آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ اس گاؤں سے گذرے جہاں بہلول نے سرکہ خرید کیا تھا اور

---

[1] تاریخ کامل میں لکھا ہے کہ اس واقعہ کے پندرہ روز بعد عمر بن عبدالعزیز نے وفات پائی تھی۔ بنو امیہ نے اس خوف سے کہ مبادا ہمارا مال و اسباب ضبط نہ کر لیا جائے اور یزید ولیعہدی سے معزول نہ کر دیا جائے عمر بن عبدالعزیز کو زہر دلوا دیا تھا۔ کامل لابن اثیر مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۳

اتفاق سے وہ شراب نکلی تھی۔ بہلول نے اس کے واپس کرنے کو کہا تھا دکاندار نے واپسی سے انکار کیا تھا۔ عامل قریہ کے روبرو جھگڑا پیش ہوا تو اس نے بہلول کو جھڑک کر کہا تھا کہ ''شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے''۔

بہلول بن بشر کا خروج: بہلول نے پہنچنے کے ساتھ ہی عامل قریہ کو قتل کر کے اپنے قصد کو ظاہر کر دیا اور خالد قسری پر حملہ کرنے کی غرض سے واسط کی طرف کوچ کر دیا۔ الزام یہ قائم کیا تھا کہ خالد مساجد کو منہدم کرتا اور کلیسوں کو بناتا ہے اور مجوسیوں کو مسلمانوں کا والی مقرر کرتا ہے۔ خالد کو اس کی خبر لگی تو وہ واسط سے حیرہ چلا آیا۔ جہاں پر ایک لشکر بنوقین کا جن کی تعداد چھ سوتھی پڑا تھا۔ جو شام سے عامل ہند کی امداد کو آیا تھا۔ خالد نے اس لشکر کو اس کے سردار کی ماتحتی میں جنگ بہلول پر مامور کر دیا اور جنگی پولیس کے دو سپاہی کا اس لشکر پر اور اضافہ کر دیا۔ دریائے فرات پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ بہلول نے پہلے ہی حملے میں لشکرِ شام کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ لشکر شکست کھا کر کوفہ چلا آیا۔

بہلول کا خاتمہ: خالد نے بنوحوشب بن یزید بن رویم سے عابد شیبانی کو جنگ بہلول پر مقرر کیا۔ مابین موصل وکوفہ کے مڈبھیڑ ہوئی۔ بہلول نے اس کو بھی شکست دے کر اسی دن بہ قصدِ موصل کوچ کر دیا۔ تھوڑی دور چل کر یہ رائے قائم کر کے کہ ہشام پر حملہ کرنا چاہئے' ہشام کی طرف جھک پڑا۔ اس طوفان کی روک تھام کرنے کو خالد نے عراق سے' عامل جزیرہ نے جزیرے سے اور ہشام نے شام سے فوجیں روانہ کی جو مابین موصل وجزیرے کے مقام کحیل پر جمع ہوئیں ان لوگوں کی تعداد بیس ہزار تھی اور بہلول کے ساتھ صرف ستر آدمی تھے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ اثناء جنگ بہلول زخمی ہو کر گرا اس کے ہمراہیوں نے دریافت کیا کس کو ہم آپ کے بعد اپنا امیر بنائیں گے۔ جواب دیا ''دعامہ شیبانی کو اور اس کے بعد عمر یشکری کو''۔ قضائے الٰہی سے اسی شب کو بہلول مر گیا۔ صبح ہوئی تو دعامہ اپنے ہمراہیوں کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ تب عمر یشکری نے علم اپنے ہاتھ میں لے کر خروج کیا زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ مارڈالا گیا۔

بختری کا خروج: اس واقعہ کے دو برس بعد بختری صاحب اشہب نے خالد قسری پر خروج کیا۔ یہ اسی لقب سے معروف تھا۔ خالد نے سمط بن مسلم بجلی کو بسرافسری چار ہزار فوج کے مقابلے پر بھیجا۔ فرات کے کنارے پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ خوارج کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی۔ اتفاق سے اہلِ کوفہ کے غلاموں اور بازاری آدمیوں سے سامنا ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایسی سنگ باری کی کہ ان میں سے ایک آدمی بھی جانبر نہ ہوا۔

وزیر سختیانی کا خروج: اس کے بعد وزیر سختیانی نے چند نفر کی جمعیت سے خالد پر حیرہ میں خروج کیا۔ جس قریہ کی طرف سے ہو کر گزرتا تھا جلا دیتا تھا۔ جس کو پاتا تھا قتل کر ڈالتا تھا۔ خالد نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس نے وزیر سختیانی کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور اس کو زخمی کر کے خالد کے پاس گرفتار کر لائے۔ وزیر سختیانی نے خالد سے ایسی باتیں کیں جس سے خالد نے خوش ہو کر سزائے قتل سے اس کو رہا کر دیا۔ اکثر شب کو وزیر سختیانی دل بہلانے کی غرض سے قصہ کہہ کرتا تھا۔ کسی نے ہشام بن عبدالملک سے جڑ دیا کہ خالد نے ایک حروری (والعثیر) کو جو مستوجب قتل تھا گرفتار کیا تھا مگر اس کو قتل نہیں کیا بلکہ شب کو اس سے قصہ کہلاتا ہے۔ ہشام نے خالد کے پاس وزیر سختیانی کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خالد نے بموجب

اس فرمان کے قتل کر ڈالا۔

صحاری بن شبیب کا خروج: اس کے بعد صحاری بن شبیب نے اطراف جبل میں خروج کیا تھا اور قبل خروج یہ شخص خالد کے پاس آیا تھا۔ فریضہ نے سوال کیا خالد نے جواب دیا "تم کو اس سے کیا حاصل ہے"۔ صحاری یہ جواب پا کر جبل کی طرف چلا گیا۔ خالد کو اپنے اس جواب دینے سے ندامت ہوئی۔ تلاش کروایا دستیاب نہ ہوا۔ صحاری نے جبل میں پہنچ کر جہاں پر چند لوگ تیم اللات بن ثعلبہ کے خاندان کے تھے ان کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ "میں نے خالد کے پاس جانے کا یہ حیلہ نکالا تھا کہ فلاں شخص کو فرقہ صفریہ سے تھا' اس کے بدلہ میں اس کو مار ڈالوں۔ خالد نے اس شخص کو ظالمانہ طور سے مار ڈالا تھا"۔ تیم اللات کے تیس آدمیوں نے اس کے ساتھ خروج کیا۔ اطراف مناور میں مقابلہ ہوا۔ فریقین نے سختی سے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ بالآخر صحاری اور اس کے کل ہمراہی مار ڈالے گئے۔

ضحاک بن قیس: ان واقعات کے بعد خوارج میں پھر ایک تازہ جوش ان دنوں پیدا ہوا جب کہ عراق و شام میں فتنہ و فساد برپا ہو رہا تھا اور مروان اس بغاوت کے فرو کرنے میں مصروف تھا۔ سرزمین کفرتوتا میں سعید بن بہدل شیبانی نے اہل جزیرہ کے دو سو آدمیوں کی جمعیت سے علم بغاوت بلند کیا۔ یہ حروریوں کے خیالات کا پابند تھا۔ انہیں دنوں بسطام بیہی نے ربیعہ کے اسی قدر آدمیوں کے ساتھ خروج کر دیا اور یہ سعید کے خیالات کا مخالف تھا۔ سعید نے اپنے سپہ سالار خیبری کو بسر افسری ڈیڑھ سو آدمیوں کے بسطام کے مقابلے پر بھیجا۔ چنانچہ شب کے وقت خیبری نے بسطام پر چھاپہ مارا۔ سوائے چودہ آدمیوں کے باقی سب مع بسطام کے مار ڈالے گئے۔ اس کے بعد سعید بن بہدل یہ خبر پا کر کہ اہل عراق میں اختلاف ہو گیا ہے عراق کی طرف چلا گیا اور وہیں جا کر مر گیا۔ ضحاک بن قیس اس کا جانشین ہوا۔ سرزمین سراۃ میں اس کی امارت کی بیعت کی گئی۔ تکمیل بیعت کے بعد موصل و شہرزور میں آیا۔ فرقہ صفریہ کے چار ہزار یا اس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔

ضحاک بن قیس کا خروج: اس اثناء میں مروان نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو عراق کی گورنری سے معزول کر کے نضر بن سعید بن حریشی کو مقرر کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے مقام حیرہ میں چارج دینے سے انکار کیا۔ نضر کوفہ لوٹ آیا اور لشکر مرتب کر کے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز پر چڑھائی کر دی۔ مہینوں لڑائی ہوتی رہی۔ اس واقعہ میں مضر بہ بوجہ طرف داری مروان نضر کے ساتھ تھے' کیونکہ یہ خون ولید کا طالب تھا اور ولید کی ماں قیسیہ قبیلہ مضر سے تھی اور اہل یمن عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ہمراہ تھے۔ اس وجہ سے کہ یہ لوگ یزید کے ساتھ قتل ولید میں شریک تھے۔ جس وقت کہ خالد قسری یوسف کے سپرد کیا گیا اور یوسف نے اس کو قتل کیا تھا۔ ضحاک و خوارج نے اس اختلاف سے مطلع ہو کر ۱۲۷ھ میں عراق کا رُخ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے خط و کتابت کر کے خوارج سے مقابلے کرنے کی غرض سے سازش کر لی اور دونوں نے متفق ہو کر کوفے میں لشکر مرتب کیا۔ ہر شخص اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نماز پڑھتا تھا اور ابن عمر کل لشکر کا سردار تھا۔ ضحاک نے قریب کوفہ پہنچ کر نخلیہ میں پڑاؤ کیا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کے مقابلے پر آیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ صبح سے عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی' قریب مغرب عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر کو شکست ہوئی۔ خوارج نے ان کے مورچے

تک ان کا تعاقب کیا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی پھر لڑائی چھڑ گئی اور یہی واقعہ ہوا۔ تیسرے دن کی لڑائی میں اکثر سرداران لشکر میدانِ جنگ سے منہ چھپا کر واسط بھاگ گئے۔ از انجملہ نضر بن سعید حریشی' منصور بن جمہور اور اسماعیل برادر خالد قسری وغیرہ تھے۔ مجبور ہو کر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی واسط چلا آیا اور ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر لیا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور ضحاک: جوں ہی عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز واسط میں وارد ہوئے نضر سے لڑائی چھڑ گئی۔ ضحاک یہ خبر پا کر دوڑ پڑا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اور نضر نے گھبرا کر پھر موافقت کر لی اور متفق ہو کر ضحاک کے مقابلے پر آئے ایک مدت دراز تک لڑتے رہے یہاں تک کہ لڑائی نے فریقین کے دانت کھٹے کر دیئے۔ منصور بن جمہور اپنے گروہ سے علیحدہ ہو کر ضحاک وخوارج سے آملا اور اس کی بیعت کر لی۔ بعد ازاں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بھی خوارج میں چلا آیا۔ ضحاک کے پیچھے نماز ادا کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے ساتھ سلیمان بن ہشام بھی تھا یہ مصالحت اس غرض سے کی گئی تھی کہ خوارج اس کو چھوڑ کر مروان سے مصروف جنگ ہو جائیں۔

سلیمان بن ہشام حمص سے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے پاس اس وجہ سے بھاگ آیا تھا کہ اہل حمص نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور مروان ان کا مخالف تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ضحاک کی بیعت کر لی اور اس کو جنگ مروان پر ابھارا اور شیبانِ حروری کی بہن سے عقد کر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ضحاک نضر پر محاصرہ کیئے تھا۔

ضحاک کا موصل پر قبضہ: مصالحت کرنے کے بعد ضحاک کوفے میں واپس آیا اور پھر کوفے سے محاصرہ واسط کے بیسویں روز اہل موصل سے سازش کر کے موصل کی طرف بڑھا۔ ان دنوں موصل میں (مروان کی جانب سے) قطران بن اکمہ شیبانی والی شہر تھا۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھلوائے ضحاک گھس پڑا۔ قطران مع اپنے ہمراہیوں کے مقابلے پر آیا لڑائی ہوئی۔ آدمی قلیل تھے سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کی خبر مروان کو اس وقت پہنچی جب کہ وہ حمص کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا' اپنے لڑکے عبداللہ کو (جو اس طرف سے جزیرے کا نائب تھا) نصیبین[1] کی جانب روانہ ہونے کو لکھ بھیجا تا کہ ضحاک کو جزیرے کے مابین حائل ہونے سے روک دے۔

ضحاک بن قیس کا قتل: چنانچہ عبداللہ آٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نصیبین کی جانب روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے عبداللہ نصیبین میں پہنچ گیا تھا۔ ضحاک نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہ ایک لاکھ قوم تھی۔ مروان تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی نصیبین کے بچانے کی غرض سے ضحاک کی طرف روانہ ہوا۔ اطراف کفر توثا میں ضحاک سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ صبح سے شام تک جنگ ہوتی رہی۔ بعد مغرب ضحاک نے چھ ہزار کی جمعیت سے پیادہ پا ہو کر میدانِ جنگ کا راستہ لیا اور اس بے جگری سے لڑائی ہوئی کہ قریب عشاء سب کے سب مار ڈالے گئے۔ ضحاک کی نعش مقتولین میں چھپ گئی تھی۔ بہت تلاش کے بعد دستیاب ہوئی مروان نے سر اتار کر بلاد جزیرہ[2] بھیج دیا۔

خیبری کا قتل: صبح ہوئی تو خوارج نے خیبری کے ہاتھ پر بیعت کی جو ضحاک کے لشکر کا ایک سپہ سالار تھا اور مروان کے ساتھ

---

[1] اس مقام پر جگہ خالی ہے مقام کا نام تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے لکھا ہے۔ (مترجم)

[2] اصل کتاب مدائن کا لفظ نہیں ہے خالی جگہ ہے یہ نام تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر جلد پنجم سے نقل کیا گیا ہے۔ (مترجم)

میدانِ جنگ میں مصروف جدال وقتال ہو گئے۔ قریب دوپہر مروان شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ خوارج نے اس کے خیمہ تک پہنچ کر خیمے کی طنابیں کاٹ دیں۔ خیبری اس کے فرش پر بیٹھ گیا۔ اس کے لشکر کے دونوں بازو بدستور لڑ رہے تھے۔ مروان کے میمنہ پر عبداللہ بن مروان تھا اور میسرہ پر اسحاق بن مسلم عقیلی۔ لشکر مروان نے خوارج کی جمعیت کی کمی کا احساس کر کے مروان کے خیمہ گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ لشکریوں کے غلام اور اہل خدمت خیموں کی چوبیں لے کر جٹ گئے اور سب کو بات کی بات میں فرش کر دیا۔ انہیں لوگوں میں خیبری بھی تھا۔ باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ مروان اس خوشخبری کو سن کر تقریباً چھ میل سے اپنے خرگاہ سے واپس آیا۔

شیبان حروری: خوارج نے بھی لوٹ کر شیبان حروری کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہ شیبان عبدالعزیز یشکری کا بیٹا تھا۔ ابوالدلف اس کی کنیت تھی۔ مروان نے ان واقعات کے بعد صف آرائی چھوڑ دی تھی۔ دستہ دستہ فوج یکے بعد دیگرے جنگ کی غرض سے میدان میں بھیجتا تھا۔ ایک مدت تک اسی صورت سے لڑائی جاری رہی۔ اکثر خوارج شیبان کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر اپنے اپنے شہروں میں واپس آئے۔ بقیہ خوارج بایماء سلیمان بن ہشام جنگ سے مجبور ہو کر موصل چلے آئے اور دجلہ کے شرقی جانب لشکر مرتب کیا۔ متعدد دل ہوائے۔ مروان نے تعاقب کیا نو ماہ کامل لڑائی ہوتی رہی۔ فریقین کی جانب سے ایک جماعت کثیرہ اس معرکے میں کام آئی۔ سلیمان بن ہشام کا بھتیجا امیہ بن معاویہ گرفتار ہو گیا۔ مروان کے روبرو پیش کیا گیا تو اس نے اس کے پہلے ہاتھ پاؤں کٹوائے بعدازاں گردن ماردی۔

خوارج کی شکست: انہیں دنوں مروان نے ایک فرمان مشعر روانگی عراق بنام یزید بن عمر بن ہبیرہ قرقیسہ میں بھیج دیا اور ساتھ ہی اس کے گورنری عراق کی سند بھی بھیج دی۔ کوفے میں اس وقت قبیلہ قریش سے مثنیٰ بن عمران عابدی خوارج نائب تھا۔ مقام عین التمر میں ابن ہبیرہ سے ملاقات ہوئی۔ مثنیٰ وابن ہبیرہ ایک دوسرے سے گتھ گئے' میدان ابن ہبیرہ کے ہاتھ رہا۔ خوارج کو شکست ہوئی۔ اس کے بعد کوفے کے باہر نخیلہ میں خوارج نے مورچہ قائم کیا۔ ابن ہبیرہ نے پھر شکست دے دی تب بصرے میں مورچہ بندی کی۔ شیبان نے عبیدہ بن سوار کو ایک عظیم الشان رسالے کے ساتھ خوارج کی کمک پر روانہ کیا مگر پھر بھی ابن ہبیرہ کے ہاتھ سے شکست کھا گئے۔ عبیدہ بن سوار معرکہ جنگ میں کام آ گیا ابن ہبیرہ نے اس کے لشکر گاہ کی غنیمت کو لشکریوں کے لئے مباح کر دیا۔ اس آخری جنگ میں خوارج کی ہمت پست ہو گئی۔

عبداللہ بن عمر کی گرفتاری: منصور بن جمہور خوارج کے ہمراہ تھا۔ جب پے در پے شکست ہوتی گئی تو یہ بھی شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابن ہبیرہ مابین اور کل بلاد جبلیہ پر قبضہ کر کے واسط جا پہنچا۔ عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابن عمر کی جانب سے اہواز کا عامل سلیمان بن حبیب تھا۔ ابن ہبیرہ نے اس کی طرف نباتہ بن حنظلہ کو روانہ کیا اور سلیمان نے یہ خبر پا کر نباتہ کے مقابلے پر داؤد بن حاتم کو روانہ کیا۔ (مقام مرتان) کنارہ دجلہ پر صف آرائی کی نوبت آئی۔ داؤد کو شکست ہوئی اور اثناء دار و گیر میں مارڈالا گیا۔

جون ابن کلاب کا قتل: اس واقعہ کے بعد مروان کے لکھنے کے مطابق ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبابہ مزنی کو آٹھ ہزار کی

جمعیت سے نباتہ کی کمک پر روانہ کیا۔ شیبان کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کی روک تھام کرنے کی غرض سے جون بن کلاب خارجی کو ایک لشکر کو بھیج دیا۔ مقام سن پر ایک دوسرے سے لڑ پڑے۔ عامر شکست کھا کر سن میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ مروان براہ خشکی اس کی کمک پر فوجیں بھیجنے لگا اور منصور بن جمہور جبل سے سلیمان کے پاس امدادی لشکر بھیج رہا تھا۔ جب عامر کی جمعیت بڑھ گئی تو محاصرہ توڑ کر جون اور ان خوارج کی طرف نکل کھڑا ہوا جو اس پر محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ خوارج کو شکست ہوئی جون مارڈالا گیا۔

شیبان کی شکست وفرار: عامر نے بقصد خوارج موصل کا قصد کیا۔ شیبان یہ خبر پا کر مع خوارج کے موصل سے کوچ کر گیا۔ عامر مروان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مروان نے ایک گروہ کثیر کے ساتھ شیبان کے تعاقب پر مامور کر دیا۔ عامر رفتہ رفتہ جبل پہنچا اور پھر جبل سے روانہ ہو کر بیضاء فارس کی طرف جا نکلا۔ فارس میں ان دنوں عبداللہ بن معاویہ بن حبیب بن جعفر تھا۔ عبداللہ بن معاویہ نے عامر کو اپنا حریف سمجھ کر لشکر مرتب کیا اور بیضاء فارس سے کرمان چلا آیا۔ عامر نے یہ سن کر کرمان کا رخ کیا۔ مقابلہ پر پہنچ کر مورچہ بندی کر لی۔ لڑائی ہوئی عبداللہ بن معاویہ شکست کھا کر ہرات کی طرف بھاگ گیا اور عامر مع اپنے لشکر کے جیرفت میں شیبان اور خوارج سے جا بھڑا۔ اس معرکے میں خوارج کو شکست ہوئی اور ان کی لشکرگاہ لوٹ لی گئی۔ شیبان نے سجستان میں جا کر پناہ لی اور وہیں ۱۳۰ھ میں مر گیا۔

شیبان کا خاتمہ: بعض کا بیان ہے کہ مروان وشیبان سے موصل میں ایک ماہ تک لڑائی ہوئی تھی بعد ازاں شیبان نے شکست کھا کر فارس میں جا کر دم لیا۔ عامر بن ضیاء اس کے تعاقب میں تھا۔ جب شیبان کو فارس میں بھی پناہ ملتی نظر نہ آئی تو جزیرہ ابن کاوان چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ جس وقت سفاح تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے حارثہ بن خزیمہ کو جزیرہ بن کاوان میں خوارج سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ چنانچہ حارثہ مع ایک لشکر عظیم الشان کے بصرہ پہنچا اور بصرے سے کشتی پر سوار ہو کر جزیرہ ابن کاوان کو روانہ ہوا اور فضالہ بن نعیم نہشلی کو پانچ سو کی جمعیت سے شیبان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ پہلے ہی حملے میں شیبان شکست کھا کر عمان پہنچا۔ والی عمان جلندی بن مسعود بن جعفر بن جلندی سے لڑائی ہوئی۔ جلندی نے شیبان کو مع اس کے ہمراہیوں کے میدان جنگ میں مارڈالا۔ (یہ واقعہ ۱۳۴ھ کا ہے)

شیبان بن ہشام کا انجام: سلیمان بن ہشام مع اپنے خدام اور اہل وعیال کے بعد روانگی شیبان بجانب جزیرہ ابن کاوان کشتی پر سوار ہو کر ہند کی جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ سفاح کی خلافت کی بیعت لی گئی اور سلیمان یہ خبر پا کر اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سدیف خادم سفاح نے ذیل کے اشعار پڑھے۔

لا یغرفک ما تری من رجال
ان بین الضلوع داء دویا

فضع السیف و ارفع السوط حتیٰ
لا تری فوق ظهرها امویا

حمایۃ مرادی نے مع ایک گروہ کثیر کے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور ابن عطیہ اور اس کے ہمراہیوں سے کہا کہ تم لوگ چور ہو۔ ابن عطیہ نے مروان کا فرمان دکھایا۔ ابن حمایۃ اور اس کے ہمراہیوں نے اس کی تکذیب کی۔ لڑائی ہوئی ابن عطیہ مارا گیا۔

ملید بن جزملہ خارجی کا خروج: ان حوادث کے بعد خوارج کی ہوا ایسی بگڑی کہ تا زمان ظہور دولت عباسیہ کسی نے سر نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ سفاح کے بعد ابوالمنصور کی بیعت خلافت لی گئی۔

۱۳۷ھ کا دور آیا تو جزیرے میں ملید بن جزملہ شیبانی خارجی نے علم بغاوت بلند کیا۔ حکام جزیرہ نے ایک ہزار سواروں کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ملید نے پہلے ہی حملے میں ان کو شکست دے دی تب یزید بن حاتم مہلبی اور مہلہل بن صفوان (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) بعد ازاں خراسان کے سپہ سالاروں میں سے نزار پھر زیاد بن مشکان کچھ عرصہ بعد صالح بن صبیح یکے بعد دیگرے ملید کے مقابلے پر آئے اور ملید نے واحداً بعد واحدٍ سب کو شکست دی اور ان میں سے بعض کو قتل کر ڈالا۔ ان لوگوں کے شکست کھانے کے بعد حمید بن قحطبہ عامل جزیرہ میدان جنگ میں آیا۔ ملید نے اس کو بھی شکست دے دی۔ حمید نے ایک محفوظ مقام میں بھاگ کر پناہ لی اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ المنصور نے یہ خبر پا کر عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن برادر عبدالجبار کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ملید کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس کے ہمراہی زیاد بن مشکان بھی تھا۔ ملید نے قبل جنگ چھیڑنے کے ایک ہزار سواروں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جس وقت ملید اور عبدالعزیز میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک دوسرے پر تابڑ توڑ حملے کرنے لگے۔ ملید کے سواروں نے کمین گاہ سے نکل کر عبدالعزیز پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ عبدالعزیز کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے اکثر ہمراہی مار ڈالے گئے۔

ملید بن جزملہ کا خاتمہ: تب منصور نے حازم بن خزیمہ کو بسر افسری آٹھ ہزار خراسانی لشکر کے روانہ کیا۔ حازم موصل کے قریب پہنچا تو ملید نے یہ سن کر بہ قصد مقابلہ دجلہ کو عبور کیا۔ صف آرائی کی نوبت آئی۔ حازم کا میمنہ و میسرہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حازم اور اس کے ہمراہی پیادہ پا ہو کر تیر باری کرتے ہوئے ملید کی طرف بڑھے۔ ملید بھی حازم کی دیکھا دیکھی مع اپنے ہمراہیوں کے پیادہ پا ہو گیا۔ فریقین ایک دوسرے پر تیر مارتے ہوئے چلے آتے تھے۔ لڑائی کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ ملید کے میمنہ و میسرہ نے حملہ کیا۔ حازم کے لشکریوں نے وہ تیر بازی کی کہ خوارج قریب نہ آنے پائے۔ ملید مع آٹھ سو آدمیوں کے جو اس کے ساتھ پیادہ ہوئے تھے۔ میدان کارزار میں کام آ گیا اور تین سو آدمی اس کی طرف کے قبل پیادہ پا ہونے کے مارے جا چکے تھے باقی جو رہے وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضالہ افسر میمنہ نے تعاقب کیا اور ان میں سے تقریباً ڈیڑھ سو یا اس سے کچھ زیادہ آدمیوں کو مار ڈالا۔

حسان بن مخالد کا خروج: پھر ۱۴۸ھ میں عہد حکومت منصور ہی میں حسان بن مخالد بن مالک اجدع ہمدانی برادر مسروق نے اطراف موصل میں خروج کیا۔ موصل میں ان دنوں صفرہ بن نجدہ تھا۔ حرب بن عبداللہ کے بعد اس کو لشکر موصل کی سرداری دی گئی تھی۔ جونہی صفر حسان کے مقابلے پر آیا حسان نے اس کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا۔ بازار میں آگ لگا دی دکان داروں کو لوٹ لیا اور رقہ ہوتا ہوا دریا کی طرف آیا۔ کشتی پر سوار ہو کر سندھ کو روانہ ہو گیا۔ چونکہ اکثر خوارج اہل عمان سے تھے وہیں

ان لوگوں کا مجمع رہتا تھا۔ حسان نے خط و کتابت شروع کی۔ ان سے ملنے کی درخواست پیش کی۔ اہل عمان نے انکار کر دیا۔ حسان مجبور ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ صفر، حسن بن صالح بن حسان ہمدانی اور بلال قیسی ایک لشکر جرار کے ساتھ حسان سے جنگ کرنے کو آئے لڑائی ہوئی بالآخر صفر بھاگ گیا۔ حسن بن صالح اور بلال قید کر لئے گئے۔ حسان نے بلال کو مار ڈالا اور حسن کو زندہ رہنے دیا کیونکہ یہ ہمدانی تھا اس پر حسان کے بعض ہمراہیوں نے جانب داری کا الزام لگا کر علیحدگی اختیار کر لی۔

المنصور اور اہل موصل: حسان نے خوارج کے عقائد اپنے ماموں حفص بن اشیم سے سیکھے تھے۔ حفص بن اشیم فقہائے خوارج سے تھا۔ المنصور کو اس کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے تعجب سے کہا ''ہمدان سے خارجی'' حاضرین نے عرض کیا ''یہ حفص بن اشیم کا بھانجا ہے''۔ المنصور بولا ''تب ہی''۔ المنصور کو تعجب ہوا تھا کہ ہمدانی عام طور سے شیعان علی میں داخل تھے۔ المنصور کا اس واقعہ سے اہل موصل کی سرکوبی کو ایک عظیم الشان لشکر روانہ کرنے کا مصمم قصد ہو گیا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس سے پیشتر اقرار کر لیا تھا کہ اگر وہ لوگ کبھی بغاوت کریں یا خلاف خلافت عباسیہ کے خروج کریں تو ان کا ملک و مال و اسباب لوٹ لیا جائے اور خون مباح کر دیا جائے۔ فتویٰ لینے کی غرض سے علمائے وقت ابو حنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شہرمہ دربار خلافت میں بلائے گئے۔ مسئلہ پیش کیا گیا۔ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شہرمہ نے نرمی و ملاطفت اور درگزر کرنے کی رائے دی۔ ابو حنیفہ نے ان لوگوں سے اختلاف کر کے کہا ((اباحوا ما لا یملکون کما اباحت امراۃ فرجاً)) بغیر عقد شرعی (ان لوگوں نے اس چیز کو مباح کیا جس کے وہ خود مالک نہ تھے جیسا کہ کوئی عورت اپنی شرم گاہ کو کسی کے لئے بغیر عقد شرعی کے مباح کر دے) المنصور یہ سن کر ہنس پڑا اور اہل موصل کی خون ریزی سے رک گیا۔

یوسف بن ابراہیم کا خروج: ۱۶۰ھ المہدی کے عہد حکومت میں یوسف بن ابراہیم المعروف بہ برم نے خراسان میں خروج کیا۔ ایک گروہ کثیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ مہدی نے یزید بن مزید شیبانی برادرزادہ معن بن زائدہ کو اس کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا۔ ایک بڑی خون ریز جنگ کے بعد یزید نے یوسف کو مع اس کے چند ہمراہیوں کے گرفتار کر کے پا زنجیر مہدی کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ نہروان پہنچے تو تذلیل کی نظر سے یوسف کو اونٹ پر دم کی جانب منہ کر کے سوار کرایا اسی صورت سے یوسف مع اپنے ہمراہیوں کے رصافہ میں داخل کیا گیا۔ خلیفہ مہدی کے حکم سے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے بعد ازاں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ بھی حروری تھا اور اس نے پوشنج امرالروز، طالقان اور جوزجان پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان دنوں مصعب بن زریق جد طاہر بن حسین پوشنج کا امیر تھا مگر یوسف کے خوف سے پوشنج چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ یوسف کے منجملہ ہمراہیوں کے معاذ فاریابی بھی تھا جو اس کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تھا۔

حمزہ بن مالک کا خروج: ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی ہی کے دور حکومت میں حمزہ بن مالک خزاعی نے جزیرے میں علم بغاوت بلند کیا۔ جس کے فرو کرنے پر منصور بن زیاد صاحب الخراج (افسر محکمہ مال مقرر کیا گیا۔ لیکن حمزہ پہلے ہی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگ نکلا اس سے حمزہ کی قوت بہت بڑھ گئی۔ اطراف و جوانب پر ہاتھ مارنے کا قصد کیا۔ ہنوز اس کی نوبت نہ آنے پائی تھی کہ حمزہ کے بعض ہمراہیوں نے سازش کر کے اس کی پُر حوصلہ زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

یسٰین خارجی کا خروج: اس کے بعد آخری زمانہ مہدی میں بنو تمیم کے ایک خارجی یسٰین نامی نے سرزمین موصل میں خروج کیا۔ جس کے خیالات صالح بن مسرح سے بہت زیادہ ملتے جلتے تھے۔ لشکر موصل اس کے مقابلے پر گیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگ نکلا۔ یسٰین اکثر دیار ربیعہ و جزیرہ پر قابض و متصرف ہو گیا۔ تب خلیفہ مہدی نے اپنے سپہ سالار ابو ہریرہ محمد بن فرخ و ہرثمہ بن اعین (بنو ضبہ کے غلام آزاد) کو یسٰین کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابو ہریرہ و ہرثمہ نے نہایت استقلال و ثابت قدمی سے یسٰین کا مقابلہ کیا۔ یہاں تک کہ یسٰین مع اپنے چند ہمراہیوں کے مارڈالا گیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے۔

ولید بن ظریف کا خروج: خلیفہ رشید کے دور حکومت ۸ے۱ھ میں بنو تغلب سے ولید بن ظریف خارجی نے جزیرہ میں سر اٹھایا۔ نصیبین میں ابراہیم بن حازم بن خزیمہ سے لڑائی ہوئی ابراہیم مارا گیا جس سے ولید کے حوصلے بڑھ گئے۔ جوش مردانگی میں ارمینیہ کی طرف بڑھا بیس روز تک خلاط کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل خلاط نے بیس ہزار درہم فدیہ دے کر اپنی جان بچائی۔ ولید نے خلاط سے محاصرہ اٹھا کر آذربائیجان کا قصد کیا۔ پھر آذربائیجان سے روانہ ہو کر حلوان و سرزمین سواد ہوتا ہوا دجلہ کو مغرب کی جانب سے عبور کیا اور سرزمین جزیرہ میں پہنچ کر قیام کیا۔ خلیفہ الرشید نے یزید بن مزید بن زائد شیبانی برادر زادہ معن بن زائدہ کو بسر افسری ایک عظیم الشان لشکر کے مقابلے پر روانہ کیا۔ یزید بن مزید نے موقع جنگ پر پہنچ کر مصلحتاً لڑائی نہ چھیڑی۔ چونکہ یزید سے برامکہ کو رقابت کا خیال تھا۔ خلیفہ الرشید سے جڑ دیا'' کہ یزید بن مزید ولید سے بہ نظر ترحم جنگ نہیں کرتا کیونکہ دونوں وائل کے شاخ و پیوند ہیں''۔

ولید بن ظریف کا قتل: خلیفہ الرشید نے ایک عتاب آموز فرمان یزید کے پاس بھیج دیا۔ یزید نے رمضان ۹ے۱ھ میں جنگ شروع کر دی۔ خوارج نے نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر ولید مارا گیا۔ سر اتار کر الرشید کے پاس بھیج دیا گیا۔ یہ واقعہ شام کا ہے۔ صبح ہوئی تو ولید کی بہن لیلیٰ بنت ظریف مسلح ہو کر میدان جنگ میں آئی لوگوں پر حملہ کرنے لگی یزید لوگوں کو روک کر آگے بڑھا اور اس کے سر پر ایک نیزہ مار کر کہا'' کیوں مردار! تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے خاندان کو رسوا کیا''۔ لیلیٰ یہ سن کر شرما گئی۔ اپنے مقتول بھائی کا مرثیہ کہتی ہوئی لوٹ کھڑی ہوئی جس کے یہ دو اشعار ہیں ؎

ایا شجر الخابور مالک مورقا
کانک لم تجزع علی ابن ظریف
فتی لا یحب الزاد الا من التقی
ولا المال الا من قنا و سیوف

''اے درخت خابور[1] تجھے کیا ہو گیا ہے تو سرسبز ہو رہا ہے شاید تو نے ابن ظریف پر جزع و فزع نہیں کیا۔ وہ ایسا مرد تھا کہ جو تقویٰ کے سوا کسی زاد کو پسند نہ کرتا تھا اور نہ کسی مال کی سوائے نیزہ و تلوار کے خواہش کرتا تھا''۔

ان واقعات کے بعد خوارج کا دور دورہ عراق و شام سے جاتا رہا۔ اگر کسی نے کہیں پر متفرق طور سے شاذ و نادر سر

---

[1] خابور ایک درخت کا نام ہے جس کے پھول، کلیاں نہایت خوش رنگ ہوتے ہیں باغوں میں زینت و خوبصورتی کی غرض سے لگانا چاہئے۔

اٹھایا تو مقامی حکام نے فوراً سر کچل دیا۔ باستثناء خوارج بربر کے جو افریقہ میں تھے کیونکہ دعوت خارجیہ ان میں اس زمانے میں شیوع پذیر ہوئی تھی جب سے کہ ظفری ۱۲۳ھ میں افریقیہ گیا تھا۔ اس کے بعد اباضیہ وصفریہ کی دعوت بربر میں سے ہوارہ لمایہ نفزہ اور مغلیہ میں اور زناتہ میں سے بنو معراوہ بنو یفرن میں پھیل گئی۔ چنانچہ اخبار بربر میں بیان کیا جائے گا کہ خوارج سے بنو رستم کی ایک دولت مغرب اوسط میں تھی جس کو ہم اخبار بربر میں تحریر کریں گے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں لوگوں میں سے عہد حکومت عبیدیین میں خلفاء قیروان ابو یزید بن مخلد مغربی افریقہ چلا گیا۔ اس سے اور خلفاء عبیدیین سے اکثر لڑائیاں ہوئیں جن کو ہم ان کے مواقع پر بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد یوماً فیوماً خوارج گرتے ہی گئے۔ یہاں تک کہ قوائے حکومت مضمحل ہو گئے۔ ان کی جماعت منتشر و متفرق ہو گئی۔ اب ان کے آثار بربر کے اعقاب میں باقی ہیں جن کا زمانہ دور اول میں گزرا ہے۔ اس[1] تک صحراء بلادِ زناتہ میں ان کا اثر قصور ریغ ووادیہ اور شعوب زناتہ سے مغراوہ میں باقی ہے۔ جو راہبیہ کے نام سے موسوم اور عبداللہ بن وہب راہبی کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ یہ پہلا شخص ہے جس کی عہد خلافت علی بن ابی طالب میں بیعت کی گئی تھی اس زمانہ تک بہ وجہ دوری تھا یہ اہل وسنت جماعت وہ لوگ اپنے انہیں خیالات بدگی فاسد میں گرفتار ہیں۔

اسی طرح طرابلس وزناتہ میں اس مذہب کا بہ وجہ مجاورت بربر ایک اثر باقی ہے اور لوگ اس مذہب کے پابند ہیں۔ ان بلاد سے اس وقت تک ہمارے پاس رسائل اور بڑی بڑی کتابیں ان کی فقہ وعقائد وفروع کی آئی ہیں جن کا منشاء سنت و طریق سنت کے مٹانے کا ہے مگر باوجود اصول فاسد ہونے کے ان کا طریقہ تالیف وترتیب نہایت نفیس ہوتا ہے۔

اطراف بحرین وعمان میں بلادِ حضر موت وشرقی یمن اور اطراف موصل میں بھی ان کے آثار ہر دولت کے پائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ علی بن مہدی نے خولان سے یمن میں خروج کیا اور اس مذہب کی علانیہ دعوت دی۔ اتفاق سے اس وقت جو لوگ ملوک یمن تھے۔ وہ ان پر غالب آئے اور بنو صلیحی نے ان کو پامال کر ڈالا۔ جو دعوت عبیدیین شیعہ کے بانی تھے اور یمن کے ان ممالک کو جو ان کے قبضے میں تھے چھین لیے۔ زبید اور اطراف زبید پر بھی بنو نجاح وابن زیاد کے موالی (آزاد غلاموں) سے قبضہ لے لیا۔ جیسا کہ ہم ان سب کو اخبار میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ مناسب ہے کہ ناظرین ان مقامات میں ان حالات کو ملاحظہ فرمائیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت بلادِ حضر موت (ملک یمن) میں اس گروہ کے کچھ لوگ باقی ہیں:

((واللہ یضل من یشاء و یھدی من یشاء))

زمانہ خلفاء اربعہ (رضی اللہ عنہم) اور ان کے بعد عہد حکومت بنو امیہ میں بھی اسلام کی زمام حکومت بہ اجتماع عصبیت عرب برابر ایک ہی دولت اور ایک ہی شخص کے قبضے میں رہی۔ اس کے بعد شیعہ کی حکومت کا ظہور ہوا۔ یہ لوگ اہل بیعت کے دعاۃ تھے مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ دعاۃ بنو عباس ان پر غالب آ گئے اور یہی حکومت وخلافت کی کرسی پر مستقل طور

1 یعنی آٹھویں صدی ہجری زمانہ تحریر تاریخ ہذا (مترجم)

سے بیٹھ گئے۔ بنو امیہ کے باقی ماندہ اقارب بھاگ کر اندلس پہنچے۔ اندلس میں دوبارہ ان کی حکومت کو ان کے موالی (آزاد غلاموں) نے جو وہاں پر تھے اور ان لوگوں نے جو بھاگ گئے تھے قائم کیا۔ اس لئے یہ لوگ دعوت بنو عباس میں شریک نہ ہوئے اور اس وجہ سے اسلامی حکومت بہ وجہ افتراق عصبیت عرب' دو حکومتوں میں منقسم ہوگئی۔ بعد ازاں دعاۃ اہل بیت علویہ مغرب و عراق میں ظاہر ہوئے اور خلفائے بنو عباس سے منازعت کی اور ممالک بعیدہ مثلاً مغرب اقصیٰ میں ادراسہ' عبید بن قیروان و مصر پر' قرامطہ بحرین پر اور دواعی طبرستان دیلم اور اطروش پر متصرف ہو گئے۔ مذکورہ وجوہات کے باعث اسلامی حکومت کئی متفرق حکومتوں پر منقسم ہوگئی جن کو ہم یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔

ابتداً ہم شیعوں کے حالات معرضِ تحریر میں لائیں گے کہ کیوں کر ان کی حکومت کی بنا پڑی اور پھر کس طرح عباسیہ کے قبضہ میں یہ حکومت چلی گئی۔ ان کے انقضاء حکومت کے حالات بیان کر کے اندلس کے دولت بنو امیہ کا تذکرہ ہدیۂ ناظرین کریں گے۔ اس کے بعد دولتِ عباسیہ کے دعاۃ کی دولت کی طرف رجوع کریں گے۔ جو اطراف عرب و عجم قائم ہوئی تھی۔

بحمد اللہ

✡✡✡